

سُنَنُ ابُو دَاوُدَ (اُدو)

کتابُ الجہاد (جلد سوم) کتابُ الاطعمۃ

تالیف

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و فوائد

فضیلہ شیخ ابوعمار عسقرارق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

تقریراتی، تنقیح و اضافہ

حافظ صمدی صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

www.ircpk.com

دارالاسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

www.KitaboSunnat.com

٢٤٢٨ھ

فہرست مکتبہ السلف فہد الوطنیۃ أثناء النشر

ابوداؤد السجستانی، سلیمان بن الأشعث

سنن ابوداؤد: المجلد الثالث / سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانی - الرياض، ١٤٢٨ھ

ص: ٩٧٣ مقاس: ٢٤x١٧ سم

ردمک: ٩٩٦٠-٩٩٢٧-٥-٦

(الكتب باللغة الاردية)

١- الحديث - سنن أ. العنوان

ديوي ٢٣٥،٤ ١٤٢٨/٢٦٥٢

رقم الإيداع: ١٤٢٨/٢٦٥٢

ردمک: ٩٩٦٠-٩٩٢٧-٥-٦

٢٤٢٨ھ
١-٥-٦

سعودی عرب (میدائش)

پست بکس: 22743 آڑوی: 11416 سوئی عرب فون: 4033962-4043432 00966 1 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.dar-us-salam.com

● طریقہ کار: الشیخ الزیلعی فون: 4614483 00966 1 فیکس: 4644945 ● الملز: الزیلعی فون: 4735220 فیکس: 4735221

● سولیم فون: 2860422 00966 1 فیکس: 6879254 00966 2 فیکس: 6336270

● مدینہ منورہ: 8234446-04 00966 فیکس: 8151121-04 فیکس: 72207055 00966 7 فیکس: 6255925 سولیم: 0500710328

● الفیر فون: 8692900 00966 3 فیکس: 8691551

● شارجه فون: 5632623 00971 6 فیکس: 7220419 001 713

فیکس: 7220431

فیکس: 5632624

● لندن فون: 208 539 4885 0044

فیکس: 6255925 001 718

فیکس: 208 5394889

فیکس: 6251511

پاکستان (میدائش و مرکزی شوزوم)

● 36- نوزال، کیکرزیٹ ٹاؤن، لاہور

فون: 7110081-711023-7232400-7240024 0092 42 فیکس: 7354072

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

● غزنی شریک: اندر بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

● ٹون، اکیٹ آقبال ٹاؤن، لاہور فون: 7846714

● کراچی شوزوم (D.C.H.S) Z-110, 111 بین ملز روڈ کراچی

فون: 4393936-21-0092 فیکس: 4393937

Email: darussalamilchi@darussalampk.com

● اسلام آباد شوزوم F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

جلد سوم

سُنَنُ الْبُودَاوُدَ (اُردو)

کتابُ الجہاد — کتابُ لاطعمۃ

تالیف

امام البوداؤد سلیمان بن شعث بجاتی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و فوائد

فیاض ابوعمار عسافر فارق سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ

تقرانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ

جدید عصری مسائل

پروفیسر محمد سعید کمالی رحمۃ اللہ علیہ

دارالاسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
اسلام آباد • کراچی • لندن • میونسٹن • نیو یارک



فہرست مضامین (جلد سوم)

www.KitaboSunnat.com

37	۱۵ کتاب الجہاد	۱۵ کتاب الجہاد
40	باب: ہجرت کا بیان اور دیہات میں سکونت	۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَجْرَةِ وَشُكْنَى الْبُذَى
41	باب: کیا ہجرت حقطع ہو چکی ہے؟	۲- بَابُ فِي الْهَجْرَةِ هَلْ انْقَطَعَتْ
43	باب: دیار شام میں سکونت اختیار کرنا	۳- بَابُ فِي سُكْنَى الشَّامِ
44	باب: جہاد ہمیشہ جاری رہے گا	۴- بَابُ فِي دَوَامِ الْجِهَادِ
45	باب: جہاد کا ثواب	۵- بَابُ فِي ثَوَابِ الْجِهَادِ
45	باب: ممنوع سیاحت	۶- بَابُ فِي التَّنْهِي عَنِ السَّيَاحَةِ
46	باب: جہاد سے واپس لوٹنے کا ثواب	۷- بَابُ فِي فَضْلِ الْقُلُوبِ فِي الْغَزْوِ
46	باب: دوسری قوموں کے مقابل رومیوں سے قتال	۸- بَابُ فَضْلِ قِتَالِ الرُّومِ عَلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْأُمَمِ
47	باب: کی فضیلت	
47	باب: غزوے کی غرض سے سندر کا سفر کرنا	۹- بَابُ فِي رُحُوبِ الْبَحْرِ فِي الْغَزْوِ
48	باب: سندر میں غزوے کی فضیلت	۱۰- بَابُ فَضْلِ الْغَزْوِ فِي الْبَحْرِ
52	باب: کافر کو قتل کرنے والے کی فضیلت	۱۱- بَابُ فِي فَضْلِ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا
52	باب: غیر مجاہدین پر مجاہدوں کی خواتین کی حرمت	۱۲- بَابُ فِي حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ
52	باب: احترام کا بیان	
53	باب: جو لنگر قیمت نہیں پاتا	۱۳- بَابُ فِي الشَّرِيَةِ نُخْفِئُ
54	باب: دوران جہاد میں اللہ کے ذکر کے ثواب کا پورا حاد	۱۴- بَابُ فِي تَضْعِيفِ الذِّكْرِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
55	باب: جو شخص ستر جہاد میں وفات پا جائے	۱۵- بَابُ فِي مَنْ مَاتَ غَارِبًا
55	باب: دشمن کے مقابلے میں مورچہ بندی کی فضیلت	۱۶- بَابُ فِي فَضْلِ الرِّبَاطِ
56	باب: جہاد میں پھر سے داری کی فضیلت	۱۷- بَابُ فِي فَضْلِ الْحَرَسِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
58	باب: جہاد چھوڑ دینے کی مذمت	۱۸- بَابُ كَرَاهِيَةِ تَرْكِ الْغَزْوِ
	باب: خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں کے نفیر	۱۹- بَابُ فِي نَسْخِ تَغْيِيرِ الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ

- 60 (جہاد میں جانے) کا منسوخ ہونا
باب: کسی (مقتول) عذر کے باعث جہاد کے لیے
61 نہ جانا درست ہے
63 باب: جو چیز غزوے سے کفایت کرتی ہے
64 باب: جرأت اور بزدلی کا بیان
باب: آیت کریمہ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى
65 التَّهْلُكَةِ﴾ کی تفسیر
باب: تیر اندازی کی فضیلت
66 باب: دنیا کی طلب میں غزوہ کرنے والا
67 باب: جو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی نیت سے قتال کرے
69 باب: شہادت کی فضیلت
70 باب: شہید سفارش کرے گا
72 باب: شہید کی قبر پر نور کا نظر آنا
73 باب: تنخواہ اور مزدوری طے کر کے جہاد کرنا
74 باب: جہاد میں مادی بدلہ لے لینے کی رخصت
75 باب: ایسا انسان جو محض مزدوری ہی پر جہاد کرے
76 باب: اگر کوئی مال باپ کی رضامندی کے بغیر جہاد کرے
77 باب: خواتین بھی جہاد میں حصہ لے سکتی ہیں
79 باب: ظالم حکام کی زیر قیادت جہاد کرنا
79 باب: کسی دوسرے کی سواری پر جہاد کیلئے جانا
80 باب: جو کوئی جہاد میں ثواب اور غنیمت کی نیت رکھتا ہو
81 باب: انسان جو اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالے
82 باب: جو شخص اسلام لائے اور اسی وقت اللہ کی راہ میں
83 قتل کر دیا جائے
باب: جو شخص اپنا ہی ہتھیار لگنے سے فوت ہو جائے
85
- ۱۹- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْقُعُودِ مِنَ الْعُذْرِ
۲۰- بَابُ مَا يُجْزَى مِنَ الْغَزْوِ
۲۱- بَابُ فِي الْجُرْأَةِ وَالْجُبْنِ
۲۲- بَابُ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى
التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ۱۹۵]
۲۳- بَابُ فِي الرَّمْيِ
۲۴- بَابُ فِيمَنْ يَغْزُو وَيَلْتَمِسُ الدُّنْيَا
--- بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِيَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا
۲۵- بَابُ فِي فَضْلِ الشَّهَادَةِ
۲۶- بَابُ فِي الشَّهِيدِ يَشْفَعُ
۲۷- بَابُ فِي الثَّوْرِ يُرَى عِنْدَ قَبْرِ الشَّهِيدِ
۲۸- بَابُ فِي الْجَعَائِلِ فِي الْغَزْوِ
۲۹- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي أَخْذِ الْجَعَائِلِ
۳۰- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَغْزُو بِأَجْرِ الْخِدْمَةِ
۳۱- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَغْزُو وَأَبَوَاهُ كَارِهَانِ
۳۲- بَابُ فِي النِّسَاءِ يَغْزُونَ
۳۳- بَابُ فِي الْغَزْوِ مَعَ أَيْمَةِ الْجَوْرِ
۳۴- بَابُ الرَّجُلِ يَتَحَمَّلُ بِمَالٍ غَيْرِهِ يَغْزُو
۳۵- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَغْزُو يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالْغَنِيمَةَ
۳۶- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَسْرِي نَفْسَهُ
۳۷- بَابُ فِيمَنْ يُسْلِمُ وَيُقْتَلُ مَكَانَهُ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ تَعَالَى
۳۸- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ بِسِلَاحِهِ

- ۳۹- بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ اللِّقَاءِ باب: جنگ کے وقت دعا کی قبولیت کا بیان 86
- ۴۰- بَابُ فِيمَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ باب: شہادت کی دعا کی فضیلت 87
- ۴۱- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ جَزْ تَوَاصِي الْخَيْلِ وَأَذْنَابِهَا باب: گھوڑوں کی پیشانیوں اور دُوسوں کے بال کاٹنا 88
- ۴۲- بَابُ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ أَلْوَانِ الْخَيْلِ باب: گھوڑوں میں کون سے رنگ پسندیدہ اور مکروہ ہے 88
- بَابُ هَلْ تُسَمَّى الْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا؟ باب: مادہ گھوڑی کو ”فرس“ کہنا؟ 89
- ۴۳- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخَيْلِ باب: وہ گھوڑے جو پسندیدہ نہیں ہیں 90
- ۴۴- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقِيَامِ عَلَى الدَّوَابِّ وَالْبَهَائِمِ باب: جانوروں اور چوپایوں کی خدمت اور خبر گیری کرنے کا حکم 91
- بَابُ فِي نَزْوِلِ الْمَنَازِلِ باب: کسی منزل پر پڑاؤ کرنے کا ایک ادب 93
- ۴۵- بَابُ فِي تَقْلِيدِ الْخَيْلِ بِالْأَوْتَارِ باب: گھوڑوں کے گلوں میں تانت ڈالنا 93
- بَابُ إِكْرَامِ الْخَيْلِ وَارْتِبَاطِهَا وَالْمَسْحِ عَلَى أَكْفَالِهَا باب: گھوڑوں کی دیکھ بھال اچھی طرح کرنے باندھ کر رکھنے اور ان کے سرینوں پر ہاتھ 94
- ۴۶- بَابُ فِي تَغْلِيْقِ الْأَجْرَاسِ باب: جانوروں کو گھنٹیاں باندھنے کا مسئلہ 94
- ۴۷- بَابُ فِي رُكُوبِ الْجَلَالَةِ باب: گندگی خور جانور پر سوار ہونا 95
- ۴۸- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُسَمَّى دَابَّتَهُ باب: جانور کا نام رکھنا 96
- ۴۹- بَابُ فِي النَّدَاءِ عِنْدَ التَّغْيِيرِ يَا خَيْلَ اللَّهِ ارْكَبِي باب: نفیر (جہاد کیلئے روانگی) کے وقت یوں آواز دینا کہ اے اللہ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ 97
- ۵۰- بَابُ التَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الْبُهِيمَةِ باب: جانور کو لعنت کرنے کی ممانعت 97
- ۵۱- بَابُ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ باب: جانوروں کو آپس میں لڑانا 98
- ۵۲- بَابُ فِي وَسْمِ الدَّوَابِّ باب: جانوروں کو نشان لگانا 98
- ۵۳- بَابُ التَّهْيِ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوُجُوهِ وَالصُّرَبِ باب: چہرے پر مارنا یا اس پر داغ لگانا منع ہے 99
- ۵۴- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْحُمْرِ تُنْزَى عَلَى الْخَيْلِ باب: گدھوں کی گھوڑیوں سے جفتی کرانے میں کراہت 99

- ۵۴- بَابٌ فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةِ عَلَى دَابَّةٍ باب: ایک سواری پر تین افراد کا سوار ہونا 100
- ۵۵- بَابٌ فِي الْوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ باب: جانوروں پر کھڑے ہونا 101
- ۵۶- بَابٌ فِي الْجَنَائِبِ باب: بازو میں چلنے والی سواریاں 101
- ۵۷- بَابٌ فِي سُرْعَةِ السَّيْرِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّعْرِيسِ فِي الطَّرِيقِ باب: جلدی چلنے کا بیان اور راہ گزر پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت 102
- بَابٌ فِي الدَّلْحَةِ باب: رات کے پہلے پہر سفر کرنے کا بیان 103
- ۵۸- بَابٌ رَبُّ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِهَا باب: سواری کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ آگے بیٹھے 103
- ۵۹- بَابٌ فِي الدَّابَّةِ تُعَرِّقُ فِي الْحَرْبِ باب: جنگ میں جانوروں کی کونچیں کاٹنی پڑیں تو جائز ہے 104
- ۶۰- بَابٌ فِي السَّبَقِ باب: مقابلہ بازی کا بیان 105
- ۶۱- بَابٌ فِي السَّبَقِ عَلَى الرَّجُلِ باب: پیدل دوڑ میں مقابلے کا بیان 107
- ۶۲- بَابٌ فِي الْمُحَلِّلِ باب: گھوڑ دوڑ میں محلل کا شریک ہونا 107
- ۶۳- بَابٌ فِي الْجَلْبِ عَلَى الْخَيْلِ فِي السَّبَاقِ باب: گھوڑ دوڑ میں جَلْب (اور جُکب) کا بیان 108
- ۶۴- بَابٌ فِي السَّيْفِ يُحَلَّى باب: تلوار کو چاندی سے مزین کرنا 109
- ۶۵- بَابٌ فِي النَّبْلِ يَدْخُلُ فِي الْمَسْجِدِ باب: تیرے کر مسجد میں داخل ہونا 110
- ۶۶- بَابٌ فِي النَّهْيِ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوكًا باب: ننگی تلوار لینا دینا منع ہے 111
- ۶۷- بَابٌ النَّهْيِ أَنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ باب: چمڑے کے ٹکڑے کو دو انگلیوں میں رکھ کر کاٹنا منع ہے 111
- ۶۸- بَابٌ فِي نُبْسِ الدُّرُوعِ باب: کئی زریں پہننے کا بیان 112
- ۶۹- بَابٌ فِي الرِّبَاطِ وَالْأَلْوِيَةِ باب: (جہاد میں) پرچم اور جھنڈیوں کا بیان 112
- ۷۰- بَابٌ فِي الْإِتِّصَارِ بِرُذُلِ الْخَيْلِ وَالضَّعْفَةِ باب: معمولی گھوڑوں اور بے کس لوگوں کے حوالے سے مدد کی دعا کرنا 114
- ۷۱- بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُنَادِي بِالشَّعَارِ باب: آدمی کسی شعار (کوڑ) کے ساتھ پکارے 114
- ۷۲- بَابٌ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَافَرَ باب: آدمی سفر کے وقت کون سی دعا پڑھے؟ 115
- ۷۳- بَابٌ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْوَدَاعِ باب: مسافر کو الوداع کہنے کی دعا 117

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

- ۷۶- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَكِبَ
باب: آدمی سوار ہو کر کون سی دعا پڑھے؟ 118
- ۷۷- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا نَزَلَ الْمَنْزِلَ
باب: انسان جب کسی منزل پر پڑاؤ کرے تو کیا کہے؟ 119
- ۷۸- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ السَّيْرِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ
باب: شروع رات میں سفر کی ممانعت 120
- ۷۹- بَابُ فِي أَيِّ يَوْمٍ يُسْتَحَبُّ السَّفَرُ
باب: کون سے دن سفر کرنا مستحب ہے؟ 121
- ۸۰- بَابُ فِي الْإِيْتِكَارِ فِي السَّفَرِ
باب: سفر کے لیے صبح نکلتا (مستحب ہے) 121
- ۸۱- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُسَافِرُ وَخَذَهُ
باب: انسان کا اکیلے سفر کرنا (مکروہ ہے) 122
- ۸۲- بَابُ فِي الْقَوْمِ يُسَافِرُونَ يُؤْمَرُونَ أَحَدَهُمْ
باب: جب ایک جماعت سفر کر رہی ہو تو اپنے میں سے ایک آدمی کو اپنا امیر بنالیں 123
- ۸۳- بَابُ فِي الْمُضْحَفِ يُسَافِرُ بِهِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ
باب: دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانا 124
- ۸۴- بَابُ فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُبُوشِ وَالرُّفَقَاءِ
باب: لشکروں، رفقاء اور سرایا میں مستحب تعداد کا بیان 124
- ۸۵- بَابُ فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ
باب: (قتال کے موقع پر) کفار کو اسلام کی دعوت دینا 125
- ۸۶- بَابُ فِي الْحَرْقِ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ
باب: دشمن کے علاقے میں آگ لگانے کا مسئلہ 128
- ۸۷- بَابُ فِي بَعَثِ الْعُيُونِ
باب: جاسوس بھیجنے کا بیان 129
- ۸۸- بَابُ فِي ابْنِ السَّبِيلِ يَأْكُلُ مِنَ الثَّمَرِ وَيَشْرَبُ
باب: مسافر کسی باغ یا غلے کے پاس سے گزرے تو 129
- ۸۹- بَابُ فِي اللَّبَنِ إِذَا مَرَّ بِهِ
باب: (بغیر اجازت پھل) کھجور (وغیرہ) کھا سکتا..... 129
- ۹۰- بَابُ مَنْ قَالَ: إِنَّهُ يَأْكُلُ مِمَّا سَقَطَ
باب: درختوں سے گرا پڑا پھل کھا لینے کی رخصت کا بیان 131
- ۹۱- بَابُ فِيمَنْ قَالَ لَا يَحْلُبُ
باب: بغیر اجازت جانوروں کا دودھ نکالنا ممنوع ہے 132
- ۹۲- بَابُ فِي الطَّاعَةِ
باب: اطاعت کا بیان 132
- ۹۳- بَابُ مَا يُؤْمَرُ مِنَ انْقِصَامِ الْعُسْكَرِ وَسَعْيِهِ
باب: لشکریوں کا مل کر قریب قریب رہنا اور ان کا کشادہ ہونا 134
- ۹۴- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ
باب: دشمن سے دو بدو ہونے کی تمنا کرنا پسندیدہ نہیں 136
- ۹۵- بَابُ مَا يُدْعَى عِنْدَ اللَّقَاءِ
باب: دشمن سے آمنا سامنا ہو تو کیا دعا کی جائے؟ 137
- ۹۶- بَابُ فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ
باب: (قتال سے پہلے) مشرکین کو دعوت دینے کا مسئلہ 137
- ۹۷- بَابُ الْمَكْرِ فِي الْحَرْبِ
باب: جنگ میں کمر (چال) کا بیان 139



- ۹۳- بَابُ فِي الْبَيَاتِ باب: شب خون کا بیان 140
- ۹۴- بَابُ لُزُومِ السَّاقَةِ باب: (امیر المجاہدین) ساقہ کے ساتھ رہے 140
- ۹۵- بَابُ عَلَى مَا يُقَاتِلُ الْمُشْرِكُونَ باب: کس بنا پر مشرکوں سے قتال کیا جائے؟ 141
- بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ مَنْ اغْتَصَمَ بِالسُّجُودِ باب: جو شخص سجدہ کر کے پناہ چاہے اس کا قتل کرنا ممنوع ہے 144
- ۹۶- بَابُ فِي التَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْفِ باب: کفار سے مقابلے میں بھاگ جانے کا مسئلہ 145
- ۹۷- بَابُ فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْكُفْرِ باب: ایسا قیدی جسے کفر بدلنے پر مجبور کر دیا جائے 148
- ۹۸- بَابُ فِي مُحْكَمِ الْجَاسُوسِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا باب: جو کوئی مسلمان ہوتے ہوئے مسلمانوں کی جاسوسی کرے 149
- ۹۹- بَابُ فِي الْجَاسُوسِ الذَّمِّي باب: کوئی ذمی (کافر) مسلمانوں کی جاسوسی کرے تو؟ 151
- ۱۰۰- بَابُ فِي الْجَاسُوسِ الْمُسْتَأْمِنِ باب: جاسوس جو پروانہ امن لے کر آیا ہو 152
- ۱۰۱- بَابُ فِي أَيِّ وَقْتٍ يُسْتَحَبُّ اللَّقَاءُ باب: جنگ کے لیے کون سا وقت بہتر ہوتا ہے؟ 154
- ۱۰۲- بَابُ فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الصَّمْتِ عِنْدَ اللَّقَاءِ باب: دورانِ قتال میں خاموشی کا حکم 155
- ۱۰۳- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَرَجَّلُ عِنْدَ اللَّقَاءِ باب: مجاہد کا قتال کے وقت پیدل ہو جانا 156
- ۱۰۴- بَابُ فِي الْخِيَلِ فِي الْحَرْبِ باب: دورانِ جنگ غرور و تکبر کا اظہار مباح ہے 156
- ۱۰۵- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُسْتَأْسَرُ باب: آدمی جس سے قیدی بن جانے کا مطالبہ کیا جائے 157
- ۱۰۶- بَابُ فِي الْكُمَاءِ باب: کمین گاہ میں بیٹھے والوں کا بیان 159
- ۱۰۷- بَابُ فِي الصُّفُوفِ باب: جنگ میں صف بندی کا بیان 160
- ۱۰۸- بَابُ فِي سَلِّ السُّيُوفِ عِنْدَ اللَّقَاءِ باب: فکراؤ کے وقت تلوار سونپنا 161
- ۱۰۹- بَابُ فِي الْمُبَارَزَةِ باب: جنگ میں مقابلے کے لیے لاکارنا 161
- ۱۱۰- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُثَلَّةِ باب: مقتول کی ناک کان وغیرہ کا ٹھکانا جائز ہے 162
- ۱۱۱- بَابُ فِي قَتْلِ النِّسَاءِ باب: عورتوں کو قتل کرنا منع ہے 163
- ۱۱۲- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ حَرْقِ الْعَدُوِّ بِالنَّارِ باب: دشمن کو آگ میں جلانا ناجائز ہے 166
- ۱۱۳- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُكْرِي دَابَّتَهُ عَلَى النِّصْفِ أَبَوِ السَّهْمِ باب: جہاد میں غنیمت سے ملنے والے نصف یا پورے حصے کے بدلے جانور کرائے پر دینا 167

168	باب: قیدی کو باندھنا	۱۱۴- بَابُ فِي الْأَسِيرِ يُؤْتَى
	باب: قیدی کو مار پیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور	۱۱۵- بَابُ فِي الْأَسِيرِ يُنَالُ مِنْهُ وَيُضْرَبُ [وَيُعْرَضُ]
172	اقرار کرنا	
	باب: اسلام قبول کرنے کے لیے قیدی پر جبر کرنا	۱۱۶- بَابُ فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ
174	مناسب نہیں	
	باب: قیدی کو اسلام کی دعوت دیے بغیر قتل کر ڈالنے	۱۱۷- بَابُ قَتْلِ الْأَسِيرِ وَلَا يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ
174	کا مسئلہ	
177	باب: قیدی کو باندھ کر قتل کرنا	۱۱۸- بَابُ فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ صَبْرًا
178	باب: قیدی کو تیر مار کر قتل کرنا	۱۱۹- بَابُ فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ بِالسَّبْلِ
	باب: فدیہ لیے بغیر احسان کرتے ہوئے قیدی کو	۱۲۰- بَابُ فِي الْمَنْ عَلَى الْأَسِيرِ بِغَيْرِ فِدَاءٍ
179	ویسے ہی رہا کر دینا	
180	باب: مال لے کر قیدی کو رہا کرنا	۱۲۱- بَابُ فِي فِدَاءِ الْأَسِيرِ بِالْمَالِ
	باب: دشمن پر غلبہ پالینے کے بعد امیر کا کچھ وقت	۱۲۲- بَابُ فِي الْإِمَامِ يُقِيمُ عِنْدَ الظُّهُورِ عَلَى
185	کے لیے مفتوحہ علاقے میں ٹھہرنا	الْعَدُوِّ بِعَرَضَتِهِمْ
186	باب: قیدیوں کو جدا جدا کرنا	۱۲۳- بَابُ فِي التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ
	باب: اگر قیدی جوان ہوں تو ان میں جدائی کی	۱۲۴- بَابُ الرُّحْصَةِ فِي الْمُدْرِكِينَ يَفْرَقُ بَيْنَهُمْ
186	جاسکتی ہے	
	باب: کفار کسی مسلمان کا مال لے اڑیں پھر اس کا	۱۲۵- بَابُ فِي الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
188	مالک مال غنیمت میں اپنا مال پالے	ثُمَّ يُدْرِكُهُ صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ
	باب: مشرکوں کے غلام اگر مسلمانوں سے آلیں اور	۱۲۶- بَابُ فِي عَيْدِ الْمُشْرِكِينَ يُلْحَقُونَ بِالْمُسْلِمِينَ
189	اسلام قبول کر لیں	فَيَسْلُمُونَ
	باب: دشمن کے علاقے سے ملنے والی کھانے پینے کی	۱۲۷- بَابُ فِي إِبَاحَةِ الطَّعَامِ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ
189	اشیا کے استعمال کا جواز	
	باب: دشمن کے علاقے میں طعام کی کمی ہو تو لوٹ	۱۲۸- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّهْيِ إِذَا كَانَ فِي
190	کی ممانعت	الطَّعَامِ قَلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ

- ۱۲۹- بَابُ فِي حَمْلِ الطَّعَامِ مِنْ أَرْضِ الْعَدُوِّ
باب: دشمن کے علاقے سے کھانے پینے کی چیزیں
اپنے ساتھ لے آنا
192
- ۱۳۰- بَابُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ إِذَا فَضَّلَ عَنِ النَّاسِ
باب: دارالحرب میں جب کھانے پینے کی اشیاء لوگوں
کی ضرورت سے زائد ہوں تو.....
192
- ۱۳۱- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِعُ مِنَ الْغَنِيمَةِ بِشَيْءٍ
باب: (دوران جہاد) مشترکہ غنیمت میں سے
استعمال کی چیزیں استعمال کرنا
193
- ۱۳۲- بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِي السَّلَاحِ يُقَاتِلُ بِهِ فِي
الْمُعَرَّةِ
باب: دوران معرکہ غیر تقسیم شدہ غنیمت کے اسلحہ سے
قتال کرنا جائز ہے
194
- ۱۳۳- بَابُ فِي تَغْطِيمِ الْغُلُولِ
باب: مال غنیمت میں خیانت اور چوری انتہائی گھناؤنا
عمل ہے
195
- ۱۳۴- بَابُ فِي الْغُلُولِ إِذَا كَانَ يَسِيرًا يَتْرُكُهُ الْإِمَامُ
وَلَا يُحَرِّقُ رَحْلَهُ
باب: جب خیانت کا مال معمولی ہو تو امام اسے چھوڑ
دے اور اس کے سامان کو نہ جلائے
196
- ۱۳۵- بَابُ فِي عُقُوبَةِ الْعَالِ
باب: غنیمت میں خیانت کرنے والے کی سزا کا بیان
197
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ السَّرِّ عَلَى مَنْ غَلَّ
باب: خائن کی خیانت پر پردہ ڈالنا ممنوع ہے
199
- ۱۳۶- بَابُ فِي السَّلْبِ يُعْطَى الْقَاتِلُ
باب: کافر مقتول کا مال اس کے قاتل کو دیا جائے
200
- ۱۳۷- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَمْنَعُ الْقَاتِلَ السَّلْبَ إِنْ
رَأَى وَالْفَرَسَ وَالسَّلَاحَ مِنَ السَّلْبِ
باب: امام اگر مناسب سمجھے تو قاتل کو مقتول کے کچھ
سلب سے محروم کر سکتا ہے اور یہ بیان کہ.....
203
- ۱۳۸- بَابُ فِي السَّلْبِ لَا يُحْمَسُ
باب: سلب میں سے خمس نہیں لیا جاتا
205
- ۱۳۹- بَابُ مَنْ أَجَارَ عَلَى جَرِيحٍ مُنْخَنِ يُنْقَلُ مِنْ سَلْبِهِ
باب: جو شدید زخمی کو قتل کرے اسے اس کے سلب
میں سے کچھ دینا
205
- ۱۴۰- بَابُ فِيمَنْ جَاءَ بَعْدَ الْغَنِيمَةِ لَا سَهْمَ لَهُ
باب: جو شخص غنیمت کی تقسیم کے بعد پہنچے اس کا اس
میں کوئی حصہ نہیں
206
- ۱۴۱- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُحْذَبَانِ مِنَ الْغَنِيمَةِ
باب: عورت اور غلام کو غنیمت میں سے انعام و اکرام
دیا جائے
209
- ۱۴۲- بَابُ فِي الْمُشْرِكِ يُسْهَمُ لَهُ
باب: کیا مشرک کا غنیمت میں کوئی حصہ ہے؟
212

- ۱۴۲- بَابُ فِي سَهْمَانِ الْخَيْلِ باب: گھوڑوں کے حصوں کا بیان 212
- ۱۴۳، ۱۴۴- بَابُ فِيمَنْ أَسْهَمَ لَهُ سَهْمًا باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ گھوڑے کا 213
- بھی ایک ہی حصہ ہے
- ۱۴۵، ۱۴۶- بَابُ فِي الثَّقَلِ باب: (غنیمت کے علاوہ) اضافی انعام دینے کا بیان 215
- ۱۴۵- بَابُ فِي الثَّقَلِ لِلْسَّرِيَّةِ تَخْرُجُ مِنَ الْعُسْكَرِ باب: لشکر کے ایک دستے کو اضافی انعام دینا جس 216
- نے بڑے لشکر سے علیحدہ کوئی مہم سر کی ہو
- ۱۴۶- بَابُ فِيمَنْ قَالَ الْخُمْسُ قَبْلَ الثَّقَلِ باب: اس مسئلہ کی دلیل کہ خمس پہلے نکالا جائے اور 217
- اضافی انعام بعد میں دیے جائیں
- ۱۴۷- بَابُ فِي السَّرِيَّةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعُسْكَرِ باب: چھوٹے دستے کی حاصل کردہ غنیمت بڑے لشکر 221
- میں بھی تقسیم ہوگی
- ۱۴۸- بَابُ فِي الثَّقَلِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمِنْ أَوَّلِ مَغْنَمِ باب: اضافی انعام (نفل) سونے چاندی کی صورت 223
- میں ہو سکتا ہے اور اس غنیمت.....
- ۱۴۹- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَسْتَأْذِنُ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَيْءِ لِنَفْسِهِ باب: کافروں سے حاصل ہونے والے مال میں سے 226
- امام کا اپنے لیے کوئی چیز خاص کر لینا
- ۱۵۰- بَابُ فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ باب: عہد و پیمان کا پورا کرنا 227
- ۱۵۱- بَابُ فِي الْإِمَامِ يُسْتَجَنُّ بِهِ فِي الْعَهْدِ باب: لوگوں پر لازم ہے کہ امام کے طے کردہ عہد و پیمان 228
- کی پابندی کریں
- ۱۵۲- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ قَسِيرٌ نَحْوُهُ باب: معاہدہ کے دنوں میں امام اگر دشمن کی جانب 229
- کو بچ کرے تو (روائیں)
- ۱۵۳- بَابُ فِي الْوَفَاءِ لِلْمُعَاهِدِ وَحُرْمَةِ ذِمَّتِهِ باب: ذمی سے کیے گئے عہد کی وفا کرنے اور اس کے 230
- ذمہ کی حرمت کا بیان
- ۱۵۴- بَابُ فِي الرُّسُلِ باب: سفیر اور قاصدوں (کی حرمت) کا بیان 231
- ۱۵۵- بَابُ فِي أَمَانِ الْمَرْأَةِ باب: مسلمان خاتون کی دی ہوئی امان 233
- ۱۵۶- بَابُ فِي صُلْحِ الْعَدُوِّ باب: دشمن سے صلح کر لینے کا بیان 234
- ۱۵۷- بَابُ فِي الْعَدُوِّ يُؤْتَى عَلَى غَيْرِهِ وَيُسَبَّهَ بِهِمْ باب: غفلت اور بے خبری میں دشمن کے پاس جانا اور ان

239	کی مشابہت اختیار کرنا	۱۵۸- بَابُ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ فِي الْمَسِيرِ
241	باب: دوران سفر میں بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہنا	۱۵۹- بَابُ فِي الْإِذْنِ فِي الْقُفُولِ بَعْدَ النَّهْيِ
242	پہلے ممنوع تھا	
243	باب: خوشخبری دینے والے بھیجنا	۱۶۰- بَابُ فِي بَعَثَةِ الْبَشَرَاءِ
244	باب: خوشخبری دینے والے کو کوئی انعام دینا	۱۶۱- بَابُ فِي إِعْطَاءِ الْبَشِيرِ
245	باب: سجدہ شکر کا بیان	۱۶۲- بَابُ فِي سُجُودِ الشُّكْرِ
247	باب: (بغیر اطلاع) رات کو گھر آنا (مناسب نہیں)	۱۶۳- بَابُ فِي الطَّرُوقِ
248	باب: سفر سے واپس آنے والے کا استقبال کرنا	۱۶۴- بَابُ فِي التَّلَقِّيِ
249	باب: غزوے سے واپسی پر دوران سفر ہی میں توٹے کو ختم کر دینے کا احتساب	۱۶۵- بَابُ فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِنْقَادِ الرَّادِّ فِي الْعَزْوِ إِذَا قَعَلَ
250	باب: سفر سے واپس آنے پر نماز پڑھنا	۱۶۶- بَابُ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ
251	باب: مشترک مال تقسیم کرنے کی اجرت لینا	۱۶۷- بَابُ فِي كِرَاءِ الْمَقَاسِمِ
252	باب: دوران جہاد میں تجارت کرنا جائز ہے	۱۶۸- بَابُ فِي التَّجَارَةِ فِي الْعَزْوِ
252	باب: دشمن کے علاقے میں ہتھیاروں کو لے جانے دینا	۱۶۹- بَابُ فِي حَمْلِ السِّلَاحِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ
253	باب: اہل شرک کے علاقے میں اقامت اختیار کر لینا	۱۷۰- بَابُ فِي الْإِقَامَةِ بِأَرْضِ الشُّرْكِ
255	قربانی کے احکام و مسائل	۱۶- كِتَابُ الضَّحَايَا
257	باب: قربانی کا وجوب	۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْجَابِ الْأَصَاحِي
258	باب: میت کی طرف سے قربانی	۲، ۱- بَابُ الْأُضْحِيَّةِ عَنِ الْمَيِّتِ
259	باب: جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اور وہ عشرہ ذوالحجہ میں اپنے ہال کا تھا ہو	۳، ۲- بَابُ الرَّجُلِ يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَضْحِيَ
260	باب: کس قسم کا جانور قربانی کیلئے مستحب ہے؟	۴، ۳- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا
264	باب: قربانی کیلئے کس عمر کا جانور جائز ہے؟	۵، ۴- بَابُ مَا يَجُوزُ فِي الضَّحَايَا مِنَ السِّنِّ
267	باب: قربانی میں عیب دار جانوروں کا بیان	۶، ۵- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا
270	باب: گائے اور اونٹ کتنے افراد سے کفایت کرتے ہیں؟	۷، ۶- بَابُ الْبَقَرِ وَالْجَزُورِ عَنْ كَمِّ نُجْزِيءٍ

272	باب: ایک جماعت کی طرف سے ایک بکری قربانی کرنا	۸،۷- بَابُ فِي الشَّاةِ يُضَحَّى بِهَا عَنْ جَمَاعَةٍ
272	باب: امام عید گاہ ہی میں قربانی کرے	۹،۸- بَابُ الْإِمَامِ يَذْبَحُ بِالْمُصَلِّي
273	باب: قربانی کا گوشت رکھ لینا جائز ہے	۱۰،۹- بَابُ حَبْسِ لُحُومِ الْأَضَاجِي
274	باب: جانوروں کو باندھ کر قتل کرنا منع ہے اور ذبیحہ کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان	۱۱،۱۰- بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ تُصَبَّرَ الْبَهَائِمُ وَالرُّفْقُ بِالذَّبِيحَةِ
275	باب: مسافر بھی قربانی کرے	۱۲،۱۱- بَابُ فِي الْمُسَافِرِ يُضَحِّي
276	باب: اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم	۱۳،۱۲- بَابُ فِي ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ
277	باب: ایسے جانوروں کا کھانا جن کو بدوی لوگ فخر و مباہات کے طور پر ذبح کریں	۱۴،۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ مُعَاقَرَةِ الْأَعْرَابِ
278	باب: پتھر سے ذبح کرنے کا مسئلہ	۱۵،۱۴- بَابُ الذَّبِيحَةِ بِالْمَرْوَةِ
281	باب: جو جانور کہیں گر گیا ہو تو اس کو ذبح کرنے کا طریقہ	۱۶،۱۵- بَابُ فِي ذَبِيحَةِ الْمُتَرَدِّةِ
281	باب: ذبح خوب اچھی طرح سے کرنا چاہیے	۱۷،۱۶- بَابُ فِي الْمُبَالَغَةِ فِي الذَّبْحِ
283	باب: پیٹ کے بچے کے ذبح کا مسئلہ	۱۸،۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكَاةِ الْجَبِينِ
284	باب: جس گوشت کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اس کے ذبح کرنے والے نے ”بسم اللہ“ پڑھی ہے یا نہیں...	۱۹،۱۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ لَا يُدْرَى أَذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا
284	باب: عتیرہ کا مسئلہ	۲۰،۱۹- بَابُ فِي الْعَتِيرَةِ
286	باب: عقیقہ کے احکام و مسائل	۲۱،۲۰- بَابُ فِي الْعَقِيقَةِ
293	شکار کے احکام و مسائل	کتاب الصيد
295	باب: شکار وغیرہ کے لیے کتار کھنکے کا بیان	۲۲،۲۱- بَابُ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ وَغَيْرِهِ
296	باب: شکار کرنے کا بیان	۲۳،۲۲- بَابُ فِي الصَّيْدِ
303	باب: زندہ جانور سے کاٹا گیا گوشت حرام ہے	۲۴،۲۳- بَابُ إِذَا قُطِعَ مِنَ الصَّيْدِ قِطْعَةٌ
303	باب: شکار کے پیچھے پڑے رہنا کیسا ہے؟	۲۵،۲۴- بَابُ فِي اتِّبَاعِ الصَّيْدِ
307	وصیت کے احکام و مسائل	۱۷- کتاب الوصايا
309	باب: وصیت کرنے کی تاکید	۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَصِيَّةِ
310	باب: مال میں کس قدر وصیت جائز ہے؟	۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يَجُوزُ لِلْمُوصِي فِي مَالِهِ

- ۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ باب: وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا ناجائز ہے 312
- ۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي الْوَصَايَا باب: وصیت کا ذمہ دار بننا کیسا ہے؟ 314
- ۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ باب: ماں باپ اور دوسرے (وارث) قربت داروں کے لیے وصیت کرنا منسوخ ہے 314
- ۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ باب: وارث کے لیے وصیت 315
- ۷- بَابُ مُحَاظَلَةِ النَّسَمِ فِي الطَّعَامِ باب: کھانے پینے میں یتیم کو اپنے ساتھ شریک رکھنا کیسا ہے؟ 315
- ۸- بَابُ مَا جَاءَ فِيَمَا لَوْلِيَّ النَّسَمِ أَنْ يَنَالَ مِنْ مَالِ النَّسَمِ باب: یتیم کا سرپرست اس کے مال سے کس قدر لینے کا مجاز ہے؟ 316
- ۹- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى يَنْقَطِعُ النَّسَمُ باب: یتیمی کب ختم ہو جاتی ہے؟ 317
- ۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ النَّسَمِ باب: یتیم کا مال ہرپ کر جانے کی مذمت 318
- ۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْكَفْنَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ باب: کفن بھی مجملہ میت کے مال میں سے ہوتا ہے 319
- ۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَهَبُ الْهَبَةَ ثُمَّ يُوصِي لَهُ بِهَا أَوْ يَرِثُهَا باب: انسان کوئی چیز ہبہ کرے پھر اس چیز کی اسی کے لیے وصیت کر دے یا دینے والا ہی..... 320
- ۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُوقِفُ الْوَقْفَ باب: آدمی کوئی چیز وقف کر دے 321
- ۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ باب: میت کی طرف سے صدقے کا بیان 323
- ۱۵- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ عَنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ يُتَصَدَّقُ عَنْهُ باب: میت کی وصیت کے بغیر ہی اس کی طرف سے صدقہ کرنا 324
- ۱۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصِيَّةِ الْحَرَبِيِّ يُسْلِمُ وَلِيُّهُ أَيْلَازُمُهُ أَنْ يَمُذَّهَا باب: کافروں کی وصیت پر عمل کیا جائے یا نہ؟ جبکہ وارث مسلمان ہو گیا ہو 325
- ۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ وَقَاءٌ يُسْتَنْظَرُ غُرْمَاؤُهُ وَيُزْفَقُ بِالْوَارِثِ باب: کوئی شخص مقرض فوت ہوا اور مال چھوڑ گیا تو وارث قرض خواہوں سے مہلت مانگے اور نری چاہے 326

- ۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ
۲- بَابُ فِي الْكَلَالَةِ
۳- بَابُ مَنْ كَانَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أَخَوَاتُ
۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الصُّلْبِ
۵- بَابُ فِي الْجَدَّةِ
۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ
۷- بَابُ فِي مِيرَاثِ الْعَصْبَةِ
۸- بَابُ فِي مِيرَاثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ
۹- بَابُ مِيرَاثِ ابْنِ الْمَلَاعَةِ
۱۰- بَابُ هَلْ يَرِثُ الْمُتْسِلِمُ الْكَافِرَ؟
۱۱- بَابُ فِيمَنْ أَسْلَمَ عَلَى مِيرَاثِ
۱۲- بَابُ فِي الْوَلَاءِ
۱۳- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلَى يَدِي الرَّجُلِ
۱۴- بَابُ فِي بَيْعِ الْوَلَاءِ
۱۵- بَابُ فِي الْمُؤَلَّدِ يَسْتَهْلُ ثُمَّ يَمُوتُ
۱۶- بَابُ نَسْخِ مِيرَاثِ الْعَقْدِ بِمِيرَاثِ الرَّحِمِ
۱۷- بَابُ فِي الْجُلْفِ
۱۸- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا
۱۹- كِتَابُ الْخَرَجِ وَالْفِيءِ وَالْإِمَارَةِ
۱- بَابُ مَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ حَقِّ الرَّعِيَّةِ
۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الْإِمَارَةِ
۳- بَابُ فِي الضَّرِيرِ يُؤَلَّى
- باب: علم میراث کی اہمیت
باب: کلامہ کا بیان
باب: جس شخص کی اولاد نہ ہو اور کئی بہنیں وارث ہوں
باب: صلبی اولاد کی وراثت کا بیان
باب: دادی نانی کی وراثت کا بیان
باب: داد کی وراثت کا بیان
باب: عصبات کی وراثت کا بیان
باب: ذوی الارحام کی وراثت کا بیان
باب: لعان والی عورت کے بچے کی وراثت کا بیان
باب: کیا مسلمان کسی کافر کا وارث ہو سکتا ہے؟
باب: جو کوئی کسی میراث پر مسلمان ہوا
باب: ولاء کا بیان
باب: جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو ان کے
ماہین بھی تعلق ولاء سمجھا جاتا ہے
باب: ولاء کا بیچنا کیسا ہے؟
باب: بچہ جو زندہ پیدا ہو کر روئے اور پھر فوت ہو جائے
باب: نسب کی میراث نے مواخات اور حلف کی
وراثت کو منسوخ کر دیا ہے
باب: حلف کا بیان
باب: عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے حصہ پائے گی
مخصوصات اراضی اغنائم اور امارت
سے متعلق احکام و مسائل
باب: عوام اور رعیت کے حقوق جو حاکم پر واجب ہیں
باب: حکومت طلب کرنے کا مسئلہ
باب: نابینے کو عامل بنانا جائز ہے

- باب: وزیر بنانا جائز ہے 367
- باب: قوم کی نمائندگی 368
- باب: کاتب (یکٹرری) رکھنے کا بیان 371
- باب: صدقات وصول کرنے والے کا ثواب 371
- باب: خلیفہ اپنے جانشین کا نام دے 373
- باب: بیعت کے احکام و مسائل 375
- باب: عمال حکومت کی تنخواہوں کا بیان 377
- باب: عمال کا لوگوں سے ہدیے وصول کرنا 379
- باب: صدقات میں خیانت کرنا 380
- باب: رعیت کے تعلق سے حاکم کے فرائض کا بیان اور یہ کہ وہ عوام کو ملنے سے گریز نہ کرے 380
- باب: مال فے کی تقسیم کے احکام و مسائل 383
- باب: مسلمانوں کی اولادوں کے حصے کا بیان 384
- باب: جہاد میں کب کسی کو باقاعدہ قتال کا موقع دیا جائے؟ 386
- باب: زمانہ آخر میں بادشاہوں سے کچھ لینا مکروہ ہے 386
- باب: غنیمت اور فے لینے والوں کے نام ضبط تحریر میں لانا 388
- باب: وہ خاص اموال جو رسول اللہ ﷺ اپنے لیے مخصوص کر لیا کرتے تھے 390
- باب: ٹخس (غنیمت) کا پانچواں حصہ جو رسول اللہ ﷺ لیا کرتے تھے کہاں خرچ ہوتا تھا اور قربت داروں کے حصے کا بیان 406
- باب: صفی کے احکام و مسائل 421
- باب: یہودی مدینہ منورہ سے کیسے نکالے گئے؟ 425
- ۴- بَابُ فِي اتِّخَاذِ الْوَزِيرِ
- ۵- بَابُ فِي الْعِرَافَةِ
- ۶- بَابُ فِي اتِّخَاذِ الْكَاتِبِ
- ۷- بَابُ فِي السَّعَايَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ
- ۸- بَابُ فِي الْخَلِيفَةِ يُسْتَخْلَفُ
- ۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّبِيِّ
- ۱۰، ۹- بَابُ فِي أَرْزَاقِ الْعُمَّالِ
- ۱۱، ۱۰- بَابُ فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ
- ۱۲، ۱۱- بَابُ فِي غُلُولِ الصَّدَقَةِ
- ۱۳، ۱۲- بَابُ فِيمَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ أَمْرِ الرَّعِيَّةِ وَالْحَجَّةِ عَنْهُمْ
- ۱۴، ۱۳- بَابُ فِي قَسَمِ النَّفْيِ
- ۱۵، ۱۴- بَابُ فِي أَرْزَاقِ الدَّرِيَّةِ
- ۱۶، ۱۵- بَابُ مَتَى يُفْرَضُ لِلرَّجُلِ فِي الْمُقَاتَلَةِ
- ۱۷، ۱۶- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْاِفْتِرَاضِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ
- ۱۸، ۱۷- بَابُ فِي تَدْوِينِ الْعَطَاءِ
- ۱۹، ۱۸- بَابُ فِي صَفَايَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْأَمْوَالِ
- ۲۰، ۱۹- بَابُ فِي بَيَانِ مَوَاضِعِ قَسَمِ الْخُمْسِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى
- ۲۱، ۲۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ
- ۲۲، ۲۱- بَابُ كَيْفَ كَانَ إِخْرَاجُ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ؟

- ۲۲، ۲۳- بَابُ فِي خَبَرِ النَّضِيرِ باب: یہودیوں کا واقعہ 430
- ۲۳، ۲۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ خَبِيرَ باب: خیبر کی زمین کا حکم 434
- ۲۴، ۲۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَبَرِ مَكَّةَ باب: فتح مکہ کا بیان 442
- ۲۵، ۲۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَبَرِ الطَّائِفِ باب: طائف کا بیان 446
- ۲۶، ۲۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ الْيَمَنِ باب: سرزمین یمن کا حکم 448
- ۲۷، ۲۸- بَابُ فِي إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ باب: یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا بیان 450
- ۲۸، ۲۹- بَابُ فِي إِيقَافِ أَرْضِ السَّوَادِ وَأَرْضِ الْعَنُوةِ باب: عراق کی زمین اور بزو قوت حاصل شدہ اراضی 453
- ۲۹، ۳۰- بَابُ فِي أَخْذِ الْجَزْيَةِ باب: جزیہ لینے کے احکام و مسائل 454
- ۳۱- بَابُ فِي أَخْذِ الْجَزْيَةِ مِنَ الْمُجُوسِ باب: مجوس (آتش پرستوں) سے جزیہ لینے کا بیان 457
- ۳۰، ۳۲- بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي جَبَايَةِ الْجَزْيَةِ باب: جزیہ لینے میں سختی کرنے کا مسئلہ 459
- ۳۱، ۳۳- بَابُ فِي تَعْيِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتَّجَارَةِ باب: غیر مسلم (ذمی لوگ) اپنا مال تجارت لے کر آئیں جائیں تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے 460
- ۳۲، ۳۴- بَابُ فِي الذِّمَّةِ [الَّذِي] يُسْلِمُ فِي بَعْضِ السَّنَةِ هَلْ عَلَيْهِ جَزْيَةٌ؟ باب: کوئی کافر (ذمی) سال کے دوران میں مسلمان ہو جائے تو کیا اس پر جزیہ ہوگا؟ 464
- ۳۳، ۳۵- بَابُ فِي الْإِمَامِ يَقْبَلُ هَذَا الْمُسْرِكِينَ باب: حاکم کا مشرکوں سے ہدیہ قبول کرنا 464
- ۳۴، ۳۶- بَابُ فِي إِقْطَاعِ الْأَرْضَيْنِ باب: زمین کے قطعات عطا کرنا 469
- ۳۵، ۳۷- بَابُ فِي إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ باب: بنجر لاوارث زمین کو آباد کرنا 480
- ۳۶، ۳۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي أَرْضِ الْخَزَاجِ باب: خراجی زمین خریدنے کا مسئلہ 485
- ۳۷، ۳۹- بَابُ فِي الْأَرْضِ يَحْمِيهَا الْإِمَامُ أَوْ الرَّجُلُ باب: حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص کسی زمین کو اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کر لے 486
- ۳۸، ۴۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّكَّازِ وَمَا فِيهِ باب: مال مدفون ملے تو اس کا مسئلہ 487
- ۳۹، ۴۱- بَابُ نَبَشِ الْقُبُورِ الْعَادِيَةِ يَكُونُ فِيهَا الْمَالُ باب: پرانی قبریں کھودنے کا مسئلہ کہ جن میں مال ہو 489

491

جنارے کے احکام و مسائل

۲۰ کتاب الجنائز

494

باب: بیمار یوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان

۱- بَابُ الْأَمْرَاضِ الْمُكْفَرَةِ لِلذُّنُوبِ

باب: جب آدمی نیک عمل کرتا رہا ہو پھر بیماری یا سفر

-- بَابُ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا

497

کی وجہ سے وہ عمل نہ کر سکے تو؟

فَسَخَّلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ

498

باب: عورتوں کی عیادت کرنا

-- بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ

499

باب: عیادت کا بیان

-- بَابُ فِي الْعِيَادَةِ

500

باب: ذمی کافر کی عیادت کرنا

۲- بَابُ فِي عِيَادَةِ الذَّمِّيِّ

501

باب: کسی کی عیادت کیلئے پیدل چل کر جانا

-- بَابُ الْمَشْيِ فِي الْعِيَادَةِ

501

باب: با وضو ہو کر عیادت کیلئے جانے کی فضیلت

۳- بَابُ فِي فَضْلِ الْعِيَادَةِ عَلَى وُضُوءٍ

503

باب: بار بار عیادت کرنا

۴- بَابُ فِي الْعِيَادَةِ مِرَارًا

باب: کسی کی آنکھ خراب ہو جائے تو اس کی عیادت

۵- بَابُ الْعِيَادَةِ مِنَ الرَّمَدِ

504

کے لیے جانا

۶- بَابُ الْخُرُوجِ مِنَ الطَّاعُونَِ

504

باب: طاعون سے نکل بھاگنا.....؟

۷- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ

505

باب: عیادت کے موقع پر مریض کیلئے شفا کی دعا کرنا

۸- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ

506

باب: عیادت کے موقع پر بیمار کے لیے دعا

۹- بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ

507

باب: موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے

۱۰- بَابُ فِي مَوْتِ الْفَجَاءَةِ

508

باب: موت کا اچانک آ جانا

۱۱- بَابُ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ بِالطَّاعُونَِ

508

باب: اس شخص کی فضیلت جو طاعون سے مر جائے

۱۲، ۱۱- بَابُ الْمَرِيضِ يُؤَخَذُ مِنْ أَطْفَارِهِ وَعَانَتِهِ

باب: قریب الموت مریض کے ناخن کاٹے جائیں اور

510

زیر ناف کی صفائی بھی کی جائے

۱۳، ۱۲- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ

باب: مستحب ہے کہ انسان موت کے وقت اللہ تعالیٰ

عِنْدَ الْمَوْتِ

511

سے اچھا گمان رکھے

۱۴، ۱۳- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَطْهِيرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ

باب: مستحب ہے کہ قریب الموت آدمی کے کپڑے

عِنْدَ الْمَوْتِ

512

پاک صاف کر دیے جائیں

۱۵، ۱۴- بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ مِنَ الْكَلَامِ؟

باب: میت کے پاس کس قسم کی گفتگو کی جائے؟

- ۱۶، ۱۵ - بَابُ فِي التَّلْفِينِ باب: قریب المرگ کو تلقین کرنے کا بیان 514
- ۱۷، ۱۶ - بَابُ تَغْمِيزِ الْمَيِّتِ باب: میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں 515
- ۱۸، ۱۷ - بَابُ فِي الْأَمْتِرِجَاعِ باب: کسی بھی مصیبت کے وقت [إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] پڑھنے کا بیان 516
- ۱۹، ۱۸ - بَابُ فِي الْمَيِّتِ يُسَجَّى باب: میت کو ڈھانپ دینے کا بیان 517
- ۲۰، ۱۹ - بَابُ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَيِّتِ باب: قریب المرگ کے پاس قرآن پڑھنے کا مسئلہ 517
- ۲۱، ۲۰ - بَابُ الْجُلُوسِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ باب: مصیبت کے وقت (غم کے سبب سے) بیٹھنے کا بیان 517
- ۲۲، ۲۱ - بَابُ التَّغْرِيزِ باب: تعزیت کا بیان 519
- ۲۳، ۲۲ - بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ باب: صبر و حقیقت ویسی ہے جو صدمہ آتے ہی کیا جائے 520
- ۲۴، ۲۳ - بَابُ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ باب: میت پر رونا 521
- ۲۵، ۲۴ - بَابُ فِي النَّوْحِ باب: نوحے کا بیان 523
- ۲۶، ۲۵ - بَابُ صَنْعَةِ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ باب: اہل میت کے لیے کھانا تیار کرنا 526
- ۲۷، ۲۶ - بَابُ فِي الشَّهِيدِ يُغْسَلُ؟ باب: شہید کو غسل دینے کا مسئلہ؟ 527
- ۲۸، ۲۷ - بَابُ فِي سَرِّ الْمَيِّتِ عِنْدَ غُسْلِهِ باب: میت کو غسل دیتے ہوئے اس کے لیے پردہ کرنا 530
- ۲۹، ۲۸ - بَابُ كَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ باب: میت کو کیسے غسل دیا جائے؟ 531
- ۳۰، ۲۹ - بَابُ فِي الْكَفَنِ باب: کفن کا بیان 534
- ۳۱، ۳۰ - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمُغَالَاةِ فِي الْكَفَنِ باب: کفن مہنگا بنانا مکروہ ہے 536
- ۳۲، ۳۱ - بَابُ فِي كَفَنِ الْمَرْأَةِ باب: عورت کے کفن کا بیان 537
- ۳۳، ۳۱ - بَابُ فِي الْمَسْكِ لِلْمَيِّتِ باب: میت کو کستوری لگانا 538
- ۳۴، ۳۲ - بَابُ تَعْجِيلِ الْجَنَازَةِ وَكَرَاهِيَةِ حَبْسِهَا باب: جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا مستحب اور اسے روکے رکھنا مکروہ ہے 538
- ۳۵، ۳۴ - بَابُ فِي الْغُسْلِ مِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ باب: میت کو نہلانے والے کیلئے غسل کرنے کا مسئلہ 539
- ۳۶، ۳۵ - بَابُ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ باب: میت کو بوسہ دینا 540
- ۳۷، ۳۶ - بَابُ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ باب: رات کے وقت میت کو دفن کرنا 541

باب: میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا	۳۸، ۳۷- بَابُ فِي الْمَيِّتِ يُحْمَلُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ وَكَرَاهَةِ ذَلِكَ
541	ناپسندیدہ ہے
باب: نماز جنازہ میں صف بندی کا بیان	۳۹، ۳۸- بَابُ فِي الصَّفِّ عَلَى الْجَنَازَةِ
542	نماز جنازہ میں صف بندی کا بیان
باب: عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا	۴۰، ۳۹- بَابُ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ
543	جنازہ پڑھنے اور میت کے ساتھ جانے کی فضیلت
543	۴۱، ۴۰- بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَتَشْيِيعِهَا
باب: میت کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے	۴۲، ۴۱- بَابُ فِي اتِّبَاعِ الْمَيِّتِ بِالنَّارِ
545	میت کے لیے کھڑے ہونے کا مسئلہ
546	۴۳، ۴۲- بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ
باب: جنازہ میں سوار ہو کر جانا	۴۴، ۴۳- بَابُ الرُّكُوبِ فِي الْجَنَازَةِ
548	جنازے کے آگے آگے چلنا
549	۴۵، ۴۴- بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ
باب: جنازہ جلدی لے جانے کا بیان	۴۶، ۴۵- بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ
550	باب: امام خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہ پڑھائے
552	۴۷، ۴۶- بَابُ الْإِمَامِ لَا يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ
باب: جو شخص شرعی حد میں قتل کیا جائے اس کی نماز جنازہ	۴۸، ۴۷- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ قَتَلْتَهُ الْحُدُودُ
553	بچے کی نماز جنازہ
554	۴۹، ۴۸- بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ
باب: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	۵۰، ۴۹- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ
555	باب: سورج طلوع یا غروب ہوتے وقت دفن کرنا
557	۵۱، ۵۰- بَابُ الدَّفْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا
باب: مردوں اور عورتوں کے جنازے اکٹھے	۵۲- بَابُ إِذَا حَضَرَ جَنَازَتُ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مَنْ يُقَدِّمُ
557	آ جائیں تو کسے آگے کیا جائے؟
باب: جنازہ پڑھاتے ہوئے امام میت کے مقابل	۵۳، ۵۱- بَابُ أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ؟
558	کہاں کھڑا ہو؟
باب: جنازے کی تکبیرات کا بیان	۵۴، ۵۲- بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ
561	باب: جنازے میں قراءت کا بیان
562	۵۵، ۵۳- بَابُ مَا يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ
باب: میت کے لیے دعا کا بیان	۵۶، ۵۴- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ
562	

- 565 باب: قبر پر جنازہ پڑھنا ۵۷، ۵۵ - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ
- باب: جو مسلمان مشرکین کے علاقے میں فوت ہو جائے ۵۸، ۵۶ - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ يَمُوتُ فِي بِلَادِ الشُّرْكِ
- 566 باب: ایک قبر میں کئی میتوں کو اکٹھا کرنے اور قبر پر نشان رکھنے کا بیان ۵۹، ۵۷ - بَابُ فِي جَمْعِ الْمَوْتَى فِي قَبْرِ وَالْقَبْرِ يُعْلَمُ
- 567 باب: قبر کھودنے والے کو کوئی بڑی مل جائے تو کیا وہ اس جگہ کو کریدے (یا چھوڑ دے) ۶۰، ۵۸ - بَابُ فِي الْحَفَارِ يَجِدُ الْعَظْمَ هَلْ يَتَنَكَّبُ ذَلِكَ الْمَكَانَ؟
- 568 باب: قبر میں لحد بنانے کا بیان ۶۱، ۵۹ - بَابُ فِي اللَّحْدِ
- 569 باب: میت کو اتارنے کیلئے قبر میں کتنے آدمی اتریں؟ ۶۲، ۶۰ - بَابُ كَمْ يَدْخُلُ الْقَبْرَ؟
- 570 باب: میت کو کیسے (کس طرف سے) قبر میں اتارا جائے؟ ۶۳، ۶۱ - بَابُ كَيْفَ يَدْخُلُ الْمَيِّتَ قَبْرَهُ؟
- 570 باب: قبر کے پاس کس طرح بیٹھیں؟ ۶۴، ۶۲ - بَابُ كَيْفَ يَجْلِسُ عِنْدَ الْقَبْرِ؟
- 571 باب: قبر میں اتارتے ہوئے میت کے لیے دعا کرنا ۶۵، ۶۳ - بَابُ فِي الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ
- 571 باب: کسی کا شرک رشتہ دار فوت ہو جائے تو ۶۶، ۶۴ - بَابُ الرَّجُلِ يَمُوتُ لَهُ قَرَابَةُ مُشْرِكٍ
- 572 باب: قبر گہری کھودی جائے ۶۷، ۶۵ - بَابُ فِي تَعْمِيقِ الْقَبْرِ
- 573 باب: قبر برابر کر دینے کا بیان ۶۸، ۶۶ - بَابُ فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ
- باب: قبرستان سے واپس ہوتے ہوئے قبر کے پاس ۶۹، ۶۷ - بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الْإِنْصِرَافِ
- 575 میت کے لیے استغفار کرنا ۷۰، ۶۸ - بَابُ كَرَاهِيَةِ الذَّبْحِ عِنْدَ الْقَبْرِ
- 576 باب: قبر کے پاس جانور ذبح کرنا حرام ہے ۷۱، ۶۸ - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ جَمْعِهِ
- 577 باب: ایک مدت کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا ۷۲، ۷۰ - بَابُ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ
- 577 باب: قبر پر عمارت بنانا ۷۳، ۷۱ - بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ عَلَى الْقَبْرِ
- 579 باب: قبر پر بیٹھنا حرام ہے ۷۴، ۷۲ - بَابُ الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي النَّعْلِ
- 580 باب: جوتے پہنے ہوئے قبروں پر چلنا ۷۵، ۷۴ - بَابُ فِي تَحْوِيلِ الْمَيِّتِ مِنْ مَوْضِعِهِ
- باب: کسی وجہ سے میت کو اس کی جگہ سے منتقل کر دینا ۷۶، ۷۴ - بَابُ فِي تَحْوِيلِ الْمَيِّتِ مِنْ مَوْضِعِهِ
- 581 ۷۶، ۷۴ - بَابُ فِي تَحْوِيلِ الْمَيِّتِ مِنْ مَوْضِعِهِ
- 582 باب: میت کو ذکر خیر سے یاد کرنا ۷۶، ۷۴ - بَابُ فِي تَحْوِيلِ الْمَيِّتِ مِنْ مَوْضِعِهِ

582	باب: زیارت قبور کا بیان	۷۵، ۷۷- بَابُ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ
583	باب: عورتوں کا قبروں کی زیارت کے لیے جانا	۷۶، ۷۸- بَابُ فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورِ
	باب: قبرستان (میں جائے یا اس کے قریب) سے	۷۷، ۷۹- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا مَرَّ بِالْقُبُورِ؟
584	گزرے تو کیا پڑھے؟	
	باب: حرم اگر فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ کیسے	۷۸، ۸۰- بَابُ كَيْفَ يُصْنَعُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ؟
585	کیا جائے؟	

589	قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام و مسائل	۲۱ کتاب الایمان والنذور
591	باب: جھوٹی قسم میں گناہ کی سختی	۱- بَابُ التَّغْلِيطِ فِي الْيَمِينِ الْفَاجِرَةِ
591	باب: جو شخص کسی کا مال مار لینے کے لیے قسم کھائے	-- بَابُ فِيمَنْ حَلَفَ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا
594	باب: منبر نبوی کے پاس قسم کھانے کی عظمت	۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْيَمِينِ عِنْدَ مَبْنَرِ النَّبِيِّ ﷺ
594	باب: غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا	۳- بَابُ الْيَمِينِ بِغَيْرِ اللَّهِ
595	باب: آباء و اجداد کے نام کی قسم کھانے کی حرمت	۴- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِالْآبَاءِ
597	باب: امانت کی قسم کھانا ناجائز ہے	۵- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِالْأَمَانَةِ
597	باب: لغو قسم کا بیان	۶- بَابُ لَعْوِ الْيَمِينِ
	باب: قسم کھانے میں مخفی طور پر اشارت کوئی اور مفہوم	۷- بَابُ الْمَعَارِضِ فِي الْإِيمَانِ
598	مراد لے لینا	-- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَلْفِ بِالْبَرَاءَةِ وَبِجَلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ
600	باب: جو کوئی قسم کھائے کہ سالن نہیں کھائے گا	۸- بَابُ الرَّجُلِ يَحْلِفُ أَنْ لَا يَتَأَدَّمَ
601	باب: قسم کے ساتھ [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہنا	۹- بَابُ الْأَسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ
602	باب: نبی ﷺ کیسے قسم کھایا کرتے تھے	-- بَابُ مَا جَاءَ فِي يَمِينِ النَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَتْ
604	باب: کیا کسی کو قسم دینا بھی قسم میں داخل ہے؟	۱۰- بَابُ فِي الْقَسَمِ هَلْ يَكُونُ يَمِينًا
605	باب: اگر کوئی قسم کھالے کہ یہ کھانا نہیں کھاؤں گا	۱۱- بَابُ فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى طَعَامٍ لَا يَأْكُلُهُ
607	باب: قطع تعلق کی قسم کھالینا	۱۲- بَابُ الْيَمِينِ فِي قَطِيعَةِ الرَّجَمِ
609	باب: جو شخص عدا جھوٹی قسم کھائے	۱۳- بَابُ فِي الْحَلْفِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا

- باب: قسم توڑ دینے میں بہتری ہو تو قسم توڑ دینی چاہیے 610
- باب: کفارہ میں کونسا صاع معتبر ہے؟ 612
- باب: مومن گردن (لوٹری/غلام) کے بیان میں 613
- باب: قسم کھانے کے بعد قدرے توقف سے 615
- إِنْ شَاءَ اللَّهُ کہنا 615
- باب: نذر ماننا ناپسندیدہ ہے 617
- باب: گناہ اور نافرمانی کی نذر ماننے کا بیان 618
- باب: معصیت کی نذر چھوڑ دینے میں کفارے کا بیان 619
- باب: جو شخص بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر 619
- مان لے 626
- باب: میت کی طرف سے نذر پوری کرنا 627
- باب: جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے 627
- روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف 627
- سے روزے رکھے 629
- باب: نذر پوری کرنے کا حکم 630
- باب: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں 633
- باب: جو یہ نذر مانے کہ سب مال صدقہ کر دے گا 635
- باب: جو شخص ایسی نذر مان لے جس کی وہ طاقت نہ 635
- رکھتا ہو۔ 637
- باب: جس نے کوئی غیر معین نذر مانی ہو 638
- باب: جس نے جاہلیت کے ایام میں نذر مانی ہو پھر 638
- مسلمان ہو جائے 639
- خرید و فروخت کے احکام و مسائل 641
- باب: تجارت جس کے ساتھ قسم اور لغو باتیں مخلوط 644
- ہو جائیں 644
- ۱۴- بَابُ الْحَنْثِ إِذَا كَانَ خَيْرًا
- ۱۵- بَابُ كَمِ الصَّاعِ فِي الْكَفَّارَةِ؟
- ۱۶- بَابُ فِي الرَّقَبَةِ الْمُؤْمِنَةِ
- ۱۷- بَابُ الْحَالِفِ يَسْتَشْنِي بَعْدَ مَا يَتَكَلَّمُ
- ۱۸- بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّذْرِ
- ۱۹- بَابُ النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ
- بَابُ مَنْ رَأَى عَلَيْهِ كَفَّارَةً إِذَا كَانَ فِي مَعْصِيَةٍ
- ۲۰- بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ
- ۲۴- بَابُ قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلَيْتُهُ
- ۲۲- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ وَفَاءِ النَّذْرِ
- ۲۱- بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ
- ۲۳- بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمَالِهِ
- ۲۵- بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يَطِيقُهُ
- بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهِ
- بَابُ نَذْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ
- ۲۲ کتاب البیوع
- ۱- بَابُ فِي التَّجَارَةِ يُخَالِطُهَا الْحَلْفُ وَاللَّغْوُ

- ۶۴۵ باب: معاون (کانوں) سے مال نکالنا ۲- بَابُ فِي اسْتِخْرَاجِ الْمَعَادِنِ
- ۶۴۶ باب: شبہات سے بچنے کی تاکید ۳- بَابُ فِي اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ
- ۶۴۹ باب: سود کھانے کھلانے کی وعید ۴- بَابُ فِي اَكْلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ
- ۶۴۹ باب: سود کی رقم چھوڑ دینے کا بیان ۵- بَابُ فِي وَضْعِ الرِّبَا
- ۶۵۲ باب: خرید و فروخت میں قسمیں کھانا ناجائز ہے ۶- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْيَمِينِ فِي الْبَيْعِ
- باب: جھگڑا تولنے (کی ترغیب) اور مزدوری لے کر ۷- بَابُ فِي الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ وَالْوَزْنِ بِالْأَجْرِ
- ۶۵۲ مال تولنے کا بیان ۸- بَابُ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ «الْمَكْيَالُ مَكْيَالُ الْمَدِينَةِ»
- باب: نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ”تاپنے کا پیمانہ (اٹل) مدینہ ہی کا معتبر ہے“ ۹- بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي الدِّينِ
- ۶۵۴ باب: قرضے کا معاملہ انتہائی سخت ہے ۱۰- بَابُ فِي الْمَطْلِ
- ۶۵۵ باب: مال منول کرنے کے بارے میں ۱۱- بَابُ فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ
- ۶۵۸ باب: ادائیگی میں عمدگی کے بارے میں ۱۲- بَابُ فِي الصَّرْفِ
- ۶۵۸ باب: بیع صرف کا بیان ۱۳- بَابُ فِي حِلْيَةِ السَّيْفِ تُبَاعُ بِالْدَّرَاهِمِ
- باب: تلوار کے دستے کی چاندی کو چاندی کے ۱۴- بَابُ فِي اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرَقِ
- ۶۶۳ روپوں سے بیچنا ۱۵- بَابُ فِي الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً
- ۶۶۵ باب: چاندی کے بدلے سونا لینا ۱۶- بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
- ۶۶۶ باب: جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا ۱۷- بَابُ فِي ذَلِكَ إِذَا كَانَ يَدًا يَبْدُ
- ۶۶۶ باب: جانور ادھار بیچنے کا جواز ۱۸- بَابُ فِي الثَّمَرِ بِالثَّمَرِ
- ۶۶۷ باب: ایک جانور کو دو جانوروں کے بدلے نقد بیچنا --- بَابُ فِي الْمُرَابَنَةِ
- ۶۶۷ باب: کھجور کے تازہ پھل کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا ۱۹- بَابُ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا
- ۶۶۹ باب: بیع حرامہ ممنوع ہے ۲۰- بَابُ فِي مِقْدَارِ الْعَرِيَّةِ
- ۶۶۹ باب: بیع عرایا جائز ہے ۲۱- بَابُ فِي تَفْسِيرِ الْعَرَايَا
- ۶۷۰ باب: بیع عرایا میں مقدار کا بیان ۲۲- بَابُ فِي بَيْعِ الثَّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهَا
- ۶۷۱ باب: ”عرایا“ سے کیا مراد ہے؟
- باب: پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہی

672	فروخت کر دینا	۲- بَابُ فِي بَيْعِ السَّيْنِ
674	باب: کئی سالوں کے لیے پھل بیچ دینا	۲- بَابُ فِي بَيْعِ الْغَرَرِ
675	باب: دھوکے والی بیچ نا جائز ہے	۲- بَابُ فِي بَيْعِ الْمُضْطَرِّ
678	باب: مجبور ہو کر بیچ کرنا	۲- بَابُ فِي الشَّرَكَةِ
679	باب: شراکت کا بیان	۲- بَابُ فِي الْمُضَارَبِ يُخَالِفُ
680	باب: وکیل (ایجنٹ) کا ایسا تصرف جو مالک نے نہ کہا ہو	۲- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَجَرُّ فِي مَالِ الرَّجُلِ بَعِيرٍ إِذْنُهُ
681	باب: جب کوئی شخص کسی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تجارت کرے	۲- بَابُ فِي الشَّرَكَةِ عَلَى غَيْرِ رَأْسِ مَالٍ
682	باب: مال لگائے بغیر شراکت کرنا	۳- بَابُ فِي الْمُزَارَعَةِ
682	باب: مزارعت یعنی بٹائی پر زمین دینا	۳- بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ
687	باب: بٹائی کے ممنوع ہونے کا بیان	۳- بَابُ فِي زَرْعِ الْأَرْضِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهَا
694	باب: بغیر اجازت کسی کی زمین کاشت کر لینا	۳۱- بَابُ فِي الْمُخَابَرَةِ
694	باب: مخابره (مزارعت اٹھائی پر کاشتکاری) کا بیان	۳- بَابُ فِي الْمُسَاقَاةِ
696	باب: مساقات کا بیان	۳۱- بَابُ فِي الْخَرْصِ
698	باب: درختوں پر لگے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگانا	
701	اجارے کے احکام و مسائل	--- کتاب الإجارة
705	باب: تعلیم دینے والے کی کمائی کا بیان	۳۱- بَابُ فِي كَسْبِ الْمُعَلِّمِ
707	باب: طبیبوں کی کمائی کا بیان	۳۱- بَابُ فِي كَسْبِ الْأَطِبَّاءِ
709	باب: پچھنے لگانے والے کی کمائی کا بیان	۳۱- بَابُ فِي كَسْبِ الْحُجَّامِ
711	باب: لونڈیوں سے بدکاری کرا کے مال حاصل کرنا	۳۱- بَابُ فِي كَسْبِ الْإِمَاءِ
712	باب: کاہن کا ”نذرانہ“ (حرام ہے)	--- بَابُ حُلُوفِ الْكَاهِنِ
713	باب: جانور کو خوشی کرانے کی اجرت لینا	۴۱- بَابُ فِي عَسْبِ الْفَحْلِ
714	باب: سناروں کی کمائی کا بیان	۴۱- بَابُ فِي الصَّائِغِ
716	باب: مال دار غلام جو فروخت کیا جا رہا ہو	۴۱- بَابُ فِي الْعَبْدِ يُبَاعُ وَلَهُ مَالٌ

۴۳- بَابُ فِي الثَّلَقِي

باب: منڈی میں مال لانے والوں سے راستے ہی

717 میں سودا کر لینا

718 باب: دھوکہ دینے کے لیے قیمت بڑھا چڑھا کر لگانا

719 باب: شہری کو دیہاتی کا مال بیچنا منع ہے

باب: اگر کسی نے دودھ روکا ہوا جانور خرید لیا ہو اور

722 پھر وہ اسے پسند نہ آئے تو.....؟

724 باب: ذخیرہ اندوزی منع ہے

726 باب: دراہم کو توڑنا منع ہے؟

726 باب: نرخ مقرر کرنا

728 باب: دھوکا دینا اور ملاوٹ کرنا حرام ہے

729 باب: بیع میں لینے دینے والوں کیلئے اختیار کا بیان

732 باب: سودا واپس کر لینے کی فضیلت

733 باب: ایک سو دے میں دو سو دے کرنا

734 باب: عید کی بیع ناجائز ہے

734 باب: بیع سلم یا سلف کا بیان

739 باب: مخصوص درخت یا باغ کی بیع سلم جائز نہیں

739 باب: بیع سلف میں فروخت شدہ چیز کو تبدیل نہ کیا جائے

باب: اگر کھیت یا باغ میں آفت آجائے تو خریدار کے

740 نقصان کی طمانی کی جائے

741 باب: آفت سے کیا مراد ہے؟

742 باب: پانی سے روکنا منع ہے

745 باب: زائد از ضرورت پانی فروخت کرنا

745 باب: بے (اور بلی) کی خرید و فروخت جائز نہیں

746 باب: کتوں کی قیمت لینا منع ہے

747 باب: شراب اور مردار کی خرید و فروخت حرام ہے

۴۴- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ

۴۵- بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ يَبَّعَ حَاضِرٌ لِّبَايَ

۴۶- بَابُ مَنْ اشْتَرَى مُصْرَاةً فَكَرِهَهَا

۴۷- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُحْكِرَةِ

۴۸- بَابُ فِي كَسْرِ الدَّرَاهِمِ

۴۹- بَابُ فِي التَّشْعِيرِ

۵۰- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ

۵۱- بَابُ فِي خِيَارِ الْمُتَبَايِعِينَ

۵۲- بَابُ فِي فَضْلِ الْإِقَالَةِ

۵۳- بَابُ فِيمَنْ بَاعَ يَبْعَتَيْنِ فِي يَبْعَةٍ

۵۴- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْعَيْنَةِ

۵۵- بَابُ فِي السَّلَفِ

۵۶- بَابُ فِي السَّلَمِ فِي ثَمَرَةِ بَعِيْنِهَا

۵۷- بَابُ السَّلَفِ يُحَوَّلُ

۵۸- بَابُ فِي وَضْعِ الْجَائِحَةِ

۵۹- بَابُ فِي تَفْسِيرِ الْجَائِحَةِ

۶۰- بَابُ فِي مَنَعَ الْمَاءِ

۶۱- بَابُ فِي بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ

۶۲- بَابُ فِي ثَمَنِ السَّنَوْرِ

۶۳- بَابُ فِي ثَمَنِ الْكِلَابِ

۶۴- بَابُ فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ

باب: غلام اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ہی فروخت کرنا 750

باب: جو شخص معاملہ کرتے ہوئے کہہ دے کہ ”دھوکا

754 اور فریب نہیں“

باب: پیشگی دیا ہوا بیعانہ مار لینا جائز نہیں 755

باب: جو چیز انسان کے پاس نہ ہو اس کا فروخت کرنا 756

باب: بیع میں ایک شرط کر لینا 757

باب: غلام کی بیع اور اس کی سلامتی کی ضمانت 758

باب: غلام خریدا اور اسے کام پر لگایا بعد ازاں اس

758 کے عیب پر مطلع ہوا

باب: جب خریدار اور فروخت کرنے والے میں

760 اختلاف ہو جائے اور چیز موجود ہو

باب: شفعہ کا بیان 761

باب: اگر کوئی کنگال اور دیوالیہ ہو جائے اور قرض خواہ

763 اپنا مال بعینہ اس کے پاس پائے

باب: جس نے کسی لاچار ضعیف متروک جانور کو

766 صحت مند بنالیا ہو تو؟

باب: گردی رکھنے کے احکام و مسائل 770

باب: باپ اپنے بیٹے کی کمائی کھا سکتا ہے 771

باب: جب کوئی شخص اپنا مال بعینہ کسی کے پاس پائے؟ 773

باب: جو کوئی بعض مال آئے مال سے اپنے حق کے بقدر

774 لے لے تو؟

باب: ہدیہ قبول کرنے کا بیان 776

باب: ہدیہ دے کر واپس لے لینا 777

باب: کوئی کام کر دیتے پر ہدیہ لینا 778

باب: باپ کا علیحدہ دینے میں اپنے کسی بچے کو ترجیح دینا 779

٦٥- بَابُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى

٦٦- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ عِنْدَ الْبَيْعِ لَا خِلَابَةَ

٦٧- بَابُ فِي الْعُرْتَانِ

٦٨- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ

٦٩- بَابُ فِي شَرْطٍ فِي بَيْعٍ

٧٠- بَابُ فِي عُهْدَةِ الرَّقِيقِ

٧١- بَابُ فِيمَنْ اشْتَرَى عَبْدًا فَاسْتَعْمَلَهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا

٧٢- بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَالْمَبِيعُ قَائِمٌ

٧٣- بَابُ فِي الشُّفْعَةِ

٧٤- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُفْلِسُ فَيَجِدُ الرَّجُلَ مَتَاعَهُ

بِعَيْنِهِ عِنْدَهُ

٧٥- بَابُ فِيمَنْ أَخْبَا حَصِيرًا

٧٦- بَابُ فِي الرَّهْنِ

٧٧- بَابُ الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالٍ وَلَدِهِ

٧٨- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ

٧٩- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ حَقَّهُ مِنْ تَحْتِ يَدِهِ

٨٠- بَابُ فِي قَبُولِ الْهَدَايَا

٨١- بَابُ الرَّجُوعِ فِي الْهَبَةِ

٨٢- بَابُ فِي الْهَدِيَّةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ

٨٣- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُفْضِلُ بَعْضَ وَلَدِهِ فِي الشُّخْلِ

782	باب: بیوی کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا	۸۴- بَابُ فِي عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ رَوْحَهَا
783	باب: عمری یعنی زندگی بھر کے لیے عطا کر دینا	۸۵- بَابُ فِي الْعُمَرَى
	باب: جس شخص نے عمری کے ہدیے میں (موجبہ لہ)	۸۶- بَابُ مَنْ قَالَ فِيهِ وَلِعَقِبِهِ
785	(کی) اولاد کے لیے بھی صراحت کی ہو	
787	باب: رُقْبٰی کے احکام و مسائل	۸۷- بَابُ فِي الرُّقْبَى
788	باب: مانگے کی چیز پر ضمان (ادائیگی کی ضمانت) کا مسئلہ	۸۸- بَابُ فِي تَضْمِينِ الْعَارِيَةِ
	باب: جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے تو اس کی مثل	۸۹- بَابُ فِيمَنْ أَفْسَدَ شَيْئًا يُعْرَمُ مِثْلُهُ
791	تاوان دے	
793	باب: جانور جو کسی قوم کی کھیتی خراب کر جائیں	۹۰- بَابُ الْمَوَاشِي تُفْسِدُ زَرْعَ قَوْمٍ
795	قضا کے متعلق احکام و مسائل	۲۳ کتاب القضاء
797	باب: قاضی کا عہدہ طلب کرنا	۱- بَابُ فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ
798	باب: قاضی جو خطا کرے	۲- بَابُ فِي الْقَاضِي يُخْطِئُ
	باب: قضا کا عہدہ طلب کرنا اور فیصلہ کرنے میں جلد	۳- بَابُ فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ وَالْتِسْرِعِ إِلَيْهِ
800	بازی کرنا	
802	باب: رشوت حرام ہے۔	۴- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الرِّشْوَةِ
802	باب: حکام قاضی اور دیگر اہلکاروں کیلئے ہدایا کا مسئلہ	۵- بَابُ فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ
803	باب: فیصلہ کرنے کے آداب	۶- بَابُ كَيْفَ الْقَضَاءِ
804	باب: قاضی سے فیصلہ کرنے میں خطا ہو جائے، تو؟	۷- بَابُ فِي قَضَاءِ الْقَاضِي إِذَا أَخْطَأَ
	باب: مقدمے کے دونوں فریق قاضی کے سامنے	۸- بَابُ كَيْفَ يَجْلِسُ الْخَصَمَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَاضِي؟
807	کیسے بیٹھیں؟	
807	باب: قاضی کا غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا	۹- بَابُ الْقَاضِي يَقْضِي وَهُوَ غَضَبًا
808	باب: ذمی لوگوں (کفار) میں فیصلہ کرنا	۱۰- بَابُ الْحُكْمِ بَيْنَ أَهْلِ الذِّمَّةِ
809	باب: فیصلہ کرنے میں اجتہاد اور رائے سے کام لینا	۱۱- بَابُ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ
810	باب: مصالحت کر لینے کا بیان	۱۲- بَابُ فِي الصُّلْحِ
812	باب: گواہیوں کا بیان	۱۳- بَابُ فِي الشَّهَادَاتِ

813	باب: جو کوئی حقیقت جانے بغیر کسی جھگڑے میں مددگار بنے	۱۴- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا
814	باب: جھوٹی گواہی کا بیان	۱۵- بَابُ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ
815	باب: کن لوگوں کی گواہی قبول نہیں	۱۶- بَابُ مَنْ تُرَدُّ شَهَادَتُهُ
816	باب: شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی	۱۷- بَابُ شَهَادَةِ الْبَدَوِيِّ عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ
817	باب: دودھ پلانے کی گواہی	۱۸- بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الرُّضَاعِ
818	باب: سفر میں وصیت کے سلسلے میں کافر کی گواہی	۱۹- بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلَفِي [الْوَصِيَّةِ فِي السَّفَرِ]
820	باب: قاضی کو جب ایک گواہ کی صداقت کا یقین ہو تو ایک گواہی پر فیصلہ کرنا بھی جائز ہے	۲۰- بَابُ إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صِدْقَ شَهَادَةِ الْوَاحِدِ، يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَقْضِيَ بِهِ
821	باب: ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا	۲۱- بَابُ الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ وَالشَّاهِدِ
825	باب: جب دو آدمی کسی چیز کا دعویٰ کریں لیکن ان کے پاس گواہ نہ ہوں	۲۲- بَابُ الرَّجُلَيْنِ يَدْعِيَانِ شَيْئًا وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ
828	باب: جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ قسم کھائے	۲۳- بَابُ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ
828	باب: قسم کیسے اٹھائی جائے؟	۲۴- بَابُ كَيْفَ الْيَمِينُ
829	باب: کیا جب مدعا علیہ ذمی (کافر) ہو تو وہ بھی قسم کھائے	۲۵- بَابُ إِذَا كَانَ الْمُدْعَى عَلَيْهِ ذِمِّيًّا أَيْخَلَفَ
829	باب: (متنازع معاملہ میں) کسی سے اس کے علم پر قسم لینا جبکہ وہ اس میں موجود نہ رہا ہو	۲۶- بَابُ الرَّجُلِ يُخَلَفُ عَلَى عِلْمِهِ فِيمَا غَابَ عَنْهُ
831	باب: ذمی کافر سے قسم کیسے لی جائے؟	۲۷- بَابُ الذِّمِّيِّ كَيْفَ يُسْتَخْلَفُ؟
832	باب: آدمی اپنے حق کے حصول کے لیے قسم کھا لے	۲۸- بَابُ الرَّجُلِ يُخَلِفُ عَلَى حَقِّهِ
833	باب: قرضے وغیرہ میں مقروض کو قید کر لینا	۲۹- بَابُ فِي الذَّنْبِ هَلْ يُخْبَسُ بِهِ
835	باب: کسی کو اپنا وکیل بنانا	۳۰- بَابُ فِي الْوَكَاةِ
835	باب: قضاے متعلق دیگر احکام و مسائل	۳۱- بَابُ فِي الْقَضَاءِ
841	باب: حصول علم کی ترغیب کا بیان	۳۲- كَذِبُ نَعْمَ
845	باب: حصول علم کی ترغیب کا بیان	۳۳- بَابُ فِي فَضْلِ الْعِلْمِ

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد سوم)

- 847 باب: اہل کتاب سے روایت کرنے کا بیان
- 848 باب: علمی باتیں ضبط تحریر میں لانے کا بیان
- 851 باب: رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے
- 851 باب: علم و معرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا
- 852 باب: بات دہرا کر بیان کرنا
- 852 باب: جلدی جلدی باتیں کرنا
- 853 باب: فتویٰ دینے میں احتیاط کرنا
- 855 باب: علم کی بات چھپانا ناجائز ہے
- 855 باب: اشاعت علم کی فضیلت
- 856 باب: بنی اسرائیل سے روایت کرنا
- 857 باب: غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرنے کی مذمت
- 858 باب: وعظ کہنے کا بیان
- ۲- بَابُ رِوَايَةِ حَدِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ
- ۳- بَابُ كِتَابَةِ الْعِلْمِ
- ۴- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
- ۵- بَابُ الْكَلَامِ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِلاَ عِلْمٍ
- ۶- بَابُ تَكْرِيرِ الْحَدِيثِ
- ۷- بَابُ فِي سَرْدِ الْحَدِيثِ
- ۸- بَابُ التَّوَقُّفِ فِي الْفَتْوَا
- ۹- بَابُ كَرَاهِيَةِ مَنَعِ الْعِلْمِ
- ۱۰- بَابُ فَضْلِ نَشْرِ الْعِلْمِ
- ۱۱- بَابُ الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
- ۱۲- بَابُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لغيرِ اللَّهِ
- ۱۳- بَابُ فِي الْقَصَصِ

۲۵ کتاب الاشربة مشروبات سے متعلق احکام و مسائل

- 865 باب: شراب کی حرمت کا بیان
- 868 باب: اگر کوئی شراب بنانے کی غرض سے انگور نہ جوڑے
- 869 باب: شراب کو سرکہ بنا لینا
- 869 باب: شراب کن چیزوں سے بنتی ہے؟
- 871 باب: نشہ کا بیان
- 876 باب: بادہ قسم کی شراب کا حکم
- 876 باب: شراب کے برتنوں کا بیان
- 884 باب: دو مختلف چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا
- 887 باب: نیم پختہ کھجور سے نبیذ بنانا
- 888 باب: نبیذ کا بیان
- 890 باب: شہد پینے کا بیان
- 892 باب: نبیذ میں جب تیزی (تخمیر) آ جائے
- ۱- بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ
- ۲- بَابُ التَّصْوِيرِ لِلْخَمْرِ
- ۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ تُخَلَّلُ
- ۴- بَابُ الْخَمْرِ مِمَّا هِيَ
- ۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّكْرِ
- ۶- بَابُ فِي الدَّافِي
- ۷- بَابُ فِي الْأَوْعِيَةِ
- ۸- بَابُ فِي الْخَلِيطَيْنِ
- ۹- بَابُ فِي نَبِيذِ الْبُسْرِ
- ۱۰- بَابُ فِي صِفَةِ النَّبِيذِ
- ۱۱- بَابُ فِي شَرَابِ الْعَسَلِ
- ۱۲- بَابُ فِي النَّبِيذِ إِذَا عَلَى

893	باب: کھڑے ہو کر پینا	۱۱- بَابُ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا
894	باب: مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پینا	۱- بَابُ الشَّرَابِ مِنْ فِي السَّقَاءِ
895	باب: مشک کا منہ الٹ کر اس سے پینا	۱- بَابُ فِي اخْتِنَانِ الْأُسْقِيَةِ
896	باب: پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا	۱- بَابُ فِي الشَّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ
897	باب: سونے چاندی کے برتن میں (کھانا) پینا	۱۱- بَابُ فِي الشَّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
897	باب: زمین کے کسی حصے میں جمع شدہ صاف پانی پینا	۱- بَابُ فِي الْكَرْعِ
898	باب: (لوگوں کو) بلانے والا کب پیے؟	۱- بَابُ فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ؟
899	باب: پانی میں پھونک مارنا اور برتن میں سانس لینا	۲- بَابُ فِي النَّخِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنَفُّسِ فِيهِ
901	باب: دودھ پینے کی دعا	۲- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ اللَّبَنَ
902	باب: برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا بیان	۲- بَابُ فِي إِيْكَاءِ الْآيَةِ
907	کھانے سے متعلق احکام و مسائل	۳۶- كِتَابُ الْأَطْعَمَةِ
907	باب: دعوت قبول کرنے کا بیان	- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ
909	باب: نکاح کے موقع پر ولیمہ کرنا مستحب ہے	- بَابُ فِي اسْتِجَابِ الْوَلِيمَةِ لِلنِّكَاحِ
910	باب: ویسے کی دعوت کتنے دنوں تک مستحب ہے؟	- بَابُ فِي كَمْ تُسْتَحَبُّ الْوَلِيمَةُ؟
911	باب: سفر سے واپس پہنچنے پر کھانا کھلانا	- بَابُ الْإِطْعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ
912	باب: ضیافت (مہمانی) کا بیان	- بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ
914	باب: دوسرے کا مال بطور ضیافت کھانے کی حرمت	- بَابُ نَسْخِ الضَّيْفِ فِي الْأَكْلِ مِنْ مَالِ غَيْرِهِ
914	منسوخ ہو چکی ہے	
915	باب: (بطور فخر و ریا) مقابلہ بازی میں کھلانے والے کا کھانا	- بَابُ فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِئِينَ
916	باب: ایسی دعوت میں جانا جس میں کوئی غیر شرعی بات ہو	- بَابُ الرَّجُلِ يُدْعَى فَيَرَى مَكْرُوهًا
917	باب: جب دو داعی اکٹھے ہو جائیں تو کون زیادہ حق دار ہے؟	- بَابُ إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ أَيهُمَا أَحَقُّ؟
917	باب: جب نماز تیار ہو اور رات کا کھانا بھی	۱- بَابُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالْعَشَاءُ

- باب: کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کا بیان 319
- باب: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا بیان 320
- باب: اچانک کھانے کے موقع پر (بغیر ہاتھ دھوئے) کھانا 320
- باب: کھانے میں عیب جوئی مکروہ ہے 321
- باب: اکٹھے مل کر کھانا کھانے کا بیان 321
- باب: کھانے پر بِسْمِ اللہ پڑھنا 322
- باب: سہارا لے کر (یک لگا کر) کھانا 325
- باب: پیالے کے اوپر کے حصے سے کھانا (درست نہیں) 326
- باب: جس دسترخوان پر مکروہات کا استعمال ہو اس پر نہیں بیٹھنا چاہیے 327
- باب: دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم 328
- باب: گوشت کھانے کا بیان 329
- باب: کدو کھانے کا بیان 331
- باب: شید کھانے کا بیان 331
- باب: کسی کھانے سے بلاوجہ بیزاری مکروہ ہے 332
- باب: نجاست خور جانور کے گوشت کھانے اور اس کے دودھ پینے کی ممانعت کا بیان 333
- باب: گھوڑے کا گوشت کھانے کا مسئلہ 335
- باب: خرگوش کھانے کا بیان 337
- باب: سانڈا کھانے کا بیان 338
- باب: حباری کا گوشت کھانا 340
- باب: زمین کے اندر رہنے والے جانوروں کا کھانا 341
- باب: جن چیزوں کے حرام ہونے کی صراحت نہیں (ان کا حکم) 342
- باب: لکڑی (Hyena) کھانا کیسا ہے؟ 343

- ۱۱- بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الطَّعَامِ
--- بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ
۱۲- بَابُ فِي طَعَامِ الْفَجَاءَةِ
۱۳- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ ذَمِّ الطَّعَامِ
۱۴- بَابُ فِي الْاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ
۱۵- بَابُ التَّشْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ
۱۶- بَابُ فِي الْأَكْلِ مُكْتًا
۱۷- بَابُ فِي الْأَكْلِ مِنْ أَعْلَى الصَّخْفَةِ
۱۸- بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَا يُكْرَهُ
۱۹- بَابُ الْأَكْلِ بِالْيَمِينِ
۲۰- بَابُ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ
۲۱- بَابُ فِي أَكْلِ الدُّبَاءِ
۲۲- بَابُ فِي أَكْلِ الثَّرِيدِ
۲۳- بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّمَذُّرِ لِلطَّعَامِ
۲۴- بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِيهَا
۲۵- بَابُ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ
۲۶- بَابُ فِي أَكْلِ الْأَرَنْبِ
۲۷- بَابُ فِي أَكْلِ الضَّبِّ
۲۸- بَابُ فِي أَكْلِ لَحْمِ الْخُبَارَى
۲۹- بَابُ فِي أَكْلِ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ
۳۰- بَابُ مَا لَمْ يُذَكَّرْ تَحْرِيمُهُ
۳۱- بَابُ فِي أَكْلِ الضَّبِّ

- 944 باب: درندوں کا گوشت کھانا حرام ہے ۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ السَّبَاعِ
- 947 باب: پالتو گدھوں کا گوشت کھانا؟ ۳۱- بَابُ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ
- 949 باب: ٹڈی کھانے کا بیان ۳- بَابُ فِي أَكْلِ الْجَرَادِ
- 951 باب: جو مچھلی مر کر اوپر تیر آئے اس کا کھانا (کیسا ہے؟) ۳۱- بَابُ فِي أَكْلِ الطَّافِي مِنَ السَّمَكِ
- 952 باب: مجبور کے لیے مردار کھانا (مباح ہے) ۳۱- بَابُ فِي مَنْ اضْطُرَّ إِلَى الْمَيْتَةِ
- 953 باب: ایک وقت میں دو قسم کے کھانے جمع کرنا ۳۱- بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْثَيْنِ مِنَ الطَّعَامِ
- 954 باب: پیڑ کا بیان ۳۱- بَابُ فِي أَكْلِ الْجُبْنِ
- 955 باب: سرکہ کا بیان ۳۱- بَابُ فِي الْحَلِّ
- 955 باب: لہسن کھانے کا بیان ۴- بَابُ فِي أَكْلِ الثُّومِ
- 959 باب: کھجور کا بیان ۴- بَابُ فِي التَّمْرِ
- 960 باب: کیڑا لگی کھجور کو کھاتے وقت صاف کرنے کا بیان ۴۱- بَابُ فِي تَفْتِيهِ التَّمْرِ الْمُسْوَسِ عِنْدَ الْأَكْلِ
- 961 باب: دودھ کھجوریں اکٹھی کھانا ۴۲- بَابُ الْإِقْرَانِ فِي التَّمْرِ عِنْدَ الْأَكْلِ
- 961 باب: کھانے میں دو قسم کی چیزیں اکٹھی کھانا ۴۱- بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ اللَّوْثَيْنِ عِنْدَ الْأَكْلِ
- 963 باب: اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے برتنوں میں کھانا؟ ۴۱- بَابُ فِي اسْتِعْمَالِ آيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ
- 964 باب: سمندری جانوروں کا حکم ۴۱- بَابُ فِي دَوَابِّ الْبَحْرِ
- 965 باب: کھجی میں اگر چوہا گر جائے تو؟ ۴۲- بَابُ فِي الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمَنِ
- 967 باب: مکھی اگر کھانے میں گر جائے تو؟ ۴۲- بَابُ فِي الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ
- 968 باب: کھانے کا لقمہ نیچے گر جائے تو؟ ۴۲- بَابُ فِي اللَّقْمَةِ تَسْقُطُ
- 969 باب: خادم اپنے مالک کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے ۵- بَابُ فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى
- 969 باب: کھانے کے بعد رد مال سے ہاتھ صاف کرنا ۵- بَابُ فِي الْمُنْدِيلِ
- 970 باب: کھانا کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھے؟ ۵- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ
- 972 باب: کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے کا بیان ۵- بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدِ مِنَ الطَّعَامِ
- 972 باب: صاحب دعوت کے لیے دعا کرنا ۵- بَابُ فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ الطَّعَامِ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ

جہاد کی اہمیت و فضیلت www.KitaboSunnat.com

[جہاد، جہد] سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ”محنت و مشقت۔“ اس معنی کے اعتبار سے دین کے لیے کی جانے والی تمام مساعی (جانی، مالی، قوی، فکری، فعلی اور تحریری سبھی) جہاد میں شامل ہیں۔ تاہم اصطلاحاً و عرفاً نفسِ امارہ کا مقابلہ ”مجاہدہ“ اور دشمن اور فساد یوں کے ساتھ مسلح آویزش کو ”جہاد“ کہتے ہیں۔ مکی دور میں کفار کے ساتھ ﴿فَاَصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ﴾ [اعراض و درگزر سے کام لو۔] کا حکم تھا مگر مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد مسلمانوں کو مسلح مقابلے کی اجازت دے دی گئی اور فرمایا گیا: ﴿اِذْنٌ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَانْتِهَامٍ ظَلَمُوا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾ (الحج: ۳۹) ”ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں (مسلح قتال کی) اجازت دی جاتی ہے اس لیے کہ یہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی مدد پر خوب قدرت رکھتا ہے۔“ بعد ازاں اس عمل کو امت پر من حیث المجموع واجب کر دیا گیا اور فرمایا گیا: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة: ۲۱۶) ”(کفار سے) قتال کرنا تم پر فرض کر دیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ تمہیں ایک چیز بری لگے اور وہ (درحقیقت) تمہارے

لیے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ کوئی چیز تمہیں بھلی لگے اور وہ (حقیقت میں) تمہارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“ اور عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے۔

جہاد کی فضیلت کی بابت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل سب سے اچھا اور افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ۔“ (صحیح البخاری، العتق، باب أي الرقاب أفضل؟ حدیث: ۲۵۱۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کون سے اعمال سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں؟ یا کون سے اعمال بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“ پھر پوچھا گیا، اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جہاد (نیک) اعمال کی کوہان ہے۔“ (جامع الترمذی، فضائل الجہاد، حدیث: ۱۶۵۸) دین اسلام میں جہاد کی بہت زیادہ اہمیت و فضیلت بیان ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان لانے کے بعد جہاد فی سبیل اللہ بلند ترین درجات کے حصول کا اور رنج و غم اور مصائب و مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اسی طرح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد ہجرت اور جہاد کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ تین گھر بناتا ہے، ایک گھر جنت کے گرد، ایک جنت کے وسط میں اور ایک جنت کے بالا خانوں میں۔ (مسند النسائی، الجہاد، حدیث: ۳۱۳۵)

جہاد کی اہمیت کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ لیا نہ کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش ہی پیدا ہوئی، وہ نفاق کے ایک درجہ میں مرے گا۔“ (صحیح مسلم، الإمارة، حدیث: ۱۹۱۰) اسی طرح آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ نہ لیا اور نہ کبھی مجاہد کی مدد ہی کی، اللہ تعالیٰ اسے دنیا ہی میں سخت مصیبت میں مبتلا فرما دے گا۔“ (مسند أبی داود، الجہاد، حدیث: ۲۵۰۳)

قرآن و حدیث میں جہاد کی تعلیم اور ترغیب کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔



صرف امت کو جہاد کی ترغیب اور فضیلت ظاہر کرنے کے لیے نہ تھے بلکہ آپ کی گہرائیوں سے یہ خواہش رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی تڑپ پیدا کرے تاکہ اس گئے گزرے دور میں بھی دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے ہر طرف دین اسلام ہی کا بول بالا ہو اور دین اسلام باقی تمام ادیان پر غالب آ جائے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۵) - كِتَابُ الْجِهَادِ (التحفة ۹)

جہاد کے مسائل

باب ۱: ہجرت کا بیان اور دیہات
میں سکونت

(المعجم ۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهِجْرَةِ
وَسُكْنَى الْبَدْوِ (التحفة ۱)

40

۲۴۷۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی ﷺ سے ہجرت کے متعلق دریافت کیا۔ (مدینہ منورہ میں سکونت کے لیے بیعت کرنی چاہی) آپ نے فرمایا: ”تم پر افسوس! ہجرت کا معاملہ انتہائی سخت ہے کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ”ان کی زکوٰۃ دیتے ہو؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”ان بستیوں کے پار عمل کیے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔“

۲۴۷۷- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: «وَيَحْكُ إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبَحَارِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَبْرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا».

☀️ فوائد و مسائل: ① [ہجرۃ] لغت میں ”چھوڑ دینے“ کو کہتے ہیں اور اصطلاحاً یہ ہے کہ انسان اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی غرض سے دار الکفر، دار الفساد اور دار المعاصی کو چھوڑ کر دار الاسلام اور دار الصلاح کی سکونت اختیار کر لے۔ اور ہجرت کی جان یہ ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے منع کردہ امور سے باز رہے۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی

۲۴۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما جاء في قول الرجل: ويلك، ح: ۶۱۶۵، ومسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الإسلام والجهاد والخير... الخ، ح: ۱۸۶۵ من حديث الوليد بن مسلم به.

صراحت ہے۔ (صحیح البخاری، ایمان، حدیث: ۱۰) ② ہجرت کے تقاضے انتہائی شدید ہیں یہ کوئی آسان عمل نہیں ہے۔ ③ [البَحَارُ] کا لفظ عربی زبان میں بستیوں اور شہروں پر بھی بولا جاتا ہے۔ ④ اعمال کی بنیاد ایمان اور اخلاص پر ہے۔

۲۴۷۸- مقدم بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ بستی اور دیہات میں سکونت اختیار کرنا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھار) ان ٹیلوں اور میدانوں کی طرف چلے جایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک بار باہر جانے کا ارادہ فرمایا اور میری طرف صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک جوان اونٹنی بھیجی (کہ سواری کے دوران میں اس پر کچھ سختی کرنی پڑی) تو آپ نے فرمایا: ”عائشہ! نرم خوئی سے کام لو نرمی جس چیز میں بھی آ جائے وہ مزین ہو جاتی ہے اور جس سے نکال لی جائے وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔“

۲۴۷۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرِ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيحٌ عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ شَرِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الْبَدَاوَةِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبْدُو إِلَى هَذِهِ التَّلَاعِ وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! ارْقُبِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا نَزَعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت کا پہلا حصہ [هذه التلاع] صحیح ثابت نہیں ہے۔ (علامہ البانی) تاہم تدری بنی النفس کی نیت سے آدمی کسی وقت عزت و تنہائی اختیار کرے تو مفید ہے۔ جس کی صورت اعتکاف ہے نہ کہ صوفیاء کی سیاحت۔ ② جب حیوانات سے نرم خوئی ممدوح اور مطلوب ہے تو انسانوں سے یہ معاملہ اور بھی زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ: فِي الْهَجْرَةِ هَلْ انْقَطَعَتْ (النحفة ۲)

۲۴۷۹- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے:

۲۴۷۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ حَرِيزِ بْنِ

۲۴۷۸- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۵۸/۶ من حديث شريك القاضي به، وتابعه شعبة عند مسلم، ح: ۲۵۹۴، والحديث في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ۳۳۵/۱۲.

۲۴۷۹- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۹۹/۴، والنسائي في الكبرى، ح: ۸۷۱۱ من حديث حريز بن عثمان به، أبو هند لم يعرفه الذهبي، وللحديث شاهد عند أحمد: ۱۹۲/۱، والطحاوي في مشكل الآثار: ۲۵۹/۳.

عُثْمَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَنْقَطِعُ الْهَجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا».

”ہجرت ختم نہیں ہو سکتی، حتیٰ کہ توبہ منقطع ہو جائے اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔“

☀ فائدہ: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا آثار قیامت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ اور اس وقت تک توبہ کرنے کا کھلا موقع ہے۔ اسی طرح دین و ایمان کی حفاظت کے لیے اگر انسان دار الکفر کو چھوڑے اور دارالاسلام میں سکونت اختیار کرے تو اس کے ”مہاجر“ ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

۲۴۸۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُبَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ - فَتَحَ مَكَّةَ - : «لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيْتَةٌ، وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَانْفِرُوا».

۲۳۸۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا: ”(اب) ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت باقی ہے جب تمہیں جہاد کے لیے دعوت دی جائے تو نکل کھڑے ہو۔“

☀ فائدہ: چونکہ فتح مکہ سے پہلے جہاں آدمی رہ رہا تھا، اسلام لانے کے بعد اسے وہاں سے مدینہ کو ہجرت کرنا واجب تھا اور مکہ ان تمام جگہوں کا مرکز تھا۔ اب فتح مکہ کے بعد وہ دارالاسلام بن گیا تو اس سے ہجرت کا کوئی معنی باقی نہ رہا۔ مگر باقی دنیا میں جہاں کہیں احوال و گرگوں ہوں تو اپنے اسلام و ایمان کی حفاظت کے لیے نقل مکانی مطلوب و مایہ جوری ہے۔ اور ایسے ہی جہاد بھی قیامت تک کیلئے جاری ہے۔

۲۴۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو وَعِنْدَهُ

۲۳۸۱- عامر (شعی) نے کہا: ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جب کہ ان کے پاس اور کچھ لوگ بھی موجود تھے وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا اور

۲۴۸۰- تخریج: أخرجه البخاري عن عثمان بن أبي شيبة به، كما تقدم: ۲۰۱۸، ورواه البيهقي في دلائل النبوة: ۱۰۸/۵ من حديث أبي داود به.

۲۴۸۱- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ح: ۱۰ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

کہا: مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”مسلمان“ وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور ”مہاجر“ وہ ہے جو اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں سے باز رہے۔“

الْقَوْمُ حَتَّى جَلَسَ عِنْدَهُ، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ».

🌞 فائدہ: ایک باکردار مسلمان کے اوصاف کو اس حدیث میں جس مختصر اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً الہامی ہیں۔ ہر مسلمان اپنے آپ کو اس آئینے میں جانچ کر اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کس درجے کا مسلمان ہے۔

(المعجم ۳) - بَابُ: فِي سُكْنَى الشَّامِ
(التحفة ۳)

باب: ۳- دیار شام میں سکونت اختیار کرنا

43

۲۴۸۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”ہجرت کے بعد ہجرت ہوتی رہے گی زمین کے باسیوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دار ہجرت کو اختیار کیے ہوں گے۔ اور (قرب قیامت کے وقت) برے لوگ ہی رہ جائیں گے۔ ان کی زمینیں انہیں نکال باہر پھینکیں گی اللہ عزوجل بھی انہیں برا جانے گا اور آگ ان لوگوں کو بندروں اور خزیروں کے ساتھ جمع کرے گی۔“

۲۴۸۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «سَتَكُونُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةِ فَخِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ الزَّمُومِ مُهَاجِرِ إِبْرَاهِيمَ، وَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ أَرْضُوهُمْ تَقْدَرُهُمْ نَفْسُ اللَّهِ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْفِرْدَوْسِ وَالْخَنَازِيرِ».

🌞 فائدہ: جزیرہ العرب کے شمال مغربی علاقہ کو ”شام“ سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں آج کل لبنان، اردن، فلسطین اور سوریہ (شام) کی ریاستیں قائم ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ علاقہ قبلہ سے بائیں جانب واقع ہے یا بنو کنعان نے اس کی بائیں جانب کارخ کیا تھا یا یہ کہ اس میں زمین کے طبقات مختلف ہیں۔ اس میں سرخ، سفید اور سیاہ ہر طرح کی زمین پائی جاتی ہے اور اس مفہوم کے لیے ”شامات“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (قاموس)

۲۴۸۲- [تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲/۲۰۹ من حديث هشام الدستوائي به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند الحاكم: ۴/۵۱۰، ۵۱۱، وأبي نعيم في الحلية: ۶/۶۶ وغيرهما.

۲۴۸۳- حضرت (عبداللہ) بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حالات اس طرح ہو جائیں گے کہ تم لوگ مختلف گروہوں اور لشکروں میں جمع ہو جاؤ گے ایک لشکر شام میں ہوگا ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔“ ابن حوالہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے منتخب فرما دیجیے اگر یہ حالات پاؤں تو کہاں سکونت اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا: ”شام کو اختیار کر لینا“ بلاشبہ یہ علاقہ اللہ عزوجل کا پسندیدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو یہیں جمع فرمادے گا لیکن اگر تم لوگ اس سے انکار کرو تو پھر اپنے یمن کو اختیار کرنا اور اپنے تالابوں کا پانی پینا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کے متعلق (فتنوں سے حفاظت کی) ضمانت دی ہے۔“

۲۴۸۳- حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: حَدَّثَنِي بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي ابْنَ مَعْدَانَ، عَنْ ابْنِ أَبِي قَتِيلَةَ، عَنْ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَيَصِيرُ الْأَمْرُ إِلَى أَنْ تَكُونُوا جُنُودًا مُجَنَّدَةً: جُنْدٌ بِالشَّامِ، وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ، وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ». قَالَ ابْنُ حَوَالَةَ: خِرْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ، فَقَالَ: «عَلَيْكَ بِالشَّامِ، فَإِنَّهَا خَيْرُهُ اللَّهُ مِنْ أَرْضِهِ، يَجْتَبِي إِلَيْهَا خَيْرَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ، فَأَمَّا إِذْ أَيْتُمْ فَاعْلَيْنَكُمْ يَمِينَكُمْ وَاسْقُوا مِنْ غَدَرِكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ تَوَكَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ».

🌞 فائدہ: علاقہ شام مبارک علاقوں میں سے ہے۔ اللہ عزوجل نے بیت المقدس کے علاوہ اسے اپنی ظاہری و باطنی خیرات و برکات کا مرکز بنایا ہے۔ علاقے کی زرخیزی و شادابی تو واضح ہے اور باطنی طور پر یہ علاقہ انبیاء کی سرزمین رہا ہے۔ لوگ بالعموم فطری طور پر خیر چاہنے والے اور دین حق کے پیرو ہیں۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اسی علاقہ میں ہوگا۔ اسی وجہ سے اس علاقے کی طرف ہجرت کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہمیں جو سیاسی اور غیر سیاسی فتنے نظر آتے ہیں یہ سب وقتی چیز ہے۔ اور اس سے کوئی بھی علاقہ خالی نہیں ہے۔ جو ان شاء اللہ وقت آنے پر ختم ہو جائیں گے۔

(المعجم ۴) - بَابُ: فِي دَوَامِ الْجِهَادِ
(التحفة ۴)

۲۴۸۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ حَصِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، كَا بَيَانُ هُوَ

۲۴۸۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۱۰/۴ عن حيوة به، رواية بقية عن بحير محمولة على السماع، سواء صرح بالسماع أم لا، انظر كتابي "الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين".

۲۴۸۴- تخریج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۴۲۹/۴، ۴۳۷ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه أبو العلاء يزيد بن عبد الله بن الشخير، أحمد: ۴۳۴/۴، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۴۵۰/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ
عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ
عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ،
حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحُ الدَّجَالُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ
حق کے لیے قتال کرتا رہے گا اور وہ اپنے مقابل آنے
والوں پر غالب رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ مسیح
دجال سے لڑائی کرے گا۔“

🌞 فائدہ: اس ”گروہ“ سے مراد عقیدہ توحید و سنت کے حامل اور اتباع رسول ﷺ کے پابند لوگ ہیں ان کے نام
مختلف زمانوں میں مختلف ہو سکتے ہیں۔ ان کی پہچان ان کا عقیدہ و عمل اور کردار ہے۔

(المعجم ۵) - بَابُ: فِي ثَوَابِ الْجِهَادِ
(التحفة ۵)

۲۴۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ
عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ: أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْمَلُ
إِيمَانًا؟ قَالَ: «رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَرَجُلٌ يَعْبُدُ اللَّهَ فِي شَيْءٍ
مِنَ الشَّعَابِ قَدْ كَفَى النَّاسَ شَرًّا».

۲۳۸۵- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ مومنوں میں سے کون سا
آدمی کامل ایمان والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ
کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتا ہو اور وہ آدمی
جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت میں مشغول ہو اور
لوگوں کو اس کی برائی نہ پہنچتی ہو۔“

🌞 فائدہ: جہاد کے بعد مجاہدے کی فضیلت ہے۔ اور ”پہاڑ کی گھاٹی“ میں عبادت سے مقصود یہ ہے کہ آدمی
دکھاوے اور سنانے کی کیفیات سے بہت بعید ہو یا دوران جہاد میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے عبادت بھی کرتا
ہو یا یہ بیان ہے کہ جب معاشرے میں دین و ایمان خطرے میں ہو اور صحبت صالح میر نہ ہو تو ان سے علیحدہ ہو جانے
میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنِ
السِّيَاحَةِ (التحفة ۶)

۲۴۸۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله،
ح: ۲۷۸۶، ومسلم، الإمامة، باب فضل الجهاد والرباط، ح: ۱۸۸۸ من حديث الزهري به.

۲۴۸۶- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور اجازت مانگی کہ مجھے سیاحت کی اجازت مرحمت فرمائیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔“

۲۴۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ التَّنُوخِيُّ أَبُو الْجَمَاهِرِ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حَمِيدٍ: أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ائْذَنْ لِي بِالسِّيَاحَةِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”سیر و سیاحت“ کی عام عربی مفہوم میں شریعت کے اندر کوئی حیثیت نہیں، جیسے کہ خوش حال بنکرے لوگ کسی اہم مقصد کے بغیر ہی ملک ملک گھومتے پھرتے ہیں۔ اس میں بالعموم مال کا اسراف ہے اور وقت کا ضیاع بھی۔ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی جبکہ مسلمان کی پوری زندگی بامقصد اعمال میں بسر ہوتی ہے۔ اسلام میں اس کا نعم البدل جہاد ہے۔ اور قرآن مجید میں جو کئی مقامات پر ﴿سِيرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ کا حکم ہے وہ علم اور تدبر فی الانفس والافاق کی غرض سے ہے۔ اس نیت سے سیاحت میں کوئی حرج نہیں اور جہاد کی سیاحت ان سب اغراض کی جامع ہے۔ ② صوفیاء کی سیاحت کا شریعت میں کوئی جواز نہیں سوائے اس کے کہ تعلیم و تعلم کی غرض سے ہو۔



(المعجم ۷) - بَابُ: فِي فَضْلِ الْقَفْلِ فِي الْقَرْوِ (التحفة ۷)

۲۴۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ عَنْ ابْنِ شَقِيٍّ، عَنْ شَقِيٍّ بْنِ مَاتِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ».

۲۴۸۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جہاد سے واپس لوٹنا (فضیلت اور ثواب میں) ایسے ہے جیسے جہاد کے لیے جانا۔“

🌞 فائدہ: مجاہد کے تمام اعمال اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب اور رفع درجات کا باعث ہوتے ہیں۔ جہاد سے

۲۴۸۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۱۶۱/۹ من حديث محمد بن عثمان به، وصححه الحاكم ۸۳/۲، ووافقه الذهبي.

۲۴۸۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۷۴/۲ من حديث الليث بن سعد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۷۳/۲، ووافقه الذهبي.

واپسی کے بعد مجاہد جہاد ہی کی تیاری کرتا، مزید قوت و وسائل فراہم کرتا اور اہل خانہ کی خبر گیری کرتا ہے اس لیے اس کی واپسی بھی جہاد ہی کی طرح اجر و ثواب کی حامل ہے۔

(المعجم ۸) - باب فَضْلِ قِتَالِ الرُّومِ
عَلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْأُمَمِ (التحفة ۸)

باب: ۸- دوسری قوموں کے مقابل
رومیوں سے قتال کی فضیلت

۲۴۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَامٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ فَرَجِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ عَبْدِ الْخَبِيرِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ نَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ نَالٍ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَادٍ، وَهِيَ مُتَنَبِّئَةٌ تَسْأَلُ عَنْ ابْنِهَا وَهِيَ تَقُولُ؟ فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكَ وَأَنْتِ تَنْتَقِبُ؟ فَقَالَتْ: أَنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَاتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ابْنُكَ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ»، قَالَتْ: وَلِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «لَأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ».

۲۴۸۸- جناب عبدالخیر بن ثابت بن قیس بن شماس اپنے والد سے وہ داد اسے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی جس کا نام ام خلد تھا اس نے نقاب ڈالا ہوا تھا اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کر رہی تھی جبکہ وہ (جہاد میں) مارا گیا تھا۔ اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی نے اس سے کہا: تم اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کرنے آئی ہو اور نقاب ڈال رکھا ہے۔ (ایسی پریشانی میں پردے کا یہ اہتمام؟) اس نے کہا: اگر میرا بیٹا کھو گیا ہے تو میں نے اپنی حیات تو نہیں کھوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ہے۔“ اس نے پوچھا: یہ کیوں اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ”کیونکہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔“

🌟 فائدہ: یہ حدیث واعظوں کی بدولت خاصی مشہور ہے۔ لیکن ضعیف ہے۔ اس لیے اس کا بیان کرنا درست نہیں ہے۔

(المعجم ۹) - بَابُ فِي رُكُوبِ الْبَحْرِ
فِي الْعَزْوِ (التحفة ۹)

۲۴۸۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ مُطَرِّفٍ،

۲۴۸۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جج، عمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ کی

۲۴۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۷۵/۹ من حديث أبي داود به * فرج بن فضالة ضعيف،
وعبدالخبر مجهول الحال، وثابت بن قيس مستور .

۲۴۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۳۴/۴ من حديث أبي داود به * بشر وبشير مجهولان .

غرض کے سوا سمندری سفر نہ کیا جائے بلاشبہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔“

عن بَشْرِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عن بَشِيرِ بْنِ مُسْلِمٍ، عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجٌّ أَوْ مُعْتَمِرٌ أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا».

🌞 ملاحظہ: یہ روایت از حدیث ضعیف ہے جبکہ آگ کے آنے والے باب کی احادیث صحیح ہیں۔

(المعجم . . .) - باب فَضْلِ الْغَزْوِ فِي الْبَحْرِ (التحفة ۱۰)

۲۴۹۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (میری خالہ) ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اور یہ (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہم شیرہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ان کے ہاں قیلولہ کیا۔ آپ جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ کہتی ہیں میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے دیکھا کہ (میری امت میں سے) ایک قوم کے لوگ (بڑی شان سے) سمندر میں سفر کر رہے ہیں جیسے کہ بادشاہ تختوں پر ہوں۔“ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں کر دے۔ آپ نے فرمایا: ”تم بھی ان میں سے ہو۔“ آپ پھر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو پھر ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ تو آپ

۲۴۹۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ] قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ أُخْتُ أُمِّ سَلِيمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عِنْدَهُمْ فَاسْتَبَقَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: «رَأَيْتُ قَوْمًا مِمَّنْ يَرْكَبُ ظَهَرَ هَذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرِ». قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: «فَإِنَّكَ مِنْهُمْ». قَالَتْ: ثُمَّ نَامَ فَاسْتَبَقَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَضْحَكَكَ؟ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ. قَالَتْ: قُلْتُ:

۲۴۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب فضل الغزو في البحر، ح: ۱۹۱۲ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الجهاد والسير، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم، ح: ۲۷۹۹، ۲۸۰۰ من حديث يحيى ابن سعيد الأنصاري به.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

نے پہلے والی بات بتائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے۔ آپ نے فرمایا: ”تم پہلے لوگوں میں ہوگی۔“ انس بیان کرتے ہیں کہ بعد میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور جہاد کے لیے سمندر کے سفر پر گئے اور ان (ام حرام) کو بھی ساتھ لے گئے اور جب واپس لوٹے تو ایک خچران کے لیے لایا گیا کہ اس پر سوار ہوں تو اس نے ان کو گرا دیا اس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ وفات پا گئیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صریح اور واضح طور پر دلائل نبوت میں سے ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی بات کی خبر دی ہے جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئی ہے جس کو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی اور نہیں جان سکتا، لہذا رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی اس کا علم ہوا۔ ② یہ سن ۲۸ ہجری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی بات ہے جبکہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس جہادی سفر کے امیر تھے، لہذا اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت بھی ثابت ہوئی۔ نیز ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی جنہوں نے ان کی معیت میں یہ سمندری سفر کیا تھا، یہ ایک جہادی سفر تھا۔ ③ کسی خوش کن اور پسندیدہ بات پر ہنسنا جائز ہے۔

۲۴۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء تشریف لے جاتے تو ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں بھی جاتے اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ آپ ایک دن ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا اور پھر بیٹھ کر آپ کے سر سے جوئیں تلاش کرنے لگیں۔ اور یہی مذکورہ حدیث بیان کی۔

۲۴۹۱- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامَ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا، فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَقْلِي رَأْسَهُ وَسَاقَ هَذَا الْحَدِيثُ.

۲۴۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ح: ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح: ۱۹۱۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي) ۲/ ۴۶۴، ۴۶۵.

- جہاد کے مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَاتَتْ بِنْتُ مِلْحَانَ ابوداود کہتے ہیں بنت ملکان کی وفات قبرص میں بَقْبَرَصَ . ہوئی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ام سلمہ اور ام حرام نبی ﷺ کے محارم میں سے تھیں۔ کچھ نے ان کو آپ ﷺ کی رضاعی خالہ بتایا ہے اور کئی کہتے ہیں یہ آپ کے والد یا دادا کی خالہ تھیں۔ ② نبی کا خواب اور پیشین گوئیاں سب وحی پر مبنی ہوتی ہیں۔ ③ آپ ﷺ کے دوسرے خواب میں آپ کو کوئی دوسرے لوگ دکھائے گئے تھے۔ اس لیے آپ نے ام حرام سے فرمایا کہ تم پہلے لوگوں میں ہوگی۔ ④ سفر جہاد میں موت جس کیفیت میں بھی آئے مبارک ہوتی ہے ⑤ اس میں یہ پیش گوئی تھی کہ یہ امت بَر (خشکی) کے علاوہ بحر (سمندر) میں بھی جہاد کرے گی جو کہ ثابت ہے۔

۲۴۹۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: ۲۴۹۲- حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمیشہ رمیضاء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سو گئے پھر جاگے جبکہ یہ اپنا سر دھو رہی تھیں آپ جاگے تو ہنس رہے تھے اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میرے سر پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اور پوری حدیث بیان کی جس میں کچھ کمی بیشی ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُخْتِ أُمِّ سُلَيْمِ الرُّمَيْضَاءِ قَالَتْ: نَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَبَقَظَ وَكَانَتْ تَغْسِلُ رَأْسَهَا، فَاسْتَبَقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَضْحَكُ مِنْ رَأْسِي؟ قَالَ: «لَا» وَسَاقَ هَذَا الْخَبَرَ زَيْدٌ وَيَنْقُصُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: [رمیضاء] ام سلیم رضی اللہ عنہا کی رضاعی بہن ہیں اور یہی ام حرام بنت ملکان ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الرُّمَيْضَاءُ أُخْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ مِنَ الرِّضَاعَةِ.

۲۴۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الْعَيْشِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْجَوْزِيُّ الدَّمَشْقِيُّ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّمْلِيُّ عَنْ يَعْلَى بْنِ

۲۴۹۳- حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا: ”سمندر کے سفر میں جس کا سر چکرائے اور قے آجائے تو اس کے لیے ایک شہید کا ثواب ہے اور جو ڈوب کر مر جائے اس کو دو شہیدوں کا ثواب ہے۔“

۲۴۹۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/ ۴۳۵ من حديث زيد بن أسلم به.

۲۴۹۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۴/ ۳۳۵ من حديث أبي داود به، ورواه الحميدي، ح: ۳۴۹.

جہاد کے مسائل

۱- کتاب الجہاد

شَدَّادٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ الَّذِي يُصِيبُهُ الْقَيْءُ، لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ، وَالْعَرِيقُ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ».

🌟 فائدہ: اس سے مراد جہاد یا حج و عمرہ کا سفر ہے، دیگر سمندری سفر جو اطاعت کے سفر ہوں ان میں بھی اس فضیلت کی توقع کی جانی چاہیے۔

۲۳۹۳- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”تین (قسم کے) آدمیوں کا اللہ عز و جل ضامن ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا تو اللہ اس کا ضامن ہے حتیٰ کہ (اگر) اس کی وفات ہو جائے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر و ثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹائے گا، دوسرا وہ آدمی جو مسجد کی طرف گیا تو اللہ اس کا ضامن ہے حتیٰ کہ (اگر) اس کی وفات ہو جائے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر و ثواب اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا، اور تیسرا وہ آدمی جو سلام (یا سلامتی) کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہوا تو اللہ عز و جل اس کا ضامن ہے۔“

۲۴۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَتِيقٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ سَمَاعَةَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: رَجُلٌ خَرَجَ غَارِيًّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرِ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرِ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ».

🌟 فائدہ: گھر میں داخل ہونے والا ”السلام علیکم“ کہے جیسے کہ فرمایا: ﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ﴾ (النور: ۶۱) ”جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہو۔“ دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ دو رفتن میں امن و سلامتی کی غرض سے لوگوں سے اختلاط کو کم کر دے اور گھر میں رہے تو ایسا آدمی اللہ کی ضمانت میں ہوگا۔ (خطابی)

۲۴۹۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح: ۱۰۹۴ من حديث أبي مسهر به، صححه الحاكم: ۷۳/۲، ووافقه الذهبي.

(المعجم ۱۰) - **بَابُ: فِي فَضْلِ مَنْ قَتَلَ**
كَافِرًا (التحفة ۱۱)

۲۴۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کافر اور اس کا قاتل (مجاہد) آگ میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔“

۲۴۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ
الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ
عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعُ فِي النَّارِ
كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ أَبَدًا».

☀ فائدہ: جہاد مجاہد کیلئے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اس طرح وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے الا یہ کہ اس کے
ذمے کوئی حقوق العباد ہوں۔ اگر یہ معاف نہ ہوئے اور کوئی عقاب ہوا بھی تو آگ کے بغیر ہوگا مثلاً اعراف وغیرہ
میں روکا جائے گا۔ (نوی) واللہ اعلم۔

باب ۱۱- غیر مجاہدین پر مجاہدوں کی خواتین
کی حرمت و احترام کا بیان

(المعجم ۱۱) - **بَابُ: فِي حُرْمَةِ نِسَاءِ**
الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ (التحفة ۱۲)

۲۴۹۶- جناب (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد

(بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: ”خانہ نشین لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی
عزت و حرمت ایسے (واجب اور لازم) ہے جیسے کہ ان
کی اپنی مائیں ہوں جو کوئی (جہاد سے) پیچھے رہے اور
مجاہدین کے اہل میں خیانت (بد نظری یا خباثت) ا
معاملہ کرے تو قیامت کے روز ایسے شخص کے لیے جہنم
لگایا جائے گا اور (اسے اہل محشر میں رسوا کرتے ہوئے
مجاہد سے کہا جائے گا: یہی شخص ہے جو تیرے پیچھے تیرے
اہل میں برائی کرتا رہا) اس کی نیکیوں میں سے جو لینا چاہے

۲۴۹۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَعْنَبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ
مَرْثَدٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ
عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ
رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ
الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ إِلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ، قَبِيلٌ لَهُ: هَذَا قَدْ خَلَفَكَ فِي أَهْلِكَ
فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ»، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا ظَنُّكُمْ».

۲۴۹۵- تخریج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب من قتل كافراً ثم سدد، ح: ۱۸۹۱ من حديث إسماعيل بن جعفر به

۲۴۹۶- تخریج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب حرمة نساء المجاهدين، وإثم من خانهم فيهن، ح: ۱۸۹۷ ع

سعيد بن منصور به، وهو في سننه، ح: ۲۳۳۱.

جہاد کے مسائل

ہے لے لے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تو تمہارا کیا خیال ہے؟“ (بھلا وہ کچھ چھوڑے گا، یعنی ہرگز نہیں، سبھی نیکیاں سمیٹ لے گا۔)

امام ابو داؤد بیان کرتے ہیں کہ راوی حدیث قعنب ایک نیک آدمی تھے ابن ابی لیلیٰ نے ان کو قاضی بنانا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے ایک درہم کی کوئی معمولی چیز بھی لینی ہوتی ہے تو دوسرے آدمی کی مدد لیتا ہوں (تو قضا و عدالت کی ذمہ داریاں کیسے اٹھا سکتا ہوں؟) انہوں نے کہا: ہم میں سے کون ہے جسے دوسرے کی مدد کی ضرورت نہ پڑتی ہو؟ انہوں نے کہا: اب تو اجازت دیں میں کچھ سوچ لوں۔ چنانچہ اجازت دی گئی تو چھپ گئے۔ سفیان بیان کرتے ہیں کہ اسی کیفیت میں تھے کہ گھر کی چھت گر پڑی اور اس سے وفات پا گئے۔

فائدہ: مجاہدین جو جہاد و قتال میں مشغول و مصروف ہوں ان کے اہل و عیال کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت اور ان کی خدمت کرنا انتہائی اجر و ثواب کا کام ہے اور ان میں خیانت و خباثت کا مظاہرہ ایسے ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے یہ معاملہ کرے۔ اور اسی پر ان لوگوں کو قیاس کیا گیا ہے جو دین اسلام کی دیگر فکری حدود مثلاً تعلیم و تعلم کے سلسلے میں اپنے گھروں سے غائب ہوں تو ان کے اقربا اور دیگر افراد معاشرہ پر لازم ہے کہ ان کے اہل و عیال کے تحفظ و حرمت کا پوری طرح خیال رکھیں جیسے کہ اپنی ماؤں کا تحفظ کرتے ہیں۔

باب ۱۲- جو لشکر غنیمت نہیں پاتا

(المعجم ۱۲) - بَابُ فِي السَّرِيَّةِ

تُخْفِقُ (التحفة ۱۳)

۲۴۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مجاہدین اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں اور غنیمت حاصل کر لیتے ہیں وہ

۲۴۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي هَانِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هَانِيَةَ

۲۴۹۷- تخريج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم، ح: ۱۹۰۶ من حديث أبي عبد الرحمن عبد الله بن يزيد المقرئ عن حبة به.

اپنے آخرت کے اجر میں سے دو تہائی جلد ہی (اس دن ہی میں) پالیتے ہیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہ جاتا ہے اور اگر انہیں کوئی غنیمت نہ ملے تو ان کا کامل اجر (قیامت تک کے لیے) محفوظ ہو جاتا ہے۔“

الْحَوْلَانِي: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبْلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُصِيبُونَ غَنِيمَةً إِلَّا تَعَجَّلُوا ثُلثِي أَجْرِهِمْ مِنَ الْآخِرَةِ، وَيَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ، فَإِنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ».

☀️ فائدہ: انسان جس قدر بھی نعمتیں اس دنیا میں استعمال کر رہا ہے وہ اپنے آخرت کے حصے سے استعمال کر رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ ”ہمیں اس قدر جو نیا دی گئی ہے تو ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں تو نہیں دے دیا گیا۔“ (صحیح البخاری، الحنائر، حدیث: ۱۲۷۵) حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ”ہم میں سے کچھ کے پھل یہیں پک گئے ہیں اور وہ اب ان سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔“ (صحیح البخاری، الحنائر، حدیث: ۱۲۷۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لذیذ مطعومات و مشروبات کا استعمال ترک کر دیا تھا۔ اور آخرت میں کفار سے بالخصوص کہا جائے گا: ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ﴾ (الاحقاف: ۲۰) ”تم دنیا کی زندگی میں اپنی لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے سو آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ تم زمین میں ناحق غرور کیا کرتے تھے اور بدکردار تھے۔“

باب: ۱۳- دورانِ جہاد میں اللہ کے ذکر

کے ثواب کا بڑھاوا

(المعجم ۱۳) - بَابُ فِي تَضْعِيفِ

الذِّكْرِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

(التحفة ۱۴)

۲۴۹۸- جناب سہل بن معاذ اپنے والد (معاذ بن

انس رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران میں نماز روزے اور ذکر کا اجر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے مقابلے میں سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔“

۲۴۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ

السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الصَّلَاةَ وَالصَّيَامَ

۲۴۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۴۳۸ من حديث زبان به، وانظر، ح: ۱۲۸۷ لعلته، ومع ذلك صححه الحاكم ۷۸/ ۲، ووافقه الذهبي.

۱۰- کتاب الجہاد

وَالَّذِكْرُ يُضَاعَفُ عَلَى التَّفَقُّةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ بِسَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ.

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِيمَنْ مَاتَ

غَارِزًا (التحفة ۱۵)

۲۴۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ
نُجْدَةَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ ابْنِ
مُزَيْنَانَ، عَنْ أَبِيهِ، يَزِيدُ إِلَى مَكْحُولٍ إِلَى
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ أَبَا
مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ: «مَنْ فَضَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ فَمَاتَ أَوْ قُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ، أَوْ
وَقَصَهُ فَرَسُهُ أَوْ بَعِيرُهُ، أَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ، أَوْ
مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ، أَوْ بِأَيِّ حَتْفٍ شَاءَ اللَّهُ:
فَإِنَّهُ شَهِيدٌ وَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ».

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي فَضْلِ

الرِّبَاطِ (التحفة ۱۶)

۲۵۰۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو
هَانِيءٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، عَنْ فَضَالَةَ
ابْنِ عُيَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ

جہاد کے مسائل

باب: ۱۴- جو شخص سفر جہاد میں وفات پا جائے

۲۴۹۹- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے:
”جو شخص جہاد کے لیے روانہ ہوا اور وفات پا گیا یا قتل کر
دیا گیا تو وہ شہید ہے یا اگر اس کو اس کے گھوڑے یا اونٹ
نے گرا دیا ہو یا کسی جانور نے کاٹا ہو یا اپنے بستر ہی پر
اسے موت آئی ہو یا جس کسی کیفیت میں بھی اس کی وفات
ہوئی ہو تو وہ شہید ہے اور بلاشبہ اس کے لیے جنت ہے۔“

باب: ۱۵- دشمن کے مقابلے میں مورچہ

بندی کی فضیلت

۲۵۰۰- حضرت فہالہ بن عبید بن جراح سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مرنے والے کا عمل (اس
کے مرنے پر) ختم ہو جاتا ہے مگر مورچہ بند کہ اس کا
عمل قیامت تک کے لیے بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر

۲۴۹۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۷۸/۲، ۷۹ من حديث عبد الوهاب بن نجلدة به، وصححه
على شرط مسلم، ورده الذهبي بقوله: "عبد الرحمن بن غنم لم يدر كه مكحول فيما أظن" وبقية مدلس، لم يصرح
بالسماع المسلسل.

۲۵۰۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من مات مرابطاً،
ع: ۱۶۲۱ من حديث أبي هانئ به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۲۴، والحاكم على شرط
مسلم: ۷۹/۲، ووافقه الذهبي.

الْمَيِّتُ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطُ فَإِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤْمَنُ مِنْ فَتَنِ الْقَبْرِ.

کے عذاب سے (یا منکر و نکیر کے سوال جواب) سے امن میں رہتا ہے۔“

🌞 فائدہ: یہ فضیلت دشمن کے سامنے مورچہ بند ہونے کی ہے۔ تو جو شخص کفار سے پنجرہ آزمائی کرتا اور قتل ہوتا یا قتل کرتا ہو اس کے درجات اور بھی زیادہ ہوں گے۔ قرآن مجید نے اس عمل کی ترغیب میں فرمایا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۲۰۰) ”اے ایمان والو! صبر کرو ثابت قدم رہو مورچوں پر جمے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔“ جہاد و قتال سے ملتا جلتا کام مثلاً مشکل حالات میں اشاعت تو حید و سنت اور ردّ شرک و بدعت جو کہ درس و تدریس اور تحریر و تقریر کے ذریعے سے ہو اس کے متعلق بھی توقع کی جانی چاہیے کہ حسب نیت یہ بھی ایک عظیم رباط و مرابطہ ہے۔ چنانچہ اساتذہ، مبلغین اور مؤلفین قلعہ اسلام کی فکری حدود کے مورچہ بند ہیں جب تک ان کی باقیات صالحات موجود رہیں گی ان کی حسنت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ.

(المعجم ۱۶) - بَابُ: فِي فَضْلِ

الْحَرَسِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

(التحفة ۱۷)

باب: ۱۶- جہاد میں پہرے داری کی فضیلت

۲۵۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي السَّلُولِيُّ أَبُو كَبْشَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ: أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتَّى كَانَ عَشِيَّةً فَحَضَرَتْ صَلَاةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلًا

۲۵۰۱- حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ہم) لوگ غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور بہت لمبی مسافت طے کی حتیٰ کہ پچھلا پہر ہو گیا۔ سو میں نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ ایک گھوڑا سوار آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے آگے آگے چلتا رہا حتیٰ کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ گیا تو دیکھا کہ قبیلہ ہوازن کے سب لوگ اپنی عورتوں، چوپاؤں اور بکریوں سمیت حنین کی طرف جمع ہو رہے ہیں رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور

۲۵۰۱- تخریج: [سنادہ حسن] تقدم، ح: ۴۱۶، أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۱۲۵/۵ من حديث أبي داود، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۸۳/۲، ۸۴، ووافقه الذهبي.

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

کہا: ”کل ان شاء اللہ یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہو گا۔“ پھر فرمایا: ”آج رات کون ہمارا سپرہ دے گا؟“ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”تو سوار ہو جاؤ۔“ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”اس گھائی کی طرف چلے جاؤ حتیٰ کہ اس کے اوپر چڑھ جاؤ اور ایسا نہ ہو کہ رات میں ہم تمہاری طرف سے دھوکہ کھا جائیں۔“ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دریافت فرمایا: ”کیا تم نے اپنے سوار کو دیکھا ہے؟“ صحابہ نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول! ہم نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور اس دوران میں آپ گھائی کی طرف بھی دیکھتے رہے حتیٰ کہ جب نماز مکمل کر لی اور سلام پھیر لیا تو فرمایا: ”خوشخبری ہو تمہارا سوار آ گیا ہے۔“ پس ہم بھی درختوں میں سے گھائی کی طرف دیکھنے لگے تو وہ سامنے آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا اور کہا: میں (آپ کے ہاں سے) روانہ ہوا حتیٰ کہ اس گھائی کے اوپر چڑھ گیا جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھائیوں میں دیکھا تو مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تم رات کو (گھوڑے سے) اترے بھی تھے؟“ اس نے کہا: نہیں صرف نماز پڑھنے یا قضائے

نذاً وَكَذَا فَإِذَا أَنَا بِهِوَازَنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ طُعْنِهِمْ وَنَعْمِهِمْ وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «تِلْكَ نَيْمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ»، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟» قَالَ أَنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «فَارْكَبْ»، فَارْكَبَ فَرَسًا لَهُ وَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُسْتَقْبَلُ هَذَا الشَّعْبِ حَتَّى تَكُونَ فِي غَلَاهُ، وَلَا نَعْرَنَ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ»، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مُصَلَّاهُ لَوَكَعَ رَعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ أَحْسَسْتُمْ لِمَارِسِكُمْ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَحْسَسْنَاهُ، فَنُوبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَتَلَفَّتُ إِلَى الشَّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ»، فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشَّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هَذَا الشَّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَطْلَعْتُ الشَّعْبَيْنِ وَابَيْهَمَا، فَتَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرِ أَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟» قَالَ: لَا، إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أُوجِبَتْ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ حَاجَتَكَ لِيهِ أَتَرَاهُونَ» پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تم نے اپنے لیے لازم کر لی (جنت) تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو کوئی مواخذہ نہیں۔“

🌅 فوائد و مسائل: ① جہادی مہموں اور دیگر اہم مواقع پر پہریداری کا انتظام حسب ضرورت مشروع و مسنون بلکہ واجب ہے اور توکل کے خلاف نہیں۔ ② نماز کے دوران میں بلاوجہ التفات ممنوع ہے مگر اہم ضرورت کے پیش نظر مباح ہے۔ مگر خیال رہے کہ منہ پھیر کر نہ دیکھا جائے۔ ③ صحابی رسول ﷺ نے فرمان رسول کے ظاہر الفاظ پر اس شدت سے تعمیل کی کہ ساری رات گھوڑے کی پیٹھ پر گزاردی۔ ④ نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو مواخذہ نہیں“ ان کے اس عمل کی قبولیت کی بشارت تھی۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ انہیں اعمال تکلیفیہ سے آزادی کا پروانہ دے دیا گیا تھا بلکہ اس میں ان کی بخشش کی خوشخبری تھی جس کی بنا پر یہ لوگ اور بھی زیادہ متقی، عامل اور محنت کش ہو جاتے تھے۔ جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا تھا: ”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔“ (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۳۰ و صحیح مسلم، صفات المنافقین، حدیث: ۲۸۱۹) ⑤ جہاد میں پہریداری کے ایک آسان عمل کا جب یہ اجر ہے تو قتال و معرکہ آرائی کے فضائل کس قدر زیادہ ہوں گے۔ ⑥ مجاہدین معرکہ کی طرح فکر و عمل کے میدان میں بھی علمائے حق پر لازم ہے کہ دنیا میں پھیلنے والی لحدانہ تحریکوں پر گہری نظر رکھیں جو کہ مسلمانوں اور ان کے معاشرے میں نقب لگانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتیں اور ان کا جواب بھرپور علمی و فکری اسلوب میں دینا واجب ہے۔



(المعجم ۱۷) - باب كَرَاهِيَةِ تَرْكِ الْغَزْوِ (التحفة ۱۸)

۲۵۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُهُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، قَالَ عَبْدُهُ يَعْنِي ابْنَ الْوَرْدِ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُتَكَلِّدِ عَنْ سَمِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ ۲۵۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے جہاد نہیں کیا اور اپنے دل میں بھی جہاد کی نیت نہیں کی تو، نفاق کی ایک شاخ پر مرا۔“

۱۲۵۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب ذم من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه بالغزو، ح: ۱۹۱۰ من حديث عبد الله بن المبارك به.

وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ
مِنْ نِفَاقٍ۔

فائدہ: مخلص مسلمان ہر حال میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ چاہتا ہے اور اس کے لیے کوشاں رہتا ہے، جہاد کا شائق اور جہادی عمل کا مؤید اور معاون ہوتا ہے۔ اگر کسی میں ایسی کوئی کیفیت نہیں تو وہ نام ہی کا مسلمان ہے اور ایسے جذبات سے محرومی نفاق کا ایک حصہ اور بہت بڑی بدبختی ہے۔

۲۵۰۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ،
وَقُرَّأَتْهُ عَلَى يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرْجُسِيِّ
قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَحْيَى
ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ الْقَاسِمِ أَبِي
هَدَلٍ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهَّزْ غَارِزًا أَوْ
يُخْلَفَ غَارِزًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللَّهُ
عَارَةً». قَالَ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ فِي حَدِيثِهِ:
«لَمْ يَزِمِ الْقِيَامَةَ»۔

۲۵۰۳- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جہاد میں حصہ نہیں لیا یا کسی مجاہد کو مادی تعاون نہیں دیا یا مجاہد کے روانہ ہو جانے کے بعد اس کے اہل و عیال کی بحسن و خوبی خبر گیری نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔“ یزید بن عبد اللہ نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا: ”قیامت سے پہلے اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔“

فائدہ: امت مسلمہ کو جس ہزیمت کا سامنا ہے بلاشبہ وہ جہاد سے روگردانی اور کفار کے مقابلے میں بڑی ناکامیجہ ہے۔ اور اللہ عز و جل کی جانب سے قسم قسم کی آفات بھی اس کے مواخذے کی دلیل ہیں۔

۲۵۰۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
سَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ
نَبِيَّ ﷺ قَالَ: «جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ
الْكُفْرَ وَأَنْفُسَكُمْ وَالْأَنْفُسَ كُلَّهَا»۔

۲۵۰۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مشرکین سے جہاد کرو: اپنے مالوں کے ساتھ اپنی جانوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔“

۲۵- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب التغليب في ترك الجهاد، ح: ۲۷۶۲ من حديث الوليد بن مسلم به، وصرح بالسماع المسلسل عند ابن عساکر في "الأربعين في الحث على الجهاد"، ح: ۲۰، وتابعه ابن خالده عند الطبراني في مسند الشاميين، ح: ۸۸۳۔

۲۶- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب وجوب الجهاد، ح: ۳۰۹۸ من حديث حماد بن سلمة صححه ابن حبان، ح: ۱۶۱۸، والحاكم على شرط مسلم: ۸۱/۲، ووافقه الذهبي، ورواه ثابت البناني عن عبد الصمد بن عبد الوهاب في المختارة: ۳۶/۵، ح: ۱۶۴۲۔

🌞 فائدہ: مسلمانوں کے تمام طبقات کو اپنی اپنی ممکنہ صلاحیات کے ساتھ کفر کے مقابلہ میں تیار رہنا واجب ہے۔ جوان اپنی جانوں اور جوانی سے، اغنیاء اپنے مالوں سے، علماء دعوت و ترغیب سے اور تردید کفر و شرک سے، بزرگ عورتیں اور بچے اللہ کے حضور دعاؤں سے اسلام مسلمانوں اور مجاہدین کے لیے مدد مانگیں۔ اشعار کی صورت میں کفر و شرک و مشرکین کی مذمت اور جو بھی زبان سے جہاد میں شمار ہے۔ الغرض جو مسلمان جہاد کے داعیہ سے خالی الذہن ہے اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ: فِي نَسْخِ نَفِيرٍ
الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۸- خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں کے نفیر (جہاد میں جانے) کا حکم منسوخ ہونا

۲۵۰۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿إِلَّا تَنْفِرُوا بِلَدِّكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ [التوبة: ۳۹] و ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿يَسْمَلُونَ﴾ نَسَخْتُهَا الْآيَةَ الَّتِي تَلِيهَا ﴿وَمَا كَانَتْ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا﴾ [التوبة: ۱۲۰-۱۲۲].

۲۵۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سورہ توبہ (کی آیت نمبر ۳۹) ”اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کر دے گا۔“ اور (آیات ۱۲۰ اور ۱۲۱) ”اہل مدینہ اور ان کے ارد گرد کے دیہاتیوں کو روانہ نہیں (کہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو رسول کی جان سے پیاری سمجھیں.....) ان آیات کو اس کے بعد والی آیت (نمبر ۱۲۲) نے منسوخ کر دیا ہے۔ جس میں ہے: ”اور مومنوں کو لائق نہیں کہ یہ سب کے سب جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوں۔ (ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر جماعت میں سے ایک گروہ نکلتا تاکہ وہ باقی دین میں سمجھ حاصل کرتے اور جب یہ (جہاد سے) لوٹ کر آتے تو اپنی قوم کو بھی ڈراتے تاکہ وہ بھی متنبہ رہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کا مفہوم یہ ہے کہ ہر جہاد میں تمام مسلمانوں کا نکلنا منسوخ ہے۔ جبکہ دیگر مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ یہ آیات محکم ہیں اور جہاد میں احوال و ظروف کا خیال کرنا چاہیے اور ایک جماعت کو دارالاسلام میں بھی لازماً نہ لانا چاہیے تاکہ مرکز بالکل ہی خالی نہ ہو جائے۔ ② آیت نمبر ۱۲۲ سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جہاد میں عملاً مشغول ہو کر جو نفقہ فی الدین حاصل ہوتا ہے وہ عام حالات میں حاصل نہیں ہوتا۔

۲۵۰۶- نجدہ بن نفع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورہ توبہ (کی آیت ۳۹) کی تفسیر پوچھی، جس میں ہے کہ ”اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کر دے گا۔“ انہوں نے فرمایا: ان سے بارش روک لی گئی اور یہی ان کا عذاب تھا۔

باب: ۱۹- کسی (معتول) عذر کے باعث جہاد کے لیے نہ جانا درست ہے

۲۵۰۷- ”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کو سکنت نے ڈھانپ لیا (وہی کا نزول شروع ہو گیا) اور رسول اللہ ﷺ کی ران میری ران پر آ گئی، مجھے آپ ﷺ کی ران سے جو بوجھ محسوس ہوا کسی اور چیز سے محسوس نہیں ہوا۔ جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”لکھو“ چنانچہ میں نے شانے کی ہڈی پر لکھا: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ.....﴾ (آخر آیت تک) ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومنین اور بیٹھ رہنے والے برابر نہیں ہو سکتے.....“ ابن ام مکتوم جو نابینا صحابی تھے انہوں نے جب مجاہدین کی یہ فضیلت سنی تو کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مومنین میں سے ایسے شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو؟

۲۵۰۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدِ الْحَقَفِيِّ: حَدَّثَنِي نَجْدَةُ بْنُ نَفْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿وَلَا تَنْصَرُوا بِعُذْبِكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ قَالَ: فَأَمْسِكَ عَنْهُمْ الْمَطَرُ وَكَانَ عَذَابَهُمْ.

(المعجم ۱۹) - باب الرخصة في القعود من العذر (التحفة ۲۰)

۲۵۰۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كُنْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَفْسِيئَةُ السَّكِينَةُ، فَوَقَعْتُ فَخِذَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي فَمَا وَجَدْتُ ثِقَلًا شَيْءٍ أَثْقَلَ مِنِّي فَخِذَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سُرِّي عَنْهُ فَقَالَ: «اُكْتُبْ»، فَكُتِبْتُ فِي كِتَابِ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَامَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ - وَكَانَ رَجُلًا أَفْطَر - لَمَّا سَمِعَ فَضِيلَةَ الْمُجَاهِدِينَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ بِمَنْ لَا يَسْتَطِيعُ

۲۵۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد في مسنده، ح: ۶۸۲ عن زيد بن حباب به * نجدة بن نفع مجهول (تقریب).

۲۵۰۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/۱۹۰، ۱۹۱ من حديث عبد الرحمن بن أبي الزناد به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۳۱۶، وصححه الحاكم: ۲/۸۱، ۸۲، ووافقه الذهبي.



انہوں نے جب اپنی بات پوری کی تو رسول اللہ ﷺ کو سکینے نے ڈھانپ لیا اور آپ کی ران میری ران پر آگئی اور دوسری بار بھی میں نے اسی طرح کا بوجھ محسوس کیا جو پہلے محسوس کیا تھا۔ پھر جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”اے زید! پڑھو۔“ میں نے پڑھا: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾..... ﴿تور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾ ”سوائے ان کے جنہیں کوئی عذر ہو۔“ اور باقی آیت اسی طرح رہی۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾ کے لفظ اللہ نے علیہ سے نازل فرمائے اور میں نے ان کو ان کی جگہ پر لکھ دیا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! گویا میں شانے کی ہڈی کے اس درز کو دیکھ رہا ہوں جہاں میں نے اس کو ملایا تھا۔

الْجِهَادَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَلَمَّا قَضَى كَلَامَهُ، عَشِيَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ السَّكِينَةُ فَوَقَعَتْ فَخِذَهُ عَلَى فَخِذِي وَوَجَدْتُ مِنْ ثِقَلِهَا فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ كَمَا وَجَدْتُ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى، ثُمَّ سُرِّيَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «افْرَأْ يَا زَيْدُ»، فَقَرَأْتُ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾ الْآيَةَ كُلَّهَا [النساء: ۹۵]۔ قَالَ زَيْدٌ: فَأَنْزَلَهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَحَدَّثَهَا فَأَلْحَقْتُهَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُلْحَقِهَا عِنْدَ صَدْعٍ فِي كَيْفٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مریض نابینا، پاچہ یا دیگر شرعی عذر کی بنا پر اگر کوئی جہاد سے پیچھے رہ جائے تو مباح ہے۔ لیکن جب نفیر عام کا حکم ہو تو بلا عذر پیچھے رہنا کسی طرح روا نہیں۔ ② نزول وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ پر انتہائی بوجھ پڑتا تھا حتیٰ کہ سخت سردی میں بھی آپ کو پسینہ آ جاتا تھا اور اگر آپ اونٹنی پر ہوتے تو وہ بھی تک کر کھڑی ہو جاتی تھی اور چل نہ سکتی تھی۔ ③ قرآن مجید جس قدر اترتا تھا نبی ﷺ اس کی کتابت کروا دیا کرتے تھے۔ البتہ ابتداء احادیث کے لکھنے کی عام اجازت نہ تھی سوائے چند ایک صحابہ کے یا وہ وثائق جو آپ نے بالخصوص لکھوائے۔

۲۵۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ تم لوگ مدینے میں ایسے لوگوں کو چھوڑ آئے ہو کہ جو سفر بھی تم کرتے ہو یا کوئی خرچ کرتے ہو یا کوئی وادی طے کرتے ہو تو وہ (اجر و ثواب میں) تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔“ صحابہ

۲۵۰۸- حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَاسِرُثُمْ مَسِيرًا، وَلَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ، وَلَا قَطَعْتُمْ

۲۵۰۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲۴/۹ من حديث أبي داود به، وقال البخاري في صحيحه، كتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الغزو، ح: ۲۸۳۹ وقال موسى... الخ، فذكر السند ولم يذكر اللفظ، وقال: "الأول أصح".

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

بْنِ وَادٍ إِلَّا وَهُمْ مَعَكُمْ فِيهِ». قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: أَلَا وَهُمْ مَعَكُمْ فِيهِ! وَكَيْفَ يَكُونُونَ مَعَنَا وَهُمْ الْمَدِينَةُ؟ قَالَ: «حَبَسَهُمُ الْعُدُوُّ».

نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ ہمارے ساتھ کس طرح ہوتے ہیں حالانکہ وہ مدینے میں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ان کو عذر اور مجبوری نے روک رکھا ہے۔“

فائدہ: حسن نیت اور اخلاص کی بنا پر ایک معذور انسان بھی وہ درجات حاصل کر لیتا ہے جو ایک مجاہد اور عامل حاصل کرتا ہے۔

(المعجم ۲۰) - باب مَا يُخْرِىءُ مِنَ الْغَزْوِ (التحفة ۲۱)

باب: ۲۰- جو چیز غزوے سے کفایت کرتی ہے

۲۵۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنُ أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَهَنِّيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَهَّزَ غَارِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ يَخِيرَ فَقَدْ غَزَا».

۲۵۰۹- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے مجاہد کو سامان جہاد دیا تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا اور جو مجاہد کے اہل خانہ کی بحسن و خوبی نگر گیری کرتا رہا تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا۔“

۲۵۱۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْخَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَهَّزَ غَارِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ يَخِيرَ فَقَدْ غَزَا».

۲۵۱۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو حنیان کی جانب ایک مہم بھیجی اور فرمایا: ”ہر دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے چلا جائے (آدھے لوگ جہاد کے لیے جائیں اور آدھے رکے رہیں۔)“ پھر آپ نے رکے والوں سے فرمایا:

۲۵۰۹- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل من جهز غارياً أو خلفه بخير، ح: ۲۸۴۳ عن أبي معمر، ومسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازی في سبيل الله بمركوب وغيره ... الخ، ح: ۱۸۹۵ من حديث الحسين المعلم به * يحيى هو ابن أبي كثير، وأبو سلمة هو ابن عبد الرحمن بن عوف.

۲۵۱۰- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازی في سبيل الله بمركوب وغيره ... الخ، ح: ۱۸۹۶ عن سعيد بن منصور به، وهو في سننه، ح: ۲۳۲۶.

اللہ ﷻ بَعَثَ إِلَى بَنِي لِحْيَانَ وَقَالَ: لِيَخْرُجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ. ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: «أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ».

”جو تم میں سے مجاہد کے گھر والوں کی عمدہ طور پر خبری گیری کرے گا اس کو جانے والے کا آدھا ثواب ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: مذکورہ بالا پہلی حدیث سے یہ سمجھا گیا ہے کہ جو شخص مجاہد کے اہل خانہ کی عمدہ طور سے خبر گیری کرے تو اس کو بھی مجاہد کی طرح پورا ثواب ملتا ہے اور اس دوسری حدیث میں آدھے ثواب کا ذکر آیا ہے تو ان میں تطبیق اس طرح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر ان دونوں افراد کے مجموعی ثواب کو آدھا آدھا کیا جائے تو دونوں کے لیے برابر ہو جاتا ہے اور اس طرح تعارض نہیں رہتا۔ مگر راقم مترجم کا خیال ہے کہ اگر پیچھے رہنے والے نے اسی رکنے کے عمل کو ترجیح دی ہو تو اسے آدھا ثواب ملے گا۔ لیکن اگر یہ دونوں ہی قتال میں شریک ہونے کے شائق ہوں اور امیر کسی ایک کو قتال کے لیے منتخب کرے اور دوسرے کو اس کے اہل خانہ کی خدمت کا پابند کرے تو اس طرح یہ دونوں ہی ثواب میں برابر ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ: فِي الْجُرْأَةِ وَالْجُبْنِ (التحفة ۲۲)

باب: ۲۱- جرأت اور بزدلی کا بیان

۲۵۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ شُحُّ هَالِيعٍ وَجُبْنُ خَالِيعٍ».

۲۵۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”انسان میں دو وصف بہت برے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ حریص و خیل ہونے کے ساتھ ساتھ دل کا کچا ہو۔ دوسرا یہ کہ اتنا بزدل ہو کہ گویا دل ہی نکل جائے گا۔“

🌞 فائدہ: کسی انسان میں حرص اور بخل دونوں کیفیتیں جمع ہوں تو اس کو [شُح] کہتے ہیں: [هَلَع] کی وضاحت قرآن کریم میں یوں آئی ہے: ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا، إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا، وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا﴾ (المعارج: ۱۹-۲۱) ”بے شک آدمی بنا ہے جی کا کچا۔ جب پہنچے اس کو برائی تو بے صبر اور جب پہنچے اس کو بھلائی تو ناہند۔“

۲۵۱۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۲۰/۲ عن عبد الله بن يزيد أبي عبد الرحمن المقرئ به، وصححه ابن حبان، ح: ۸۰۸.

(المعجم ۲۲) - **بَابُ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾**
[البقرة: ۱۹۵] (التحفة ۲۳)

باب: ۲۲- آیت کریمہ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ”اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو“ کی تفسیر

۲۵۱۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ لَسْرَجٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ وَابْنِ لَهِيْعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ. وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَالرُّومُ مُلْصِقُو ظُهُورِهِمْ بِحَائِطِ الْمَدِينَةِ، فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ، فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: إِنَّمَا أَنْزَلَتْ لَهُ الْآيَةُ فِينَا مَغْشَرُ الْأَنْصَارِ لَمَّا نَصَرَ اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ وَأَظْهَرَ الْإِسْلَامَ قُلْنَا: هَلُمَّ نَقِمْ فِي أَمْوَالِنَا وَنُضْلِحْهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ فَلَا لِقَاءَ بِأَيْدِينَا إِلَى التَّهْلُكَةِ: أَنْ نَقِمْ فِي أَمْوَالِنَا وَنُضْلِحْهَا وَنَدْعَ الْجِهَادَ. قَالَ أَبُو عِمْرَانَ: فَلَمْ يَزَلْ أَبُو أَيُّوبَ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى دُفِنَ بِالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ.

۲۵۱۲- جناب اسلم ابو عمران بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ منورہ سے جہاد کے لیے روانہ ہوئے ہم قسطنطنیہ (استنبول) جانا چاہتے تھے اور جناب عبدالرحمن بن خالد بن ولید ہمارے امیر جماعت تھے۔ رومی لوگ اپنی پشت فسیل شہر کی طرف کیے ہمارے مد مقابل تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے دشمن پر ہلہ بول دیا تو لوگوں نے کہا: رکڑ ٹھہرو! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، یہ شخص اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے تو حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصاریوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب اللہ ذوالجلال نے اپنے نبی ﷺ کی نصرت فرمائی اور اسلام کو غالب کر دیا تو ہم نے کہا: چلو اب ذرا اپنے اموال و جائیداد میں رک جائیں اور ان کو درست کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔“ ہلاکت میں ڈالنا یہ تھا کہ ہم اپنے مالوں میں رک جائیں ان کی اصلاح میں مشغول ہو جائیں اور جہاد چھوڑ دیں۔ ابو عمران نے کہا: چنانچہ ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ قسطنطنیہ (استنبول) ہی میں دفن ہوئے۔

۲۵۱۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، ح: ۲۹۷۲ من حديث حيوة بن شريح به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۶۷، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۲۷۵، ووافقه الذهبي.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① قرآن مجید کو صحیح احادیث میں وارد و شان نزول کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔ اس سے صرف نظر کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ مگر ہر آیت کا شان نزول ثابت نہیں ہے۔ ② مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ مشاغل دنیا میں انہماک اور جہاد سے اعراض ہی باعث ہلاکت ہے خواہ افراد اس کے مرتکب ہوں یا قومیں۔

(المعجم ۲۳) - **بَابُ: فِي الرَّمْيِ**
(التحفة ۲۴)

۲۵۱۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”اللہ عزوجل ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ایک اس کا بنانے والا جو اپنی اس صنعت میں اجر و ثواب کا امیدوار ہو۔ دوسرا تیر مارنے والا (جہاد میں) اور تیسرا وہ جو اسے تیر پکڑانے والا ہو (جو اس کا معاون ہو)۔ تیر اندازی اور گھوڑ سواری یکھو تاہم مجھے گھوڑ سواری کی نسبت تیر اندازی (نشاندہ بازی) زیادہ پسند ہے۔ (شریعت میں) کھیل تین ہی ہیں: ایک یہ کہ انسان اپنے گھوڑے کو سدھائے۔ دوسرا یہ کہ انسان اپنی بیوی سے کھیلے۔ تیسرا یہ کہ انسان اپنے تیر کمان سے تیر پھینکنے کی مشق کرتا رہے۔ جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دے تو اس نے بلاشبہ ایک نعمت کو چھوڑ دیا۔“ یا یوں فرمایا: ”اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔“

۲۵۱۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَامٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ، صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صُنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنْبَلَّهً، وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، لَيْسَ مِنَ اللَّهْوِ إِلَّا ثَلَاثٌ تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ وَرَمْيُهُ بِقَوْسِهِ وَنَبِيلِهِ. وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَلَيْسَ بِنِعْمَةٍ تَرَكَهَا» أَوْ قَالَ: «كَفَرَهَا».



🌞 **فائدہ:** شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ البتہ ہمارے فاضل محقق نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ جس کی وجہ سے حدیث میں مذکور اعمال کی اباحت اور فضیلت ثابت ہے لہذا اگر کسی تفریح کا پروگرام ہو تو انہی

۲۵۱۳- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح: ۳۱۴۸ من حديث عبد الرحمن بن يزيد بن جابر به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۴۵۰ بطوله، وصححه الحاكم: ۹۵/۲، ووافقه الذهبي * خالد بن زيد حسن الحديث على الراجح.

مذکورہ بالا تفریحات میں سے کسی کو ترجیح دی جائے تاکہ جسمانی قوت اور تفریح کے ساتھ ساتھ عند اللہ اجر و ثواب کا بھی مستحق ٹھہرے۔

۲۵۱۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ ثُمَامَةَ بْنِ شَفِيٍّ أَلْهَمَدَانِي أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «وَأَعِذُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ» [الأنفال: ۶۰] أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيَ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيَ.

۲۵۱۳- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ کہتے ہوئے سنا: (آپ نے سورہ انفال کی آیت: ۶۰ پڑھی) ”ان کفار کے مقابلے میں جس قدر ہو سکے قوت بہم پہنچاؤ۔“ (اس کی تشریح میں آپ نے فرمایا: ”خبردار! تیر اندازی ہی قوت ہے۔ خبردار! تیر اندازی ہی قوت ہے۔“

فائدہ: [رمی] کے معنی ہیں کسی چیز کو پھینک کر مارنا۔ تیر اندازی کا بیان بطور رمز کے ہے ورنہ مطلوب یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان، مسلمان کے لیے رائج الوقت اسلحہ کے استعمال کی تربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور چلا کر مارنے والے اسلحے ہی سب سے اہم ترین ہیں۔

(المعجم ۲۴) - بَابٌ: فِيمَنْ يَغْزُو وَيَلْتَمِسُ الدُّنْيَا (التحفة ۲۵)

باب: ۲۳- دنیا کی طلب میں غزوہ کرنے والا

۲۵۱۵- حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي بَحِيرٌ عَنْ حَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: الْغَزْوُ غَزَاوَانِ فَأَمَّا مَنْ ابْتَغَى وَجْهَ اللَّهِ،

۲۵۱۵- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد دو قسم کا ہے: جس نے اللہ کی رضا چاہی، امام کی اطاعت کی، عمدہ مال خرچ کیا، اپنے شریک کار سے نرمی کا برتاؤ کیا اور فساد سے بچتا رہا، تو بلاشبہ ایسے مجاہد کا سونا اور جاگنا سبھی اجر و ثواب کا کام

۲۵۱۴- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه، ح: ۱۹۱۷ من حديث ابن وهب به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۴۴۸.

۲۵۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيعة، باب التشديد في عصيان الإمام، ح: ۴۲۰۰ من حديث أبيه به * وهو يدل على تدليس التسمية، ولم أجد تصريح سماعه الممسلسل، ومع ذلك صححه الحاكم على شرط مسلم: ۸۵/۲، ووافقه الذهبي.

ہے لیکن جس نے فخر دکھلاوے اور شہرت کی نیت رکھی، امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد کیا تو بلاشبہ ایسا آدمی (ثواب تو کیا) برابری کے ساتھ بھی نہیں پلٹا۔ (گناہ سے بچ آنا بھی مشکل ہے۔“)

وَأَطَاعَ الْإِمَامَ، وَأَنْفَقَ الْكَرِيمَةَ، وَيَأْسَرَ الشَّرِيكَ، وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ؛ فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنَبَهُهُ أَجْرٌ كُفْلُهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخَرًّا وَرِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ.

۲۵۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک انسان جہاد کے لیے نکلتا ہے مگر وہ دنیا کا مال چاہتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔“ لوگوں نے اس فرمان کو بہت گراں جانا انہوں نے اس آدمی سے کہا: دوبارہ پوچھو شاید تم اپنی بات واضح نہیں کر سکے ہو۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلتا ہے اور وہ دنیا کا مال چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔“ لوگوں نے اس آدمی سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پھر پوچھو۔ اس نے آپ سے تیسری بار پوچھا تو بھی آپ نے اسے یہی فرمایا: ”اس کو کوئی ثواب نہیں۔“

۲۵۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَشَجِّ عَنْ ابْنِ مَكْرَزٍ، رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ يَتَنَغَّى عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا أَجْرَ لَهُ»، فَأَعْظَمَ ذَلِكَ النَّاسُ وَقَالُوا لِلرَّجُلِ: عُدْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَعَلَّكَ لَمْ تُفْهَمْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ يَتَنَغَّى عَرَضًا مِنَ عَرَضِ الدُّنْيَا؟ قَالَ: «لَا أَجْرَ لَهُ»، فَقَالُوا لِلرَّجُلِ عُدْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ الثَّالِثَةُ، فَقَالَ لَهُ: «لَا أَجْرَ لَهُ».



🌞 فائدہ: اگر مجاہد کی نیت بنیادی طور پر یا کاری اور حصول مال کی ہو تو اس کا سب عمل باطل ہے اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ لیکن اگر اصل اور بنیادی نیت جہاد اور اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہو اور اس کے ساتھ حصول مال جیسی نیت بھی خلط ملط ہو جائے تو اس سے اجر میں کمی آ جاتی ہے، عمل باطل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ سابقہ حدیث: ۲۳۹۷ میں گزرا ہے کہ مجاہدین کو اگر غنیمت مل جائے تو وہ اپنا دو تہائی اجر اس دنیا ہی میں حاصل کر لیتے ہیں ورنہ ان کا سارا اجر محفوظ رہتا ہے۔ امام احمد

۲۵۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۹۰ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وهو في كتاب الجهاد لابن المبارك، ح: ۲۲۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۰۴، والحاكم: ۲/ ۸۵، ووافقه الذهبي.

ﷺ فرماتے ہیں کہ جہاد میں تاجر، مزدور اور کرائے پر کام کرنے والے افراد کا اجر ان کی اپنی اپنی نیت کی مقدار پر ہوتا ہے۔ نیت اور اخلاص کا معاملہ انتہائی مشکل اور توجہ طلب ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں جامع العلوم والحکم (لابن رجب ضلیٰ رحمہ اللہ) میں شرح حدیث: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ قَاتَلَ لِيَكُونَ
كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا (التحفة ۲۶)
باب: جو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی نیت
سے قتال کرے

۲۵۱۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: ۲۵۱۷- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: ایک آدمی قتال کرتا ہے شہرت کے لیے، کوئی قتال کرتا ہے تعریف کے لیے اور کوئی غنیمت کے لیے اور کوئی مرتبہ (بہادری و شجاعت) دکھانے کے لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس غرض سے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہی اللہ کی راہ میں ہے۔“

۲۵۱۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ: ۲۵۱۸- عمرو بن مرہ نے کہا: میں نے ابو وائل سے حدیث سنی جو مجھے بہت پسند آئی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۲۵۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ أَبِي وَائِلٍ حَدِيثًا أَعْجَبَنِي فَلَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

فائدہ: اگر مجاہد کی اصل نیت اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہو تو دیگر اغراض سے اس کے اجر میں کمی آ جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس عنوان کے تحت درج کیا ہے: [بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَنْعِمْ، هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ؟] (صحیح البخاری، فرض الخمس، باب: ۱۰) ”کیا جو شخص غنیمت کے لیے قتال کرے اس کا اجر کم ہو جاتا ہے؟“

۲۵۱۷- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، ح: ۲۸۱۰، ومسلم، الإمامة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله، ح: ۱۹۰۴ من حديث شعبة به.

۲۵۱۸- تخريج: [إسناده صحيح] تقدم تخريجه، انظر الحديث السابق.

۲۵۱۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (میں نے کہا) اے اللہ کے رسول! مجھے جہاد اور غزوے کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”اے عبداللہ بن عمرو! اگر تم صبر کے ساتھ اور اجر کی نیت سے قتال کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کرنے والوں اور اجر کے طلب گاروں میں اٹھائے گا اور اگر تم دکھلاوے اور مال جمع کرنے کی غرض سے قتال کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ریاکار اور مال جمع کرنے والوں میں اٹھائے گا“ اے عبداللہ بن عمرو! جس حال (اور نیت) میں بھی تم نے لڑائی کی (جہاد کیا) یا تمہیں قتل کر دیا گیا تو اللہ تمہیں اسی حالت پر اٹھائے گا۔“

۲۵۱۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ حَاتِمٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْوَضَّاحِ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ حَنَانِ بْنِ خَارِجَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْجِهَادِ وَالْغَزْوِ: فَقَالَ: «يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو! إِنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا بَعَثَكَ اللَّهُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، وَإِنْ قَاتَلْتَ مُرَائِيًا مُكَاثِرًا بَعَثَكَ اللَّهُ مُرَائِيًا مُكَاثِرًا، يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو عَلَى أَيِّ حَالٍ قَاتَلْتَ أَوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ اللَّهُ عَلَى تَيْكَ الْحَالِ».



☀ فائدہ: ہر نیک کام کے لیے اخلاص اور حسن نیت ضروری ہے۔ اس لیے جہاد و قتال ہو یا دیگر اعمال حسنہ ہر مسلمان کو تمام اعمال میں اپنی نیت کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ اس روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(المعجم ۲۵) - بَابُ: فِي فَضْلِ الشَّهَادَةِ (التحفة ۲۷)

۲۵۲۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ

۲۵۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارے بھائی احد میں شہید کر دیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں میں کر دیا جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں“

۲۵۱۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۸۶، ۸۵/۲، وصححه، ووافقه الذهبي.

۲۵۲۰- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲۶۶/۱ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/۸۸، ۲۹۷، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق صرح بالسماع، وللهديث شواهد عند البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ۲۱۲ (بتحقيقي) وغيره.

۱- کتاب الجہاد

— جہاد کے مسائل

وہاں کے پھل کھاتے ہیں اور پھر سونے کی قدیلوں میں لوٹ جاتے ہیں جو عرش کے سائے میں لٹک رہی ہیں۔ جب انہوں نے وہاں کے کھانے پینے اور آرام و راحت کے مزے دیکھے تو کہا: کون ہے جو ہمارا یہ پیغام ہمارے بھائیوں تک پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہو جائیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا.....﴾ ”وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ان کے بارے میں یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔“

نَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَمَّا صِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأَحَدٍ جَعَلَ اللَّهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خَضِرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْكُلُ مِنْ ثَمَارِهَا، وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوا طَيْبَ نَافِثِهِمْ وَمَسْرَبِهِمْ وَقَالُوا: مَنْ يَبْلُغُ خَوَانَنَا عَنَّا أَنَا أَحْيَاءُ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِقَاءًا بِزُهْدُوا فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكَلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ؟ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا أَبْلَغُهُمْ فَنُكْمُ، قَالَ: وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا﴾ إِلَى الْخَبَرِ الْآيَةِ [آل عمران: ۱۶۹]۔

فوائد و مسائل: ① شہداء کے اس اعزاز و اکرام میں مسلمانوں کو ترغیب و تشویق ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں جان کی بازی لگانے سے دریغ نہ کریں۔ ② شہداء کی زندگی کو دنیا کی اس زندگی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بلکہ سورہ بقرہ میں صراحت ہے کہ ان کی زندگی کو تم لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ اور بعد از محشر انہیں نہایت اعزاز و اکرام سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ③ محمد رسول اللہ ﷺ ان شہداء سے مراتب میں افضل و اعلیٰ ہیں لہذا آپ کی برزخی زندگی کو بدرجہ اولیٰ نہیں سمجھا جاسکتا۔

۲۵۲۱- حسناء بنت معاویہ صریحہ بیان کرتی ہیں کہ ہم سے ہمارے چچا (اسلم بن سلیم رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ جنت میں کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”نبی جنت میں ہوں گے“ شہید جنت میں جائے گا“ چھوٹا بچہ جنت میں جائے گا اور زندہ دفن کیا گیا بچہ جنت میں جائے گا۔“

۲۵۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زَوْعٍ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ: حَدَّثَنَا حَسَنَاءُ بِنْتُ مُعَاوِيَةَ الصَّرِيمِيَّةُ قَالَتْ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: لَيْتَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَنْ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْوَتِيدُ فِي الْجَنَّةِ.

۲۵۲۱- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳۳۹ / ۵ من حديث عوف الأعرابي به * حسناء مجهولة الحال، وفي الباب حديث يخالفه، ح: ۴۷۱۷.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”چھوٹے بچے“ جو نابالغی کی عمر میں فوت ہو گئے ہوں، اس میں وہ بھی شامل ہیں جن کی پیدائش نامکمل رہی اور ساقط ہو گئے ہوں۔ البدنہ کافروں اور مشرکوں کے بچوں کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ جب کفار کے بچے سن تمیز سے پہلے فوت ہو جائیں اور ان کے والد کافر ہوں تو دنیا میں ان کا حکم کافروں کا ہوگا کہ نہ انہیں غسل دیا جائے گا نہ کفن دیا جائے گا نہ جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ کافر ہی ہیں۔ باقی رہا آخرت میں ان کا حال تو یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ بڑے ہوتے تو دنیا میں کس طرح کے عمل کرتے؟ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب مشرکوں کے بچوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے؟“ (صحیح البخاری، القدر، باب اللہ أعلم بما کانوا عاملین، حدیث: ۶۵۹۷)

بعض اہل علم کا قول ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا علم قیامت کے دن ظاہر ہوگا اور ان کا بھی اہل فترت کی طرح امتحان ہوگا اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کی تو جنت میں داخل ہوں گے اور اگر نافرمانی کی تو جہنم رسید ہوں گے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اہل فترت کا قیامت کے دن امتحان ہوگا۔ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت نہیں پہنچی ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں گے مثلاً کفار اور مشرکین کے بچے ان کا بھی امتحان ہوگا۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵/۱۷) ”اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیجیں ہم عذاب نہیں دیا کرتے۔“ اہل فترت کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہما نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۷۳-۳۷۴/۳۷۵) عرب کے بعض قبائل عار کی بنا پر اپنی بیٹیوں کو دفن کر دیتے تھے اور یہ بھی آتا ہے کہ بعض فقر و فاقہ کی صورت میں بیٹیوں کے ساتھ بھی ایسے ہی کرتے تھے۔ قرآن مجید نے اس کا ذکر یوں کیا ہے: ﴿وَإِذَا الْمَوْءَدَةُ سُئِلَتْ ۖ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ (التکویر: ۸-۹) ”جب زندہ درگور کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا؟“



(المعجم ۲۶) - بَابُ فِي الشَّهِيدِ باب: ۲۶- شہید سفارش کرے گا

يَشْفَعُ (التحفة ۲۸)

۲۵۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: ۲۵۲۲- جناب نمران بن عتبہ ذماری بیان کرتے
حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ ہیں کہ ہم ام دراء (صفر) کے ہاں گئے اور ہم یتیم تھے

۲۵۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح: ۱۶۱۲ من حديث يحيى بن حسان به، وانظر الحديث الآتي: ۴۹۰۵ * نمران ذكره ابن حبان في الثقات: ۵۴۴/۷، وقال: روى عنه حريز بن عثمان "ولم يثبت عن أبي داود قوله: "شيوخ حريز كلهم ثقات"، فنمران مجهول الحال.

رَبَّاحُ الدَّمَارِيِّ: حَدَّثَنِي عَمِّي نِمْرَانُ بْنُ عُثْبَةَ الدَّمَارِيِّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ اثْنَانِ فَقَالَتْ: أَبْشِرُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُسْقَعُ الشَّهِيدُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ».

تو انہوں نے کہا: تمہیں بشارت ہو! میں نے (اپنے شوہر) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہید کی سفارش اپنے گھرانے کے ستر افراد کے حق میں قبول کی جائے گی۔“

نَالَ أَبُو دَاوُدَ: صَوَابُهُ رَبَّاحُ بْنُ الْوَلِيدِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس سند میں (ولید بن رباح الدماری صحیح نہیں بلکہ) رباح بن ولید صحیح ہے۔

☀️ فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ اس سفارش کا مستحق بننے کے لیے عقیدہ توحید و سنت کا حامل ہونا انتہائی ضروری ہے کیونکہ مشرک کے لیے قطعاً بخشش نہیں ہے اور جنت اس کے لیے حرام ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: ۴۸) ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے علاوہ ازیں جسے چاہے گا معاف فرما دے گا۔“ اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحَنَّةَ وَ مَأْوَاهُ النَّارُ﴾ (المائدة: ۷۲) ”بلاشبہ جس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا بلاشبہ اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔“

(المعجم ۲۷) - بَابُ فِي الثَّوْرِ يُرَى
عِنْدَ قَبْرِ الشَّهِيدِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۷۔ شہید کی قبر پر نور کا نظر آنا

۲۵۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو الرَّازِيِّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ رُمَانَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَحْدُثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ.

۲۵۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر نور دکھائی دیتا ہے۔

[قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ

ابوسعید نے ہم سے کہا: احمد بن عبد الجبار نے ہمیں

۲۵۲۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن هشام في السيرة: ۱/ ۳۶۴ (بتحقيق) عن محمد بن إسحاق به *
ابوسعید ہوا بن الاعرابی.

ابن عبد الجبار قال: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بَكْرِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَهُ. بیان کیا کہ ہم کو یزید بن بکیر نے ابن اسحاق سے اسی کی مانند روایت کیا۔

🌞 ملحوظ: اس روایت کو ہمارے فاضل محقق رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔ لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

۲۵۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حضرت عبید بن خالد سلمیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں میں بھائی چارا کرایا تھا۔ چنانچہ ایک (جہاد میں) قتل ہو گیا اور اس کا دوسرا ساتھی ایک ہفتہ بعد یا اس کے قریب فوت ہوا، ہم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”تم نے (اس کے حق میں) کیا کہا ہے؟“ ہم نے کہا: ہم نے اس کے لیے دعا کی اور کہا: اے اللہ! اس کو اپنے ساتھی کے ساتھ ملا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کی وہ نمازیں جو اس کے بعد پڑھتا رہا، وہ روزے جو اس کے بعد رکھتا رہا اور وہ عمل جو اس کے بعد کرتا رہا کیا ہوئے؟ ان کے درمیان تو اتنا فاصلہ ہے جیسے کہ زمین و آسمان کے درمیان۔“ شعبہ کو [فی صومہ] کے الفاظ میں شک ہوا ہے۔

۲۵۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: أَخَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ أَحَدُهُمَا وَمَاتَ الْآخَرُ بَعْدَهُ بِجُمُعَةٍ أَوْ نَحْوِهَا، فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا قُلْتُمْ؟» فَقُلْنَا: دَعَوْنَا لَهُ وَقُلْنَا: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَالْحَقُّ بِصَاحِبِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِنَّ صَلَاتَهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ، وَصَوْمُهُ بَعْدَ صَوْمِهِ» شَكَ شُعْبَةُ فِي صَوْمِهِ، «وَعَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ، إِنَّ بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ».



🌞 فائدہ: زندگی انتہائی قیمتی متاع ہے۔ ہر لمحہ جو گزر رہا ہے اس میں انسان یا تو اللہ کے ہاں اپنا مقام بلند کر رہا ہے یا گرا رہا ہے۔ شہید کا ایک مقام و مرتبہ ہے مگر بعض غیر شہداء اپنے اخلاص و تقویٰ اور کثرت عمل کی بنا پر بلند مراتب حاصل کر لیں گے۔ مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رحمہ اللہ امت محمدیہ میں سب سے فائق ہیں اگرچہ شرف شہادت سے سرفراز نہیں ہوئے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ فِي الْجَعَائِلِ فِي بَاب: ۲۸- تنخواہ اور مزدوری طے کر کے جہاد کرنا
الْعَزْوُ (التحفة ۳۰)

۲۵۲۴- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الدعاء، ح: ۱۹۸۷ من حديث شعبة به * عبد الله بن ربيعة وثقة ابن حبان، وهو مختلف في صحبته، فمثله حديثه حسن.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۵۲۵- حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”عقرب تمہارے لیے بڑے بڑے شہر فتح کیے جائیں گے اور لشکر جمع کیے جائیں گے ان کے کچھ حصے تمہارے ذمے آئیں گے (تمہارے مختلف قبیلوں اور علاقوں سے لوگ ان میں شامل کیے جائیں گے۔) تو (ایسے بھی ہوگا کہ تم میں سے کوئی اس فوج میں بغیر اجرت کے شامل ہونا پسند نہیں کرے گا اور اپنی قوم میں سے نکل کھڑا ہوگا اور قبیلہ قبیلہ گھومتا پھرے گا اپنے آپ کو ان پر پیش کرے گا اور کہے گا: کون ہے کہ فلاں لشکر میں میں اس کی (طرف سے اجرت پر لڑتے ہوئے) کفایت کروں؟ کون ہے کہ فلاں لشکر میں میں اس کی طرف سے (اجرت پر) کفایت کروں؟ خبردار! ایسا آدمی تو محض مزدور ہے خواہ اپنا آخری قطرہ خون بھی بہا دے۔“

باب: ۲۹- جہاد میں مادی بدلہ لے لینے کی رخصت

۲۵۲۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد کرنے والے کو اپنا ثواب ملتا ہے اور جو کوئی کسی مجاہد کو تعاون دیتا ہے اسے اپنا ثواب ملتا ہے اور ساتھ ہی جہاد کرنے والے مجاہد کا بھی۔“ (دکن ثواب ملتا ہے۔)

۲۵۲۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْمَعْنَى، وَأَنَا لِحَدِيثِهِ أَتَقَنَّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِي، عَنْ ابْنِ أَخِي أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: اسْتَفْتَحَ عَلَيْكُمْ الْأَمْصَارُ، وَسَتَكُونُ جُنُودٌ مُجْتَدِدَةٌ يَقْطَعُ عَلَيْكُمْ فِيهَا [بُعُوثٌ] فَيَكْرَهُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ الْبُعْثَ فِيهَا فَيَتَخَلَّصَ مِنْ نَوْمِهِ، ثُمَّ يَتَصَفَّحُ الْقَبَائِلَ يَعْزِضُ نَفْسَهُ عَلَيْهِمْ يَقُولُ: مَنْ أَكْفَيْهِ بَعَثَ كَذَا؟ مَنْ أَكْفَيْهِ بَعَثَ كَذَا؟ أَلَا وَذَلِكَ الْأَجِيرُ إِلَى خَيْرِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ.

(المعجم ۲۹) - باب الرخصة في أخذ الجعائل (التحفة ۳۱)

۲۵۲۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمُصْبِصِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْنِي ابْنَ يَحْمَدٍ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ مَعْدٍ، عَنْ حَيَوَةَ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ ابْنِ

۲۵۲۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۱۳/۵ من حديث محمد بن حرب به * أبو سيرة ابن أخي أبي يوب ضعيف (تقريب).

۲۵۲۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۷۴/۳ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن الجارود، ۱۰۳۹، وانظر، ح: ۲۴۸۷.

شَفَّيَّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِلْغَازِي أَجْرُهُ، وَلِلْجَاعِلِ أَجْرُهُ وَأَجْرُ الْغَازِي».

🌞 فائدہ: یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث جن میں جہاد و قتال کے لیے مادی تعاون لینے کی رخصت ہے، ان کا تعلق ان مخلصین مگر مفلوک الحال اور فقیر لوگوں سے ہے جو اسباب و زوا جہاد نہ ہونے کے باعث جہاد سے پیچھے رہیں۔ ان کا جہاد برائے اخلاص و تقویٰ اعلائے کلمۃ اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے۔ تو ایسے لوگوں سے تعاون کرنا باعث اجر و ثواب ہے بلکہ تعاون دینے والوں کے لیے دہرا اجر ہے۔ جیسے کہ حکومت کے تنخواہ دار فوجی۔ اگر یہ اخلاص سے اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر لڑیں تو اجر و غنیمت دونوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں ورنہ وہی ہے جو ان کی نیت ہوئی۔ اور اسی پر قیاس ہیں وہ علماء مدرسین اور خطباء وغیرہ جو شرعی علوم کی اشاعت میں مشغول ہیں اگر ان کی نیت صاف ہو تو فہما و نعمت انہیں تنخواہیں اور وظیفے لینے جائز ہیں ورنہ انہیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔

باب: ۳۰- ایسا انسان جو محض مزدوری ہی پر جہاد کرے

(المعجم ۳۰) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو بِأَجْرِ الْخِدْمَةِ (التحفة ۳۲)



۲۵۲۷- حضرت یعلیٰ بن مُئیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا اعلان فرمایا جبکہ میں بوزھا آدمی تھا، میرا کوئی خادم بھی نہ تھا تو مجھے کسی ایسے ملازم کی تلاش ہوئی جو (جہاد میں) میری کفایت کرتا اور میں اس کو اس کا حصہ دیتا، چنانچہ مجھے ایک آدمی مل گیا۔ پھر جب کوچ کا وقت ہوا تو وہ میرے پاس آیا اور کہا: مجھے نہیں معلوم کہ (مال غنیمت میں) حصے کیا ہوں گے اور میرا حصہ کتنا ہوگا؟ پس آپ مجھے متعین طور پر بتا دیں وہ آئے نہ آئے (مجھے اس سے غرض نہیں)۔ تو میں نے اس کے لیے تین دینار متعین کر دیے۔ پھر جب میں

۲۵۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيَّانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ أَنَّ يَعْلىٰ ابْنَ مُئَيَّةَ قَالَ: أَدْنَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْغَزْوِ وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ لَيْسَ لِي خَادِمٌ، فَأَلْتَمَسْتُ أَجِيرًا يَكْفِينِي، وَأُجْرِي لَهُ سَهْمُهُ، فَوَجَدْتُ رَجُلًا، فَلَمَّا دَنَا الرَّجُلُ أَتَانِي فَقَالَ: مَا أَذْرِي مَا السَّهْمَانُ؟ وَمَا يَبْلُغُ سَهْمِي؟ فَسَمَّ لِي شَيْئًا كَانَ السَّهْمُ أَوْ

۲۵۲۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۳۳۱/۶ من حديث أحمد بن صالح به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱۱۲/۲، ووافقه الذهبي.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

لَمْ يَكُنْ، فَسَمِيتُ لَهُ ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ فَلَمَّا
 حَضَرَتْ غَيْمَتُهُ أَرَدْتُ أَنْ أُجَرِّيَ لَهُ سَهْمَهُ
 فَذَكَرْتُ الدَّنَانِيرَ، فَجِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ
 لَهُ أَمْرَهُ فَقَالَ: «مَا أَجِدُ فِي عَزْوَتِهِ هَذِهِ فِي
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا دَنَانِيرُهُ الَّتِي سَمِيتُ»
 غنیمت لینے کے لیے حاضر ہوا اور چاہا کہ اس کا حصہ
 اسے دوں تو مجھے مقرر کردہ دیناروں کا خیال آیا۔ میں نبی
 ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس آدمی کا معاملہ آپ
 کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں اس کے اس
 جہاد میں دنیا و آخرت میں سوائے ان دیناروں کے جو
 اس نے مقرر کر لیے اور کچھ نہیں پاتا۔“

فائدہ: حسب ضرورت جہاد وغیرہ میں ملازم سے کام لینا جائز ہے مگر ایسے غلام اور ملازم کا اجر اس کی اپنی نیت پر
 موقوف ہے۔ اگر اس کی نیت میں تقرب الی اللہ اور حصول رضا کا داعیہ موجود ہو تو اجر اور غنیمت دونوں کا فائدہ حاصل
 ہو جاتا ہے ورنہ بہت بڑی محرومی ہے کہ دنیا کے مال کے سوا اسے کچھ نہیں ملے گا۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو
 وَأَبَوَاهُ كَارِهَانِ (التحفة ۳۳)
 باب: ۳۱- اگر کوئی ماں باپ کی رضامندی
 کے بغیر جہاد کرے

۲۵۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:
 أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ
 عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ
 رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: جِئْتُ
 أَبَايَ عَلَى الْهَجْرَةِ وَتَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ،
 قَالَ: «ارْجِعْ فَأُضْحِكُهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا»
 ۲۵۲۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا
 اور کہا: میں آپ کے پاس ہجرت پر بیعت کے لیے
 حاضر ہوا ہوں اور اپنے ماں باپ کو روتے ہوئے چھوڑ کر
 آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے پاس جا اور انہیں
 ہنسا (اور خوش کر) جیسے کہ تو نے ان کو رلایا ہے۔“

فائدہ: والدین مسلمان ہوں اور جہاد فرض نہ ہو تو ان کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ دیگر مجاہدین اس
 کی کفایت کر سکتے ہیں۔ لیکن جب جہاد فرض ہو تو اجازت لینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ تاہم ایسے حالات میں کہ
 والدین باوجود مسلمان ہونے کے جہاد کی شرعی اہمیت و ضرورت سے آگاہ نہ ہوں یا آگاہ ہو نہ تہا چاہیں اور بزدلی کا
 شکار ہوں مادی خدمات کے لیے اور اولاد بھی موجود ہو اور پھر بھی وہ اجازت نہ دیں تو مسئلہ امیر جہاد کے سامنے پیش
 کیا جائے اور اس کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۵۲۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۹۶ من حديث سفیان الثوري، وأحمد: ۱۶۱/۲
 عن سفیان بن عیینہ، به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۴۰۲۴، والحاكم: ۱۵۲/۴، ۱۵۳، ووافقه الذهبي.

۲۵۲۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تیرے ماں باپ ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو تو انہی میں جہاد کر (ان کی خدمت کر) یہی تیرا جہاد ہے۔“

۲۵۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَجَاهِدُ؟ قَالَ: «أَلَاكَ أَبَوَانِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند حدیث میں راوی ابوالعباس یہ شاعر ہے اور اس کا نام سائب بن فروخ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْعَبَّاسِ هَذَا الشَّاعِرُ اسْمُهُ السَّائِبُ بْنُ فَرُوخَ.

☀️ فائدہ: والدین کی خدمت، مسلمان اولاد کا اہم ترین فریضہ ہے۔ نفلی جہاد کے مقابلے میں ان کی خدمت کو اولیت حاصل ہے بالخصوص جبکہ ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج ہوں۔

۲۵۳۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”کیا یمن میں تیرا کوئی عزیز بھی ہے؟“ اس نے کہا: میرے ماں باپ ہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا انہوں نے تجھے اجازت دی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے پاس واپس جا اور ان سے اجازت طلب کر۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کی خدمت کر۔“

۲۵۳۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ دَرَّاجًا أَبَا السَّمْحِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: «هَلْ لَكَ أَحَدٌ بِالْيَمَنِ؟» فَقَالَ: أَبَوَايَ، فَقَالَ: «أَذِنَا لَكَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «ارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَاسْتَأْذِنْهُمَا فَإِنْ أَذِنَا لَكَ فَجَاهِدْ وَإِلَّا فَبِرَّهُمَا».

☀️ فائدہ: نفلی جہاد میں والدین کی اجازت ضروری ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ملاحظہ ہے کہ اسلام نے خاندانی اکائی اور اسے مضبوط کرنے اور رکھنے کی از حد تلقین کی ہے۔ اس سے نیکی کو فروغ ملتا ہے اور برائی کے در بند ہوتے ہیں مگر

۲۵۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الجهاد بإذن الأبوين، ح: ۳۰۰۴، ومسلم، البر والصلة، باب بر الوالدین وأيهما أحق به، ح: ۲۵۴۹ من حديث سفیان الثوري به.

۲۵۳۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۷۵/۳ من حديث دراج به، وسنده ضعيف، وهو في سنن سعيد ابن منصور، ح: ۲۳۲۴، والحديث السابق: ۲۵۲۹ يغني عنه.



مغربی تہذیب نے اس بنیادی اکائی اور وحدت کو توڑنے کے لیے افراد کنبہ اور بالغ اولاد کو بالخصوص آزاد روی اور آزاد فشی کا جو سبق دیا ہے اس کے اثرات انتہائی زہریلے ہیں۔ مغرب نے خود تو اس کا انجام دیکھ لیا ہے اور اب اس کا رخ مشرق اور بالخصوص اسلامی معاشروں کی طرف ہے۔

(المعجم ۳۲) - **بَابُ: فِي النِّسَاءِ**
يَغْزُونَ (التحفة ۳۴) باب ۳۲- خواتین بھی جہاد میں حصہ لے سکتی ہیں

۲۵۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامُ بْنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْزُو بِأُمَّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ لِيَسْتَقِينَ الْمَاءَ وَيَدَاوِينَ الْجَرَحَى.

۲۵۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (میری والدہ) ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ عورتوں کو جہاد میں ساتھ لے جایا کرتے تھے تاکہ وہ پانی پلائیں اور زخموں کی مرہم پٹی کریں۔

🌞 **فائدہ:** جہاد میں عورتوں سے مجاہدین کی خدمت کے کام لیے جاسکتے ہیں۔ یہ امور با حجاب ہو کر ادا کیے جاسکتے ہیں لہذا یہ خدمات لینے کے لیے خواتین کی تعلیم اور تربیت اور مشق بھی ضروری ہے۔ شرعی تعلیمات کی روشنی میں اجنبی مردوں اور عورتوں کو بے حجاب کھلے اختلاط کا قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی۔ بعض لوگ عہد نبوی کے اس قسم کے بعض اگاد کا واقعات سے یہ کلیہ اور اصول اخذ کرتے ہیں کہ مرد و عورت کے درمیان کسی بھی معاملے میں فرق و امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ عورتوں کو زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لینا چاہیے۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعو بھی نیکر غلط ہے اور استدلال بھی بے بنیاد۔ بھلا چند عمر رسیدہ خواتین کو زخموں کی مرہم پٹی کرنے اور ان کو پانی پلانے جیسی معمولی خدمات کے لیے ان کو ساتھ لے جانے سے مرد و زن کی مغربی مساوات اور ہر معاملے میں دوش بدوش کا اثبات کس طرح ممکن ہے؟

(المعجم ۳۳) - **بَابُ: فِي الْغَزْوِ مَعَ**
أَيِّمَةِ الْجَوْرِ (التحفة ۳۵) باب ۳۳- ظالم حکام کی زیر قیادت جہاد کرنا

۲۵۳۲- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ

۲۵۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین باتیں ایمان کی اصل

۲۵۳۱- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال، ج: ۱۸۱۰ من حديث جعفر بن سليمان به.

۲۵۳۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۵۶/۹ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ج: ۲۳۶۷ * يزيد بن أبي نضرة مجهول (تقريب).

ہیں: جس شخص نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اس کے درپے نہ ہوا سے کسی گناہ کی بنا پر کافر نہ کہو اور نہ کسی عمل کی وجہ سے اسے ایمان سے نکالو۔ اور جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے جہاد جاری ہے اور جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کا آخری حصہ دجال سے قتال کرے گا، اس کو کسی ظالم کا ظلم یا عادل کا عدل باطل نہیں کر سکتا اور تقدیروں پر ایمان رکھنا۔

عن یزید بن ابی نُسبۃ، عن أنس بن مالک قال: قال رسول الله ﷺ: «ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الْإِيمَانِ: الْكَفُّ عَنْ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تُكْفَرُهُ بِذَنْبٍ وَلَا تُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ، وَالْجِهَادُ مَا ضَى مُنْذُ بَعَثَنِي اللَّهُ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِي الدَّجَالَ لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ، وَالْإِيمَانُ بِالْأَقْدَارِ».

۲۵۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم پر ہر امیر کے ساتھ جہاد واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد اور تم پر ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اگرچہ کبار کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو اور تم پر واجب ہے کہ ہر مسلمان کی نماز (جنازہ) پڑھو خواہ کوئی نیک ہو یا بد اگرچہ کبار کا مرتکب ہو۔“

۲۵۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرُ، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرُ».

🌞 فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ ان میں کچھ باتیں صحیح ہیں جن کی تائید دوسری صحیح روایات سے ہوتی ہے۔ اور کچھ باتیں صحیح نہیں ہیں۔ بہر حال یہ دونوں روایات مدار استدلال نہیں ہیں۔

(المعجم ۳۴) - باب الرَّجُلِ يَتَحَمَّلُ بِمَالٍ غَيْرِهِ يَغْرُو (التحفة ۳۶)

۲۵۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۲۵۳۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ

۲۵۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۵۹۴، وأخرجه البيهقي: ۱۲۱/۳ من حديث أبي داود به.

۲۵۳۴- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳۵۸/۳ من حديث عبيدة بن حميد به، وصححه الحاكم: ۹۰/۲، ووافقه الذهبي.

ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے جہاد کا ارادہ کیا اور فرمایا: ”اے مہاجر و انصار! تمہارے کچھ بھائی ایسے بھی ہیں کہ ان کے پاس مال نہیں اور نہ کوئی ان کا خویش قبیلہ ہے تو تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ ان میں سے دو تین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا لے چنانچہ ہم میں سے جس کسی کے پاس سواری تھی وہ اپنے ساتھی کو باری سے سوار کرتا اور خود بھی باری سے سوار ہوتا تھا۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بھی دو تین کو اپنے ساتھ ملا لیا تو مجھے اپنے ہی اونٹ پر باری سے سواری ملتی تھی جیسے کہ انہیں۔

الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَيْبَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحِ الْعَنْزِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَغْزَوْ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ! إِنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَلَا عَشِيرَةٌ فَلْيَضْمُمْ لِحَدِّكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوْ الثَّلَاثَةَ فَمَا لَأَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ بِحِمْلِهِ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةٍ» يَعْنِي أَحَدَهُمْ قَالَ: فَضَمَمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً - قَالَ - : مَالِي إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةٍ أَحَدٍ مِنْ جَمَلِي .

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ اثر ان کی آپس میں لگنی اللہ محبت کی دلیل تھی اس سے اللہ عزوجل نے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا ہی میں رفعت عنایت فرمادی تھی جبکہ جہاد میں دوسرے سے تعاون کرنے والا خود مجاہد جتنا ثواب پاتا ہے۔

باب: ۳۵- جو کوئی جہاد میں ثواب اور

غنیمت کی نیت رکھتا ہو

(المعجم ۳۵) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو بِلَيْسَ الْأَجْرِ وَالْغَنِيمَةِ (التحفة ۳۷)

۲۵۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي ضَمْرَةُ أَنَّ ابْنَ زُغَبِ الْأَيْدِيِّ حَدَّثَهُ قَالَ: نَزَلَ عَلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَوَالَةَ الْأَزْدِيُّ فَقَالَ لِي: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَغْنَمَ عَلَى أَقْدَامِنَا، فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَيْئًا وَعَرَفَ الْجُهْدَ فِي وُجُوهِنَا، فَقَامَ فِينَا قَوْلٌ: «اللَّهُمَّ! لَا تَكِلْهُمْ إِلَيَّ فَأَضْعَفَ مِنْهُمْ وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَيَعْجِزُوا

۲۵۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي ضَمْرَةُ أَنَّ ابْنَ زُغَبِ الْأَيْدِيِّ حَدَّثَهُ قَالَ: نَزَلَ عَلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَوَالَةَ الْأَزْدِيُّ فَقَالَ لِي: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَغْنَمَ عَلَى أَقْدَامِنَا، فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَيْئًا وَعَرَفَ الْجُهْدَ فِي وُجُوهِنَا، فَقَامَ فِينَا قَوْلٌ: «اللَّهُمَّ! لَا تَكِلْهُمْ إِلَيَّ فَأَضْعَفَ مِنْهُمْ وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَيَعْجِزُوا

۲۵۳۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵ / ۲۸۸ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه الحاكم:

۴۲۵/۱، ووافقه الذهبي .

جہاد کے مسائل

کردے کہ اپنی کفالت سے عاجز رہیں اور نہ انہیں لوگوں کے سپرد کر دینا کہ وہ اپنے آپ ہی کو ترجیح دینے لگیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا اور فرمایا ”اے ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ (شام) تک پہنچ گئی ہے تو زلزلے آنے لگیں گے، مصیبتیں ٹوٹیں گی۔ (علاوہ ازیں) اور بھی بڑی بڑی علامتیں ظاہر ہوں گی اور قیامت اس وقت لوگوں کے اس سے زیادہ قریب ہوگی جتنا کہ میرا ہاتھ تمہارے سر پر ہے۔“

عَنْهَا وَلَا تَكْلُهُمْ إِلَى النَّاسِ فَيَسْتَأْثِرُوا عَلَيْهِمْ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي أَوْ عَلَى هَامَتِي ثُمَّ قَالَ: «يَا ابْنَ حَوَالَةَ! إِذَا رَأَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتْ أَرْضَ الْمُقَدَّسَةِ فَقَدْ دَنَّتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابُ وَالْأُمُورُ الْعِظَامُ، وَالسَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِي هَذِهِ مِنْ رَأْسِكَ».

قال أبو داود: عبدُ اللهِ بنُ حوالةٍ حمصِيٌّ. امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ تعلق حمص سے ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جہاد میں اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ غنیمت کی توقع رکھنا کوئی معیوب نہیں بشرطیکہ یہ نیت ہی اصل مقصود نہ ہو۔ اتنا ضرور ہے کہ غنیمت حاصل ہونے سے آخرت کے اجر میں کمی آجاتی ہے جیسے کہ (باب فی السریۃ تحف) حدیث: ۲۳۹۷ میں گزرا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ نے مال کو انسان کے لیے گزران کا ایک اہم سبب بنایا ہے جبکہ حقیقی کفیل خود اللہ عز و جل ہے۔ اگر وہ اسباب مہیا نہ فرمائے اور ان میں برکت نہ دے تو کائنات کے تمام افراد اور اس کے کل اسباب مدد گاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ ③ مستقبل کے امور غیبیہ کی خبریں نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں کہ فتح بیت المقدس کے بعد سے دنیا میں اور امت اسلامیہ میں مذکورہ بالا علامات تو اتنے سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ④ قیامت از حد قریب ہے لہذا ہر انسان کو اس کی فکر کرنی چاہیے۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ
يَشْرِي نَفْسَهُ (التحفة ۳۸)

باب: ۳۶- انسان جو اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالے

۲۵۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ الشَّائِبِ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَجِبَ

۲۵۳۶- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے رب تعالیٰ کو اس بندے پر بڑا تعجب آتا ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے اور اس کے ساتھی بھاگ نکلیں (مگر) اگر

۲۵۳۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۱۶ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان ح: ۶۴۳، ۶۴۴.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

يُنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَجُلٍ عَزَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
مُزَوَّجَلَّ فَانْهَزَمَ» يَعْنِي أَصْحَابَهُ «فَعَلِمَ مَا
عَلَيْهِ فَرَجَعَ حَتَّى أَهْرَبَ دَمُهُ فَيَقُولُ اللَّهُ
مُزَوَّجَلَّ لِمَا نَكَيْتِهِ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي
يَجْعَ رَعْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَقَقَةً مِمَّا عِنْدِي
يَعْنِي أَهْرَبَ دَمُهُ».

بندے کو گناہ کا احساس ہو تو وہ (قتال کے لیے) واپس
لوٹ آئے حتیٰ کہ اس کا خون بہا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ
اپنے فرشتوں سے کہتا ہے: دیکھو میرے بندے کی طرف
کہ میرے ہاں ثواب کی رغبت میں اور میری پکڑ کے ڈر
سے واپس لوٹ آیا حتیٰ کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔“

فوائد و مسائل: سورۃ التوبہ میں یہ مضمون تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآلِهِمُ الْحَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَغَدَاً عَلَيْهِ حَقٌّ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ﴾ (التوبہ: ۱۱) ”اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں یہ لوگ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں تو مارتے ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں یہ تورات، انجیل اور قرآن میں بیان شدہ سچا وعدہ ہے۔“ الغرض مسلمان کو اپنے تمام تر اعمال اور احوال میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کا امیدوار اور اس کے عقاب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ یہی اصل ایمان اور اس کی چوٹی ہے ﴿اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَاتِبٌ كَرِيمٌ﴾ اسی طرح اس کی دیگر صفات کی کیفیت ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ۱۱) ”اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔“ بنا بریں یہ صفات الہی ایسی ہی ہیں جیسے اس کی شان کے لائق ہیں۔ ہمیں ان پر ایمان رکھنا ہے جیسے وہ بیان ہوئی ہیں ان کی کنہ اور حقیقت جاننے کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ کوئی جان ہی نہیں سکتا۔

باب: ۳۷- جو شخص اسلام لائے اور اسی

(المعجم ۳۷) - بَابٌ: فِيمَنْ يُسْلِمُ

وقت اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے

وَيُقْتَلُ مَكَانَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى

(التحفة ۳۹)

۲۵۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۲۵۳۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

عمر بن اُقیش نے لوگوں سے اسلام سے پہلے کا سود لینا

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ

تھا تو وہ اس کی وصول یابی تک اسلام سے دور رہا۔ آخر

أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عَمْرُو بْنَ

۲۵۳۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۳/ ۲۳۷ من حديث أبي داود به، وصححه

لحاكم على شرط مسلم: ۱۱۳/ ۲، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الإصابة، وللحديث شواهد كثيرة * حماد
مواہن سلمة.

احد کے دن آیا اور پوچھا کہ میرے چچا زاد کہاں ہیں لوگوں نے کہا: احد میں ہیں پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: احد میں ہے۔ پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: احد میں ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ہتھیار پہنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان لوگوں کا جانب چلا گیا۔ مسلمانوں نے جب اس کو دیکھا تو کہ اے عمرو! ہم سے دور رہو۔ اس نے کہا: یقین کرو کہ میرا ایمان لاچکا ہوں چنانچہ قتال کرنے لگا حتیٰ کہ زخمی ہو گیا اسے اسی حالت میں اٹھا کر اس کے اہل میں لایا گیا پس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس کی بہر سے کہا: اس سے پوچھو (کہ اس نے جنگ میں حصہ کیوں لیا ہے) اپنی قوم کی حمایت میں یا ان کے لیے غصہ کی بنا پر یا اللہ کے لیے غصے کی وجہ سے؟ تو اس نے کہا: بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے لیے غصے کی وجہ سے (اس جنگ میں شریک ہوا ہوں)۔ چنانچہ فوت ہو گیا اور جنت میں داخل ہوا اور اس نے اللہ کے لیے ایک بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔

أَقْبَشَ كَانَ لَهُ رَبًّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَّرَهُ أَنْ يُسَلِّمَ حَتَّى يَأْخُذَهُ فَجَاءَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: أَيْنَ بَنُو عَمِّي؟ قَالُوا: بِأُحُدٍ قَالَ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالُوا: بِأُحُدٍ قَالَ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالُوا: بِأُحُدٍ فَلَيْسَ لَأَمْتَهُ وَرَكِبَ فَرَسَهُ ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَهُمْ فَلَمَّا رَأَاهُ الْمُسْلِمُونَ قَالُوا: إِلَيْكَ عَنَّا يَا عَمْرُو! قَالَ: إِنِّي قَدْ آمَنْتُ. فَقَاتَلَ حَتَّى جُرِحَ فَحُمِلَ إِلَى أَهْلِهِ جَرِيحًا فَجَاءَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ لِأُخْتِهِ: سَلِّهِ، حَمِيَّةً لِقَوْمِكَ أَوْ غَضَبًا لَهُمْ أَمْ غَضَبًا لِلَّهِ؟ فَقَالَ: بَلَّ غَضَبًا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ، فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَا صَلَّى لِلَّهِ صَلَاةً.



فوائد ومسائل: ① اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حمایت اور حمایت میں اپنی جان وارد دینا اور اسی کے لیے اپنی محبت اور غصے کے جذبات کا اظہار کرنا ایمان کا اہل کی علامت اور اللہ کے ہاں نجات کی ضمانت ہے۔ ② نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے مگر عمرو بن اقبش کو اس کے سیکھنے اور ادا کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تو اس لیے معذور سمجھے گئے۔ ③ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ اسلام ایک عملی اور باضابطہ دین ہے۔ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت و معصیت کا کوئی تصور نہیں اور نہ حرام کی کوئی گنجائش ہے۔ اسی وجہ سے حضرت عمرو نے اپنے اسلام کو موخر کیا۔ یہ ان کی سعادت تھی کہ اللہ عز وجل نے ان کو مہلت دی اور وہ اسلام اور پھر شہادت سے بہرہ ور ہو گئے۔ ④ یہ واقعہ کسی شخص کو اپنا اسلام یا گناہ سے توبہ کو موخر کرنے کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ نہ معلوم مطلب پورا ہونے تک زندگی کی مہلت بھی ملے گی یا نہیں یا کہیں نیت ہی نہ بدل جائے یا حالات سازگار نہ رہیں اور پھر اسلام یا توبہ سے محروم رہ گیا تو ہمیشہ کی محرومی کا سامنا ہوگا۔

- کتاب الجہاد -

(المعجم ۳۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ

يَمُوتُ بِسِلَاحِهِ (التحفة ۴۰)

جہاد کے مسائل

باب: ۳۸- جو شخص اپنا ہی ہتھیار لگنے سے

فوت ہو جائے

۲۵۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: نَدَّنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو أَوْدٍ: قَالَ أَحْمَدُ: كَذَا قَالَ هُوَ يَعْنِي ابْنَ وَهْبٍ وَعَنْسَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ جَمِيعًا عَنْ يُونُسَ، قَالَ أَحْمَدُ: وَالصَّوَابُ بَدُّ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَخِي تَالًا شَدِيدًا فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ صَحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ وَشَكُّوا بِهِ: رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا».

۲۵۳۸- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے موقع پر میرے بھائی (عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ) نے خوب قتال کیا اور (اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ) اس کی اپنی تلوار اچٹ کر خود اس کو لگ گئی جس سے وہ قتل ہو گیا۔ اصحاب رسول ﷺ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگے اور اس (کی شہادت) کے سلسلے میں انہوں نے شک کا اظہار کیا کہ ایک آدمی اپنے ہی ہتھیار سے مارا گیا ہے (تو کیونکر شہید سمجھا جائے گا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا اور مجاہد فوت ہوا ہے۔“

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ پھر میں نے سلمہ بن اکوع کے بیٹے سے دریافت کیا تو اس نے مجھے اپنے باپ کے حوالے سے اسی کی مانند بیان کیا مگر اس کے الفاظ یہ تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلط کہتے ہیں یہ جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا ہے مجاہد فوت ہوا ہے اور اس کے لیے دگنا اجر ہے۔“

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنَ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ؟ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ بِمِثْلِ لِكَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَذَبُوا، مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا فَلَهُ جَزْرُهُ مَرَّتَيْنِ».

فائدہ: اس مجاہد کے لیے دہرے اجر کی خوشخبری ممکن ہے جہاد اور شہادت کی بنا پر ہو۔ واللہ اعلم.

۲۵۳۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ - جناب ابوسلام نبی ﷺ کے ایک صحابی

۲۵۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة خيبر، ح: ۱۸۰۲ من حديث عبد الله بن وهب به.

۲۵۳۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۱۰/۸ من حديث أبي داود به * الوليد بن مسلم لم يصرح //

سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے جہینہ کے ایک قبیلے پر حملہ کیا۔ پس مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے ان کے ایک آدمی پر وار کیا اور اسے مار مار چاہا مگر اس کا وار خطا گیا اور اس کی تلوار خود اسے ہی لگ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے مسلمانو! تمہارا بھائی! (اس کی خبر لو۔)“ لوگ بھاگ کر اس کی طرف گئے تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی کے کپڑوں میں خون سمیت لپیٹ دیا اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا وہ شہید ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اور میں اس کے لیے گواہ ہوں۔“

باب: ۳۹- جنگ کے وقت دعا کی

قبولیت کا بیان

۲۵۴۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ووقت کی دعائیں روئیں گی جاتیں یا بہت کم روکی جاتی ہیں: ایک اذان کے وقت اور دوسری جنگ کے وقت جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھڑ جاتے ہیں۔“

موکی (بن یعقوب) نے کہا: مجھے رزق بن سعید بن عبد الرحمن نے ابو حازم سے اس نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَغْرَنَّا عَلَى حَيٍّ مِنْ جُھَيْنَةَ فَطَلَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلًا مِنْهُمْ فَضَرَبَهُ فَأَخْطَاهُ وَأَصَابَ نَفْسَهُ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَخُوكُمْ يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ!» فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَوَجَدُوهُ قَدْ مَاتَ، فَلَقَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشِيبَاهِ وَدِمَائِهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَفَنَهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَشْهَدُ هُوَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَأَنَا لَهُ شَهِيدٌ».

(المعجم ۳۹) - باب الدُّعَاءِ عِنْدَ اللَّقَاءِ

(التحفة ۴۱)

۲۵۴۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَّ مَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُ بَعْضًا».

قال موسى: وَحَدَّثَنِي رِزْقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ

◀ بالسماع المسلسل، وسلام بن أبي سلام مجهول (تقريب).

۲۵۴۰- تخريج: [صحیح] أخرجه الدارمي، ح: ۱۰۲۳ من حديث ابن أبي مريم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۱۹، وللحديث شواهد عند ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۷۱۷، ۱۷۶۱ وغيره، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۶۹، والحاكم: ۱/ ۱۹۸، ۲/ ۱۱۳، ۱۱۴، ووافقه الذهبي، وحديث رزق بن سعيد ضعيف لجهالة حاله.



۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «وَتَحْتَ الْمَطَرِ». سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا: ”بارش کے وقت (بھی دعا رو نہیں کی جاتی۔“)

فائدہ: اذان اور قاتل دونوں عمل اللہ کا کلمہ بلند کرنے کیلئے ہیں لہذا ان اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ درج ذیل حدیث میں جہاد میں معمولی وقت لگانے کی فضیلت کا ذکر آ رہا ہے۔ خیال رہے کہ ”بارش کے وقت“ کا جملہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔ (علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ)

(المعجم ۴۰) - بَابُ: فِيمَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ (التحفة ۴۲)

۲۵۴۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو زُرَّوَانٍ وَابْنُ الْمُصَفَّى قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِیَّةُ بْنُ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ يُرَّدُ إِلَى مَكْحُولٍ إِلَى مَالِكِ بْنِ يُخَاظِرٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُوقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْقَتْلَ مِنْ مِثْلِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فَإِنَّ لَهُ أَجْرَ مُهِيدٍ». زَادَ ابْنُ الْمُصَفَّى مِنْ هُنَا: «وَمَنْ مَرَحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ نَكِبَ كَلِمَةً، فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَعْزَرَ مَا كُنْتَ، لَوْ أَنَّ لَوْنُ الرِّعْفَمَانِ وَرِيحُهَا رِيحُ نَسْلِكَ، وَمَنْ خَرَجَ بِهِ خُرَاجٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِنَّ عَلَيْهِ طَائِعَ الشُّهَدَاءِ».

فوائد و مسائل: ① اونٹنی کو ایک بار دوہنے کے بعد چند منٹ کے لیے وقفہ دیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ دوہتے ہیں اس درمیانی وقفے کو ”فُوق“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ② اخلاص نیت کی وجہ سے انسان بہت بڑے درجات حاصل

۲۵۴۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۴۲۵۱ من حديث أبي داود به مختصراً، ولم يذكر هشام بن خالد، ورواه النسائي، ح: ۳۱۴۳، والترمذي: ۱۶۵۷، وقال: "صحیح".

کر لیتا ہے خواہ بالفعل عمل کر کے اس مقام تک نہ بھی پہنچ سکے۔

باب: ۴۱- گھوڑوں کی پیشانیوں اور دُموں کے بال کاٹنا مکروہ ہے

(المعجم ۴۱) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ جَرْ نَوَاصِي الْخَيْلِ وَأَذْنَابِهَا (التحفة ۴۳)

۲۵۴۲- حضرت عقبہ بن عبد سلمیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”گھوڑوں کی پیشانیوں اور دُموں کے بال نہ کاٹو، بلاشبہ ان کی دُمیں ان کے پٹکے ہیں (کہ وہ ان سے کھینوں وغیرہ کو دور کرتے ہیں) اور گردنوں کے بالوں سے یہ اپنی سردی دور کرتے ہیں اور پیشانیوں کے بالوں کے ساتھ خیر و برکت بندھی ہوئی ہے۔“

۲۵۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ عَنْ الْهَيْثَمِ بْنِ حُمَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ جَمِيعًا عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ نَضْرِ الْكِتَابِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، وَقَالَ أَبُو تَوْبَةَ: عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ شَيْخٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، عَنْ عُثْبَةَ بْنِ عَبْدِ السَّلَمِيِّ وَهَذَا لَفْظُهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَقْصُوا نَوَاصِي الْخَيْلِ وَلَا مَعَارِفَهَا وَلَا أَذْنَابَهَا، فَإِنَّ أَذْنَابَهَا مَذَاقُهَا وَمَعَارِفَهَا دِفَاؤُهَا، وَنَوَاصِيهَا مَعْقُودٌ فِيهَا الْخَيْرُ».



🌞 فائدہ: جن معمولات کے متعلق شرعی ہدایات آجائیں وہ عام معمولات اور عادات سے نکل کر شرعی مسائل بن جاتے ہیں جن کی اہمیت واضح ہے ان میں سے ایک گھوڑوں کی تربیت کا یہ مسئلہ بھی ہے۔

باب: ۴۲- گھوڑوں میں کون سے رنگ پسندیدہ اور مستحب ہیں

(المعجم ۴۲) - بَابُ: فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ ألْوَانِ الْخَيْلِ (التحفة ۴۴)

۲۵۴۳- حضرت ابو وہب جثمیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے گھوڑے منتخب کیا کرو جو گمیت اور پانچ کلیان ہوں (رنگ سرخ سیاہ ہو مگر پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں) یا اشقر پانچ کلیان

۲۵۴۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّالْقَانِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ شَيْبٍ عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ

۲۵۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/ ۳۳۱ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۴/ ۱۸۳ * نصر الكنانی مستور، رجل لم أعرفه، ولبعض الحديث شواهد ضعيفة.

۲۵۴۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الخيل، باب ما يستحب من شبة الخيل، ح: ۳۵۹۵ من حديث هشام بن سعيد به * عقيل بن شعيب مجهول (تقریب)، ولبعض الحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۶۳۳ وغیره.

- کتاب الجہاد -

جہاد کے مسائل

كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ أَعْرَ مُحَجَّلٍ أَوْ شَقَرٍ أَعْرَ مُحَجَّلٍ أَوْ أَذْهَمَ أَعْرَ مُحَجَّلٍ».

ہوں (رنگ سرخ ہو اور پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں) یا مشکلی (سیاہ رنگ) اور پانچ کلیان ہوں۔“

فائدہ: علامہ طبری نے ان رنگوں میں ایک فرق یہ بھی لکھا ہے کہ اشقر میں سرخی پر سیاہی غالب ہوتی ہے اور کُمیت کی گردن اور دم کے بال سیاہ ہوتے ہیں۔

۲۵۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ لَطَائِي: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَهَاجِرٍ: حَدَّثَنَا عَقِيلُ بْنُ شَيْبٍ عَنْ أَبِي وَهَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِكُلِّ أَشَقَرٍ أَعْرَ مُحَجَّلٍ أَوْ كُمَيْتٍ غَرٍّ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ هَاجِرٍ وَسَأَلْتُهُ: لِمَ فَضَّلَ الْأَشَقَرَ؟ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ فَاءَ بِالْفَتْحِ صَاحِبُ أَشَقَرٍ.

۲۵۴۳- حضرت ابو وہب کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑا ایسا منتخب کرو جو اشقر پانچ کلیان ہو (سرخ رنگ) یا کُمیت سفید پیشانی۔“ اور مذکورہ حدیث کی مانند ذکر کیا۔ محمد بن مہاجر کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ سے دریافت کیا کہ اشقر کو فضیلت کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا: کیونکہ نبی ﷺ نے ایک مہم بھیجی تو جو شخص سب سے پہلے فتح کی خوشخبری لے کر آیا وہ اشقر گھوڑے پر سوار تھا۔

۲۵۴۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ بَسَى بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ ابْنِ بَاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُمْنٌ لَخَيْلٍ فِي شُقْرِهَا».

۲۵۴۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں میں برکت ان کے سرخ رنگ والوں میں ہے۔“

فائدہ: جب گھوڑوں کے اختیار و انتخاب کا معاملہ ہو تو مندرجہ بالا صفات کا خیال رکھنا مستحب ہے۔ اس سے استدلال یہ بھی ہے کہ دیگر آلات جہاد حاصل کرتے وقت ان کے ظاہری محاسن اور عمدہ کارکردگی کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - بَابُ: هَلْ تُسَمَّى الْأَنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا؟ (التحفة ۴۵)

باب: مادہ گھوڑی کو ”فرس“ کہنا

۲۵۴۶- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۶/ ۳۳۰ من حديث أبي داود به .

۲۵۴۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب [ما جاء] ما يستحب من الخيل، ح: ۱۶۹۵ .

۲۵۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مادہ گھوڑی کو ”فرس“ کہا کرتے تھے۔

۲۵۴۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي حَبَّانَ التَّيْمِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَمِّي الْأَنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا.

🌞 فائدہ: رسول اللہ ﷺ فتح العرب تھے اور آپ کی زبان منتخب اور معیاری زبان تھی۔ ایسے ہی داعیان دین کو لازم ہے کہ اپنی اپنی زبان کے فصیح و بلیغ عالم بنیں اس طرح ان کا عمل دعوت دو چند ہو جائے گا۔ غلط الفاظ اور بھدی گفتگو کرنے والے کی بات سنی جاتی ہے نہ مؤثر ہوتی ہے۔

(المعجم ۴۳) - باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخَيْلِ (التحفة ۴۶)

۲۵۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شِکَال قسم کے گھوڑوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور شِکَال سے مراد یہ ہے کہ اس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔

۲۵۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلْمِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ الشَّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ، وَالشَّكَالُ يَكُونُ الْفَرَسُ فِي رِجْلِهِ الْيُمْنَى بَيَاضٌ وَفِي يَدِهِ الْيُسْرَى بَيَاضٌ، أَوْ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى وَفِي رِجْلِهِ الْيُسْرَى.

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی کہ ہاتھ پاؤں میں سفیدی مخالف جاتی ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَيُّ مُخَالَفٍ.

🌞 فائدہ: شِکَال کی یہ تفسیر مدرج ہے، یعنی نبی ﷺ کی بیان کردہ نہیں ہے بلکہ راوی کی طرف سے ہے۔ اسی لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ کراہت کی بھی بعض توجیہات بیان کی گئی ہیں اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (عون المعبود)

۲۵۴۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱۴۴/۲ من حديث موسى بن مروان به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۳۴، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * مروان بن معاوية صرح بالسماع.

۲۵۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الإمرة، باب ما يكره من صفات الخيل، ح: ۱۸۷۵ من حديث سفيان الثوري به.

باب: ۴۴- جانوروں اور چوپایوں کی

خدمت اور خبر گیری کرنے کا حکم

۲۵۴۸- حضرت اہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ اس کی کمر سے لگ گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ”ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان پر سواری کرو تو پھلے انداز میں اور کھلاؤ تو بھی عمدہ طرح سے۔“

(المعجم ۴۴) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ

إِقْبَامٍ عَلَى الدَّوَابِّ وَالْبَهَائِمِ (التحفة ۴۷)

۲۵۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مَسْكِينٌ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَهَاجِرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ رَيْدٍ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعَيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ قَالَ: «اتَّقُوا اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا بِالْحَيَّةِ وَكُلُّوْهَا صَالِحَةً».

فائدہ: مومن [سَيِّءُ الْمَلَكَةِ] نہیں ہوتا، یعنی اپنی ملوکہ چیزوں سے برا سلوک نہیں کرتا۔

۲۵۴۹- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر پیچھے بٹھالیا اور خاموشی سے مجھے ایک بات بتائی جو میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا، اور رسول اللہ ﷺ کو قضائے حاجت کے لیے چھپنے کی دو جگہیں بہت زیادہ پسند تھیں: یا تو کوئی اونچی جگہ ہوتی، یا کوئی کھجوروں کا جھنڈ ہوتا۔ آپ ایک بار ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا جب اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو روئی سی آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، نبی ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ”اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟“ تو

۲۵۴۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ حَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَسْرَ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا حَدَّثَ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبَّ مَا شَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفًا أَوْ مَائِشَ نَخْلٍ. قَالَ: فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ حَنَ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ مَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ، فَقَالَ: «مَنْ رَبُّ لَذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟» فَجَاءَ

۲۵۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۱۶۲۹، وصححه ابن حبان، ح: ۸۴۴، ۸۴۵، وانظر، ح: ۲۵۶۷.

۲۵۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الحibus، باب التستر عند البول، ح: ۳۴۲ من حديث مهدي بن ميمون به.

فَتَى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لِي: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَالَ: «أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُذْنِبُهُ».

ایک انصاری جوان آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا اس نے تجھ کو مالک بنایا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا اور بہت تھکاتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اونٹ کا نبی ﷺ کو پہچان لینا اور آپ کے سامنے مالک کا اپنے انداز میں شکوہ کرنا نبی ﷺ کا معجزہ ہے۔ ② جانور سے اسی قدر کام لینا چاہیے جو اس کی طاقت و ہمت کے مطابق ہو۔ زیادہ کام لینا اور پھر خدمت بھی نہ کرنا حرام ہے اور خادم کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

۲۵۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَلَمَّا كَلَبَ يَلْهَتْ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلْعَنِي، فَتَزَلَ الْبُئْرُ وَمَلَأَ خُفَّهُ فَأَمْسَكَهُ بِيَمِينِهِ حَتَّى رَفَى فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَعَفَرَ لَهُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَإِنَّا لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لِأَجْرًا؟ قَالَ: «فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ».

۲۵۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کسی راستے میں جا رہا تھا کہ اسے بہت پیاس لگی اسے ایک کنواں ملا وہ اس میں اتر اُپانی پیا اور باہر نکلا تو اس نے ایک کتا دیکھ جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا اس آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی پیاس نے ستایا ہے جیسے کہ مجھے ستایا تھا۔ پس وہ دوبارہ کنویں میں اتر اُپنے موزے کو پانی سے بھر کر اپنے منہ سے پکڑا اور اوپر چڑھ اور کتے کو پلایا سو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرما لیا اور اسے بخش دیا۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہمارے لیے جانوروں کی خدمت میں بھی ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہر گلیے جگر (جان دار) میں ثواب ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① لوگوں کے لیے سرائوں اور ان کے راستوں میں پانی کا انتظام کرنا بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔ ② انسان مسلمان ہو یا کافر اس کے ساتھ اور ایسے ہی جاندار مخلوق کے ساتھ احسان کرنا بڑے اجر کی بات ہے۔ البتہ

۲۵۵۰- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب فضل سقي الماء، ح: ۲۳۶۳، ومسلم، السلام، باب فضل سقي البهائم المحترمة وإطعامها، ح: ۲۲۴۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي) ۲/ ۹۲۹، ۹۳۰.

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

واجب القتل اور موذی جانور اس احسان سے مستثنیٰ ہیں جیسے کہ خنزیر اور سانپ بچھو وغیرہ۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي نَزْوِلٍ باب: کسی منزل پر پڑاؤ کرنے کا ایک ادب

الْمَنَازِلِ (التحفة ٤٨)

٢٥٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
لَدُنِّي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ ہم جب کسی منزل پر اترتے تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے
نُفْرَةِ الصَّبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ تھے جب تک کہ اونٹوں پر سے کباوے نہ اتار لیتے۔
ال: كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنَزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتَّى
يُحَلَّ الرَّحَالُ.

فائدہ: جس طرح انسان کو آرام اور راحت کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح حیوانات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔
اس لیے بعض علماء یہ متحب سمجھتے ہیں کہ انسان جب کسی منزل پر اترے تو چاہیے کہ پہلے اپنے جانور کو چارہ ڈالے پھر
خورد کھانا کھائے یہ تعلیمات اسلام کے دین فطرت اور عالمی دین ہونے کی دلیل ہے۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي تَقْلِيدِ الْخَيْلِ باب: ٣٥: گھوڑوں کے گلوں میں تانت ڈالنا
بِالْأَوْتَارِ (التحفة ٤٩)

٢٥٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ
ثَعْنِيٌّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے..... کہ
بَنِي مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیغامبر بھیجا، راوی حدیث
لِأَبِي بَكْرٍ: أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ عبد اللہ بن ابی بکر کا کہنا ہے: میرا خیال ہے کہ شیخ نے
لَعَبْرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ بیان کیا: لوگ رات کی آرام گاہ میں تھے (آپ ﷺ
مَقَامِهِ قَالَ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ) ”کسی اونٹ کے گلے میں کوئی تانت یا
سُؤْلًا، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: کوئی قلابہ باقی نہ چھوڑا جائے مگر اسے کاٹ ڈالا جائے۔“
سَبَّحْتُ أَنَّهُ قَالَ: وَالنَّاسُ فِي مَسِيرِهِمْ: لا

٢٥٥٣- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢٩/٣ عن محمد بن جعفر غندر به .

٢٥٥٤- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما قيل في الجرس ونحوه في أعناق الإبل، ح: ٣٠٠٥،
مسلم، اللباس والزينة، باب كراهة قلادة الوتر في رقبة البعير، ح: ٢١١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(نحو: ٩٣٧/٢).

يُبَيِّنُ فِي رَقَبَةٍ بَعِيرٍ قَلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ وَلَا قَلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ» .

قَالَ مَالِكٌ: أَرَى أَنْ ذَلِكَ مِنْ أَجْلِ الْعَيْنِ .

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے بد نظر کے سے بچاؤ کے لیے یہ ڈالتے تھے۔

فائدہ: علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ لوگ اسے نظر بد سے بچاؤ کے لیے بطور تعویذ ڈالتے تھے اور اسے ہی مؤثر سمجھتے تھے۔ کئی علماء کا خیال ہے کہ لوگ یہ ان کے گلوں میں گھنٹیاں باندھنے کے لیے ڈالتے تھے۔ کچھ نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ دوڑتے بھاگتے ہوئے جانور کا گلا گھٹ جائے۔ بہر حال وجہ کوئی بھی ہو تانت ڈالنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اور اسی طرح دیگر جاہلانہ تعویذ گنڈے بھی ڈالنا جائز نہیں۔

(المعجم . . .) - باب إِكْرَامِ الْخَيْلِ وَارْتِبَاطِهَا وَالْمَسْحِ عَلَى أَكْفَالِهَا (التحفة ۵۰)

باب:- گھوڑوں کی دیکھ بھال اچھی طرح کرنے باندھ کر رکھنے اور ان کے سرینوں پر ہاتھ پھیرنے کا بیان

۲۵۵۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّلَقَانِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ شَيْبٍ عَنْ أَبِي وَهَبٍ الْجُسَمِيِّ وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَأَعْجَازِهَا» أَوْ قَالَ: «أَكْفَالِهَا وَقَلْدُوهَا وَلَا تُقَلِّدُوهَا الْأَوْتَارَ» .

۲۵۵۳- صحابی رسول حضرت ابو وہب جُسمیؓ بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کو باندھ کر رکھو (ان کی خوب دیکھ بھال کرو) ان کی پیشانیوں اور سرینوں پر ہاتھ پھیرا کرو۔“ راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ لفظ ”أَعْجَازِهَا“ کہا یا ”أَكْفَالِهَا“ اور گردنوں میں رسیاں باندھو مگر تانت کی رسی نہ ہو۔“

فائدہ: گھوڑا محبت کرنے والا جانور ہے اور جہاد میں کام آنے کی وجہ سے محبوب ہے اس لیے اس کی خوب خدمت کرنی چاہیے اور اس محبت کا اظہار کرنا چاہیے اس عمل سے جانور خوش ہوتا ہے۔

(المعجم ۴۶) - بَابُ فِي تَغْلِيْقِ الْأَجْرَاسِ (التحفة ۵۱)

باب:- جانوروں کو گھنٹیاں باندھنے کا مسئلہ

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۵۵۴- ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ بیان کرتی

ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس قافلہ اور جماعت میں گھٹی ہو، فرشتے اس کے ساتھ نہیں ہوتے۔“

۲۵۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ الْجَرَّاحِ مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ قَوْمًا فِيهَا جَرَسٌ».

۲۵۵۵- حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے، رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے اس جماعت کے ساتھ نہیں چلتے جن کے ساتھ کتا ہو یا گھٹی۔“

۲۵۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُقَّةً فِيهَا لُبٌّ أَوْ جَرَسٌ».

95

۲۵۵۶- حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول

اللہ ﷺ نے گھٹی کے متعلق فرمایا: ”یہ شیطان کا باجہ ہے۔“

۲۵۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا وَبَكْرُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَلْعَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فِي جَرَسٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ».

فوائد و مسائل: ① جانوروں کے گلوں میں گھنٹیاں اور گھنگر و قسم کی چیزیں باندھنا جائز نہیں ② موسیقی کے دوسرے آلات کی حرمت بھی احادیث سے ثابت ہے۔ ③ ایسے ہی کتا رکھنا اگر محض اظہارِ بیعت اور زینت کے لیے ہو تو ناجائز ہے۔ حفاظت کی نیت سے ہو تو جائز ہے۔

باب: ۴۷- گندگی خور جانور پر سوار ہونا

(المعجم ۴۷) - بَابُ: فِي رُكُوبِ الْجَلَالَةِ (التحفة ۵۲)

۲۵۵۷- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۲۶/۶، ۳۲۷ عن يحيى القطان به، ورواه النسائي في الكبرى، ۸۸۱۹، وانظر الحديث الآتي.

۲۵۵۸- تخریج: أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب كراهة الكلب والجرس في السفر، ح: ۲۱۱۳ من حديث عبد بن أبي صالح به.

۲۵۵۹- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۲۱۱۴ من حديث العلاء بن عبد الرحمن به، انظر الحديث السابق.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۵۵۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرمایا: ایسے جانور پر سواری کرنے سے منع کیا گیا ہے جو گندہ کھاتا ہو۔

۲۵۵۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نُهِيَ عَنْ رُكُوبِ الْجَلَالَةِ.

۲۵۵۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے اونٹ کی سواری سے منع فرمایا جو گندہ کھاتا ہو۔

۲۵۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَهْمِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَلَالَةِ فِي الْإِبِلِ أَنْ يُرَكَبَ عَلَيْهَا.

🌞 فوائد و مسائل: دیگر احادیث میں ایسے جانور کا دودھ پینے اور اس کا گوشت کھانے کی بھی ممانعت وارد ہے۔

دیکھیے: (سنن أبي داود، الأطعمة، حدیث: ۳۷۸۵)

باب: ۲۸- جانور کا نام رکھنا

(المعجم ۴۸) - بَابُ فِي الرَّجُلِ

يُسَمِّي دَابَّتَهُ (التحفة ۵۳)

۲۸۸۹- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک گدھے پر آس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا جسے غفیر کہا جاتا تھا۔

۲۵۵۹- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرُو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ: غَفِيرٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جانور کا نام رکھنا مباح ہے۔ ② بوقت ضرورت جانور پر دو آدمی بھی سوار ہو سکتے ہیں۔

③ اگر کسی جانور پر دو آدمی سوار ہو جائیں تو یہ ظلم شمار نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ جانور صحت مند اور اس قدر بوجھ اٹھا سکتا ہو۔

۲۵۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۵۴/۵، ۳۳۳/۹ من حديث أبي داود به، وللحديث شواه كثيرة، انظر: ۳۷۸۷-۳۷۸۵.

۲۵۵۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۳۴/۲ من حديث أحمد بن أبي سريج به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ۱۶۹۴.

۲۵۵۹- تخریج: [صحيح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار، ح: ۲۸۵۶ من حديث أبي الأحوص به.



باب: ۴۹- نفیر (جہاد کے لیے روانگی) کے وقت یوں
آواز دینا کہ اے اللہ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ

(المعجم ۴۹) - بَابُ: فِي النِّدَاءِ عِنْدَ
النَّفِيرِ يَا خَيْلَ اللَّهِ ارْكَبِي (التحفة ۵۴)

۲۵۶۰- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے، اما بعد: نبی ﷺ ہمارے سواروں کو جب ہم
گھبراتے تو [خَيْلُ اللَّهِ] ”اللہ کے شہسوار بندو!“ کہہ کر
پکارتے اور رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب
خوف اور گھبراہٹ کی کیفیت ہو تو اسے کہتے ہو جایا کریں صبر
اور سکون سے کام لیں اور ایسے ہی قال کے وقت کیا کریں۔

۲۵۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ
نَفْيَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ: أَخْبَرَنَا
سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ
 بْنُ سَعْدٍ بْنُ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: حَدَّثَنِي
فَيْسُبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ
سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ
النَّبِيَّ ﷺ سَمَى خَيْلَنَا خَيْلَ اللَّهِ إِذَا فَرَعْنَا،
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا فَرَعْنَا
الْجَمَاعَةَ وَالصَّبْرَ وَالسَّكِينَةَ وَإِذَا قَاتَلْنَا.

باب: ۵۰- جانور کو لعنت کرنے کی ممانعت

(المعجم ۵۰) - بَابُ: النَّهْيُ عَنْ لَعْنِ
الْبَهِيمَةِ (التحفة ۵۵)

۲۵۶۱- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ نبی ﷺ ایک سفر میں تھے پس آپ نے (کسی سے)
لعنت کرنے کی آواز سنی تو آپ نے پوچھا: ”یہ کیا
ہے؟“ صحابہ نے کہا: یہ فلاں عورت ہے جس نے اپنی
سواری کو لعنت کی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس سے
(کجاہ اور سامان) اتار دو۔ بلاشبہ یہ اب ملعونہ ہے۔“
چنانچہ صحابہ نے اس سے (سامان وغیرہ) اتار دیا۔

۲۵۶۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ:
عَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ،
عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ:
لَنِ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَسَمِعَ لَعْنَةً
قَالَ: «مَا هَذِهِ؟» قَالُوا: هَذِهِ فَلَانَةٌ
مُتَتْ رَاحِلَتَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ضَعُوا
مُتَهَا، فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ»، فَوَضَعُوا عَنْهَا.

عمران کہتے ہیں: گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں
کہ وہ سیاہی مائل اونٹنی تھی۔

قَالَ عِمْرَانُ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهَا نَاقَةً
وَرَقَاءً.

۲۵۶۱- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۹۷۵ لعلته.

۲۵۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ح: ۲۵۹۵ من حديث أيوب
السخياني به.

☀ فائدہ: ”لعت“ کے لفظی معنی ہیں اللہ کی پھینکا اور اس کی رحمت سے دوری۔ اور یہ انتہائی بری خصلت ہے کہ انسان ایک چیز سے فائدہ بھی اٹھائے اور پھر اس کے متعلق لعنت کا لفظ بھی استعمال کرے۔ نبی ﷺ نے غالباً بطور زجر و تنبیہ کے اس جانور کو اس کے سوار سے آزاد کر دیا تھا تاکہ آئندہ کے لیے کوئی اس طرح نہ بولے۔ لوگوں کا آپس میں یہ لفظ استعمال کرنا اور بھی قبیح ہے۔

(المعجم ۵۱) - بَابُ: فِي التَّحْرِيشِ
بَيْنَ الْبَهَائِمِ (التحفة ۵۶)

۲۵۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو آپس میں لڑایا جائے۔
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ سَيَّاهٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الْقَتَّاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ.

☀ فائدہ: بہ اعتبار سند کے یہ روایت ضعیف ہے مگر ملحوظ معنی بات ایسے ہی ہے کہ یہ عمل کسی طرح بھی شرفاء کے لائق نہیں ہے۔ عوام کو بھی اس سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور جب جانوروں کو لڑانے کی ممانعت ہے تو لوگوں کے درمیان لڑائی کروادینا تو اور بھی بدترین خصلت ہے۔

(المعجم ۵۲) - بَابُ: فِي وَسْمِ الدَّوَابِّ (التحفة ۵۷)

۲۵۶۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے بھائی (عبداللہ بن ابی طلحہ) کی ولادت ہوئی تو میں اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ اسے گھٹی دیں۔ میں نے آپ کو کمبریوں کے

۲۵۶۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية التحريش بين البهائم والضرب والوسم في الوجه، ح: ۱۷۰۸ عن أبي كريب محمد بن العلاء به * الأعمش عنمن، وأبو يحيى القتات ضعيف إلا في رواية الثوري عنه.

۲۵۶۳- تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم في الصورة، ح: ۵۵۴۲، ومسلم، اللباس والزينة، باب جواز وسم الحيوان غير الآدمي في غير الوجه... الخ، ح: ۲۱۱۹ من حديث شعبة به.

حَسْبُهُ قَالَ: فِي أَذَانِهَا.

باڑے میں پایا آپ بکریوں کو نشان لگا رہے تھے۔
(شعبہ نے) کہا میرا خیال ہے، شیخ نے بیان کیا: آپ ان
کے کانوں پر نشان لگا رہے تھے۔

فائدہ: بچان کے لیے جانوروں کو نشان لگانا جائز ہے۔ اس مقصد کے لیے لوہا گرم کر کے ان کے جسم کو داغا جاتا تھا لیکن
برے پرداغ لگانا اور مارنا جائز نہیں البتہ کان پر جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کان چہرے کا حصہ نہیں ہیں۔

(المعجم . . .) - باب التَّهْيِ عَنْ الْوَسْمِ باب: چہرے پر مارنا یا اس پرداغ لگانا منع ہے
فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ
(التحفة ۵۸)

۲۵۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ
خبرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: کے پاس سے ایک گدھالے جایا گیا جس کے چہرے پر
فِي النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ بِحِمَارٍ قَدْ وَسِمَ فِي داغ دیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ”کیا تمہیں یہ بات نہیں
بِهِ فَقَالَ: «أَمَا بَلَعَكُمُ أَنِّي لَعَنْتُ مَنْ پڑھی کہ میں نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے جو کسی جانور کو
سَمِ الْبَهِيمَةِ فِي وَجْهِهَا أَوْ ضَرَبَهَا فِي اس کے چہرے پر دانے یا اس کے منہ پر مارے؟“
بِهِ؟»، فَتَهَى عَنْ ذَلِكَ. چنانچہ آپ نے اس کام سے منع فرمادیا۔

فوائد ومسائل: ① چہرہ جسم کا قابل عزت حصہ ہے انسان کا ہو یا حیوان کا چہرے پر مارنا ممنوع ہے۔
② نبی ﷺ کا لعنت کرنا اپنی مرضی سے نہ تھا بلکہ الہام الہی کی بنیاد پر تھا۔

(المعجم ۵۳) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ باب: ۵۳- گدھوں کی گھوڑیوں سے جفتی
الْحُمُرُ تُنْزَى عَلَى الْخَيْلِ (التحفة ۵۹) کرانے میں کراہت

۲۵۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی
عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک خچر ہدیہ دیا گیا تو آپ اس

۲۵۶۴- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۲۳ من حديث سفیان الثوري، ومسلم، اللباس والزينة، باب
عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه، ح: ۲۱۱۷ من حديث أبي الزبير به.
۲۵۶۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الخيل، باب التشديد في حمل الحمير على الخيل،
ح: ۳۶۱۰ عن قتيبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۳۹، وله شاهد تقدم، ح: ۸۰۸.

پر سوار ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ہم گدھوں (گھوڑیوں) پر چڑھائیں (تو ان کے اس جنسی عمل سے) ہمیں اس طرح کے فخر حاصل ہو جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاہل لوگ یہ کام کرتے ہیں۔“

الْخَيْرُ، عَنْ ابْنِ زُرَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَهْدَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَغْلَةً فَرَكِبَهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هَذِهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ».

🌞 فائدہ: گدھے اور گھوڑی کے جنسی ملاپ سے پیدا ہونے والا جانور فخر کہلاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے انعامات میں اس کا بھی ذکر کیا ہے: ﴿وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرَ لَنَرِكَبُوَهَا وَزِينَةً﴾ (النحل: ۸) ”اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، فخر اور گدھے پیدا کیے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمہارے لیے زینت کا باعث بھی ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے بھی فخر پر سواری کی ہے۔ اگر فخر کا پیدا کرنا ناجائز ہوتا تو اسے انعامات الہی میں شمار کیا جاتا نہ نبی ﷺ اس پر سواری فرماتے۔ اسی لیے علماء نے اس حدیث کو جس میں گدھے گھوڑی کے ملاپ کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے استحباب (بچنے کے پسندیدہ ہونے) پر محمول کیا ہے۔ یعنی یہ پسندیدہ عمل نہیں ہے تاہم اس کا جواز ہے۔



(المعجم ۵۴) - بَابُ: فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةِ عَلَى دَابَّةٍ (التحفة ۶۰)

باب: ۵۴- ایک سواری پر تین افراد کا سوار ہونا

۲۵۶۶- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو ہمارے ساتھ آپ کا استقبال کیا جاتا تو جس (بچے) کے ساتھ آپ کا پہلے استقبال کیا جاتا آپ اسے اپنے آگے بٹھالیتے۔ چنانچہ میرے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا تو آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھالیا پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا، پھر ہم دینے میں داخل ہوئے تو اسی طرح تھے (کہ تینوں ایک سواری پر سوار تھے)۔

۲۵۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُورِقٍ يَعْنِي الْعِجْلِيَّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اسْتَقْبَلَ بِنَا فَأَيُّنَا اسْتَقْبَلَ أَوْ لَا جَعَلَهُ أَمَامَهُ فَاسْتَقْبَلَ بِي فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِحُسَيْنٍ أَوْ حُسَيْنٍ، فَجَعَلَهُ خَلْفَهُ فَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ وَإِنَّا لَكَذَلِكَ.

۲۵۶۶- تخریج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل عبد الله بن جعفر رضي الله عنهما، ح: ۴۲۸ من حديث عاصم به.

☀️ فوائد و مسائل: ① اشرف اور معزز لوگوں کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا مباح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ بچوں سے محبت کرتے تھے اور انہیں عزت بھی دیتے تھے۔ ③ جانور کی صحت اور طاقت کے لحاظ سے اس پر دو یا تین افراد کا سوار ہو جانا، ظلم نہیں، مباح ہے۔

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِي الْوُقُوفِ عَلَى الدَّائِيَةِ (التحفة ۶۱) باب: ۵۵- جانوروں پر کھڑے ہونا

۲۵۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ جَدَّةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمْرٍو السَّيَّانِي، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنِّي أَنْتَ أَخَذُوا ظُهُورَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ فَإِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتَبْلُغَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا إِلَيْهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ وَجَعَلَ لَكُمْ لَأَرْضٍ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوا حَاجَاتِكُمْ».

۲۵۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو بلاشبہ اللہ عزوجل نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے تاکہ تمہیں ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچا دیں جہاں تم نفسوں کی مشقت کے بغیر پہنچ ہی نہیں سکتے تھے اور اس نے تمہارے لیے زمین بنائی ہے تو اپنی ضرورتیں اس پر پوری کیا کرو۔“

☀️ فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ اپنی اونٹنی پر ارشاد فرمایا تھا مگر یہ ایک وقتی ضرورت تھی۔

(المعجم ۵۶) - بَابُ: فِي الْجَنَائِبِ (التحفة ۶۲) باب: ۵۶- بازو میں چلنے والی سواریاں

۲۵۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَكُونُ

۲۵۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطانوں کے اونٹ ہوتے ہیں اور شیطانوں کے گھر بھی، شیطانوں کے اونٹ میں نے دیکھے ہیں، تم میں ایک اپنے ساتھ خوبصورت اونٹنیاں

۲۵۶۷- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۲۵۵/۵ من حديث أبي داود به، وله شاهد عند ابن خزيمة، ج: ۲، ۲۵۴۴، وابن حبان، ج: ۲، ۲۰۰۲، وصححه الحاكم: ۱۰۰/۲، ووافقه الذهبي، وسنده، حسن وانظر، ج: ۲، ۲۵۴۸.

۲۵۶۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۵۵/۵ من حديث أبي داود به * رجاله ثقات، ولكن سعيد بن أبي هند "لم يلق أبا هريرة"، قاله أبو حاتم الرازي، انظر المراسيل، ص: ۷۵، فالسند منقطع.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

لے کر چلتا ہے انہیں خوب موٹا تازہ کیا ہوتا ہے خود کسی پر سوار نہیں ہوتا اپنے کسی بھائی کے پاس سے گزرتا ہے جو چلنے سے عاجز ہوا تھا اسے بھی سوار نہیں کرتا اور شیطان کے گھر میں نے نہیں دیکھے ہیں۔“ جناب سعید بن ابی ہند کہا کرتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ شیطان کے گھر یہی ہودے اور کجاوے ہیں جن کو لوگوں نے ریشمی کپڑوں سے ڈھانپا ہوتا ہے۔

إِبْلِ لِلشَّيَاطِينِ وَيُيَوِّثُ لِلشَّيَاطِينِ فَأَمَّا إِبْلِ الشَّيَاطِينِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ بِجَنِيَّاتٍ مَعَهُ قَدْ أَسْمَنَهَا فَلَا يَغْلُو بَعِيرًا مِنْهَا وَيَمُرُّ بِأَخِيهِ قَدْ انْقَطَعَ بِهِ فَلَا يَحْمِلُهُ، وَأَمَّا يَوِّثُ الشَّيَاطِينِ فَلَمْ أَرَهَا، كَانَ سَعِيدٌ يَقُولُ: لَا أَرَاهَا إِلَّا هَذِهِ الْأَفْقَاصُ الَّتِي يَسْتُرُ النَّاسُ بِالذِّيَابِ.

🌞 فوائد و مسائل: یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ تاہم اس میں جو بات بیان کی گئی ہے وہ کافی حد تک صحیح ہے۔ اور آج کل ”شیطان کے اونٹ“ کی جگہ نئے ماڈل کی متنوع گاڑیوں نے لے لی ہے جن کے مالکان بالعموم اصحاب ضرورت کا کوئی احساس نہیں رکھتے۔ اللہ ماشاء اللہ۔ اور شیطان کے گھر صحیح معنوں میں سینما ہال ہیں اور رنگینی و شباب فراہم کرنے والے بدقماش ہوٹل اور اقامت گاہیں۔ بلکہ اب توئی وی، انٹرنیٹ، کیبل اور ڈش وغیرہ کی بدولت ہر گھر ہی شیطان کا گھر بن گیا ہے۔ إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

(المعجم ۵۷) - بَابُ: فِي سُورَةِ السَّيْرِ
وَالْتَّهْيِ عَنِ التَّعْرِيسِ فِي الطَّرِيقِ
(التحفة ۶۳)

باب: ۵۷- جلدی چلنے کا بیان اور گزر گاہ پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت

۲۵۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم شاداب علاقوں میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق دیا کرو (کہ وہ بھی کھا اور چر لیں) اور جب خشکی کے (دن یا علاقے ہوں) تو جلدی جلدی چلا کرو (تا کہ سوار یوں کو اذیت نہ ہو) اور جب تم رات کو آرام کے لیے کہیں پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ کیا کرو۔“

۲۵۶۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا سَهِيلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَقَّهَا، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَأَسْرِعُوا السَّيْرَ فَإِذَا أَرَدْتُمْ التَّعْرِيسَ فَتَنَكَّبُوا عَنِ الطَّرِيقِ».

۲۵۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير... الخ، ج: ۱۹۲۶ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① انسان جس طرح خود اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح اپنے زیر ملکیت حیوانات کو بھی یہ حق دینا لازمی ہے۔ ② نیز دوران سفر میں رات کو کہیں پڑاؤ کرنا پڑے تو ادب یہ ہے کہ راستے سے ہٹ کر اترنا چاہیے اس کی حکمت یہ بیان ہوئی ہے کہ راستے پر سانپ، بچھو اور بعض اوقات درندے بھی ہوتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ و سننہا، حدیث: ۳۲۹)

۲۵۷۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَكْرُوهٍ حَدِيثَ كَثَلِ بَيَانٍ كَرْتِهِ هِيَ۔ اس روایت
الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ فِي [حَقَّهَا] كَيْفَ يَزِيدُ أَضَافَةً هِيَ كَيْفَ (مَعْرُوفٍ)
نَحْوُ هَذَا قَالَ بَعْدَ قَوْلِهِ: «حَقَّهَا»: منازل (اور مسافت) سے تجاوز مت کیا کرو۔
أَوْ لَا تَعْدُوا الْمَنَازِلَ.

🌞 فائدہ: کیونکہ اس سے سوار یوں کو مشقت ہوتی ہے اور ہماری بھی اذیت محسوس کرتے ہیں۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي الدَّلْجَةِ باب:- رات کے پہلے پہر سفر کرنے کا بیان (التحفة ۶۴)

۲۵۷۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ
حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالدَّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطَوَّى بِاللَّيْلِ»۔
کیا کرو بلاشبہ رات کے وقت زمین لپیٹ لی جاتی ہے۔

🌞 فائدہ: اور تجربہ کی بات ہے کہ رات کو سفر خوب طے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں انتہائی گرم موسم میں مسافروں اور سوار یوں کو رات کے وقت قدرے آرام رہتا ہے۔ مگر خیال رہے کہ شام ہوتے وقت قدرے توقف کرنا چاہیے حتیٰ کہ خوب اندھیرا ہو جائے۔ احادیث شریفہ میں اس بات کی صراحت آئی ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم، الأشربة، حدیث: ۲۰۱۳)

(المعجم ۵۸) - بَابُ: رَبِّ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِاصْطِدْرِهَا (التحفة ۶۵) باب: ۵۸- سواری کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ آگے بیٹھے

۲۵۷۲- تخریج: [إسناده ضعيف] * الحسن البصري لم يثبت سماعه من جابر في هذا الحديث بسند صحيح.
۲۵۷۱- تخریج: [حسن] سندہ ضعیف، وللحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ۲۵۵۵ وغیره.

۲۵۷۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لیے جا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس کے پاس گدھا تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آئیے!) سوار ہو جائیے اور وہ خود پیچھے کو ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں تم اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حق دار ہو۔ سوائے اس کے کہ تم اپنا یہ حق مجھے دے دو۔“ اس نے کہا: بے شک میں اپنا یہ حق آپ کو دیتا ہوں سو آپ سوار ہو گئے۔

۲۵۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، بُرَيْدَةَ يَقُولُ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي جَاءَ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ارْكَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا، أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرٍ ذَابَتْكَ مِنِّي إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِي»، قَالَ: فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ فَرَكِبَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① کار۔ چپ اور دیگر سوار یوں میں فرنٹ سیٹ کا بھی یہی حکم ہے۔ ② نبی ﷺ ہر ہر موقع پر تعلیم و تربیت کو پیش نظر رکھتے اور یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

(المعجم ۵۹) - بَابُ: فِي الدَّابَّةِ تُعْرَقُ فِي الْحَرْبِ (التحفة ۶۶)

باب: ۵۹- جنگ میں جانوروں کی کوئی پڑیں تو جائز ہے

۲۵۷۳- عباد بن عبد اللہ بن زبیر اپنے رضاعی باپ سے روایت کرتے ہیں جو کہ بنی مرہ میں سے تھے اور غزوہ موثہ میں شریک ہوئے تھے۔ کہتے ہیں: قسم اللہ کی! میں گویا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے سرخ گھوڑے سے اتر پڑے اس کی کوئی کاٹ ڈالیں پھر کافروں سے لڑتے رہے حتیٰ کہ خود قتل ہو گئے۔

۲۵۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ - حَدَّثَنِي أَبِي الَّذِي أَرْضَعَنِي وَهُوَ أَحَدُ بَنِي مُرَّةَ بْنِ عَوْفٍ، وَكَانَ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ غَزَاةَ مُوْتَةَ

۲۵۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ما جاء أن الرجل أحق بصدر دابته، ح: ۲۷۷۳ من حديث علي بن حسين بن واقد به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۰۱، والحاكم على شرط مسلم: ۶۴/۲، ووافقه الذهبي.

۲۵۷۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن هشام في سيرته: ۲۰/۴ من حديث محمد بن إسحاق به * رجل من بني مرة بن عوف الذي سماه عباد بن عبد الله بن الزبير أباً له من الرضاعة، لم أعرفه بالتعديل فهو علة الخبر، ولو ثبت أنه صحابي فالسند حسن.

قَالَ: وَاللَّهِ! لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى جَعْفَرٍ حِينَ
اِفْتَحَمَ عَنْ فَرَسٍ لَهُ شَقْرَاءَ فَعَقَرَهَا، ثُمَّ
قَاتَلَ الْقَوْمَ حَتَّى قُتِلَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ
بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ.

فائدہ: جنگ میں اگر اندیشہ ہو کہ مجاہد مغلوب ہو جائے گا تو اپنی سواری یا دوسرے سامان کو تلف کر دے تو جائز ہے
تا کہ دشمن اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ: فِي السَّبَقِ
(التحفة ۶۷)

فائدہ: [السبق] ”ب“ کی جزم کے ساتھ مصدر ہے اور معنی ہیں آگے بڑھنا۔ اور اگر ”ب“ پر زبر پڑھی جائی تو
اس سے وہ مال اور انعام مراد ہوتا ہے جو کسی مقابلہ پر دیا جائے۔ درج ذیل روایت میں یہ کلمہ ”ب“ پر زبر کے ساتھ
پڑھا جاتا ہے۔

۲۵۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
عَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مقابلہ صرف تین چیزوں میں
ابنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: جائز ہے اونٹ دوڑ، گھوڑ دوڑ یا تیر اندازی۔“
لَا سَبَقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ أَوْ نَصْلٍ.

فائدہ: جہاد اور تعلیم و تربیت کے مختلف امور میں مقابلہ کرنا کرنا اسی پر قیاس ہے مگر ایسے تمام امور جن کا کوئی
حاصل نہ ہو ان میں مقابلہ بازی ناجائز اور باطل ہے۔ مثلاً کبوتر اڑانا یا مرغ اور شیر لڑانا وغیرہ۔

۲۵۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ کہ رسول اللہ ﷺ نے مُضَمَّر گھوڑوں میں مقابلہ کروایا

۲۵۷۶- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرهان والسبق، ح: ۱۷۰۰ من حديث
محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۳۸.

۲۵۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: هل يقال مسجد بني فلان؟ ح: ۴۲۰، ومسلم، الإمارة، باب
لمسابقة بين الخيل وتضميرها، ح: ۱۸۷۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۶۷/۲.

جہاد کے مسائل

ابن عمر: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أَضْمِرَتْ مِنَ الْحَفِيَاءِ، وَكَانَ أَمْدُهَا ثِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثِّيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا.

اور ان کے لیے حفیاء سے ثیۃ الوداع تک کا فاصلہ مقرر تھا، اور غیر مضمر گھوڑوں میں مقابلہ کروایا تو ان کے لیے ثیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک کا فاصلہ مقرر تھا، اور عبداللہ ان مقابلہ کرنے والوں میں شریک تھے اور کامیاب رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① گھوڑوں کو پالتے ہوئے پہلے انہیں کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا جاتا ہے پھر ان کی خوراک میں بتدریج کمی کی جاتی ہے اور کسی مکان میں بند رکھا جاتا ہے اور ان پر کپڑا بھی ڈالتے ہیں، اس سے ان کو پسینہ آتا ہے حتیٰ کہ ان کی زائد چربی وغیرہ ختم ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ بہت طاقت ور ہو جاتے ہیں اور ان کا سانس بہت کم پھولتا ہے۔ اس عمل کو اضمار اور ایسے گھوڑوں کو ”مضمر“ کہتے ہیں (پہلی میم پر پیش اور دوسری پر زبر کے ساتھ) ② حدیث شریف میں ہے کہ حفیاء سے ثیۃ الوداع کے درمیان پانچ چھ میل کا فاصلہ تھا۔ اور ثیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق کے درمیان ایک میل کا۔ (صحیح بخاری، الجہاد والسير، حدیث: ۲۸۶۸)



۲۵۷۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُضْمَرُ الْخَيْلَ، يُسَابِقُ بِهَا.

۲۵۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ گھوڑوں کو مضمر بنایا کرتے، جن میں مقابلے کرائے جاتے تھے۔

۲۵۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَبَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ، وَفَضَلَ الْقَرَّحَ فِي الْغَايَةِ.

۲۵۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا تو جو گھوڑے پانچویں سال میں داخل ہو چکے تھے ان کے لیے دوڑ کا فاصلہ زیادہ رکھا تھا۔

فوائد و مسائل: ① امت میں جہاد کی روح باقی رکھنے اور جہاد کی تیاری کے لیے ان تربیتی امور کا اہتمام انتہائی ضروری اور واجب ہے۔ ② [الْقَرَّحُ] یہ فارح کی جمع ہے اس سے مراد ایسا گھوڑا ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۲۵۷۶- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۸۷۰ من حديث عبدة الله بن عمر به، انظر الحديث السابق: ۲۵۷۵.

۲۵۷۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۸۴/۱۴ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۱۵۷/۲، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۷۳۷.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

(المعجم ۶۱) - بَابٌ: فِي السَّبَقِ عَلَى

الرَّجُلِ (التحفة ۶۸)

باب: ۶۱- پیدل دوڑ میں مقابلے کا بیان

۲۵۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الْأَنْطَاكِيُّ
نَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ
الْفَرَارِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ
أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، قَالَتْ: فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ
عَلَى رَجُلِي، فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ
نَسَبَنِي فَقَالَ: «هَذِهِ بِتِلْكَ السَّبَقَةِ».

۲۵۷۸- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھی میں نے
آپ کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا تو میں آپ ﷺ سے
آگے بڑھ گئی۔ پھر جب میں بھاری ہو گئی تو آپ مجھ
سے بڑھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا: ”(یہ اس (پہلی دوڑ)
کا بدلہ ہے۔“

فائدہ: اس واقعہ میں یہ بیان ہے کہ گھریلو زندگی میں نبی ﷺ کا انداز انتہائی ملائمت اور الفت بھرا ہوتا تھا نیز
پیدل دوڑ کا مقابلہ بھی کیا کرایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۶۲) - بَابٌ: فِي الْمُحَلِّلِ

(التحفة ۶۹)

باب: ۶۲- گھوڑ دوڑ میں محلل کا شریک ہونا

۲۵۷۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا
ثَعْيَبُ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ
حُسَيْنٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ:
حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ
حُسَيْنٍ الْمَعْنَى عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ
بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ

۲۵۷۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دو (مقابلہ کرنے والے)
گھوڑوں میں (اپنا) گھوڑا داخل کیا اور اس کے جیت
جانے کا یقین نہ ہو تو یہ جو انہیں ہے اور جس نے ان
میں اپنا گھوڑا داخل کیا جبکہ اسے یقین ہو کہ یہ جیت
جائے گا تو یہ جوا ہے۔“

۲۵۷۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب حسن معاشره النساء، ح: ۱۹۷۹ من حديث
شام بن عروة عن أبيه عن عائشة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۱۰.

۲۵۷۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب السبق والرهان، ح: ۲۸۷۶ من حديث سفیان
بن حسین به، وهو ضعيف عن الزهري.

يَعْنِي وَهُوَ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يُسَبَّقَ «فَلَيْسَ بِقِمَارٍ، وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَقَدْ أَمِنَ أَنْ يُسَبَّقَ فَهُوَ قِمَارٌ».

🌞 فائدہ: اس باب کی احادیث سمجھنے کے لیے چند امور معلوم ہونے چاہئیں۔ ① اگر امیر المجاہدین یا کوئی اور شخص دو شہسواروں میں دوڑ وغیرہ کا مقابلہ کرائے اور جیتنے والے کو انعام و اکرام دے تو جائز ہے۔ ② لیکن دو افراد (یا فریق) آپس میں یہ طے کر کے مقابلہ کریں کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اس قدر انعام دے گا تو یہ جوا ہے اور ناجائز ہے ③ اگر ان دو مقابلہ کرنے والوں میں کوئی تیسرا فریق داخل ہو جائے جس کے جیتنے یا ہارنے کا کوئی یقین نہ ہو بلکہ ان کے ہم پلہ ہونے کی بنا پر کوئی بھی نتیجہ نکل سکتا ہو کہ اس کے جیت جانے پر وہ دونوں اس کو انعام دیں اور ہار جانے پر اس پر کچھ بھی لازم نہ آتا ہو تو یہ صورت جائز ہے۔ چونکہ اس کا ان دو میں داخل ہو جانا ان کے انعام لینے دینے کو جائز بنا دیتا ہے اس وجہ سے اسے محلل کہا جاتا ہے۔ محلل یعنی (جوئے سے) حلال کرنے والا۔

۲۵۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ۲۵۸۰- حضرت زہری رحمہ اللہ نے بہ سند عباد بن عوام حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادٍ عَبَادٍ وَمَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَشُعَيْبٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ رَجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَهَذَا أَصَحُّ عِنْدَنَا.

(المعجم ۶۳) - بَابُ: فِي الْجَلْبِ عَلَى الْخَيْلِ فِي السَّبَاقِ (التحفة ۷۰)

۲۵۸۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: ۲۵۸۱- حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ کا بیان ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنَا عَبْسَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

۲۵۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۸۸/۱۴ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۲۵۸۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب الشغار، ح: ۳۳۳۷، والترمذي، ح: ۱۱۲۳ من حديث بشر بن المفضل به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۹۳۷ من حميد، وللحديث شواهد.

جہاد کے مسائل

- کتاب الجہاد -

نُرْبُنُ الْمُفْضَلِ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ جَمِيعًا،
نُ الْحَسَنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ
نَبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنْبَ». زَادَ
حَبِی فِي حَدِيثِهِ: «فِي الرَّهَانِ».

فائدہ: کتاب الزکوٰۃ میں بھی اس کا ذکر آیا ہے اس کے لیے دیکھیے: حدیث ۱۵۹۱۔ مگر یہاں مراد یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں کوئی شخص اپنے گھوڑے کے ساتھ کسی اور شخص کو بھی دوڑائے جو اس کے گھوڑے کو ڈانٹا جائے اور مقصد یہ ہو کہ اس کا گھوڑا آگے بڑھ کر جیت جائے اسے جَلَب کہتے ہیں۔ اور جَنْب یہ ہے کہ دوڑ میں اپنے گھوڑے کے پہلو پہلو ایک اور گھوڑا رکھے تاکہ جب دیکھے کہ پہلا گھوڑا تھک گیا ہے تو جلدی سے دوسرے تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ جیتنے کی کوشش کرے یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

۲۵۸۲- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا
بُذُّ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ:
جَلَبٌ وَالْجَنْبُ فِي الرَّهَانِ.

(المعجم ۶۴) - بَابُ: فِي السِّيفِ
يُحَلَّى (التحفة ۷۱)

۲۵۸۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ:
لَدُنَّا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ
سِ قَالَ: كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فَضَةً.

فائدہ: مجاہد کے لیے جائز ہے کہ اپنے اسلحہ کو اس طرح سے مزین کر لے۔

۲۵۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ الْحَسَنِ عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ

۲۵۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۱ / ۱۰ من حديث أبي داود به * سعيد بن أبي عروبة عن
۲۵۸۱- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الزينة، باب حلية السيف، ح: ۵۳۷۶، والترمذي، ح: ۱۶۹۱ من
ليث جرير بن حازم به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شاهد عند النسائي، ح: ۵۳۷۵، وسنده صحيح،
مسحه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۱۴۷، ح: ۱۹.

۲۵۸۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۴۳ / ۴ من حديث أبي داود به، ورواه

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كِي تَلَوَّارَ كِي قَبْضِي كِي تُوْطِي چاندی كِي تھی۔
قَتَادَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ:
كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِضَّةً.

قال قَتَادَةُ: وَمَا عَلِمْتُ أَحَدًا تَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ.

۲۵۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:
حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ
عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قال: كَانَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۵۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَقْوَى هَذِهِ الْأَحَادِيثُ حَدِيثُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، وَالْبَاقِيَةُ ضِعَافٌ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سب میں سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ کی روایت قوی ہے اور باقی ضعیف ہیں۔

(المعجم ۶۵) - بَابُ: فِي النَّبْلِ يُدْخَلُ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۷۲)

۲۵۸۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا كَانَ يَتَصَدَّقُ بِالنَّبْلِ فِي الْمَسْجِدِ أَنْ لَا يَمُرَّ بِهَا إِلَّا وَهُوَ آخِذٌ بِنُصُولِهَا.

۲۵۸۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا جو مسجد میں تیروں کی صدقہ تقسیم کرنے جا رہا تھا کہ وہ جب ان تیروں کو لے کر چلے تو ان کو پھلوں کی طرف سے پکڑے۔

۲۵۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مَوْسَىٰ الرَّاسِبِيُّ عَنْ مَرْوَىٰ عَنْ

النَّسَائِي، ح: ۵۳۷۷.

۲۵۸۵- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ۴/ ۱۴۳ من حديث يحيى بن كثير به.
۲۵۸۶- تخریج: أخرجه مسلم، البر والصلوة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق أو غيرهما من المواضع الجامعة للناس، أن يسلك بنصالتها، ح: ۱۲۲/ ۲۶۱۴ عن قتيبة به.
۲۵۸۷- تخریج: أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "من حمل علينا السلاح فليس منا"، ح: ۷۰۷۵،

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد یا بازار میں سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو چاہیے کہ انہیں ان کے پھلوں کی طرف سے پکڑ کر رکھے۔“ یا فرمایا: ”انہیں اپنی مٹھی سے پکڑے رہے“ یا فرمایا: انہیں اپنی مٹھی سے پکڑے رہے کہ کہیں کسی مسلمان کو نہ لگ جائیں۔“

نَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا، أَوْ فِي سَوْقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى سَالِحِهَا، أَوْ قَالَ: «فَلْيَقْبِضْ كَفَّهُ»، أَوْ قَالَ: «فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ تُصِيبَ أَحَدًا مِنْ مُسْلِمِينَ».

فوائد و مسائل: ① صدقہ صرف مال کا نہیں ہوتا بلکہ ہر مفید چیز صدقہ کی جاسکتی ہے تیر یا جہاد میں کام آنے والا اسلحہ بھی بطور صدقہ تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ② تیز دھاردار اور دیگر اسلحہ جات کی نقل و حمل میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ غفلت اور غلطی سے کسی مسلمان کو لگ جائے۔

باب: ۶۶- ننگی تلوار لینا دینا منع ہے

(المعجم ۶۶) - بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ يُتَعَاطَى السِّيفُ مَسْلُولًا (التحفة ۷۳)

۲۵۸۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بیشک نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ تلوار کو اس کیفیت میں لیا دیا جائے کہ وہ ننگی ہو (میان میں نہ ہو)۔

۲۵۸۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: نَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ نَبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُتَعَاطَى السِّيفُ مَسْلُولًا.

فائدہ: کیونکہ اس طرح اندیشہ رہتا ہے کہ کسی کو لگ سکتی ہے یا چبھ سکتی ہے اس لیے احتیاط ضروری ہے۔

باب: ۶۷- چمڑے کے ٹکڑے کو دو انگلیوں میں رکھ کر کاٹنا منع ہے

(المعجم ۶۷) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ (التحفة ۷۴)

۲۵۸۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۲۵۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

، ومسلم، البر والصلوة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق . . . ، الخ، ح: ۲۶۱۵ عن أبي كريب محمد بن ملاء به .

۲۵۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في النهي عن تعاطي السيف مسلولا، ۲۱۶۳: من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۴/ ۲۹۰، رافقه الذهبي، وللحديث شواهد ضعيفة * أبو الزبير عن . . .

۲۵۸۴- تخریج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۷/ ۲۲۴، ح: ۶۹۳۵ من حديث قريش بن أنس به، وصنيع ۴۱

قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنْ بَشِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ جَاهِدٌ. عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ جَاهِدٌ. عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ جَاهِدٌ. عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ جَاهِدٌ.

فائدہ: اس طرح اندیشہ رہتا ہے کہ چڑا کتنے کے بعد کہیں ہاتھ نہ زخمی ہو جائے، لہذا چاہیے کہ کسی لکڑی یا پتھر وغیرہ پر رکھ کر احتیاط سے کاٹا جائے۔

باب: ۶۸- کئی زرہیں پہننے کا بیان

(المعجم ۶۸) - بَابُ: فِي لِبْسِ

الدَّرْعِ (التحفة ۷۵)

۲۵۹۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَسِبْتُ أَنِّي سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ خُصَيْفَةَ يَذْكُرُ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَجُلٍ قَدْ سَمَاهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ظَاهَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بَيْنَ دِرْعَيْنِ أَوْ لِبْسَ دِرْعَيْنِ.

۲۵۹۰- جناب سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے روایت کی اور اس کا نام بھی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن اوپر تلے دوزرہیں پہنی ہوئی تھی۔

فائدہ: زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے مگر حفاظت کی غرض سے ہتھیار لینا اور زرہ وغیرہ پہننا شروع ہے اور یہ تو کھل کے خلاف نہیں ہے۔

باب: ۶۹- (جہاد میں) پرچم اور جھنڈیوں کا بیان

(المعجم ۶۹) - بَابُ: فِي الرَّايَاتِ

وَالْأَلْوِيَةِ (التحفة ۷۶)

۲۵۹۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ: أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ

۲۵۹۱- حضرت محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے علم کے متعلق پوچھ کر آئے۔

الحافظ في التهذيب يدل على أن سماع محمد بن بشار وابن المديني من قريش بن أنس قبل اختلاطه، وباقي السند صحيح، الحسن عن سمره كتاب، لا يضره تدليس الحسن، والرواية عن الكتاب صحيحة ما لم يشك الجرح فيه.

۲۵۹۰- تخریج: [صحیح] وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ۳۷۳۸، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصحة الحاكم على شرط مسلم: ۲۵/۳، ووافقه الذهبي.

۲۵۹۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرايات، ح: ۱۶۸۰ من حديث يحيى ابن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: "حسن غريب".

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

مُبَيِّدٌ مَوْلَى مُحَمَّدٍ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: بَعَثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ سَأَلْتُهُ عَنْ رَأْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا كَانَتْ؟ قَالَ: كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرْبَعَةٍ مِنْ نَمْرَةٍ.

کہ وہ کیسا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ کالے لکیر داراؤنی کپڑے کا اور چوکور تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① [اللِّوَاءُ] پرچم اعظم کو اور [الرَّايَةُ] اس کے ذیلی جھنڈوں کو کہتے ہیں۔ اور نبی ﷺ کے لیے محشر میں [لِوَاءُ الْحَمْدِ] ہوگا۔ ② شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ روایت صحیح ہے البتہ [مُرْبَعَةٌ] ”چوکور“ کا لفظ صحیح نہیں ہے۔

۲۵۹۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ لَمْرُوزِي وَهُوَ ابْنُ رَاهُوِيَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارِ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ لِيَوَاهُ يَوْمَ دَخَلَ مَكَّةَ أَبْيَضٌ.

۲۵۹۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے متعلق بتایا کہ جس دن آپ مکہ میں داخل ہوئے اس دن آپ کا جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔

۲۵۹۳- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا سَلْمٌ بْنُ قُتَيْبَةَ الشَّعِيرِيِّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَمَاكِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، عَنْ آخَرٍ مِنْهُمْ قَالَ: رَأَيْتُ رَأْيَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَفْرَاءَ.

۲۵۹۳- حضرت سماک بن حرب اپنی قوم کے ایک آدمی سے اور وہ ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کا علم دیکھا جو زرد رنگ کا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جہاد میں جھنڈے کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔ ② قرون اولیٰ میں جھنڈوں کا کوئی رنگ اور سائز مخصوص نہ ہوتا تھا۔ اور یہ زرد رنگ والی روایت ضعیف ہے۔ ③ جنگ میں اور دیگر اہم مواقع پر جھنڈے کو بلند اور نمایاں رکھنا بلاشبہ مطلوب ہے مگر یہ سب ایک نظم کے لیے ہوتا ہے اسے تقدس و احترام کا ایسا مفہوم دینا جو آج کل عام کر دیا گیا ہے غیر شرعی ہے بلکہ شرک کی حدود کو چھوڑتا ہے۔

۲۵۹۲- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الألوية، ح: ۱۶۷۹، والنسائي، ح: ۲۸۶۹، ابن ماجه، ح: ۲۸۱۷ من حديث يحيى بن آدم به، وقال الترمذي: "غريب"، وله شاهد حسن عند ابن ماجه، ح: ۲۸۱۸.

۲۵۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۶۳/۶ من حديث أبي داود، وأبو الشیخ 'في أخلاق النبي ﷺ'، ص: ۱۴۵ من حديث سلم بن قتيبة به * رجل من قومه مجهول.

جہاد کے مسائل

باب: ۷۰- معمولی گھوڑوں اور بے کس لوگوں کے حوالے سے مدد کی دعا کرنا

(المعجم ۷۰) - بَابُ: فِي الْإِنْصَارِ بِرُذُلِ الْخَيْلِ وَالضَّعْفَةِ (التحفة ۷۷)

۲۵۹۳- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ”میرے لیے ضعفاء اور کمزور لوگوں کو تلاش کرو تم لوگ اپنے کمزور لوگوں ہی کے ذریعے سے رزق دیے جاتے اور مدد کیے جاتے ہو۔“

۲۵۹۴- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَائِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْطَاةَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِبْغُونِي الضَّعَفَاءَ فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضَعْفَائِكُمْ».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راوی حدیث زید بن ارطاة عدی بن ارطاة کے بھائی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ أَخُو عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ.



☀ فائدہ: ضعیف و بے کس اور نادار افراد اور دیگر مخلوق کی عبادت اور دعا میں اخلاص ہوتا ہے۔ وہ ریاکاری سے بالعموم بری ہوتے ہیں تو ان کی عبادت دعا اور بے کسی کی برکت سے اللہ عز وجل دوسروں پر بھی رحم فرما دیتا ہے۔

باب: ۷۱- آدمی کسی شعار (کوڑ) کے ساتھ پکارے

(المعجم ۷۱) - بَابُ: فِي الرَّجْلِ يَنَادِي بِالشَّعَارِ (التحفة ۷۸)

۲۵۹۵- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک جنگ میں) مہاجرین کا شعار ”عبداللہ“ اور انصار کا ”عبدالرحمن“ تھا۔

۲۵۹۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِينَ عَبْدُ اللَّهِ، وَشِعَارُ الْأَنْصَارِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ.

۲۵۹۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ما جاء في الاستفتاح بصعاليك المسلمين، ح: ۱۷۰۲ من حديث عبد الرحمن بن يزيد بن جابر به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي: ۳۱۸۱، وصححه ابن حبان: ۱۶۲۰، والحاكم: ۱۴۵/۲.

۲۵۹۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۶۱/۶ من حديث أبي داود به * حجاج بن أرطاة وقتادة مدلسان وعنعنا.

جہاد کے مسائل

۱۰ - کتاب الجہاد

🌞 فائدہ: اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا ذاتی تعارف نہ ہونے کی صورت میں اپنے افراد کو پہچاننے میں غلطی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی جاسوس وغیرہ در آئے تو اس کو پکڑنا بھی آسان رہتا ہے۔

۲۵۹۶ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ] زَمَنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ شِعَارُنَا: أَمِيتٌ أَمِيتٌ.

۲۵۹۶ - حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں جہاد کیا تو ہمارا شعار تھا [أَمِيتٌ أَمِيتٌ] (معنی ہے مار دے مار دے اور اس میں کفار کی ہزیمت اور مسلمانوں کی فتح کا تقاضا تھا۔)

۲۵۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنْ بُيِّتُمْ فَلْيَكُنْ شِعَارُكُمْ حَمَ لَا يُنْصَرُونَ».

۲۵۹۷ - حضرت مہلب بن ابی صفرہ کا کہنا ہے کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبی ﷺ سے سنا تھا آپ نے فرمایا: ”اگر تم پر رات کو حملہ ہو جائے تو تمہارا شعار [حَمَ لَا يُنْصَرُونَ] ہونا چاہیے۔“

(المعجم ۷۲) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَافَرَ (التحفة ۷۹)

باب: ۷۲ - آدمی سفر کے وقت کون سی دعا پڑھے؟

۲۵۹۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ قَالَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ الْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ

۲۵۹۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اللَّهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ

۲۵۹۶ - تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب الغارة واليات وقتل النساء والصبيان، ح: ۲۸۴۰ من حديث عكرمة بن عمار به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱۰۷/۲، ووافقه الذهبي.

۲۵۹۷ - تخريج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الشعار، ح: ۱۶۸۲ من حديث سفيان الثوري به، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ومسلم: ۱۰۷/۲، ووافقه الذهبي * [أبو إسحاق صرح بالسماع عند عبد الرزاق: ۵/۲۳۳، ح: ۹۴۶۷.

۲۵۹۸ - تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۳۳/۲ عن يحيى القطان به، ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۵۰۰، وله شاهد عند مسلم، ح: ۱۳۴۲ وغيره.

وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَاتِبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوءِ الْمُنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ ، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَغْثِ السَّفَرِ وَكَاتِبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوءِ الْمُنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ ، اللَّهُمَّ! اطْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ .

(ہے) اے اللہ! سفر کی مشقت اور شدت سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے کہ غم و اندوہ کے ساتھ واپس لوٹوں اور اپنے اہل اور مال میں کوئی برا منظر دیکھوں، اے اللہ! ہمارے لیے زمین کو پلیٹ دے اور سفر کو ہمارے لیے آسان فرما دے۔“

☀ فائدہ: سفر مختلف مقاصد کے لیے ہوتا ہے مگر سب سے اہم اور مبارک سفر جہاد کا ہے۔



۲۵۹۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ عَلَّمَهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ : «سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ . اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى ، وَ مِنْ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى ، اللَّهُمَّ! هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا ، اللَّهُمَّ! اطْوِلْنَا الْبُعْدَ ، اللَّهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ» . وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَرَادَ فِيهِنَّ :

۲۵۹۹- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم، الحیح، باب استحباب الذكر إذا ركب دابته متوجهاً لسفر حج أو غيره . . . الخ، ح ۱۳۴۲ من حدیث ابن جریر به، دون قوله: "وكان النبي ﷺ وجيوشه إذا علوا النيايا . . . الخ" .

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں اور ایسے عمل کی توفیق چاہتا ہوں جو تیرا پسندیدہ ہو اے اللہ! ہمارے لیے ہمارا یہ سفر آسان فرما دے اور مسافت کو ہمارے لیے پیٹ دے اے اللہ! سفر میں تو ہی رفیق اور اہل اور مال میں خلیفہ ہے۔“ اور جب واپس تشریف لاتے تو یہی کلمات پڑھتے اور ان میں یہ اضافہ کرتے: [اَيُّوْنَ تَايُّوْنَ غَايِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ] ”ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد کرنے والے ہیں۔“ نبی ﷺ اور آپ کے لشکر کی جب کسی گھاٹی پر چڑھتے تو [اللَّهُ أَكْبَرُ] اور اگر کسی پستی میں اترتے تو [سُبْحَانَ اللَّهِ] کہتے اور نماز بھی اسی قاعدے پر ہے (کہ اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہی جاتی ہے۔)

اَيُّوْنَ تَايُّوْنَ غَايِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ .
رَكَانَ النَّبِيِّ ﷺ وَجِيُوشُهُ إِذَا عَلَوْا الشَّائِيَا
فَبَرُّوْا، وَإِذَا هَبَطُوا سَبَّحُوا، فَوُضِعَتْ
لِلصَّلَاةِ عَلَى ذَلِكَ .

فوائد و مسائل: ① توحید یہی ہے کہ انسان کسی بھی موقع پر اپنے رب تعالیٰ کو بھولنے نہ پائے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اسی میں ہے کہ ہر عمل میں آپ ﷺ کی اقتدا کی جائے۔ ⑤ حدیث کا جملہ: [فَوُضِعَتْ الصَّلَاةُ عَلَى ذَلِكَ] ”اور نماز بھی اسی قاعدے پر ہے۔“ ضعیف ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

باب: ۷۳ - باب: فی الدعاء عند

باب: ۷۳ - باب: فی الدعاء عند

(المعجم ۷۳) - باب: فی الدعاء عند

(المعجم ۷۳) - باب: فی الدعاء عند

۲۶۰۰- حضرت قزوعہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: ادھر آؤ! میں تمہیں الوداع کہوں جیسے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے الوداع کہا تھا: [أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ] ”میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو اللہ

۲۶۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ،
عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ قَزْعَةَ قَالَ:
قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: هَلَمْ أُودِّعْكَ كَمَا
وَدَّعَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، «أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ

۲۶۰۰- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۳۸/۲ من حديث عبد العزيز بن عمر به، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۳۴۴۳، وابن حبان، ح: ۲۳۷۶، وغيرهما.

دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ». تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔“

۲۶۰۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حضرت عبداللہ عظمیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو الوداع کہنا چاہتے تو یوں فرماتے: «أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُمْ» ”میں تمہارا دین، تمہاری امانتیں اور تمہارے اعمال کا اختتام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔“

۲۶۰۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلِيِّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْخَطْمِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ: «أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قابل توجہ مسئلہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسان کے لیے سب سے قیمتی سرمایہ اس کے دین کو قرار دیا ہے اور اسی طرح اُن اعمال کو بھی (بالخصوص اختتامی اعمال کو) جن کے ساتھ وہ اپنے اللہ سے ملنے والا ہے۔ ② حدیث میں ہے: [إِنَّ اللَّهَ إِذَا اسْتَوْدِعَ شَيْئًا حَفِظَهُ] (الصحيحه، حدیث: ۲۵۴۷) ”جب کسی چیز کو اللہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔“



(المعجم ۷۴) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَكِبَ (التحفة ۸۱)

باب: ۷۴- آدمی سوار ہو کر کون سی دعا پڑھے؟

۲۶۰۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَاتِيَّ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ” ”پاک ہے و

۲۶۰۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَاتِيَّ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ”

۲۶۰۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۵۰۷ من حديث حماد بن سلمة به وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ۷۱۶ (بتحقيقي).

۲۶۰۲- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء ما يقول إذا ركب دابة، ح: ۳۴۴۶ من حديث أبي الأحوص به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، والحاكم على شريه مسلم: ۹۸/۲، ۹۹، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ۲۵۲/۵.

۱- کتاب الجہاد

- جہاد کے مسائل

ذات جس نے اس کو ہمارے تابع کیا اور ہم از خود اس کو اپنا تابع نہ بنا سکتے تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔“ پھر کہا: [الْحَمْدُ لِلّٰہِ] تین بار۔ پھر کہا: [اللّٰہُ اَکْبَرُ] تین بار۔ پھر کہا: [سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ] اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ] ”اے اللہ! تو پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو مجھے معاف فرما دے بلاشبہ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو گناہوں کو بخش سکے۔“ پھر آپ ہنسے۔ آپ سے کہا گیا: امیر المؤمنین! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے اور آپ ہنسے (بھی) تھے تو میں نے آپ سے دریافت کیا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ تیرے رب کو اپنے بندے پر تعجب آتا ہے جب وہ کہتا ہے: (الہی!) میرے گناہ بخش دے بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا۔“

فائدہ: اسلام انسان کا مزاج ایسا بنا دیتا چاہتا ہے کہ زندگی کا کوئی لمحہ بھی ایسا نہ گزرے جس میں وہ اپنے خالق و مالک سے غافل ہو۔ چاہیے کہ ہر حال میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے اور اسی طرح جو رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھایا ہے اسے بقدر امکان اختیار کیا جائے۔

(المعجم ۷۵) - باب مَا یَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا نَزَلَ الْمَنْزِلَ (التحفة ۸۲)

۲۶۰۳- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ: ۲۶۰۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۶۰۴- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۵۶۳ من حديث بقیة. وأحمد: ۱۳۲/۲ من بیہ صفوان بہ، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۷۲، والحاكم: ۱۰۱/۲، ووافقه الذهبي * الزبير بن الوليد حسن الحديث على الراجح.

جہاد کے مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے اور رات آجاتی رکھتے: [يَا أَرْضُ! رَبِّي وَ رَبُّكَ اللَّهُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَ شَرِّ مَا فِيكَ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِيكَ وَ مِنْ شَرِّمَا يَدُبُّ عَلَيْكَ وَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدٍ وَ أَسْوَدٍ وَ مِنَ الْحَيَّةِ وَ الْعَقْرَبِ وَ مِنْ سَاكِنِي الْبَلَدِ وَ مِنَ الْوَالِدِ وَ مَا وَلَدَ] ”اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور اس شر سے جو تیرے اندر ہے اور جو تیرے اندر پیدا کیا گیا ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو تجھ پر چلتی پھرتی ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے، کالے ناگ سے اور سانپ اور بچھو سے اور اس علاقے کے رہنے والوں کے شر سے اور جس کو وہ جنے اس کے شر سے۔“

☀ فائدہ: ”اس علاقے کے رہنے والوں“ سے مراد جن ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ”جننے والے“ سے مراد شیطان اور اس کی اولاد ہے۔ مگر الفاظ اپنے عموم سے ہر جننے والے اور جنے گئے کو شامل ہیں۔

(المعجم ۷۶) - **بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ السَّيْرِ**
باب: ۷۶- شروع رات میں سفر کی ممانعت
فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ (التحفة ۸۳)

۲۶۰۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج غروب ہوتے ہی اپنے چوپایوں کو مت چھوڑو، حتیٰ کہ رات کا اندھیرا خوب چھا جائے بلاشبہ جس وقت سورج غروب ہوتا ہے شیاطین فساد کرتے ہیں حتیٰ کہ رات کا اندھیرا چھا جائے۔“

۲۶۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُرْسِلُوا فَوَاشِيَكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحَمَةُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَعِيْتُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ

۲۶۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، الأثرية، باب استحباب تخمير الإناث وهو تغليته، ح: ۲۰۱۳ من حديث زهير بن معاوية أبي خيثمة به.

حُمَةُ الْعِشَاءِ» .

قال أَبُو دَاوُدَ: الْفَوَاشِي مَا يَفْشُو مِنْ
إِمَامِ ابْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فرماتے ہیں کہ [الْفَوَاشِي] سے
مراد ہر قسم کی گھومنے پھرنے والی چیزیں ہیں۔

فائدہ: مستحب ہے کہ مغرب کے وقت سفر قدرے موقوف کر لیا جائے اور پھر اندھیرا چھانے پر باقی سفر کیا جائے۔

(المعجم ۷۷) - بَابُ: فِي أَيِّ يَوْمٍ
يُسْتَحَبُّ السَّفَرُ (التحفة ۸۴)

۲۶۰۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ
زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
لُغَبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:
لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ فِي سَفَرٍ
لَا يَوْمَ الْخَمِيسِ.

۲۶۰۵- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
انہوں نے کہا: بہت کم ایسے ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ
جمعرات کے علاوہ کسی اور دن سفر کے لیے نکلتے۔

فائدہ: دن سب اللہ ہی کے ہیں مگر جمعرات کو اہمیت حاصل ہے کہ اس روز اللہ کے حضور اعمال پیش ہوتے
ہیں۔ (دیکھیے حدیث: ۲۵۷۱)

(المعجم ۷۸) - بَابُ: فِي الْإِتِّكَارِ فِي
السَّفَرِ (التحفة ۸۵)

۲۶۰۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ:
حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ حَدِيدٍ عَنْ صَخْرِ
الْمَالِدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ

۲۶۰۶- حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے لیے
ان کی صبحوں میں برکت ڈال دے۔“ چنانچہ آپ ﷺ
کو کوئی مہم یا لشکر روانہ کرنا ہوتا تو انہیں دن کے پہلے پھر

۲۶۰۷- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من أراد غزوة فوري بغيرها... الخ، ح: ۲۹۴۸ من
حديث ابن المبارك به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۳۸۰ باختلاف يسير.

۲۶۰۸- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في التكبير بالتجارة، ح: ۱۲۱۲، وابن ماجه،
ح: ۲۲۳۳ من حديث هشيم به، وقال الترمذي: "حسن" وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۳۸۲، وللحديث
شواهد كثيرة.

روانہ فرماتے۔ اور حضرت صحیحہ رضی اللہ عنہا ایک تاجر صحابی تھے کہ وہ اپنے کارندوں کو دن کے پہلے پہر روانہ کیا کرتے تھے چنانچہ وہ مال دار ہو گئے تھے اور ان کا مال خوب بڑھ گیا تھا۔

قال أبو داود: وهو صخر بن وداعة.

(المعجم ۷۹) - باب: في الرجل يسافر وحده (التحفة ۸۶)

۲۶۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ».

۲۶۰۷- حضرت عمرو بن شعيب اپنے والد (شعيب) سے اور وہ (شعيب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اکیلہ سوار ایک شیطان ہے اور سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① انسان کا اکیلے سفر کرنا بعض اوقات انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ بالفرض کوئی حادثہ پیش آجائے تو اسے سنبھالنے والا کوئی نہ ہوگا اور نہ کوئی خبر ہی ملے گی۔ اس طرح دو افراد کا معاملہ بھی بہت کمزور ہے البتہ تین ہوں تو سب کو مکمل سہولت ہوگی۔ باجماعت نماز پڑھیں گے ایک دوسرے کے انیس اور معاون ہوں گے۔ ② موجودہ حالات میں بسوں، گاڑیوں اور جہازوں میں اگرچہ ایک کثیر تعداد بطور قافلہ کے سفر کرتی ہے اور مذکورہ نبی سے انسان خارج ہو جاتا ہے مگر انسان کے اپنے محبت اور انیس رفیق سفر ہوں تو بہت ہی افضل ہے کیونکہ عام ہمارا ہی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بالخصوص اب جبکہ شرفساد بہت بڑھ گیا ہے اور دین و امانت میں کمی آتی جا رہی ہے۔ ③ یہ حدیث تہا سفر کرنے کی قباحیت پر صریح دلالت کرتی ہے۔ اس لیے بعض اہل علم نے اس حدیث سے یہ استنباط کیا ہے کہ صوفی قسم کے لوگ تنہا ”تہذیب نفس“ اور مزعومہ ”چلہ کشی“ کے نام پر صحراؤں اور بے آباد علاقوں کے جو سفر اختیار کرتے ہیں وہ بھی صریحاً غلط اور مردود ہیں۔ ایسے ہی وہ چلہ کشی جو آج کل ”بزرگ“ اور ”ولی اللہ“ بننے کے

۲۶۰۷- تخریج: [مسندہ حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن يسافر الرجل وحده ح: ۱۶۷۴ من حديث مالك به، وقال: "حسن"، وهو في الموطأ (بهي): ۹۷۸/۲، وصححه الحاكم: ۱۰۲/۲ ووافقه الذهبي، وحسنه البغوي في شرح السنة، ح: ۲۶۷۵.

کتاب الجہاد - جہاد کے مسائل

چکر میں کی جاتی ہے یہ بھی قرآن وحدیث کے منافی ہے۔ اس لیے ایسے تمام امور سے احتراز اور اجتناب ضروری ہے کیونکہ یہ چیزیں بدعت ہیں۔ بدعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ جس نے بھی دین اسلام میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (صحیح البخاری، الصلح، حدیث: ۲۶۹۷)

(المعجم ۸۰) - بَابُ: فِي الْقَوْمِ
سَافِرُونَ يُؤْمَرُونَ أَحَدَهُمْ (التحفة ۸۷)
باب: ۸۰- جب ایک جماعت سفر کر رہی ہو، تو اپنے میں سے ایک آدمی کو اپنا امیر بنالیں

۲۶۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ بْنُ
يُ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي
لَمَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ
ﷺ قَالَ: «إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ
يُؤْمَرُوا أَحَدَهُمْ».

۲۶۰۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
عَجَلَانَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي
يُزَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ
ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤْمَرُوا أَحَدَهُمْ»، قَالَ
يُ: فَقُلْنَا لِأَبِي سَلَمَةَ: فَأَنْتَ أَمِيرُنَا.

فوائد ومسائل: ① اس نظم سے امور سفر مرتب اور آسان ہو جاتے ہیں اور سب کو سہولت رہتی ہے۔ نفسی نفسی کا
حالت نہیں ہوتا نیز جب اس معمولی اجتماع میں امیر مقرر کرنے کی تاکید ہے تو امارت عظمیٰ کی اہمیت اور بھی زیادہ
ہوئی۔ ② قوم کو کسی بھی وقت امیر اور امارت کے بغیر نہیں رہنا چاہیے۔

۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو عوانة: ۱۱۷/۵ من حديث علي بن بحر به * محمد بن عجلان مدلس

۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو عوانة: ۱۱۷/۵ من حديث علي بن بحر به، وانظر الحديث السابق لعلته.



(المعجم ۸۱) - بَابُ: فِي الْمُضْحَفِ
يُسَافِرُ بِهِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ۸۸)

باب: ۸۱- دشمن کے علاقے میں قرآن مجید
لے جانا

۲۶۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ
يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ، قَالَ
مَالِكٌ: أَرَاهُ مَخَافَةً أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.
۲۶۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ انساں قرآن مجید لے کر دشمن کے علاقے میں جائے۔ اما مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے اس نبی کی حکمت یہ ہے کہ کہیں یہ دشمن (کافر) کے ہاتھ نہ لگ جائے (او وہ اس کی ہتک کرے۔)

🌞 فائدہ: جہاں بھی یہ اندیشہ ہو کہ قرآن کریم کی ہتک کی جائے گی اسے وہاں نہ لے جایا جائے۔ لیکن اگر کافر قرآن مجید سمجھنا چاہتا ہو اور اسے اسلام کی دعوت دینا مقصود ہو تو اس غرض سے اس کو دینا جائز ہے۔ جیسے کہ ہر قل کے نام خط لکھا گیا اور اس میں قرآن مجید کی آیت (آل عمران: ۶۳) لکھی گئی تھی۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي مَا يُسْتَحَبُّ
مِنَ الْجَبُوشِ وَالرِّفْقَاءِ وَالسَّرَايَا
(التحفة ۸۹)

باب: لشکروں، رفقاء اور سرایا میں مستحب
تعداد کا بیان

۲۶۱۱- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَبُو
خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي
قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ
۲۶۱۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: خیر صحابہ: بہترین رفقاء وہ ہیں جو چار کی تعداد میں ہوں اور بہترین دستہ وہ ہے جس میں چار سو شہسوار ہوں اور بہترین لشکر وہ ہے جو چار ہزار کی تعداد میں ہو اور باہر ہزار قلت کی بنا پر ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے۔“

۲۶۱۰- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب كراهية السفر بالمصاحف إلى أرض العدو، ح: ۹۹۰ عن القعنبي، ومسلم، الإمارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار . . . الخ، ح: ۱۸۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۴۶/۲.

۲۶۱۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في السرايا، ح: ۱۵۵۵ من حديث وهب بن جرير به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۳۸، وابن حبان، ح: ۶۶۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۴۴۳/۱، ۱۰۱/۲، ووافقه الذهبي * الزهري مدلس وعنعن.

جہاد کے مسائل

۱- کتاب الجہاد

السَّارِيَا أَرْعُمَائَةً، وَخَيْرُ الْجَبُوشِ أَرْبَعَةُ
الْآفِ، وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قَلَّةٍ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ روایت
مرسل ہے۔

فائدہ: تعداد جس قدر زیادہ ہوگی برکت اور فائدہ زیادہ ہوگا۔ مسلمانوں کی بارہ ہزار کی تعداد اگر کہیں شکست
کھائے گی تو اس کا سبب قلت تعداد نہیں بلکہ کوئی اور سبب ہوگا۔ مثلاً عدم تقویٰ، تکبر، غرور اور بزدلی وغیرہ۔ تاہم یہ
روایت مرسل ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے۔

(المعجم ۸۲) - بَابُ: فِي دُعَاءِ
الْمُشْرِكِينَ (التحفة ۹۰)

باب: ۸۲- (قتال کے موقع پر) کفار کو اسلام کی
دعوت دینا

۲۶۱۲- حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے
بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (کسی شخص کو)
کسی دستے یا کسی بڑے لشکر کا امیر بنا کر روانہ کرتے تو
اسے خود اپنی ذات میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اپنی
معیت میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے
کی وصیت کرتے اور فرماتے: ”جب تم اپنے مشرک
دشمن کے مقابلے پر آؤ تو انہیں تین باتوں کی دعوت دو وہ
جسے بھی اختیار کرنا چاہیں کر لیں اور پھر جو وہ اختیار کر لیں
اسے قبول کر لینا اور اپنے ہاتھ کو ان سے روک لینا۔
(سب سے پہلے) انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ اسے
قبول کر لیں تو تم بھی ان سے قبول کر لو اور ان سے اپنے
ہاتھ روک لو۔ پھر انہیں دعوت دو کہ وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر
دارالمہاجرین میں منتقل ہو جائیں اور انہیں بتاؤ کہ اگر
انہوں نے یہ امر قبول کر لیا تو ان کو وہی حقوق حاصل

۲۶۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الْبَنْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ
لُقْمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرْنَدَةَ،
عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ
بِإِمرَأَةٍ عَلَى سَرِيَّةٍ أَوْ جَيْشٍ أَوْ ضَاةٍ يَتَقَوَّى
فِي خَاصَّةٍ نَفْسِهِ وَيَمْنُ مَعَهُ مِنْ
السُّلَمِيِّينَ خَيْرًا وَقَالَ: «إِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ
فَالْمُشْرِكِينَ فَأَدْعُهُمْ إِلَى اخْدَى ثَلَاثَ
مَضَالٍ أَوْ خِلَالٍ، فَأَيْتَهَا أَجَابُوكَ إِلَيْهَا
فَقَبِلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ أَدْعُهُمْ إِلَى
سَلَامٍ، فَإِنْ أَجَابُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ
عَنْهُمْ - ثُمَّ أَدْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ
إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَعْلَمْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ
فَعَلُوا ذَلِكَ أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَأَنَّ

۲۶۱۲- تخریج: أخرجه مسلم، الجہاد والسمیر، باب تأمیر الإمام الأمراء علی البعث . . . الخ، ح: ۱۷۳۱ من
صحيح وکيع به.



ہوں گے جو مہاجرین کو حاصل ہیں اور ان پر وہ سب کچھ واجب ہوگا جو ان مہاجرین پر واجب ہے، اگر وہ غنقل ہوتا قبول نہ کریں اور اپنے علاقوں ہی میں رہنا چاہیں تو انہیں بتانا کہ وہ بدوی مسلمانوں کی طرح ہوں گے، ان پر اللہ کا حکم اسی طرح نافذ ہوگا جیسے کہ دیگر مومنین پر نافذ ہوتا ہے (مالی) ثے اور غنیمت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا، سوائے اس کے کہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں۔ (۲) پس اگر وہ لوگ اسلام قبول کرنے سے انکاری ہوں تو انہیں کہنا کہ جزیہ دینا قبول کریں اگر وہ اس پر راضی ہو جائیں تو اسے قبول کر لینا اور اپنا ہاتھ ان سے روک لینا۔ (۳) اگر وہ جزیہ دینے پر راضی نہ ہوں تو اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے ان سے قتال کرنا۔ اور جب تم کسی قلعے والوں کا محاصرہ کر لو اور پھر وہ تم سے یہ چاہیں کہ ان کو ہتھیار ڈالنے دو اس شرط پر کہ ان پر اللہ کا حکم نافذ ہو تو یہ بات قبول نہ کرنا کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ کیا ہے، لیکن انہیں اپنی شرطوں اور فیصلے کے مطابق ہتھیار ڈالنے کی اجازت دو اور پھر جو چاہو ان کے متعلق فیصلہ کرو۔“

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ علقمہ نے کہا: میں نے یہ حدیث مقاتل بن حیان سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: مجھے مسلم نے بیان کیا۔

ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس (مسلم) سے مراد مسلم بن ہشیم ہے۔ اس نے نعمان بن مقرن رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا جیسے کہ سلیمان بن بریدہ نے بیان کیا ہے۔

عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا
وَاخْتَارُوا دَارَهُمْ فَأَعْلَمَهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ
كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يُجْرَى عَلَيْهِمْ حُكْمُ
اللَّهِ الَّذِي يُجْرَى عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَكُونُ
لَهُمْ فِي الْفَقِيءِ وَالْغَنِيمَةِ نَصِيبٌ إِلَّا أَنْ
يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ - فَإِنْ هُمْ أَبَوْا
فَادْعُهُمْ إِلَى إِعْطَاءِ الْجِزْيَةِ فَإِنْ أَجَابُوا
فَأَقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِزْ
بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ. وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ
فَارَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ فَلَا
تُنْزِلُهُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ مَا يَحْكُمُ اللَّهُ
فِيهِمْ، وَلَكِنْ أَنْزِلُوهُمْ عَلَى حُكْمِكُمْ ثُمَّ
اقْضُوا فِيهِمْ بَعْدَ مَا شِئْتُمْ۔

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: قَالَ عَلْقَمَةُ:
فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِمُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ
فَقَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمٌ۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابْنُ هَيْصَمٍ عَنْ
النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرَّرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ
حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرِيدَةَ۔



کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

فوائد و مسائل: ① یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور اب بھی ان قوموں سے متعلق ہے جن کو اسلام کی دعوت واضح طور سے نہ پہنچی ہو۔ (صحیح البخاری، العنق، حدیث: ۲۵۴۱، وصحیح مسلم، الجہاد، حدیث: ۱۷۳۰) و سنن أبی داود، حدیث: (۲۱۳۳) ② دین اسلام کی دوسرے دینوں سے آویزش صرف اور صرف اللہ کی مخلوق تک اس کا کلمہ پہنچانے اور غالب کرنے کے لیے ہے اس میں محض ملکوں کو فتح کرنا یا لوگوں کو اپنے تابع کرنا نہیں ہے۔ ③ امیر مجاہدین (اور اسی طرح دیگر مفتیان اور مجتہدین) کا فیصلہ بالعموم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے اس کے باوجود ان میں اس کے حق یا خطا ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ (ان اجتہادی امور میں) عین یہ دعو کرنا کہ یہی اللہ کا فیصلہ ہے بالکل غلط ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے صادر ہونے والے فیصلے اور احکام عین اللہ کے فیصلے ہوتے تھے اور عین شریعت تھے کیونکہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳-۴) ”آپ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے مگر جو اللہ کی وحی ہوتی ہے۔“ اور اجتہادی امور میں جہاں کہیں کوئی خطا ہوتی بھی تو فوراً اس کی اصلاح ہو جاتی تھی۔ نبی ﷺ کے بعد کسی بھی امتی کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔

127

۲۶۱۳- حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں غزوہ کرو اور اللہ کا انکار کرنے والوں سے قتال کرو۔ غزوہ کرو و غدر نہ کرو (غیمت میں) خیانت نہ کرو، مقتولین کے اعضا نہ کاٹو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔“

۲۶۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الْأَنْطَاكِيُّ عَنْ جُبُوبِ بْنِ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُلَقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اغْزُوا بِاسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ، اغْزُوا، وَلَا تَدْرُوا، وَلَا تَغْلُوا، وَلَا تَمُتْلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلَيْدًا».

۲۶۱۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چلو اللہ کے نام سے، اللہ کی مدد حاصل کرتے ہوئے اور رسول اللہ کی ملت پر قائم رہتے ہوئے (اور اس کی دعوت دیتے ہوئے) کسی بڑھے

۲۶۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى بْنِ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْفَزَرِ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ

۲۶۱۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۴ / ۲۳۲ من حديث أبي داود به.

۲۶۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۱۲ / ۳۸۲، ۳۸۳ عن يحيى بن آدم به * خالد بن الفزاري لم يلقه غير ابن حبان، وقال ابن معين "ليس بذلك".

اللہ ﷻ قال: «انْطَلِقُوا بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَإِنِّي وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً، وَلَا تَغْلُوا، وَضَمُّوا غَنَائِمَكُمْ وَأَصْلَحُوا وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ».

کھوسٹ کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بچے یا نابالغ کو اور نہ کسی عورت کو۔ (غنیمت میں) خیانت سے باز رہنا، غنائم کو جمع رکھنا اور اصلاح کا معاملہ کرنا، نیکی اور احسان اپنانا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

☀ فائدہ: لڑائی میں کسی بوڑھے شخص کو قتل نہیں کرنا، مگر ایسے بوڑھے جن کے بارے میں معلوم ہو کہ منصوبے اور پروگرام دیتے ہیں اور ایسی عورتیں جو جاسوسی وغیرہ کے معاملات میں ملوث ہوں ان کو قتل کرنا جائز ہوگا۔

(المعجم ۸۳) - بَابُ فِي الْحَرْقِ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ (التحفة ۹۱)

باب: ۸۳- دشمن کے علاقے میں آگ لگانے کا مسئلہ

۲۶۱۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَرَّقَ نَخِيلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُؤَيْرَةُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ﴾ [الحشر: ۵].

۲۶۱۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بؤیرہ مقام پر قبیلہ بنو نضیر کی کھجوریں جلائی تھیں اور کائی بھی تھیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ﴾ ”جو کھجوریں تم نے کاٹ ڈالیں یا جڑوں پر قائم رہنے دیں سو وہ اللہ کے حکم سے تھا“ اور تاکہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو رسوا کر دے۔“

☀ فائدہ: جنگی ضرورت اور مصلحت کے تحت آگ لگانا یا مکانات گرانے جائز ہے۔ محض فساد پھیلانے کی نیت سے جائز نہیں۔

۲۶۱۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ ابْنِ مُبَارَكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنْ الزُّهْرِيِّ: قَالَ عُرْوَةُ: فَحَدَّثَنِي

۲۶۱۶- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ ”اُبْنِی“ کے علاقے پر صبح کے وقت چڑھائی کرنا اور اسے جلا دینا۔

۲۶۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الحشر، باب قوله: ﴿ما قطعتم من لينة﴾، ح: ۴۸۸۴، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قطع أشجار الكفار وتحريقها، ح: ۱۷۴۶ عن قتيبة به.

۲۶۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب التحريق بأرض العدو، ح: ۲۸۴۳ من حديث صالح بن أبي الأخضر به، وهو ضعيف مشهور.

إِسْمَاءُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَهْدَ إِلَيْهِ
نَقَالَ: أَعِزَّ عَلَى ابْنِي صَبَاحًا وَحَرَقُ.

۲۶۱۷- عبد اللہ بن عمرو غزی کہتے ہیں کہ میں نے
ابو مسرہ سے سنا ان سے ”ابنی“ کے متعلق پوچھا گیا تو
انہوں نے کہا: ہم اس کے متعلق خوب جانتے ہیں کہ یہ
فلسطین میں ”یُبْنَا“ کے نام سے معروف جگہ ہے۔

۲۶۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو
لُغَزِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا مُسْهِرٍ قِيلَ لَهُ: ابْنِي،
لَال: نَحْنُ أَعْلَمُ: هِيَ يُبْنَا فَلَسْطِينَ.

باب: ۸۴- جاسوس بھیجے کا بیان

(المعجم ۸۴) - بَابُ: فِي بَعَثِ الْعُيُونِ

(التحفة ۹۲)

۲۶۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ
نے (واقعہ بدر سے پہلے) بُسَيْسَةَ کو بطور جاسوس روانہ
فرمایا تھا کہ وہ دیکھے کہ ابوسفیان کا قافلہ کس مرحلے
میں ہے؟

۲۶۱۸- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:
حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ
بِعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ
قَالَ: بَعَثَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - بُسَيْسَةَ
عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عَيْرُ أَبِي سُفْيَانَ.

فائدہ: مسلمانوں میں ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا حرام ہے۔ الا یہ کہ امیر المومنین اصلاح احوال کے لیے ان
کے بعض امور کی ٹوہ لگائے تو جائز ہے۔ تاہم دشمن کے احوال کی خبر لینے کے لیے یہ عمل سیاست واجب ہے۔

باب: ۸۵- مسافر کسی باغ یا غلے کے پاس سے
گزرے تو (بغیر اجازت پھل) کھجور (وغیرہ) کھا
سکتا ہے اور جانوروں کا دودھ پی سکتا ہے

(المعجم ۸۵) - بَابُ: فِي ابْنِ السَّيْلِ
يَأْكُلُ مِنَ التَّمْرِ وَيَشْرَبُ مِنَ اللَّبَنِ إِذَا مَرَّ
بِهِ (التحفة ۹۳)

۲۶۱۹- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی (دورانِ

۲۶۱۹- حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ
قَامُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ

۲۶۱۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۸۴/۹ من حديث أبي داود به.

۲۶۱۹- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، ح: ۱۹۰۱ من حديث هاشم بن القاسم به.

۲۶۱۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في احتلاب المواشي بغير إذن الأرباب،
ص: ۱۲۹۶ من حديث عبد الأعلى بن عبد الأعلى به، وقال: "حسن غريب صحيح" * سعيد بن بشير ضعيف، وسعيد
ابن أبي عروبة مدلس، وقادة عن ابن صبح السند إليه، وللحديث شاهد ضعيف.

عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بن جُنْدُبٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ عَلَى مَاشِيَةٍ فَإِنْ كَانَ فِيهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَأْذِنْهُ، فَإِنْ أَذِنَ لَهُ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا فَلْيَصَوِّثْ ثَلَاثًا فَإِنْ أَجَابَهُ فَلْيَسْتَأْذِنْهُ وَإِلَّا فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ وَلَا يَحْمِلْ».

سفر میں (جانوروں کے پاس سے گزرے اور ان میں ان کا مالک موجود ہو تو اس سے اجازت لے، اگر وہ اجازت دے دے تو دودھ دودھ لے اور پی لے، اگر مالک موجود نہ ہو تو تین بار آواز لگائے، اگر وہ جواب دے تو اس سے اجازت طلب کرے ورنہ دودھ نکال لے اور پی لے مگر ساتھ نہ لے جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ان احادیث کے کتاب الجہاد میں بیان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مجاہدین سفر میں ہوتے ہیں اور کھانا پینا ان کی لازمی ضرورت ہے اور اہل علاقہ یہ ضروریات مہیا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ② علامہ خطابی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ رخصت ایسے مسافر کیلئے ہے جو اضطراری (مجبوری کی) کیفیت میں ہو کہ اگر وہ نہ کھائے پیے تو ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ جبکہ کچھ اصحاب الحدیث کہتے ہیں یہ ایسا مال ہے کہ نبی ﷺ نے اسے اس کا مالک بنایا ہے (جان بچانے کی حد تک اسے کھانے کی اجازت دی ہے) تو اس کے لیے مباح ہے اور اس پر کوئی قیمت لازم نہیں آتی۔ مگر اکثر فقہاء کا کہنا ہے کہ اس پر قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ وہ قیمت دے سکتا ہو کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”کسی مسلمان کی خوش دلی اور رضامندی کے بغیر اس کا مال لینا حلال نہیں ہے۔“ (مسند احمد: ۷/۲۵۸) تاہم اگر کسی علاقے کے عرف عام میں تھوڑے بہت کھانے پینے کی اجازت ہو تو وہاں اجازت کی ضرورت ہوگی نہ قیمت دینے کی۔ عرف عام ہی اجازت کے مترادف ہوگا۔ جیسا کہ آج سے پیشتر عام دیہاتوں میں یہ عرف عام تھا۔



۲۶۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ شَرَحْبِيلٍ قَالَ: أَصَابَنِي سَنَةٌ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَفَرَكْتُ سُبُلًا فَأَكَلْتُ وَحَمَلْتُ فِي ثَوْبِي، فَجَاءَ صَاحِبُهُ فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: «مَا

۲۶۲۰- حضرت عباد بن شریل کا بیان ہے کہ مجھے قحط (اور بھوک) نے ستایا تو میں مدینہ کے ایک باغ میں چلا گیا اور وہاں سے میں نے ایک بالی لی اسے مسلا اور کھالیا اور کچھ اپنے کپڑے میں بھی باندھ لے چلا پس باغ کا مالک آ گیا تو اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا بھی چھین لیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ”تو نے اسے سمجھایا نہیں جبکہ یہ

۲۶۲۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصيب منه؟، ح: ۲۲۹۸ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ۵۴۱۱، وصححه الحاكم: ۱۳۳/۴، ووافقه الذهبي.

فَلَمَّتْ إِذْ كَانَ جَاهِلًا، وَلَا أَطْعَمَتْ إِذْ
ثَانَ جَائِعًا، أَوْ قَالَ: «سَاعِبًا»، وَأَمَرَ
نَزْدَ عَلَيَّ ثَوْبِي وَأَعْطَانِي وَسَقَا أَوْ نِصْفَ
رُسْقِي مِنْ طَعَامٍ.

نادان تھا اور نہ تو نے اس کو کھلایا جبکہ یہ بھوکا تھا۔“ (لفظ
جائعاً بولا یا ساعباً معنی ایک ہی ہے) پھر آپ نے
اس کو کھم دیا تو اس نے میرا کپڑا واپس کر دیا اور مجھے ایک
وسق یا آدھا وسق طعام بھی دیا۔

۲۶۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ
أَبِي بَشْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَادَ بْنَ شُرْحَبِيلَ
يُجَلِّيًا مِنَّا مِنْ بَنِي غُبَرٍ بِمَعْنَاهُ.

۲۶۲۱- ابو بشر روایت کرتے ہیں کہ میں نے عباد بن
شرحبیل سے سنا جو ہمارے قبیلہ بنی غمر میں سے تھے۔ اور
مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کی۔

نوائد و مسائل: ① فی الواقع حاجت مند کو اجازت ہے کہ بغیر اجازت کے باغ اور کھیت میں سے کھاپی لے کر
ساتھ لے جانا جائز نہیں۔ ② سزا دینے سے پہلے ضروری ہے کہ نادان کو سمجھایا جائے اور جاہل ایک حد تک معذور بھی
ہوتا ہے۔ ③ حسب حیثیت ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا مسلمان کا فریضہ ہے۔

(المعجم . . .) - بَابُ مَنْ قَالَ: إِنَّهُ
يَأْكُلُ مِمَّا سَقَطَ (التحفة ۹۴)

باب:..... درختوں سے گرا پڑا پھل کھالینے
کی رخصت کا بیان

۲۶۲۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرِ ابْنَا
أَبِي شَيْبَةَ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مُعْتَمِرِ بْنِ
سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي حَكَمٍ
الْغِفَارِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي جَدَّتِي عَنْ عَمِّ
أَبِي، رَافِعِ بْنِ عَمْرِو الْغِفَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ
مَلَامًا أُرْمِي نَخْلَ الْأَنْصَارِ فَأَتَيْتُ بِي النَّبِيَّ
فَقَالَ: «يَا غَلَامُ! لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ؟»
قَالَ: أَكُلُ، قَالَ: «فَلَا تَرْمِ النَّخْلَ وَكُلْ»

۲۶۲۲- حضرت رافع بن عمرو غفاری کا بیان ہے کہ
میں لڑکپن میں انصاریوں کی کھجوروں کو (پتھر وغیرہ) مارا
کرتا تھا تو مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔
آپ نے پوچھا: ”اے لڑکے! تو کھجوروں کو کیوں مارتا
ہے؟“ میں نے کہا: پھل کھانے کے لیے۔ آپ نے
فرمایا: ”مت مارا کر جو نیچے گری پڑی ہو کھالیا کر۔“ پھر
آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی: ”اے اللہ!
اس کے پیٹ کو سیر کر دے۔“

۲۶۲۱- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، ح: ۲۲۹۸ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق: ۲۶۲۰.

۲۶۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصيب
ههنا ۲۲۹۹ من حديث معتمر بن سليمان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة ۸۱/۶، ۸۲ * ابن أبي حاتم الغفاري
مجهول الحال، وله طريق ضعيف عند الترمذي، ح: ۱۲۸۸.

مَا يَسْقُطُ فِي أَسْفَلِهَا، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ
فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! أَشْبِعْ بَطْنَهُ».

(المعجم ۸۶) - بَابُ: فِيمَنْ قَالَ: لَا
يَحْلُبُ (التحفة ۹۵)

باب: ۸۶- بغیر اجازت جانوروں کا دودھ
نکالنا ممنوع ہے

۲۶۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةً أَحَدٍ
بِغَيْرِ إِذْنِهِ، أَيْحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرَبَتُهُ
فَتُكْسَرُ خِرَازَتُهُ فَيَسْتَلَّ طَعَامُهُ، فَإِنَّمَا تَخْزَنُ
لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعَمَتَهُمْ، فَلَا
يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةً أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۲۶۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی کسی کے
جانور کا بغیر اجازت دودھ نہ نکالے کیا تم پسند کرتے ہو
کہ کوئی اس کی کوٹھڑی (سور) کو توڑ کر اس کا ذخیرہ طعام
نکال لے جائے؟ (ایسے ہی) جانوروں کے تھن اپنے
مالکوں کے لیے دودھ جمع کرتے ہیں تو کوئی کسی کے
جانور کا دودھ نہ نکالے مگر یہ کہ مالک کی اجازت ہو۔

فوائد ومسائل: ① قیاس کرنا ایک معروف شرعی و فقہی قاعدہ ہے اور اشیاء و نظائر پر ایک دوسرے کا حکم لگتا ہے۔
② بغیر شرعی عذر کے اگر کسی نے جانوروں کا اس قدر دودھ نکال لیا جس کی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو تو اس پر
چوری کی حد لگے گی۔

(المعجم ۸۷) - بَابُ: فِي الطَّاعَةِ
(التحفة ۹۶)

باب: ۸۷- اطاعت کا بیان

۲۶۲۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا
حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ”اے ایمان والو! اللہ کی
اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اولی الامر

۲۶۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب لا تحتلب ماشية أحد بغير إذنه، ح: ۲۴۳۵، ومسلم، اللقطة،
باب تحريم حلب الماشية بغير إذن مالكها، ح: ۱۷۲۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۷۱/۲.

۲۶۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية،
ح: ۱۸۳۴ عن زهير بن حرب، والبخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرِّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ
مِنْكُمْ﴾، ح: ۵۸۸۴ من حديث حجاج بن محمد به.

کی۔“ حضرت عبداللہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی نبی ﷺ نے ان کو ایک مہم میں بھیجا تھا۔ (ابن جریج کہتے ہیں) کہ مجھے یہ روایت یعلیٰ نے بواسطہ سعید بن جبیر حضرت امین عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی۔
[تفسیر درج ذیل روایت میں ہے]

عَدِيٌّ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ. أَخْبَرَنِيهِ
بُغْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۲۶۲۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ان پر ایک شخص (عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ) کو امیر بنایا اور ان (لشکر والوں) کو حکم دیا کہ امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں تو اس نے آگ بھڑکائی اور انہیں حکم دیا کہ اس میں کود جائیں تو ایک قوم نے اس کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ ہم آگ ہی سے تو بھاگے ہیں (مسلمان ہوئے ہیں) اور کچھ دوسرے لوگوں نے آگ میں کود جانے کا ارادہ کیا۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”اگر یہ اس میں داخل ہو جاتے تو پھر ہمیشہ اسی میں رہتے۔“ اور فرمایا: ”اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں اطاعت ہمیشہ نیکی کے کاموں میں ہے۔“

۲۶۲۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ:
أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ
عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ،
عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا
وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْمَعُوا لَهُ
وَيُطِيعُوا، فَأَجَجَ نَارًا وَأَمَرَهُمْ أَنْ
يَتَجَمُّوا فِيهَا، فَأَبَى قَوْمٌ أَنْ يَدْخُلُوهَا
وَقَالُوا: إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنَ النَّارِ، وَأَرَادَ قَوْمٌ
أَنْ يَدْخُلُوهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:
«لَوْ دَخَلُوهَا - أَوْ دَخَلُوا فِيهَا - لَمْ يَزَالُوا
فِيهَا»، وَقَالَ: «لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ،
إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ».

فائدہ: جو شخص شریعت کی مخالفت میں حکام وقت کی اطاعت کرے وہ اللہ کا نافرمان ہے۔ اور اللہ کے ہاں اس کا یہ عذر مقبول نہ ہوگا کہ حاکم کی اطاعت میں میں نے ایسے کیا تھا۔

۲۶۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر واجب ہے کہ

۲۶۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

۲۶۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، أخبار الأحاد، باب ماجاء في إجازة خبر الواحد الصدوق . . . الخ، ج: ۷، ۷۲۵، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية . . . الخ، ح: ۱۸۴۰ من حديث شعبة به.
۲۶۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصية، ح: ۷۱۴۴ عن مسدد، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية . . . الخ، ح: ۱۸۳۹ من حديث يحيى القطان به.

(تمام احکام) سنے اور مانے، خواہ اسے پسند آئیں یا ناپسند ہوں، جب تک اسے نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، جب معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ اطاعت ہے۔

عن رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ».

۲۶۲۷- حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے..... جو کہ بشر بن عاصم کی قوم سے تھے..... انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مہم بھیجی، تو میں نے ان میں سے ایک آدمی کو تلوار دی جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: کاش کہ آپ (وہ حالات) دیکھتے جن پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ملامت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس بات سے عاجز تھے کہ جب میرے بھیجے ہوئے آدمی نے میرے احکام کی تعمید نہیں کی تو تم اس کی جگہ کسی اور کو مقرر کر لیتے جو میرے احکام کی تعمید کرتا؟“

۲۶۲۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ بَشَرَ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مَالِكٍ - مِنْ رَهْطِهِ - قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً فَسَلَحْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ سَيْفًا فَلَمَّا رَجَعَ، قَالَ: لَوْ رَأَيْتَ مَا لَامَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: «أَعَجَزْتُمْ إِذْ بَعَثْتُ رَجُلًا مِنْكُمْ فَلَمْ يَمُضْ لِأَمْرِي أَنْ تَجْعَلُوا مَكَانَهُ مَنْ يَمُضِي لِأَمْرِي؟».

🌞 فائدہ: یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ اور اس میں ہے کہ جب کوئی امیر یا حاکم شریعت کی تعمید نہ کر رہا ہو یا اس کی مخالفت کرتا ہو اور اس کو بدلنا ممکن ہو تو اس کو بدل کر دوسرا آدمی مقرر کر لیا جائے جو انہیں شریعت کے مطابق لے کر چلے۔

باب: ۸۸- لشکریوں کا مل کر قریب قریب رہنا اور ان کا کشادہ ہونا

(المعجم ۸۸) - باب مَا يُؤْمَرُ مِنْ انْضِمَامِ الْعَسْكَرِ وَسَعْيِهِ (التحفة ۹۷)

۲۶۲۸- حضرت ابوالغلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجاہدین جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تھے

۲۶۲۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْجَمْصِيُّ وَبَزِيدُ بْنُ قَبَيْسٍ مِنْ أَهْلِ جَبَلَةَ

۲۶۲۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۱۰/۴ عن عبد الصمد به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۵۳، والحاكم على شرط مسلم: ۱۱۴/۲، ووافقه الذهبي.

۲۶۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۸۵۶ عن عمرو بن عثمان به، ورواه أحمد: ۱۹۳/۴، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۶۴، والحاكم: ۱۱۵/۲، ووافقه الذهبي.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

..... عمر بن عثمان کے الفاظ ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ پڑاؤ کرتے تھے..... تو لوگ وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جاتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا ان وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔“ چنانچہ اس کے بعد جب بھی آپ کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو صحابہ کرام ایک دوسرے کے بہت ہی قریب رہتے حتیٰ کہ کہا جاتا: اگر ان پر ایک ہی کپڑا تان دیا جائے تو سب پر آ جائے۔

نَاجِلٍ حِمَصٍ وَهَذَا لَفْظٌ يَزِيدُ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لَعْلَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُسْلِمَ بْنَ مِشْكَمٍ أَبَا نُبَيْدٍ اللَّهُ يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو ثَعْلَبَةَ الْحُسَيْنِيُّ مَالٍ: كَانَ النَّاسُ إِذَا تَزَلُّوا مَنَزِلًا، قَالَ نَمُرُوا: وَكَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنَزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشُّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هَذِهِ لَشُعَابٍ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ لَشِيطَانٍ، فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ ذَلِكَ مَنَزِلًا إِلَّا نَضَمَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى يُقَالَ: لَوْ سِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ».

فائدہ: مجاہدین اور مسافروں کو آپس میں قریب قریب رہنے میں ظاہری اور معنوی بہت فائدے ہیں مگر اتنا بھی گھسٹر کر نہیں ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے کو اذیت ہو جیسے کہ درج ذیل حدیث میں وارد ہے۔

۲۶۲۹- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فلاں فلاں غزوے میں میں اللہ کے نبی ﷺ کے ہمراہ تھا تو لوگوں نے منزلوں پر پڑاؤ کرنے اور خیمے وغیرہ لگانے میں بہت تنگی کا مظاہرہ کیا کہ راستہ بھی نہ چھوڑا۔ تو نبی ﷺ نے اپنا ایک منادی بھیجا جس نے لوگوں میں اعلان کیا: ”جو شخص خیمہ لگانے میں تنگی کرے یا راستہ کاٹے تو اس کا جہاد نہیں۔“

۲۶۲۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ نُبَيْدٍ الرَّحْمَنِ الْحَنَفِيِّ، عَنْ قُرْوَةَ بْنِ بَجَاهِدٍ اللَّخْمِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ بْنِ سِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَزْوَةً كَذَا وَكَذَا فَضَيَّقَ النَّاسُ مَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيقَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ نَادِيًا يُنَادِي فِي النَّاسِ: «أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنَزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ».

۲۶۲۹- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۴۰ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أبي يعلى، سند، ح: ۱۴۸۳، وفي المفاريد (وهو كتاب آخر له)، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۴۶۸.



🌞 فوائد و مسائل: ① زندگی کے تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں، ہجولیوں اور ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا واجب ہے۔ ② واضح بنیادی امور سے صرف نظر کرنے کے باعث نیکی کے عظیم کام بھی بے وقعت ہو جاتے ہیں بالخصوص راستے کا حق ادا نہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

۲۶۳۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: سَهْلُ بْنُ مُعَاذٍ ابْنُ وَالدِّ (حضرت معاذ بن انسؓ جُنیؓ) سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ غزوے میں شرکت کی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۲۶۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مَعْمَرٍ، وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى جِئْنَا خَرَجَ إِلَى الْحُرُورِيَّةِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَتَابِمِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْلُؤُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ». ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! مُنْزِلَ الْكِتَابِ مُجْبِرِي السَّحَابِ وَهَازِمَ

باب: ۸۹- دشمن سے دُوبدو ہونے کی تمنا کرنا پسندیدہ نہیں

(المعجم ۸۹) - بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ (التحفة ۹۸)

۲۶۳۱- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے سالم ابو النضر کو لکھا، جبکہ وہ حروری لوگوں کی طرف لٹکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک غزوے میں جب وہ دشمن سے ٹکرائے تھے فرمایا تھا: ”لوگو! دشمن سے ملنے کی تمنا مت کرو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو مگر جب اس سے مدد بھیڑ ہو جائے تو پھر صبر و ثبات سے کام لو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔“ پھر (یہ) دعا فرمائی: ”اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے! بادلوں کو چلانے والے! الشکر کو پسپا کرنے والے! انہیں پسپا کر دے اور ہمیں ان پر نصرت اور غلبہ عطا فرما۔“



۲۶۳۰- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۵۲/۹ من حديث أبي داود به.

۲۶۳۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: لا تمنوا لقاء العدو، ح: ۳۰۲۴ من حديث الفزاري، ومسلم، الجهاد والسير، باب كراهة تمنى لقاء العدو والأمر بالصبر عند اللقاء، ح: ۱۷۴۲ من حديث موسى بن عقبة به.

Free downloading facility of Videos, Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

موقع پر مشرکین کو دعوت دینا کیا حکم رکھتا ہے؟ تو انہوں نے مجھے لکھ بھیجا: بے شک یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ (بعد ازاں) نبی ﷺ نے قبیلہ بنو مصطلق پر حملہ کیا جبکہ وہ غافل تھے اور ان کے جانور پانی پی رہے تھے تو آپ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا اور باقیوں کو قید کر لیا۔ اسی موقع پر جویریہ بنت حارث آپ کے ہاتھ لگی تھیں۔ (بعد میں حرم نبوی میں داخل کی گئیں) نافع کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کی اور وہ اس لشکر میں شریک تھے۔

عَوْنٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ عَنْ دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الْقِتَالِ؟، فَكَتَبَ إِلَيَّ: أَنَّ ذَلِكَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، وَقَدْ أَغَارَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُونَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى سَبْيَهُمْ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوزَيْرَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ حَدَّثَنِي بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ وَكَانَ فِي ذَلِكَ الْجَيْشِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عمدہ ہے۔ اسے ابن عون نے نافع سے بیان کیا ہے۔ ابن عون کا اس میں اور کوئی شریک نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ نَبِيلٌ رَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ وَلَمْ يَشْرُكْهُ فِيهِ أَحَدٌ.



🌞 فوائد و مسائل: ① جن لوگوں کو اسلام اور مسلمانوں کی دعوت پہنچ چکی ہو بوقت قتال ان کو دعوت دینا کوئی ضروری نہیں ہے اور جنہیں نہ پہنچی ہو تو انہیں دی جانی چاہیے۔ ② حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر کے اپنے حرم میں شامل کر لیا تھا۔

۲۶۳۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُغَيِّرُ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَكَانَ يَتَسَمَّعُ فَإِذَا سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ، وَإِلَّا أَغَارَ.

۲۶۳۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نماز فجر کے وقت شب خون مارا کرتے تھے۔ اور (اس سے پہلے) کان لگا کر سنتے، اگر اذان کی آواز سن لیتے تو بازار سے ورنہ حملہ کر دیتے۔

🌞 فائدہ: اذان کا سنائی دینا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں اس لیے ان پر حملہ نہیں کیا جاتا تھا۔ اذان کی آواز کا نہ آنا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان نہیں ہیں لہذا ان پر حملہ کر دیا جاتا تھا۔

۲۶۳۵- حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَصَامُ مَرْزِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانٌ كَرْتِے هِیں كہ

۲۶۳۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الإمساك عن الإغارة على قوم في دار الكفر إذا سمع فيهم الأذان، ح: ۳۸۲ من حديث حماد بن سلمة به.

۲۶۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب النهي عن الإغارة إذا رأى مسجدًا وسمع أذانًا، ۴۴.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک جہادی مہم میں روانہ کیا اور فرمایا: ”جب تم کوئی مسجد دیکھو یا کسی مؤذن کو سنو تو پھر کسی کو قتل نہ کرنا۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ تَوْفَلٍ بْنِ مُسَاجِقٍ، عَنْ ابْنِ عَصَامٍ الْمُرَزِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوا أَحَدًا».

باب: ۹۲- جنگ میں مکر (چال) کا بیان

(المعجم ۹۲) - باب الْمَكْرِ فِي الْحَرْبِ

(التحفة ۱۰۱)

۲۶۳۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جنگ چال کا نام ہے۔“

۲۶۳۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ».

۲۶۳۷- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی طرف غزوے کا ارادہ فرماتے تو کسی اور جانب کا اشارہ کرتے۔ اور فرمایا کرتے: ”جنگ چال کا نام ہے۔“

۲۶۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هُبَيْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ غَزْوَةً وَرَى غَيْرَهَا وَكَانَ يَقُولُ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [الْحَرْبُ خَدْعَةٌ] کا لفظ اس روایت میں صرف معمر ہی نے اس سند سے بیان کیا ہے۔ جو درحقیقت عمرو بن دینار عن جابر کی سند میں آیا ہے (جو اوپر ذکر ہوئی ہے) اور اسی طرح معمر عن ہمام بن منبہ عن ابی ہریرہ کی سند میں بھی وارد ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَجِئْ بِهِ إِلَّا مَعْمَرٌ يُرِيدُ قَوْلَهُ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ» بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِنَّمَا يُرَوَّى مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ، وَمِنْ حَدِيثِ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ح: ۱۵۴۹ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "غريب"، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۳۸۵ * وابن عسّام لا يعرف حاله.

۲۶۳۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: الحرب خدعة، ح: ۳۰۳۰، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز الخداع في الحرب، ح: ۱۷۳۹ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۸۸۹.

۲۶۳۷- تخریج: [صحیح] أخرجه عبد الرزاق في المصنف: ۳۹۸/۵، ح: ۹۷۴۴ عن معمر به مطولاً * والزهري مرع بالسماع، وللحديث شواهد كثيرة جداً.

☀️ فائدہ: جنگ میں صرف تیر و تفنگ ہی کام نہیں آتا بلکہ حکمت، تدبیر اور چال بھی امور کام دیتے ہیں، تاہم یہ ضرور ہے کہ دشمن سے قبل از جنگ یا بعد از جنگ جو عہد معاہدہ ہو جائے اس میں دھوکہ کرنا حرام ہے۔

(المعجم ۹۳) - بَابُ: فِي الْبَيَاتِ
(التحفة ۱۰۲)

۲۶۳۸- جناب ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا، پھر ہم مشرکین سے جہاد کے لیے نکلے۔ ہم نے ان پر شب خون مارا۔ اس رات ہمارا شعار تھا [أَمْتُ أَمْتُ] سلمہ کہتے ہیں کہ اس رات میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھروں کے مشرکین کو قتل کیا تھا۔

۲۶۳۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَأَبُو عَامِرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْنَا أَبَا بَكْرٍ فَعَزَّوْنَا نَاسًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَبَيَّنَّاهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَكَانَ شِعَارُنَا تِلْكَ اللَّيْلَةُ: أَمْتُ أَمْتُ. قَالَ سَلَمَةُ: فَتَقَلْتُ بِيَدِي تِلْكَ اللَّيْلَةَ سَبْعَةَ أَهْلِ آيَاتٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.



☀️ فائدہ: حسب ضرورت و مصلحت شب خون مارنے میں کوئی عیب نہیں اور نہ اسے معروف معنی میں دھوکہ یا بزدلی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۹۴) - بَابُ لُزُومِ السَّاقَةِ
(التحفة ۱۰۳)

۲۶۳۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر میں پیچھے رہا کرتے تھے ضعیفوں کی سواری ہانک لے جاتے اور انہیں اپنے پیچھے بٹھالیتے اور ان کے لیے دعائیں کرتے۔

۲۶۳۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ شَوْكِرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ فَيُرْجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ.

۲۶۳۸- تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۲۵۹۶، أخرجه البيهقي ۷۹/۹ من حديث أبي داود به.

۲۶۳۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الحاكم ۱۱۵/۲ من حديث إسماعيل بن علي به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

☀ فائدہ: لشکر کا آخری اور پچھلا جتہ جس میں بالعموم ضعیف بیمار اور مجروح (ذمی) لوگ ہوتے ہیں "ساقہ" کہلاتا ہے۔

(المعجم ۹۵) - **بَابُ: عَلَى مَا يَفْتَاتُلُ** باب: ۹۵- کس بنا پر مشرکوں سے قتال کیا جائے؟
الْمُشْرِكُونَ (التحفة ۱۰۴)

۲۶۴۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَزَوَّجَلَّ.

۲۶۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیں جب وہ اس کا اقرار کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے سوائے اس کے کہ اس اقرار (اسلام) کا کوئی حق ہو اور (دلی معاملات میں) ان کا حساب اللہ پر ہے۔“

☀ فوائد و مسائل: ① ”اسلام“ بنی نوع انسان کے لیے امن و سلامتی کا دین ہے۔ اس کی دعوت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اس دنیا میں اس کائنات کے خالق و مالک کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نہ کرنے دی جائے۔ اسی اصل و بنیاد پر منکرین سے حسب احوال و ظروف قتال کا حکم ہے جس کی معلوم و معروف شرطیں اور آداب ہیں جو اس کتاب الجہاد اور کتب فقہ اسلامی میں محفوظ ہیں۔ ② اگر کوئی قوم اسلام قبول کرنے پر راضی نہ ہو تو اس کو اہل اسلام کی اطاعت قبول کرنی ہوگی اور جزیہ دینا ہوگا۔ ③ اسلام میں اقرار توحید اقرار رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کو مستلزم ہے۔ اس کے بغیر توحید کا اقرار قابل قبول نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آرہا ہے۔

۲۶۴۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْبَارَكِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَزَوَّجَلَّ».

۲۶۴۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں“

۲۶۴۲- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله محمد رسول الله... ح: ۲۱ من حديث الأعمش، والترمذي، ح: ۲۶۰۶ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال: "حسن صحيح".

۲۶۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب فضل استقبال القبلة، ح: ۳۹۲ من حديث ابن المبارك، الترمذي، ح: ۲۶۰۸ عن سعيد بن يعقوب به، وقال: "حسن صحيح غريب".

جہاد کے مسائل

يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ، وَأَنْ يَسْتَقْبِلُوا قِبَلَتَنَا، وَأَنْ
يَأْكُلُوا ذَيْبَحَتَنَا، وَأَنْ يَصَلُّوا صَلَاتَنَا، فَإِذَا
فَعَلُوا ذَلِكَ حَرَمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤَهُمْ
وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ
وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ.

اور وہ ہمارے قبلے کی طرف رخ کریں ہمارا ذبیحہ کھائیں
اور ہماری طرح نماز پڑھیں لوگ جب یہ سب کچھ کریں
تو ان کے خون اور مال ہم پر حرام ہوں گے الا یہ کہ اگر
(کلمہ توحید و اسلام) کا کوئی حق ہو۔ ان کے حقوق و عہد
ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان کے فرائض بھی
وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں۔“

🌞 فائدہ: ”حق اسلام“ کا معنی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے کو ناحق قتل کر دے تو قصاص میں اسے قتل کیا
جائے گا شادی شدہ ہوتے ہوئے بدکاری کر لے تو رجم ہوگا اور کسی کا مال لوٹ لے تو بدلے میں مال لیا جائے گا وغیرہ۔

۲۶۴۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ
الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي
يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أَمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ» بِمَعْنَاهُ.

۲۶۴۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مشرکین سے قتال
حکم دیا گیا ہے۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی
روایت کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: مذکورہ بالا احادیث میں ”الناس“ (لوگوں) سے مراد مشرک لوگ ہیں یا مفسد یعنی جو اللہ تعالیٰ کی
نازل کردہ شریعت کے قائل و فاعل نہ ہوں۔ (۵) اہل اسلام اور اصحاب امن سے قتال کے کوئی معنی نہیں اسے کسی طور
جہاد کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

۲۶۴۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا
يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي
ظَبْيَانَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: بَعَثَنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً إِلَى الْحُرَقَاتِ فَتَنَدَرُوا
بِنَا فَهَرَبُوا فَأَذَرَكُنَا رَجُلًا فَلَمَّا غَشِيَتْهُ

۲۶۴۳- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو ایک مہم میں مخرقات
(قبیلے) کی طرف روانہ فرمایا انہوں نے ہماری خبر سن لی او
نکل بھاگے ہم نے ایک آدمی کو جالیا جب ہم نے اس کا
گھیر لیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ ہم نے اس کا
مارا حتی کہ قتل کر دیا۔ میں نے یہ واقعہ نبی ﷺ کے سامنے

۲۶۴۲- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق

۲۶۴۳- تخریج: أخرجه مسلم، الإیمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله، ح: ۹۶ من حديث الأعمش
والبخاري، الديات، باب: "ومن أحيأها... الخ"، ح: ۶۸۷۲ من حديث أبي ظبيان حصين بن جندب به."

جہاد کے مسائل

بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں تیرے لیے کون ہوگا؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے یہ تھیار کے خوف سے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”بھلا تو نے اس کا دل کیوں نہ چیر لیا حتیٰ کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے اس وجہ سے کہا تھا یا کسی اور وجہ سے؟ قیامت کے دن تیرے لیے لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں کون ہوگا؟“ آپ یہ کلمہ دہراتے رہے حتیٰ کہ میرا دل چاہا، کاش کہ میں آج ہی اسلام لایا ہوتا۔ (مجھ سے یہ گناہ عظیم سرزد نہ ہوا ہوتا۔)

اَلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَضَرَبْنَاهُ حَتَّى قَتَلْنَاهُ بِذِكْرَتِهِ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ لَكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَمَا قَالَهَا مَخَافَةَ السَّلَاحِ. قَالَ: «أَفَلَا نَقَمْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى نَعْلَمَ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ أَلَهَا أَمْ لَا؟» مَنْ لَكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي أَسْلِمْتُ إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

فوائد و مسائل: ① کافر جب بھی توحید و رسالت کا اقرار کر لے مقبول ہے اور اس کی جان و مال کا محفوظ ہونا واجب ہے۔ ② احکام شریعت کا اعتبار و نفاذ ظاہر پر ہوتا ہے۔ دلوں کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ③ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ایک اجتہادی خطا تھی اس لیے ان پر کوئی دیت لازم نہ کی گئی۔ ④ کلمہ گو کا قتل کبیرہ گناہ ہے۔ ⑤ شہادت توحید اللہ کے ہاں باعث نجات ہے۔

۲۶۴۴- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اگر کسی کافر سے ٹکراؤں وہ مجھ سے قتال کرے اور تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر (میرے وار کرنے پر) کسی درخت کی اوٹ لے لے اور کہے: میں نے اللہ کے لیے اسلام قبول کیا۔ تو اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل کروں (یا نہ) جبکہ اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا ہو؟ آپ نے فرمایا: ”اسے قتل مت کرو۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا ہے۔ رسول اللہ

۲۶۴۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ بْنِ حَبَّارٍ، عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ مُلَاً مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِيَّاهُ بِالسَّيْفِ ثُمَّ لَدَّ مِنِّي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: لَمْتُ لَكَ، أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعْدَ أَنْ لَمَّ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقْتُلُهُ».

۲۶۴۴- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله، ح: ۹۵ عن قتيبة، البخاري، الديات، وباب قول الله تعالى: ﴿مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِدًا فُجْرًا وَهُوَ جَاهِلٌ بِهِ﴾، ح: ۶۸۶۵ من حديث ابن شهاب الزهري به.

ﷺ نے فرمایا: ”اے قتل مت کرو! اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تیرے مقام پر ہوگا جہاں کہ تو اس کو قتل کرنے سے پہلے تھا۔“ (معصوم الدم اور اس کا قتل حرام تھا۔) اور اس کی جگہ پر ہوگا جہاں کہ وہ یہ کلمہ کہنے سے پہلے تھا۔ (حلال الدم اور اس کا قتل کرنا حلال تھا۔)

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ قَطَعَ يَدِي، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① کوئی بھی ذمہ داری لینے سے پہلے اس کے فرائض و واجبات اور حقوق و آداب کا علم حاصل کرنا ضروری ہے جیسے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے تفصیلات حاصل کیں۔ ② ہر مجاہد اسلام اور ہر داعی کو اپنے میدانِ عمل میں انتہائی دانشمندی، حلم و صبر اور اطاعت شریعت کا ثبوت دینا لازمی ہے۔ ③ بلا سبب شرعی کسی مسلمان کا قتل کرنا جرمِ عظیم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

باب :- جو شخص سجدہ کر کے پناہ چاہے اس کا قتل کرنا ممنوع ہے

(المعجم . . .) - باب النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ مَنْ اغْتَصَمَ بِالسُّجُودِ (التحفة ۱۰۵)

۲۶۴۵- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ خثعم کی طرف ایک مہم روانہ فرمائی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے سجدہ کر کے پناہ حاصل کرنی چاہی لیکن (مجاہدین نے ان کو) جلدی جلدی قتل کر ڈالا۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کو آدھی دیت دینے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: ”میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے اندر مقیم ہو۔“ انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”یعنی دونوں کو ایک دوسرے کی آگ دکھائی نہ دے (آبادی اس قدر رُو رُو رہوئی چاہیے۔“)

۲۶۴۵- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَثْعَمٍ، فَأَغْتَصَمَ نَاسٌ مِنْهُمْ بِالسُّجُودِ، فَأَسْرَعَ فِيهِمُ الْقَتْلُ. قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ لَهُمْ بِنُصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ: «أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهَرِ الْمُشْرِكِينَ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ؟ قَالَ: «لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشیم و معمر خالد واسطی اور کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هُشَيْمٌ وَمَعْمَرٌ وَخَالِدُ الْوَاسِطِيُّ وَجَمَاعَةٌ لَمْ يَذْكُرُوا

۲۶۴۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في كراهية المقام بين أظهر المشركين. ح: ۱۶۰۴ عن هناديه، ورواه النسائي، ح: ۴۷۸۴ * إسماعيل بن أبي خالد مدلس وعنعن، وللحديث طرق ضعيفة كلها.



۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

انہوں نے جریر رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

خبر ۱۰

🌟 فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن بعض ائمہ کے نزدیک صحیح ہے البتہ اس میں نصف دیت والا نکلا صحیح نہیں ہے۔ ② حدیث کا آخری جملہ [لَا تَرَايَا نَارًا هُمْنًا] کا لفظی ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ ”ان دونوں یعنی مسلمانوں اور کافروں کی آگیں بھی نظر نہیں آئی چاہیں۔“ علامہ خطابی نے اس کی توضیح میں تین قول لکھے ہیں: (ا) مسلمان اور کافر برابر نہیں اور ان کا حکم ایک جیسا نہیں۔ (ب) مسلمانوں کو کافروں سے اس حد تک دور رہنا چاہیے کہ آگ جلائی جائے تو نظر نہ آئے۔ اس معنی سے استدلال کیا جاتا ہے کہ دارالحرب میں کسی اشد ضرورت کے پیش نظر چار دن سے زیادہ اقامت نہ کی جائے۔ (ج) بعض اہل لغت یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ ”ان دونوں (مسلمان اور مشرک) میں کوئی مشابہت و مماثلت نہیں ہونی چاہیے۔“ یہ معنی عرب کے اس اسلوب کلام سے ماخوذ ہے جس میں وہ بولتے [مانار بعیرک؟] ”تیرے اونٹ کی علامت اور اس کا حال کیسا ہے؟“ [نَارُهَا نَحَارُهَا] ”اس کی اونچی کوہان پر دیا گیا داغ اس کے اچیل ہونے کی علامت ہے۔“ ③ جب کوئی شخص کسی طرح اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کر دے تو اس کا خون اور مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ ④ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ کفار کے ملک میں بالخصوص دارالحرب میں مستقل سکونت اختیار کرے۔ ⑤ واجب ہے کہ مسلمان اپنے عقیدہ و عمل کے علاوہ عادات و ثقافت میں بھی کفار سے نمایاں رہے اور ان کی مشابہت و مماثلت اختیار نہ کرے۔

باب ۹۶- کفار سے مقابلے میں بھاگ

(المعجم ۹۶) - بَابُ فِي التَّوَلَّى يَوْمَ

جانے کا مسئلہ

الرَّحْفِ (التحفة ۱۰۶)

۲۶۴۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ ”اگر تم میں بیس ہوئے صبر کرنے والے تو وہ دوسو پر غالب آجائیں گے۔“ تو مسلمانوں کو یہ امر بڑا بھاری محسوس ہوا کہ اللہ نے فرض کر دیا ہے کہ ایک آدمی دس کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ پھر (یہ) تخفیف نازل ہوئی: ﴿الَّذِينَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ.....﴾ ”اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی

۲۶۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خَرِيتٍ، عَنْ مَكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ فَقَالَ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حِينَ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَقِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشْرَةٍ، ثُمَّ إِنَّهُ نَزَّاهُ تَخْفِيفٌ فَقَالَ: ﴿الَّذِينَ خَفَّفَ اللَّهُ

۲۶۴۶- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الأنفال، باب ﴿الآن خفف الله عنكم وعلم أن فيكم ضعفا﴾،

ج: ۴۶۵۳ من حديث عبد الله بن المبارك به.

ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ تم میں کمزوری ہے سو اگر تم میں سو افراد ہوئے صابر و ثابت قدم تو وہ دوسو پر غالب ہوں گے۔“ ابو توبہ ربیع (راوی حدیث) نے یہ آیت کریمہ: ﴿يَعْلَمُوا مَا تَتْلُو﴾ تک پڑھی۔ کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے کفّی میں تخفیف فرمادی تو اس اعتبار سے صبر میر بھی کمی کر دی۔

☀ فائدہ: اگر دشمن کی تعداد مسلمانوں سے دگنی ہو تو گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ جم کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد شامل حال ہوگی۔

۲۶۴۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بھیجی گئی ایک مہم میں شریک تھے۔ تو لوگ (مجاہدین) مقابلے سے بھاگ چلے اور میں بھی ان (بھاگنے والوں) میں شریک تھا۔ جب ہم علیحدہ ہوئے تو ہم نے کہا: کیسے کریں ہم تو جہاد سے بھاگ آئے ہیں اور (اللہ کا) غضب لے کر لوٹے ہیں؟ ہم نے کہا: ہم مدینے چلتے ہیں وہاں ٹھہریں گے اور (کسی دوسری مہم میں) شریک ہو جائیں گے اور ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا، سو جب ہم مدینے آئے تو ہم نے سوچا کیوں نہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کر دیں اگر توبہ قبول ہوئی تو (بہتر) ٹھہرے رہیں گے ورنہ جہاد میں چلے جائیں گے۔ چنانچہ نماز فجر سے پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب آپ باہر نکلے تو ہم آپ کی طرف بڑھے اور کہا: ہم لوگ بھگوڑے ہیں۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

۲۶۴۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَكُنْتُ فِيْمَنْ حَاصٍ، فَلَمَّا بَرَزْنَا قُلْنَا: كَيْفَ نَصْنَعُ وَقَدْ فَرَرْنَا مِنَ الرَّحْفِ وَبُؤْنَا بِالْغَضَبِ!؟، فَقُلْنَا: نَدْخُلُ الْمَدِينَةَ فَتَنْتَبُ فِيهَا لِنَذْهَبَ وَلَا يَرَانَا أَحَدٌ. قَالَ: فَدَخَلْنَا فَقُلْنَا: لَوْ عَرَضْنَا أَنْفُسَنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ كَانَتْ لَنَا تَوْبَةٌ أَقْمَنَا، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ ذَهَبْنَا. قَالَ: فَجَلَسْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: نَحْنُ الْفَرَارُونَ، فَأَقْبَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «لَا،

۲۶۴۷- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۲۲۳، وأخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الفرار من الزحف، ح: ۱۷۱۶ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وقال: "حسن غريب" * يزيد ضعيف كما تقدم مراراً، انظر: ۱۴۷۴.

بَلْ أَنْتُمْ الْعَكَّارُونَ»، قَالَ: فَذَنُّونَا فَقَبَّلْنَا «نہیں» تم دوبارہ لڑائی میں جانے والے ہو۔ چنانچہ ہم آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں مسلمانوں کی جائے پناہ ہوں۔“

🌞 فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے [العککار] کا ترجمہ یہ لکھا ہے: ”جو شخص امام کی طرف بھاگ آئے تاکہ وہ اس کی مدد کرے، محض لڑائی سے بھاگ جانا مراد نہیں ہے۔“ (جامع الترمذی، الجہاد، حدیث: ۱۷۱۶)

۲۶۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُضَرِّيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: نَزَلَتْ فِي يَوْمٍ بَدْرٍ: ﴿وَمَنْ يُؤَلِّهْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ﴾ [الأنفال: ۱۶].

۲۶۴۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَمَنْ يُؤَلِّهْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ.....﴾ ”جس نے اس دن ان (کفار) سے پیٹھ پھیری سوائے اس حال کے کہ پیٹرا بدلتا ہو لڑائی میں یا کسی جماعت کی پناہ لیتا ہو۔“ (تو وہ مستثنیٰ ہے ورنہ وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرِ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ ثَابِتٍ الْخَطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ: قَالَ الْإِمَامُ الْقَاضِي أَبُو عَمْرٍو الْقَاسِمُ بْنُ عَفْرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْهَاشِمِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَرَوَ اللُّوَلُوِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ السَّجِسْتَانِيُّ فِي مَحَرَّمِ سَنَةِ ۲۷۵ خَمْسٍ وَسَبْعِينَ مِائَتَيْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: ہمیں خبر دی الامام الحافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی نے کہا الامام القاضی ابو عمرو قاسم بن جعفر بن عبد الواحد ہاشمی نے کہا: ہمیں خبر دی ابو علی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی نے انہوں نے کہا: ہمیں بیان کیا ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ نے ماہ محرم سن دو سو پچھتر ہجری میں..... فرمایا۔

۲۶۴۸- تخریج: [مسنادہ صحیح] أخرجه النسائي في السنن الكبرى، ح: ۱۱۲۰۴ من حديث بشر بن المفضل به، صححه الحاكم على شرط مسلم: ۳۲۷/۲، ووافقه الذهبي.

🌞 فائدہ: یہ سند سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں نہیں ہے، کیونکہ بظاہر اس کا مکمل کتاب کا آغاز ہے۔ بہر حال یہ امام ابوداؤد کی سند ہے۔ جو آغاز کے بجائے کتاب کے درمیان میں آگئی ہے۔

(المعجم ۹۷) - **بَابُ: فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ**
عَلَى الْكُفْرِ (التحفة ۱۰۷)
 باب: ۹۷- ایسا قیدی جسے کفر بولنے پر مجبور کر دیا جائے

۲۶۴۹- حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ ایک چادر کو نکیہ بنائے کعبہ کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ سے شکایت کی اور کہا: کیا آپ ہمارے لیے مدد نہیں مانگتے؟ کیا آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا نہیں فرماتے؟ تو آپ اٹھ بیٹھے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا: ”تم سے پہلے جو لوگ تھے ان میں سے کسی کو پکڑا جاتا اور اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا، پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اسے دو حصے کر دیا جاتا مگر یہ (عذاب بھی) اسے اس کے دین سے نہ پھیرتا تھا، اور (وہ کسی کے ساتھ یوں کرتے کہ) اس کی ہڈیوں تک گوشت اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھیاں چلاتے، یہ کارروائی بھی اسے اس کے دین سے نہ پھیرتی تھی۔ اللہ کی قسم! اللہ عزوجل اپنا یہ دین پورا کر کے رہے گا حتیٰ کہ ایک سوار صنعاء اور حضرموت کے درمیان سفر کرے گا، اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا یا (زیادہ سے زیادہ) بکریوں کے متعلق اندیشہ ہوگا کہ بھیڑ یا نہ حملہ کر دے لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔“ (یعنی صبر و تحمل سے کام لو، اللہ مدد کرے گا۔)

۲۶۴۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَشَكَّوْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لَنَا؟ فَجَلَسَ مُحَمَّرًا وَجْهَهُ فَقَالَ: «قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمِنْشَارِ فَيُجْعَلُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ فِرْقَتَيْنِ، مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُمَشَّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عَظْمِهِ مِنْ لَحْمٍ وَعَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللَّهِ! لَيَتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى [يَسِيرَ] الرَّائِبُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَحَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذُّبَّ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَعْجَلُونَ».



۲۶۴۹- تخریج: أخرجه البخاري، الإكراه، باب من اختار الضرب والقتل والهوان على الكفر، ح: ۶۹۴۳ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

فائدہ: مسلمان اگر کفار کے زعمے میں ہوں اور اپنی جان بچانے کے لیے بظاہر کفریہ کلمات بول دیں تو رخصت ہے قرآن مجید نے اس ضمن میں بیان کیا ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ﴾ (النحل: ۱۰۲) ”جس نے ایمان لے آنے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا (تو اس پر اللہ کا غضب ہے) سوائے اس کے جسے مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا۔“ سورہ آل عمران (آیت: ۲۸) میں ہے: ﴿اِلَّا اَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰةً﴾ ”اگر تم کفار سے بچاؤ کی کوئی صورت بنا لو تو (کوئی حرج نہیں۔)“

باب: ۹۸۔ جو کوئی مسلمان ہوتے ہوئے مسلمانوں کی جاسوسی کرے

(المعجم ۹۸) - بَابُ فِي حُكْمِ الْجَاسُوسِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا (التحفة ۱۰۸)

۲۶۵۰۔ عید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کاتب (سیکرٹری) تھے انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زیر اور مقدماد کو روانہ کیا اور فرمایا: ”جاؤ حتیٰ کہ جب تم روضہ خاخ کے مقام پر پہنچو گے تو تمہیں ایک اونٹنی سوار عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے آؤ۔“ چنانچہ ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہمیں بڑی تیزی سے لیے جا رہے تھے حتیٰ کہ ہم مقام روضہ پر پہنچ گئے تو ہم نے وہاں ایک عورت پائی جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا: لاؤ خط دے دو۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ میں نے کہا: یا تو تو خط نکالے گی یا ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنی چٹیا میں سے خط نکال دیا تو اسے لے کر ہم نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔ وہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کو لکھا گیا تھا اس میں ان کو رسول اللہ ﷺ کے بعض

۲۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَيْمَانٌ عَنْ عَمْرِو حَدَّثَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ ثَابِتًا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ لَيْثًا يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا بِالزُبَيْرِ وَالْمِقْدَادِ فَقَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى أَتُوا رَوْضَةَ خَاخَ فَإِنَّ بِهَا ظَلْعِيَّةَ مَعَهَا ثَابِتٌ فَخَذُوهُ مِنْهَا، فَأَنْطَلَقْنَا تَتَعَادَى بِنَا مِيلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ الظَّلْعِيَّةَ فَقُلْنَا: هَلُمِّي الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا بِيَدِي مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْتُ: لَتُخْرِجَنِي لِكِتَابٍ أَوْ لَتُلْقِيَنِي الثِّيَابَ، قَالَ: أَخْرَجْتَهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، إِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا حَاطِبُ؟»

۲۶۵۰۔ تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الجاسوس والتجسس التبعث، ح: ۳۰۰۷، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعته وأهل بدر رضي الله عنهم، ح: ۲۴۹۴ من حديث سفيان بن عيينة به.

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ فَإِنِّي كُنْتُ امْرَأًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَإِنَّ قُرَيْشًا لَهُمْ بِهَا قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي بِهَا وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا تَكُنْ بِي مِنْ كُفْرٍ وَلَا ارْتِدَادٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَدَقَكُمْ». فَقَالَ عُمَرُ: دَغْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ شَهِدَ بَذْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَذْرٍ، فَقَالَ: اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ».



www.KitaboSunnat.com

معاملات کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا ”حاطب! یہ کیا ہے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھ پر جلدی (میں فیصلہ) نہ کیجئے دراصل میں اہل قریش میں نوآباد تھا، خاص قبیلہ قریش سے میرا تعلق نہیں جبکہ (مہاجرین) قریش کے وہاں مکہ میں دیگر تعلق و موجود ہیں جو ان کے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہیں لہذا میں نے چاہا کہ مجھے ان کے ساتھ تعلق داری کا کوئی واسطہ حاصل نہیں ہے تو میں ان پر ایک احسان کر دوں جس کی بنا پر وہ میرے قرابت داروں کا خیال رکھیں۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! مجھ میں کوئی کفر نہیں ہے اور کوئی ارتداد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سچ کچ ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے چھوڑیے میں اگر منافق کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بدر میں شریک ہو چکا ہے اور تمہیں کیا خبر؟ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر فرمائی ہو اور کہا ہے کہ جو چاہے کرو تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا غیب کی خبریں دینا وحی کی بنا پر ہوتا تھا۔ ② مجاہد کو تلوار کا دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر تدابیر سے بھی کام لینا چاہیے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دھمکی سے کام نہ نکالا۔ ③ کافر کا کوئی احترام و اکرام نہیں ہوتا، بالخصوص جب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرتا ہو۔ ④ صحابہ کی امانت قابل قدر ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر خط پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ ⑤ بعض صحابہ کرام تمام تر رفعت شان کے باوجود بشری خطاؤں سے مبرا نہ تھے اور ان سے ان کے عادل ہونے پر بھی کوئی اثر نہیں پڑا جیسے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ۔ ⑥ جب کوئی شخص کسی ناجائز کام کا مرتکب ہوا ہو اور وہ اس کے جواز میں اپنے فہم (تاویل) کا سہارا لے تو اس کا عذر ایک حد تک قبول کیا جائے گا بشرطیکہ اس کے فہم (تاویل) کی گنجائش نکلتی ہو۔ ⑦ کوئی مسلمان ہوتے ہوئے اپنے مسلمانوں کے راز افشا کرے اور ان کی جاسوسی کرے تو یہ حرام کام ہے اور انتہائی کبیرہ گناہ، مگر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا لیکن تعزیر ضرور ہوگی۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان باوقار ہو اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کی تہمت سے متہم نہ ہو تو اس کو معاف بھی کیا جاسکتا ہے۔ ⑧ کسی واضح عمل کی بنا پر اگر کوئی شخص کسی کو کفر یا نفاق کی طرف منسوب کر دے تو اس

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

پر کوئی سزا نہیں جیسے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تھا۔ ④ اہل بدر کو دیگر صحابہ کے مقابلے میں ایک ممتاز مرتبہ حاصل تھا حضرت حاطبؓ انہی میں سے تھے اور نفاق کی تہمت سے بری تھے۔ ⑤ ”جو بی چاہے کرو“ کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ شرعی پابندیوں سے آزاد قرار دیے گئے۔ بلکہ یہ ان کی مدح و ثنا تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت تھی کہ یہ لوگ اللہ کی خاص حفاظت میں ہیں ان سے کوئی ایسا کام صادر نہ ہوگا جو شریعت کے صریح منافی ہو۔ واللہ اعلم۔

۲۶۵۱- حضرت ابو عبد الرحمن سلمیٰ حضرت علیؓ

سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطبؓ نے اہل مکہ کو لکھا تھا کہ محمد ﷺ تمہاری طرف رخ کرنے والے ہیں۔ اس روایت میں ہے کہ اس عورت نے کہا: میرے پاس خط نہیں ہے۔ تو ہم نے اس کی اونٹنی کو بٹھالیا مگر ہمیں اس کے پاس کوئی خط نہ ملا۔ حضرت علیؓ بولے: قسم اس ذات کی جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! میں تجھے قتل کر ڈالوں گا، نہیں تو خط نکال دے۔ اور حدیث بیان کی۔

۲۶۵۱- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ

فَالِيدٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ لِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: انْطَلَقَ حَاطِبٌ: كَتَبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ أَنَّ مُحَمَّدًا قَدْ سَارَ إِلَيْكُمْ وَقَالَ فِيهِ: قَالَتْ: مَا مَعِيَ كِتَابٌ أَنْخَنَاهَا فَمَا وَجَدْنَا مَعَهَا كِتَابًا، فَقَالَ لِمَنِي: وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لِأَقْتُلَنَّكَ أَوْ نُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

باب: ۹۹- کوئی ذمی (کافر) مسلمانوں کی

جاسوسی کرے تو؟

۲۶۵۲- حضرت فرات بن حیانؓ (اپنے

متعلق) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جبکہ وہ ابوسفیان کی طرف سے جاسوس بن کر آیا تھا۔ یہ ایک انصاری کا حلیف بھی تھا۔ وہ انصاریوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور کہا: بے شک میں مسلمان ہوں۔ تو ایک انصاری نے کہا:

(المعجم ۹۹) - بَابُ: فِي الْجَاسُوسِ

الذِّمِّيِّ (التحفة ۱۰۹)

۲۶۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُحَبِّبٍ أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَالُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شَحَّاقٍ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِهِ كَانَ عَيْنًا لِأَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ حَلِيفًا لِرَجُلٍ

۲۶۵۱- تخریج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعة وأهل بدر رضي الله عنهم،

۲۶۵۲- من حديث خالد، والبخاري، الجهاد والسير، باب: إذا اضطر الرجل إلى النظر في شعور أهل الذمة . . .

ع، ح، ۳۰۸۱ من حديث حصين به.

۲۶۵۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۳۶/۴ من حديث سفیان الثوري به، وصححه ابن الجارود،

ع، ۱۰۵۸، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۶۶/۴، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق السبيعي مدلس وعنعن.

مِنَ الْأَنْصَارِ فَمَرَّ بِحَلَقَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: اے اللہ کے رسول! یہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔
 إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ
 يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ يَقُولُ إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ ہم ان کو ان کے ایمان کے سپرد کر دیتے ہیں ان میں
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا نَكِلُهُمْ سے فرات بن حیان بھی ہے۔“
 إِلَى إِيْمَانِهِمْ مِنْهُمْ فَرَاتُ بْنُ حَيَّانَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے اظہارِ ایمان کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ان کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں اگر وہ مخلص ہوں گے تو عند اللہ معزز اور اس کے برعکس ہوں گے تو عند اللہ مجرم۔ لیکن ہم اس کے ساتھ اس کے ظاہر کے مطابق معاملہ کریں گے۔ اس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ اسلامی مملکت عوام کے ظاہری حالات کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہے۔ کیونکہ باطن کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے اور وہی قیامت کے دن اس کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: [نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّوَاهِرِ وَاللَّهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ] ”ہم صرف ظاہری حالات پر حکم لگا سکتے ہیں، جبکہ پوشیدہ معاملات اللہ ہی کے سپرد ہیں۔“ ② کافر جاسوس کے قتل کر دینے پر اتفاق ہے مگر مسلمان کو قتل نہیں کرنا چاہیے خواہ منافق ہی ہو۔ ③ باب میں ذمی جاسوس کا ذکر ہے جب کہ حدیث میں حضرت فرات کے ذمی ہونے کی صراحت نہیں ہے۔ لیکن یہی روایت ”منتقى الأخبار“ میں مسند احمد کے حوالے سے ہے اس میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دیا وَكَانَ ذِمِّيًّا اور وہ ذمی تھے۔ ان الفاظ سے باب کے ساتھ مناسبت بھی واضح ہو جاتی ہے اور ذمی جاسوس کے قتل کرنے کا جواز بھی۔ (عون المعبود) ④ فرات بن حیان نے بعد میں اسلام قبول کر لیا اور بہت عمدہ مسلمان ثابت ہوئے ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے حین حیات آپ کی معیت میں جہاد کرتے رہے۔ بعد ازاں کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی ۱۱۰ھ۔



(المعجم ۱۰۰) - بَابُ: فِي الْجَاسُوسِ باب: ۱۰۰- جاسوس جو پروانہ امن لے کر آیا ہو
 الْمُتَنَائِمِينَ (التحفة ۱۱۰)

۲۶۵۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں مشرکین کا کوئی جاسوس نبی ﷺ کے پاس آیا اور صحابہ کے ساتھ بیٹھا رہا پھر خاموشی سے کھسک گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے ڈھونڈو اور قتل کر دو“
 حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ

۲۶۵۳- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الحربي إذا دخل دار الإسلام بغير أمان، ح: ۳۰۵۱ ع
 أبي نعيم الفضل بن دكين به.

ڈالو۔“ حضرت سلمہ نے کہا: میں نے دوسروں سے پہلے اس کو جالیا اور قتل کر دیا اور اس کا سامان لے آیا۔ پس آپ ﷺ نے وہ سامان مجھے ہی بطور نفل (انعام) عنایت فرمادیا۔

جَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ ثُمَّ انْصَلَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اطْلُبُوهُ فَاقْتُلُوهُ»، قَالَ: فَسَبَقْتُهُمْ لَيْتُهُ فَقَتَلْتُهُ وَأَخَذْتُ سَلْبَهُ فَتَقَلَّنِي إِيَّاهُ.

۲۶۵۴- حضرت ایاس بن سلمہ کہتے ہیں مجھ سے میرے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبیلہ ہوازن پر جہاد کیا۔ اتفاق سے ہم چاشت کے وقت کھانا کھا رہے تھے اور ہم میں اکثر مجاہدین پیدل تھے اور کچھ لوگ کمزور بھی تھے اتنے میں ایک شخص آیا جو سرخ اونٹ پر سوار تھا اس نے اونٹ کی کمر سے رسی نکالی اس سے اس کو باندھا اور آ کر لوگوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مجاہدین میں کمزور لوگ ہیں اور ان میں سوار یوں کی بھی کمی ہے تو وہاں سے نکلا بھاگتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس پہنچا اور اسے کھولا اس کو بیٹھایا خود اس پر بیٹھا اور پھر اسے دوڑاتے ہوئے چل دیا۔ (اس وقت ہم کو یقین ہو گیا کہ یہ جاسوس ہے) چنانچہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص اپنی خاکستری اونٹنی پر اس کے تعاقب میں گیا اور یہ اونٹنی ہماری سب سوار یوں سے عمدہ سواری تھی۔ سلمہ کہتے ہیں: میں پیدل ہی بھاگتا ہوا اس کے پیچھے گیا اور اسے جالیا جبکہ اونٹنی کا سر اونٹ کی ران کے پاس تھا اور میں اونٹنی کی پچھلی ٹانگوں کے ساتھ تھا۔ پھر میں آگے بڑھا حتیٰ کہ اونٹ کی پچھلی ٹانگوں کے پاس پہنچ گیا۔ میں

۲۶۵۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ نَاسِمَ بْنَ الْقَاسِمِ وَهَيْشًا حَدَّثَانَا قَالَا: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَوَازِنَ، قَالَ فَبَيْنَمَا نَحْنُ تَضْحَى وَغَامَتْنَا مُشَاةً وَفِينَا ضِعْفَةٌ إِذْ جَاءَ بَجُلٍ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ فَانْتَرَعَ طَلَقًا مِنْ بَقْعِ الْبَعِيرِ فَقَبِدَ بِهِ جَمَلَهُ ثُمَّ جَاءَ يَتَعَدَّى بَعْ الْقَوْمِ، فَلَمَّا رَأَى ضَعْفَتَهُمْ وَرِقَّةَ لَهْرِهِمْ خَرَجَ يَغْدُو إِلَى جَمَلِهِ فَأَطْلَقَهُ ثُمَّ نَاقَهُ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُهُ وَاتَّبَعَهُ بَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ عَلَى نَاقَةٍ وَرُقَاءَ هِيَ أَمْثَلُ لَهْرِ الْقَوْمِ قَالَ: فَخَرَجْتُ أَعْدُو فَأَذْرَكْتُهُ بِرَأْسِ النَّاقَةِ عِنْدَ وَرِكَ الْجَمَلِ وَكُنْتُ عِنْدَ وَرِكَ النَّاقَةِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ وَرِكَ الْجَمَلِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى أَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَأَنخَنْتُهُ فَلَمَّا وَضَعَ رُكْبَتَهُ بِالْأَرْضِ خَنَرْتُ سَيْفِي فَأَضْرَبُ رَأْسَهُ فَتَدَرَّ لَحْنَتْ بِرَاحِلَتِهِ وَمَا عَلَيْهِمَا أَقْوَدُهَا

۲۶۵۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القاتل، ح: ۱۷۵۴ من حديث عكرمة بن عمار به.

جہاد کے مسائل

اور آگے بڑھاتی کہ اونٹ کی تکمیل پکڑ لی اور پھر اس بٹھالیا۔ جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے اپنی تلوار نکالی اور اس سوار کے سر پر دے ماری تو وہ کشتہ کر دور جاگرا چنانچہ میں اس کا اونٹ اور جو اس پر سب ہانک کر لے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے آگے بڑھ کر میرا استقبال کیا اور پوچھا: ”اس آدمی کو کون نے قتل کیا ہے؟“ صحابہ نے کہا: سلمہ بن اکوع نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا سارا اسباب اسی کا ہے۔“

(امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے شیخ) ہارون نے کہا: اگر روایت کے الفاظ ہاشم بن قاسم کے ہیں۔

فَاسْتَقْبَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ مُقْبِلًا، فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ؟» فَقَالُوا: سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ، فَقَالَ: «لَهُ سَلْبُهُ أَجْمَعُ»

قَالَ هَارُونُ: هَذَا لَفْظُ هَاشِمٍ.



🌞 فوائد و مسائل: ① کافر جاسوس خواہ متاسن ہی ہو (اجازت لے کر مسلمانوں کے پاس آیا ہو) قتل کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ حربی کافروں میں شامل ہے۔ ② کافر مقتول کا خاص سامان اس کے قاتل مجاہد کو دیا جاتا ہے اسے ”سلب“ کہتے ہیں۔ ③ جہاد میں کامیابی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تقویٰ ہے، دیگر وسائل محض ظاہری اسباب ہوتے ہیں لیکن ان سے صرف نظر کرنا جائز نہیں۔ ④ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نوجوان تھے اور تیز دوڑنے میں نہایت ممتاز تھے اسی لیے اونٹ سوار کو جا پکڑا۔

باب: ۱۰۱- جنگ کے لیے کون سا وقت بہتر ہوتا ہے؟

(المعجم ۱۰۱) - بَابُ: فِي أَيِّ وَقْتٍ يُسْتَحَبُّ اللَّقَاءُ (التحفة ۱۱۱)

۲۶۵۵- حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر رہا ہوں آپ اگر دن کے ابتدائی حصے میں قتال نہ کرتے تو اس میں اتنا تاخیر فرماتے کہ سورج ڈھل جاتا، ہوا میں چلنے لگتیں اور نصرت نازل ہوتی۔

۲۶۵۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ النَّعْمَانَ يَعْنِي ابْنَ مُقَرِّنٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ

۲۶۵۵- تخریج: [استادہ صحیح] أخرجه الترمذی، السیر، باب ماجاء فی الساعة التي يستحب فیها القتال ح: ۱۶۱۳ من حدیث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحیح"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۴۷۳۷ والحاكم علی شرط مسلم: ۱۱۶/۲، ووافقه الذهبي.

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

لَمَّا إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ آخَرَ
تَمَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهْبُ الرِّيَّاحُ
نَزَلَ النَّصْرُ.

فائدہ: سورج ڈھلنے کا وقت اللہ کی طرف سے نزول نصرت کا وقت ہوتا ہے اس وقت میں قتال شروع کرنا مستحب ہے اسی لیے ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھنی مسنون اور رائج ہے۔ آپ ﷺ سے اس وقت چار رکعت نفل پڑھنا بھی وارد ہے۔

المعجم (۱۰۲) - بَابُ: فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ
بَنَ الصَّمْتِ عِنْدَ اللَّقَاءِ (التحفة ۱۱۲)

۲۶۵۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ
: حَدَّثَنَا هِشَامٌ؛ ح : وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ
عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ :
نَحْنُ هِشَامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ،
ن قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ
بِئْرٍ يَكْرَهُونَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ.

۲۶۵۶- حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی ﷺ کے صحابہ قتال کے دوران میں آوازیں
نکلانے کو ناپسند کرتے تھے۔

155

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک ضعیف ہے۔ البتہ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت
فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرفوع نہیں موقوف صحیح ہے۔ ② دوران قتال بے معنی تکبر آمیز ڈینگیں مارنا اور اپنی بڑائی کا
اظہار کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ تاہم مسلمانوں کے حوصلے بڑھانے، بلند رکھنے، آگے بڑھنے کی دعوت دینے اور کفار کو
دبانے کے لیے حسب احوال کچھ کہنا جائز اور مطلوب ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کا یہ رجز دوران قتال ہی کا ہے: [أَنَا
النَّبِيُّ لَا كَذِبَ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ] (صحیح البخاری، الجہاد والسير، حدیث: ۳۰۴۲) ایسے ہی
حضرت سلمہ بن اکوع نے ایک بار اپنے مقابل سے کہا تھا ”یہ لو! اور میں اکوع کا فرزند ہوں۔“ (صحیح البخاری،
الجہاد والسير، حدیث: ۳۰۴۱) اور سب سے افضل عمل اللہ کا ذکر ہے۔

۲۶۵۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ :
لَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ : اشعری رحمہ اللہ سے وہ نبی ﷺ سے اسی کی مثل روایت

۲۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۵۳/۹ من حديث أبي داود به * قتادة والحسن البصري عنهما .
۲۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] * قتادة عنن .

حَدَّثَنِي مَطَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ رَوَيْتَ كَرْتِي هِي۔
أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذَلِكَ.

(المعجم ۱۰۳) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ

يَتَرَجَّلُ عِنْدَ اللَّقَاءِ (التحفة ۱۱۳)

۲۶۵۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَمَّا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ حُتَيْنٍ فَانْكَشَفُوا، نَزَلَ عَنْ بَعْلَتِهِ فَتَرَجَّلَ.

۲۶۵۸- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیل کے دن جب نبی ﷺ کا مشرکین کے ساتھ مقابلہ ہوا اور مسلمان آپ کے پاس سے بھاگ گئے تو آپ اپنے خیر سے نیچے اتر کر پیدل ہو گئے۔

🌞 فائدہ: مجاہد دوران جہاد میں حسب احوال کوئی انداز بھی اختیار کرے روا ہے۔ اور نبی ﷺ سب مسلمانوں سے بڑھ کر بہادری اور عزم و ثبات کے پیکر تھے۔

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ: فِي الْخِيَلِ فِي

الْحَرْبِ (التحفة ۱۱۴)

۲۶۵۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ

وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ابْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللَّهُ، فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ

۲۶۵۹- حضرت جابر بن عتيك رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”غیرت کے کچھ انداز اللہ تعالیٰ کو محبوب اور کچھ ناپسند ہیں اللہ عزوجل کو پسندیدہ غیرت وہ ہے جو شبہ کی بنا پر ہو مگر ایسی غیرت جو بغیر کسی شبہ کے ہو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اسی طرح بڑا کچھ کا اظہار بھی کچھ ایسا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے اور کچھ پسندیدہ ہے۔ پسندیدہ بڑائی کا اظہار وہ ہے جو قتال کے

۲۶۵۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من قال: خذها وأنا ابن فلان، ح: ۳۰۴۲، ومسلم، ح: ۱۷۷۶ من حديث أبي إسحاق به مطولاً.

۲۶۵۹- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب الاختيال في الصدقة، ح: ۲۵۵۹ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۶۶۶، ۳۱۳، والمافظ في الإصابة: ۱/ ۲۱۵، وشواهد عند ابن ماجه: ۱۹۹۶، وابن خزيمة، ح: ۲۴۷۸ وغيرهما.



۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

وقت مجاہد اپنے متعلق کرتا ہے یا صدقہ کرتے وقت ہو اور بڑائی کا اظہار جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ ہے جو ظلم اور تعدی میں ہو۔ ”موسیٰ بن اسلمیل (شیخ ابو داؤد رحمہ اللہ) نے (نا پسندیدہ بڑائی کے اظہار میں) ”نسب میں فخر“ کا بھی ذکر کیا۔

يَا رِبِّيَّةَ، وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللَّهُ فَالْعَبْرَةُ
يَا غَيْرَ رِبِّيَّةَ. وَإِنَّ مِنَ الْخِيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ
لَهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللَّهُ، فَأَمَّا الْخِيَلَاءُ الَّتِي
يُحِبُّ اللَّهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ نَفْسَهُ عِنْدَ الْقِتَالِ
الْخِيَالُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُ
لَهُ عَزَّوَجَلَّ فَاخْتِيَالُ فِيهِ الْبَغْيِ قَالَ
مُوسَى: «وَالْفَخْرُ».

توضیح: ”شہر کی بنا پر غیرت“ اس طرح کہ مثلاً انسان کسی ایسے شخص کو دیکھے جو غیر محرم ہوتے ہوئے اس کی بیوی یا بیٹی وغیرہ کے ساتھ آزادانہ میل جول بڑھاتا ہے اور لمبی مذاق کرتا ہے۔ اس حال میں غیرت کا اظہار مطلوب اور اللہ کو محبوب ہے۔ اور ”غیر کسی شہر کے غیرت“ مثلاً کوئی کسی کی ماں یا بہن سے عقد شری کرنا چاہے تو اس پر غیرت کھانے کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ یہ عمل عین شریعت کا مطلوب ہے۔ ”بڑائی اور تکبر کا اظہار“ کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی ہیبت بڑھانے کے لیے مطلوب و محبوب ہے یوں کہ انسان انتہائی اعتماد و ثبات سے کفار پر حملہ آور ہو اور اس کی چال و حال سے کسی کمزوری یا مرعوبیت کا اظہار نہ ہو۔ اور صدقہ دینے میں بڑائی یہ ہے کہ خوش دلی سے دے اس عمل کو اللہ کا انعام سمجھے اور جو دے اسے کم سمجھے اور فقر و فاقہ کا اندیشہ نہ رکھتا ہو۔

(المعجم ۱۰۵) - بِبَابِ: فِي الرَّجُلِ

باب: ۱۰۵- آدمی جس سے قیدی بن جائے

يُسْتَأْسَرُ (التحفة ۱۱۵)

کا مطالبہ کیا جائے

۲۶۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دس افراد کو بطور جاسوس روانہ کیا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت کو امیر مقرر کیا تو قبیلہ ہذیل کے تقریباً ایک سو تیرا انداز ان کے مقابلے میں آ گئے۔ جب عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو یہ سب ایک ٹیلے کی اوٹ میں ہو گئے (مگر ان کافروں نے ان کو گھیر لیا) اور بولے: ہتھیار پھینک دو اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ہم

۲۶۶۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْنَى بْنُ سَعْدٍ
قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي
مَرْوُ بْنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي
لُؤَيٍّ، [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَشْرَةَ عَيْنًا، وَأَمَرَ
بِهِمْ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ، فَتَقَرَّوْا لَهُمْ

۲۶۶۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: هل يستأسر الرجل؟ ومن لم يستأسر... الخ، ۳۰۴۵ من حديث ابن شهاب الزهري به.

تم سے یہ عہد کرتے ہیں اور پختہ وعدہ ہے کہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کسی کافر کے عہد میں نہیں آتا۔ تو انہوں نے ان مجاہدین کو تیر مارے اور عاصم سمیت سات افراد کو قتل کر دیا، اور تین افراد نے ان کافروں کا عہد و میثاق قبول کر لیا۔ یہ تھے خبیب اور زید بن دہینہ اور ایک اور آدمی (اس کا نام عبد اللہ بن طارق بلوی آیا ہے۔) جب ان کافروں نے ان کو پکڑ لیا تو انہوں نے ان کی کمانوں کی تانتیں کھولیں اور ان سے ان کو باندھ دیا۔ تیسرا آدمی کہنے لگا: یہ پہلا دھوکہ ہے اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں چلوں گا۔ میرے لیے میرے (قتل ہو جانے والے) ساتھی ہی نمونہ ہیں۔ انہوں نے اس کو گھسیٹا مگر اس نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ (اور خبیب اور زید کو انہوں نے مکہ لے جا کر بیچ دیا) حضرت خبیب کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا) چنانچہ خبیب رضی اللہ عنہ (ان کے) قیدی ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ (متعینہ تاریخ سے پہلے) خبیب نے ان سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف بال صاف کر سکیں، جب وہ ان کو قتل کرنے کے لیے لے چلے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے مہلت دو میں دو رکعت ادا کر لوں۔ پھر کہا: قسم اللہ کی! اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ ڈر کے مارے نماز پڑھتا ہے تو میں اور زیادہ پڑھتا۔

هَذَا يَلِي بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامَ، فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ لَجَأَ إِلَى قَرَدٍ فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا، فَقَالَ عَاصِمٌ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدِّثْنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمَكَّنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قَسَبِهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا. قَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ: هَذَا أَوَّلُ الْعَذْرِ وَاللَّهُ! لَا أَصْحَبُكُمْ إِنْ لِي بِهِؤُلَاءِ لِأُسُوءَ فَجَرُّوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوهُ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ فَاسْتَعَارَ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ لِيَقْتُلُوهُ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أَرْكَعَ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ! لَوْ لَا أَنْ تَحْسِبُوا مَا بِي جَزَعًا لَرَدْتُ.

۲۶۶۱- ابن عوف کی سند ہے کہ زہری نے کہا: مجھے

۲۶۶۱- حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا

۲۶۶۱- تخريج: أخرجه البخاري، ح: ۳۰۴۵ عن أبي اليمان به، انظر الحديث السابق.

وَالْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جریث ثقفی نے بیان کیا اور یہ بنی زہرہ کے حلیف اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے اور حدیث بیان کی۔
 نَاصِحًا أَبِي هُرَيْرَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

❦ فوائد و مسائل: ① کفار کی امان یا قید قبول نہ کرنا عزیمت اور قبول کر لینا رخصت ہے۔ ② جہاں تک ہو سکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے جیسے کہ خبیث بن عدی رضی اللہ عنہ نے قبل از شہادت زیناف کی صفائی کا اہتمام کیا۔ ③ نماز ہی وہ بہترین عمل ہے جس کے ذریعے سے بندہ اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اور قتل کیے جانے سے پہلے نماز پڑھنا سب سے پہلے جناب خبیث رضی اللہ عنہ ہی نے شروع کیا ہے۔ ④ حضرت خبیث رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا حارث کے بیٹوں نے حضرت خبیث کو شہید کر کے اپنی آتش انتقام کو بجھانے کا اہتمام کیا۔ حالانکہ جنگ میں مد مقابل حریف کو قتل کرنا اور چیز ہے لیکن حالت امن میں اس کا بدلہ لینا کسی بھی لحاظ سے صحیح نہیں ہے اور کوئی بھی مذہب اس کا قائل نہیں ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - بَابُ فِي الْكُفْمَاءِ

(التحفة ۱۱۶)

۲۶۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَمَلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عِصْحَقٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الرِّمَاءِ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَنُؤَا خَمْسِينَ رَجُلًا، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: «إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطِفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تُحُوا مِنْ مَكَانِكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسَلَ إِلَيْكُمْ نَ رَأَيْتُمُونَا هَرَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَانَاهُمْ فَلَا تُحُوا حَتَّى أُرْسَلَ إِلَيْكُمْ» قَالَ: فَهَرَمَهُمْ . قَالَ: فَأَنَا وَاللَّهِ! رَأَيْتُ النِّسَاءَ يُسَيِّدْنَ

۲۶۶۲ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد والے دن تیر اندازوں کے جھتے پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا ان لوگوں کی تعداد پچاس تھی اور ان سے فرمایا تھا: ”اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمیں اچک رہے ہیں تب بھی تم یہ جگہ نہ چھوڑنا حتیٰ کہ میں تمہیں کوئی پیغام بھیجوں۔ اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کافروں کو شکست دے دی ہے اور ہم ان کو روند رہے ہیں تب بھی تم یہیں رہنا حتیٰ کہ میں تمہیں بلواؤں۔“ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو شکست سے دوچار کر دیا۔ قسم اللہ کی! میں نے دیکھا ان

۲۶۶۱ - تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما يكره من التنازع والاختلاف في الحرب . . . الخ،

۳۰۳۹ من حديث زهير بن معاوية به .

کی عورتیں (پناہ کے لیے) پہاڑ پر چڑھ رہی تھیں۔
عبداللہ بن جبیر کے (تیر انداز) ساتھیوں نے کہا
غنیمت! اے قوم غنیمت! تمہارے ساتھی غالب آ گئے
ہیں، تم کیا دیکھ رہے ہو؟ عبداللہ بن جبیر نے کہا: کیا تم
بھول گئے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا فرمایا تھا!
انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! ہم تو لوگوں کے ساتھ مل کر
غنیمت جمع کریں گے۔ چنانچہ وہ چلے آئے، تو ان کے منہ
پھیر دیے گئے اور شکست سے دوچار ہوئے۔

عَلَى الْجَبَلِ، فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرٍ
الْغَنِيمَةُ أَيُّ قَوْمِ الْغَنِيمَةِ!! ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ
فَمَا تَنْظُرُونَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنْسَيْتُمْ مَا
قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَاللَّهِ! لَنَأْتِيَنَّ
النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَأَتَوْهُمْ فَصَرِفَتْ
وُجُوهُهُمْ وَأَقْبَلُوا مُنْهَرِمِينَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① دشمن پر حملہ کرنے یا اپنے دفاع کے لیے مجاہدین کو کمین گاہ میں چھپنا یا چھپانا جائز اور نظم جہاد کا
ایک اہم حصہ ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پروا نہ کرنے اور مال کی حرص کا نتیجہ شکست کی صورت میں
سامنے آیا جو اگرچہ عارضی تھی۔ اس لیے واجب ہے کہ انسان فرامین رسول ﷺ کو ہر حال میں اولیت اور اولویت
دے تاکہ دنیا اور آخرت کی ہزیمت سے محفوظ رہے۔ ③ شرعی امیر کی اطاعت بھی واجب ہے۔ اور سپہ سالار کی
منسوبہ بندی کے احکام بلا چون و چرا ماننے چاہئیں۔

(المعجم ۱۰۷) - بَابُ: فِي الصَّفُوفِ
(التحفة ۱۱۷)

۲۶۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ:
حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ عَنْ
حَمْرَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ اصْطَفَيْنَا يَوْمَ بَدْرٍ:
«إِذَا أَكْتَبُوكُمْ» - يَعْنِي إِذَا عَشَوُكُمْ -
«فَارْمُوهُمْ بِالْبَلْبَلِ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ».

🌞 فائدہ: دشمن کے مقابلے میں صف بندی عمدہ ہونی چاہیے اور خوب تاک کر نشانہ مارا جائے تاکہ کوئی تیز گولی یا

۲۶۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب: بعد باب فضل من شهد بدراً، ح: ۳۹۸۵، ۳۹۸۴ من حديث
أبي أحمد الزبيري به.

گولہ وغیرہ ضائع نہ ہو۔ اور کسی بھی موقع پر مال کا ضائع کرنا جائز نہیں۔

(المعجم ۱۰۸) - بَابٌ فِي سَلِّ

السُّيُوفِ عِنْدَ اللَّقَاءِ (التحفة ۱۱۸)

باب: ۱۰۸- مکر او کے وقت تلوار سونپنا

۲۶۶۴- حضرت مالک بن حمزہ بن ابی اسید الساعدی

اپنے والد سے وہ دادا (ابو اسید مالک بن ربیعہ انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر والے دن فرمایا: ”جب وہ تمہارے قریب آجائیں (اور تمہاری زد میں ہوں) تب ان پر تیر مارنا اور تلوار بھی اسی وقت سونپنا جب وہ تم پر چھا جائیں۔“ (اور تلوار کی مار پر ہوں۔)

۲۶۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى قَالَ:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَجِيجٍ وَلَيْسَ بِالْمَلْطَطِيِّ عَنْ
مَالِكِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ
بَدْرٍ: «إِذَا أَكْتَبُوكُمْ فَأَرْمُوهُمْ بِالنَّبْلِ، وَلَا
تُلُوا السُّيُوفَ حَتَّى يَغْشَوْكُمْ».

(المعجم ۱۰۹) - بَابٌ فِي الْمُبَارَزَةِ

(التحفة ۱۱۹)

باب: ۱۰۹- جنگ میں مقابلے کے لیے لکارنا

۲۶۶۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ

بدر میں) عتبہ بن ربیعہ سامنے آیا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی آگئے تو اس نے لکارا: کون ہے جو مقابلے میں آئے؟ اس پر انصاری جوان سامنے آئے۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ تو انہوں نے اس کو بتا دیا (کہ ہم انصاری جوان ہیں) اس نے کہا: ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں۔ ہم اپنے چچا زاد چاہتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھو! حمزہ! اٹھو! علی! اٹھو! اے عبیدہ بن حارث! چنانچہ حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کے مقابل

۲۶۶۵- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمرَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ
يُحْيَى إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ، عَنْ
يُحْيَى قَالَ: تَقَدَّمَ - يَعْنِي عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ -
بِعَمَلِهِ ابْنُهُ وَأَخُوهُ فَنَادَى: مَنْ يُبَارِزُ؟
فَتَدَبَّ لَهُ شَبَابٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: مَنْ
يُحَارِبُ؟ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا
بِهِمْ، إِنَّمَا أَرَدْنَا بَنِي عَمَّتِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ
ﷺ: «قُمْ يَا حَمْزَةُ! قُمْ يَا عَلِيُّ! قُمْ يَا عَبِيدَةَ

۲۶۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۵۵/۹ من حديث أبي داود به * إسحاق مجهول (تقريب)،
ك مستور.

۲۶۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۱۷/۱ من حديث إسرائيل به، وسنده ضعيف، وصححه
إمام علي شرط الشيخين: ۱۹۴/۳، وتعقبه الذهبي، وللحديث شواهد في السيرة لابن هشام: ۲۷۷/۲،
واللائل للبيهقي: ۱۳۱/۹ * أبو إسحاق عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور (مقتول کا) منگہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ میں پھر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بھی دریافت کیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور مقتول کا منگہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

بَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمُثَلَّةِ، فَأَتَيْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمُثَلَّةِ.

فائدہ: مقتول کو قتل کرنے کے بعد اس کے اعضا کا نیا یا اس کی شکل بگاڑنا ناجائز ہے اور ایسے ہی قتل سے پہلے بھی یہ عمل ناجائز ہے۔ الایہ کہ قصاص کی کوئی صورت ہو جیسے قبیلہ، عکمل و عرینہ کے لوگوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

باب: ۱۱۱- عورتوں کو قتل کرنا منع ہے

(المعجم ۱۱۱) - بَابُ فِي قَتْلِ

النِّسَاءِ (التحفة ۱۲۱)

۲۶۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی غزوے میں دیکھا گیا کہ ایک عورت کو قتل کیا گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو بہت برا جانا۔

۲۶۶۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ زُهَيْبٍ وَفُتَيْبَةُ بِنْتُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ امْرَأَةً جَدَّتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَتْلَهُ فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ الصَّبِيَّانِ.

۲۶۶۹- حضرت ربیع بن ربیع بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز پر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ دیکھ کر آئے وہ کیوں جمع ہیں؟ وہ

۲۶۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلِيسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا [عُمَرُ] بْنُ الْمُرْقَعِ بْنِ صَفِيٍّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّهِ رَبَاحِ بْنِ رَبِيعٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي

۲۶۶۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب تحريم قتل النساء والصبيان في الحرب، ح: ۱۷۴۴ عن فية، والبخاري، الجهاد والسير، باب قتل الصبيان في الحرب، ح: ۳۰۱۴ من حديث الليث بن سعد به.

۲۶۶۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۲۵ عن أبي الوليد الطليسي به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۸۴۲، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح: ۱۶۵۶ وغيره.

وہ ہو کر آیا اور بتایا: ایک عورت قتل کی گئی ہے اور وہ اس پر جمع ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: ”یہ تو لڑنے والی نہ تھی بلکہ بیان کیا کہ اس فوج کے مقدمہ پر خالد بن ولید تھے۔ آپ نے ایک شخص کو بھیجا کہ خالد سے کہہ دو: ”کہ عورت یا کسی مزدور کو ہرگز قتل نہ کریں۔“

عَزَوَةَ فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ عَلَى شَيْءٍ، فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: انْظُرْ عَلَى مَا اجْتَمَعَ هُؤُلَاءِ، فَجَاءَ فَقَالَ: عَلَى امْرَأَةٍ قَتِيلَةٍ، فَقَالَ: «مَا كَانَتْ هَذِهِ لِبَقَائِلٍ»، قَالَ: وَعَلَى الْمُقَدَّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: «قُلْ لِحَالِدٍ: لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيفًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر عورت کا قاتل میں کوئی عمل دخل نہ ہو تو اس کا قتل جائز نہیں۔ لیکن اگر ثابت ہو کہ وہ کوئی کردار ادا کرتی ہے تو قتل کرنا جائز ہوگا۔ اور یہی حکم گھریلو قسم کے ملازمین اور بوڑھے لوگوں کا ہے۔ ② حدیث میں لفظ مقدمہ مذکور ہے لغت میں مقدمہ کسی بھی چیز کے اگلے حصہ کو کہتے ہیں تو یہاں اس سے مراد فوج کا ہر اوّل دستہ ہے جو آگے آگے چلتا ہے۔



۲۶۷۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْتُلُوا شُبُوحَ الْمُشْرِكِينَ وَاسْتَبَقُوا شَرَحَهُمْ».

۲۶۷۰- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مشرکین کے بوڑھوں کا قتل کرو اور نو عمروں (نابالغ بچوں) کو زندہ رہنے دو۔“

🌞 فائدہ: شبوخ سے ایسے بوڑھے مراد ہیں جن کی جوانی ڈھل چکی ہو مگر لڑنے پر قادر ہوں یا جوانوں کو لڑنے پر ابھارتے ہوں۔

۲۶۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ

۲۶۷۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (یہودیوں کے قبیلہ) بنی قریظہ کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا تھا، وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر

۲۶۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ما جاء في النزول على الحكم، ح: ۱۵۸۳ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه أحمد: ۲۰/۵ عن هشيم به • قتادة مدلس وعنعن.

۲۶۷۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۷/۶ من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في السيرة لاير هشام (بتحقيق): ۲/۲۴۲.

رہی تھی اور اتنا ہنستی تھی کہ اس کے پیٹ اور کمر میں بل پڑ جاتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ بازار میں اس کی قوم کے لوگوں کو قتل کیے جا رہے تھے۔ اچانک ایک پکارنے والے نے اس عورت کا نام پکارا کہ فلائی کہاں ہے؟ وہ کہنے لگی: میں ہوں۔ میں نے پوچھا: تیرا کیا قصہ ہے؟ کہنے لگی: میں نے ایک سازش کا کام کیا ہے۔ چنانچہ وہ پکارنے والا اسے لے گیا اور پھر اس کی گردن مار دی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اسے نہیں بھولی ہوں اور اس پر تعجب ہوتا ہے کہ اسے معلوم تھا کہ وہ قتل ہونے والی ہے مگر وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

جَعْفَرُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ تُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ - تَعْنِي بِنِي قُرَيْظَةَ - إِلَّا امْرَأَةً، إِنَّهَا لَعِنْدِي تُحَدِّثُ: تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ بِالسُّوقِ إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا: أَيْنَ فُلَانَةٌ؟ قَالَتْ: أَنَا، قُلْتُ: وَمَا شَأْنُكَ؟ قَالَتْ: حَدَّثْتُ أَخَدَثُهُ، قَالَتْ: فَأَنْطَلِقَ بِهَا فَضَرَبَتْ عُنُقَهَا، قَالَتْ: فَمَا أَنْسَى عَجَبًا مِنْهَا إِنَّهَا تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَقَدْ عَلِمَتْ أَنَّهَا تُقْتَلُ.

فائدہ: علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس عورت نے نبی ﷺ کو گالی دی تھی اس وجہ سے اسے قتل کیا گیا تھا۔ اور شامہ رسول کی یہی سزا ہے۔

۲۶۷۲- حضرت صعب بن جشمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ مشرکین کے گھروالوں کا کیا حکم ہے جبکہ ان پر شب خون مارا جاتا ہے تو چھوٹے بچے اور عورتیں بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ بھی انہی میں سے ہیں۔“ اور عمرو (بن دینار) کہا کرتے تھے: ”وہ بھی اپنے آباء میں سے ہیں۔“ زہری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا تھا۔

۲۶۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الشَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَبْتَغُونَ فَيْصَابُ مِنْ ذُرَارِيهِمْ وَنِسَائِهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هُمْ مِنْهُمْ»، وَكَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ يَقُولُ: «هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ». قَالَ الزُّهْرِيُّ: ثُمَّ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ.

۲۶۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أهل الدار يبتغون فيصاب الولدان والذري، ح: ۳۰۱۲، ومسلم، الجهاد، باب جواز قتل النساء والصبيان في البيات من غير تعمد، ح: ۱۷۴۵ من حديث سفیان بن عیینہ بہ.

فائدہ: عورتوں اور بچوں کو عداً قتل کرنا منع ہے اور شب خون وغیرہ میں جب تمیز کرنا مشکل ہو تو معاف ہے۔ یا جب بڑوں تک پہنچنے کے لیے ان کو قتل کرنا پڑے تو جائز ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا تھا۔“ کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔

(المعجم ۱۱۲) - **بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ حَرْقِ الْعَدُوِّ بِالنَّارِ** (التحفة ۱۲۲)

باب: ۱۱۲- دشمن کو آگ میں جلانا جائز ہے
۲۶۷۳- محمد بن حمزہ اسلمی اپنے والد (حمزہ بن عمر اسلمی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دستے کا امیر بنایا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تمہیں فلاں شخص مل جائے تو اس کو آگ سے جلادینا۔“ میں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے مجھے بلایا میں آپ کے پاس واپس آیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تم فلاں کو پاؤ تو اسے قتل کر دینا“ جلانا نہیں بلاشبہ آگ سے عذاب آگ کا رب ہی دے سکتا ہے۔“

۲۶۷۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعِينَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَزَائِمِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ عَلَى سَرِيَّةٍ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فِيهَا وَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا فَأَحْرِقُوهُ بِالنَّارِ» فَوَلَّيْتُ فَنَادَانِي فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا فَأَقْتُلُوهُ وَلَا تُحْرِقُوهُ فَإِنَّهُ لَا يُعَذَّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ».

۲۶۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا: ”اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ.....“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۲۶۷۴- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ وَفُتَيْبَةُ أَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا وَفُلَانًا» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

فائدہ: کسی قیدی یا مجرم کو آگ سے جلانا جائز اور حرام ہے البتہ جنگی مصالح کے پیش نظر قلعوں اور عمارتوں وغیرہ کو جلانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہی حکم گولہ بارود اور بمباری کا ہے اور اس کی زد میں اگر کوئی آجائے تو معاف ہے۔

۲۶۷۳- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۹۴/۳ عن سعيد بن منصور به، وهو في السنن له، ح: ۲۶۴۳ باختلاف يسير، وصححه الحافظ في فتح الباري: ۱۴۹/۶.

۲۶۷۴- **تخریج:** أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: لا يعذب بعذاب الله، ح: ۳۰۱۶ عن قتبية به.

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۶۷۵- حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے تو چڑیا آئی اور (بچوں کے اوپر ارد گرد) منڈلانے لگی۔ نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”کس نے اس کو اس کے بچوں سے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔“ (ایک دوسرے موقع پر) آپ نے دیکھا کہ چوٹیوں کے بڑے بل کو ہم نے جلا ڈالا ہے؟ آپ نے پوچھا: ”اس کو کس نے جلایا ہے؟“ ہم نے کہا: ہم نے جلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”آگ کے رب کے سوا کسی کو رو نہیں کہ آگ سے عذاب دے۔“

۲۶۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ يَسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي صَالِحٍ: عَنْ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَفْرٍ فَأَنْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمْرَةً مَعَهَا رُحَّانٍ فَأَخَذْنَا فَرَحَيْنَهَا، فَجَاءَتِ الْحُمْرَةُ فَجَعَلَتْ تَقْرُسُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ جَمَعَ هَذِهِ بَوْلَيْدَهَا، رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا»، وَرَأَى قَرْيَةً تَمَلُّ قَدْ حَرَقْنَاهَا فَقَالَ: «مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ، قَالَ: «إِنَّهُ لَا يُعْنِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ».

فائدہ: انسان تو انسان جانوروں کو بھی خواہ موذی ہی ہوں آگ سے جلاتا جائز نہیں۔

باب: ۱۱۳- جہاد میں غنیمت سے ملنے والے نصف یا پورے حصے کے بدلے جانور کرائے پر دینا

(المعجم ۱۱۳) - بَابُ: فِي الرَّجْلِ يُكْرِي دَابَّتَهُ عَلَى التَّصْفِ أَوْ السَّهْمِ (التحفة ۱۲۳)

۲۶۷۶- حضرت واہلہ بن اسحق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اعلان جہاد فرمایا تو میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا واپس آیا تو

۲۶۷۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيِّ أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو زُرْعَةَ يَحْيَى

۲۶۷۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۲۳۹/۴ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وصححه، ووافقه له، وللحديث طريق آخر عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ۳۸۲.

۲۶۷۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۸/۹ من حديث أبي داود، والطبراني في الكبير: ۸۱، ۸۰/۲۲ حديث محمد بن شعيب به * عمرو بن عبد الله الحضرمي وثقه العجلي وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة حسن أبدًا.

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا پہلا قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ میں مدینے میں گھومنے لگا اور اعلان کرتا تھا: کوئی ہے جو ایک آدمی کو اپنے ساتھ سوار کرائے اور اس کی غنیمت کا حصہ پائے؟ تو ایک انصاری بوڑھے نے کہا: اس کی غنیمت کا حصہ ہمارا ہوگا اور ہم اسے باری سے اپنے ساتھ سوار کرائیں گے اور وہ کھانا بھی ہمارے ساتھ کھائے گا؟ میں نے کہا: بہت بہتر۔ اس نے کہا: تو چلیے اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ۔ چنانچہ میں ایک بہترین ساتھی کے ساتھ روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ اللہ نے ہمیں مال غنیمت سے بہرہ ور فرمایا اور مجھے کچھ اونٹنیاں ملیں۔ میں انہیں اپنے ساتھی کے پاس ہانک لایا، چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے کجاوے پر پچھلے حصے پر بیٹھا اور مجھے کہا: انہیں چلاؤ کہ میں انہیں پیچھے کی طرف سے دیکھوں۔ پھر کہا: انہیں چلاؤ کہ میں انہیں آگے کی طرف سے دیکھوں۔ وہ بولا: تمہاری اونٹنیاں بہت عمدہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: یہ تو آپ کی غنیمت ہیں جس کی میں آپ سے شرط کر چکا ہوں۔ اس نے کہا: بھتیجے! اپنی اونٹنیاں لے جاؤ، ہم نے تیرے دوسرے حصے کا ارادہ کیا ہے۔ (اجرو ثواب میں حصے داری کا۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر کوئی غازی اس طرح کا معاملہ کرے تو جائز ہے۔ ② اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس امتیازی وصف کے ایک نمونے کا ذکر ہے جو ان میں عام تھا، وہ یہ کہ وہ دنیوی منفعت کے مقابلے میں اخروی اجر و ثواب کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

باب: ۱۱۴- قیدی کو باندھنا

(المعجم ۱۱۴) - بَابُ: فِي الْأَسِيرِ
يُوثَقُ (التحفة ۱۲۴)



۲۶۷۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ قَالَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «عَجِبَ رَبُّنَا تَعَالَى مِنْ قَوْمٍ يُقَادُونَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي السَّلَاسِلِ» .

۲۶۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ہمارے رب عزوجل کو ایسے لوگوں پر تعجب آتا ہے جو ننجیروں میں جکڑے جنت کی طرف لے جائے جائیں گے۔“

☀ توضیح: یعنی کچھ لوگ بحالت کفر قید ہو جاتے ہیں پھر ہدایت پا کر مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان شاء اللہ جنت میں جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ قیدی کو باندھ لینا جائز ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مسلمان کفار کی قید میں وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو وہ اسی حالت میں اٹھائے جائیں گے۔

۲۶۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنُ أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ مَكِيثٍ قَالَ : بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ غَالِبِ اللَّيْثِيِّ فِي سَرِيَّةٍ وَكُنْتُ فِيهِمْ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْتُوا الْغَارَةَ عَلَى بَنِي الْمُلُوحِ بِالْكَدِيدِ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيدِ لَقِينَا الْحَارِثَ بْنَ الْبَرصَاءِ اللَّيْثِيَّ فَأَخَذَنَا فَقَالَ : إِنَّمَا جِئْتُ أُرِيدُ الْإِسْلَامَ، وَإِنَّمَا خَرَجْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا : إِنْ تَكُ مُسْلِمًا لَمْ يَضُرَّكَ رِبَاطُنَا

۲۶۷۸- حضرت جندب بن مکیت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن غالب لثی رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ دے کر روانہ کیا، میں ان لوگوں میں شامل تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ مقام کدید میں بنی ملوح پر (ہر طرف سے) چڑھائی کرنا، چنانچہ ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ مقام کدید پر پہنچ گئے۔ ہم کو حارث بن برصاء لثی ملا، ہم نے اس کو پکڑ لیا۔ اس نے کہا: میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں جانے کی نیت ہی سے نکلا ہوں۔ ہم نے اس سے کہا: اگر تو فی الواقع مسلمان ہے تو ہمارا تجھے ایک دن اور رات کے لیے باندھ لینا تیرے لیے کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔ اور اگر تو ایسے نہ ہو تو (تجھے باندھ کر) ہم تیری طرف سے بے فکر

۲۶۷۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۰۲/۲ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البخاري، ۳۰۱۰ من حديث محمد بن زياد به.

۲۶۷۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۶۷/۳ من حديث محمد بن إسحاق به مطولاً، وصرح بالسماع * مسلم بن عبد الله بن خبيب الجهني مجهول (تقريب)، وفيه علة أخرى * عبد الله بن غالب صوابه غالب بن عبد الله كما في السيرة لابن هشام: ۴/۲۵۷، ۲۵۸ وغيرها.

يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ نَسْتَوْثِقُ هُوَ جَائِلٌ گے۔ چنانچہ ہم نے اس کو رسی سے جکڑ لیا۔
مِنْكَ، فَشَدَدْنَاهُ وَثَاقًا.

۲۶۷۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک جہادی دستہ روانہ فرمایا۔ وہ قبیلہ بنو ضیفہ کا ایک آدمی پکڑ لائے جس کا نام ثمامہ بن اثمال تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور پوچھا: ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ (یا تیرا کیا خیال ہے؟) اس نے کہا: اے محمد! میرے پاس خیر ہے۔ اگر تم نے قتل کیا تو ایک خون والے کو قتل کرو گے۔ اور اگر احسان کرو گے تو ایک شکر گزار پر احسان کرو گے۔ اگر آپ کو مال کی ضرورت ہو تو کہیے جتنا چاہتے ہو ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا۔ اگلے دن ہوا تو آپ نے اس سے پھر پوچھا: ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ (یا تیرا کیا خیال ہے؟) تو اس نے پہلے جیسی بات دہرائی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا۔ حتیٰ کہ اگلے دن ہوا تو بھی یہی مکالمہ ہوا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثمامہ کو آزاد کر دو۔“ چنانچہ وہ چلا گیا اور مسجد کے قریب نخلستان میں پہنچا وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجد میں واپس آ گیا اور کہنے لگا: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دے

۲۶۷۹- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ

الْمُصَرِّفِيُّ وَقُتَيْبَةُ - قَالَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا
اللِّثْبِيُّ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ
سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي
حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بْنُ أَثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ
الْيَمَامَةِ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي
الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ:
«مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟» قَالَ: عِنْدِي
يَا مُحَمَّدُ! خَيْرٌ، إِنْ تَقْتُلُ تَقْتُلُ ذَا دَمٍ، وَإِنْ
تُنْعِمُ تُنْعِمُ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ
الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ الْغَدُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: «مَا
عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟» فَأَعَادَ مِثْلَ هَذَا الْكَلَامِ،
فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ
فَذَكَرَ مِثْلَ هَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ»، فَأَنْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ
مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ فِيهِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ
فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ [سَاقًا] الْحَدِيثُ.



۲۶۷۹- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب دخول المشرك المسجد، ح: ۴۶۹، ومسلم، الجهاد والسير

باب ربط الأسير وحبه وجواز المن عليه، ح: ۱۷۶۴ عن قتيبة به.

جہاد کے مسائل

ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ اور دونوں نے پوری حدیث بیان کی۔

قال عیسیٰ: أخبرنا اللیثُ وقال: ذَا ذِمٍّ. عیسیٰ بن حماد نے کہا: ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی تو اس میں [إِنْ تَقْتُلُ تَقْتُلُ ذَا ذِمٍّ] کی بجائے [ذَا ذِمٍّ] کے لفظ بیان کیے۔ (اگر قتل کیا تو ایک صاحب ذمہ اور احترام والے کو قتل کرو گے) (مفہوم دونوں کا یہ ہے کہ میری قوم بدلہ لے گی۔)

فوائد و مسائل: ① مصلحت کے تحت کافر کو مسجد میں آنے یا باندھنے کی رخصت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے حسن عبادات اور حسن عادات نے ایک جنگی قیدی کو بلا جبر و اکراہ اسلام کا قیدی بنا لیا۔ اور یہ دلیل ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا ہے۔

171

۲۶۸۰- حضرت یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارہ سے روایت ہے کہ بدر کے قیدیوں کو جب لایا گیا تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا آل عفراء کے پاس یعنی عفراء کے صاحبزادوں عوف اور معوذ کے ہاں بٹھری ہوئی تھیں جہاں کہ ان کے اونٹوں کا بازار تھا۔ اور یہ امہات المومنین پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ سودہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں (آل عفراء) کے ہاں تھی جب میں (وہاں سے) آئی تو مجھے بتایا گیا کہ قیدی لائے گئے ہیں۔ میں اپنے گھر لوٹی تو رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور ابو یزید سمیل بن عمرو بھی حجرے کے کونے میں پڑا تھا۔ ایک رسی سے اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔..... پھر باقی حدیث بیان کی۔

۲۶۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْقُضَلِيِّ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَّارَةَ قَالَ: قَدِمَ بِالْأَسَارَى جَيْنَ قَدِمَ بِهِمْ سُودَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ عِنْدَ آلِ عَفْرَاءَ فِي مَنَاجِيهِمْ عَلَى عَوْفٍ وَمُعَوِّذِ ابْنَيْ عَفْرَاءَ. قَالَ: وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ عَلَيْهِنَ الْحِجَابُ قَالَ: تَقُولُ سُودَةُ: وَاللَّهِ! إِنِّي بَيْنَهُمْ إِذْ أَتَيْتُ فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ الْأَسَارَى لَمْ أَتِ بِهِمْ، فَزَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِ، وَإِذَا أَبُو يَزِيدَ - سُهَيْلُ بْنُ

۲۶۸۰- تخريج: [إسناده حسن] * يحيى روى هذا الحديث عن سودة كما هو الأظهر.

عَمِّرُو - فِي نَاحِيَةِ الْحُجْرَةِ مَجْمُوعَةٌ يَدَّاهُ
إِلَى عُنُقِهِ بِحَبْلٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ .

قال أبو داود: وهما قتلا أبا جهل
ابن هشام وكانا انتدبا له ولم يعرِفاه
أبو داود رحمه الله فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے (عوف
اور معوذ نے) ابو جہل بن ہشام کو قتل کیا تھا۔ یہ اس کی
طرف بڑھے تھے مگر پہچانتے نہ تھے اور خود بدر کے روز
شہید ہو گئے تھے۔

فائدہ: ابو جہل کے قتل میں عفراء کے دو صاحبزادوں معاذ اور معوذ کے علاوہ معاذ بن عمرو بن جموح اور عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے۔ امام ابو داود رحمہ اللہ اور ابن سعد نے عوف بن عفراء کا نام بھی شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ
نے ان روایات میں جمع و تطبیق دیتے ہوئے لکھا ہے کہ معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء نے پہلے مل کر حملہ کیا
پھر معوذ بن عفراء نے بھی اس کو گھائل کیا اور آخر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کیا۔ (فتح الباری،
کتاب المغازی، باب: قتل ابی جہل، حدیث: ۳۹۶۳ والرحیق المختوم) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا
تذکرہ حدیث: ۲۷۰۹ میں آ رہا ہے۔



(المعجم ۱۱۵) - بَابُ: فِي الْأَسِيرِ
يُنَالُ مِنْهُ وَيُضْرَبُ [وَيُقَرَّرُ] (التحفة ۱۲۵)

باب: ۱۱۵- قیدی کو مار پیٹ اور ڈانٹ
ڈپٹ کر مارنا اور اقرار کرانا

۲۶۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَدَبَ أَصْحَابَهُ فَاَنْطَلَقُوا إِلَى
بَدْرٍ فَإِذَا هُمْ بِرَوَايَا قُرَيْشٍ فِيهَا عَبْدُ أُسُودَ
لِبَنِي الْحَجَّاجِ، فَأَخَذَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ أَيْنَ أَبُو سُفْيَانَ؟
فَيَقُولُ: وَاللَّهِ! مَا لِي بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ عِلْمٌ،
وَلَكِنْ هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ جَاءَتْ فِيهِمْ أَبُو
جَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةُ بْنُ
خَلْفٍ، فَإِذَا قَالَ لَهُمْ ذَلِكَ ضَرَبُوهُ فَيَقُولُ:

۲۶۸۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا اور پھر بدر کی طرف
روانہ ہوئے۔ تو اچانک انہیں قریش کے اونٹ ملے جن
پر وہ پانی ڈھوتے تھے ان میں بنی حجاج کا کالے رنگ کا
ایک غلام بھی تھا، صحابہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس سے تفتیش
کرنے لگے کہ ابوسفیان کہاں ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم!
مجھے اس کے معاملے کی کوئی خبر نہیں، لیکن یہ اہل
قریش آئے ہیں ان میں ابو جہل، ربیعہ کے دونوں بیٹے
عتبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔ جب وہ صحابہ کو
بات کہتا تو وہ اسے مارنے لگتے۔ پس وہ کہتا: مجھے چھوڑو

۲۶۸۱- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة بدر، ح: ۱۷۷۹ من حديث حماد بن سلمة به مختصراً.

مجھے چھوڑ دیتا ہوں۔ جب اسے چھوڑ دیتے تو کہتا: اللہ کی قسم! مجھے ابوسفیان کا کوئی علم نہیں، لیکن یہ اہل قریش آئے ہیں ان میں ابوجہل ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ سب سن رہے تھے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ تمہیں سچ کہتا ہے تو تم مارنے لگتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہو یہ قریش کے لوگ ابوسفیان ہی کو بچانے کے لیے آئے ہیں۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی“ اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ ”کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی۔“ اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ ”کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی۔“ اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ انس کہتے ہیں: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان نامزد لوگوں میں سے کوئی ایک بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کی جگہ سے ادھر ادھر نہ ہوا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے ان مقتولوں کے متعلق حکم دیا تو انہیں ناگوں سے پکڑ پکڑ اور گھسٹ گھسٹ کر بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔

دَعُونِي، دَعُونِي أَخْبِرْكُمْ فَإِذَا تَرَكُوهُ قَالَ: وَاللَّهِ! مَا لِي بِأَبِي سَفْيَانَ مِنْ عِلْمٍ، وَلَكِنْ هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ فِيهِمْ أَبُو جَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ قَدْ أَقْبَلُوا وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَسْمَعُ ذَلِكَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّكُمْ لَتَضْرِبُونَهُ إِذَا صَدَقَكُمْ وَتَدْعُونَهُ إِذَا كَذَبَكُمْ، هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ لِيَتَمَنَّعَ أَبَا سَفْيَانَ»، قَالَ أَنَسٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ غَدًا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، «وَهَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ غَدًا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، «وَهَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ غَدًا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا جَاوَزَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأُخِذَ بِأَرْجُلِهِمْ، فَسُجِبُوا، فَأُلْقُوا فِي قَلْبِ بَدْرٍ.

نوافذ و مسائل: ① احوال و مصالح کے پیش نظر قیدی کو مارنا پیٹنا اور اس طریقے سے حقائق اگلوں ایک مطلوب اور جائز امر ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات کچھ خیریں وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی دے دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان امور کی اطلاع دی جاتی تھی۔ قرآن مقدس میں ہے: ﴿وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳-۴) ③ اس حدیث میں حربی کافروں کے مقتولوں کا عدم احترام بھی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۱۶) - بَابُ: فِي الْأَسِيرِ
يُكْرَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ (التحفة ۱۲۶)

باب: ۱۱۶- اسلام قبول کرنے کے لیے قیدی
پر جبر کرنا مناسب نہیں

۲۶۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي السَّجِسْتَانِيَّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَهَذَا لَفْظُهُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ الْمَرْأَةُ تَكُونُ مِثْلًا تَفْتَجَعُلُ عَلَى نَفْسِهَا إِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ أَنْ تُهَوِّدَهُ، فَلَمَّا أُجْلِيَتْ بَنُو النَّصِيرِ كَانَ فِيهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: لَا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ [البقرة: ۲۵۶].

۲۶۸۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا: جب کوئی عورت ایسی ہوتی کہ اس کے بچے زندہ نہ رہتے تو وہ نذر مان لیا کرتی تھی کہ اگر اس بچہ زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنا ڈالے گی۔ سو جب بنی نصیر کو مدینے سے جلا وطن کیا گیا تو ان میں انصاریوں کے لڑکے بھی تھے۔ (جو اس قسم کی نذر کے تحت یہودی بنائے گئے تھے) انہوں نے کہا: ہم اپنے بچوں کو نصیر چھوڑیں گے (ان کے ساتھ نہیں جانے دیں گے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ ”دین میں کوئی جبر واکرا نہیں۔ ہدایت، گمراہی کے مقابلے میں واضح اور نمایاں ہو چکی ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْمِثْلَةُ الَّتِي لَا يَعْيشُ لَهَا وَلَدٌ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [الْمِثْلَةُ] وہ عورت ہوتی ہے جس کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں۔

☀ فائدہ: اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں جبر واکراہ کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ جہاد کا حکم اور عمل اشاعت اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ہے نہ کہ لوگوں کو اسلام پر مجبور کرنے کے لیے۔

(المعجم ۱۱۷) - بَابُ قَتْلِ الْأَسِيرِ وَلَا يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ (التحفة ۱۲۷)

باب: ۱۱۷- قیدی کو اسلام کی دعوت دیے بغیر قتل کر ڈالنے کا مسئلہ

۲۶۸۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۶۸۳- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان

۲۶۸۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱۰۴۸ من حديث شعبة به.

۲۶۸۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الحكم في المرتد، ح: ۴۰۷۲ من حديث أحمد بن المفضل به.

ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی تھی۔ راوی نے ان کے نام گنوائے۔ اور ابن ابی سرح بھی تھے۔ اور حدیث بیان کی۔ ابن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان کے ہاں چھپ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو عثمان رضی اللہ عنہ (ابن ابی سرح) کو لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا کر دیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! عبد اللہ کی بیعت قبول فرما لیجیے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا ان کی طرف دیکھا تین بار اس طرح ہوا آپ نے ہر بار اس کا انکار فرمایا۔ تیسری بار کے بعد آپ نے ان سے بیعت فرمائی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہ تھا جو اس کی طرف اٹھتا“ جب دیکھا کہ میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے تو اس کو قتل کر دیتا؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے جی میں کیا ہے؟ آپ اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ”نبی کو لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خاکن ہو۔“

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرِ قَالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ آمَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْني النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةً نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَسَمَاهُمْ وَابْنُ أَبِي سَرْحٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: وَأَمَّا ابْنُ أَبِي سَرْحٍ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! بَايَعَ عَبْدُ اللَّهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى [أَعْلِيهِ]، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «أَمَّا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ وَشَيْدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَأَيْتُ كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ، فَيَقْتُلُهُ»، فَقَالُوا: مَا بَدَّرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا فِي نَفْسِكَ إِلَّا أَوْمَاتٌ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَتَّبِعِي نَبِيٌّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةٌ الْأَعْيُنُ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبد اللہ (بن ابی سرح) حضرت عثمان کے رضاعی بھائی تھے۔ اور ولید بن عقبہ حضرت عثمان کے ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ انہوں نے جب شراب پی تھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو حد لگائی تھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ أَخَا عُثْمَانَ مِنَ الرِّضَاعَةِ وَكَانَ الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ أَخَا عُثْمَانَ لِأُمِّهِ وَضَرَبَهُ عُثْمَانُ الْحَدَّ إِذْ شَرِبَ الْخَمْرَ.

فوائد و مسائل: ① چونکہ یہ لوگ جنگی مجرم تھے اور اسلام کی شہرت ہی ان کے لیے اسلام کی دعوت تھی اس لیے ان کے بارے میں حکم تھا کہ جہاں ملیں ان کو قتل کر دیا جائے خواہ کعبہ کے پردوں ہی کے ساتھ کیوں نہ چمٹے ہوئے ہوں۔

اور یہ کئی افراد تھے۔ عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن نخل، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ (ان کے علاوہ اور بھی کئی لوگ تھے۔) اور عورتوں میں ابن نخل یا مقیس بن صبابہ کی لونڈیاں قریبہ اور فرتی (علاوہ ازیں اور بھی عورتوں کے نام آتے ہیں۔) عبداللہ بن نخل کو کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا پایا گیا اور وہیں قتل کر دیا گیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں جالیا اور قتل ہوا۔ عکرمہ بھاگ کر کشتی میں سوار ہو گئے اور قتل ہونے سے بچ گئے۔ پھر بعد میں حاضر خدمت ہوئے اور اسلام لے آئے جو قبول کر لیا گیا۔ اور بڑے مخلص مسلمان ثابت ہوئے۔ عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق آتا ہے کہ یہ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کے کاتب تھے مگر مرتد ہو گئے، ان پر شدت اور سختی کی وجہ یہی تھی۔ بعد میں انہوں نے بھی دوبارہ اسلام قبول کر لیا تھا۔ عورتوں میں یہ لونڈیاں رسول اللہ ﷺ کی جو کیا (نذمت میں شعر پڑھا) کرتی تھیں۔ قریبہ قتل کی گئی تھی جبکہ فرتی بھاگ نکلی اور بعد میں اسلام قبول کیا۔ ⑤ آنکھ سے چھپا اشارہ کرنا، آنکھ کی خیانت مجرمانہ ہے جو نبی کے لیے خصوصاً اور مومن کے لیے عموماً درست نہیں۔ (نیز دیکھیے: سنن ابی داؤد، الجنازہ حدیث: ۳۱۹۳)



۲۶۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدٍ: أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: «أَرْبَعَةٌ لَا أَوْمُنُهُمْ فِي حِلٍّ وَلَا حَرَمٍ»، فَسَمَّاهُمْ. قَالَ: وَقَفَيْنَيْنِ كَانَتَا لِمَقِيسٍ فَقَتَلْتَا إِحْدَاهُمَا وَأَفْلَتَتِ الْأُخْرَى فَأَسْلَمَتْ.

۲۶۸۳- عمرو بن عثمان بن عبد الرحمن بن اپنے دادا سے وہ اپنے والد سے (سعید بن یزید مخزومی رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا: ”چار اشخاص کو میں حل یا حرم میں (حدود حرم میں یا اس سے باہر کہیں بھی) پناہ نہیں دیتا۔“ چنانچہ ان کے نام گنوائے۔ اور دو لونڈیاں تھیں جو گانے بجانے کا کام کرتی تھیں اور مقیس کی ملکیت تھیں ایک کو قتل کر دیا گیا اور دوسری بھاگ نکلی اور بعد میں اسلام لے آئی۔

۲۶۸۵- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ أَفْهَمْ إِسْنَادَهُ مِنْ ابْنِ الْعَلَاءِ كَمَا أَحْبَبُ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: میں اس حدیث کی سند (اپنے شیخ) محمد بن علاء سے کما حقہ نہیں سمجھ سکا تھا۔

۲۶۸۵- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ بِهِ

۲۶۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۶/ ۶۶، ح: ۵۵۲۹ من حديث زيد بن حباب به عمرو بن عثمان وثقه ابن حبان وحده فهو مجهول الحال.

۲۶۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ۱۳۵۷ عن القعني، والبخاري، الجهاد والسير، باب قتل الأسير وقتل الصبر، ح: ۳۰۴۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/ ۴۲۳.

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

من ابن شہاب، عن أنس بن مالك: أن رسول الله ﷺ دخل مكة عام الفتح وعلى رأسه المغفر فلما نزعته جاءه رجل، فقال: ابن خطلٍ متعلق بأشتار الكعبة فقال: «افتلوه».

ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔ جب آپ نے اسے اتارا تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو قتل کر ڈالو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ ابْنِ خَطْلٍ: عَبْدُ اللَّهِ وَكَانَ أَبُو بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيُّ قَتَلَهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن خطل کا نام عبد اللہ تھا اور حضرت ابو بزرہ اسلمی رحمہ اللہ نے اس کو قتل کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا خود پہنے ہوئے مکہ میں داخل ہونا دلیل ہے کہ حج و عمرہ کے علاوہ حسب احوال انسان بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ ② ابن خطل پہلے مسلمان ہو گیا تھا اس کو رسول اللہ ﷺ نے کسی کام سے بھیجا اور ایک انصاری کو بطور خادم اس کے ساتھ روانہ کیا اس سے کوئی تقصیر (غلطی) ہوئی تو اس نے اس انصاری کو قتل کر ڈالا اور اس کا مال لوٹ لیا اور مرتد ہو گیا۔ سو اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کو امان نہ دی اور قتل کرنے کا حکم دیا۔

(المعجم ۱۱۸) - بَابُ: فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ صَبْرًا (التحفة ۱۲۸)

باب: ۱۱۸- قیدی کو باندھ کر قتل کرنا

۲۶۸۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَرَادَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ أَنْ يَسْتَعْمَلَ مَسْرُوقًا، فَقَالَ لَهُ عُمَارَةُ بْنُ عُقْبَةَ: ائْتَمِعْ رَجُلًا مِنْ بَقَايَا قَتْلَةِ عُثْمَانَ؟ فَقَالَ لَهُ مَسْرُوقٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ،

۲۶۸۶- جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: ضحاک بن قیس نے ارادہ کیا کہ مسروق کو عامل بنائے۔ تو عمارہ بن عقبہ نے کہا: کیا تم ایسے آدمی کو عامل بنانا چاہتے ہو جو عثمان رحمہ اللہ کے قاتلوں میں سے باقی رہ گیا ہے؟ تو مسروق نے اس سے کہا: ہمیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے بیان کیا اور وہ ہمارے نزدیک حدیث بیان کرنے میں معتبر تھے کہ نبی ﷺ نے جب تیرے باپ (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس (عقبہ)

۲۶۸۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۳۹۷/۶ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق كثيرة في "العقد التمام في تخريج السيرة لابن هشام"، ص: ۲۶۵ (بسر الله لي طبعه) * إبراهيم النخعي مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة كلها.

وَكَانَ فِي أَنْفُسِنَا مَوْتُوَقَ الْحَدِيثِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا أَرَادَ قَتْلَ أَبِيكَ، قَالَ: مَنْ لِلصَّبِيَّةِ؟ قَالَ: «النَّارُ»، فَقَدْ رَضِيتُ لَكَ مَا رَضِيَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

نے کہا: میرے بچوں کا کفیل کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”آگ“ سو میں بھی تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جسے تیرے لیے رسول اللہ ﷺ نے پسند کیا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① عقبہ بن ابی معیط بڑا بد بخت انسان تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں بہت بڑھ گیا تھا اور اسی نے رسول اللہ ﷺ پر دوران نماز میں اونٹ کی اوجھ ڈالی تھی۔ اسے بدر سے واپسی پر راستے میں قتل کیا گیا۔ اسے باندھ کر قتل کیا گیا تھا جیسا کہ فتح الباری میں صراحت ہے۔ اور یہی بات اس باب میں محل استشہاد ہے۔ (عون المعبود) اس کے ساتھ دو اور بھی تھے طعیمہ بن عدی اور نصر بن حارث۔ ② مجرم یا قیدی کو قتل کرنا ہو تو اس کا دور سے نشانہ لینے کی بجائے تلوار سے سر قلم کر دیا جائے یا پھانسی دے دی جائے۔

(المعجم ۱۱۹) - بَابُ: فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ
بِالتَّبَلِّ (التحفة ۱۲۹)

۲۶۸۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِّ، عَنْ ابْنِ تَعْلَى قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأَتَيْتِ بَارِبَعَةَ أَعْلَاجٍ مِنَ الْعُدُوِّ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَتَلُوا صَبْرًا.

۲۶۸۷- (عبید) ابنِ تعلی کی روایت ہے کہ ہم نے عبدالرحمن بن خالد بن ولید کی معیت میں جہاد کیا۔ ان کے سامنے دشمن کافر کے چار افراد لائے گئے جو غمی تھے اور بڑے طاقتور تھے۔ پس انہوں نے حکم دیا اور انہیں بندھے بندھے قتل کر دیا گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ لَنَا غَيْرُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: بِالتَّبَلِّ صَبْرًا، فَبَلَغَ ذَلِكَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةٌ مَا

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ابن وہب کے شاگرد سعید کے علاوہ دوسروں نے ہمیں یوں بیان کیا کہ ”ان کو تیرے مارا گیا جبکہ وہ بندھے ہوئے تھے۔“ حضرت ابو ایوب انصاری رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے: آپ اس طرح قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (ابو

۲۶۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۲۲/۵ من حديث ابن وهب به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۱۶۶۷ * بكير بن عبدالله بن الأشج رواه عن أبيه عن عبيد بن تعلق به، وأبو له لم يوثقه غير ابن حبان.

۷- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

صَبَرْنَهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ
تَحَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، فَأَعْتَقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ.
میری جان ہے! اگر ایک مرغی بھی ہو تو اس کو باندھ کر نہ
ماروں۔ جناب عبدالرحمن بن خالد کو یہ خبر پہنچی تو انہوں
نے چار گردنیں آزاد کیں۔

☀ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے حجت نہیں۔ حربی کافروں کو ہر طرح سے 'حسب ضرورت' قتل کیا جا
سکتا ہے، صرف مثلاً کرنا منع ہے۔

(المعجم ۱۲۰) - بَابُ: فِي الْمَنْ عَلَى
الْأَسِيرِ بِغَيْرِ فِدَاءٍ (التحفة ۱۳۰)
باب: ۱۲۰- فدیہ لیے بغیر احسان کرتے
ہوئے قیدی کو ویسے ہی رہا کر دینا

☀ فائدہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَنتَحَسَمْتُمْهُمْ
فُتِّدُوا الْوَيْثَاقَ فَمَا مَتَا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءٌ حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (محمد: ۴) ”جب کافروں سے
گھسان کا رن پڑے تو ان کی گردنوں پر وار کر دو جب ان کو خوب کاٹ چکو تو اب خوب مضبوط باندھ کر قید کر لو پھر
اختیار ہے خواہ احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ (عوض اور بدل) لے کر یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔“

۲۶۸۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ:
أَنَّ ثَمَانِينَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوا عَلَى
النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جِبَالِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ
مَلَاةِ الْفَجْرِ لِيَقْتُلُوهُمْ، فَأَخَذَهُمْ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ سِلْمًا، فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ،
فَانْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ
أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّيَبَهُمْ عَنْهُمْ بِطَنِ
مَكَّةَ.....﴾ (اللہ) وہ ذات ہے جس نے وادی مکہ
میں ان کے ہاتھوں کو تم سے روک رکھا اور تمہارے
ہاتھوں کو ان سے روک رکھا۔“

۲۶۸۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب قول الله تعالى: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾، ح: ۱۸۰۸
عن حديث حماد بن سلمة به.

☀️ **فائدہ:** یہ لوگ قریش کے پرجوش اور جنگ باز نوجوان تھے جو اپنے بڑوں کی رائے کے برخلاف مسلمانوں کے ساتھ صلح کے حق میں نہ تھے۔ انہوں نے اپنے طور پر یہ خطرناک پروگرام بنایا جسے اللہ تعالیٰ نے مٹی میں ملا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فدیہ لیے بغیر بطور احسان کے ان کو رہا کر دیا۔

۲۶۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ بْنِ فَارِسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَسَارَى بَدْرٍ: «لَوْ كَانَ مُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّسَى لَأُطْلَقْتَهُمْ لَهُ».

۲۶۸۹- محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا: ”اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان نجس بدبوداروں کے متعلق بات کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو رہا کر دیتا۔“

☀️ **فوائد و مسائل:** ① مذکورہ آیت قرآنی اور احادیث سے ثابت ہوا کہ حسب مصلحت قیدی کو فدیہ لیے بغیر احسان کرتے ہوئے رہا کر دینا جائز ہے۔ ② مطعم بن عدی کا رسول اللہ ﷺ پر یہ احسان تھا کہ طائف سے واپسی پر آپ اس کی حمایت اور پناہ سے مکہ میں آئے تھے اور اس نے آپ کا دفاع بھی کیا تھا۔

(المعجم ۱۲۱) - **بَابُ: فِي فِدَاءِ الْأَسِيرِ بِالْمَالِ (التحفة ۱۳۱)**

باب: ۱۲۱- مال لے کر قیدی کو رہا کرنا

۲۶۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُوحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْمَاضُ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ فَأَخَذَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ الْفِدَاءَ أَنْزَلَ

۲۶۹۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب بدر کا دن تھا اور نبی ﷺ نے قیدیوں سے فدیہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مِمَّا كَانَ لِنَبِيِّكَ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُفْخَنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ ۱ لولا کہتے کہ اللہ سبق لے گا تمہارے لیے۔

۲۶۸۹- **تخریج:** أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب: ما من النبي ﷺ على الأسارى من غير أن يُخَمَّسَ. ح: ۳۱۳۹ من حديث عبد الرزاق به.

۲۶۹۰- **تخریج:** أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب: الإمداد بالملائكة في غزوة بدر، وإباحة الغنائم. ح: ۱۷۶۳ من حديث عكرمة بن عمار به، وهو في مسند أحمد: ۱/ ۳۰، ۳۳.

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

لَهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿مَا كَانَتْ لِنَبِيِّ أَنْ يَكُونَ لَهُ نَرَى حَتَّى يُنْخَرَفَ فِي الْأَرْضِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: **لَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ** [الأنفال: ۶۸] مِنْ فِدَاءٍ ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَهُمُ الْعَنَائِمَ.

اَخَذْتُمْ عَذَابَ عَظِيمٍ ﴿نبی کو مناسب نہیں کہ اس کے لیے قیدی ہوں یہاں تک کہ (دشمن کو) زمین میں اچھی طرح کچل لے تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا فیصلہ پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (فدیہ) لیا ہے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔“ پھر اللہ عزوجل نے ان کے لیے غنیمتوں کو حلال فرمادیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ نَبِيلٍ يُسْأَلُ عَنْ اسْمِ أَبِي نُوحٍ فَقَالَ: **بَشٍ تَصْنَعُ بِاسْمِهِ؟ اسْمُهُ اسْمٌ شَنِيعٌ**.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہ ان سے ابو نوح کا نام پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: تم اس کے نام کا کیا کرو گے؟ اس کا نام قبیح سا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُهُ قُرَادٌ، الصَّحِيحُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَزْوَانَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا نام ”قراڈ“ ہے (چیچڑی) اور صحیح یہ ہے کہ اس کا نام عبدالرحمن بن عزدان ہے۔

فائدہ: آیت قرآنی کا مطلب یہ ہے کہ تم نے کافر قیدیوں کو قتل کرنے کی بجائے جو فدیہ لیا ہے یہ فیصلہ غلط تھا۔ تمہارے لیے بہتر یہ تھا کہ تم ان کو قتل کرتے، تاکہ کفار کی قوت کم ہوتی۔ لیکن چونکہ اللہ کی تقدیر میں تمہارے لیے مالی غنیمت کا حلال ہونا لکھا ہوا تھا، اس لیے اللہ نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور اس کے بعد مسلمانوں کے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا جب کہ پہلی امتوں کے لیے مالی غنیمت حلال نہیں تھا۔

۲۶۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُبَارَكٍ الْعَيْشِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ نَيْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ أَبِي الشَّعْنَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِيَّ ﷺ جَعَلَ فِدَاءَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ لِرَأْبَعِمِائَةٍ.

۲۶۹۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بدر کے موقع پر اہل جاہلیت (مشرک قیدیوں) کا فدیہ چار سو (درہم فی کس) مقرر کیا تھا۔

۲۶۹۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۶۱ من حديث عبدالرحمن بن المبارك به، صححه الحاكم ۳/ ۱۴۰، ووافقه الذهبي * أبو العباس، لا ينزل حديثه عن درجة الحسن.

☀️ توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ البتہ ”چار سو درہم“ کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔

۲۶۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے بھیجے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا (نبی ﷺ کی صاحبزادی) نے (اپنے شوہر) ابوالعاص کے فدیہ میں مال بھیجا اور وہ ہار پیش کیا جو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ابوالعاص سے شادی کے وقت دیا تھا۔ اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر شدید رقت طاری ہوئی اور فرمایا: ”اگر تم مناسب سمجھو تو اس کے قید کو اس کے لیے ویسے ہی رہا کر دو اور اس کا ہار واپس کر دو۔“ صحابہ نے اسے بخوشی قبول کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص سے یہ عہد لیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو آپ کی طرف بھیج دے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کو بھیجا اور انہیں کہا: ”تم وادی یانج کے دامن میں رکنا حتیٰ کہ زینب تمہارے پاس آ جائے تو پھر اسے ساتھ لے کر آ جانا۔“

۲۶۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أَسْرَائِهِمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بِمَالٍ وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ عِنْدَ خَدِيجَةَ أَذْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ. قَالَتْ: فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً وَقَالَ: «إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا وَتَرُدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا». قَالُوا: نَعَمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ عَلَيْهِ، أَوْ وَعَدَهُ أَنْ يُخْلِيَ سَبِيلَ زَيْنَبَ إِلَيْهِ، وَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: «كُونَا بِبَطْنِ يَاجِجٍ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتُصَحِّبَاَهَا حَتَّى تَأْتِيَا بِهَا».



☀️ فوائد و مسائل: ① حسب مصالح قیدی کو فدیہ لیے بغیر رہا کرنا بھی جائز ہے۔ ② حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ابوالعاص کے ساتھ نکاح بعثت سے پہلے ہوا تھا مگر ابوالعاص نے صلح حدیبیہ کے ایام میں اسلام قبول کیا۔ ③ وادی یانج مکہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع تھی۔ ④ زینب رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اشد ضرورت کی بنا پر عورت بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے۔ جبکہ عورت کا خاوند اور محرم کوئی نہ ہو یا خاوند اور محرم کا کسی وجہ سے ساتھ جانا ممکن نہ ہو۔

۲۶۹۲- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۶/۶ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه الحاكم: ۳/۲۳۶، و۴/۴۴، ۴۵، على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وهو في السيرة لابن هشام، ص: ۶۵۳.

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

۲۶۹۳- حضرت مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ کا بیان ہے کہ ہوازن کے مسلمان لوگوں کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو انہوں نے درخواست کی کہ ہمارا مال واپس کر دیا جائے (جو کہ غزوہ حنین میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھ یہ لوگ ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو (مجاہدین) اور مجھے بات وہ پسند ہے جو سچی ہو تم لوگ دو میں سے ایک چیز اختیار کر لو قیدی یا مال۔“ انہوں نے کہا: ہم اپنے قیدیوں کو اختیار کرتے ہیں (انہیں رہا کر دیا جائے) تو رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اللہ عز وجل کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: ”تمہارے یہ بھائی تابع ہو کر آئے ہیں میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دوں تو تم میں سے بھی جو خوشی خوشی یہ کام کرنا چاہے کرے اور جو پسند کرے کہ (اس کے قیدی کے بدلے) اسے اس کا حصہ دیا جائے تو یہ ہمارے ذمے رہا اور پہلی پہلی غنیمت جو اللہ ہمیں دے گا اس میں سے ہم اس کا حق ادا کریں گے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ان کے لیے بخوشی یہ کام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہم پر یہ واضح نہیں ہے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی لہذا تم جاؤ حتیٰ کہ تمہارے نمائندے ہمیں آکر تمہارا معاملہ بتائیں۔“ چنانچہ وہ لوگ لوٹ گئے ان کے امیروں اور نمائندوں نے ان سے (کھل کر) بات کی تو ان نمائندوں نے آکر بتایا کہ ہمارے لوگ خوشی سے

۲۶۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا عَمِّي يَعْنِي سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ بَنِي شِهَابٍ قَالَ: وَذَكَرَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ لُزَّانَ وَالْمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَفَدَّ هَوَازِنَ فَلَمَّيْنِ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ، قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَعِيَ مَنْ يَرُدُّ، وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، اخْتَارُوا إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ»، فَقَالُوا: خَارَ سَبْيُنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَى لِي اللَّهُ ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنْ إِيحَاؤُكُمْ لَآءٍ جَاءُوا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أُرَدَّ بِهِمْ سَبْيُهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيَّبَ لَكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ لِي حَظُّهُ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ»، فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا لَكَ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّا لَا نَذَرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَفَرَّجُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاءُكُمْ كُمْ»، فَزَجَّ النَّاسُ وَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاءُؤُهُمْ فَرَّجُوا أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا.

۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الوكالة، باب: إذا وهب شيئا لوكيل أو شفع قوم جاز، ح: ۲۳۰۷، ۲۳۰۸ من

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ بِهِ.



۲۶۹۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ :
 حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ
 عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ فِي
 هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ : فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :
 «رُدُّوْا عَلَيْهِمْ نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ ، فَمَنْ
 مَسَكَ بَشِيءٍ مِنْ هَذَا الْفَيِّءِ فَإِنَّ لَهُ بِهِ عَلَيْنَا
 سِتًّا فَرَائِضٌ مِنْ أَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيئُهُ اللَّهُ تَعَالَى
 عَلَيْنَا» ثُمَّ دَنَا ، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ ، مِنْ بَعِيرٍ
 فَأَخَذَ وَبَرَّةً مِنْ سَنَامِهِ ثُمَّ قَالَ : «أَيُّهَا
 النَّاسُ ! إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنْ هَذَا الْفَيِّءِ شَيْءٌ
 وَلَا هَذَا» ، وَرَفَعَ إِضْبَعِيهِ «إِلَّا الْخُمْسُ
 وَالْخُمْسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ فَأَذُّوا الْخِيَاطَ
 وَالْمِخِيطَ» فَقَامَ رَجُلٌ فِي يَدِهِ كُبَّةٌ مِنْ
 شَعْرِ ، فَقَالَ : أَخَذْتُ هَذِهِ لِأُضْلِحَ بِهَا
 بَرْدَعَةَ لِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «أَمَّا مَا
 كَانَ لِي وَلَيِّنِي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ» ،
 فَقَالَ : أَمَّا إِذَا بَلَغَتْ مَا أَرَى فَلَا أَرَبَ لِي
 فِيهَا وَنَبَذَهَا .

انہیں (آزاد کرنے کی) اجازت دے رہے ہیں۔
 ۲۶۹۳- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے و
 (شعیب) اپنے دادا سے اس واقعہ کے سلسلے میں بیان
 کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان لوگوں
 کی عورتیں اور بچے انہیں لوٹا دو اور جو کوئی بلا عوض واپس
 نہ کرنا چاہے تو ہمارا اس سے وعدہ ہے کہ پہلی پہلی غنیمت
 جو اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائے گا اس میں سے چھ اونٹ
 اسے دیے جائیں گے۔“ پھر آپ اپنے اونٹ کے
 قریب ہوئے اور اس کے کوہان سے کچھ بال لیے اور
 فرمایا: ”لوگو! اس غنیمت میں سے میرے لیے خمر
 (پانچویں حصے) کے سوا کچھ نہیں ہے اس قدر (بال) بھی
 نہیں۔“ اور آپ نے اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی بلند
 فرمائی۔ اور فرمایا: ”یہ خمس بھی تم لوگوں ہی میں تقسیم ہوگا
 لہذا سوئی اور دھاگے تک واپس کر دو۔“ چنانچہ ایک آدمی
 کھڑا ہوا اس کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا سا تھا و
 بولا: میں نے یہ بال لیے ہیں تاکہ پالان کے نیچے ک
 گدی درست کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو
 میرا ذاتی حصہ ہے یا نبی عبدالمطلب کا وہ تم لے سکتے ہو
 (دوسروں کا نہیں۔“ اس نے کہا: اگر اس کا اتنا گناہ ہے
 جو میں دیکھ رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور
 اس نے گچھا پھینک دیا۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہمیشہ سچی اور صاف بات کیا
 کریں۔ ② مسلمانوں کے قائد کو بھی یہ حق نہیں کہ ان کی دلی رضامندی کے بغیر ان کے مال پر کوئی تصرف کرے۔
 ③ اگر اجتماعی مصلحت کے تحت کوئی تصرف کرنا ہو تو اس کا عوض ادا کرنا لازمی ہے۔ ④ حسب مصلحت قیدیوں کو فدیہ

۲۶۹۴- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الهبة، باب هبة المشاع، ح: ۳۷۱۸ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في السيرة لابن هشام (بتحقيقي)، ح: ۲۰۳ * محمد بن إسحاق صرح بالسمع عند ابن الجارود، ح: ۱۰۸۰ وغيره.

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

لیے بغیر آزاد کرنا جائز ہے۔ ⑤ قومی امانت میں معمولی خیانت بھی جرم عظیم ہے، لہذا منصب داروں کو فکر کرنی چاہیے اور خبردار رہنا چاہیے۔ ⑥ ہر قوم اور جماعت کو اجتماعی نظم قائم کرتے ہوئے اپنا امیر اور نمائندہ منتخب کرنا چاہیے جو اجتماعی امور میں ان کی نمائندگی کرے۔

المعجم (۱۲۲) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ يُقِيمُ
عِنْدَ الظُّهُورِ عَلَى الْعَدُوِّ بِعَرَصَتِهِمْ
(التحفة ۱۳۲)

باب: ۱۲۲- دشمن پر غلبہ پالینے کے بعد امیر کا
کچھ وقت کے لیے مفتوحہ علاقے میں ٹھہرنا

۲۶۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي لَيْثَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَلَبَ لِمَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرَصَةِ ثَلَاثًا - قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: إِذَا غَلَبَ قَوْمًا - أَحَبُّ أَنْ يُقِيمَ نَرَضَتِهِمْ ثَلَاثًا.

۲۶۹۵- حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر غالب آجاتے تو (اس کے بعد) تین دن تک ان کے علاقے میں اقامت فرماتے۔ ابن حثی نے کہا: جب آپ کسی قوم پر غالب آجاتے تو پسند فرماتے کہ ان کے علاقے میں تین دن اقامت کریں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ لَعَنَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لِأَنَّهُ لَيْسَ مِنْ بِيَمِ حَدِيثِ سَعِيدٍ، لِأَنَّهُ تَغَيَّرَ سَنَةُ ثَمَسٍ وَأَرْبَعِينَ، وَلَمْ يُخْرِجْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا بِآخِرِهِ.

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدث یحییٰ بن سعید اس حدیث پر اعتراض کیا کرتے تھے کہ یہ سعید (ابن ابی عروبہ) کی قدیم روایات میں سے نہیں ہے کیونکہ سن ۴۵ ہجری میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ اور انہوں نے یہ حدیث اس عارضے کے بعد ہی بیان کی ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُقَالُ إِنَّ وَكِيعًا حَمَلَ ثَمَنِي تَغَيَّرَ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: (کہا جاتا ہے کہ وکیع نے ان سے یہ حدیث حافظہ کی خرابی کے دنوں میں لی تھی۔)

فائدہ: حدیث صحیح ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے (۳۰۶۵)۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابوداؤد کا یہ قول جو بریکٹوں کے درمیان ہے ابوداؤد کے بعض نسخوں میں نہیں ہے اور اس کا نہ ہونا ہی زیادہ مناسب ہے۔

۲۶۹۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من غلب العدو، فأقام على عرصتهم ثلاثاً: ح: ۳۰۶۵ من ثبت روح بن عباد به.

باب: ۱۲۳- قیدیوں کو جدا جدا کرنا

(المعجم ۱۲۳) - بَابُ: فِي التَّفْرِيقِ بَيْنَ
السَّبْيِ (التحفة ۱۳۳)

۲۶۹۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی اور اس کے بچے میں جدائی کر دی (اگر انہیں علیحدہ علیحدہ بیچ دیا) تو نبی ﷺ نے ان کو اس سے روک دیا اور ان کی یہ بیع واپس کرا دی۔

۲۶۹۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَوَلَدِهَا، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ وَرَدَّ الْبَيْعَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ميمون (بن ابی شیبہ) نے حضرت علی کو نہیں پایا۔ یہ سن ۸۳ھ میں جماعہ میں قتل کر دیے گئے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَيْمُونٌ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيًّا قُتِلَ بِالْجَمَاعِمْ. وَالْجَمَاعِمْ سَنَةٌ ثَلَاثٌ وَثَمَانِينَ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں: واقعہ حرہ سن ۶۳ ہجری میں ہوا تھا اور حضرت (عبداللہ) ابن زبیر سن ۷۳ ہجری میں قتل ہوئے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْحَرَّةُ سَنَةٌ ثَلَاثٌ وَسِتِّينَ، وَقُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ.

🌞 فائدہ: یہ روایت یہاں اس سند کے ساتھ منقطع ہے جیسا کہ امام ابو داؤد نے تصریح کی ہے، لیکن دوسرے شواہد کی بنا پر یہ روایت حسن ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ صحیح ہے کہ لونڈی اور اس کے بچے کو الگ الگ بیچنا صحیح نہیں ہے۔ اس طرح ماں کو بھی تکلیف ہوگی اور بچہ بھی پریشان ہوگا۔

باب: ۱۲۴- اگر قیدی جوان ہوں تو ان میں جدائی کی جاسکتی ہے

(المعجم ۱۲۴) - بَابُ: الرُّخْصَةِ فِي الْمُدْرِكِينَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمْ (التحفة ۱۳۴)

۲۶۹۷- حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد (سلمہ بن

۲۶۹۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

۲۶۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۲۶/۹ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، وحديث الترمذي، ح: ۱۲۸۳، ۱۵۶۶، يعني عنه.

۲۶۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب التنفيل وفداء المسلمين بالأسارى، ح: ۱۷۵۵ من حديث عكرمة بن عمار به.



کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

اکوع (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں: ہم حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (جہاد کے لیے) روانہ ہوئے۔ رسول اللہ (ﷺ) نے ان کو ہمارا امیر بنایا تھا، ہم نے بنو فزارہ کے ساتھ جہاد کیا اور ہر طرف سے ان پر چڑھائی کی۔ میں نے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی، ان میں بچے تھے اور عورتیں بھی۔ میں نے ایک تیر مارا جو ان کے اور پہاڑ کے درمیان جاگرا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے، میں انہیں حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس لے آیا۔ ان میں فزارہ کی ایک عورت تھی جس نے ایک پرانی کھال اوڑھی ہوئی تھی اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکیوں میں سے تھی۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے وہ لڑکی بطور نفل غنیمت مجھے دے دی۔ میں مدینے آیا اور رسول اللہ (ﷺ) مجھے ملے اور فرمایا: ”اے سلمہ! وہ عورت مجھے بہہ کر دے۔“ میں نے عرض کیا: قسم اللہ کی! وہ تو مجھے بہت پسند آئی ہے اور میں نے اس کا کپڑا بھی نہیں اٹھایا۔ پس آپ خاموش ہو رہے۔ جب اگلا دن ہوا رسول اللہ (ﷺ) مجھے بازار میں ملے اور فرمایا: ”اے سلمہ! عورت مجھے بہہ کر دے تیرے باپ کی بھلائی ہو۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا کپڑا تک نہیں اٹھایا، مگر وہ آپ کی ہوئی۔ چنانچہ آپ نے اسے اہل مکہ کی طرف بھیج دیا جبکہ کچھ مسلمان قیدی ان کے قبضے میں تھے تو اس عورت کو بطور فدیہ کے ان کو دے دیا۔

ل: حدثنا هاشم بن القاسم: حدثنا كريمة قال: حدثني إياس بن سلمة ل: حدثني أبي قال: خرجنا مع أبي نر - وأمره علينا رسول الله ﷺ - نزونا فزارة، فشننا الغارة، ثم نظرنا عن عني من الناس فيه الذرية والنساء، بقيت بسهم فوق بينهم وبين الجبل أموا فحشيت بهم إلى أبي بكر فيهم راة من فزارة وعليها شمع من آدم، نها بنت لها من أحسن العرب، فقلني و بكر بنتها فقدمت المدينة، فلقيني سول الله ﷺ فقال لي: «ياسلمة! هب المرأة»، فقلت: والله! لقد أعجبني ما كشفت لها ثوبا، فسكت حتى إذا أن من العدي لقيني رسول الله ﷺ في سوق، فقال لي: «ياسلمة! هب لي امرأة لله أبوك»، فقلت: يا رسول الله! لله! ما كشفت لها ثوبا وهي لك، هت بها إلى أهل مكة وفي أيديهم مري، فقدأهم بئلك المرأة.

فوائد و مسائل: ① مجاہدین کو اضافی انعامات (نفل غنیمت) ختم نکالنے سے پہلے دیے جاتے ہیں۔ ② قیدی اگر بڑی عمر کے ہوں تو قریبی رشتہ داروں میں بھی تفریق کی جاسکتی ہے۔ ③ رسول اللہ (ﷺ) کسی مسلمان کا مال اس کی ولی رضامندی کے بغیر لینا پسند نہ کرتے تھے۔ ④ لوٹ پلوں سے مباشرت جائز ہے خواہ مشرک ہی ہوں مگر استبراء (ایک حیض آنے) کے بعد۔ ⑤ جس طرح بھی بن پڑے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرایا جائے۔

باب: ۱۲۵- کفار کسی مسلمان کا مال لے اڑیں پھر اس کا مالک مال غنیمت میں اپنا مال پالے

(المعجم ۱۲۵) - بَابُ: فِي الْمَالِ
يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ يَدْرِكُهُ
صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ (التحفة ۱۳۵)

۲۶۹۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر ایک غلام بھاگ کر دشمنوں کے پاس چلا گیا۔ پھر مسلمان ان لوگوں پر غالب آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ غلام ابن عمر کو واپس کر دیا اور (بطور غنیمت) تقسیم نہیں فرمایا۔ اما ابو داؤد و ترمذی فرماتے ہیں: (یحییٰ بن ابی زائدہ کے علاوہ کسی دوسرے نے کہا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے واپس کیا تھا۔

۲۶۹۸- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ سُهَيْلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ يَعْنِي ابْنَ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ غُلَامًا لَابْنِ عُمَرَ أَتَى إِلَى الْعَدُوِّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، فَرَدَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى ابْنِ عُمَرَ وَلَمْ يُقَسِّمْ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ غَيْرُهُ رَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ.

فائدہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگلی روایت صحیح ہے جس میں ہے کہ یہ واقعہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد پیش آیا ہے اور حضرت خالد بن ولید نے وہ غلام یا گھوڑا واپس کیا تھا۔



۲۶۹۹- (محمد بن سلیمان الانباری کی سند سے مراد ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا ایک گھوڑا بھاگ گیا تو دشمن نے اسے پکڑ لیا۔ پھر مسلمان اس پر غالب آگئے تو وہ گھوڑا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کو واپس دے دیا گیا۔ (ایک اور موقع پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگ گیا اور رومی کے علاقے میں چلا گیا۔ مسلمان ان پر غالب آئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ ان کو واپس کر دیا۔ اور نبی ﷺ کے بعد کا واقعہ ہے۔

۲۶۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَبَى عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِأَرْضِ الرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۶۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۳/ ۲۶۶ من حديث ابن أبي زائدة به، و ه، شاذ، انظر الحديث الآتي
۲۶۹۹- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب ما أحرز العدو ثم ظهر عليه المسلمون، ح: ۴۷، من حديث ابن نمير به، وعلقه البخاري، ح: ۳۰۶۷.

۱- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

(المعجم ۱۲۶) - بَابُ: فِي عِبْدِ
الْمُشْرِكِينَ يُلْحِقُونَ بِالْمُسْلِمِينَ فَيَسْلِمُونَ
(التحفة ۱۳۶)

باب: ۱۲۶- مشرکوں کے غلام اگر مسلمانوں سے
آلیس اور اسلام قبول کر لیں

۲۷۰۰- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز صلح سے پہلے کچھ غلام بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تو ان کے مالکوں نے آپ کو لکھا: اے محمد! (ﷺ) قسم اللہ کی! یہ لوگ تمہارے دین کے شوق میں تمہارے پاس نہیں آئے ہیں بلکہ غلامی سے بھاگ کر آئے ہیں۔ صحابہ میں سے کچھ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہوں نے سچ کہا ہے آپ انہیں ان کو واپس لوٹا دیں تو رسول اللہ ﷺ غصے ہوئے اور فرمایا: ”اے قریشیو! میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک کہ اللہ تم پر کسی ایسے کو نہ بھیج دے جو تمہاری اس (ہٹ دھرمی) پر تمہاری گردنیں مار دے۔“ اور آپ نے ان کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ”یہ اللہ عزوجل کے آزاد کردہ لوگ ہیں۔“

۲۷۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى
لَحْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ
بَلَمَّةَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ
بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ
يَعْقُبِ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ: «خَرَجَ عُذَّانٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فِي يَوْمِ الْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ الصُّلْحِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ
وَالِيهِمْ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! وَاللَّهِ! مَا
مَرْجُوا إِلَيْكَ رَغْبَةً فِي دِينِكَ، وَإِنَّمَا
مَرْجُوا هَرَبًا مِنَ الرُّقِّ، فَقَالَ نَاسٌ:
لَمَذُقُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! رُدُّهُمْ إِلَيْهِمْ، فَغَضِبَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «مَا أَرَأَيْكُمْ تَنْتَهُونَ
أَمْعُشَرَ قُرَيْشٍ! حَتَّى يَبْعَثَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ
مُزِبٌ رِقَابَكُمْ عَلَى هَذَا» وَأَبَى أَنْ يَرُدَّهُمْ
قَالَ: «هُمْ عَتَقَاءُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

فائدہ: جب ایک آدمی دارالکفر سے نکل بھاگا تو اپنے طور پر آزاد ہو گیا۔ پھر اسلام قبول کر لیا تو اب وہ آزاد ہے۔ اس کا اسلام بھی قبول ہے۔ اسے کفار کے پاس واپس بھیجنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(المعجم ۱۲۷) - بَابُ: فِي إِيَاخَةِ
الطَّعَامِ بِأَرْضِ الْمَنُوتِ (التحفة ۱۳۷)

باب: ۱۲۷- دشمن کے علاقے سے ملنے والی
کھانے پینے کی اشیاء کے استعمال کا جواز

۴۷۰۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱۲۵/۲ من حديث عبد العزيز بن يحيى به، وصححه على شرط
علمه، ووافقه الذهبي، ورواه الترمذي، ح: ۳۷۱۵ من حديث شريك القاضي عن منصور به، وقال: "حسن صحيح
رواه" • محمد بن إسحاق وشريك القاضي مدلسان وعنعنا.

۲۷۰۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک لشکر کو غلہ اور شہد بطور غنیمت ملا تو اس میں سے خمس نہیں لیا گیا تھا۔

۲۷۰۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ جَيْشًا غَنِمُوا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا وَعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمْ الْخُمْسُ.

۲۷۰۲- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے روز چربی سے بھرا ایک تھیلا اوپر سے لڑھکا گیا۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے جھپٹ لیا پھر میں نے کہا: آج میں اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے گردن موڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میری جانب (دیکھ کر) مکرار ہے تھے۔

۲۷۰۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَالْقَعْنَبِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ يَغْنِي ابْنَ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقِلٍ قَالَ: ذُلِّي جِرَابٌ مِنْ شَحْمِ يَوْمٍ خَيْرٍ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَأَلْتَزَمْتُهُ قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ: لَا أُعْطِي مِنْ هَذَا أَحَدًا الْيَوْمَ شَيْئًا قَالَ: فَأَلْتَفْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ إِلَيَّ.



🌞 **فوائد و مسائل:** ① فقہائے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مطعومات (کھانے پینے والی چیزوں) میں سے خمس نہیں نکالا جاتا۔ اور مجاہدین کو حسب حاجت کھانی لینے کی رخصت ہے۔ البتہ بہت زیادہ مقدار میں حاصل ہونے والا غلہ بعد از استعمال بطور غنیمت تقسیم ہوگا۔ ② خمس کا مسئلہ آگے باب: ۱۵۸ میں آ رہا ہے۔ ③ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور ان کی چربی بھی۔

(المعجم ۱۲۸) - **بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنْ النَّهْيِ إِذَا كَانَ فِي الطَّعَامِ قَلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ۱۳۸)**

۲۷۰۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: ۲۷۰۳- ابولیبید بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت

۲۷۰۱- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۶۹/۱۲، ۳۷۰، ح: ۱۳۳۷۲، والبيهقي: ۵۹/۹ من حديث إبراهيم بن حمزة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۷۰، ورواه البخاري، ح: ۳۱۵۴ من حديث نافع به.

۲۷۰۲- **تخریج:** أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب جواز الأكل من طعام الغنime في دار الحرب، ح: ۱۷۷۲ من حديث سليمان بن المغيرة، والبخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح: ۳۱۵۳ من حديث حميد بن هلال به.

۲۷۰۳- **تخریج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ۵/۶۲، ۶۳ من حديث جرير بن حازم به، وللحديث شواهد.

وَأَصَابُوا غَنَمًا فَانْتَهَبُوهَا، فَإِنْ قُدِّرْنَا لَتَغْلِي إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي عَلَى قَوْسِهِ فَأَكْفَأَ قُدِّرْنَا بِقَوْسِهِ ثُمَّ جَعَلَ يُرْمِلُ اللَّحْمَ بِالْثُرَابِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الثُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ» أَوْ «إِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الثُّهْبَةِ» الشُّكُّ مِنْ هَذَا.

(تھا) کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوس کے سہارے چلے ہوئے تشریف لائے اور ہمارے دیگچوں کو اپنی قوس سے الٹ دیا اور گوشت کو مٹی میں تھیننے لگے اور فرمایا ”لوٹ کا مال مردار سے زیادہ حلال نہیں۔“ یا یوں فرمایا ”مردار کا گوشت لوٹ کے مال سے زیادہ حلال نہیں۔“ یہ شک ہناد کو ہوا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یعنی جس طرح مردار کا گوشت حلال اور جائز نہیں، یہی حکم لوٹ کے اس مال کا ہے جو بلا استحقاق لیا جائے۔ ② نبی ﷺ نے انتہائی مشقت اور احتیاج کے حالات میں بھی دوسروں کا حق کھانے کی اجازت نہیں دی۔ ③ مالی سزا دینا (تعزیر بالمال) جائز ہے۔ ④ امام پر واجب ہے کہ اپنی رعیت میں عدل و انصاف کا ہر حال میں اہتمام کرے اس سے اللہ کی رحمت اترتی اور دشمن پر غلبہ ملتا ہے۔



(المعجم ۱۲۹) - بَابُ: فِي حَمْلِ
الطَّعَامِ مِنْ أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ۱۳۹)

باب: ۱۲۹- دشمن کے علاقے سے کھانے پینے کی چیزیں اپنے ساتھ لے آنا

۲۷۰۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ حَرَشَفٍ الْأَزْدِيَّ حَدَّثَهُ عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ الْجَزَرَ فِي الْغَزْوِ وَلَا نَقْسِمُهُ حَتَّىٰ إِن كُنَّا لَنَرْجِعُ إِلَى رِحَالِنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنْهُ مُمْلَأَةً.

۲۷۰۶- ۲۷۰۶- اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک صحابی کا بیان ہے: کہا: جہاد کے دوران میں ہم اونٹ ذبح کر کے کھاتے اور (باقاعدہ) تقسیم نہ کرتے حتیٰ کہ جب ہم واپس لوٹتے ہمارے تھیلے اس گوشت سے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔

(المعجم ۱۳۰) - بَابُ: فِي بَيْعِ الطَّعَامِ
إِذَا فَضَلَ عَنِ النَّاسِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ۱۴۰)

باب: ۱۳۰- دار الحرب میں جب کھانے پینے کی اشیاء لوگوں کی ضرورت سے زائد ہوں تو انہیں بیچنے کا مسئلہ

۲۷۰۶- تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۷۳۹ * ابن حَرَشَفٍ مجهول (تقريب).

۲۷۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى :

۲۷۰۷- حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ
عُمَرَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الْعَزِيزِ - شَيْخٌ مِنْ
هَلِ الْأَرْدُنِّ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ
بُئِدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ قَالَ: رَآبَطْنَا مَدِينَةَ
تُسْرِينَ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ السَّمْطِ، فَلَمَّا
تَحَا أَصَابَ فِيهَا غَمًا وَبَقَرًا، فَقَسَمَ فِينَا
طَائِفَةً مِنْهَا وَجَعَلَ بِقِيَّتِهَا فِي الْمَغْنَمِ،
لَقِيتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَحَدَّثَنِي، فَقَالَ
لِعَاذٍ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَيْرَ
أَصَبْنَا فِيهَا غَمًّا، فَقَسَمَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ
طَائِفَةً وَجَعَلَ بِقِيَّتِهَا فِي الْمَغْنَمِ.

کہ ہم نے حضرت شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ کی معیت میں
قصرین شہر کا محاصرہ کیا۔ جب انہوں نے اس کو فتح کر لیا
تو وہاں سے انہیں بکریاں اور گائیں ملیں۔ انہوں نے
ان میں سے ایک حصہ ہم میں تقسیم کر دیا اور باقی کو غنیمت
میں جمع کر لیا۔ پھر میں (عبدالرحمن بن غنم) حضرت معاذ
بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملا اور یہ سب ان کو بتایا تو انہوں نے
کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں
شرکت کی، پس ہمیں بکریاں ملیں، تو رسول اللہ ﷺ نے
کچھ کو ہم میں تقسیم کر دیا (کھانے کے لیے) اور باقی کو
مال غنیمت میں شامل کر لیا۔

فائدہ: مطعومات میں سے جو استعمال ہو جائے اسے استعمال کر لیا جائے اور بقیہ کو بطور غنیمت جمع رکھا جائے تاکہ
بعد میں خمس (پانچواں حصہ) نکال کر حصوں کے مطابق تقسیم کیا جاسکے اسے فروخت نہ کیا جائے۔ ہاں ہر شخص اپنا
حصہ وصول کر لینے کے بعد اس میں جو تصرف کرے اس کا حق ہے۔

باب: ۱۳۱- (دوران جہاد) مشترکہ غنیمت میں

(المعجم ۱۳۱) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ

سے استعمال کی چیزیں استعمال کرنا

يَتَّعِ مِنْ الْغَنِيمَةِ بِشَيْءٍ (التحفة ۱۴۱)

۲۷۰۸- حضرت رومض بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے

۲۷۰۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ

بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا اللہ پر اور
قیامت پر ایمان ہے اسے روا نہیں کہ مسلمانوں کی
غنیمت میں سے کسی جانور پر سواری کرتا رہے حتیٰ کہ جب
اسے لاغر کر ڈالے تو اسے غنیمت میں واپس کر دے۔ اور

وَالْحَمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، - قَالَ أَبُو
طَوْدٍ: وَأَنَا لِحَدِيثِهِ أَتَقَرُّ - قَالَا: حَدَّثَنَا
لِ الْمُعَاوِيَةِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ
يُؤُسَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ

۲۷۰۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۶۰/۹ من حديث أبي داود به.

۲۷۰۹- تخریج: [حسن] تقدم طرفه، ح: ۲۱۵۸، ۲۱۵۹ وأخرجه أحمد: ۱۰۸/۴، والدارمي،

۲۴۸۰، ۲۴۹۱، من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۷۲۲.

- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں کابل میں تھے۔ لوگوں کو غنیمت ملی تو ہر ایک نے اسے لوٹ لیا۔ پس انہوں نے خطبہ دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے لوٹ سے منع کیا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جو کچھ لیا تھا سب واپس کر دیا۔ پھر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اسے ان میں تقسیم کر دیا۔

بَدْنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَارِثٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ كَيْسٍ، عَنْ أَبِي لَيْبِيدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ بَدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُمُرَةَ بِكَابُلٍ فَأَصَابَ ثَأْسٌ غَنِيمَةً فَأَنْتَهَبُوهَا، فَقَامَ خَطِيْبًا نَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ نَهْبِهِ، فَرَدُّوا مَا أَخَذُوا فَقَسَمَهُ بَيْنَهُمْ.

ترجمہ: توضیح: اللہ تعالیٰ نے مقررہ حقوق والی چیزوں میں بقدر حق لینا اور عام جائز چیزوں میں ایک دوسرے کا لحاظ کرنے اور ہمدردی برتنے کا حکم دیا ہے جبکہ لوٹ اور چھینا جھٹی میں استحقاق کی بجائے زور بازو سے کام لیا جاتا ہے اور کسی کو زیادہ اور کسی کو کم ملتا ہے اور کئی محروم رہ جاتے ہیں، اس لیے یہ طرز عمل جائز نہیں۔

۲۷۰۴- محمد بن ابی جہال نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کھانے پینے کی اشیاء میں سے شے نکالا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہمیں خیر کے روز غلاما تو ضرورت مند آتا اور جس قدر اسے ضرورت ہوتی لے کر چلا جاتا۔

۲۷۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: بَدْنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ، عَنْ بَدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قُلْتُ: هَلْ تَمُّ تَحْمُسُونَ يَعْنِي الطَّعَامَ، فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَصَبْنَا طَعَامًا يَوْمَ لَيْلٍ فَكَانَ الرَّجُلُ يَجِيءُ فَيَأْخُذُ مِنْهُ مِقْدَارَ يَكْفِيهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ.

۲۷۰۵- ایک انصاری صحابی نے کہا: ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لوگوں کو انتہائی احتیاج اور بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں بکریاں مل گئیں جو انہوں نے لوٹ لیں (اور تقسیم نہ کیں) ہمارے دیکھے ابل رہے تھے۔ (گوشت پک رہا

۲۷۰۵- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: بَدْنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَابِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ سَابَّ النَّاسَ حَاجَةً شَدِيدَةً وَجَهْدٌ

۲۷۰۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۳۵۴ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۷۲، والحاكم على شرط البخاري: ۲/۱۲۶، ووافقه الذهبي.

۲۷۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۹/۶۱ من حديث أبي داود به.

جس کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے اسے جائز نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کپڑا پہنے اور جب اسے بوسیدہ کر دے تو وہ اسے اس میں واپس کر دے۔“

مَوْلَى تُجِيبُ، عَنْ حَنْسِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَرْكَبُ دَابَّةً مِنْ فِئَةِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسُ ثَوْبًا مِنْ فِئَةِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ».

🌞 فائدہ: بلا ضرورت شرعی مشترکہ غنیمت میں سے کچھ لینا ناجائز ہے۔ ہاں! اگر جہادی ضرورت کے پیش نظر اشد ضرورت ہو تو لے سکتا ہے۔ امیر سے اجازت لے اور اس کی کما حقہ حفاظت کرے اور ضرورت پوری ہونے پر بروقت واپس کر دئے ضائع کر کے واپس دینا جرم ہے۔ اور ملی امانتوں کا یہی حکم ہے۔

(المعجم ۱۳۲) - بَابُ: فِي الرُّخْصَةِ فِي السَّلَاحِ يُقَاتَلُ بِهِ فِي الْمَعْرَكَةِ (التحفة ۱۴۲)

باب: ۱۳۲- دورانِ معرکہ غیر تقسیم شدہ غنیمت کے اسلحہ سے قتال کرنا جائز ہے

۲۷۰۹- حضرت ابو عبیدہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ (غزوہ بدر میں) میں ابو جہل کے پاس سے گزرا۔ وہ گرا پڑا اور اس کی ٹانگ پر ضرب لگی تھی۔ میں نے اس سے کہ اے اللہ کے دشمن! اے ابو جہل! (بالا خر) اللہ۔ (تجھ) کہینے کو ذلیل کر ہی دیا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت اس سے کوئی خوف نہ تھا۔ تو اس نے کہا: تعجب (اور حسرت) ہے اس آدمی پر کہ اس کی اپنی ہی قوم نے اسے قتل کر دیا تو میں نے اس کو اپنی تلوار سے

۲۷۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّعِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرَرْتُ فَإِذَا أَبُو جَهْلٍ صَرِيحٌ قَدْ ضُرِبَتْ رِجْلُهُ فَقُلْتُ: يَا عَدُوَّ اللَّهِ! يَا أَبَا جَهْلٍ! قَدْ أَخْزَى اللَّهُ الْآخِرَ - قَالَ: وَلَا أَهَابُهُ عِنْدَ ذَلِكَ - فَقَالَ: أَبْعُدُ

۲۷۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۰۳، والنسائي في الكبرى، ح: ۸۶۷۰ من حديث السبيعي، به، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۳۹۶۱-۳۹۶۳، ومسلم، ح: ۱۸۰۰ والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۰۴ وغيرهم * أبو إسحاق السبيعي عن عن حديث البخاري يعني عنه.

مِنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ! فَضَرَبَتْهُ بِسَيْفٍ غَيْرِ طَائِلٍ، فَلَمْ يُعْنِ شَيْئًا حَتَّى سَقَطَ سَيْفُهُ مِنْ يَدِهِ فَضَرَبَتْهُ بِهِ حَتَّى بَرَدَ.

مارا جو کندی تھی اور اس نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ (اسے قتل نہ کر سکی۔) لیکن اس کے ہاتھ سے اس کی تلوار گر گئی تب میں نے اس سے اس کو مارا حتیٰ کہ ٹھنڈا ہو گیا۔

🌞 فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کافر بنی کی تلوار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے قتل کیا اور یہ استفادہ تقسیم سے پہلے کیا گیا جو بالکل بجا تھا۔ قتل ابو جہل کا مختصر بیان پیچھے حدیث ۲۶۸۰ میں دیکھیں۔

(المعجم ۱۳۳) - بَابُ: فِي تَعْظِيمِ
الْغُلُولِ (التحفة ۱۴۳)

باب: ۱۳۳- مال غنیمت میں خیانت اور چوری
انتہائی گھناؤنا عمل ہے

۲۷۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ وَبِشْرَ بْنَ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ نُوْفِيَ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ» فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذَلِكَ، فَقَالَ: «إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»، فَفَتَسْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا [فِيهِ] خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ لَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

۲۷۱۰- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے روز اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص وفات پا گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ”تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ اس سے لوگوں کے چہرے فق ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ”تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں ہوتے ہوئے خیانت (یا چوری) کی ہے۔“ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس میں ایسے مونگے ملے جو یہودی لوگ استعمال کرتے تھے (شاید ان کی عورتیں استعمال کرتی ہوں) ان کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔

۲۷۱۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

۲۷۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم

۲۷۱۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجناز، باب الصلوة على من غسل، ح: ۱۹۶۱، وابن ماجه، ح: ۲۸۴۸ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۸۱، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۴۸۳۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۱۲۷/۲، ووافقه الذهبي * أبو عمرة الأنصاري، لا يَنْزِلُ حديثه عن درجة الحسن.

۲۷۱۱- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان والنذور، باب: هل يدخل في الإيمان والنذور الأرض والغنم والزرع والأمتعة؟، ح: ۶۷۰۷، ومسلم، الإيمان، باب غلظ تحريم الغلول وأنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، ح: ۱۱۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۵۹/۲.

عن ثَوْرٍ بْنِ زَيْدٍ الدَّيْلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ - مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ -، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَعْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا إِلَّا الثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ وَالْأَمْوَالَ. قَالَ: فَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَحْوَ وَادِي الْقَرْيِ - وَقَدْ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَبْدٌ أَسْوَدٌ يُقَالُ لَهُ: مِذْعَمٌ - حَتَّى إِذَا كَانُوا بِوَادِي الْقَرْيِ، فَبَيْنَمَا مِذْعَمٌ يَحْطُ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ السُّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنْ الْمَعَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَسْتَعِلَ عَلَيْهِ نَارًا»، فَلَمَّا سَمِعُوا ذَلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكِ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ»، أَوْ قَالَ: «شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ».

خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو ہمیں سونے چاندی کی بجائے عام کپڑے اور دیگر مال و متاع غنیمت میں حاصل ہوا۔ پھر آپ ﷺ وادی القریٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کو ایک غلام ہدیہ کیا گیا تھا جس کا نام مذعم تھا۔ جب ہم وادی القریٰ پہنچے اور مذعم رسول اللہ ﷺ کے اونٹ سے پالان اتار رہا تھا کہ اسے ایک تیر آن لگا جس سے وہ قتل ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو (کہ اسے دوران جہاد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے ہوئے موت آئی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہرگز نہیں“ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ وہ چادر جو اس نے خیبر کے روز تقسیم سے پہلے غنیمت میں سے اٹھائی تھی وہ اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔“ لوگوں نے جب یہ سنا تو کوئی ایک تسمہ لے آیا تو کوئی دوسرے اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک تسمہ آگ کا تھا۔“ یا فرمایا ”دو تسمے آگ کے تھے۔“

☀️ فائدہ: ملی امانتوں کا معاملہ انتہائی سخت ہے! بلا اجازت امیر یا بلا استحقاق کوئی چیز بھی اٹھا لینا بہت بڑے عتاب کا باعث ہے۔

(المعجم ۱۳۴) - بَابُ: فِي الْغُلُولِ إِذَا كَانَ يَسِيرًا يَتْرُكُهُ الْإِمَامُ وَلَا يَحْرَقُ رَحْلَهُ (التحفة ۱۴۴)

۲۷۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ

۴۷۱۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ

۲۷۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۰۲/۹ من حديث محبوب بن موسى، وأحمد: ۲/۲۱۳ من حديث عبدالله بن شوفب به.

رسول اللہ ﷺ کو جب غنیمت حاصل ہوتی تو بلال کو حکم دیتے اور وہ اعلان کرتے اور لوگ اپنی اپنی غنیمتیں لے آتے۔ پھر آپ اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکالتے اور پھر تقسیم کر دیتے۔ ایک بار ایک آدمی اس اعلان اور تقسیم کے بعد بالوں سے بنی ہوئی ایک لگام لے آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمیں غنیمت میں ملی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو نے بلال کو منادی کرتے سنا تھا؟“ آپ نے تین بار پوچھا۔ تو اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: ”تو (اس وقت) تجھے یہ لے آنے سے کیا رکاوٹ تھی؟“ اس نے عذر معذرت کی مگر آپ نے فرمایا: ”اب اسے اپنے پاس رکھو قیامت کے دن لے آنا میں اسے تجھ سے ہرگز قبول نہیں کرتا۔“

مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَرَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَوْذَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرُ يَغْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَصَابَ غَنِيمَةً أَمَرَ بِلَالًا، فَنَادَى فِي النَّاسِ، فَيَجِئُونَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيَحْمِسُهُ وَيُقَسِّمُهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ بَعْدَ ذَلِكَ بِزِمَامٍ مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا فِيمَا كُنَّا أَصْبَنَاهُ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَقَالَ: «أَسَمِعْتَ بِلَالًا يُنَادِي؟» ثَلَاثًا قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «وَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَجِيءَ بِهِ؟» فَأَعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «كُنْ أَنْتَ تَجِيءُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ أَقْبَلَهُ عَنْكَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① عام معاملات میں نبی ﷺ انتہائی نرم اور رقیق القلب تھے مگر حدود اللہ اور حقوق العباد کے معاملے میں انتہائی سخت تھے۔ ② دنیا کی سزا جتنی بھی ہو آخرت کے عذاب کے مقابلے میں تھوڑی، بلکہ اور ختم ہونے والی ہوتی ہے۔ اور آخرت کا عذاب ناقابل بیان حد تک سخت ہے۔ ③ نبی ﷺ کا قبول کرنے سے انکار کرنے سے مقصد اس جرم کی شاعت و قباحت کو واضح کرنا تھا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس کی توبہ غیر مقبول تھی یا اس مال کو اس کے مستحقین میں پہنچانا ناممکن تھا۔ اور بعض نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ اس مال غنیمت میں تمام مجاہدین کا حصہ تھا اور وہ سب متفرق ہو چکے تھے اس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ پہنچانا ناممکن تھا۔ اس لیے اس حصے کو اس کے پاس ہی رہنے دیا گیا تاکہ اس کا وبال اسی پر پڑے اور وہی اس کی سزا بھگتے۔ اس میں بھی گویا وعید شدید کا پہلو ہے۔ (عون)

(المعجم ۱۳۵) - بَابُ فِيْهِ عُقُوْبَةُ الْغَالِ (التحفة ۱۴۵)

۲۷۱۳- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ كَتَبَ هِيَ كَمَا فِي

۲۷۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في الغال ما يصنع به، ح: ۱۴۶۱ من ۴۱

مسلمہ بن عبد الملک کی معیت میں رومی علاقے میں گیا تو ایک آدمی لایا گیا جس نے غنیمت میں خیانت کی تھی۔ انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے اس کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے، آپ نے فرمایا: ”جب تم کسی کو پاؤ کہ اس نے غنیمت میں خیانت کی ہو تو اس کا مال و اسباب جلا ڈالو اور اسے مارو۔“ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے اس کے سامان میں قرآن مجید کا ایک نسخہ پایا۔ مسلمہ نے اس کے بارے میں جناب سالم سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: اسے فروخت کر دو اور اس کی قیمت صدقہ کر دو۔

مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ - قَالَ الثَّقَلِيُّ: الْأَنْدَرَاوَرْدِيُّ - عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ زَائِدَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَالِحٌ هَذَا أَبُو وَقْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ مَسْلَمَةَ أَرْضَ الرُّومِ فَأَتَيْتُ بِرَجُلٍ قَدْ غَلَّ فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: «إِذَا وَجَدْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فَأَخْرِقُوا مَتَاعَهُ وَاضْرِبُوهُ». قَالَ: فَوَجَدْنَا فِي مَتَاعِهِ مُضْحَفًا، فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ؟ فَقَالَ: بَعُهُ وَتَصَدَّقْ بِثَمَنِهِ.



۲۷۱۳- صالح بن محمد کہتے ہیں کہ ہم نے ولید بن ہشام کی معیت میں جہاد کیا اور ہمارے ساتھ جناب سالم بن عبد اللہ بن عمر اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ایک شخص نے غنیمت میں کچھ خیانت کر لی۔ پس ولید نے اس کے اسباب کے متعلق حکم دیا تو اسے جلادیا گیا، پھر اسے لشکر میں گھمایا گیا اور غنیمت کے حصے سے بھی اسے محروم کر دیا۔

۲۷۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ مُوسَى الْأَنْطَاكِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ الْوَلِيدِ بْنِ هِشَامٍ وَمَعَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَعَلَّ رَجُلٌ [مِنَّا] مَتَاعًا فَأَمَرَ الْوَلِيدُ بِمَتَاعِهِ فَأَخْرِقَ وَطِيفَ بِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ سَهْمُهُ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ (موقوف) روایت پہلی کی نسبت زیادہ صحیح ہے۔ کئی ایک نے روایت کیا ہے کہ ولید بن ہشام نے زیاد بن سعد کا اسباب جلا دیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ الْحَدِيثَيْنِ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ هِشَامٍ أَخْرِقَ رَحْلَ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَ قَدْ غَلَّ وَضَرَبَهُ.

۴۴- حدیث عبد العزیز الدراوردی بہ، وقال: "غريب"، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۷۲۹ * صالح بن محمد ضعيف، والحديث ضعفه البيهقي: ۱۰۳/۹ وغيره.

۲۷۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۰۳/۹ من حديث أبي داود به.

کیونکہ اس نے غنیمت میں خیانت کی تھی اور اسے مارا بھی تھا۔

۲۷۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ حَرَقُوا مَتَاعَ الْغَالِ وَضَرَبُوهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَدَ فِيهِ عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ عَنْ الْوَلِيدِ - وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ - وَمَنْعُوهُ سَهْمَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَا بِهِ الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ: مَنْعَ سَهْمِهِ.

فائدہ: اس باب میں کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ جناب سالم بن عبد اللہ بن عمر کا قول بھی سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے یہ معاملہ امیر الجاہدین کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ غنیمت میں خیانت کرنے والے کو جسمانی سزا دے یا اس کو اس کے مال سے محروم کر دے یا کوئی اور سزا تجویز کرے، لیکن سامان جلانے سے گریز کرے، کیونکہ اس کی بابت مرفوع اور موقوف کوئی بھی روایت صحیح نہیں۔

(المعجم . . .) - باب النّهي عن السّترِ
باب:- (مال غنیمت کے) خائن کی خیانت پر پردہ ڈالنا ممنوع ہے

۲۷۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰۲/۹ من حديث الوليد بن مسلم به * زهير بن محمد صدوق، روى عنه أهل الشام مناكير، والوليد بن مسلم شامي.

۲۷۱۶- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے (خطبے میں بیان کیا) اما بعد! اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جس نے غنیمت میں کسی خائن کی خیانت پر پردہ ڈالا تو وہ بھی اسی خائن کی طرح ہے۔“

۲۷۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ شُفْيَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ ابْنِ سَعْدٍ بِنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ ابْنِ سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَتَمَ غَالًا فَإِنَّهُ مِثْلُهُ».

🌞 فائدہ: یہ حدیث گویا ہے، لیکن معنی صحیح ہے۔ یعنی یہ بات جو اس میں کہی گئی ہے وہ دوسرے دلائل کی رُو سے صحیح ہے۔

باب: ۱۳۶- کا فر مقتول کا مال اس کے قاتل کو دیا جائے

(المعجم ۱۳۶) - بَابُ فِي السَّلْبِ يُعْطَى الْقَاتِلُ (التحفة ۱۴۷)

۲۷۱۷- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم کفار کے مقابلے میں آئے تو مسلمانوں میں بہت گڑبڑ مچی۔ میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان پر چڑھائی کر رہا تھا۔ میں گھوم کر اس کے پیچھے سے آیا اور اس کی گردن کے پاس تلوار ماری تو وہ میری طرف آیا اور مجھے (پکڑ کر) اس قدر بھیچا کہ میں نے اس سے موت کی بوپائی۔ پھر اسے موت آگئی اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ (کہ بھاگ

۲۷۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ بِنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي عَامِ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قَالَ: فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ: فَاسْتَدْرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَنِي ضَمَةً

۲۷۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۹۷۵ لعلته.

۲۷۱۷- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع السلاح في الفتنه وغيرها، ح: ۲۱۰۰ عن القعنبي، ومسلم، الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القاتل، ح: ۱۷۵۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی): ۲/ ۴۵۴، ۴۵۵.

کھڑے ہوئے ہیں) انہوں نے کہا: بس یہ اللہ کا کرنا ہے۔ پھر لوگ لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور فرمایا: ”جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کا گواہ بھی ہو تو اس مقتول کا اسباب اسی کا ہے۔“ (ابوقحادہ) کہتے ہیں: میں کھڑا ہوا اور کہا: کوئی ہے جو میری گواہی دے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسری باریکی بات فرمائی کہ ”جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کا گواہ بھی ہو تو اس کا اسباب اسی کا ہے۔“ کہتے ہیں کہ میں پھر اٹھا اور کہا: میرے متعلق گواہی کون دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ آپ نے تیسری بار فرمایا تو میں کھڑا ہوا پس رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”ابوقحادہ! کیا بات ہے؟“ میں نے اپنا قصہ بیان کیا۔ تو جماعت میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سچ کہتا ہے اور اس مقتول کا اسباب میرے پاس ہے۔ آپ اسے اس کے بارے میں راضی فرما دیجیے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! (یہ نہیں ہو سکتا) کہ وہ (کافر) اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کا قصہ کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑ رہا ہو اور آپ اس کا سلب (اسباب) تجھے دے دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(ابو بکر نے) سچ کہا۔ وہ اسباب اسے دے دو۔“ ابوقحادہ بیان کرتے ہیں: چنانچہ وہ اس نے مجھے دے دیا۔ پھر میں نے زرہ بیٹی تو اس سے بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا۔ اور وہ میری پہلی جائیداد تھی جو میں نے اسلام لانے کے بعد حاصل کی۔

وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَذْرَكُهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللَّهِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ»، قَالَ: فَقُمْتُ: ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ [ذَلِكَ] الثَّانِيَةَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ». قَالَ: فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ الثَّلَاثَةَ، فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا لَكَ يَا أَبَا قَحَادَةَ!» فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: صَدَقَ يَارَسُولَ اللَّهِ! وَسَلَبَ ذَلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي، فَأَرْضِهِ مِنْهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ: لَا هَا اللَّهُ إِذَا، يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنْ اللَّهِ وَعَنْ رَسُولِهِ، فَيُعْطِيكَ سَلْبَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَدَقَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ»، فَقَالَ أَبُو قَحَادَةَ: فَأَعْطَانِيهِ فَبِعْتُ الدَّرْعَ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَحْرَفًا فِي بَنِي سَلَمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأْتَلَتْهُ فِي الْإِسْلَامِ.

☀️ فائدہ: جو مال مقتول کے پاس ہو اس کا قاتل ہی اس کا حقدار سمجھا جاتا ہے۔ اور اسے اصطلاحاً ”سلب“ کہتے ہیں۔ یعنی لباس، سواری اور اسلحہ۔ پیچھے اس کے ٹھکانے پر جو کچھ ہو وہ اس میں شامل اور شمار نہیں ہوتا۔ اس کی نقدی اور زیورات جو مخفی ہوتے ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے۔ (نیل الاوطار: ۳۰۵/۷)

۲۷۱۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ يَغْنِي يَوْمَ حُنَيْنٍ : «مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلْبُهُ» . فَقَتَلَ أَبُو طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِينَ رَجُلًا وَأَخَذَ أَسْلَابَهُمْ، وَلَقِيَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ وَمَعَهَا خَنْجَرٌ، فَقَالَ : يَا أُمَّ سُلَيْمٍ ! مَا هَذَا مَعَكَ ؟ قَالَتْ : أَرَدْتُ وَاللَّهِ ! أَنْ دَنَا مِنِّي بَعْضُهُمْ أَبْعَجَ بِهِ بَطْنُهُ فَأَخْبَرَ بِذَلِكَ أَبُو طَلْحَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ . قَالَ أَبُو دَاوُدَ : هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .

۲۷۱۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین والے دن فرمایا تھا: ”جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو تو اس کا سلب (اسباب) اسی قاتل کا ہے۔“ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی دن بیس آدمیوں کو قتل کیا اور ان کا سلب بھی حاصل کیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (اپنی بیوی) ام سلیم سے ملے جبکہ ان (ام سلیم) کے پاس ایک خنجر تھا تو پوچھا: اے ام سلیم! یہ تیرے پاس کیا ہے؟ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میرا ارادہ یہ ہے کہ ان کافروں میں سے کوئی میرے قریب آیا تو میں اس سے اس کا پیٹ چیر دوں گی۔ پھر ابو طلحہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بھی بتائی۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔



قَالَ أَبُو دَاوُدَ : أَرَدْنَا بِهَذَا الْخَنْجَرِ، فَكَانَ سِلَاحَ الْعَجَمِ يَوْمَئِذٍ الْخَنْجَرُ .

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اور اس حدیث کے بیان سے ہمارا مقصد خنجر کے متعلق بتانا ہے (کہ بطور اسلحہ اس کا استعمال جائز ہے) کہ ان دنوں عجمی لوگ ہی اسے استعمال کرتے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① غزوہ حنین میں ابتدائی طور پر مسلمانوں کو کچھ ہزیمت ہوئی تھی مگر بعد میں انہوں نے اپنی قوت جمع کر لی اور اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی۔ سورہ توبہ میں اس کا ذکر موجود ہے: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ﴾ (التوبہ: ۲۵) ”بلاشبہ اللہ عزوجل بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کر چکا ہے اور (یاد کرو) حنین کے روز کو جب تم اپنی کثرت پر نازاں ہوئے مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین بادِ جودِ فرخی کے تم پر

۲۷۱۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال، ج: ۱۸۰۹ من حديث حماد بن سلمة به مختصراً .

تک ہوگئی تھی اور تم پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔“ ⑤ مقتول کے پاس جو ذاتی استعمال کا مال ہو وہ اس کے قاتل مجاہد کا حق ہوتا ہے خواہ کسی قدر ہو نیز اس میں سے فُس بھی نہیں لیا جاتا۔ ⑥ ہر دور میں رائج الوقت اسلحہ استعمال کرنا چاہیے۔ ⑦ مسلمان عورتوں کو بھی دفاع کے لیے تیار رہنا چاہیے تاکہ حسب ضرورت وہ اپنا دفاع کر سکیں۔

باب: ۱۳۷- امام اگر مناسب سمجھے تو قاتل کو مقتول کے کچھ (سلب) سے محروم کر سکتا ہے۔ اور یہ بیان کہ گھوڑا اور اسلحہ ”سلب“ میں شمار ہوگا

(المعجم ۱۳۷) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ يَمْنَعُ الْقَاتِلَ السَّلْبَ إِنْ رَأَى وَالْفَرَسَ وَالسَّلَاحَ مِنَ السَّلْبِ (التحفة ۱۴۸)

۲۷۱۹- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوہ موتہ میں روانہ ہوا۔ اہل یمن سے جو کمک ہمیں ملی ان میں سے ایک شخص میرے ساتھ ہولیا اس کے پاس سوائے ایک تلوار کے اور کچھ نہ تھا۔ مسلمانوں کے ایک آدمی نے اونٹ ذبح کیا تو اس آدمی نے ذبح کرنے والے سے کھال کا ایک حصہ مانگا جو اس نے اس کو دے دیا۔ پس اس نے اس کو ڈھال کی طرح بنالیا اور پھر ہم چلتے رہے۔ ہمیں رومی جماعتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ان میں ایک آدمی اپنے سرخ گھوڑے پر سوار تھا جس کی زین اور ہتھیار سنہری تھے۔ وہ رومی مسلمانوں پر بڑے سخت حملے کر رہا تھا۔ تو یمن کی کمک والا یہ آدمی ایک چٹان کی اوٹ میں اس رومی کی تاک میں بیٹھ گیا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس یمنی نے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں تو وہ (رومی) گر پڑا اور یہ (یمنی) خود اس آدمی پر چڑھ بیٹھا اور اسے قتل کر دیا اور اس کا گھوڑا اور اسلحہ لے لیا۔ جب اللہ عزوجل نے

۲۷۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي غَزْوَةِ مُوتَةَ وَرَأَيْتُنِي مَدَدِيٍّ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُ سَيْفِهِ، فَتَحَرَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ جُزُورًا فَسَأَلَهُ الْمَدَدِيُّ طَائِفَةً مِنْ جَلْدِهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَّخَذَهُ كَهَيْئَةِ الدَّرَقِ وَمَضَيْنَا فَلَقِينَا جُمُوعَ الرُّومِ وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ لَهُ أَشْفَرٌ عَلَيْهِ سَرَجٌ مُذْهَبٌ وَسِلَاحٌ مُذْهَبٌ فَجَعَلَ الرُّومِيُّ يَفْرِي بِالْمُسْلِمِينَ فَقَعَدَ لَهُ الْمَدَدِيُّ خَلْفَ صَخْرَةٍ فَمَرَّ بِهِ الرُّومِيُّ فَعَرَقَ فَرَسَهُ فَخَرَّ وَعَلَاهُ فَقَتَلَهُ وَحَارَ فَرَسَهُ وَسِلَاحَهُ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُسْلِمِينَ بَعَثَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأَخَذَ

۲۷۱۹- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب استحقات القاتل سلب القتيل، ح: ۱۷۵۳ من حديث الوليد ابن مسلم به، وهو في مسند أحمد: ۲۷/۶، ۲۸.

مَنْ السَّلْبِ. قَالَ عَوْفٌ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا خَالِدُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالسَّلْبِ لِلْقَاتِلِ؟ قَالَ: بَلَى وَلَكِنِّي اسْتَكْشَرْتُهُ. قُلْتُ: لَتَرُدَّنَّهُ إِلَيْهِ أَوْ لَأَعْرِفَنَّكَهَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. قَالَ عَوْفٌ: فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَضَصْتُ عَلَيْهِ قِصَّةَ الْمَدَدِيِّ وَمَا فَعَلَ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا خَالِدُ! مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَكْشَرْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا خَالِدُ! رُدَّ عَلَيْهِ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ». قَالَ عَوْفٌ: فَقُلْتُ لَهُ: دُونَكَ يَا خَالِدُ! أَلَمْ أَفِ لَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ. قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «يَا خَالِدُ! لَا تَرُدَّ عَلَيْهِ، هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي أُمْرًا بِي لَكُمْ صِفْوَةٌ أَمْرِهِمْ وَعَلَيْهِمْ كَدْرُهُ».



مسلمانوں کو فتح دی تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس یمنی کو بلوایا اور اس کے اسباب میں سے کچھ لے لیا۔ حضرت عوفؓ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے خالد! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے کہ سلب قاتل کا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ لیکن میں اسے بہت زیادہ سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا: یا تو آپ اسے واپس کر دیں ورنہ میں آپ کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گا، مگر انہوں نے اس کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عوفؓ کہتے ہیں: پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں جمع ہوئے تو میں نے آپ سے اس یمنی کا قصہ بیان کیا اور وہ بھی جو خالدؓ نے کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خالد! اس کی کیا وجہ تھی جو تم نے کیا؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس سلب کو بہت زیادہ سمجھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے جو کچھ اس سے لیا ہے وہ اس کو واپس کر دو۔“ عوفؓ کہتے ہیں: میں نے خالد سے کہا: خالد! لو اب میں نے جو بات کہی تھی پوری کر دی؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”وہ کیا بات ہے؟“ میں نے انہیں بتا دی تو رسول اللہ ﷺ غصے ہو گئے اور فرمایا: ”خالد! وہ مت واپس کرو، کیا تم لوگ میری خاطر میرے امراء سے کوئی رعایت نہیں کر سکتے؟ (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ) ان کے معاملات کی عمدگی اور بھلائی تو تمہارے لیے ہو اور اس کی خرابی کے وہ ہی ذمہ دار ہوں۔“

۲۷۲۰- عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر اپنے والد سے وہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔

۲۷۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: سَأَلْتُ ثَوْرًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْأَشْجَعِيِّ نَحْوَهُ.

☀️ فائدہ: انتظامی معاملات میں امیر مجتہد کو کسی قدر تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے اور لوگوں کو مناسب نہیں کہ حکام و امراء کو ہر معاملے میں تنقیدی کی سان پر چڑھائے رکھیں۔

باب: ۱۳۸- سلب میں سے خمس نہیں لیا جاتا

(المعجم ۱۳۸) - بَابُ: فِي السَّلْبِ لَا يُخَمَّسُ (التحفة ۱۴۹)

۲۷۲۱- حضرت عوف بن مالک اشجعی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سلب کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ یہ قاتل کا حق ہے اور اس میں سے خمس نہیں نکالا۔

۲۷۲۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْأَشْجَعِيِّ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالسَّلْبِ لِلْقَاتِلِ وَلَمْ يُخَمَّسِ السَّلْبُ.

باب: ۱۳۹- جو شدید زخمی کو قتل کرے اسے اس کے سلب میں سے کچھ دینا

(المعجم ۱۳۹) - بَابُ مَنْ أَجَارَ عَلَى جَرِيحٍ مُتَخَنٍ يُقْتَلُ مِنْ سَلْبِهِ (التحفة ۱۵۰)

۲۷۲۲- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز مجھے ابو جہل کی

۲۷۲۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي

۲۷۲۰- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۶/ ۳۱۰ من حديث أبي داود به.

۲۷۲۱- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۹۰ من طريق آخر عن صفوان بن عمرو به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۶۹۸.

۲۷۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۲۴۴ * أبو إسحاق عنن، وأبو عبيدة عن أبيه منقطع كما تقدم، ح: ۹۹۵.

إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: نَفَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ سَيْفَ أَبِي جَهْلٍ كَانَ قَتَلَهُ.

☀️ فائدہ: ابو جہل کو عفراء کے بیٹوں معاذ اور معوذ اور معاذ بن عمرو بن جموح نے زخمی کیا تھا۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹی تھی۔ (دیکھیے سابقہ حدیث: ۲۶۸۰)

(المعجم ۱۴۰) - بَابُ: فِيمَنْ جَاءَ بَعْدَ الْغَنِيمَةِ لَا سَهْمَ لَهُ (التحفة ۱۵۱)

باب: ۱۴۰- جو شخص غنیمت کی تقسیم کے بعد پہنچے اس کا اس میں کوئی حصہ نہیں

۲۷۲۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عَنَسَةَ بِنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ أَبَانَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ، فَقَدِمَ أَبَانُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَصْحَابُهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِخَيْبَرَ بَعْدَ أَنْ فَتَحَهَا. وَإِنَّ حُزْمَ خَيْلِهِمْ لَيْفٌ، فَقَالَ أَبَانُ: أَقْسِمُ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: لَا تَقْسِمُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ أَبَانُ: أَنْتَ بِهَا يَا بَرُّ تَحَدَّرَ عَلَيْنَا مِنْ رَأْسِ ضَالٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اجْلِسْ يَا أَبَانُ!» وَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۷۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابان بن سعید بن عاص کو مدینہ منورہ سے نجد کی جانب ایک جہادی مہم پر روانہ کیا۔ پس ابان بن سعید اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں پہنچے جبکہ آپ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا۔ ابان بن سعید اور ان کے ساتھیوں کے گھوڑوں کے تنگ (زین) کسنے کے چوڑے تھے یا لگام کھجور کی چھال کے تھے۔ تو ابان نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی عنایت فرمائیے۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہیں مت دیجیے۔ ابان بولے: اوبلے نما جانور! تم یہ کہہ رہے ہو اور (کہاں سے) ہمارے پاس ضال (پہاڑ) کی چوٹی سے اتر آئے ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابان بیٹھ جاؤ۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو غنیمت میں سے کچھ نہ دیا۔

۲۷۲۴- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى

۲۷۲۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ۳۳۴/۶ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۷۹۳، وعلقه البخاري، ح: ۴۲۳۸ * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع وتابعه عبد الله بن سالم.

۲۷۲۴- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۳۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

میں نے پہنچا جب کہ رسول اللہ ﷺ خیر میں تھے جس وقت کہ آپ نے اسے فتح کیا تھا۔ میں نے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی عنایت فرمائیں۔ تو سعید بن عاص کے بچوں میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسے مت دیجیے۔ میں نے کہا: یہ ابن قوئل رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے۔ تو سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بے نما جانور پر تعجب ہے کہ ضال (پہاڑ) کی چوٹی سے ہمارے پاس اتر آیا ہے اور مجھے ایک مسلمان کے قتل پر عار دلاتا ہے جس کو اللہ عز و جل نے میرے ہاتھوں عزت بخشی (اسے شہادت نصیب ہوئی) اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔

الْبُلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ فَحَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْسَةَ بْنَ سَعِيدٍ الْقُرَشِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْبِرُ حِينَ افْتَتَحَهَا، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُسَهِّمَ لِي، فَتَكَلَّمَ بَعْضُ وَلَدِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ: لَا تُسَهِّمَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: فَقُلْتُ: هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقِلٍ، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ: يَا عَجَبًا لَوْبِرٍ، قَدْ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَالٍ يُعِيرُنِي بِقَتْلِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهْنِي عَلَى يَدَيْهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ لوگ تقریباً دس آدمی تھے۔ ان میں سے چھ شہید ہو گئے اور باقی واپس لوٹ آئے۔

[قال أبو داود: هؤلاء كانوا نحو عشرة فقتل منهم ستة ورجع من بقي].

🌞 فوائد و مسائل: ① جو لوگ معرکہ میں کسی طرح شریک نہ ہوں ان کا غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہوتا۔ البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ غنیمت جمع کر لیے جانے کے بعد لشکر اسلام سے جا ملیں اور غنیمت تقسیم نہ ہوئی ہو تو انہیں بھی اس میں سے حصہ ملے گا۔ ② ابن قوئل (نعمان بن قوئل رضی اللہ عنہ) انصاری صحابی تھے جو غزوہ احد میں ابان بن سعید کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے جبکہ ابان رضی اللہ عنہ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں اور غزوہ خیبر حدیبیہ کے بعد ہوا ہے۔ ③ پہلی روایت میں ہے کہ ابان بن سعید نے غنیمت کا مطالبہ کیا تھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا اور دوسری میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تو ابان نے انکار کیا۔ حافظ منذری نے بحوالہ ابو بکر الخطیب رحمہ اللہ دوسری روایت کو راجح کہا ہے۔

۲۷۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: ۲۷۲۵- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۷۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۳۳، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من ۴۴

ہیں کہ ہم لوگ (جسہ سے) واپس آئے (اور خیبر پہنچے) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا تو آپ نے ہم لوگوں کو بھی حصہ دیا..... یا کہا کہ آپ نے ہمیں بھی اس میں سے کچھ دیا..... حالانکہ آپ نے فتح خیبر سے غائب رہنے والوں میں سے کسی کو بھی کچھ نہ دیا تھا۔ صرف انہی لوگوں کو دیا جو آپ کے ساتھ حاضر تھے مگر ہم لوگ جو کشتی میں سوار ہو کر آئے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دیگر مجاہدین کے ساتھ حصہ دیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَدِمْنَا فَوَافَقَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا، أَوْ قَالَ: فَأَعْطَانَا مِنْهَا، وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابٍ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا، جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، فَأَسْهَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

فائدہ: یہ عطیہ یا توخس میں سے دیا گیا تھا جس کے نبی ﷺ خود متصرف تھے یا دیگر مجاہدین کی رضامندی سے غنیمت میں سے دیا گیا تھا تاکہ ان مہاجرین کی دلجوئی ہو۔ واللہ اعلم۔ (خطابی)

۲۷۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر والے دن کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”عثمان رضی اللہ عنہ کے کام سے اور رسول اللہ کے کام سے گئے ہیں اور میں ان کی بیعت لے رہا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا اور ان کے سوا غائب رہنے والوں میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔

۲۷۲۶- حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ كُثَيْبِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ هَانِئِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ: «إِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِي حَاجَةِ اللَّهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ وَإِنِّي أَبَايَعُ لَهُ» فَضَرَبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَهْمٍ وَلَمْ يَضْرِبْ لِأَحَدٍ غَابٍ غَيْرُهُ.

فائدہ: بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت رقیہ کی خدمت و تیمارداری کے لیے پابند فرمایا تھا۔ اور پھر وہ اس بیماری میں وفات پا گئی تھیں۔ اسی بنیاد پر انہیں غنیمت میں سے حصہ دیا گیا تھا۔ البتہ اس میں بیعت والی بات راوی کا وہم ہے

۲۷۲۶- فضائل جعفر بن ابی طالب و أسماء بنت عمیس و اهل سفینتہم رضی اللہ عنہم، ح: ۲۵۰۲ من حدیث بریدہ۔
۲۷۲۶- تخریج: [حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ۴/ ۱۳۵ من حدیث الفزاري به مطولاً، وهو في كتاب السير للفزاري، ح: ۲۶۵، وله طريق آخر، صححه الحاكم: ۳/ ۹۸، ووافقه الذهبي، وسنده حسن.

کیونکہ نبی ﷺ نے حضرت عثمان کی طرف سے بیعت حدیبیہ کے موقع پر لی تھی۔ یہاں راوی کو وہم ہوا ہے اور اس نے اسے بدر کے واقعہ میں بیان کر دیا ہے۔ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص مجاہدین کی کوئی ذمہ داری ادا کرنے کی وجہ سے قتال میں شریک نہ ہوا اسے بھی غنیمت میں سے حصہ دیا جائے گا۔

(المعجم ۱۴۱) - بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُحْدِيَانِ مِنَ الْغَنِيمَةِ (التحفة ۱۵۲)

باب: ۱۴۱- عورت اور غلام کو غنیمت میں سے انعام و اکرام دیا جائے

۲۷۲۷- حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ الْمُخْتَارِ بْنِ صَفِيٍّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزٍ قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ كَذَا وَكَذَا ذَكَرَ أَشْيَاءَ وَعَنِ الْمَمْلُوكِ أَلَّهُ فِي الْفَيْءِ شَيْءٌ وَعَنِ النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَخْرُجْنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ وَهَلْ لَهُنَّ نَصِيبٌ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْلَا أَنْ يَأْتِيَّ أَحْمُوقَةٌ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ، أَمَّا الْمَمْلُوكُ فَكَانَ يُحْدَى، وَأَمَّا النِّسَاءُ فَكُنَّ يُدَاوِينَ الْجَرَحَى وَيَسْقِينَ الْمَاءَ.

۲۷۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ [قال]: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ يَعْنِي الْوُهَيْبِي قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَالزُّهْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزٍ قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ الْحُرُورِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنِ النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَشْهَدْنَ الْحَرْبَ

۲۷۲۷- یزید بن ہرمز نے بیان کیا کہ نجدہ (حروری) جو کہ خوارج کا سردار تھا) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کئی سوالات لکھ کر بھیجے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ کیا غلام کا غنیمت میں کوئی حصہ ہوتا ہے؟ اور عورتوں کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ نبی ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا غنیمت میں ان کا کوئی حصہ ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ کوئی حماقت کرے گا تو میں اسے جواب نہ دیتا۔ (آپ نے لکھا کہ) غلام کو انعام دیا جاتا تھا اور عورتیں زخیوں کا علاج معالجہ کیا کرتی تھیں اور پانی پلایا کرتی تھیں۔

۲۷۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ [قال]: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ يَعْنِي الْوُهَيْبِي قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَالزُّهْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزٍ قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ الْحُرُورِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنِ النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَشْهَدْنَ الْحَرْبَ

۲۷۲۸- یزید بن ہرمز نے بیان کیا کہ نجدہ (حروری) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا اور پوچھا کہ کیا عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا آپ انہیں غنیمت میں سے کوئی حصہ عنایت فرماتے تھے؟ یزید بن ہرمز کہتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب نجدہ کی طرف میں نے تحریر کیا تھا کہ عورتیں رسول

۲۷۲۷- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب النساء الغزيات يرضخ لهن ولا يسهم... الخ، ح: ۱۸۱۲ من حديث زائدة به.

۲۷۲۸- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتی تھیں اور یہ کہ انہیں غنیمت میں کوئی حصہ دیا جائے..... یہ نہیں ہوتا تھا تاہم انہیں عطیہ و انعام ضرور دیا جاتا تھا۔

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ وَهَلْ كَانَ يُضْرَبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ. قَالَ: فَأَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى نَجْدَةَ: قَدْ كُنَّ يَحْضُرْنَ الْحَرْبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَّا أَنْ يُضْرَبَ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَلَا، وَقَدْ كَانَ يُرْضَخُ لَهُنَّ.

🌞 فوائد و مسائل: ① عورتوں اور دیگر خدمت گاروں کے لیے غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہے مگر ان کی خدمت کی مناسبت سے معقول انعام و اکرام ضرور دیا جائے۔ ② اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ عورتوں نے ایک فوجی اور مجاہد کی حیثیت سے شرکت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو انہیں غنیمت میں سے پورا حصہ دیا جاتا۔ ان کی حیثیت خدمت گار کی سی تھی اور وہ بھی پس پردہ رہ کر۔ ③ اس سے زندگی کے ہر شعبے میں مرد و زن کی مغربی مساوات کا ہرگز اثبات نہیں ہوتا جیسا کہ بعض مغرب زدہ حضرات کرتے ہیں۔

۲۷۲۹- حضرت حشر بن زیاد اپنی دادی (ام زیاد اشجعیہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک ہوئی تھیں اور وہ چھ میں سے چھٹی عورت تھی کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے ہمیں بلوا بھیجا۔ ہم حاضر خدمت ہوئیں تو ہم نے آپ کو غصے میں دیکھا۔ فرمایا: ”تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آئی ہیں بال بٹی ہیں اور اس سے جہاد میں مدد کرتی ہیں ہمارے پاس زخمیوں کے لیے دوا دارو بھی ہے ہم تیرا کٹھے کر کے دیتی ہیں اور ستوپلاتی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ۔“ (کوئی بات نہیں) حتیٰ کہ جب اللہ نے آپ کے لیے خیبر فتح کر دیا تو آپ نے ہمیں بھی حصہ عنایت فرمایا جیسے کہ مردوں کو دیا تھا۔

۲۷۲۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا زَيْدُ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا رَافِعُ بْنُ سَلَمَةَ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَشْرَجُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ جَدَّتِهِ، أُمِّ أَبِيهِ: أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَادِسَ سِتِّ نِسْوَةٍ، فَبَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَبَعَثَ إِلَيْنَا فَجِئْنَا، فَرَأَيْنَا فِيهِ الْغَضَبَ، فَقَالَ: «مَعَ مَنْ خَرَجْتُمْ وَبِإِذْنِ مَنْ خَرَجْتُمْ؟» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! خَرَجْنَا نَغْزِلُ الشَّعْرَ وَنُعِينُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَعَنَا دَوَاءٌ لِلْجَرْحَى وَتَنَاوُلُ السَّهَامِ وَنَسْقِي السَّوِيقَ، فَقَالَ: «قُمْنَ». حَتَّى إِذَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ أَشْهَمَ لَنَا كَمَا أَشْهَمَ



۲۷۲۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۷۱، والسناني في الكبرى، ح: ۸۸۷۹ من حديث رافع بن سلمة به * حشر بن زياد لا يعرف، لم يوثقه غير ابن حبان.

میں نے پوچھا دادی اماں! وہ کیا تھا؟ کہا: کھجور۔

لِلرَّجَالِ. قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: يَا جَدَّةُ وَمَا كَانَ ذَلِكَ؟ قَالَتْ: تَمْرًا.

۲۷۳۰- حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ

کے غلام تھے بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے مالکوں کے ساتھ غزوہ خیبر میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو آپ نے میرے متعلق حکم دیا، میری گردن میں ایک تلوار لٹکا دی گئی، میں اسے گھسیٹنے لگا۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ غلام ہے تو آپ نے میرے متعلق فرمایا اور مجھے گھر کے اسباب میں سے کچھ بطور انعام دیا گیا۔

۲۷۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرٌ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَالَ: شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَاتِي فَكَلَّمُونَا فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَنِي فَقُلْتُ سِيفًا فَإِذَا أَجْرُهُ فَأُخْبِرَ أَنِّي مَمْلُوكٌ فَأَمَرَ لِي بِشَيْءٍ مِنْ خُرَّتِيِّ الْمَتَاعِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يُسْهِمْ لَهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا ہے: ابو عبید نے بیان کیا کہ راوی حدیث ”آبی اللحم“ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے گوشت کو اپنے لیے حرام کر لیا تھا اس لیے انہیں ”آبی اللحم“ کہا جاتا تھا (گوشت سے انکار کرنے والا)۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: كَانَ حَرَّمَ اللَّحْمَ عَلَى نَفْسِهِ فَسُمِّيَ أَبِي اللَّحْمِ.

فائدہ: ان کا اصل نام عبداللہ بن عبدالملک بن عبداللہ بن غفار ہے۔ (الاصاب)

۲۷۳۱- حضرت جابر (بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے

کہ میں بدر کے روز اپنے اصحاب کے لیے کنویں سے پانی بھرتا رہا تھا۔ (کنویں میں اتر کر ہاتھوں سے ڈول بھرتا تھا کیونکہ نیچے پانی کم تھا)۔

۲۷۳۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنْتُ أُمِيعُ أَصْحَابِي الْمَاءَ يَوْمَ بَدْرٍ.

۲۷۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب هل يسهم للعبد، ح: ۱۵۵۷ من حديث بشر بن المفضل به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۶۹، والحاكم ۱۳۱/۲، ووافقه الذهبي، وهو في مسند الإمام أحمد: ۵/۲۲۳.

۲۷۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۱/۹، "بلفظ: أُمِيعَ" من حديث أبي داود به * أبو معاوية الضرب والاعمش مدلسان وعتنا.

☀️ فائدہ: غالباً انہیں اس خدمت پر انعام دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۴۲) - بَابُ: فِي الْمُشْرِكِ

يُسْهِمُ لَهُ (التحفة ۱۵۳)

باب: ۱۴۲- کیا مشرک کا غنیمت میں کوئی

حصہ ہے؟

۲۷۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَيَحْيَى بْنُ

مَعِينٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

الْفُضَيْلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نِيَارٍ، عَنْ

عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، - قَالَ يَحْيَى - : إِنَّ

رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ لَحَقَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ يُقَاتِلُ

مَعَهُ فَقَالَ: «ارْجِعْ» ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَا - :

«إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ».

۲۷۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

مشرکین میں سے ایک آدمی نبی ﷺ سے ملتا تھا کہ آپ

کے ساتھ مل کر (مشرکین سے) قتال کرے۔ آپ نے

فرمایا: ”واپس چلے جاؤ۔“ (یہ الفاظ یحییٰ بن معین کے

ہیں۔ اس کے بعد مسدد اور یحییٰ دونوں باتفاق کہتے ہیں

(کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم مشرکین سے مدد

نہیں لیتے۔“

☀️ فائدہ: جب مشرکین سے مدد نہیں لی جاتی تو غنیمت میں ان کا حصہ ہونے کے بھی کوئی معنی نہیں۔ اور اسلامی

سیاست کا بنیادی اصول وقاعدہ یہی ہے کہ مشرکین سے مدد نہ لی جائے۔ مگر حسب احوال ومصلح اگر کہیں اضطراری

کیفیت ہو تو بمقابلہ کفار مدد لی جاسکتی ہے مسلمانوں کے خلاف نہیں۔ جیسے کہ سفر ہجرت میں رسول اللہ ﷺ اور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقہ لیش کی رہنمائی میں اپنا سفر مکمل فرمایا تھا۔ یہ مشرک تھا مگر قابل اعتماد

تھا۔ ایسی کوئی صورت ہو تو کچھ انعام وغیرہ دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم، دیکھیے: (نیل الاوطار) باب ماجاء فی

الاستعانة بالمشرکین: ۲۵۴/۷

(المعجم ۱۴۳) - بَابُ: فِي سُهِمَانِ

الْخَيْلِ (التحفة ۱۵۴)

باب: ۱۴۳- گھوڑوں کے حصوں کا بیان

۲۷۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ

نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۲۷۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہد اور اس کے گھوڑے کے

لیے تین حصے مقرر فرمائے تھے۔ ایک حصہ مجاہد کا اور دو

۲۷۳۲- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب كراهة الاستعانة في الغزو بكافر إلا لحاجة أو كونه حسن

الرأي في المسلمين، ح: ۱۸۱۷ من حديث الإمام مالك به.

۲۷۳۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب سهام الفرس، ح: ۲۸۶۳، ومسلم،

ح: ۱۷۶۲ من حديث عبيد الله بن عمر به، وهو في مسند الإمام أحمد: ۴۱/۲.



أَسْهَمَ لِرَجُلٍ وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَسْهَمٍ: سَهْمًا
لَهُ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ.

🌞 فائدہ: جہاد میں پیدل جہاد کرنے والے کے مقابلے میں گھوڑ سوار کی کارکردگی عموماً بہت زیادہ ہوتی ہے اس لیے غنیمت میں گھوڑے کا بھی حصہ رکھا گیا ہے۔ فی زمانہ ٹینکوں، لڑاکا طیاروں اور دیگر سوار یوں کا بھی یہی حکم ہوگا۔

۲۷۳۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا
الْمَسْعُودِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍة عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَمَعَنَا
فَرَسٌ، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ مِنَّا سَهْمًا
وَأَعْطَى الْفَرَسَ سَهْمَيْنِ.

۲۷۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ
خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ
أَبِي عَمْرٍة، عَنْ أَبِي عَمْرٍة بِمَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ
ثَلَاثَةَ نَفَرٍ زَادَ: فَكَانَ لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةُ أَسْهَمٍ.

۲۷۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى:
حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَمِّعِ بْنِ
يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ
ابْنَ الْمُجَمِّعِ يَذْكُرُ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۲۷۳۷- حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَمِّعِ بْنِ
يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ
ابْنَ الْمُجَمِّعِ يَذْكُرُ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

باب: ۱۴۳/۱۴۴- ان حضرات کی دلیل جو کہتے
ہیں کہ گھوڑے کا بھی ایک ہی حصہ ہے

۲۷۳۸- حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَمِّعِ بْنِ
يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ
ابْنَ الْمُجَمِّعِ يَذْكُرُ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۲۷۳۹- حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَمِّعِ بْنِ
يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ
ابْنَ الْمُجَمِّعِ يَذْكُرُ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۲۷۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ۱۳۸/۴، سندہ ضعیف، وللحدیث شواہد * أبو عمرہ
مجهول الحال، والخبر معلل.

۲۷۴۱- تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۲۷۴۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۲۰/۳ من حديث مجمع بن يعقوب به، وصححه الحاكم: ۲/۱۳۱، ووافقه الذهبي، والتطبيق ممكن، والحمد لله.

جب ہم وہاں سے واپس ہونے لگے تو دیکھا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو تیز بھگا رہے ہیں لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے تو ہم بھی لوگوں کے ساتھ اونٹ دوڑاتے ہوئے نکلے۔ ہم نے کراع الغمیم مقام پر دیکھا کہ نبی ﷺ اپنی سواری پر رکے ہوئے ہیں۔ جب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے سورہ فتح کی آیات تلاوت فرمائیں: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ ”بلاشبہ ہم نے آپ کو واضح فتح دی ہے۔“ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ فتح ہے؟ فرمایا: ”ہاں“ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! بلاشبہ یہ فتح ہے۔“ چنانچہ (بعد میں) خیبر کی غنیمتیں اہل حدیبیہ ہی پر تقسیم کی گئیں۔ آپ نے ان کے اٹھارہ حصے بنائے اور لشکر والوں کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں تین سو گھوڑ سوار تھے۔ پس آپ نے گھوڑ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ عنایت فرمایا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو معاویہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے۔ (حدیث: ۲۷۳۳) اور جمع کی روایت میں وہم ہے کہ یہ گھوڑ سوار تین سو بتاتے ہیں حالانکہ وہ دو سو تھے۔

ابن یزید الأنصاری، عن عمه مجمع بن جارية الأنصاري - قال: وكان أحد القراء الذين قرءوا القرآن - قال: شهدنا الحديبية مع رسول الله ﷺ، فلما انصرفنا عنها إذا الناس يهزؤون الأباعر، فقال بعض الناس لبعض: ما للناس؟ قالوا: أوجي إلى النبي ﷺ فخرجنا مع الناس نوجف فوجدنا النبي ﷺ واقفا على راحلته عند كراع الغميم فلما اجتمع عليه الناس قرأ عليهم ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ . فقال رجل: يا رسول الله! أفتح هو؟ قال: «نعم والذي نفس محمد بيده! إنه لفتح»، فقسمت خيبر على أهل الحديبية فقسمتها رسول الله ﷺ على ثمانية عشر سهمًا، وكان الجيش ألفًا وخمسمائة، فيهم ثلاث مائة فارس، فأعطى الفارس سهمين، وأعطى الرجل سهمًا.

قال أبو داؤد: حديث أبي معاوية أصح والعمل عليه وأرى الوهم في حديث مجمع أنه قال: ثلاث مائة فارس وكانوا مائتي فارس.



توضیح: غنائم خیبر کے اٹھارہ حصے یوں بنتے ہیں کہ اگر مجاہدین کی تعداد پندرہ سو اور ان میں گھوڑ سوار تین سو ہوں اور ہر گھوڑے کا ایک حصہ شمار کیا جائے تو یہ کل تعداد اٹھارہ سو ہوئی چنانچہ ہر حصہ ایک سو کے لیے ہوا اور گھوڑے کے لیے بھی ایک ہی حصہ دیا گیا۔ مگر یہ بات صحیح تر روایات کے خلاف ہے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے جیسے کہ امام

ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مجاہدین کی تعداد چودہ سواران میں گھوڑ سوار دو سوتھے۔ گھوڑے کے لیے دو حصے تھے۔ اس طرح کل حصے جن میں یہ غنیمتیں تقسیم ہوئیں اٹھارہ سو بنے ہر ایک سو کے لیے ایک حصہ تھا اور کل حصے اٹھارہ بنائے گئے۔

باب: ۱۴۴، ۱۴۵- (غنیمت کے علاوہ) اضافی
انعام دینے کا بیان

(المعجم ۱۴۴، ۱۴۵) - باب: فی
النفل (التحفہ ۱۵۶)

۲۷۳۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ”جس نے ایسے ایسے کیا اسے اتنا انعام (نفل) ملے گا۔“ چنانچہ نوجوان آگے بڑھے اور بڑی عمر کے لوگ نشانات (یا جھنڈوں) کے پاس رکے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی تو بزرگوں نے کہا: ہم تمہارا سہارا تھے اگر تمہیں شکست ہوتی تو تم لوگ ہمارے ہی پاس لوٹ کے آتے، ساری غنیمت تم ہی نہ سمیٹ لے جاؤ کہ ہمیں کچھ نہ ملے مگر جوانوں نے انکار کیا اور کہنے لگے: یہ تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مخصوص فرمائی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال کی آیات نازل فرمائیں: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ سے لے کر: ﴿وَإِنْ قَرِيبًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُوهُمْ﴾ چنانچہ یہ سب ان کے لیے بہتر ہوا اور ایسے فرمایا کہ میری اطاعت کرو بے شک اس کے انجام کو میں تم سے بہتر جانتا ہوں۔

۲۷۳۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ يَدْرُ: «مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَلَهُ مِنَ النَّفْلِ كَذَا وَكَذَا». قَالَ: فَقَدَّمَ الْفَتْيَانُ وَلَزِمَ الْمَشِيخَةُ الرَّايَاتِ فَلَمْ يَبْرَحُوهَا. فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَالَتِ الْمَشِيخَةُ: كُنَّا رِذَاءًا لَّكُمْ لَوْ أَنهَزْتُمْ فَنُتْمَ إِلَيْنَا فَلَا تَذْهَبُونَ بِالْمُعْتَمِ وَبَقِي، فَأَبَى الْفَتْيَانُ وَقَالُوا: جَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُوهُمْ﴾ [الأنفال: ۱-۵] يَقُولُ: فَكَانَ ذَلِكَ خَيْرًا لَهُمْ، فَكَذَلِكَ أَيْضًا: فَأَطِيعُونِي فَإِنِّي أَعْلَمُ بِعَاقِبَةِ هَذَا مِنْكُمْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① سورۃ انفال کی ابتدائی پانچ آیتوں کا ترجمہ یہ ہے: ”یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجیے کہ غنائم کا مالک اللہ ہے اور اس کا رسول، سو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور آپس میں صلح سے رہو۔“

۲۷۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱۹۷ من حديث داود بن أبي هند به، وصححه الحاكم ۲/ ۱۳۱، ۱۳۲، ۳۲۶، ۳۲۷، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي.

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم (واقعی) مومن ہو۔ ایمان والے تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ایمان دار ہیں ان کے لیے اپنے رب کے پاس درجات ہیں اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔ جیسے کہ آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکالا جبکہ مومنوں میں سے ایک جماعت راضی نہ تھی۔“ ⑤ جہاد اور دیگر اعمال خیر میں لوگوں کو شوق دلانے ان کی حوصلہ افزائی اور مزید سبقت کے لیے انعامات دینا مومنوں و مستحب ہے مگر ان پر واجب ہے کہ اپنی نیوتوں کو محض دنیا کے مال و متاع تک محدود نہ رکھیں۔

۲۷۳۸- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا، وَمَنْ أَسَرَ أَسِيرًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا» ثُمَّ سَأَلَ نَحْوَهُ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَمُّ.

۲۷۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ”جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کے لیے اتنا اتنا انعام ہے اور جو کسی کو پکڑ کر قید کر لے تو اس کیلئے اتنا اتنا ہے۔“ پھر مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا اور خالد کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

۲۷۳۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارٍ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بِهِذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالسَّوَاءِ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَمُّ.

۲۷۳۹- (ہارون بن محمد بن بکار بن محمد بن مروی ہے) اور داود بن ابی ہند نے یہ حدیث اپنی سند سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کو برابر برابر تقسیم کیا۔ اور خالد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ (مذکورہ بالا حدیث: ۲۷۳۸)

۲۷۴۰- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَعْصُومٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا» ثُمَّ سَأَلَ نَحْوَهُ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَمُّ.

۲۷۴۰- حضرت مصعب بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے

۲۷۳۸- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۳۱۵، ۳۱۶ من حديث أبي داود به.
 ۲۷۳۹- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۱۳۶/۳ من حديث أبي داود به.
 ۲۷۴۰- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ۱۷۴۸ من طريق آخر عن مصعب بن سعد، والترمذي، ح: ۳۰۷۹ من حديث أبي بكر بن عياش به * عاصم هو ابن بهذلة.

مَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي الْيَوْمَ مِنَ الْعَدُوِّ فَهَبْ لِي هَذَا السَّيْفَ. قَالَ: «إِنَّ هَذَا السَّيْفَ لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ» فَذَهَبْتُ، وَأَنَا أَقُولُ يُعْطَاهُ الْيَوْمَ مَنْ لَمْ يُبَلِّ بِلَايِي، فَبَيْنَا أَنَا إِذْ جَاءَنِي الرَّسُولُ فَقَالَ: أَجِبْ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ بِكَلَامِي، فَجِئْتُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكَ سَأَلْتَنِي هَذَا السَّيْفَ وَلَيْسَ هُوَ لِي وَلَا لَكَ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَهُ لِي فَهُوَ لَكَ»، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

نے بیان کیا کہ بدر کے روز میں ایک تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آج دشمن کے مقابلے میں میرا سینہ ٹھنڈا کر دیا ہے، تو آپ یہ تلوار مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تلوار نہ میری ہے اور نہ تیری۔“ چنانچہ میں چلا اور میں کہہ رہا تھا: یہ آج اس آدمی کو دے دی جائے گی جس نے میرے جیسی بہادری نہیں دکھائی ہوگی۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ ایک بلانے والا میرے پاس آیا اور کہا کہ (رسول اللہ ﷺ کے ہاں) پہنچو۔ میں نے گمان کیا کہ میں نے جو بول بولے ہیں ان کی بنا پر میرے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہوگی۔ چنانچہ میں آیا تو نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا ”تو نے مجھ سے یہ تلوار مانگی تھی حالانکہ یہ نہ میری ہے نہ تیری اور (اب) اللہ عزوجل نے اسے مجھے دے دیا ہے سو (اب) یہ تیری ہے۔“ پھر آپ نے سورۃ انفال کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ آخر آیت تک۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قِرَاءَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ: (يَسْأَلُونَكَ النَّفْلَ).
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ کی قراءت میں ہے: ”يَسْأَلُونَكَ النَّفْلَ“ (بغیر عن کے اور مفرد صیغہ کے ساتھ)

فائدہ: معروف قراءت میں ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ﴾ کے معنی ہیں ”لوگ آپ سے غنیموں کا حکم پوچھتے ہیں۔“ اور حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ کی قراءت: ”يَسْأَلُونَكَ النَّفْلَ“ کا ترجمہ ہے ”لوگ آپ سے ”نفل“ کا سوال کرتے ہیں“ (مزید اضافی انعام کا۔)

(المعجم ۱۴۵) - بَابُ: فِي النَّفْلِ
باب: ۱۴۵- لشکر کے ایک دستے کو اضافی انعام دینا جس نے بڑے لشکر سے علیحدہ کوئی مہم سر کی ہو
(التحفة ۱۵۷)



جہاد کے مسائل

۲۷۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں نجد کی طرف روانہ کیا اور اس میں سے ایک دستہ دشمن کے مقابلے میں گیا۔ چنانچہ لشکر والوں کو بارہ بارہ اونٹ ملے لیکن اس دستے میں شریک مجاہدوں کو ایک ایک اونٹ مزید دیا گیا اس طرح ان کا حصہ تیرہ تیرہ اونٹ ہو گیا۔

۲۷۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْطَاكِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشَّرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمُ الْمَعْنَى، كُلُّهُمْ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي جَيْشٍ قَبْلَ نَجْدٍ، [وَأَنْبَعَثَ] سَرِيَّةً مِنَ الْجَيْشِ، فَكَانَ سُهْمَانُ الْجَيْشِ اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا وَنَقَلَ أَهْلَ السَّرِيَّةِ بَعِيرًا بَعِيرًا، فَكَانَتْ سُهْمَانُهُمْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ.



فائدہ: لشکر میں سے کوئی دستہ جب کوئی خاص کارروائی کرے تو اس کی مناسبت سے اسے اضافی انعام دینا مستحب ہے۔ جبکہ عام غنیمت میں بھی شریک ہوں گے۔

۲۷۴۲- ولید بن عتبہ دمشقی کہتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے کہا: میں نے ابن مبارک سے یہ حدیث بیان کی۔ میں نے کہا: ہمیں ابن ابی فروہ نے بھی نافع سے یہ روایت بیان کی ہے۔ ابن مبارک نے کہا: یہ لوگ جن کا تم نے نام لیا ہے مالک بن انس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ (امام مالک رحمہ اللہ کی روایت راجح ہے)

۲۷۴۲- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ الدَّمَشَقِيُّ قَالَ: قَالَ الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ: حَدَّثْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قُلْتُ: وَكَذَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فَرْوَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: لَا يَعْدِلُ مَنْ سَمِعْتُ بِمَالِكٍ هَكَذَا أَوْ نَحْوَهُ يَعْنِي مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ.

۲۷۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

۲۷۴۳- حَدَّثَنَا هَنَادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ

۲۷۴۱- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي: ۲۷۴۴، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۳۹، ۳۸/۱۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۷۴ عن محمد بن عوف.

۲۷۴۲- تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

۲۷۴۳- تخریج: [صحيح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۳۵۶/۴ من حديث أبي داود

اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی جانب روانہ کیا، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ہمیں بہت سے جانور ہاتھ آئے تو ہمارے امیر نے ہم میں سے ہر شخص کو ایک ایک اونٹ بطور نفل دیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ نے ہم میں ہماری غنیمتیں تقسیم کیں تو ہم میں سے ہر شخص کو خمس نکالنے کے بعد بارہ بارہ اونٹ ملے اور ہمارے امیر نے جو ہمیں دیا تھا اس کا رسول اللہ ﷺ نے کوئی محاسبہ نہ فرمایا اور نہ اس کی کارروائی پر کوئی عیب لگایا، اس طرح ہمیں نفل سمیت تیرہ تیرہ اونٹ ملے۔

يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ الْكِلَابِيَّ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً إِلَى نَجْدٍ، فَخَرَجْتُ مَعَهَا، فَأَصَبْنَا نَعَمًا كَثِيرًا، فَتَقَلَّتْنَا أُمِيرُنَا بَعِيرًا بَعِيرًا لِكُلِّ إِنْسَانٍ، ثُمَّ قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَسَمَ بَيْنَنَا غَنِيمَتَنَا فَأَصَابَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا بَعْدَ الْخُمْسِ، وَمَا حَاسَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالَّذِي أُعْطَيْنَا صَاحِبِنَا وَلَا عَابَ عَلَيْهِ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَكَانَ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا ثَلَاثَةُ عَشَرَ بَعِيرًا بِتَقْلِهِ.

۲۷۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی طرف روانہ فرمایا جس میں عبداللہ بن عمر بھی شامل تھے۔ تو ان لوگوں کو بہت بڑی تعداد میں اونٹ حاصل ہوئے۔ چنانچہ لشکر کے مجاہدین کا حصہ بارہ بارہ اونٹ ہوا اور ایک ایک اونٹ بطور نفل مزید دیے گئے۔ ابن موبہب نے مزید کہا کہ (امیر کی تقسیم میں) رسول اللہ ﷺ نے کوئی تبدیلی نہ فرمائی۔

۲۷۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ وَبَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، الْمَعْنِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَبْلَ نَجْدٍ، فَعَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سَهْمَانُهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَتَقَلُّوا بَعِيرًا بَعِيرًا. زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ فَلَمْ يُغَيِّرْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۷۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے

۲۷۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۴۴ بہ، وللحديث شواهد.

۲۷۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنواب المسلمين... الخ، ح: ۳۱۳۴، ومسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ۱۷۴۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۵۰/۲، ح: ۱۰۰۰ (بتحقيق).

۲۷۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۳۷/۱۷۴۹ من حديث يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق.

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَلَبَغَتْ سَهْمَانُنَا اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا وَنَقَلْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعِيرًا بَعِيرًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دستے میں روانہ کیا تو ہمارے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایک اونٹ مزید بطور نفل عنایت فرمایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ بُرْدُ بْنُ سَيْنَانَ مِثْلَهُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَنَقَلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ ﷺ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو برد بن سینان نے بواسطہ نافع، عبید اللہ کی حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔ اور ایوب نے بھی نافع سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر اس روایت میں ہے کہ ”ہمیں ایک ایک اونٹ بطور نفل دیا گیا۔“ اس میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔

☀ فائدہ: مذکورہ بالا احادیث میں جمع تطبیق یہی ہے کہ امیر نے جو انعام دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی توثیق فرمائی جس کو براہ راست رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا جو صحیح ہے۔



٢٧٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ ابْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي؛ ح: وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُجَّيْنٌ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ كَانَ يُنْقَلُ بَعْضُ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً النَّقْلَ سِوَى قَسَمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ، وَالْخُمْسُ وَاجِبٌ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ.

٢٧٤٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بڑے لشکر میں سے) جب چھوٹے دستوں کو بھیجتے تو ان لوگوں کو عام لشکر میں تقسیم ہونے والی غنیمت کے علاوہ خاص نفل (اضافی انعام) بھی دیا کرتے تھے۔ اور خمس مجموعی غنیمت میں سے نکالنا واجب ہے۔

٢٧٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَ رَوَايَتِ

٢٧٤٦- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ٤٠/١٧٥٠ عن عبد الملك بن شعيب، البخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنواب المسلمين... الخ، ح: ٣١٣٥ من حديث الليث بن سعد به.

٢٧٤٧- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١٣٢/٢، ١٣٣ من حديث أحمد بن صالح به.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے روز تین سو پندرہ اشخاص کو لے کر روانہ ہوئے۔ آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! یہ لوگ پیدل ہیں، انہیں سواریاں دے، اے اللہ! یہ لوگ بے لباس ہیں، انہیں لباس عنایت فرما، اے اللہ! بھوکے ہیں، انہیں سیر فرما۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بدر میں فتح عنایت فرمائی۔ پس جب یہ لوگ واپس ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک یا دو دو اونٹ تھے، انہیں کپڑے بھی ملے اور طعام سے بھی سیر ہوئے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنَا حُبَيْبٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلَاثِمِائَةٍ وَخَمْسَةِ عَشَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ، اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ، اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاسْغِنِهِمْ»، فَفَتَحَ اللَّهُ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَأَنْقَلَبُوا حِينِ أَنْقَلَبُوا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ أَوْ جَمَلَيْنِ وَاکْتَسَوْا وَشَبِعُوا.

باب: ۱۴۶- اس مسئلے کی دلیل کہ خمس پہلے نکالا جائے اور اضافی انعام بعد میں دیے جائیں

(المعجم ۱۴۶) - بَابُ: فِيمَنْ قَالَ الْخُمْسُ قَبْلَ النَّفْلِ (التحفة ۱۵۸)

۲۷۴۸- حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (غنیمت میں سے) پانچواں حصہ نکالنے کے بعد تیسرا حصہ نفل یعنی اضافی انعام کے طور پر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

۲۷۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ الشَّامِيِّ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْفَهْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْقِلُ الثَّلْثَ بَعْدَ الْخُمْسِ.

☀ فائدہ: کفار سے مقابلے میں حاصل ہونے والے مال و اسباب کو ”غنیمت“ کہا جاتا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے نام کا ہوتا ہے جسے عربی میں ”خمس“ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ حصہ اپنی صوابدید پر پانچ جگہ خرچ کر سکتے تھے۔ اس مسئلے کا ذکر دوسری پارے کی ابتدا میں ہوا ہے: ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ (الانفال: ۴۱) ”یہ جان لو کہ تمہیں جو کچھ بھی غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور رسول کا ہے اور قربات داروں، یتیموں، مسکینوں اور

۲۷۴۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب النفل، ح: ۲۸۵۱ من حديث سفیان به، وصححه الحاكم: ۱۳۳/۲، ووافقه الذهبي * مكحول صرح بالسماع، وهو بريء من التدليس في القول الراجح، والحمد لله.

۱۵- کتاب الجہاد

مسافروں کا ہے۔“ بقیہ غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو مزید دو حصے ملتے ہیں۔ اور کافروں سے بغیر لڑے بھڑے حاصل ہونے والے مال کو ”فے“ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا مصرف بھی تقریباً یہی ہے۔ (دیکھیے سورۃ المشر آیات: ۶۰ و ما بعد)

۲۷۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ ابْنِ جَارِيَّةٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُنْقَلُ الرُّبْعَ بَعْدَ الْخُمْسِ وَالثُلْثَ بَعْدَ الْخُمْسِ إِذَا قَفَلَ.

۲۷۴۹- حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خمس نکالنے کے بعد شروع میں (پہلی مرتبہ) چوتھا حصہ بطور نفل (اضافی انعام) دیا کرتے تھے۔ اور غزوے سے لوٹتے وقت (دوبارہ لشکر کشی میں) تیسرا حصہ دیا کرتے تھے خمس نکال لینے کے بعد۔

🌞 فائدہ: مذکورہ حدیث میں [إِذَا قَفَلَ] اور اگلی روایت میں [فِي الرَّجْعَةِ] (لوٹتے وقت) کے معنی یہ ہیں کہ جب لشکر ایک بار دشمن پر حملہ کر چکا ہوتا..... بعد ازاں دوبارہ اس پر حملہ کرتا..... اس کا مطلب امام خطابی کے نزدیک یہ ہے کہ جب لشکر کسی علاقے میں جہاد کے لیے جاتا تو اس میں سے کوئی ایک گروہ بڑے لشکر سے الگ ہو کر کسی محدود جنگ کے لیے جاتا تو نبی ﷺ اس گروہ میں شامل افراد کو چوتھا حصہ بطور نفل دیتے، جب کہ بڑے لشکر کے لوگوں کو اس کے تین چوتھائی میں سے حصہ دیتے اور اگر واپسی میں اس طرح کوئی چھوٹا گروہ بڑے لشکر سے الگ ہو کر کسی جگہ معرکہ آرائی کے لیے جاتا تو واپسی پر جب کہ گھر کا شوق دید بے قراری میں بدل چکا ہوتا ہے علاوہ ازیں دشمن بھی زیادہ چوکس اور مستعد ہو جاتا ہے، چونکہ زیادہ پر مشقت اور زیادہ صبر آزما ہوتا، تو نبی ﷺ اس گروہ کو تیسرا حصہ دیتے۔ واللہ اعلم. (خطابی، نیل الاوطار)

۲۷۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرٍ بْنُ ذَكْوَانَ وَمَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدَّمَشَقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ

۲۷۵۰- حضرت کمال (شامی) بیان کرتے ہیں کہ میں مصر میں بنی ہذیل کی ایک عورت کا غلام تھا۔ اس نے مجھے آزاد کر دیا۔ پھر میں وہاں (مصر) سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے

۲۷۴۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي، ۶/ ۳۱۴ من حديث أبي داود به.

۲۷۵۰- تخریج: [مسند حسن] أخرجه الحاكم، ۲/ ۱۳۳ من حديث عبد الله بن أحمد ومحمود بن خالد به، وله شاهد عند الترمذي، ح: ۱۵۶۱.

مطابق وہاں کے علماء سے تمام کا تمام علم حاصل نہیں کر لیا۔ پھر میں حجاز آیا اور وہاں سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے مطابق وہاں کا تمام علم جمع نہیں کر لیا۔ پھر عراق آیا اور وہاں سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے مطابق وہاں کا تمام علم جمع نہیں کر لیا۔ پھر میں شام آیا اور اس (کے علماء) کو خوب کریدا اور ہر ایک سے میں غنیمت میں نفل (اضافی انعام) کے متعلق سوال کرتا رہا تو مجھے کوئی نہ ملا جو مجھے اس بارے میں کچھ بتاتا۔ بالآخر میں ایک شیخ سے ملا جس کا نام زیاد بن جاریہ تھیں تھا میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ نے نفل کے متعلق کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے، فرما رہے تھے: میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ آپ نے شروع جہاد میں چوتھا حصہ اور لوٹنے وقت (دوسری بار حملہ کرنے کی صورت میں) تیسرا حصہ بطور نفل (اضافی انعام) عنایت فرمایا تھا۔

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَهَبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ مَكْحُولًا يَقُولُ: كُنْتُ عَبْدًا بِمِصْرَ لَا مَرَأَةَ مِنْ بَنِي هُذَيْلٍ فَأَعْتَقَنِي فَمَا خَرَجْتُ مِنْ مِصْرَ وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِجَازَ فَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى، ثُمَّ أَتَيْتُ الْعِرَاقَ وَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى، ثُمَّ أَتَيْتُ الشَّامَ فَعَرَبْتُهَا كُلَّ ذَلِكَ أَسْأَلُ عَنِ النَّفْلِ، فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي فِيهِ بِشَيْءٍ حَتَّى لَقِيتُ شَيْخًا يُقَالُ لَهُ: زِيَادُ بْنُ جَارِيَةَ التَّمِيمِيُّ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ فِي النَّفْلِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْفَهْرِيِّ يَقُولُ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَفَلَ الرَّبْعَ فِي الْبُدَاةِ وَالثُلْثَ فِي الرَّجْعَةِ.

فوائد و مسائل: ① یہ احادیث اسی امر پر محمول ہیں کہ غنیمت میں سے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ (خمس) نکال لیا گیا تھا تب غنیمت تقسیم ہوئی اور اضافی انعامات بھی دیے گئے۔ ② جناب مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ معروف اور ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ علم دین کی برکت سے اللہ عزوجل نے انہیں غلامی کی پستی سے نکال کر امت مسلمہ کی امامت کا بلند مقام عطا فرمایا۔

باب: ۱۴۷- چھوٹے دستے کی حاصل کردہ غنیمت بڑے لشکر میں بھی تقسیم ہوگی

(المعجم ۱۴۷) - بَابُ: فِي السَّرِيَّةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ (التحفة ۱۵۹)

۲۷۵۱- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

۲۷۵۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۵۱- تخریج: [حسن] یاتی، ح: ۴۵۳۱، أخرجه البيهقي: ۲۹/۸ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق صرح بالسمع عند البيهقي، وتابعه يحيى بن سعيد وعبد الرحمن بن الحارث وغيرهما.

(شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب مسلمانوں کے خون آپس میں برابر ہیں۔ (حدود کے نفاذ میں معزز اور غیر معزز کا کوئی فرق نہیں) ان میں سے جو بھی کسی کافر کو امان دے دے تو ان کا ادنیٰ فرد بھی اس کا پاس رکھے (جیسے کہ اعلیٰ رکھتے ہیں) اور ان میں کا دور والا بھی امان دے سکتا ہے (جیسے کہ مرکز میں رہنے والا) تمام مسلمان کفار کے مقابلے میں ایک ہاتھ ہیں ان کا تو منہم اور قوی رفتار اپنے ضعیف اور ست رفتار کو بھی ساتھ ملائے اور چھوٹے دستے میں جانے والا بڑے لشکر میں رہ جانے والوں کو بھی شریک سمجھے کسی مومن کو کافر کے بدلے میں یا کسی عہد والے کو جب تک کہ اس کا عہد باقی ہو قتل کرنا روا نہیں۔“

ابنُ اَبی عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، هُوَ مُحَمَّدٌ بَعْضُ هَذَا؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ابْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي هُثَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ جَمِيعًا، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُسْلِمُونَ تَكَافَأُوا دِمَاؤُهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَذْنَاهُمْ وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدُ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، يَرُدُّ مُشِدَّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ، وَمُتَسَرِّبِهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ».



وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ إِسْحَاقَ الْقَوَدَ وَالتَّكَافِيَّ.

ابن اسحاق نے اپنی روایت میں قصاص اور خون برابر ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے کہ جہاد میں نکلتے ہوئے بڑے لشکر میں سے کسی دستے کو علیحدہ کر کے کسی خاص مہم پر بھیجا جائے۔ لیکن اگر مرکز ہی سے کسی چھوٹے دستے کو روانہ کیا گیا ہو اور بڑے لشکر سے علیحدہ نہ کیا گیا ہو تو اس میں دوسروں کا حصہ نہ ہوگا۔

۲۷۵۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَغَارَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثَيْنَةَ عَلَى إِبِلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَتَلَ رَاعِيَهَا وَخَرَجَ يَطْرُدُهَا

۲۷۵۲- ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عیینہ (فزاری) نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لوٹ لیے ان کے چراوے کو قتل کر ڈالا اور پھر وہ اور اس کے گھوڑ سوار ساتھی انہیں ہانکتے ہوئے چل نکلے۔ (مجھے خبر ہوئی) تو

۲۷۵۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة ذي قرد وغيرها، ح: ۱۸۰۷ من حديث هاشم بن القاسم به، ورواه أحمد: ۵۱/۴، ۵۲ عن هاشم به.

هُوَ وَأَنَاسٌ مَّعَهُ فِي خَيْلٍ، فَجَعَلْتُ وَجْهِي قِبَلَ الْمَدِينَةِ ثُمَّ نَادَيْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: يَاصْبَا حَاهُ! ثُمَّ اتَّبَعْتُ الْقَوْمَ فَجَعَلْتُ أَرْمِي وَأَغْقِرُهُمْ، فَإِذَا رَجَعَ إِلَيَّ فَارِسٌ جَلَسْتُ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى مَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا جَعَلْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي وَحَتَّى أَلْقُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ رُمْحًا وَثَلَاثِينَ بُرْدَةً يَسْتَخِفُّونَ مِنْهَا ثُمَّ أَتَاهُمْ عُيَيْنَةُ مَدَدًا، فَقَالَ: لِيَقُمْ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ، فَقَامَ إِلَيَّ أَرْبَعَةٌ مِنْهُمْ وَصَعِدُوا الْجَبَلَ، فَلَمَّا أَسْمَعْتُهُمْ قُلْتُ: أَتَعْرِفُونِي؟ قَالُوا: وَمَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ، وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ! لَا يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَيُذْرِكُنِي وَلَا أَطْلُبُهُ فَيَفُوتَنِي فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى فَوَارِسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُونَ الشَّجَرَ أَوَّلَهُمُ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ، فَيَلْحَقُ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَعْطِفُ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَاخْتَلَفَا طُعْنَتَيْنِ، فَعَقَرَ الْأَخْرَمُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَتَلَهُ، فَتَحَوَّلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ فَيَلْحَقُ أَبُو قَتَادَةَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ فَاخْتَلَفَا طُعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ بِأَبِي قَتَادَةَ وَقَتَلَهُ أَبُو قَتَادَةَ فَتَحَوَّلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي جَلَسْتُ عَنْهُ ذُو قَرْدٍ فَإِذَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فِي خَمْسِمَائَةٍ، فَأَعْطَانِي

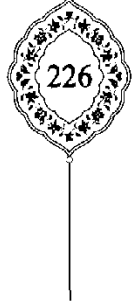
میں نے اپنا منہ مدینہ کی طرف کیا اور تین بار یہ ہانک لگائی: یاصبا حاہ! (لوگو! مدد کو پہنچو، ہم کو دشمن نے لوٹ لیا ہے) پھر میں (دوڑتے ہوئے) ان لوگوں کے پیچھے ہولیا، تیرا مارتا جاتا تھا اور ان کی سواریوں کو زخمی کرتا جا رہا تھا، اگر ان میں سے کوئی گھوڑ سوار میری طرف پلٹتا تو میں کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتا حتیٰ کہ نبی ﷺ کی تمام سواریاں جو اللہ نے پیدا فرمائی تھیں میں نے ان کو اپنے پیچھے (اپنے قبضے میں) کر لیا۔ اور ان لوگوں نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے تیس سے زیادہ بھالے اور تیس چادریں پھینک دیں۔ پھر عیینہ بھی ان کی مدد کو آن پہنچا تو اس نے کہا: تم میں سے کچھ آدمی اس (سلمہ بن اکوع) کی طرف ہو جاؤ۔ تو ان میں سے چار آدمی میری طرف آئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں نے بلند آواز سے انہیں کہا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں اکوع کا فرزند ہوں، اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی ہے! یہ نہیں ہو سکتا کہ تم میں سے کوئی مجھے پکڑنا چاہے تو میں اس کے ہاتھ آ جاؤں اور اگر میں پکڑنا چاہوں تو وہ بھاگ نکلے۔ پھر تھوڑی دیر گزری تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار درختوں میں سے (دوڑے) آرہے ہیں۔ ان میں سب سے آگے حضرت اخرم اسدی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ عبدالرحمن بن عیینہ کے مقابلے میں ہو گئے، عبدالرحمن ان پر پلٹا اور پھر دونوں نے ایک دوسرے پر نیزے چلائے۔ چنانچہ اخرم اسدی رضی اللہ عنہ نے اس (عبدالرحمن) کا گھوڑا زخمی کر دیا اور عبدالرحمن نے اخرم رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا اور

سَهْمَ الْفَارِسِ وَالرَّاجِلِ .

جہاد کے مسائل

ان کو شہید کر دیا۔ پھر عبدالرحمنؓ اُخرمؓ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا تو ابوقادہؓ عبدالرحمنؓ کے مقابلے میں آ گئے۔ ان کے مابین بھی نیزے کے حملوں کا تبادلہ ہوا۔ اس نے ابوقادہؓ کا گھوڑا زخمی کر دیا لیکن ابوقادہؓ نے عبدالرحمنؓ کو قتل کر ڈالا۔ پھر ابوقادہؓ اُخرمؓ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ اس چشمے پر تشریف لے آئے تھے جہاں سے میں نے ان کو بھگایا تھا۔ اس کا نام ذوقر تھا۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ پانچ سو سوار لیے ہوئے تھے۔ پس آپ نے مجھے ایک شہسوار اور ایک پیدل کا حصہ عنایت فرمایا۔

فائدہ: حضرت سلمہ بن اکوعؓ انتہائی تیز رفتار بہادر جوان تھے انہیں ان کی اسی جرأت و بہادری کا اضافی انعام دیا گیا اور باقی دوسرے مجاہدین میں تقسیم ہوا۔



باب: ۱۳۸- اضافی انعام (نفل) سونے چاندی کی صورت میں ہو سکتا ہے اور اس نعمت سے بھی جو سب سے پہلے حاصل ہو

(المعجم ۱۴۸) - بَابُ: فِي النَّفْلِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمِنْ أَوَّلِ مَغْنَمِ (التحفة ۱۶۰)

۲۷۵۳- حضرت ابو جریہ جریؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں مجھے رومی علاقے میں سرخ رنگ کا ایک گھڑا ملا اس میں دینار تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے بنی سلیم کے ایک فرد حضرت معن بن یزیدؓ ہمارے امیر تھے وہ گھڑا میں ان کے پاس لے آیا۔ پس انہوں نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور مجھے بھی اتنا ہی دیا جتنا کہ

۲۷۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي الْجَوَيْرِيَةِ الْجَرَمِيِّ قَالَ: أَصَبْتُ بِأَرْضِ الرُّومِ جَرَّةَ حَمْرَاءَ فِيهَا دَنَانِيرُ فِي إِمْرَةٍ مُعَاوِيَةَ وَعَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ: مَعْنُ بْنُ يَزِيدَ، فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَسَمَهَا

۲۷۵۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۷۰ من حديث عاصم بن كليب به .

بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَعْطَانِي مِنْهَا مِثْلَ مَا
أَعْطَى رَجُلًا مِنْهُمْ ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنِّي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَغْلُ إِلَّا
بَعْدَ الْخُمْسِ» لَأَعْطَيْتُكَ ثُمَّ أَخَذَ يَعْزِضُ
عَلَيَّ مِنْ نَصِيْبِهِ فَأَبَيْتُ.

دوسروں میں سے ہر ایک کو دیا۔ پھر کہا: اگر میں نے
رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ”اضانی
انعام (نفل) خُس نکالنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔“ تو میں
تمہیں بھی دیتا، پھر وہ اپنا حصہ مجھے دینے کی کوشش کرتے
رہے مگر میں نے انکار کر دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① چونکہ یہ مال دار الحرب سے بغیر کسی آویزش کے حاصل ہوا تھا اور ایسے مال میں خُس ہوتا ہے نہ
نفل؛ کیونکہ خُس اور نفل (اضانی انعام) دونوں ہی قال سے حاصل ہونے والے مال میں ہوتے ہیں۔ اور یہ گھڑا
ویسے ہی ملا تھا اس لیے اس میں بھی مجاہدین کو برابر کے حصے دیے۔ ② اس میں مسئلۃ الباب کا اثبات ”تو میں تمہیں
بھی دیتا“ سے ہوتا ہے، یعنی ان دیناروں میں سے تجھے نفل دیتا، اور دینار سونے کا ہوتا تھا۔

۲۷۵۴- حَدَّثَنَا هَنَادٌ عَنْ ابْنِ
الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ
كَلَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۲۷۵۳- (سند ہناد) عاصم بن کلیب نے اپنی سند
سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ۱۴۹) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ
يَسْتَأْذِنُ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَيءِ لِنَفْسِهِ
(التحفة ۱۶۱)

باب: ۱۳۹- کافروں سے حاصل ہونے والے مال
میں سے امام کا اپنے لیے کوئی چیز خاص کر لینا

۲۷۵۵- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ قَالَ:
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ الْأَسْوَدَ قَالَ: سَمِعْتُ
عَمْرَو بْنَ عَبْسَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمَغْنَمِ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ
وَبَرَةً مِنْ جَنْبِ الْبَعِيرِ ثُمَّ قَالَ: «وَلَا يَحِلُّ
لِي مِنْ غَنَائِمِكُمْ مِثْلُ هَذَا إِلَّا الْخُمْسُ،
وَالْخُمْسُ مَرْدُودٌ فِيكُمْ».

۲۷۵۵- حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، غنیمت کا ایک
اونٹ (بطور سترہ) آگے تھا جب آپ نے سلام پھیرا
تو آپ نے اس اونٹ کے پہلو سے کچھ بال لیے پھر فرمایا:
”اور تمہاری غنیمتوں میں سے میرے لیے اس قدر بھی
حلال نہیں سوائے پانچویں حصے کے اور وہ پانچواں حصہ بھی
پھر تم ہی میں واپس ہو جاتا ہے۔“

۲۷۵۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۷۰ من حديث أبي عوانة به، انظر الحديث السابق.

۲۷۵۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۶/ ۳۳۹ من حديث أبي داود به.

۱۰- کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ غنیمت میں سے صرف خمس لیا کرتے تھے۔ اسی طرح امام المسلمین بھی اس مسئلے میں نبی ﷺ کی اقتدا کرے اور کوئی خاص چیز اپنے لیے خاص نہ کرے لہذا یہ کہ کوئی خاص مصلحت ہو۔ (نیل الاوطار)

الجہاد، باب: ان اربعة اخماس الغنیمۃ للغانمین ۲۹۹/۷ و باب بیان الصفی ۳۱۶/۷

(المعجم ۱۵۰) - بَابُ: فِي الْوَفَاءِ
بِالْعَهْدِ (التحفة ۱۶۲)

۲۷۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ بْنِ فُلَانٍ».

۲۷۵۶- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(عہد و پیمان میں) دھوکہ کرنے والے کے لیے قیامت کے روز ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کا دھوکا ہے۔“

☀ فائدہ: یعنی ایسے شخص کو رسوا کیا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ اس دھوکے باز کا انجام ہے۔ عہد و پیمان دو افراد کے درمیان ہو یا دو قوموں کے درمیان، مسلمانوں کے ساتھ ہو یا کافروں کے ساتھ بد عہدی دینا و آخرت میں رسوائی کا باعث ہے۔

(المعجم ۱۵۱) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ
يُسْتَجَنُّ بِهِ فِي الْعُهُودِ (التحفة ۱۶۳)

باب: ۱۵۱- لوگوں پر لازم ہے کہ امام کے طے کردہ عہد و پیمان کی پابندی کریں

۲۷۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ بِهِ».

۲۷۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام ڈھال ہے کہ اس کے ساتھ قتال کیا جاتا ہے۔“

☀ فائدہ: ”امام“ یعنی رئیس اور قائد اسلام اور مسلمانوں کی شان و شوکت کی ایک علامت ہوتا ہے۔ دشمنوں سے انہیں

۲۷۵۶- تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يدعى الناس بابائهم، ح: ۶۱۷۸ من حديث مالك به، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ۱۷۳۵.

۲۷۵۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۲۳/۹ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ۲۹۵۷، ومسلم، ح: ۱۸۴۱ من حديث أبي الزناد به.

محفوظ رکھنے کی تدبیر کرتا اور خود ان کے مابین بھی امن وامان قائم رکھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کفار سے جو عہد و پیمان کیے گئے ہوں تمام لوگ اس کا پاس کریں۔

۲۷۵۸- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) قریشیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ کیا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی رغبت ڈال دی گئی، پس میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو اللہ کی قسم کبھی بھی اب ان کی طرف نہیں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ”میں عہد کو نہیں توڑتا اور نہ قاصدوں کو قید کرتا ہوں تمہیں چاہیے کہ واپس جاؤ اگر تمہارے دل میں وہی بات رہے جو اب ہے تو واپس آ جانا۔“ کہتے ہیں: میں واپس گیا پھر نبی ﷺ کی خدمت میں لوٹ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ بکیر کہتے ہیں: مجھے (حسن بن علی نے) بتایا کہ (اس کا دادا) ابو رافع قطی غلام تھا۔

۲۷۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: بَعَثَنِي قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُلْقِيَ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَزْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَخِيسُ الْبُرْدَ وَلَكِنْ أَرْجِعُ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ». قَالَ: فَذَهَبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمْتُ. قَالَ بُكَيْرٌ: وَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَا رَافِعٍ كَانَ قِطِيطًا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس زمانے میں تھا (کہ قاصد مسلمان ہونا چاہ رہا تھا تو اسے واپس کر دیا) آج درست نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا كَانَ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ، وَالْيَوْمَ لَا يَصْلُحُ.

فائدہ: امام ابو داود رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو رافع کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کافروں سے مسلمانوں کا یہ معاہدہ طے ہوا تھا کہ کافروں کے پاس سے آنے والے شخص کو واپس لوٹا دیا جائے گا چاہے وہ مسلمان ہی ہو۔ اسی معاہدے کی وجہ سے نبی ﷺ نے حضرت ابو رافع کو لوٹایا، اب اس طرح کرنے کی ضرورت نہیں۔ الایہ کہ اب بھی کسی جگہ اس قسم کا معاہدہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہو جائے۔

۲۷۵۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۷۴ من حديث عبد الله بن وهب به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۶۳۰.

(المعجم ۱۵۲) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ
يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ فَيَسِيرُ نَحْوَهُ
(التحفة ۱۶۴)

۲۷۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ
النَّمِرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْفَيْضِ،
عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ - رَجُلٍ مِنْ حِمْيَرَ -
قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّومِ عَهْدٌ
وَكَانَ يَسِيرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ، حَتَّى إِذَا
انْقَضَى الْعَهْدُ غَزَاهُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَى
فَرَسٍ أَوْ بِرْذَوْنٍ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ
أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرَ، فَنَظَرُوا فَإِذَا عَمْرُو
ابْنُ عَبْسَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَسَأَلَهُ
فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ
كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدُّ عُقْدَةً وَلَا
يَحْلُلُهَا حَتَّى يَنْقُضِيَ أَمْدُهَا، أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ
عَلَى سَوَاءٍ»، فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ.



باب: ۱۵۲- معاہدہ کے دنوں میں امام اگر دشمن
کی جانب کوچ کرے تو (روا نہیں)

۲۷۵۹- حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
اور یہ قبیلہ حمیر سے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ (صلح وامن)
ہو چکا تھا اور (معاویہ رضی اللہ عنہ ان ایام معاہدہ میں) ان کے
علاقوں کی طرف کوچ کر رہے تھے تاکہ جو نبی معاہدے
کی مدت ختم ہو (اچانک) ان پر چڑھائی کر دیں تو عربی
گھوڑے یا ترکی گھوڑے پر سوار ایک شخص ان کی طرف
آیا۔ وہ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، وفاداری ہو غدر نہیں
پکارتا آ رہا تھا۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ صحابی رسول حضرت
عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا اور
پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو
فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس کا دوسری قوم سے کوئی
معاہدہ ہو تو وہ اس وقت تک کوئی نیا معاہدہ نہ کرے اور نہ
اسے ختم کرے جب تک کہ پہلے معاہدے کی مدت باقی
ہو یا برابری کی سطح پر اسے توڑنے کا اعلان کر دے۔“
چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے۔

☀ فائدہ: اختتام معاہدے کے فوراً بعد اچانک چڑھائی کرنا دھوکے میں شمار کیا گیا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام
اور مسلمانوں کے لیے اندھی عصیت میں مبتلا نہ تھے بلکہ اس کے تمام اصول و ضوابط کو ہر حال میں پیش نظر رکھتے تھے۔

(المعجم ۱۵۳) - بَابُ: فِي الْوَفَاءِ
لِلْمُعَاهِدِ وَحُرْمَةِ ذِمَّتِهِ (التحفة ۱۶۵)

باب: ۱۵۳- ذمی سے کیے گئے عہد کی وفا کرنے
اور اس کے ذمہ کی حرمت کا بیان

۲۷۵۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الغدر، ح: ۱۵۸۰ من حديث شعبة به،
وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۸۱.

۲۷۶۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی عہد والے کو بغیر کسی وجہ جواز کے قتل کیا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی۔“

اللہ ﷻ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① [مُعَاهِد] ”ہا“ پر زبر یعنی ایسا شخص جو کافر ہوتے ہوئے حکومت اسلامیہ میں رہ رہا ہو اور نکم اور غیرہ ادا کرتا ہو تو اسے ”ذمی“ اور ”مُعَاهِد“ کہتے ہیں۔ ② گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگوں کے بارے میں جو احادیث میں آتا ہے کہ ”اس پر جنت حرام ہے یا جنت میں داخل نہیں ہوگا“ ان کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا مسلمان جنت میں جانے والے اولین لوگوں میں شامل نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ سزا بھگتتے کے بعد جنت میں جائے گا اِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ جنت میں جائے گا ہی نہیں، کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اہل توحید جنت میں داخل ہوں گے۔

(المعجم ۱۵۴) - **بَابُ: فِي الرُّسُلِ** باب: ۱۵۴- سفیر اور قاصدوں (کی حرمت) کا بیان (التحفة ۱۶۶)

۲۷۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: كَانَ مُسَيْلِمَةُ كَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: وَقَدْ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَشْجَعٍ يُقَالُ لَهُ: سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُعَيْمٍ بْنِ مَسْعُودٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ نُعَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَهُمَا حِينَ قَرَأَا كِتَابَ مُسَيْلِمَةَ: «مَا تَقُولَانِ أَنْتُمَا؟» قَالَا: نَقُولُ كَمَا قَالَ،

۲۷۶۱- محمد بن اسحق کی روایت ہے کہ مسیلہ (کذاب) نے رسول اللہ ﷺ کی طرف خط بھیجا۔ (دوسری سند میں ہے) نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے مسیلہ کے دو ایلچیوں سے پوچھا جبکہ آپ نے (اس کذاب کا) خط پڑھا کہ ”تم دونوں (اس کے بارے میں) کیا کہتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہم وہی کہتے ہیں جو اس نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سفیر اور قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔“

۲۷۶۰- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب تعظيم قتل المعاهد، ح: ۷۵۱ من حديث عينة بن عبد الرحمن به.

۲۷۶۱- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۸۷ من حديث سلمة بن الفضل به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/ ۱۴۳ و ۳/ ۵۲، ووافقه الذهبي.

قَالَ: «أَمَّا وَاللَّهِ! لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا».

☀️ فائدہ: سفیر یا قاصد امام المسلمین کے سامنے بھی کفر کا اظہار کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

۲۷۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ: مَا بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ حِنَّةٌ وَإِنِّي مَرَرْتُ بِمَسْجِدٍ لِبَنِي حَنِفَةَ فَإِذَا هُمْ يُؤْمِنُونَ بِمُسَيْلِمَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ، فَجِئَ بِهِمْ فَاسْتَأْذَنَهُمْ غَيْرَ ابْنِ النَّوَاحَةِ قَالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْلَا أَنَّكَ رَسُولٌ لَضَرَبْتُ عُقْنُكَ» فَأَنْتَ الْيَوْمَ لَسْتَ بِرَسُولٍ، فَأَمَرَ قَرْظَةَ بْنَ كَعْبٍ، فَضَرَبَ عُقْنَهُ فِي السُّوقِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى ابْنِ النَّوَاحَةِ فَيَلَا بِالسُّوقِ.

۲۷۶۲- حارثہ بن مضرب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (جبکہ وہ کوفہ میں والی تھے) اور کہا: مجھے کسی عرب سے کوئی عداوت نہیں اور میں قبیلہ بنو حنیفہ کی مسجد سے گزرا ہوں تو میں نے انہیں پایا ہے کہ وہ لوگ مسیلہ پر ایمان رکھتے ہیں (یہ مسجد کوفہ ہی میں تھی۔) پس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا، انہیں لایا گیا تو انہوں نے (عبداللہ بن مسعود نے) ان سے توبہ کروائی، سوائے ابن نواحہ کے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے (مجھ سے) کہا تھا: ”اگر تو سفیر نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔“ اور آج تو سفیر یا قاصد نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے قرقظہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو بازار میں (سرعام) قتل کر دیا۔ پھر فرمایا: جو ابن نواحہ کو مقتول دیکھنا چاہتا ہے وہ اسے بازار میں دیکھ لے۔

☀️ فائدہ: دارالاسلام میں کفر اور ارتداد کا کھلے عام اظہار ناقابل معافی جرم ہے بالخصوص سرغنہ قسم کے لوگوں سے تو کسی قسم کی رعایت نہیں رکھی جاسکتی۔ بعض لوگ اسے ”حریت فکر“ کے خلاف سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بات موجودہ دور کی ”حریت فکر“ کے خلاف ہے، لیکن اسلام ایسی ”حریت فکر“ کا قائل نہیں جس کا نتیجہ الحاد لا دینیت اور ارتداد ہو۔ اور اسلام ہی نہیں، کوئی بھی نظریاتی ملک اپنے اساسی نظریات کے خلاف لب کشائی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے کہ اس

۲۷۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۱۱/۹ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۱/۳۸۴ والنسائي في الكبرى، ح: ۸۶۷۵، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۲۹، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ۱/۳۹۶ والحاكم: ۵۳/۳ وغيرهما * أبو إسحاق عنن.

کا نتیجہ فکری انتشار اور نظریاتی انارکی کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ آزادی افکار وہی ہے جس کی بابت اقبال نے کہا تھا

آزادی افکار سے ہے ان کی تباہی
ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار
اسی کی بابت مزید فرمایا

اس قوم میں ہے شوخی اندیشہ خطرناک
گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد
آزادی افکار ہے ابلیس کی ایجاد

(المعجم ۱۵۵) - بَابُ: فِي أَمَانِ
الْمَرْأَةِ (التحفة ۱۶۷)

۲۷۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَحْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهَا أَجَارَتْ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: فَقَالَ: «قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتَ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ».

۲۷۶۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ لِتُجِيرَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فَيَجُوزُ.

۲۷۶۳- تخریج: [حسن] تقدم بعضه، ح: ۱۲۹۰، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۸۵ من حديث عبد الله بن وهب به.

۲۷۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۶۸۳ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو مدلس وعمن، وللحديث شواهد.

☀ فائدہ: مسلمانوں میں سے کوئی ادنیٰ آدمی بھی اگر کسی کافر کو امان دے دے تو سب پر لازم ہے کہ اس کی امان کا لحاظ کریں۔

(المعجم ۱۵۶) - بَابُ: فِي صَلَاحِ
الْعَدُوِّ (التحفة ۱۶۸)

☀ فائدہ: کفار سے ایسا پیمانہ کہ ایک مدت تک کے لیے ہم آپس میں قتال نہیں کریں گے جائز ہے مگر چاہیے کہ اس کی ابتدا اور مطالبہ کفار کی طرف سے ہو۔ مسلمانوں کا ابتدائی طور پر انہیں یہ پیش کش کرنا کسی طرح پسندیدہ نہیں کیونکہ اس میں کمزوری اور ہتک کا اظہار ہے۔ اور لازمی ہے کہ صلح کے ساتھ ساتھ مسلمان اپنی تیاری سے غافل نہ رہیں، ممکن ہے کہ دشمن دھوکہ دے جائے۔ سورۃ انفال میں اس امر کی شروعت بیان مذکور ہے: ﴿وَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ - وَ اِنْ يُرِيدُوا اَنْ يَّخَذُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ.....﴾ (الانفال: ۶۱-۶۲) ”اگر وہ کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی اس کے لیے جھک جائیں اور اللہ پر توکل کریں بلاشبہ وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ اور اگر انہوں نے آپ کو دھوکا دینے کا ارادہ کیا ہو تو پھر اللہ آپ کے لیے کافی ہے.....“ درج ذیل حدیث میں صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے جو یہاں مختصر ہے۔ چاہیے کہ دیگر کتب حدیث و سیرت میں تفصیل سے اس کا مطالعہ کیا جائے، انتہائی جامع حدیث ہے اور بے شمار مسائل کی حامل ہے۔



۲۷۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ أَنَّ
مُحَمَّدَ بْنَ ثَوْرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ
الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي بَضْعِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مِنْ
أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْتِ الْحَلِيفَةِ قَلَدَ
الْهَدْيِ وَأَشْعَرَهُ، وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ. وَسَاقَ
الْحَدِيثَ. قَالَ: وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إِذَا
كَانَ بِالنَّيَّةِ الَّتِي يُهْبِطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتٌ بِهِ
رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: حَلِّ حَلِّ! خَلَّاتِ

۲۷۶۵- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقع پر چودہ پندرہ سو صحابہ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ (۱) جب ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے اپنی قربانی کو قلاہ پہنایا اور اس کے کوہان پر چیر لگایا (اشعار کیا) اور عمرے کا احرام باندھا۔ (۲) اور حدیث بیان کی۔ نبی ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب اس گھاٹی پر پہنچے جہاں سے اہل مکہ کی طرف اترتے ہیں تو آپ کی سواری بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا: حلّ حلّ (اونٹ کو اٹھانے کی آواز ہے) قصواء بگڑ گئی ہے (یا اڑ گئی ہے) دوبار کہا (۳) نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ نہ بگڑی ہے

۲۷۶۵- تخریج: أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابة الشروط، ح: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲ من حديث معمر به مطولاً.

اور نہ اس کی یہ عادت ہے اسے ہاتھی کو روکنے والے نے روکا ہے۔“ (۴) پھر فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ لوگ آج مجھے جو بھی کوئی ایسی تجویز پیش کریں گے جس سے وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم بجالائیں تو میں اسے قبول کر لوں گا۔“ (۵) پھر آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر آپ نے ان کی طرف سے راستہ تبدیل کر لیا حتیٰ کہ حدیبیہ کے پار ایک کنویں پر جا ترے اس میں پانی بہت تھوڑا تھا۔ پھر آپ کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی آیا۔ (۶) اس کے بعد عروہ بن مسعود آیا اور نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ جب بھی آپ ﷺ سے بات کرتا تو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرتا (۷) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہی کھڑے تھے (۸) ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر ٹوٹھی (عروہ آپ ﷺ سے بات کرتے ہوئے آپ کی داڑھی پر ہاتھ لگاتا تو وہ اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر دے مارتے اور کہتے: دور کر اپنا ہاتھ ان کی داڑھی سے۔ عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا: یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں تو وہ بولا: اے دھوکے باز! کیا میں تیرے دھوکے اور فساد میں صلح صفائی نہیں کراتا رہا ہوں؟ (در اصل) مغیرہ رضی اللہ عنہ قبل از اسلام کچھ لوگوں کے ساتھ تھے تو ان کو قتل کر دیا، ان کے مال لوٹ لیے، پھر جا کر اسلام قبول کر لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسلام تو ہم نے قبول کر لیا مگر مال چونکہ دھوکے کا ہے اس لیے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔“ (۹) اور حدیث بیان کی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لکھو یہ وہ

الْقَصْوَى - مَرَّتَيْنِ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا خَلَّاتْ وَمَا ذَلِكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَسْأَلُونِي الْيَوْمَ خُطَّةَ يُعْظَمُونَ بِهَا حُرْمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا»، ثُمَّ رَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَتْ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَفْصَى الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ فَجَاءَهُ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءِ الْخُزَاعِيِّ ثُمَّ أَنَاهُ يَغْنِي عُرْوَةَ بْنَ مَسْعُودٍ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَلَّمَا كَلَّمَهُ [بِكَلِمَةٍ] أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمَغْفَرُ، فَضْرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ: أَخْرَجَ يَدَكَ عَنْ لِحْيَتِي، فَرَفَعَ عُرْوَةَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، قَالَ: أَيُّ غَدْرٍ! أَوْلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟ - وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحْبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا الْإِسْلَامُ فَقَدْ قَبِلْنَا وَأَمَّا الْمَالُ فَإِنَّهُ مَالُ غَدْرٍ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ». فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِخْتَبْتُ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ» وَقَصَّ الْخَبَرَ، فَقَالَ سَهْلٌ: وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ قَضِيَةِ الْكِتَابِ قَالَ

(عہد نامہ) ہے جس پر محمد رسول اللہ نے اتفاق کیا ہے۔“ اور پورا قصہ بیان کیا۔ (۱۰) سہیل نے کہا:..... اور ہم میں سے جو کوئی بھی آپ کے پاس آئے خواہ وہ آپ کے دین ہی پر کیوں نہ ہو وہ آپ کو ہماری طرف واپس کرنا ہوگا۔ پھر جب عہد نامے کی تحریر سے فارغ ہو گئے تو نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”اٹھو! قربانیاں کرو اور اپنے سر موٹ لو۔“ پھر مومن اور مہاجر عورتیں آئیں (تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں..... الممتحنہ: ۱۰/۶۰) تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ انہیں واپس نہیں لو، البتہ یہ حکم دیا کہ ان کے حق مہر واپس کر دیے جائیں۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ قریش کا ایک آدمی ابوبصیر آپ کے پاس آ گیا۔ تو ان لوگوں نے اس کو لینے کے لیے اپنے دو آدمی بھیج دیے۔ نبی ﷺ نے اسے ان کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے لے کر چلے گئے حتیٰ کہ جب ذوالخلفہ مقام پر پہنچے تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا اور اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک کو کہا: ارے! تیری یہ تلوار تو بہت عمدہ دکھائی دیتی ہے۔ اس نے اسے میان سے نکالا اور کہا: ہاں ہاں میں نے اس کو بہت آزمایا ہے۔ ابوبصیر نے کہا: دکھانا ذرا میں اسے دیکھوں تو سہی۔ اور وہ اس نے اس کو پکڑا دی۔ پس ابوبصیر نے وہ اسے دے ماری حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ والا دوسرا آدمی بھاگ کر مدینے آ گیا اور بھاگتے بھاگتے مسجد میں چلا آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(یہ خوف زدہ

النَّبِيِّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «قُومُوا فَأَنْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا» ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ مُهَاجِرَاتٌ الْآيَةِ، فَتَنَاهُمُ اللَّهُ أَنْ يَرُدُّوهُنَّ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرُدُّوا الصَّدَاقَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ - يَعْنِي فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ - فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى إِذَا بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ نَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمَرٍ لَهُمْ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانُ! جَيِّدًا فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ فَقَالَ: أَجَلٌ قَدْ جَرِئْتُ بِهِ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ أَرِنِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَأَمَكَّنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ رَأَى هَذَا دُعْرًا» فَقَالَ: قُتِلَ وَاللَّهِ! صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ: قَدْ أَوْفَى اللَّهُ ذِمَّتَكَ فَقَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ نَجَّانِي اللَّهُ مِنْهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَيْلٌ أُمِّهِ مُسْعِرُ حَرْبٍ، لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ» فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُّدُهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سَيْفَ الْبَحْرِ وَبَنَفَلْتُ أَبُو جَنْدَلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ.

ہے۔) اس نے کوئی خوفناک چیز دیکھی ہے۔“ وہ بولا:
 اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی مارا
 جانے والا ہوں۔ پھر ابو بصیر بھی آ گیا تو اس نے کہا: اللہ
 نے آپ کی ذمہ داری پوری کرادی کہ آپ نے مجھے ان
 کے حوالے کر دیا تھا، پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دے
 دی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کی ماں کا افسوس! یہ تو
 جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اسے مل جائے۔“
 جب اس نے یہ سنا تو سمجھ گیا کہ آپ ﷺ اسے ان لوگوں
 کی طرف لوٹادیں گے۔ سو وہ وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور
 ساحل سمندر پر آ گیا۔ پھر ابو جندل بھی نکل بھاگا اور ابو بصیر
 کے ساتھ جا ملا حتیٰ کہ وہاں ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔

🌞 فوائد و مسائل: یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے۔ ہر ذمہ دار شخص کو اس پر خوب غور کرنا چاہیے۔
 ① مسلمان حکمران کی کافروں کے ساتھ صلح کے وقت سب سے پہلی ترجیح اللہ تعالیٰ کی تعظیم و عظمت ہونی چاہیے۔
 ② مسنون یہ ہے کہ بیت اللہ کو روانہ کی جانے والی قربانی کے گلے میں جو توتوں کا ہار ڈال دیا جائے اور اونٹ یا اونٹنی ہو تو
 اس کے کوہان کے دائیں جانب ہلکا سا چیر لگا کر خون اس پر چڑھ دیا جائے اس چیر لگانے کو ”اشعار“ کہتے ہیں۔
 ③ قصواء رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام و لقب تھا۔ لفظی معنی ہیں ”کان کئی۔“ ④ ابرہہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے
 جس میں وہ ایک عظیم لاؤ لشکر اور ہاتھی لے کر آیا تھا کہ بیت اللہ کو منہدم کر دے، مگر اللہ کی تدبیر سے پرندوں کی
 سنگریزوں کی بارش سے سارا لشکر ہلاک ہو گیا اور کعبہ اور مکہ دونوں محفوظ و مامون رہے۔ ⑤ یعنی اللہ کے حرم میں قتل
 و غارت نہ ہو اور دونوں قوموں کے مابین صلح ہو جائے۔ ⑥ بدیل بن ورقاء نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
 کو بطور خیر خواہی کے یہ خبر دی کہ کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی اپنی تمام تر قوت کے ساتھ حدیبیہ کے پار مکہ کی جانب
 جنگ کے لیے تیار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بتایا کہ ہم درحقیقت لڑنے کے لیے آئے ہی نہیں ہیں۔ لیکن اگر
 مجبور کر دیا گیا تو اس وقت تک لڑوں گا جب تک اللہ اپنے اس دین اسلام کو غالب نہ فرمادے یا میری گردن کٹ
 جائے اور جان چلی جائے۔ ⑦ اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ دو برابر کے ساتھی آپس میں گفتگو کے دوران میں
 دوسرے کو نرمی اور ملائمت پر آمادہ کرنے کے لیے یہ انداز اختیار کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے واضح کر دیا
 کہ تم ان کے برابر کے نہیں ہو تو افضل البشر ہیں۔ ⑧ خطرے اور اظہار وجاہت کے مواقع پر حفاظت وغیرہ کے
 لیے محافظوں کو کھڑا کرنا جائز اور مطلوب ہے۔ مگر جہاں کوئی معقول سبب نہ ہو وہاں لوگوں کو کھڑا کرنا تکبر میں شمار ہوتا

ہے اور ایک ناجائز عمل ہے ⑨ دھوکے فریب سے حاصل کردہ مال کسی صورت جائز نہیں۔ مگر دارالحرب سے اور قتال کی صورت میں حاصل ہونے والا مال غنیمت کہلاتا ہے۔ ⑩ سہیل نے معاہدہ لکھتے وقت ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پر اعتراض کیا کہ ہم ”الرحمن“ کو نہیں جانتے اور نبی ﷺ کے متعلق ”محمد رسول اللہ“ لکھنا بھی قبول نہیں کیا۔ مگر آپ نے شرعی مصلحت کے تحت اس کی یہ باتیں باوجود غلط ہونے کے گوارا کر لیں اور بِاسْمِکَ اللّٰهُمَّ اور محمد بن عبد اللہ لکھا گیا۔ اس نرم روی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعد ازاں یہی لوگ اسلام لے آئے اور اسلام کے فداکار سپاہی ثابت ہوئے۔ ⑪ ساحل سمندر پر جمع ہونے والی یہ جماعت قریش کے قافلوں پر حملے کرتی اور ان کے تجارتی قافلوں کے لیے ایک بڑا خطرہ ثابت ہوئی۔ بالآخر قریش نے درخواست کی کہ ہم اپنی اس شرط سے دست بردار ہوتے ہیں کہ اہل مکہ میں سے مسلمان ہونے والے کو واپس کیا جائے۔ اس طرح ان لوگوں کو مدینے بلا لیا گیا۔

۲۷۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم
سے منقول ہے کہ قریش نے اس بات پر صلح کی کہ دس
سال تک کوئی جنگ نہیں ہوگی لوگ اس مدت میں ہر
طرح امن سے رہیں گے (اس معاہدے کے متعلق) ہم
دونوں فریقوں کے دل صاف رہیں گے چوری چھپے یا
خیانت سے اس کی مخالفت نہ ہوگی۔
حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ
إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ
الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ
الْحَكَمِ أَنَّهُمْ اضْطَلَحُوا عَلَى وَضْعِ
الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِينَ يَأْمَنُ فِيهِنَّ النَّاسُ
وَعَلَى أَنْ يَبَيِّنَّا عَيْبَةَ مَكْفُوفَةٍ وَأَنَّهُ لَا إِسْلَاحَ
وَلَا إِغْلَالَ.

🌞 توضیح: ”عیبہ“ وہ گٹھڑی ہوتی ہے جس میں خاص مال اور کپڑے سنبھال کر رکھے جاتے ہیں۔ چونکہ دل بھی
عہد و بیان کا خزن ہوتا ہے اس لیے اس کو ”عیبہ“ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ”مکفوفہ“ بندھی ہوئی تھیلی۔ ”اسلا ل“
کا ایک ترجمہ یہ بھی ہے کہ ”تلواریں نہیں نکالی جائیں گی۔“ اور ”اغلا ل“ سے مراد ہے کہ ”زرہیں نہیں پہنی جائیں
گی۔“ مقصد یہ کہ کسی طرح جنگ نہیں کی جائے گی۔

۲۷۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: ختمیر نے کہا کہ آئیے ہم جناب ذی مخبر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے
النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا

۲۷۶۶- تخریج: [حسن] * ابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي في دلائل النبوة: ۴/ ۱۴۵، وانظر الحديث السابق.

۲۷۶۷- تخریج: [استادہ صحیح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الملاحم، ح: ۴۰۸۹ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه الحاكم: ۴/ ۴۲۱، ووافقه الذهبي.

ہیں وہ نبی ﷺ کے صحابی تھے۔ تو ہم ان کے پاس گئے۔ جبیر نے ان سے صلح کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”تم لوگ رومیوں سے ایک پر امن صلح کرو گے اور پھر تم اور وہ اپنے پیچھے (کسی) ایک دشمن سے قتال کرو گے۔“

الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: مَالٌ مَكْحُولٌ وَابْنُ أَبِي زَكْرِيَّا إِلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَمِلْتُ مَعَهُمْ فَحَدَّثَنَا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: قَالَ جُبَيْرٌ: انْطَلِقُ بِنَا إِلَى ذِي مِخْبَرٍ - رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ جُبَيْرٌ عَنِ الْهُدْنَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «سَتَصَالِحُونَ الرُّومَ صَلَاحًا آمِنًا وَتَغْزَوْنَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ».

☀ فائدہ: حسب مصلحت دشمن سے صلح کی جاسکتی ہے۔ یہ حدیث کتاب الملاحم میں تفصیل سے آئے گی۔ (سنن ابی

داود، الملاحم، حدیث: ۳۲۹۲)

باب: ۱۵۷- غفلت اور بے خبری میں دشمن کے پاس جانا اور ان کی مشابہت اختیار کرنا

(المعجم ۱۵۷) - بَابُ: فِي الْعُدُوِّ يُؤْتَى عَلَى غِرَّةٍ وَيَتَشَبَّهُ بِهِمْ (التحفة ۱۶۹)

۲۷۶۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے؟ بلاشبہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔“ پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں!“ انہوں نے کہا: مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کے سامنے کوئی بات بنا سکوں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں! تم کہہ سکتے ہو۔“ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور کہا: اس آدمی نے ہم سے صدقات طلب کیے ہیں اور ہمیں بہت

۲۷۶۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ»، فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَأَذِنَ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا؟ قَالَ: «نَعَمْ، قُلْ» فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا الصَّدَقَةَ، وَقَدْ عَنَانَا، قَالَ: وَأَيْضًا لَتَمَلَّنَّهُ؟ قَالَ: اتَّبَعْنَاهُ فَتَحَنَّنَ نَكْرَهُ أَنْ نَدْعَهُ

۲۷۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الكذب في الحرب، ح: ۳۰۳۱، ومسلم، الجهاد والسير، باب قتل كعب بن الأشرف طاغوت اليهود، ح: ۱۸۰۱ من حديث سفیان بن عیینہ به.

تنگ کر رکھا ہے۔ اُس نے کہا: ابھی تم اس شخص سے اور بھی اکتا جاؤ گے۔ ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چونکہ ہم اس کی پیروی اختیار کر چکے ہیں اس لیے فوراً اسے چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے حتیٰ کہ دیکھ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں ایک دو سو (غلہ وغیرہ) دے دو۔ کعب نے کہا: بطور رہن کیا چیز دو گے؟ انہوں نے کہا: تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: اپنی عورتیں دے دو۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! تم عرب کے حسین ترین شخص ہو، ہم تمہیں اپنی عورتیں بطور رہن دے دیں تو یہ ہمارے لیے بہت بڑی عار ہوگی۔ وہ بولا: چلو اپنی اولادیں دے دو۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! (ساری زندگی) ہمارے بچے کو یہ گالی دی جاتی رہے گی کہ تمہیں تو ایک یا دو سو کے بدلے میں رہن رکھا گیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہاں ہم اپنا اسلحہ بطور رہن دے سکتے ہیں۔ تو وہ بولا: ہاں ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جب اس کے پاس آئے تو ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آواز دی وہ باہر آیا اس نے خوشبو لگا رکھی تھی اور اس کا سر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ پس جب وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور محمد بن مسلمہ اپنے ساتھ تین یا چار ساتھیوں کو بھی لائے تھے۔ سب نے اس سے خوشبو کا تذکرہ کیا۔ وہ کہنے لگا: میرے ہاں فلاں عورت ہے جو بہترین خوشبو والی عورت ہے۔ ابن مسلمہ نے کہا: اگر اجازت دو تو میں سوگھ لوں۔ اس نے کہا: ہاں ہاں۔ پس انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر میں کیا اور اسے سوگھا۔ انہوں نے کہا: ذرا ایک بار پھر۔ اس نے کہا: ہاں ہاں۔ تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر میں

حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ أَمْرُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسَلِّفَنَا وَنَسْقَا أَوْ وَشَقِّينَ. قَالَ كَعْبٌ: أَيُّ شَيْءٍ تَرَهَّنُونِي؟ قَالَ: وَمَا تَرِيدُ مِنَّا؟ فَقَالَ: نِسَاءَكُمْ. قَالُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ! أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ نَرَهْنُكَ نِسَاءَنَا فَيَكُونُ ذَلِكَ عَارًا عَلَيْنَا، قَالَ: فَتَرَهَّنُونِي أَوْ لَا دَكُمْ، قَالُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ! يُسِبُّ ابْنُ أَحَدِنَا فَيَقَالُ: رُهِنتَ بِوَسْقٍ أَوْ وَشَقِّينَ؟ قَالُوا: نَرَهْنُكَ اللَّأَمَةَ - يُرِيدُ السَّلَاحَ - قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا أَنَا نَادَاهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُطَيَّبٌ يَنْضِخُ رَأْسَهُ، فَلَمَّا أَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ - وَقَدْ كَانَ جَاءَ مَعَهُ بِتَفْرِ ثَلَاثَةِ أَوْ أَرْبَعَةِ - فَذَكَّرُوا لَهُ، قَالَ: عِنْدِي ثَلَاثَةٌ، وَهِيَ أَعْطَرُ نِسَاءِ النَّاسِ، قَالَ: تَأْذَنُ لِي فَأُسَمُّ؟ قَالَ: نَعَمْ فَادْخَلَ يَدَهُ فِي رَأْسِهِ فَسَمَّهُ، قَالَ: أَعُوذُ قَالَ: نَعَمْ فَادْخَلَ يَدَهُ فِي رَأْسِهِ فَلَمَّا اسْتَمَكَّنَ مِنْهُ قَالَ: دُونَكُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى قَتَلُوهُ.

ڈالا اور اس کے بالوں کو خوب جکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: لو اپنا کام کرو تو انہوں نے اس کو مارا حتیٰ کہ قتل کر ڈالا۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① کعب بن اشرف یہودی کا تعلق بنو نضیر سے تھا، وہ بڑا مال دار اور شاعر تھا۔ اسے مسلمانوں سے سخت عداوت تھی اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف برا بیچنے کرتا رہتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان کا دفاع کرنے کی بجائے مکہ جا کر قریش کو جنگ کے لیے آمادہ کیا اور عہد شکنی بھی کی۔ ② دشمن پر وار کرنے کیلئے بناوٹی طور پر کچھ ایسی باتیں بنانا جو بظاہر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہوں، وقتی طور پر جائز ہے۔ اور جنگ دھوکے (چال بازی) ہی کا نام ہے۔

۲۷۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُزَابَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایمان نے دھوکے سے قتل کرنے کو سبّاطُ الہَمْدَانِیِّ عَنِ السُّدِّیِّ، عن أبيه، بند کر دیا ہے، کوئی صاحبِ ایمان دھوکے سے قتل نہیں کر سکتا۔“
عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: «الإيمان قَيْدُ الْفَنَكِ لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① یعنی کسی غیرت و حمیت کے معاملے میں مسلمان کسی مسلمان کو دھوکے اور غفلت سے قتل نہ کرے۔ ② ایسا شخص جس سے کوئی عہد و پیمان ہو اس کو بھی قتل کرنا ناجائز ہے۔ مگر جن دشمنوں کے ساتھ اعلان جنگ ہو اور دونوں فریق جنگ کی کیفیت میں ہوں اس میں یہ عمل جائز ہے۔

(المعجم ۱۵۸) - **بَابُ فِي التَّكْبِيرِ** باب: ۱۵۸- دوران سفر میں بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہنا
عَلَى كُلِّ شَرَفٍ فِي الْمَسِيرِ (التحفة ۱۷۰)

۲۷۷۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ سَفَرٍ سَأَلَ زَمِيْنًا كَيْسِيٌّ بَلَدِيٌّ هُوَ

۲۷۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوئے حج یا عمرے کے سفر سے واپس آتے ہوئے زمین کی کسی بھی بلندی پر

۲۷۶۹- تخریج: [حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۱/ ۴۰۳ من حديث إسحاق بن منصور به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۴/ ۳۵۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

۲۷۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، العمرة، باب ما يقول إذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو، ح: ۱۷۹۷، ومسلم، الحج، باب ما يقول إذا رجع من سفر الحج وغيره، ح: ۱۳۴۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۴۲۱.

چڑھتے، تو تین بار اللہ اکبر کہتے اور یہ دعا پڑھتے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آمَنُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ] ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں“ اسی کی حکومت ہے تمام طرح کی تعریفیں اسی کی ہیں اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے ہی نے پسا کر دیا۔“

🌞 فائدہ: مسنون یہی ہے کہ بلندی پر چڑھتے ہوئے گمیر (اللہ اکبر) اور یستی کی طرف اترتے ہوئے تسبیح (سُبْحَانَ اللَّهِ) کہاجائے۔

باب: ۱۵۹- جہاد سے واپس آ جانے کی رخصت جبکہ یہ عمل پہلے ممنوع تھا

(المعجم ۱۵۹) - بَابُ: فِي الْإِذْنِ فِي الْقُقُولِ بَعْدَ النَّهْيِ (التحفة ۱۷۱)

۲۷۷۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بَزِيدِ التَّحَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾... ﴿كُوسُورَةُ نُورِ﴾ كَيْتِ كَرِيمِ: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

۲۷۷۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بَزِيدِ التَّحَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [التوبة: ۴۴] الْآيَةِ نَسَخْتُهَا الَّتِي فِي الثَّوْرِ: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ إِلَى

قَوْلِهِ: ﴿عَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [النور: ۶۲].

☀ فائدہ: ابتدائے اسلام میں منافق لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں نہیں نکلا کرتے تھے اگر جاتے بھی تو مختلف حیلے بہانوں سے واپس آ جاتے تھے۔ سورہ توبہ میں ان کے متعلق بیان ہوا ہے: ﴿لَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلَيْهِمُ بِالْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّمَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ﴾ (التوبة: ۳۴-۳۵) ”جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں وہ آپ سے کوئی اجازت نہیں مانگتے کہ انہیں اپنے مالوں یا جانوں کے ساتھ جہاد نہ کرنا پڑے اور اللہ متقین کو خوب جانتا ہے، آپ سے وہی لوگ اجازتیں مانگتے ہیں جن کا اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے انہی شکوک میں بھٹک رہے ہیں۔“ ان آیات کے نازل ہونے پر جہاد سے لوٹ آنا ممنوع ہو گیا تھا، خواہ نبی ﷺ کی اجازت ہی سے ہوتا، مگر جب اسلام اور مسلمانوں کو قوت حاصل ہو گئی اور مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھ گئی تو اجازت لے کر واپس آ جانے کی رخصت ہو گئی اور سورہ نور کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اللَّهُ إِذَا شَاءَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (النور: ۶۲) ”ایمان والے وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہیں اور وہ جب کسی اجتماعی کام میں ہوتے ہیں تو اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بلاشبہ جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں، سو جب یہ آپ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت طلب کریں تو آپ جسے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لیے اللہ سے معافی مانگیں بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔“

(المعجم ۱۶۰) - بَابٌ: فِي بَعْثَةِ

باب: ۱۶۰- خوشخبری دینے والے بھیجنا

البُشْرَاءِ (التحفة ۱۷۲)

۲۷۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا تُرِيدُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟»

۲۷۷۳- حضرت جریر (بن عبد اللہ البجلي) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا تم مجھے ذی خالصہ سے راحت نہیں پہنچا سکتے؟“ چنانچہ وہ اس کے پاس آئے اور اس کو جلاڈال

۲۷۷۲- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب البشارة في الفتح، ح: ۳۰۷۶، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل جرير بن عبد الله رضي الله تعالى عنه، ح: ۲۴۷۶ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

فَاتَاهَا فَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ أَحْمَسَ پھر قبیلہ احس کا ایک آدمی نبی ﷺ کی طرف بھیجا جو
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُبَشِّرُهُ بِكَفَى أَبَا أَرْطَاةَ. آپ کے پاس خوش خبری لے کر گیا۔ اس کی کنیت
ابو ارطاة تھی۔

🌞 **فوائد ومسائل:** ① بنو نضیم نے اپنا ایک معبد بنا رکھا تھا جسے وہ [الْكُفَّةُ الْيَمَانِيَّة] کہتے تھے۔ اس گھر کا نام
[خَلَصَة] اور بت کا نام [ذو الخلصه] رکھا ہوا تھا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور یہ مہم سر کی۔
② کسی اہم واقعہ کی خوشخبری بھیجنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں اپنے کردار کا لوگوں کو سنانا اور دکھانا مقصود نہ ہو بلکہ اسلام
کی سر بلندی کی اطلاع دینا مقصود ہو یا مسلمانوں کا بڑھاوا اور ان کی حوصلہ افزائی مقصود ہو۔

(المعجم ۱۶۱) - **بَابُ: فِي إِعْطَاءِ** باب: ۱۶۱- خوشخبری دینے والے کو کوئی انعام دینا
الْبَشِيرِ (التحفة ۱۷۳)

۲۷۷۳- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا
ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
قال: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنُ كَعْبٍ بَنَ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ
قال: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ
النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ
فَرَكَعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ وَقَصَّ
ابْنُ السَّرْحِ الْحَدِيثَ قَالَ: وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ حَتَّى
إِذَا طَالَ عَلَيَّ تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي
قَتَادَةَ - وَهُوَ ابْنُ عَمِّي - فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ
فَوَالله! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، ثُمَّ صَلَّيْتُ
الصُّبْحَ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتِ

۲۷۷۳- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی کسی سفر سے واپس لوٹتے تو سب
سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے، وہاں دو رکعتیں
پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملنے کے لیے بیٹھ جاتے۔
(امام ابو داؤد کے شیخ) ابن السرح نے پوری حدیث
بیان کی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو منع فرمادیا
تھا کہ ہم تینوں سے کوئی بات چیت کرے۔ حتیٰ کہ جب
یہ کیفیت بہت طویل ہو گئی تو میں اپنے چچا زاد ابو قتادہ کی
دیوار پر چڑھا اور میں نے اس کو سلام کہا۔ اللہ کی قسم! اس
نے مجھے جواب نہیں دیا۔ پھر جب پچاس راتیں پوری
ہو گئیں اور اس صبح فجر کی نماز میں نے اپنے ایک مکان کی
چھت پر پڑھی تو میں نے ایک بلند آواز سے پکارنے
والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک!

۲۷۷۳- **تخریج:** أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبه، ح: ۲۷۶۹ عن ابن السرح،
والبخاري، التفسير، سورة البراءة، باب قوله: ﴿لقد تاب الله على النبي والمهاجرين والأنصار﴾، ح: ۴۶۷۶
مختصراً جداً من حديث ابن وهب به.

۱۵- کتاب الجہاد

مِنْ بَيُّوتِنَا، فَسَمِعْتُ صَارِحًا: يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ! أَبْشِرْ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبِي فَكَسَوْتُهُمَا إِيَّاهُ، فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى إِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يُهْرُولُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَتَّانِي.

خوشخبری ہو۔ پھر جب وہ میرے پاس پہنچا جس کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اس کے لیے اپنے کپڑے اتارے اور اس کو پہنا دیے۔ پھر میں چلا حتی کہ جب مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ طلحہ بن عبید اللہؓ دوڑتے ہوئے میری طرف لپکے حتی کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد پیش کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ غزوہ تبوک میں حضرت کعب بن مالکؓ کی غیر حاضری پر ان کے بیایکات سے متعلق واقعہ ہے جو فتح مکہ کے بعد سن: ۹ ہجری میں پیش آیا تھا۔ اور یہی وہ غزوہ ہے جو اس دور کے تمام مسلمانوں پر بالعموم فرض عین ہوا تھا۔ مگر مخلص مسلمانوں میں سے تین افراد بغیر کسی معقول عذر کے پیچھے رہ گئے یعنی کعب بن مالکؓ، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہؓ۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو انہوں نے بصراحت اقرار کیا کہ ہمارے پیچھے رہ جانے میں کوئی شرعی عذر نہ تھا۔ چنانچہ آپؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے مقاطعہ کر لیں۔ چالیس دن کے بعد حکم آیا کہ یہ اپنی عورتوں سے بھی الگ رہیں۔ پچاس دن پورے ہونے پر توبہ قبول کی گئی اور یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (التوبة: ۱۱۸) ”اور اللہ نے ان تین آدمیوں کی توبہ بھی قبول فرمائی جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی کشادگی کے ان پر تنگ ہوگئی اور خود ان کی جان بھی ان پر تنگ ہوگئی اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں ہے پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تاکہ وہ توبہ کر لیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔“ ② جو شخص خوشخبری پہنچائے اسے ہدیہ دینا مستحب ہے۔

(المعجم ۱۶۲) - باب: فِي سُجُودِ

باب: ۱۶۲- سجدة شکر کا بیان

الشُّكْرِ (التحفة ۱۷۴)

۲۷۷۴- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: ۲۷۷۴- حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی یا آپؐ کو بشارت دی جاتی تو آپؐ اللہ کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔

عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا

۲۷۷۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في سجدة الشكر، ح: ۱۵۷۸، وابن ماجه، ح: ۱۳۹۴ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

جَاءَهُ أَمْرٌ سُرُورٍ أَوْ بُشْرٍ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا
شَاكِرًا لِلَّهِ .

☀ فائدہ: انسان کو جب کوئی خوشی کی خبر ملے تو سجدہ کرنا مسنون و مستحب ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے سجدہ شکر کیا (بخاری: ۳۳۱۸) اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔

۲۷۷۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ : حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ ابْنِ عُثْمَانَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ : وَهُوَ يَحْيَى بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عُثْمَانَ - عَنْ أَشْعَثَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْوَرَا نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَدَعَا اللَّهَ تَعَالَى سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - ذَكَرَهُ أَحْمَدُ ثَلَاثًا - قَالَ: «إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمَّتِي فَخَرَزْتُ سَاجِدًا شُكْرًا لِرَبِّي، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمَّتِي فَخَرَزْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثَّلَاثَ الْآخَرَ فَخَرَزْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي» .

۲۷۷۵- حضرت عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ سے روانہ ہوئے ہمارا ارادہ مدینے جانے کا تھا۔ جب ہم مقام عَزْوَرَا کے قریب پہنچے تو آپ اپنی سواری سے اتر پڑے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک گھڑی اللہ سے دعا کرتے رہے۔ پھر سجدے میں گر گئے اور دیر تک سجدے میں پڑے رہے۔ پھر اٹھے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک گھڑی اللہ سے دعا کرتے رہے پھر سجدے میں گر گئے اور بڑی دیر تک سجدے میں پڑے رہے پھر اٹھے اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور ایک گھڑی تک بلند کیے رکھے پھر سجدے میں گر گئے..... احمد بن صالح نے یہ عمل تین بار کا بیان کیا..... فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے اور اپنی امت کے لیے شفاعت کی ہے۔ پس اللہ نے مجھے میری امت کا تہائی حصہ دے دیا (اسے بخش دوں گا) تو میں اپنے رب کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے اپنا سراٹھایا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا کی تو اس نے مجھے میری امت کا (مزید) تہائی حصہ عنایت فرمادیا تو میں اپنے رب کا شکر

۲۷۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۷۰/۲ من حديث أبي داود به * يحيى بن الحسن مجهول الحال (تقريب)، وأشعث بن إسحاق مستور، ولسجود الشكر شواهد عند مسلم، ح: ۲۸۹۰ وغيره.

کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا تو اس نے مجھے میری امت کا مزید تہائی حصہ بھی دے دیا تو میں اپنے رب کے لیے سجدے میں گر گیا۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے شیخ احمد بن صالح نے جب یہ سند بیان کی تو اس میں سے اشعث بن اخطی کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ اس کا ذکر موسیٰ بن سہل رحمہ اللہ نے کیا ہے۔

☀️ **فائدہ:** یہ روایت تو ضعیف ہے تاہم سجدہ شکر والی بات صحیح ہے کیونکہ مذکورہ حدیث سے وہ ثابت ہے۔

(المعجم ۱۶۳) - **بَابُ فِي الطُّرُقِ** (التحفة ۱۷۵)
باب: ۱۶۳- (بغیر اطلاع) رات کو گھر آنا (مناسب نہیں)

۲۷۷۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُقًا.

۲۷۷۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ انسان رات کے وقت اپنے گھر پہنچے۔

☀️ **توضیح:** مقصد یہ ہے کہ انسان طویل غیر حاضری کے بعد بغیر بیگنی اطلاع کے بے وقت اچانک بالخصوص عشا کے بعد گھر میں نہ آئے۔ اس میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ممکن ہے گھر والے صاحب خانہ کی طرف سے مطمئن ہو کر کہیں باہر جانے کا پروگرام بنالیں یا آنے والے کی بیوی اپنی اور گھر کی صفائی ستھرائی کی جانب سے غفلت کر لے یا کوئی ایسا مہمان بھی گھر میں آ سکتا ہے جس کا آنا گھر والے کو ناگوار ہو اس طرح دونوں میاں بیوی کے درمیان کئی طرح کی انہونی الجھنیں راہ پا سکتی ہیں۔ ہاں اگر اطلاع دے دی گئی ہو تو کسی بھی وقت آنا چاہے تو آ سکتا ہے اس کا اپنا گھر ہے۔

۲۷۷۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ

۲۷۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا يطرق أهله ليلاً إذا أطال الغيبة أن يخونهم أو يلتبس عثراهم، ح: ۵۲۴۳، ومسلم، الإمارة، باب كراهة الطروق... الخ، حديث: ۷۱۵ بعد حديث: ۱۹۲۸ من حديث شعبة به.

۲۷۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، ح: ۵۲۴۴، ومسلم، ح: ۷۱۵ بعد حديث: ۱۹۲۸ من حديث الشعبي به، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُعِيزَةَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلَ اللَّيْلِ».

نے فرمایا: ”سفر سے واپسی کے موقع پر گھروالوں کے پاس آنے کا بہترین وقت رات کا پہلا حصہ ہوتا ہے۔“

☀ فائدہ: اس وقت لوگ بالعموم جاگ رہے ہوتے ہیں اور آنے والا اور گھر والے بھی شبہات سے محفوظ رہتے ہیں۔

۲۷۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ: «أَمْهَلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ».

۲۷۷۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب (ہم مدینے کے قریب آخری پڑاؤ پر تھے) ہم نے چاہا کہ گھروں کو جائیں تو آپ نے فرمایا: ”ذرا ٹھہرو رات ہو لے تو جائیں تاکہ پراگندہ حال خاتون کنگھی چوٹی کر لے اور جس کا شوہر غائب تھا وہ اپنے (زیر ناف) بالوں کی صفائی کر لے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: الطَّرْقُ بَعْدَ الْعِشَاءِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ لَا بَأْسَ بِهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: ”الطَّرْقُ“ عشاء کے بعد آنے کو کہتے ہیں۔ امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: مغرب کے بعد آنے میں کوئی حرج نہیں۔

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے لوٹتے اور منزل قریب ہوتی تو پیغام بھیج دیا کرتے تھے جو شہر میں اطلاع کر دیتا تھا کہ مجاہدین واپس آ رہے ہیں اور فلاں وقت تک پہنچ جائیں گے۔

(المعجم ۱۶۴) - بَابُ: فِي التَّلَقِّي (التحفة ۱۷۶)

باب: ۱۶۴- سفر سے واپس آنے والے کا استقبال کرنا

۲۷۷۹- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا

۲۷۷۹- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہما بیان کرتے

۲۷۷۸- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب تستحد المغيبة وتمشط الشعثة، ح: ۵۲۴۷، ومسلم، الإمارة، باب كراهة الطروق... الخ، ح: ۷۱۵ بعد حديث: ۱۹۲۸ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۰۳.

۲۷۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب كتاب النبي ﷺ إلى كسرى وقصر، ح: ۴۴۲۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

ہیں کہ نبی ﷺ جب غزوہ تبوک سے مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ دوسرے بچوں کے ساتھ میں نے بھی ثنیۃ الوداع کے مقام پر آپ ﷺ کا استقبال کیا تھا۔

سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيْتُهُ مَعَ الصَّبِيَّانِ عَلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

🌞 فائدہ: یہ ایک مستحب عمل ہے بالخصوص مسافر جب جہاد سے واپس آ رہا ہو یا حج سے۔ لیکن اس میں دکھلاوا اور شہرت کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ علماء و محدثین کے متعلق بھی آتا ہے کہ جب ان کی کسی شہر میں آمد متوقع ہوتی تو لوگ ان کا نہایت عمدہ انداز میں استقبال کرتے تھے۔

باب: ۱۶۵- غزوے سے واپسی پر دوران سفر ہی میں تو مشے کو ختم کر دینے کا استحباب

(المعجم ۱۶۵) - بَابُ: فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِنْقَادِ الرِّادِ فِي الْغَزْوِ إِذَا قَفَلَ (التحفة ۱۷۷)

۲۷۸۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں مگر تیاری کے لیے میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”فلاں انصاری کے ہاں چلے جاؤ“ اس نے تیاری کر رکھی تھی مگر بیمار ہو گیا ہے۔ تو اسے کہو کہ رسول اللہ ﷺ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: جو سامان سفر تم نے تیار کر رکھا تھا وہ مجھے دے دو۔“ چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام دیا۔ تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: اے فلاں! جو سامان تو نے میرے لیے تیار کیا تھا وہ اس شخص کے حوالے کر دے اور اس میں سے کچھ بھی نہ رکھنا! اللہ کی قسم! اگر تو نے اس میں سے کوئی چیز رکھ لی تو اللہ اس میں برکت نہیں دے گا۔

۲۷۸۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتُ الْبُنَّانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْجِهَادَ وَلَيْسَ لِي مَالٌ أَتَجَهَّزُ بِهِ، قَالَ: «اذْهَبْ إِلَى فُلَانٍ الْأَنْصَارِيِّ فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ تَجَهَّزَ فَمَرَضَ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقَرِّئُكَ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: اذْفَعْ إِلَيَّ مَا تَجَهَّزْتَ بِهِ» فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ لَا مَرَأَتِي: يَا فُلَانَةُ! اذْفَعِي إِلَيْهِ مَا جَهَّزْتَنِي بِهِ وَلَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا، فَوَاللَّهِ لَا تَحْبِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا فَيَبَارِكَ اللَّهُ فِيهِ.

۲۷۸۰- تخريج: أخرجه مسلم، الإمامة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله... الخ، ح: ۱۸۹۴ من حديث حماد بن سلمة به.

فائدہ: ① چاہیے کہ جو چیز سامان یا مال اللہ کے لیے خاص کر دیا گیا ہو اور انسان اگر اسے خود خرچ نہ کر سکے تو کسی اور کے حوالے کر دے بالخصوص جہاد کا سامان۔ اس کے خرچ کر دینے میں برکت اور روک لینے میں بے برکتی ہے۔ ایسے مال میں اگر نذر اور وقف کی نیت کی گئی ہو تو خود خرچ کرنا یا کسی کو دے دینا واجب ہے ورنہ مستحب۔

(المعجم ۱۶۶) - **بَابُ: فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ (التحفة ۱۷۸)** باب ۱۶۶- سفر سے واپس آنے پر نماز پڑھنا

۲۷۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ وَعَمَّهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِمَا كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَقْدُمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا - قَالَ الْحَسَنُ: فِي الصُّحَى - فَإِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ.

۲۷۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهِ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَأَنَاحَ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ ثُمَّ

۲۷۸۱- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو (بالعموم) دن ہی میں آیا کرتے تھے۔ (راوی حدیث) حسن بن علی نے کہا کہ چاشت کے وقت آیا کرتے تھے۔ اور جب سفر سے (واپس) آتے تو مسجد میں تشریف لے جاتے وہاں دو رکعتیں پڑھتے پھر وہاں بیٹھ جاتے (تاکہ لوگوں سے ملاقات کر لیں۔)

۲۷۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهِ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَأَنَاحَ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ ثُمَّ

۲۷۸۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے حج سے واپس تشریف لائے اور مدینے میں داخل ہوئے تو اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے پاس بٹھایا اور مسجد میں چلے گئے اور دو رکعتیں ادا کیں پھر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ نافع

۲۷۸۱- تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۷۷۳، وأخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الصلوة إذا قدم من سفر، ح: ۳۰۸۸ من حديث ابن جريج، ومسلم، ح: ۲۷۶۹ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۴۸۶۴.

۲۷۸۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۲۹/۲ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به.



دَخَلَهُ فَرَكَعَ فِيهِ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ .
 قَالَ نَافِعُ : فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ كَذَلِكَ يَصْنَعُ .
 بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

☀ فائدہ: مستحب ہے کہ انسان سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں دو رکعت پڑھے پھر گھر جائے بالخصوص جہاد اور حج و عمرہ سے واپسی پر۔

باب: ۱۶۷- مشترک مال تقسیم کرنے کی اجرت لینا

(المعجم ۱۶۷) - بَابُ: فِي كِرَاءِ الْمَقَاسِمِ (التحفة ۱۷۹)

۲۷۸۳- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التَّنِيسِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا الزَّمْعِيُّ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَاقَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْقَسَامَةَ»، قَالَ: فَقُلْنَا: وَمَا الْقَسَامَةُ؟ قَالَ: «الشَّيْءُ يَكُونُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْتَقِصُ مِنْهُ».

۲۷۸۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسامہ“ (تقسیم کرنے کی اجرت) سے بچو۔“ ہم نے عرض کیا: ”قسامہ“ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کوئی چیز لوگوں میں مشترک ہو اور کوئی آئے اور اس میں سے (اپنے لیے) کچھ نکال لے۔“

۲۷۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْقُعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ شَرِيكٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي نَعْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَالَ: «الرَّجُلُ يَكُونُ عَلَى الْفَتَامِ مِنَ النَّاسِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَظِّ هَذَا وَحَظِّ هَذَا».

۲۷۸۴- حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ کوئی لوگوں پر امیر ہو تو (تقسیم کرتے ہوئے) کچھ اس کے حصے میں سے لے لے اور کچھ دوسرے کے حصے میں سے۔

☀ فائدہ: بلحاظ اسناد یہ روایات ضعیف ہیں، مگر باعتبار معنی و مفہوم واضح ہے کہ امیر اور رئیس کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ لوگوں کے حقوق تقسیم کرتے ہوئے ان سے کوئی چیز وصول کرے۔ البتہ کسی اور کو جو اس عمل کا ذمہ دار نہ ہو اگر

۲۷۸۳- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۵۶/۶ من حديث أبي داود به * الزبير بن عثمان وثقه ابن حبان وحده فيما أعلم.

۲۷۸۴- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۵۶/۶ من حديث أبي داود به، وهو مرسل.

اس سے اس کام کے لیے کہا جائے تو اسے حق حاصل ہے کہ کوئی مقدار معین کر کے لے لے۔

(المعجم ۱۶۸) - بَابُ: فِي التَّجَارَةِ فِي
بَاب: ۱۶۸- دوران جہاد میں تجارت کرنا جائز ہے
(التحفة ۱۸۰)

۲۷۸۵- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَلَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَامٍ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ
سَلَمَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ
قَالَ: لَمَّا فَتَحْنَا خَيْبَرَ أَخْرَجُوا غَنَائِمَهُمْ مِنْ
الْمَتَاعِ وَالسَّبْيِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ
غَنَائِمَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ رِبَحْتُ رِبْحًا
مَا رِبِحَ الْيَوْمَ مِثْلَهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ هَذَا الْوَادِي
قَالَ: «وَيَحْكُ وَمَا رِبِحْتُ؟» قَالَ: مَا زِلْتُ
أَبِيعُ وَأَبْتَاعُ حَتَّى رِبِحْتُ ثَلَاثِمِائَةَ أُوقِيَّةٍ،
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنَا أَنْبِئُكَ بِخَيْرِ رَجُلٍ
رِبِحَ». قَالَ: مَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:
«رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ».

۲۷۸۵- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَلَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَامٍ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ
سَلَمَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ
قَالَ: لَمَّا فَتَحْنَا خَيْبَرَ أَخْرَجُوا غَنَائِمَهُمْ مِنْ
الْمَتَاعِ وَالسَّبْيِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ
غَنَائِمَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ رِبِحْتُ رِبْحًا
مَا رِبِحَ الْيَوْمَ مِثْلَهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ هَذَا الْوَادِي
قَالَ: «وَيَحْكُ وَمَا رِبِحْتُ؟» قَالَ: مَا زِلْتُ
أَبِيعُ وَأَبْتَاعُ حَتَّى رِبِحْتُ ثَلَاثِمِائَةَ أُوقِيَّةٍ،
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنَا أَنْبِئُكَ بِخَيْرِ رَجُلٍ
رِبِحَ». قَالَ: مَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:
«رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ».



فائدہ: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دوران سفر جہاد میں تجارت کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے تاجر کو جہاد میں اپنا پورا اجر اور غنیمت کا حصہ ملے گا۔ جیسے کہ سفر حج میں تجارت کرنا مباح اور جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے:
﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَاعُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (البقرة: ۱۹۸) ”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ ہاں اگر ان مبارک سفروں میں کسی کا مقصد ہی صرف تجارت کرنا ہو جہاد یا حج محض دکھلاوا ہو تو ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

(المعجم ۱۶۹) - بَابُ: فِي حَمْلِ
بَاب: ۱۶۹- دشمن کے علاقے میں ہتھیاروں
السَّلَاحِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ۱۸۱)
کو لے جانے دینا

۲۷۸۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۳۳۲ / ۶ من حديث أبي داود به .

۲۷۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ ذِي الْجَوْشَنِ - رَجُلٍ مِنَ الضَّبَابِ - قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ مِنْ أَهْلِ بَذْرِ بَابِنِ فَرَسٍ لِي يُقَالُ لَهَا: الْفَرْحَاءُ، فَقُلْتُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بِابِنِ الْفَرْحَاءِ لِنَتِّحِذُهُ. قَالَ: «لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ أُقِصَّكَ بِهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ دُرُوعِ بَذْرِ فَعَلْتُ» قُلْتُ: مَا كُنْتُ أُقِصُّهُ الْيَوْمَ بَعْرَةً قَالَ: «فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ».

۲۷۸۶- ہونصاب کے ایک شخص ذی الجوشن سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اہل بدر سے فارغ ہو گئے تو میں آپ کی خدمت میں گھوڑے کا ایک بچھیرالے کر حاضر ہوا اور کہا: اے محمد! میں آپ کے پاس ابن قرحاء (ایک بچھیرا) لے کر آیا ہوں یہ آپ اپنے لیے لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے اس کی ضرورت نہیں لیکن اگر تم چاہو تو تمہیں اس کے بدلے بدر کی منتخب زرہوں میں سے کوئی دے دوں تو کر سکتا ہوں۔“ میں نے کہا: آج تو میں اس کے بدلے میں کوئی گھوڑی بھی نہیں لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر مجھے بھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔“

فائدہ: امام صاحب کا اس باب کے تحت یہ روایت لانے کا مقصد اس مسئلے کا اثبات ہے کہ کسی کافر کو اسلحہ وغیرہ دینا جائز ہے جو وہ دارالحرب لے جائے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ ذوالجوشن اس وقت کافر تھے ان کو رسول اللہ ﷺ نے زرہوں کی پیش کش کی تھی جو انہوں نے قبول نہیں کی۔ زرہ بھی ایک جنگی اسلحہ ہے اور وہ اسے دارالحرب میں لے جاتے۔ لیکن یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ دوسرا مسئلہ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی ہدیہ دیتا تو آپ بھی اس کو ضرور کوئی ہدیہ دیتے جیسے کہ اس روایت میں ہے کہ جب اس نے ہدیے کے بدلے میں ہدیہ لینا پسند نہیں کیا تو آپ نے بھی اس کا ہدیہ نا منظور فرما دیا۔ نبی ﷺ کا یہ طرز عمل صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ۱۷۰) - بَابُ: فِي الْإِقَامَةِ
بِأَرْضِ الشَّرِكِ (التحفة ۱۸۲)
باب: ۱۷۰- اہل شرک کے علاقے میں
اقامت اختیار کر لینا

۲۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بن سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ۲۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بن سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ قَالَ:

۲۷۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۰۸/۹، ۱۰۹ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد ۳/ ۴۸۴ * أبو إسحاق عنن.

۲۷۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۲۷۱۶.

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدٍ بْنُ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَاسْكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْلُهُ».

 فوائد و مسائل: ظاہری امور میں کسی کی موافقت و مطابقت لازمی طور پر اس کے ساتھ قلبی، جنی اور فکری لگاؤ پیدا کرتی ہے۔ اور جس کسی نے کسی کی ظاہری مشابہت اختیار کی ہوئی ہو یقیناً وہ اس سے دلی رغبت رکھتا ہے اگرچہ ان دونوں میں زمان و مکان کا کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو۔ باہمی صحبت اور ہم وطن ہونا خواہ کسی قدر ہو اس سے صرف اخلاق و اعمال ہی نہیں بلکہ بعض اوقات اعتقادات میں بھی خرابی آنی شروع ہو جاتی ہے خواہ اس کی اثر پذیری دھیمی ہی ہو۔ اس لیے شریعت نے کفار کی صحبت اور ان کے علاقے میں مستقل رہنے یا ان کی مشابہت اختیار کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ (افادات امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) ایک حدیث میں ہے: [مَنْ كَثُرَ سَوَادُ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ] ”جو کسی قوم کی جمعیت کو بڑھائے وہ بھی انہی میں سے ہے۔“ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے جیسا کہ مسند الفردوس دہلی کے محقق نے صراحت کی ہے۔ مسند الفردوس، حدیث: ۵۶۲۱، لیکن اس مفہوم کی بعض دوسری احادیث صحیح طور پر ثابت ہیں۔ جیسے (سنن ابی داؤد کی مسئلۃ الباب والی حدیث ہے یا جیسے [مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ] (سنن ابی داؤد، اللباس، حدیث: ۴۰۳۱) ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں آیت قرآنی ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ظَالِمِي أَنْفُسِهِنَّ﴾ (النساء: ۹۷) کے شان نزول میں بتلایا گیا ہے کہ یہ آیت ان مسلمانوں کی وعید میں نازل ہوئی، جنہوں نے مسلمان ہونے کے باوجود ہجرت نہیں کی اور اپنے علاقوں میں مشرکین ہی کے ساتھ مقیم رہے اور ان کی کثرت کا باعث بنے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاری مع فتح الباری، الفتن، باب من کره أن يكثر سواد الفتن و الظلم، حدیث: ۷۸۵) لہذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اہل کفر و شرک کے ملکوں میں رہائش اختیار کرنے سے اجتناب کرے۔ الّا یہ کہ اشد ضرورت ہو یا مقصود دعوت الی اللہ ہو تو پھر یہ صورت مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں خیر عظیم کا پہلو ہے کہ آدمی مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دے، انہیں اللہ تعالیٰ کی شریعت کی تعلیم دے، تو ایسا شخص محسن ہوگا اور علم و بصیرت کے باعث خطرات سے دور بھی ہوگا۔

قربانی کی اہمیت و فضیلت اور احکام و مسائل

[الضَّحَايَا] ضَحِيَّةٌ كِي جَمْعُ [الضَّاحِي] اُضْحِيَّةٌ كِي جَمْعُ اور [الْأَضْحَى] اُضْحَاةٌ كِي جَمْعُ ہے۔ اس سے مراد وہ جانور ہے جو ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ یا ایام تشریق میں عید کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جاتا ہے۔ اس عمل کی مشروعیت قرآن مجید سے ثابت ہے، فرمایا: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر: ۲) ”اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے۔“ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ﴾ (الحج: ۳۶) ”قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنائے ہیں ان میں تمہارا نفع ہے۔“ رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور ابتداء ہی سے مسلمان اس پر کاربند اور اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں۔ اس مقصد کے لیے اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ و مادہ کو ذبح کیا جاسکتا ہے۔ کوئی دوسرا جانور اس میں کارآمد نہیں ہوتا۔ فرمایا: ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ (الحج: ۳۴) ”تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔“ قربانی کا حکم یکم ہجری کو ہوا۔ لہذا

* حکمت قربانی: قربانی میں متعدد حکمتیں پنہاں ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

✽ جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔

* قربانی کے آداب: قربانی کرنے والے کیلئے درج ذیل آداب و مسائل کو مدنظر رکھنا ضروری ہے:

① قربانی کا جانور منہ (دودانتا) ہونا ضروری ہے تاہم بعض کے نزدیک افضل ہے۔

① جانور کو خفی کروانا تاکہ وہ خوب صحت مند ہو جائے جائز ہے۔ اور اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

⑤ قربانی قرب الہی کے حصول کا ذریعہ ہے لہذا قربانی میں ردی، نہایت کمزور لاغر بیمار، لنگڑا ہوا، کانا یا کوئی اور عیب زدہ جانور ذبح کرنا درست نہیں۔

⑤ عید کے روز قربانی نماز کی ادائیگی کے بعد کی جائے گی ورنہ قربانی نہیں ہوگی، البتہ ایام تشریق میں رات اور دن کے کسی بھی حصے میں قربانی کی جاسکتی ہے۔

⑤ پورے گھروالوں کی جانب سے ایک ہی قربانی کافی ہے۔ البتہ حسب استطاعت زائد قربانیاں کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

⑥ اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

④ قربانی کے جانور کو خود اور تیز دھار چھری سے ذبح کرنا افضل ہے۔

⑧ ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رخ کرنا، بسم اللہ اور تکبیر بڑھنا ضروری ہے۔

① قربانی کا گوشت خود کھانا، غرباء و مساکین میں تقسیم کرنا اور عزیز و اقارب کو تحفہ دینا درست ہے۔

۱۵ قربانی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کا جاند نظر آنے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ اتارے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۶) - كِتَابُ الضَّحَايَا (التحفة ۱۰)

قربانی کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب مَا جَاءَ فِي إِيْجَابِ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ۱)

باب ۱- قربانی کا وجوب

257

۲۷۸۸- حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ”لوگو! بے شک ہر گھروالوں پر ہر سال قربانی ہے اور عتیرہ کیا جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ یہی جسے لوگ رَجَبِیَّہ کہتے ہیں۔“

۲۷۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ؛ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْنٍ، عَنْ غَامِرِ أَبِي رَمْلَةَ قَالَ: أَتَيْنَا مُخْتَفَ بْنَ سُلَيْمٍ قَالَ: وَنَحْنُ وَقُوفٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعَرَفَاتٍ قَالَ: قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً، أَتَذَرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ؟ هَذِهِ الَّتِي يَقُولُ النَّاسُ الرَّجَبِيَّةَ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عتیرہ (یعنی رَجَبِیَّہ) منسوخ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعَتِيرَةُ مَنْسُوخَةٌ، هَذَا خَبَرٌ مَنْسُوخٌ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث سے [عتیرہ] کا جواز معلوم ہوتا ہے جب کہ آگے حدیث (۲۸۳۱) سے اس کے جواز کی نفی ہوتی ہے۔ اور یہی بات رائج ہے۔ ② اس حدیث سے بظاہر قربانی کا وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن

۲۷۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب الاضحية في كل عام، ح: ۱۵۱۸، والنسائي، ح: ۴۲۲۹، وابن ماجه، ح: ۳۱۲۵ من حديث عبدالله بن عون به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد عند النسائي، ح: ۴۲۳۰ وغيره * أبورملة مجهول الحال، جهله ابن القطان وغيره، والحديث الآتي: ۲۸۳۰: يغني عنه.

وجوب قربانی اور میت کی طرف سے قربانی سے متعلق احکام و مسائل

دوسرے دلائل سے اس کا استحباب و استئذان معلوم ہوتا ہے اس لیے محدثین نے ان سارے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ یعنی ایک اہم اور مؤکد حکم ہے لیکن فرض نہیں۔ تاہم استطاعت کے باوجود اس سنت مؤکدہ سے گریز کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

۲۷۸۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اضحیٰ کے دن کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ اسے بطور عید مناؤں جسے کہ اللہ عز و جل نے اس امت کے لیے خاص کیا ہے۔“ ایک آدمی نے کہا: فرمائیے کہ اگر مجھے دودھ کے جانور کے سوا کوئی جانور نہ ملے تو کیا میں اس کی قربانی کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ اپنے بال کاٹ لو ناخن اور مونچھیں تراش لو اور زیر ناف کی صفائی کرلو۔ اللہ کے ہاں تمہاری یہی کامل قربانی ہوگی۔“

۲۷۸۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقُتَيْبَانِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ». قَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِحَةً أَتْنِي أَفَأَضْحِي بِهَا؟ قَالَ: «لَا وَلَكِنْ تَأْخُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْفَارِكَ وَتَقْصُ شَارِبَكَ وَتَحْلِقْ عَانَتَكَ فَبِكَ تَمَامُ أَضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ».

☀ فائدہ: فی الواقع جس کسی کے پاس وسعت نہ ہو کہ وہ قربانی کر سکے تو نہ صرف یہ کہ اسے قربانی معاف ہے بلکہ اگر وہ عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے بعد مذکورہ کام کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر ہی قربانی کا اجر عطا فرما دے گا۔

(المعجم ۱، ۲) - باب الْأَضْحِيَّةِ عَنِ الْمَيْتِ (التحفة ۲)

۲۷۹۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ حَنْشٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا

۲۷۸۹- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۱۳۹۹، وأخرجه النسائي، ح: ۴۳۷۰ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۴۳، والحاكم ۲۲۳/۴، ووافقه الذهبي.

۲۷۹۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما جاء في الأضحية عن الميت، ح: ۱۴۹۵ من حديث شريك القاضي به، وقال: "غريب" * شريك والحكم بن عتبة عننا، وأبو الحسن مجهول، وهو غير الحسن بن الحكم النخعي، ووقع الوهم عند الحاكم: ۲۲۹/۴، ۲۳۰، وصححه، ووافقه الذهبي.

عشرۃ ذوالحج میں حجامت سے متعلق احکام و مسائل

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے
مَا هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْصَانِي مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا
أَنْ أَضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أَضَحِّي عَنْهُ. کروں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا
کرتا ہوں۔

🌞 ملاحظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ میت کی طرف سے قربانی کرنے کے قائل ہیں جیسے
کہ حج اور صدقہ ہوتا ہے۔ لہذا اگر کوئی اپنے کسی فوت شدہ قریبی کی طرف سے قربانی کرے تو جائز ہوگی۔ ان کی سب
سے بڑی دلیل یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے تو قربانی بھی جائز ہے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہی ہے اسی
لیے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے جو قربانی کی جائے اس کا سارا گوشت تقسیم کر دیا جائے، خود اس میں سے
نہ کھائے۔ (تحفۃ الاحوذی) دوسرے علماء کہتے ہیں چونکہ نبی ﷺ سے واضح طور پر میت کی طرف سے قربانی کرنے کا
ثبوت نہیں ملتا حالانکہ آپ کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی تین صاحبزادیاں آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
وغیرہ دنیا سے جا چکے تھے، لیکن آپ نے ان میں سے کسی کے لیے بھی خصوصی طور پر قربانی نہیں کی۔ البتہ آپ نے
اپنی قربانی میں یہ الفاظ ضرور کہے: ”اے اللہ! اس کو محمد آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔“ (صحیح مسلم
الاضاحی، حدیث: ۱۹۶۷) اس میں امت محمد کے زندہ اور فوت شدہ سارے ہی افراد آ جاتے ہیں۔ اس سے یہ
استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اپنی قربانی میں قربانی کرنے والا جن جن کو چاہے شریک کر سکتا ہے حتیٰ کہ فوت شدگان کو
بھی۔ لیکن ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی پر اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ بنا بریں صرف فوت شدگان کی
طرف سے الگ مستقل قربانی کا جواز محل نظر ہوگا۔ غالباً اسی لیے شیخ البانی رحمۃ اللہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ امت کی طرف
سے قربانی کرنے والا عمل نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔
دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۳۵۳/۴) اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سلف (صحابہ و تابعین) کے دور میں اس عمل
(میت کی طرف سے قربانی کرنے) کا ثبوت نہیں ملتا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲، ۳) - باب الرَّجُلُ يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ
باب: ۲، ۳- جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اور وہ عشرۃ ذوالحج میں اپنے بال کاٹا ہو
(التحفة ۳)

۲۷۹۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: اِمَامُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس کوئی

۲۷۹۱- تخریج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب نهى من دخل عليه عشر ذي الحجة... الخ، ح: ۱۹۷۷ عن
عبيد الله بن معاذ به.

قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام ومسائل

قال: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ اللَّيْثِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ ذَنْبٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أَهْلٌ هَلَالٌ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضْحِيَ».

جانور ہو جسے وہ (قربانی کے لیے) ذبح کرنا چاہتا ہو تو ذوالحجہ کا چاند نظر آ جانے کے بعد اپنے بال اور ناخن ہرگز نہ کاٹے حتیٰ کہ قربانی کر لے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: اِخْتَلَفُوا عَلَى مَالِكٍ وَعَلَى مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو فِي عَمْرٍو بْنِ مُسْلِمٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَمْرٍو، وَأَكْثَرُهُمْ قَالَ: عَمْرٍو.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مالک اور محمد بن عمرو کے تلامذہ کا ”عمرو بن مسلم اللیثی“ کے نام میں اختلاف ہے۔ کچھ اسے عمرو بن مسلم کہتے ہیں جبکہ اکثر نے عمرو کہا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ ابْنُ أَكِيمَةَ اللَّيْثِيُّ الْجُنْدِيُّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ عمرو بن مسلم بن اکیمہ اللیثی الجندی ہے۔

☀️ فائدہ: قربانی کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کے ابتدائی نو دنوں میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے لیکن جس نے قربانی نہ کرنی ہو تو اس کے لیے ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ عید الاضحیٰ کے دن حجامت وغیرہ کرا لے تو قربانی کی فضیلت سے محروم نہ رہے گا جیسے کہ سابقہ روایت عبد اللہ بن عمرو بن العاص میں گزرا ہے۔

(المعجم ۳، ۴) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا (التحفة ۴)

باب: ۳، ۴- کس قسم کا جانور قربانی کے لیے مستحب ہے؟

۲۷۹۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيَّوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي

۲۷۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، ایک مینڈھا لایا جائے جو سینگوں والا ہو پاؤں کالے ہوں آنکھیں کالی ہوں سینہ اور پیٹ بھی کالا ہو چنانچہ وہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے قربان کیا۔ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! جھری لاؤ۔“

۲۷۹۲- تخریج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرة... الخ، ح: ۱۹۶۷ من حديث ابن وهب به.

قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، فَأَتَيْتُ بِهِ فَضَحَى بِهِ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! هَلُمِّي الْمُذْيَةَ»، ثُمَّ قَالَ: «اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ» فَفَعَلْتُ، فَأَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ، فَأَضْجَعُهُ فَذَبَحَهُ، وَقَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ»، ثُمَّ ضَحَى بِهِ ﷺ.

پھر فرمایا: ”اے پھر پر تیز کرو۔“ میں نے ایسے ہی کیا پھر آپ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑا اے لٹایا اور ذبح کیا اور دعا کی: [بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ] ”اے اللہ محمد آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔“ پھر اے قربان (ذبح) کر دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قربانی کا جانور صحت مند اور خوش نظر ہونا چاہیے مذکورہ بالا صفات پائی جائیں تو بہت ہی عمدہ ہے۔ ② چھری خوب تیز ہونی چاہیے۔ ③ امت محمد کی طرف سے قربانی آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے قربانی کرنی چاہیے یا اس کی طرف سے جس نے اسے وصیت کی ہو۔ ④ اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی تو اس میں وہ لوگ بھی تھے جو وفات پا چکے تھے اور ایک کثیر تعداد وہ تھی جو آپ کی رحلت کے بعد پیدا ہوئی۔ لیکن اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ امت کی طرف سے قربانی کرنا نبی ﷺ کی خصوصیت تھی جس پر دوسروں کے لیے عمل کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ اس سے قبل (حدیث: ۲۷۹۱ کے فوائد میں) وضاحت کی گئی ہے۔

۲۷۹۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا [وَهَيْبٌ] عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَحَرَ نَحْرَ سَبْعَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا وَضَحَى بِالْمَدِينَةِ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ.

۲۷۹۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سات اونٹیاں اپنے ہاتھ سے کھڑی حالت میں نحر کیں۔ اور مدینہ منورہ میں آپ نے دو مینڈھے قربانی کیے جو سینگوں والے اور چستکبرے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی معیشت بقدر گزران اور قناعت کی تھی جو کچھ بھی ہوتا بالعموم صدقہ کر دیا کرتے تھے مگر اس کے باوجود آپ قربانی کا اہتمام کرتے اور اسی طرح جہاد کے لیے بھی اسلحہ حاضر رکھا کرتے تھے۔ ② قربانی کے موقع پر روپیہ پیسہ صدقہ کرنے کے بجائے جانور قربان کرنا ہی مشروع و مطلوب ہے جانور کی قیمت صدقہ کرنا قربانی کا بدل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ③ اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے۔ یعنی حلق کے آخر میں ہنسی کی ہڈی کے ساتھ نرم

۲۷۹۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب من نحر هديه بيده، ح: ۱۷۱۲ من حديث وهيب به، وانظر، ح: ۱۷۹۶.

حصے میں چھرا گھونپا جاتا ہے۔ اونٹ کو ذبح کرنے کا قرآن و سنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے کھڑا کر کے ذبح کیا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَآفَ﴾ (الحج: ۳۶) ”اور قربانی کے اونٹ بھی جنہیں ہم نے تمہارے لیے اللہ کے شعائر بنایا ہے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے لہذا (نحر کے وقت) جب وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں تو تم ان پر اللہ کا نام لو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ”صَوَآفَ“ کی تفسیر میں فرماتے کہ اس کے معنی [قیاماً] کے ہیں یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں اونٹ کو نحر کیا جائے۔ (صحیح البخاری، الحج، باب نحر البدن قائمة) علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح نحر کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اونٹ کو اسی حالت میں نحر کرتے تھے کہ اس کا پایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔ (سنن ابی داؤد، المناسک، باب کیف تنحر البدن، حدیث: ۱۷۶۷) حضرت زیاد بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لائے جس نے ذبح کرنے کے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اسے کھڑا کر کے باندھ لو یہی حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے۔“ (صحیح البخاری، الحج، باب نحر الابل مفيدة، حدیث: ۱۷۱۳) اونٹ کے علاوہ دیگر جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے یعنی ان کا حلق اور ساتھ کی رگیں کاٹی جاتی ہیں۔



۲۷۹۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَفْرَئِينَ أَمْلَحَيْنِ يَذْبَحُ وَيُكَبِّرُ وَيُسَمِّي وَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَتِهَا . ۲۷۹۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو مینڈھے ذبح کیے جو سینگوں والے اور چتکبرے تھے۔ ذبح کرتے ہوئے آپ نے تکبیر پڑھی اور بسم اللہ کہا (بسم اللہ واللہ اکبر) اور اپنا پاؤں ان کی گردن پر رکھا۔

۲۷۹۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي ۲۷۹۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی کے دن دو مینڈھے ذبح کیے جو سینگوں والے چتکبرے اور خُصی تھے۔ جب آپ نے ۲۷۹۴- تخريج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب السؤال بأسماء الله تعالى والاستعاذة بها، ح: ۷۳۹۹ من حديث هشام الدستواني به .

۲۷۹۵- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب أضاحي رسول الله ﷺ، ح: ۳۱۲۱ من حديث محمد ابن إسحاق به، وصرح بالسمع * يزيد بن أبي حبيب رواه عن خالد بن أبي عمران عن أبي عبيد بن جراح، ح: ۳۷۵، ح: ۱۵۰۸۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۹۹، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۱۵۲۱ وغيره .

قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام ومسائل

انہیں قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی: «إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّينِ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ» إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّهِ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ [میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے میں ملت ابراہیم پر ہوں اور یک سو ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں بلاشبہ میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں اے اللہ! یہ (قربانی) تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے اے محمد اور اس کی امت کی طرف سے قبول فرما اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔“ پھر آپ نے اسے ذبح کر دیا۔

حَبِيبٌ، عَنْ أَبِي عِيَّاشٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَفْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَّعَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: «إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّينِ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّهِ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ»، ثُمَّ ذَبَحَ.

۲۷۹۶- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسا مینڈھا قربانی کیا کرتے تھے جو سینگوں والا اور نر (غیر خسی) ہوتا جو سیاہی میں دیکھتا (آنکھیں سیاہ ہوتیں) سیاہی میں کھاتا (منہ کالا ہوتا) اور سیاہی میں چلتا تھا (پاؤں بھی کالے ہوتے)۔

۲۷۹۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْصُ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشٍ أَفْرَنٍ فَحِيلَ يَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ.

۲۷۹۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في ما يستحب من الأضاحي، ح: ۱۴۹۶، والنسائي، ح: ۴۳۹۵، وابن ماجه، ح: ۳۱۲۸ من حديث حفص بن غياث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وله شاهد عند مسلم، ح: ۱۹۶۷.

قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

فائدہ: نبی ﷺ نے خُصی اور غیر خُصی دونوں طرح کے جانوروں کی قربانی کی ہے اس لیے قربانی میں دونوں قسم کے جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں۔

(المعجم ۴، ۵) - باب مَا يَجُوزُ فِي الضَّحَايَا مِنَ السِّنِّ (التحفة ۵)
باب: ۵۴- قربانی کے لیے کس عمر کا جانور جائز ہے؟

۲۷۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ
الْحَرَّانِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ
يَعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذْعَةً مِنَ الضَّأْنِ».

۲۷۹۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف دو دانٹا جانور ہی ذبح کرو سوائے اس کے کہ تمہارے لیے بہت مشکل ہو جائے تو بھیڑ کا جذع ذبح کر سکتے ہو۔“

فوائد و مسائل: مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے امت کو مسنہ دو دانٹا جانور بطور قربانی ذبح کرنے کا حکم دیا اور وقت اور دشواری کی صورت میں جذع قربانی کرنے کی رخصت عنایت فرمائی۔ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں بھی جبکہ [مسنہ] دو دانٹا جانور ملنا مشکل اور دشوار نہ ہو تو جذع بطور قربانی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھیڑ کا جذع قربانی کیا۔ (سنن النسائي، الضحایا، باب المسنة والجذعة، حدیث: ۳۳۸۷) اور سنن ابی داؤد میں عامر بن کلیب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام مجاشع تھا قربانی کے لیے بکریاں تقسیم کی گئیں تو کم ہو گئیں پس انھوں نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے بلاشبہ جذع (ایک سالہ) ٹہنی (دو دانٹے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، الضحایا، باب ما يجوز في الضحایا من السن، حدیث: ۲۷۹۹) اور اسی طرح حضرت ام بلال رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھیڑ کے جذع کی قربانی کرو اس لیے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔“ (مسند احمد: ۳۶۸/۲)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں بھی بھیڑ کا جذع قربانی کیا جاسکتا ہے البتہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی رو سے مسنہ (دو دانٹا) جانور قربانی کرنا افضل ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت فتح الباری میں فرماتے ہیں: امام نووی رحمہ اللہ نے جمہور علماء سے نقل کیا کہ انھوں نے اس حدیث کو افضلیت پر محمول کیا ہے۔ (فتح الباری: ۲۰/۱۰)

۲۷۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ۱۹۶۳ من حديث زهير بن معاوية به، وجاء تصريح سماع أبي الزبير في صحيح أبي عوانة: ۲۲۸/۵.

[جذع] یہ صرف بھیڑ (دنبہ چھترا) میں جائز ہے دیگر جانوروں کے بچوں کو اس عمر میں قربانی کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے چند ایک صحابہ کو مجبوری کی صورت میں رخصت اور اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ یہ ارشاد فرمایا: تیرے بعد کسی اور کے لیے ایسا کرنا درست نہیں۔“ (صحیح البخاری، الاضاحی، حدیث: ۵۵۵۶) اور یہ بھی احتمال ہے کہ شروع میں دونوں قسم کا جذع جائز ہو بعد میں بکری کے جذع کی قربانی کرنے سے منع کر دیا ہو۔ بھیڑ (دنبہ چھترا) کا جذع بطور قربانی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہے۔ لیکن اس کی عمر کتنی ہو اس کی بابت اختلاف ہے، بعض نے ایک سال مدت بتلائی ہے، بعض نے چھ ماہ، بعض نے سات ماہ۔ امام نووی اس کی بابت فرماتے ہیں: ”جذع کی عمر کے بارے میں سب سے راجح قول یہ ہے کہ اس کی عمر مکمل ایک سال ہو۔“ (کتاب المجموع: ۳۶۵/۸) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت یوں فرماتے ہیں: جمہور کے قول کے مطابق بھیڑ (دنبہ چھترا) کا جذع وہ ہے جس کی عمر کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو۔ (فتح الباری: ۲۱۱/۱۰) لہذا جو حضرات بھیڑ (دنبہ چھترا) کی قربانی کرنا چاہتے ہوں وہ اس بات کو ضرور مد نظر رکھیں کہ اس کی عمر کم از کم ایک سال ہو۔

۲۷۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طُعْمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَأَعْطَانِي عَثُودًا جَذْعًا، قَالَ: فَرَجَعْتُ بِهِ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ جَذْعٌ، فَقَالَ: «ضَحَّ بِهِ»، فَضَحَّيْتُ بِهِ.

۲۷۹۸- حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانیاں تقسیم فرمائیں تو مجھے بکری کا ایک بچہ عنایت فرمایا جو جذع تھا۔ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یہ تو جذع ہے آپ نے فرمایا: ”اسے ہی قربان کر دو۔“ چنانچہ میں نے اس کی قربانی کر دی۔

۲۷۹۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ

۲۷۹۹- جناب عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام مجاشع تھا جو کہ قبیلہ بنی سلیم میں سے تھے۔

۲۷۹۸- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱۹۴/۵ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۴۹، وللحديث شواهد.

۲۷۹۹- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب ما يجزئ من الأضاحي، ح: ۳۱۴۰ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم: ۲۲۶/۴، الثوري لم يفرد به، وللحديث شواهد كثيرة عند النسائي، ح: ۴۳۸۸ وغيره.

... قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام ومسائل

(قربانی کے لیے) بکریاں (تقسیم کی گئیں تو) کم ہو گئیں۔ پس انہوں نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”بلاشبہ جذع (ایک سالہ) ثنیّ (دو دانے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔“

رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ: مُجَاشِعٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، فَعَزَّتِ الْغَنَمُ، فَأَمَرَ مُتَادِيًا فَنَادَى أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ الْجَذَعَ يُؤْفِي مِمَّا يُؤْفِي مِنْهُ الثَّنِيّ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُجَاشِعُ بْنُ مَسْعُودٍ. امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: اس (صحابی) کا نام مجاشع بن مسعود رحمہ اللہ ہے۔

🌞 فائدہ: صحیح احادیث کے مطابق ایک سالہ بکری (جذع) کا جواز غالباً تین صحابہ کیلئے ثابت ہوا ہے۔ ایک حضرت ابو بردہ بن نیار رحمہ اللہ جن کا بیان درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے اور دوسرے مذکورہ بالا حضرت زید بن خالد جعفی رحمہ اللہ اور تیسرے حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ۔

۲۸۰۰- حضرت براء (بن عازب) رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے روز نماز کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: ”جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ گوشت کی بکری ہے۔“ ابو بردہ بن نیار رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور بولے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے نماز کے لیے آنے سے پہلے ہی قربانی کر دی! میں نے سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے جلدی کی خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو گوشت کی بکری ہوئی۔“ پھر اس نے کہا: میرے پاس بکری کا بچہ ہے جو جذع ہے اور یہ گوشت کی دو بکریوں سے بھی بڑھ کر ہے تو کیا یہ میری طرف سے

۲۸۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ! لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أُخْرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلِ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي عَنَاقًا جَذَعَةً وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتِي لَحْمٍ، فَهَلْ



قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ لیکن تیرے بعد کسی کے لیے ہرگز کافی نہیں ہوگی۔“

تُجْزِيءٌ عَنِّي، قَالَ: «نَعَمْ وَلَكِنْ تُجْزِيءٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

۲۸۰۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ میرے ماموں نے جن کا نام ابو بردہ تھا نماز سے پہلے ہی قربانی کر ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تیری بکری تو گوشت کی بکری ہوئی۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس گھر کی پٹی ہوئی ایک جذع بکری ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے ذبح کر دو لیکن تیرے سوا کسی اور کے لیے درست نہیں ہوگی۔“

۲۸۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: ضَحَّى خَالٌ لِي - يُقَالُ لَهُ: أَبُو بُرْدَةَ - قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَأْنُكَ شَاةٌ لَحْمٌ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ عِنْدِي [دَاجِنًا] جَذْعَةً مِنَ الْمَغَزِ، فَقَالَ: «ادْبَحْهَا وَلَا تَصْلُحْ لِغَيْرِكَ».

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث: ۲۷۹۸ اور ۲۷۹۹ کو اسی پر محمول کرنا رائج ہے کہ بھیڑ کا ایک سالہ جانور جو دودا نسا نہ ہو جائز ہے، مگر بکری کی قسم سے جائز نہیں۔ جیسا کہ تفصیل میں گزر چکا ہے دیکھیے فوائد و مسائل حدیث: ۲۷۹۷-۲۷۹۸

باب: ۶۵- قربانی میں عیب دار جانوروں کا بیان

(المعجم ۶، ۵) - باب مَا يَكْرَهُ مِنْ الضَّحَايَا (التحفة ۶)

۲۸۰۲- جناب عبید بن فیروز کہتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ قربانی میں کونسا جانور جائز نہیں؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے..... اور میری انگلیاں اور پورے آپ کی انگلیوں اور پوروں سے بہت بیچ ہیں..... آپ ﷺ نے (چار انگلیوں کے اشارہ سے) فرمایا: ”چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں ہیں“

۲۸۰۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ السَّمْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَا لَا يَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِهِ، وَأَنَا مِلِّي

۲۸۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأضاحي، باب قول النبي ﷺ لأبي بردة... الخ، ح: ۵۵۵۶ عن مسدد، ومسلم، انظر الحديث السابق: ۲۸۰۰ من حديث خالد بن عبد الله به.

۲۸۰۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما لا يجوز من الأضاحي، ح: ۱۴۹۷، والنسائي، ح: ۴۳۷۴، وابن ماجه، ح: ۳۱۴۴ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وضمحه ابن خزيمة، ح: ۲۹۱۲، وابن حبان، ح: ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، وابن الجارود، ح: ۴۸۱، ۹۰۷، والحاكم، ح: ۱/۴۶۷، ۴۶۸، ووافقه الذهبي.

قربانی کے جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

کانا جس کا کان پن ظاہر ہو، بیمار جس کی بیماری واضح ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور انتہائی کمزور کہ اس کی ہڈی میں گودانہ ہو۔“ میں (عبید بن فیروز) نے کہا: مجھے ایسا جانور بھی ناپسند ہے جس کے دانت میں عیب ہو، حضرت براء نے کہا: جو تمہیں ناپسند ہو تو اسے چھوڑ دو مگر دوسروں کے لیے حرام نہ ٹھہراؤ۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: [لَا تُنْقِي] کے معنی ہیں جس (کی ہڈیوں) میں گودانہ ہو۔ (بالکل لاغر ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو۔)

أَفْصَرُ مِنْ أَنَامِلِهِ - فقال: «أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَصَاغِي: الْعَوْرَاءُ بَيْنَ عَوْرَتَيْهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيْنَ مَرَضَتَيْهَا، وَالْعَرَجَاءُ بَيْنَ ضَلْعَيْهَا، وَالْكَسِيرُ الَّذِي لَا تُنْقِي». قال: قُلْتُ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ فقال: مَا كَرِهْتَ فَدَعَهُ وَلَا تَحَرِّمْهُ عَلَى أَحَدٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ لَهَا مُخٌّ.

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا عیوب والے جانور یا جو اس سے بڑھ کر ہوں، قربانی میں قطعاً جائز نہیں۔ اور بقول علامہ خطاب رحمہ اللہ معمولی عیب قابل برداشت ہے کیونکہ حدیث میں واضح عیب کی ممانعت کا ذکر ہے

۲۸۰۳- یزید ذومصر بیان کرتے ہیں کہ میں عتبہ بن عبد سلمیٰ کے پاس آیا اور (اس سے) کہا: اے ابوالولید! میں قربانی لینے کے لیے نکلا ہوں مگر کوئی جانور پسند نہیں آیا سوائے ایک کے کہ اس کے دانت گر گئے ہیں۔ مگر وہ بھی مجھے پسند نہیں ہے تو آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ تم نے مجھے کیوں نہیں لادیا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! تمہاری طرف سے جائز ہوگا تو کیا میری طرف سے جائز نہ ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں (اس لیے کہ) تم شک کرتے ہو اور مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان جانوروں سے منع کیا ہے جو مُصْفَرَّةٌ، مُسْتَأْصَلَةٌ، بِخَقَاءٍ، مُشَيِّعَةٌ یا

۲۸۰۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ بْنِ بَرٍّ: حَدَّثَنَا عِيسَى، الْمَعْنَى عَنْ ثَوْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حُمَيْدٍ الرَّعَيْنِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ ذُو مِصْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ عُتْبَةَ بْنَ عَبْدِ السَّلَمِيِّ فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْوَلِيدِ! إِنِّي خَرَجْتُ أَلْتَمِسُ الضَّحَايَا فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا يُعْجِبُنِي غَيْرَ ثَرَمَاءَ فَكَرِهْتُهَا فَمَا تَقُولُ؟ فَقَالَ: أَفَلَا جِئْتَنِي بِهَا. قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! تَجُوزُ عَنْكَ وَلَا تَجُوزُ عَنِّي؟ قَالَ: نَعَمْ إِنَّكَ تَشْكُ وَلَا أَشْكُ، إِنَّمَا نَهَى

۲۸۰۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۸۵/۴ عن علي بن بحر به * أبو حميد الرعيني مجهول (تقريب)، ويزيد لم يوثقه غير ابن حبان.



کسراء ہوں۔ ”مُضْفَرَةٌ“ وہ ہے جس کا کان جڑ سے کٹ گیا ہو کہ اس کا سوراخ نظر آنے لگے مُسْتَأْصَلَةٌ: وہ ہے جس کا سینگ جڑ سے نکل گیا ہو بُخْعَاء: وہ ہے جس کی مینائی جاتی رہے مگر آنکھ قائم ہو مُشِيعَةٌ: وہ ہے جو ناتوانی و کمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ساتھ نہ چل سکے اور کسراء: وہ ہے جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُضْفَرَةِ وَالْمُسْتَأْصَلَةِ وَالْبُخْعَاءِ وَالْمُشِيعَةِ وَالْكَسْرَاءِ، قَالَ الْمُضْفَرَةُ الَّتِي تُسْتَأْصَلُ أُذُنُهَا حَتَّى يَبْدُوَ سِمَاخُهَا وَالْمُسْتَأْصَلَةُ الَّتِي اسْتَوْصِلَ قَرْنُهَا مِنْ أَصْلِهِ، وَالْبُخْعَاءُ الَّتِي تَبْحَقُ عَيْنُهَا، وَالْمُشِيعَةُ الَّتِي لَا تَتَّبِعُ الْغَنَمَ عَجْفًا وَضَعْفًا، وَالْكَسْرَاءُ الْكَسِيرَةُ.

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ واضح قسم کے عیوب اور نقائص قربانی کے جانوروں میں نہیں ہونے چاہئیں۔

۲۸۰۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانوروں کی) آنکھیں اور کان غور سے دیکھ لیا کریں اور کوئی ایسی قربانی نہ کریں جو کانی ہو یا اس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہو یا کان چیرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو۔ زہیر کہتے ہیں: میں نے ابو اخطی سے پوچھا: کیا عَضْبَاء (سینگ ٹوٹی) کا بھی ذکر کیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: مُقَابِلَةٌ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: جس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا ہو۔ میں نے کہا: مدابره کیا ہے؟ کہا: جس کا کان پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو۔ میں نے پوچھا کہ شُرَقَاء کسے کہتے ہیں؟ کہا: جس کا کان چیرا ہوا ہو۔ میں نے کہا خَرَقَاء کسے کہتے ہیں؟ کہا کہ جس کے کان میں علامت کے طور پر سوراخ

۲۸۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ نَعْمَانَ - وَكَانَ رَجُلَ صِدْقٍ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَلَا نَضْحِي بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابِلَةَ وَلَا مُدَابِرَةَ وَلَا خَرَقَاءَ وَلَا شُرَقَاءَ. قَالَ زُهَيْرٌ: فَقُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ: أَذَكَرَ عَضْبَاءَ؟ قَالَ: لَا قُلْتُ: فَمَا الْمُقَابِلَةُ؟ قَالَ: يُقْطَعُ طَرَفُ الْأُذُنِ، فَقُلْتُ: فَمَا الْمُدَابِرَةُ؟ قَالَ: يُقْطَعُ مِنْ مُؤَخَّرِ الْأُذُنِ. قُلْتُ: فَمَا الشُّرَقَاءُ؟ قَالَ: تُشَقُّ الْأُذُنُ. قُلْتُ: فَمَا الْخَرَقَاءُ؟ قَالَ: تُخَرَّقُ أُذُنُهَا لِلْسَمَةِ.

۲۸۰۴- [تخریج: حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما يكره من الأضاحي، ح: ۱۴۹۸، والنسائي، ح: ۴۳۷۷-۴۳۸۰، وابن ماجه، ح: ۳۱۴۲ من حديث أبي إسحاق به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ۲۲۴/۴، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق سمعه من ابن أشوع (وهو ثقة) عن شريح به في رواية قيس بن الربيع (وهو ضعيف) عند الحاكم، وللحديث شاهد حسن عند الترمذي، ح: ۱۵۰۳.

گائے اور اونٹ کی قربانی میں شراکت سے متعلق احکام و مسائل

کر دیا گیا ہو۔

🌞 فائدہ: اس حدیث سے واضح ہے کہ قربانی کے جانور کے کان اور آنکھ وغیرہ کو بغور دیکھ لینا چاہیے۔

۲۸۰۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدُّسْتَوَائِيُّ وَيُقَالُ لَهُ: هِشَامُ بْنُ سَنَبَرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جُرَيْجِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُضْحَى بِعَضْبَاءِ الْأُذُنِ وَالْقَرْنِ.

۲۸۰۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایسی قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا کان یا سینک جڑ سے کٹ گیا ہو یا ٹوٹ گیا ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جُرَيْجٌ سَدُّوسِيٌّ بَصْرِيٌّ لَمْ يُحَدِّثْ عَنْهُ إِلَّا قَتَادَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جُرَیج بن کلبی سدوسی بصری ہے، بصرہ کا رہنے والا ہے اس سے قتادہ کے سوا اور کسی نے حدیث نہیں لی۔

🌞 فائدہ: عَضْبَاءُ یا عَضْبُ کے ایک معنی یہی ہیں کہ سینک کا اندرونی حصہ ٹوٹ گیا ہو۔ اور دوسرے معنی وہ ہیں جو روج ذیل روایت میں ہیں یعنی آدھا سینک ٹوٹا ہوا ہو یا زیادہ۔

۲۸۰۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ، يَعْني لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: مَا الْأَعْضْبُ؟ قَالَ: النَّصْفُ فَمَا فَوْقَهُ.

۲۸۰۶- جناب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اَعْضْبُ کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ایسا جانور جس کا سینک آدھا یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔

(المعجم ۶، ۷) - باب الْبَقَرِ وَالْجُزُورِ عَنْ كَمْ تُجْزَى؟ (التحفة ۷)

باب: ۶، ۷- گائے اور اونٹ کتنے افراد سے کفایت کرتے ہیں؟

۲۸۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ [بْنُ مُحَمَّدٍ] بَن

۲۸۰۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۸۰۵- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن والأذن، ح: ۱۵۰۴، والنسائي، ح: ۴۳۸۲، وابن ماجه، ح: ۳۱۴۵ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه شعبة عن قتادة به * جري بن كليب حسن الحديث.

۲۸۰۶- تخریج: [إسناده صحيح] رواه شعبة عن قتادة به (النسائي، ح: ۴۳۸۲).

۲۸۰۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي... الخ، ح: ۱۳۱۸/۳۵۵ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۰۴.

گائے اور اونٹ کی قربانی میں شراکت سے متعلق احکام و مسائل
ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (حج) تمتع کرتے
تھے سات افراد کی طرف سے ایک گائے ذبح کرتے تھے
اور ہم سب اس میں شریک ہو جاتے تھے۔

حَبْلُ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ نَذْبَحُ الْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْرِكُ فِيهَا.

۲۸۰۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”گائے سات افراد کی طرف
سے ہے اور اونٹ بھی سات افراد کی طرف سے ہے۔“

۲۸۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ،
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:
«الْبَقْرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ».

۲۸۰۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ
ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حدیبیہ میں اونٹ
سات افراد کی طرف سے نحر کیا اور گائے سات افراد کی
طرف سے ذبح کی۔

۲۸۰۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
أَنَّهُ قَالَ: نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَّةِ
الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گائے، بیل، اونٹ اور اونٹنی کی قربانی رسول اللہ ﷺ اور
صحابہ سے ثابت ہے تو ان کا گوشت بھی حلال اور طیب ہے۔ لہذا ان جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے۔ ② اونٹنی
اور گائے کا دودھ بھی طیب اور حلال ہے اس لیے ان جانوروں کا دودھ پینا بھی درست ہے۔ ③ مذکور احادیث میں
قربانی کے موقع پر گائے اور اونٹ میں سات سات افراد کے شریک ہونے کا ذکر ہے جبکہ جامع الترمذی اور سنن ابن
ماجہ کی روایات میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس افراد شریک ہونے کا ذکر موجود ہے۔ لیکن دونوں قسم کی
روایات میں باہم کوئی تعارض نہیں کیونکہ اونٹ میں دس افراد کی شرکت کا واقعہ قربانی کے موقع کا ہے جبکہ سات افراد
کی شرکت کا تعلق حج و عمرہ سے ہے۔ بتا بریں حج و عمرہ میں گائے اور اونٹ میں صرف سات سات افراد ہی شریک
ہوں گے جبکہ عام قربانی میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں یہ فرق احادیث سے ثابت
ہے۔ بعض لوگ عقیدوں کے حصے بنا کر ایک گائے میں کئی کئی عقیقہ کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ طریقہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں
ہے۔ علاوہ ازیں ایسا کرنا نص کے بھی خلاف ہے۔

۲۸۰۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٤٢٧/٦، ح: ٥٩١٣ من حديث موسى بن
إسماعيل به، وقال: "لم يرو هذا الحديث عن قيس بن سعد إلا حماد بن سلمة"، وانظر الحديث السابق.
۲۸۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي... الخ، ح: ١٣١٨/٣٥٠ من حديث
مالك بن أنس به، وهو في الموطأ (يحيى): ٤٨٦/٢.

امام کی قربانی اور قربانی کے گوشت سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۸۷- ایک جماعت کی طرف سے

ایک بکری قربانی کرنا

(المعجم ۸، ۷) - بَابُ: فِي الشَّاةِ

يُضَحِّي بِهَا عَنْ جَمَاعَةٍ (التحفة ۸)

۲۸۱۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ میں ایک عید الاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید گاہ میں حاضر تھا۔ جب آپ ﷺ نے اپنا خطبہ مکمل کر لیا اور منبر سے اترے تو آپ کو ایک مینڈھا پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور یہ دعا پڑھی: [بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحَّ مِنْ أُمَّتِي] ”اللہ کے نام سے“ اور اللہ سب سے بڑا ہے یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جو قربانی نہیں کر سکے۔“

۲۸۱۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَحْيَى الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْأَضْحَى فِي الْمُصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ مِنْ مَنْبَرِهِ وَأَتَى بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ وَقَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحَّ مِنْ أُمَّتِي».



فوائد و مسائل: ① ایک بکری کا اپنے گھر کے تمام افراد کی طرف سے کفایت کرنا تو بالکل صحیح بات ہے، مگر لوگوں کی

ایک جماعت کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا صرف رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ ② عید گاہ میں بعض اوقات منبر استعمال کر لیا جائے تو جائز ہے۔ جیسے کہ اس حدیث میں بیان ہے۔ علاوہ ازیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ ”نبی ﷺ جب خطبے سے فارغ ہوئے تو نیچے اترے اور عورتوں کی طرف تشریف لے گئے۔“ (صحیح البخاری، العیدین، حدیث: ۹۶۱، وصحیح مسلم، العیدین، حدیث: ۸۸۳)

باب: ۹۸- امام عید گاہ ہی میں قربانی کرے

(المعجم ۹، ۸) - بَابُ الْإِمَامِ يَذْبَحُ

بِالْمُصَلَّى (التحفة ۹)

۲۸۱۱- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

نبی ﷺ اپنی قربانی عید گاہ ہی میں ذبح کیا کرتے تھے اور

۲۸۱۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ

أَبَا أُسَامَةَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أُسَامَةَ، عَنْ نَافِعٍ،

۲۸۱۰- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما يقول إذا ذبح، ح: ۱۵۲۱ عن قتيبة به * المطلب بن عبد الله صرح بالسماع عند الطحاوي في معاني الآثار: ۱۷۷/۴، وللحديث شواهد عند الحاکم: ۲۲۹/۴، وغيره، وعمرو هو ابن أبي عمرو.

۲۸۱۱- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب الذبح بالمصلی، ح: ۳۱۶۱ من حديث أسامة زید به، وسنده حسن، وأصله عند البخاري، ح: ۹۸۲ من حديث نافع به.

عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَذْبَحُ حَضْرَتِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللہُ عَنْہُمَا کا بھی یہی عمل تھا۔
أَصْحِيَّتُهُ بِالْمُصَلَّى، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

☀ فائدہ: مستحب یہی ہے کہ امام بالخصوص عید گاہ میں قربانی کرے تاکہ دوسرے لوگوں کو ترغیب ہو۔

(المعجم ۱۰، ۹) - باب حَبْسِ لُحُومِ الْأَضَاحِي (التحفة ۱۰)
باب: ۹، ۱۰- قربانی کا گوشت رکھ لینا جائز ہے

۲۸۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک بار) عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہاتوں کے لوگ بہت زیادہ آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی قربانیوں میں سے تین رات کے لیے رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔“ بیان کرتی ہیں کہ پھر اس کے بعد کا موقع آیا تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! لوگ (پہلے) اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھاتے تھے ان کی چربی جمع کر لیتے تھے اور ان (کی کھالوں) سے مشکیزے بنالیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو (اب) کیا ہوا؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے قربانی کا گوشت تین رات سے زیادہ رکھنے سے منع فرمادیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں اس وجہ سے روکا تھا کہ تمہارے پاس دیہاتی لوگ بہت زیادہ آگئے تھے۔ سو تم کھاؤ صدقہ کرو اور رکھ بھی لو۔“

۲۸۱۳- حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں

۲۸۱۲- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: دَفَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ادْخِرُوا لِثَلَاثٍ وَتَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ»، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُونَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمَلُونَ مِنْهَا الْوَدَّ وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَمَا ذَاكَ» - أَوْ كَمَا قَالَ - قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَهَيْتَ عَنْ إِمْسَاكِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَةِ الَّتِي دَفَّتْ عَلَيْكُمْ، فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادْخِرُوا».

۲۸۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ

۲۸۱۲- تخریج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد الثلاث . . . الخ، ح: ۱۹۷۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۴۸۵، ۴۸۴/۲.

۲۸۱۳- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الفرع والعنبر، باب تفسير الفرع، ح: ۴۲۳۶ من حديث يزيد بن زريع، وابن ماجه، ح: ۳۱۶۰ من حديث خالد الحذاء به، وأصله عند مسلم، ح: ۱۱۴۱.

جانوروں کو ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم نے تم لوگوں کو قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے اس لیے منع کیا تھا کہ تم سب کو گوشت پہنچ جائے اور (اب) اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دے دی ہے (اور غنی کر دیا ہے) پس کھاؤ ذخیرہ کرو اور اجر کماد خبردار! یہ دن کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔“

زُرَّيْعُ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْمَلِیحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُومِهَا أَنْ تَأْكُلُوهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ فَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالسَّعَةِ، فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَأَتَجَرُّوا أَلَا وَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلِ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

☀ فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جہاں فقراء و مساکین کی کثرت ہو وہاں قربانی کا گوشت ان میں تقسیم کرنے کی بجائے ذخیرہ کر لینا صحیح نہیں ہے۔ البتہ جہاں معاملہ اس کے برعکس ہو تو وہاں اس کی کچھ گنجائش ہے۔

(المعجم ۱۰، ۱۱) - بَابُ فِي النَّهْيِ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ وَالرَّقَى بِالذَّبِيحَةِ (التحفة ۱۱)

۲۸۱۴- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ دو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کو واجب کیا ہے، سو جب تم قتل کرو تو اس میں بھی احسان کرو۔“ مسلم بن ابراہیم کے سوا کسی دوسرے راوی کے الفاظ ہیں: [فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ] ”پس اچھائی کے ساتھ قتل کرو۔ اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ چاہیے کہ ذبح کرنے والا اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے جانور کو راحت پہنچائے۔“

۲۸۱۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِیْهِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: خَصَلَتَانِ سَمِعْتُهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا»، قَالَ غَيْرُ مُسْلِمٍ: يَقُولُ: «فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُجِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرْخَ ذَبِيحَتَهُ».

☀ فوائد و مسائل: ① یہ حکم عام ہے کہ کافر یا مجرم کو بھی اذیت دے کر قتل کرنا ناجائز ہے، البتہ کچھ صورتیں مخصوص ہیں مثلاً سولی چڑھانا، قصاص لینا یا شادی شدہ زانی کو پتھر مار مار کر قتل کرنا۔ لیکن بعد از قتل نعش کا منٹلہ کرنا (اس کے اعضاء کاٹنا) جائز نہیں۔ ② قابل قتل جانوروں کو قتل کرتے ہوئے تاک کر نشانہ مارنا چاہیے، تھوڑی تھوڑی چوٹ لگا کر ان

۱۶- کتاب الضحایا مسافر کی قربانی اور اہل کتاب کے ذبیحے سے متعلق احکام و مسائل

کے تڑپے پھر کئے سے لطف اندوز ہونا حرام ہے۔ اسی طرح ذبیحہ جانوروں کے لیے چھری کو خوب تیز کیا جائے اور مطلوبہ مقام پر چھری رکھی جائے اور جانور کو اچھی طرح سے پکڑا جائے یا باندھا جائے تاکہ ذبح کرنا آسان رہے۔

۲۸۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: ۲۸۱۵- ہشام بن زید کہتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا، انہوں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان یا لڑکے ایک مرغی کو کھڑا کر کے اس پر نشانے مار رہے ہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو باندھا جائے (اور قتل کیا جائے)۔

فوائد و مسائل: ① یعنی پالتو جانوروں کو باندھ کر نشانے لے کر مارا جائے اور قتل کیا جائے یا ذبح کیا جائے، تو حرام ہے۔ البتہ کوئی جانور وحشی بن جائے اور قابو میں نہ آ رہا ہو تو دور سے نشانے لے کر ذبح کرنا جائز ہوگا جیسے کہ شکاری جانوروں میں ہوتا ہے۔ ② ذبح کرنے کی خاطر جانور کو مضبوطی سے پکڑنا یا اس کی ٹانگیں وغیرہ باندھ لینا کہ بھاگ نہ جائے اس کے ساتھ احسان ہے جو کہ مطلوب ہے۔

(المعجم ۱۱، ۱۲) - بَابُ فِي الْمَسَافِرِ يُضَحِّي (التحفة ۱۲)

باب: ۱۲/۱۱- مسافر بھی قربانی کرے

۲۸۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: ۲۸۱۶- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی پھر فرمایا: ”اے ثوبان! ہمارے لیے اس بکری کا گوشت بناؤ۔“ کہتے ہیں: پھر میں آپ کو اس سے کھلاتا رہا حتیٰ کہ ہم مدینے آ گئے۔

۲۸۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصورة والمجتمعة، ح: ۵۵۱۳ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ۱۹۵۶ من حديث شعبة به.

۲۸۱۶- تخریج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام... الخ، ح: ۱۹۷۵ من حديث معاوية بن صالح به.

مسافر کی قربانی اور اہل کتاب کے ذبیحے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے کے لیے سفر کوئی عذر نہیں ہے اور مقیم ہونا کوئی شرط نہیں۔

(المعجم ۱۲، ۱۳) - بَابُ: فِي ذَبَائِحِ
أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ۱۳)

۲۸۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ
ثَابِتِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ
حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ
عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿فَكُلُوا مِمَّا
ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ۱۱۸] ﴿وَلَا
تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾
[الأنعام: ۱۲۱] فَسَيَحُفُّ وَاسْتَشْنَى مِنْ ذَلِكَ
فَقَالَ: ﴿وَمَطْعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ
وَمَطْعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ [المائدة: ۵].

۲۸۱۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾
اگلی آیت میں ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾
وہ چیزیں مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا
گیا ہو۔“ اے منسوخ کر کے (اہل کتاب کے طعام کو
ہمارے لیے حلال کر دیا گیا اور) فرمایا: ﴿وَمَطْعَامُ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَ مَطْعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾
”جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان کا طعام تمہارے
لیے حلال ہے اور تمہارا طعام ان کے لیے حلال ہے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① ان آیات میں ”طعام“ اور ”حیزوں“ سے مراد بالخصوص حلال ذبح شدہ جانور ہی ہیں۔ ② جو
اپنی موت مرے یا ذبح کے وقت عمر نام نہ لیا جائے تو وہ مردار اور حرام ہے (مچھلی اور بڑی کا استثناء معلوم و معروف
ہے) ③ اہل کتاب جب اپنے شرعی انداز میں ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے، بخلاف بھوسوں اور ہندوؤں وغیرہ
کے لایہ کہ واضح ہو جائے کہ اہل کتاب نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہے یا ذبح ہی نہیں کیا۔ جیسے آج کل یورپ
وغیرہ میں ذبح کرنے کی بجائے مشینی جھٹکے سے جانور کو مارا جاتا ہے۔ یہ سراسر غیر شرعی طریقہ ہے جس سے جانور
مردار کے حکم میں ہو جاتا ہے جس کا کھانا جائز نہیں۔

۲۸۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ عِكْرَمَةَ،
۲۸۱۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے
فرمان: ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَهِمْ﴾

۲۸۱۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۸۲/۹ من حديث أبي داود به.

۲۸۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب التسمية عند الذبح، ح: ۳۱۷۳ من حديث
إسرائيل به، سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، وله شاهد ضعيف في المعجم الكبير للطبراني: ۲۴۱/۱۱،
ح: ۱۱۶۱۴.

فخر ومباہات کے طور پر ذبح کیے گئے جانور کے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

عن ابن عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَاكَ أَوْلِيَاءَ لَهُمْ﴾ [الأنعام: ۱۲۱]
 يَقُولُونَ: مَا ذَبَحَ اللَّهُ فَلَا تَأْكُلُوهُ، وَمَا ذَبَحْتُمْ أَنْتُمْ فَكُلُوهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ۱۲۱].
 اور ”شیطان اپنے دوستوں کو الہام کرتے ہیں۔“ (کی تفسیر)
 میں مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: جسے اللہ نے ذبح کیا (مارا)
 ہوا سے مت کھاؤ اور جسے تم خود ذبح کرو وہ کھاؤ۔ تو
 اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ ”وہ چیز مت کھاؤ جس پر اللہ کا
 نام نہ لیا گیا ہو۔“

☀ فائدہ: سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۵ میں اہل کتاب کے ذبیحہ کی رخصت دے دی گئی ہے جیسے کہ اوپر ذکر ہوا۔

۲۸۱۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
 حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتِ الْيَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلْنَا، وَلَا نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلَ اللَّهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ
 یہودی لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہم وہ تو کھا
 لیتے ہیں جو خود قتل کرتے ہیں اور جسے اللہ نے قتل کیا
 (مارا) ہوا سے نہیں کھاتے؟ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:
 ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ... الْآيَةَ﴾
 ”اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ۔“

☀ ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک اس میں صرف یہودیوں کا ذکر صحیح نہیں بلکہ مشرکوں نے یہ اعتراض کیا تھا اور مذکورہ جواب نازل ہوا۔

(المعجم ۱۳، ۱۴) - باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ مُعَاقَرَةِ الْأَعْرَابِ (التحفة ۱۴)
 باب: ۱۳، ۱۴- ایسے جانوروں کا کھانا جن کو بدوی لوگ فخر ومباہات کے طور پر ذبح کریں

☀ فائدہ: بعض عربوں میں یہ رواج تھا کہ ایک دوسرے کے مقابلے میں آکر اونٹوں کو ذبح کرنا شروع کر دیتے تھے اور ان کا یہ مقابلہ ہوتا رہتا حتیٰ کہ آخر میں ایک عاجز آجاتا اور اس مقابلے میں ان کی اپنی بڑائی، غنا اور بڑے دل والا ہونے کا اظہار ہوتا تھا۔ حالانکہ واقعاً جانور ذبح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ تو ایسے جانوروں کے گوشت سے منع فرمایا گیا ہے اگرچہ تکمیر پڑھ کر ہی ذبح کیے گئے ہوں، کیونکہ اس میں اسراف و تبذیر اور بے مقصد مال ضائع کرنا ہے۔ کچھ علماء نے اس کیفیت کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے معنی میں بھی لیا ہے کیونکہ یہ اتباع ہوئی

۲۸۱۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأنعام، ح: ۳۰۶۹ من حديث عطاء بن السائب به، وهو ممن اختلط، ولم يثبت تحديده به قبل اختلاطه ومع ذلك قال الترمذي: "حسن غريب".

۱۶- کتاب الضحایا

(خواہش نفس) کی وجہ سے ذبح کیے جاتے تھے نہ کہ اللہ کیلئے اور نہ اس کے بتائے ہوئے مشروع مقاصد کے لیے۔

۲۸۲۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ مُعَاقَرَةِ الْأَعْرَابِ.

۲۸۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب کے بدوؤں کے اس عمل سے منع فرمایا ہے جس میں وہ مقابلے بازی میں اونٹ ذبح کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: غُنْدَرُ أَوْقَفَهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غندر نے اس روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي رَيْحَانَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَطَرٍ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: (راوی حدیث) ابوریحانہ کا نام عبداللہ بن مطر ہے۔

فائدہ: اس روایت کی صحت مختلف فیہ ہے۔ لیکن اس میں جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ دوسرے دلائل کی رُو سے ممنوع ہی ہے۔

(المعجم ۱۴، ۱۵) - باب الذَّبِيحَةِ بِالْمَرْوَةِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵۱۴- پتھر سے ذبح کرنے کا مسئلہ

۲۸۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مَدَى أَفْتَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَرِنَا أَوْ

۲۸۲۱- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل ہم دشمن سے ملیں گے لیکن ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم پتھر سے یا لٹھی کے تیز پھٹے سے ذبح کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھرتی دکھا“ یا جلدی کر جو چیز بھی خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ، لیکن

۲۸۲۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۱۴، ۳۱۳/۹ من حديث أبي داود به، وأورده الضياء في المختارة: ۱۱/۱۳۱، ح: ۱۲۴ * أبوریحانہ اختلط، ولا يعلم سماع عوف منه قبل اختلاطه.

۲۸۲۱- تخریج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب التسمية على الذبيحة ومن ترك متعمداً، ح: ۵۴۹۸ من حديث سعيد بن مسروق، ومسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم... الخ، ح: ۱۹۶۸ من حديث عباد بن رفاعه به.



پتھر وغیرہ سے ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

دانت یا ناخن نہ ہو، میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشی لوگوں کی چھری ہے۔“ اور کچھ جلد باز لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے جلدی کی، انہیں کچھ غنیمتیں مل گئی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پیچھے تھے انہوں نے دیکھے آگ پر رکھ دیئے رسول اللہ ﷺ ان دیکھوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے حکم دیا اور انہیں الٹ دیا گیا اور ان میں (غنیمتیں) تقسیم کیں، تو ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر کیا۔ اور جماعت کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا، ان کے پاس گھوڑے نہیں تھے، تو ایک آدمی نے اس کو تیر مارا اور اللہ نے اس کو روک لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان جانوروں میں بھی بدک کر بھاگنے والے ہوتے ہیں جیسے کہ دیگر وحشی (جنگلی جانور) تو جو ان میں سے اس طرح سے کرے اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔“

اعْجَلْ، مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلُوا، مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ أَوْ ظَفَرٌ وَسَأَحَدْتُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظَّفَرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ، وَتَقَدَّمَ بِهِ سَرْعَانِ مِنَ النَّاسِ فَتَعَجَّلُوا فَأَصَابُوا مِنَ الْغَنَائِمِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ النَّاسِ فَصَبُّوا قُدُورًا، فَمَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْقُدُورِ فَأَمَرَ بِهَا فَأَكْفَفْتُ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِبَاهِهِ، وَنَذَّ بَعِيرٌ مِنْ إِبِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ حَيْلٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ وَمَا فَعَلَ مِنْهَا هَذَا فَافْعَلُوا بِهِ مِثْلَ هَذَا».

فوائد و مسائل: ① بوقت ضرورت تیز دھاری دار پتھر اور لکڑی کے تیز چھلکے یا پھٹے وغیرہ سے ذبح کرنا جائز ہے مگر دانت ہڈی اور ناخن سے ذبح کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں کفار کی مشابہت ہے۔ ② ذبح کرتے وقت بگیر پڑھنا اور خون نکلنا لازمی ہے۔ ③ جو جانور وحشی بن جائے اور قابو میں نہ آ رہا ہو تو اسے شکار کی مانند نشانہ مار کر ذبح کرنا یا زخمی کرنا حتیٰ کہ قابو میں آجائے جائز ہے۔ جب وہ زخمی ہو کر گر جائے تو اس کے گلے پر چھری پھیر کر اسے ذبح کر لیا جائے۔ ④ امام کو حق حاصل ہے کہ حسب مصلحت مالی تعزیر لگائے (جرمانہ کرنا مباح ہے)۔ ⑤ اسلامی معاشرے میں عدل کا نفاذ از حد ضروری ہے بالخصوص جہاد میں اور کفار کے مقابلے میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ عمل کفار پر نصرت اور غلبے کا ایک اہم عنصر ہے۔ ⑥ اس حدیث میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دینا اس موقع پر قیمت کی بنیاد پر تھا۔ اس سے یہ استدلال کرنا کہ ایک اونٹ میں دس افراد حصہ دار ہو سکتے ہیں محل نظر ہے۔ لیکن قربانی کے موقع پر ایک اونٹ میں دس افراد کے شریک ہونے کا ذکر دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فوائد و مسائل حدیث نمبر ۲۸۱-)

۱۶- کتاب الضحایا

چتر وغیرہ سے ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۸۲۲- محمد بن صفوان یا صفوان بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دو خرگوش شکار کیے تو میں نے ان کو پتھر سے ذبح کیا۔ پھر میں نے ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے مجھے ان کے کھانے کا حکم دیا۔

۲۸۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ عَبْدَ الْوَاحِدِ ابْنَ زِيَادٍ وَحَمَّادًا الْمَعْنَى وَاحِدٌ حَدَّثَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ - أَوْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ - قَالَ: أَصَدْتُ أُرْتَبِينَ فَذَبَحْتُهُمَا بِمَرَوْءٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْهُمَا، فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهِمَا.

🌞 فائدہ: خرگوش حلال جانور ہے۔ اور جب چھری موجود نہ ہو تو تیز دھاری دار پتھر سے ذبح کرنا جائز ہے۔

۲۸۲۳- بنو حارثہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ وہ اُحد کی ایک گھاٹی میں دودھ دینے والی اونٹنی چرایا کرتا تھا۔ تو اس اونٹنی کو موت نے آیا اور اسے کوئی چیز نہ ملی جس سے وہ اسے نحر کرتا۔ پھر اس نے ایک میخ کی اور اسے اس کے کنبہ (زخرا) سینے کے پاس نحر کرنے کی جگہ میں گھونپ دیا حتیٰ کہ اس کا خون بہہ گیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کے متعلق سب کچھ بتایا، تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

۲۸۲۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَنْعُوبُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ: أَنَّهُ كَانَ يَرْعَى لِقَحْمَةً بِشُعْبٍ مِنْ شِعَابِ أُحُدٍ فَأَخَذَهَا الْمَوْتُ وَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يَنْحَرُهَا بِهِ فَأَخَذَ وَتَدَا فَوَجَأَ بِهِ فِي لَبَتِهَا حَتَّى أَهْرَبَ دَمُهَا، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا.

۲۸۲۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمائیے کہ ہم میں سے کوئی شکار کرتا ہے اور اس کے پاس چھری نہیں ہوتی تو کیا وہ اسے پتھر سے یا لکڑی کے تیز پھٹے سے ذبح کر لے؟ آپ نے فرمایا: ”خون بہاؤ جس سے بھی“

۲۸۲۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُرَيِّْ بْنِ قَطَرِيٍّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ أَحَدُنَا أَصَابَ صَيْدًا وَلَيْسَ مَعَهُ سِكِّينٌ

۲۸۲۲- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب الأرنب، ح: ۴۳۱۸، ۴۴۰۴، وابن ماجه، ح: ۳۱۷۵، ۳۲۴۴ من حديث عامر الشعبي به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۶۹، والحاكم: ۴/ ۲۳۵، ووافقه الذهبي. ۲۸۲۳- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۹/ ۲۵۰، ۲۸۱ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۵/ ۴۳۰. ۲۸۲۴- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب الصيد إذا أتنن، ح: ۴۳۰۹ من حديث سماك بن حرب به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۴/ ۲۴، ووافقه الذهبي.



۱۶- کتاب الضحایا جانوروں کو ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

أَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا؟ فَقَالَ: تَمْ جَاهُوا وَاللَّهِ كَانَامُ ذَكَرَكَرُوا۔
«أَمُرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ».

☀️ فائدہ: سابقہ احادیث کی روشنی میں دانت اور ناخن سے ذبح نہیں کیا جاسکتا، اس کے علاوہ کسی بھی تیز دھار چیز سے ذبح کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے۔

(المعجم ۱۵، ۱۶) - بَابُ: فِي ذَبِيحَةٍ باب: ۱۶: ۱۵- جو جانور کہیں گر گیا ہو تو اس کو
الْمُتَرَدِّية (التحفة ۱۶) ذبح کرنے کا طریقہ

۲۸۲۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعُشْرَاءِ،
ہیں انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول: کیا جانور کا ذبح کرنا تَبَ (زخرے) سے یا طلق ہی سے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تو اس کی ران میں بھی کوئی تیر وغیرہ مار دے تو کافی ہے۔“
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا يَصْلُحُ هَذَا إِلَّا فِي الْمُتَرَدِّيةِ وَالْمُتَوَحِّشِ.
امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صورت صرف اس جانور میں ہے جو کہیں نیچے جا گرا ہو یا وحشی بن گیا ہو۔

☀️ فائدہ: روایت سند اگرچہ ضعیف ہے تاہم اضطراری کیفیت میں جب ذبح کی مہلت نہ ملے اور کہیں سے بھی خون بہہ جائے تو وہ ذبح کے معنی میں ہوگا جیسے کہ شکار میں ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۶، ۱۷) - بَابُ: فِي الْمُبَالَغَةِ باب: ۱۶: ۱۷- ذبح خوب اچھی طرح
فِي الذَّبْحِ (التحفة ۱۷) سے کرنا چاہیے

۲۸۲۶- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو حُرَيْرَةَ الْبَاهِلِيُّ

۲۸۲۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في الزكوة في الحلق واللثة، ح: ۱۴۸۱، والنسائي، ح: ۴۴۱۳، وابن ماجه، ح: ۳۱۸۴ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: 'غريب'، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۰۷، وقال البخاري، في أبي العشراء: 'في حديثه واسمه وسماعه من أبيه نظر'، وله شاهد ضعيف عند الهيثمي في مجمع الزوائد: ۳۴/۴.

۲۸۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۸۹/۱ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۷۴، والحاكم: ۱۱۳/۴، ووافقه الذهبي * عمرو بن عبد الله ضعيف على الراجح، ضعفه الجمهور.

جانوروں کو ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

وَالْحَسَنُ بْنُ عِيسَى مَوْلَى ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ
ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ -
زَادَ ابْنُ عِيسَى: وَأَبِي هُرَيْرَةَ - قَالَ: نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَانِ.

امام ابن عیسیٰ نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا
ہے (شیطان کے ذبیحہ سے مراد یہ ہے کہ) ذبیحہ کی کھال
کاٹ دی جائے مگر رگیں نہ کاٹی جائیں اور پھر اسے یونہی
چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ مر جائے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: عمرو بن عبد اللہ کو عمرو برق
کہا جاتا ہے، مگر وہ اس کے والد کے ہاں یمن میں مہمان
ٹھہرے تھے۔ اور معمر جب اس سے روایت کرتے ہیں
تو وہ عمرو بن عبد اللہ کہتے ہیں اور جب اہل یمن روایت
کرتے ہیں تو اس کا نام ذکر نہیں کرتے۔



🌞 نوائد و مسائل: ① سند روایت ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ اسی طرح ہے کہ اس طرح کا جانور حلال نہ ہوگا۔

① حضرت شداد بن اوس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتیں یاد کیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ
تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض قرار دیا ہے۔ لہذا جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔ اور جب تم کسی جانور
کو ذبح کرو تو عمدہ طریقے سے ذبح کرو ذبح کرنے والے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام
پہنچائے۔ (صحیح مسلم) الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحديد الشفرة، حدیث:
(۱۹۵۵) علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ خود بھی ذبح کرنے سے قبل چھری کو تیز کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ حدیث کے
الفاظ ”نہی رسول اللہ ﷺ عَنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَانِ“ ”رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے ذبیحہ سے منع فرمایا ہے۔“
میں مذکور ”ذبیحہ جانور“ سے مراد ایسا جانور ہے جس کا ذبح کرتے وقت ذرا ساطق کاٹ دیا، پوری رگیں نہ کاٹیں اور وہ
تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں مشرک ایسا ہی کرتے، چونکہ شیطان نے ان کو بھڑکایا تھا اس لیے ایسے ذبیحہ کو
شیطان کا ذبیحہ فرمایا۔ اور اس کے ایک معنی ابن عیسیٰ نے بھی بیان فرمائے ہیں جو کہ حدیث میں مذکور ہیں۔

جانوروں کو ذبح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۸۱۷- پیٹ کے بچے کے ذبح کا مسئلہ

(المعجم ۱۷، ۱۸) - باب مَا جَاءَ فِي

ذَكَاءِ الْجَنِينِ (التحفة ۱۸)

۲۸۲۷- حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو کھا لو۔“ مسدود کے الفاظ میں یوں ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کوئی اونٹنی، گائے یا بکری ذبح کرتے ہیں تو اس کے پیٹ سے بچہ نکل آتا ہے کیا ہم اسے کھالیں یا پھینک دیں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو کھا لو۔ بلاشبہ اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی اس کیلئے ذبح ہے۔“

۲۸۲۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاعِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَنِينِ، فَقَالَ: «كُلُّوهُ إِنْ شِئْتُمْ»، وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَنْجِرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقْرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ فِي بَطْنِهَا الْجَنِينَ أَلْنُقِيهِ أَمْ نَأْكُلُهُ؟ قَالَ: «كُلُّوهُ إِنْ شِئْتُمْ فَإِنَّ ذَكَاءَهُ ذَكَاءُ أُمِّهِ».

۲۸۲۸- حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچے کا ذبح کرنا اس کی ماں کے ذبح کرنے میں ہے۔“

۲۸۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ رَاهُوِيَه قَالَ: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْقَدَّاحُ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «ذَكَاءُ الْجَنِينِ ذَكَاءُ أُمِّهِ».

فائدہ: اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو ذبح کرنا لازم ہوگا ورنہ وہ ماں کی طرح ذبیحہ کا حصہ ہے اور حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

۲۸۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ما جاء في زكوة الجنين، ح: ۱۴۷۶ من حديث مجالد، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۱۹۹ * مجالد تابعه يونس بن أبي إسحاق (موارد الظمان، ح: ۱۰۷۷)، وللحديث طرق أخرى.

۲۸۲۸- تخریج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۱۹۸۵ عن إسحاق بن راهويه به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۱۴/۴، ووافقه الذهبي * أبو الزبير عنعن، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

(المعجم ۱۸، ۱۹) - باب مَا جَاءَ فِي
أَكْلِ اللَّحْمِ لَا يَذَرِي أَذْكَرَ اسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ
لَا (التحفة ۱۹)

باب: ۱۸، ۱۹- جس گوشت کے متعلق معلوم نہ
ہو کہ اس کے ذبح کرنے والے نے ”بسم اللہ“
پڑھی ہے یا نہیں

۲۸۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ جو جاہلیت
سے نئے نئے نکلے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں
ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے ان جانوروں کو ذبح
کرتے ہوئے ”بسم اللہ“ پڑھی یا نہیں تو کیا ہم یہ
کھالیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ کا نام لو اور
کھاؤ۔“

۲۸۲۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ
عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى
قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَبَّانَ وَمُحَاضِرُ
الْمَعْنَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَائِشَةَ - وَلَمْ يَذْكُرَا عَنْ حَمَّادٍ وَمَالِكٍ:
عَنْ عَائِشَةَ - أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ
قَوْمًا حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ يَأْتُونَ بِلَحْمَانِ،
لَا نَذَرِي أَذْكَرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَمْ
يَذْكُرُوا، أَنَا كُلُّ مِنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
”سَمُّوا اللَّهَ وَكُلُّوا“.



🌞 فائدہ: مسلمان کے احوال بنیادی طور پر خیر اور صلاح ہی پر محمول ہوتے ہیں۔ الا یہ کہ کوئی واضح اور صریح بات
سامنے آئے۔ اس لیے محض وہم و گمان کی بناء پر کسی شے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ جانور ذبح کرتے ہوئے جان بوجھ کر
”بسم اللہ“ چھوڑ دینا جائز ہے لیکن بھول معاف ہے اور ایسی صورت میں ذبیحہ کے حلال ہونے میں کوئی شک و شبہ
نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ۱۹، ۲۰) - بَابُ فِي الْعَتِيرَةِ
(التحفة ۲۰)

باب: ۱۹، ۲۰- عمیرہ کا مسئلہ

۲۸۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

۲۸۳۰- حضرت نبی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک

۲۸۲۹- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲۳۹/۹ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري،
ح: ۲۰۵۷، ۵۵۰۷، ۷۳۹۸ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ (بهي): ۴۸۸/۲ مرسل.
۲۸۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب تفسير العتيرة، ح: ۴۲۳۴ من حديث بشر
ابن المفضل به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۱۶۷.

فخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکار کر کہا: ہم جاہلیت میں
رجب کے مہینے میں قربانی کیا کرتے تھے۔ (عمرہ) تو
آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ
کے لیے ذبح کرو جس مہینے میں بھی ہو اللہ عزوجل کے
لیے نیکی کرو اور کھلایا کرو۔“ اس آدمی نے کہا کہ ہم
جاہلیت میں فرع بھی کرتے تھے تو آپ ہمیں کیا
فرماتے ہیں؟ فرمایا: ”تمام چرنے والے جانوروں میں
ایک فرع ہے (ذبیحہ ہے) یہ نومولود بچہ جسے کہ تیرے
دوسرے جانور غذا دیتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ بوجھ اٹھانے
کے قابل ہو جائے۔“ نصر بن علی نے کہا: ”جب وہ
حاجیوں کو اٹھانے کے قابل ہو جائے تو تو اسے ذبح کر
اور اس کا گوشت صدقہ کر۔ خالد حذاء کہتے ہیں: میرا
خیال ہے کہ (استاذ ابو قلابہ نے) یوں کہا: ”مسافروں پر
صدقہ کر بلاشبہ یہ خیر کا عمل ہے۔“ خالد حذاء کہتے ہیں:
میں نے استاذ ابو قلابہ سے پوچھا کہ سائمہ (چرنے
والے) جانوروں کی تعداد کیا ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا:
ایک سو۔

نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ بَشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ،
الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَاءُ عَنْ أَبِي
قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: قَالَ نُبَيْشَةُ:
نَادَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: إِنَّا كُنَّا نَعْبُرُ
عَتِيرَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ، فَمَا
تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اذْبَحُوا لِلَّهِ فِي أَيِّ شَهْرٍ كَانَتْ
وَبَرُّوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا»، قَالَ: إِنَّا كُنَّا
نُفْرَعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ:
«فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَا شِئْتُمْ حَتَّى
إِذَا اسْتَحْمَلَتْ»، قَالَ نَصْرُ: «اسْتَحْمَلَتْ
لِلْحَجِيجِ، ذَبَحْتُهُ فَتَصَدَّقْتُ بِلَحْمِهِ»، قَالَ
خَالِدٌ: أَحْسِبُهُ قَالَ: «عَلَى ابْنِ السَّيْلِ فَإِنَّ
ذَلِكَ خَيْرٌ»، قَالَ خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ:
كَمْ السَّائِمَةُ، قَالَ: مِائَةٌ.

۲۸۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
ﷺ نے فرمایا: ”نہ فرع (واجب ہے) اور نہ عمرہ۔“

۲۸۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا فَرَعٌ
وَلَا عَتِيرَةٌ».

۲۸۳۲- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

۲۸۳۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۲۸۳۱- تخريج: أخرجه البخاري، العقيقة، باب العتيرة، ح: ۵۴۷۴، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة،
ح: ۱۹۷۶ من حديث سفیان بن عيينة به.
۲۸۳۲- تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۷۹۹۸ * سندہ ضعیف من أجل عننة
الزهري، ومعناه صحيح بالاتفاق.

”فرع“ اس بچے کو کہتے تھے جو ان کے جانوروں میں سب سے پہلے پیدا ہوتا، پھر وہ اسے ذبح کر دیتے تھے۔
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: الْفَرْعُ أَوَّلُ السَّاجِ، كَانَ يُنْتَجَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ.

۲۸۳۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ كُلِّ خَمْسِينَ شاةً شاةً.
 ۲۸۳۳- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہر پچاس بکریوں میں ایک بکری (صدقہ) ہے۔

امام ابو داؤد دہشتہ فرماتے ہیں: بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ”فرع“ سے مراد اونٹوں میں پیدا ہونے والا پہلا بچہ ہوتا تھا جسے وہ لوگ اپنے بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے گوشت کھا لیتے اور اس کا چمڑا کسی درخت پر ڈال دیتے تھے۔ اور ”عتمرہ“ اسے کہتے تھے جسے وہ رجب کے پہلے دس دنوں میں ذبح کرتے تھے۔
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ بَعْضُهُمْ: الْفَرْعُ أَوَّلُ مَا تُنْتَجَجُ الْإِبِلُ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لَطَوَاغِيَّتِهِمْ، ثُمَّ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي جِلْدَهُ عَلَى الشَّجَرِ. وَالْعَتِيرَةُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ رَجَبٍ.



🌞 نوامد و مسائل: ابتدائے اسلام میں ”فرع اور عتمرہ“ پر عمل ہوتا تھا کہ کفار غیر اللہ کے نام پر کرتے تھے اور مسلمان اللہ کے نام پر، مگر بعد میں جب قربانی کا حکم ہوا تو انہیں منسوخ کر دیا گیا، یعنی ان کا وجوب۔ ① مجموعی طور پر احادیث سے عمومی صدقہ کے طور پر ان کا استحباب باقی ہے مگر خیال رہے کہ کفار اور جاہلی لوگوں سے مشابہت نہ ہو۔ وہ لوگ غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتے ہیں جو سر اسر شرک ہے۔ کچھ لوگ خون بہانا لازمی سمجھتے اور اسے ہی تقرب کا ذریعہ جانتے ہیں تو یہ بھی کوئی ضروری نہیں۔ (نبیل الاوطار، باب ماجاء فی الفرع والعتمرہ ونسخہما: ۱۵۷/۵ مزید دیکھیے حدیث: ۲۷۸۸ کے فوائد)

(المعجم ۲۰، ۲۱) - بَابُ: فِي الْعَقِيقَةِ
 باب: ۲۱۲۰- عقیقے کے احکام و مسائل
 (التحفة ۲۱)

۲۸۳۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب العقيقة، ح: ۳۱۶۳ من حديث حماد بن سلمة، به، ورواه الترمذي، ح: ۱۵۱۳.

عقیقہ کے احکام و مسائل

۲۸۳۴- حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر (ایک جیسی) اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔“

۲۸۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْكُفَيْيَةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا کہتے تھے کہ [مُكَافَتَانِ] کے معنی ہیں کہ دونوں بکریاں برابر برابر ہوں یا قریب قریب ہوں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ قَالَ: مُكَافَتَانِ مُسْتَوِيَتَانِ أَوْ مُتَقَارِبَتَانِ.

فوائد و مسائل: ① وہ جانور جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے اسے ”عقیقہ“ کہتے ہیں۔ لغت میں اس کے معنی ہیں ”کاٹنا اور شق کرنا“ یہ لفظ بچے کے سر کے بالوں پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی مناسبت سے اس ذبیحہ کو عقیقہ کہتے ہیں۔ فقہی طور پر اس کا حکم سنت مؤکدہ کا ہے۔ ② [مُكَافَتَانِ] کا تقاضا ہے کہ دونوں جانوروں کی نوع بھی ایک ہو یعنی دونوں بکریاں ہوں یا بھیڑیں یا مینڈھے۔ یہ نہیں کہ ایک بکری ہو اور دوسری بھیڑ۔

۲۸۳۵- حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”پرندوں کو اپنے گھونسلوں میں رہنے دو۔ (انہیں اچھایا برا شگون لینے کے لیے نہ اڑاؤ) کہتی ہیں: اور میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور کوئی حرج نہیں کہ دونوں مذکر ہوں یا دونوں مؤنث۔“

۲۸۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَقْرِؤُوا الطَّيْرَ عَلَى مِكَنَاتِهَا» قَالَتْ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ، لَا يَضُرُّكُمْ أَذْكَرَانَا كُنَّ أَمْ إِنَانَا».

۲۸۳۶- حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول

۲۸۳۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۸۳۴- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، العقیقة، باب العقیقة عن الجارية، ح: ۴۲۲۱ من حدیث سفیان بن عیینة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۶۰.

۲۸۳۵- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، العقیقة، باب كم يعق عن الجارية، ح: ۴۲۲۲ من حدیث سفیان بن عیینة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۵۹، والحاكم ۴/۲۳۷، ووافقه الذهبي.

۲۸۳۶- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۳۰۱/۹ من حدیث أبي داود به.

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ،
عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرَيْزٍ قَالَتْ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ
مِثْلَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا هُوَ الْحَدِيثُ،
وَحَدِيثُ سُفْيَانَ وَهُمْ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح حدیث یہی ہے
جبکہ سفیان کی حدیث وہم ہے۔

☀ فائدہ: امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سابقہ حدیث سفیان کی سند میں عبد اللہ بن ابی یزید کے بعد
”عن ابیہ“ کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہی سند ہے جس میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ (عمون المعبود بذل الحمد)

۲۸۳۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ
النَّمِرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنَةٌ بِعَقِيْقَتِهِ،
تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ
وَيُدْمَى»، فَكَانَ قَتَادَةُ إِذَا سُئِلَ عَنِ الدَّمِ
كَيْفَ يُضْنَعُ بِهِ، قَالَ: إِذَا ذُبَحَتِ الْعَقِيْقَةُ
أَخَذْتَ مِنْهَا صُوفَةً وَاسْتَقْبَلْتَ بِهَا
أَوْدَاجَهَا، ثُمَّ تَوَضَّعَ عَلَى يَافُوخِ الصَّبِيِّ
حَتَّى يَسِيلَ عَلَى رَأْسِهِ مِثْلُ الْخَيْطِ، ثُمَّ
يُغْسَلُ رَأْسُهُ بَعْدَ وَيُحْلَقُ.

۲۸۳۷- حضرت سرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بچہ اپنے عقیدے کے ساتھ گروی
ہوتا ہے۔ (لہذا) ساتویں دن اس کی طرف سے جانور
ذبح کیا جائے سر منڈایا جائے اور اس پر خون لگایا
جائے۔“ قتادہ رحمہ اللہ سے جب یہ پوچھا جاتا کہ خون کس
طرح لگایا جائے تو کہتے: جب جانور ذبح کیا جا رہا ہو تو
اس کے چند بال لے کر اس کی (کٹنے والی) رگوں کے
آگے کر دو اور بچے کی چند پاؤں پر رکھ دیے جائیں حتیٰ کہ وہ
(تازہ تازہ خون) اس کے سر پر دھاگے کی مانند بہنے
لگے۔ پھر اس کا سر دھویا جائے اور بال مونڈ دیے جائیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا وَهُمْ مِنْ هَمَّامٍ
وَيُدْمَى.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [وَيُدْمَى] خون
لگانے والی بات ہمام کا وہم ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خُولِفَ هَمَّامٌ فِي هَذَا

۲۸۳۷- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه الترمذي، الأصباحي، باب: من العقيقة،
ح: ۱۵۲۲، والنسائي، ح: ۴۲۲۵ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" * قوله: "يدمى" شاذ،
ومعناه تذيب الشاة عنه، والله أعلم * قتادة عنن، والحديث الآتي يغني عنه.

عقیدے کے احکام و مسائل

الْكَلَامَ، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ هَمَامٍ وَإِنَّمَا خَالَفت کی گئی ہے۔ دیگر لوگ [وَيْسَمَى] روایت کرتے ہیں (بچے کا نام رکھا جائے) مگر ہمام نے اس لفظ کو [يُدْمَى] کہہ دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ يُؤْخَذُ بِهِذَا. امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ قابل عمل بھی نہیں ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحیح اور حق بات یہی ہے کہ ساتویں دن بچے کا نام رکھ دینا سنت ہے اور [يُدْمَى] (خون لگانے کا مسئلہ) صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ آنے والی حدیث میں ہے۔ ② اسی طرح بعض لوگ جو اپنے مکان کی بنیاد رکھتے ہوئے جانور کا خون بنیادوں میں گراتے ہیں یا نئی گاڑی خرید کر اس کے تاروں وغیرہ کو خون لگاتے ہیں تو یہ بھی زمانہ جاہلیت کی باتوں میں سے ہے جن کی اسلام نے نفی کی ہے۔

۲۸۳۸- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ غُلَامٍ رَهْنَةٌ بِعَقِيْقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُسَمَّى».

۲۸۳۸- حضرت سمرہ بن جندب رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بچہ اپنے عقیدہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے (لہذا) ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اس کا سرمونڈا جائے اور نام رکھا جائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَيُسَمَّى أَصَحُّ. كَذَا قَالَ سَلَامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ قَتَادَةَ. وَإِيَّاسُ بْنُ دَعْفَلٍ وَأَشْعَثُ عَنْ الْحَسَنِ قَالَ: وَيُسَمَّى، وَرَوَاهُ أَشْعَثُ عَنْ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَيُسَمَّى.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لفظ [يُسَمَّى] صحیح تر ہے۔ سلام بن ابی مطیع نے قتادہ سے اور ایاس بن دغفل اور اشعث نے بواسطہ حسن لفظ: [وَيْسَمَى] روایت کیا ہے اور اشعث نے حسن سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہی لفظ: [وَيْسَمَى] بیان کیا ہے۔

🌞 فائدہ: ”بچے کے گروی“ ہونے کا مفہوم بقول امام احمد رحمہ اللہ یہ ہے کہ بچے کا اگر عقیدہ نہ کیا جائے تو وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عقیدہ کے واجب ہونے کے مفہوم میں ہے جیسے کہ قرض وغیرہ کی صورت میں ادائیگی کیے بغیر گروی چیز واپس نہیں ہو سکتی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بچہ ”اپنے بالوں اور میل کچیل“ کے ساتھ گروی ہوتا ہے یعنی ان کا ازالہ کرنا چاہیے۔ (عمون المعبود)

۲۸۳۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب العقیقة، ح: ۳۱۶۵، والنسائی، ح: ۴۲۲۵ من حدیث سعید بن أبی عروبہ بہ، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۱۰، والحاکم، ۲۳۷/۴، ووافقه الذہبی، ورواه شعبۃ عن قتادۃ بہ عند ابن الجارود.

۲۸۳۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الصَّبِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى».

۲۸۳۹- حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کے لیے عقیقہ لازمی ہے لہذا اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کی میل کچیل دور کرو۔“

۲۸۴۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِمَاطَةُ الْأَذَى خَلْقُ الرَّأْسِ.

۲۸۴۰- جناب حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ [إِمَاطَةُ الْأَذَى] (میل کچیل دور کرنے) سے مراد بچہ کا سر مونڈنا ہے۔

۲۸۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَقَّ عَنْ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَبْشًا كَبْشًا.

۲۸۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک مینڈھاؤں کیا تھا۔

🌞 فائدہ: یہ حدیث بھی سنداً صحیح ہے جب کہ سنن نسائی (حدیث: ۴۲۳۳) میں دو دو مینڈھوں کا ذکر آیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے زیادہ صحیح (صحیح) قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ”ارواء الغلیل“ (۳۸۳-۳۷۹/۸) میں اس روایت کے تمام طرق پر بحث کر کے آخر میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ روایات دونوں ہی قسم کی ہیں۔ ایک ایک مینڈھ کی بھی اور دو دو مینڈھ کی۔ لیکن دو دو مینڈھ والی روایات دو وجہ سے راجح اور زیادہ قابل عمل ہیں۔ ایک تو اس میں ”زیادت“ ہے اور ثقہ راوی کی زیادت مقبول ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ قولی روایات میں دو جانوروں کا ذکر ہے تو یہ دوسری روایات قولی روایت کے موافق ہو جاتی ہیں۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قواعد شریعت کا اقتضاء بھی

۲۸۳۹- تخريج: أخرجه البخاري، العقيقة، باب إمطة الأذى عن الصبي في العقيقة، ح: ۵۴۷۱، ۵۴۷۲ من حديث هشام بن حسان به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۷۹۵۸.

۲۸۴۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۹۸/۹ من حديث أبي داود به * هشام بن حسان مدلس وعنن.

۲۸۴۱- تخريج: [إسناده صحيح] وصححه ابن الجارود، ح: ۹۱۲ من حديث أبي معمر به، ورواه حجاج بن حجاج عن قتادة عن عكرمة به "بكشين كبشين"، رواه النسائي، ح: ۴۲۴۴.



یہی ہے کہ لڑکے کے لیے دو جانور ذبح کیے جائیں اس لیے کہ شریعت نے کئی احکام میں مرد کو عورت پر فضیلت عطا کی ہے۔ (تحفۃ المودود ص ۹۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی)

۲۸۴۲- عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: نبی ﷺ سے عقیدہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ ذوالجلال“ ”عقوق“ کو پسند نہیں فرماتا گویا آپ نے (عقیدہ کا) نام پسند نہیں فرمایا۔ (کیونکہ عقیدہ اور عقوق کا مادہ ایک ہے) آپ نے فرمایا: ”جس کے ہاں بچے کی ولادت ہو اور وہ اس کی طرف سے صدقہ اور قربانی کرنا چاہتا ہو تو کرے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر۔ اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔“ آپ ﷺ سے ”فرع“ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”فرع بھی حق ہے اور چاہیے کہ اس (نوزائیدہ) جانور کو چھوڑ دو حتیٰ کہ جب وہ ایک سال کا یا دو سال کا خوب تنومند ہو جائے تو کسی بیوہ کو دے دو یا جہاد فی سبیل اللہ میں (سواری کے لیے) دے دو یہ بہتر ہے اس سے کہ تم اسے ذبح کر ڈالو جبکہ اس کا گوشت اس کے بالوں ہی سے لگا ہوا ہو اور اپنے برتن کو تم اوندھا کر ڈالو اور اپنی اونٹنی کو بے قرار اور بے چین کر چھوڑو۔“

فوائد و مسائل: ① نام ہمیشہ ایسے ہونے چاہئیں جن میں ظاہری اور معنوی حسن ہو۔ اور لفظ عقیدہ بھی پسندیدہ نہیں اگرچہ زبان زد عام ہے۔ اس لیے کہ اس کا مادہ عقوق ہے جس کے معنی نافرمانی کے ہیں۔ تاہم اشتراک مادہ کے باوجود بہت سے الفاظ ایک دوسرے سے مختلف معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے لفظ عقیدہ میں ایک گونہ معنوی کراہت ضرور پائی جاتی ہے اس کے باوجود اس کے استعمال سے روکا نہیں گیا ہے اس لیے اس کا استعمال بھی صحیح ہے۔ ② فرع ابتداءً اسلام میں اس پر عمل کیا جاتا تھا مگر بعد میں مستحب قرار دیا گیا جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔

۲۸۴۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العقیقة، باب: عن الغلام شاتان... الخ، ح: ۴۱۷ من

حدیث داود بن قیس بہ .

③ صدقہ دینے میں لوگوں کو کھلانے کے علاوہ اور بھی کئی بہتر انداز ہیں جو صاحب صدقہ کے لیے زیادہ اجر کا باعث ہیں۔ ④ جانوروں کے نوزائیدہ بچوں کو ذبح کرنا کسی طرح پسندیدہ نہیں اس سے ماں کو بے قراری ہوتی ہے اور دودھ بھی کم ہو جاتا ہے۔

۲۸۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وَلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدِمِهَا، فَلَمَّا جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً، وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ، وَنَلَطُخُهُ بِزَعْفَرَانٍ.

۲۸۴۳- جناب عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ دور جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی تو وہ ایک بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچے کے سر پر چڑھ دیتا تھا اور جب سے اللہ نے ہمیں اسلام کی نعمت سے نوازا ہے تو ہم ایک بکری ذبح کرتے ہیں بچے کا سر مونڈتے ہیں اور اس کے سر پر زعفران مل دیتے ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مسند بزار میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا: ”بچے کے سر پر خون کے بجائے خوشبو (زعفران) لگاؤ۔“ (مختصر زوائد مسند بزار: ۳۹۹/۱، حدیث: ۸۶۰) ② مذکورہ احادیث عقیقہ کی مشروعیت اور سنت ہونے پر واضح دلالت کرتی ہیں۔ لاریب! عقیقہ سنت مؤکدہ ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کا اپنا ذاتی عمل بھی ہے۔ عقیقہ کی احادیث کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ مثلاً عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، مسعود بن عمرو، ابن مسعود، سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، لہذا منکرین کا قول ناقابل توجہ ہے۔

شکار کے احکام و مسائل

✽ شکار کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: لغت میں شکار کو ”الصید“ کہتے ہیں اور یہ صَادَ یَصِيدُ سے مصدر ہے جس کے معنی پکڑنے اور حاصل کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں ”الصید“ کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ [أَخَذُ مَبَاحٍ أَكَلَهُ، غَيْرَ مَقْدُورٍ عَلَيْهِ مِنْ وَحْشٍ أَوْ طَيْرٍ أَوْ حَيَوَانٍ بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ بِقَصْدٍ] ”ایسے وحشی جانور یا پرندے کو ارادتا پکڑنا یا شکار کرنا جو انسانوں کی دسترس میں نہ ہوں اور جن کا کھانا حلال ہو۔“

✽ شکار کی مشروعیت: شکار کرنا حلال اور جائز ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس کی اجازت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ (المائدة: ۴) ”آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ اور جن

-- کتاب الصيد

شکار کے احکام و مسائل

شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھا رکھا ہے۔ یعنی جنھیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے تمھیں دے رکھی ہے، پس جس شکار کو وہ تمھارے لیے پکڑ کر روک رکھیں، تو تم اس سے کھاؤ۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کر لیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔“

شکار کی بابت رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَمَا صَدَّتْ بِكَ الْمُعَلَّمِ فَأَذْكَرِ اسْمَ اللَّهِ ثُمَّ كُلْ﴾ (صحیح البخاری، الذبائح والصيد، باب ماجاء فی الصيد، حدیث: ۵۴۸۸) ”اور جو تم سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرو، تو اس پر اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھاؤ۔“

* شکار کے متعلق چند ضروری آداب و احکام: ① سمندری شکار مخرم اور غیر مخرم دونوں شخص کر سکتے ہیں۔ جبکہ محرم کے لیے بڑی (خشکی کا) شکار کرنا جائز ہے۔ ② شکار کے لیے کتا چھوڑتے یا فائر کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ ③ شکار کے لیے آہ تیز دھار ہونا چاہیے جیسے تیز گولی یا نیزہ وغیرہ۔ اگر شکار چوٹ لگنے سے مر گیا تو اس کا کھانا حلال نہیں۔ ④ اگر کتے کے ذریعے سے شکار کیا جائے تو یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کے ساتھ غیر سدھائے ہوئے کتے شریک نہ ہوئے ہوں۔ ⑤ اگر کتے نے شکار میں سے کچھ کھالیا تو اسے کھانا درست نہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم . . .) كِتَابُ الصَّيْدِ (التحفة ۱۱)

شکار کے احکام و مسائل

باب: ۲۲۲۱- شکار وغیرہ کے لیے کتا

رکھنے کا بیان

(المعجم ۲۱، ۲۲) - باب اتَّخَذَ

الْكَلْبَ لِلصَّيْدِ وَغَيْرِهِ (التحفة ۱)

295

۲۸۴۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلِّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

فائدہ: ان مقاصد کے علاوہ کتا رکھنا گناہ اور خسارے کا سودا ہے کہ ہر روز اس کے ثواب میں سے ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے اور اللہ معلوم یہ وزن کس قدر ہوگا۔ جبکہ اوزان میں قیراط ۲۱۲۵ گرام چاندی کے وزن پر بولا جاتا ہے۔

۲۸۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

كَلْبٌ يَتَّبِعُ الْفَرَسَ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ فَرَسِهِ كُلِّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ.

۲۸۴۴- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ۱۵۷۵ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۱۹۶۱۲، ورواه الترمذي، ح: ۱۴۹۰ عن الحسن بن علي به.

۲۸۴۵- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب صفة الكلاب التي أمر بقتلها، ح: ۴۲۸۵ من حديث يزيد ابن زريع به، ورواه الترمذي، ح: ۱۴۸۶، ۱۴۸۹، وابن ماجه، ح: ۳۲۰۵.

شکار سے متعلق احکام و مسائل

-- کتاب الصيد

«لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِهَيْبَتِهِمْ أَنْ يَقْتُلُوا مِنْهَا الْأَسْوَدَ الْبَيْهِيمَ»۔
ان میں سے جو کالا سیاہ ہو اسے مار ڈالا کرو۔“

فائدہ: کالا کتا شکل و صورت میں بھی بہت وحشت ناک ہوتا ہے اور غالباً طبعاً بھی اس میں نبض زیادہ ہوتا ہے اس لیے اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور گند شدہ حدیث: ۷۰۲ کتاب الصلاة میں گزرا ہے کہ ”کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔“

۲۸۴۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابتدائی ایام میں) کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا حتیٰ کہ اگر کوئی عورت دیہات سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اسے بھی قتل کر ڈالتے تھے اس کے بعد آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا اور فرمایا: ”صرف کالے کتوں کو مارو۔“

فائدہ: کالا کتا اور بالخصوص وہ جس کی آنکھوں پر دو نقطے سے ہوں اسے شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے اس کو مارنے کا حکم ہے۔ اگر کسی آبادی میں عام کتے بڑھ جائیں اور لوگوں کے لیے اذیت کا باعث ہوں تو ان کو قتل کرنا اور کم کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن بالکل فنا کر دینا جائز نہیں۔

(المعجم ۲۲، ۲۳) - بَابُ فِي الصَّيْدِ
(التحفة ۲)

۲۸۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْتُ: إِنِّي أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعْلَمَةَ فَتُمْسِكُ عَلَيَّ أَفَأَكُلُ؟ قَالَ: «إِذَا أُرْسِلَتْ»۔
۲۸۴۷- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑتا ہوں تو وہ میرے لیے شکار پکڑ رکھتے ہیں تو کیا میں (اسے) کھالوں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم سدھائے ہوئے کتے چھوڑو اور اللہ کا نام لو تو جو وہ

۲۸۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه... الخ، ح: ۱۵۷۲ من حديث ابن جريج به.

۲۸۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح... الخ، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ۱۹۲۹ من حديث جرير بن عبد الحميد، البخاري، الذبائح والصيد، باب ما أصاب المعراض بعرضه، ح: ۵۴۷۷ من حديث منصور به.

شکار سے متعلق احکام و مسائل

تمہارے لیے پکڑ رکھیں اسے کھالو۔“ میں نے کہا: اگرچہ وہ اسے مار ہی ڈالیں؟ آپ نے فرمایا: ”خواہ مار ہی ڈالیں، بشرطیکہ کوئی اور کتا ان میں شامل نہ ہو گیا ہو جو ان میں سے نہ ہو۔“ میں نے کہا: میں بھالا پھینکتا ہوں اور اس سے شکار کرتا ہوں تو کیا (اسے) کھالیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم بھالا پھینکو اور ”بسم اللہ“ کہو اور وہ شکار کو لگے اور اس کو پھاڑ دے تو کھا سکتے ہو لیکن اگر وہ چوڑائی کی طرف سے لگے (بغیر دھار کے محض چوٹ سے اس کو مار ڈالے) تو مت کھاؤ۔“

الْكِلَابِ الْمُعْلَمَةِ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَنْكَ. قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَن؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلَن، مَا لَمْ يَشْرُكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مِنْهَا». قُلْتُ: أَرُمِي بِالْمِعْرَاضِ فَأَصِيبُ أَفَأَكُلُ؟ قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَأَصَابَ فَخَزَقْ فَكُلْ وَإِنْ أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

۲۸۴۸- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا (اور) کہا: ہم ان کتوں کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ”جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑ دو اور ان پر ”بسم اللہ“ کہو تو جو وہ تمہارے لیے روک رکھیں اسے کھالو خواہ وہ مار ہی ڈالیں سوائے اس کے کہ کتا خود اس میں سے کچھ کھائے اگر وہ اس میں سے کھالے تو تم مت کھاؤ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اسے اس نے اپنے لیے پکڑا ہوگا۔“

۲۸۴۸- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ بَيَانَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: إِنَّا نَصِيدُ بِهَذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ لِي: «إِذَا أُرْسِلَتْ كِلَابُكَ الْمُعْلَمَةُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَنْكَ وَإِنْ قَتَلَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① کتے سے شکار کرنا حلال اور جائز ہے۔ ② شرط یہ ہے کہ کتا سدھایا ہوا ہو اور اپنے مالک کی ہدایات پر کما حقہ عمل کرتا ہو یعنی اگر چھوڑے اور دوڑائے تو دوڑ جائے اور اگر واپس بلائے تو واپس آجائے۔ ③ اور پھر یہ بھی ہے کہ مالک کے چھوڑنے پر شکار کرے اگر از خود شکار مار لایا تو حلال نہ ہوگا۔ ④ کتا چھوڑتے ہوئے ”بسم اللہ“ کہے۔ اگر بھول جائے تو معاف ہے اور شکار حلال ہے۔ کیونکہ اللہ کا نام ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ البتہ عمداً چھوڑ دینے سے شکار حلال نہ ہوگا۔ ⑤ کتا اس شکار میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ مالک کے لیے روک رکھے اور

۲۸۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۲/۱۹۲۹ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان، انظر الحديث السابق، والبخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ۵۴۸۴ من حديث عامر الشعبي به.

اگر کھایا ہو تو حلال نہ ہوگا۔ ⑥ اگر شکار زندہ ہو تو ”بسم اللہ واللہ اکبر“ پڑھ کر اسے ذبح کرے۔ ⑦ اگر کوئی اور کتا ان کتوں کے ساتھ مل گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کس نے مارا ہے یا نہ معلوم دوسرے کتے پر بھی ”بسم اللہ“ پڑھی گئی ہے یا نہیں تو حلال نہ ہوگا۔ اگر معلوم ہو جائے کہ دوسرے پر بھی ”بسم اللہ“ پڑھی گئی ہے تو بلاشبہ حلال ہوگا۔ ⑧ بھالے سے بھی شکار حلال اور جائز ہے بشرطیکہ ”بسم اللہ“ پڑھ کر پھینکے اور دھار کی جانب سے شکار کو لگے اور اسے زخمی کر دے۔ اگر چوڑائی کی طرف سے لگا ہو اور شکار مر گیا ہو تو حلال نہ ہوگا۔ ⑨ بندوق کی گولی اور چھرہ بھی بعض علماء (امام شوکانی، سید سابق اور علامہ یوسف قرضاوی وغیرہ) کے نزدیک اسی حکم میں ہے یعنی ان کا شکار بھی حلال ہے کیونکہ ان کے خیال میں بندوق کی گولی بھی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور خون نکال دیتی ہے۔ ⑩ لیکن غلیل کا مارا ہوا شکار اس کی چوٹ سے مر جائے تو حلال نہیں کیونکہ وہ چیرتی ہے نہ خون بہاتی ہے بلکہ وہ واضح طور پر غلیل کی چوٹ سے مرتا ہے۔

۲۸۴۹- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نے اپنا تیر مارا ہو اور اللہ کا نام لیا ہو پھر اپنے شکار کو اگلے دن پاؤ لیکن پانی میں نہ پاؤ (ایسا نہ ہو کہ ڈوب کر مر اہو) اور کسی اور کے تیر کا بھی اس میں نشان نہ ہو تو اس شکار کو کھاؤ۔ اور جب تمہارے کتوں کے ساتھ کوئی اور کتا مل گیا ہو تو مت کھاؤ نہ معلوم اس کو اس کتے نے مارا ہو جو تمہارے کتوں میں سے نہ تھا۔“

۲۸۴۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَوَجَدْتَهُ مِنَ الْغَدِ وَلَمْ تَجِدْهُ فِي مَاءٍ وَلَا فِيهِ أَثَرٌ غَيْرِ سَهْمِكَ فَكُلْ وَإِذَا اخْتَلَطَ بِكَ لَا بَكَ كَلْبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ لَا تَذَرِي لَعَلَّهُ قَتَلَهُ الَّذِي لَيْسَ مِنْهَا».

☀ فائدہ: مشکوک شکار کا کھانا حلال نہیں ہے۔

۲۸۵۰- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارا شکار پانی میں ڈوب گیا ہو اور پھر مر گیا ہو تو مت کھاؤ۔“

۲۸۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَقَعَتْ رَمِيَّتُكَ فِي مَاءٍ فَغَرِقَتْ فَمَا تَتْ فَلَا تَأْكُلْ».

۲۸۴۹- تخریج: أخرجه البخاري، ح: ۵۴۸۴، ومسلم، ح: ۷/۱۹۲۹ من حديث عاصم الأحول به، وانظر الحديثين السابقين.

۲۸۵۰- تخریج: [صحیح] من حديث عاصم به، انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ۴/۳۷۸.

۲۸۵۱- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کتے یا باز کو تو نے سدھایا ہو پھر تو اسے چھوڑے اور اللہ کا نام لے، تو جو وہ تیرے لیے روک رکھے اسے کھالے۔“ میں نے عرض کیا: خواہ وہ اسے قتل ہی کر ڈالے؟ آپ نے فرمایا: ”جب وہ اسے مار ڈالے مگر اس میں سے اس نے کھایا نہ ہو تو وہ اس نے تیرے ہی لیے روک رکھا ہے۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: باز اگر کھا بھی لے تو کوئی حرج نہیں، لیکن کتا اگر کھائے تو مکروہ ہے (حرام ہے) لیکن اگر خون پی لے تو کوئی حرج نہیں۔

۲۸۵۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَّمْتُ مِنْ كَلْبٍ أَوْ بَازٍ ثُمَّ أَرْسَلْتُهُ وَذَكَرْتُ اسْمَ اللَّهِ فَكُلُّ مِمَّا أُمْسَكَ عَلَيْكَ». قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: «إِذَا قَتَلَهُ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أُمْسَكَ عَلَيْكَ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْبَازُ إِذَا أَكَلَ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَالْكَلْبُ إِذَا أَكَلَ كُرْهٍ وَإِنْ شَرِبَ الدَّمَ فَلَا بَأْسَ.

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے۔ لیکن معنا صحیح ہے کیونکہ دوسری صحیح روایات میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔ اسی لیے بعض علماء نے اس روایت کی بھی تصحیح کی ہے۔ البتہ ”باز“ کا ذکر اس میں ان کے نزدیک منکر ہے۔ یعنی صحیح روایات کے خلاف ہے۔

۲۸۵۲- حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے کے شکار کے بارے میں فرمایا: ”جب تم اپنا کتا چھوڑ دو اور اللہ کا نام ذکر کیا ہو تو اسے کھالو اگرچہ کتے نے اس سے کھا بھی لیا ہو اور ہر وہ چیز کھاؤ جس کو تمہارے ہاتھ نے تم پر لوٹایا ہو (جسے تم نے اپنے ہاتھ سے شکار کیا ہو)۔“

۲۸۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَيْدِ الْكَلْبِ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فَكُلُّ، وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ، وَكُلُّ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ يَدُكَ».

۲۸۵۱- **تخریج:** [سنادہ ضعیف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ما جاء في صيد البزاة، ح: ۱۴۶۷ من حديث مجالد به، وقال: 'لا نعرفه إلا من حديث مجالد'، ومجالد ضعيف من أجل سوء حفظه، ولحديثه شواهد موقوفة عند البيهقي: ۲۳۵/۹، ۲۳۸.

۲۸۵۲- **تخریج:** [حسن] أخرجه البيهقي: ۲۳۷/۹ من حديث أبي داود به، وللحديث شاهد حسن يأتي، ح: ۲۸۵۷ * داود بن عمرو حسن الحديث، وانظر، ح: ۲۸۵۵.

توضیح: اصل مسئلہ وہی ہے جو پیچھے کی صحیح احادیث میں گزرا ہے کہ اگر کتے نے شکار میں سے کھایا ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اسی لیے بعض علماء نے اس حدیث کو منکر (صحیح احادیث کے خلاف) قرار دیا ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ اور بعض حضرات اس حدیث کی وجہ سے شکار کے کتے کے کھانے کے باوجود اس کی حلت کے قائل ہیں۔ اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ شکاری کتے نے پہلے شکار کو پکڑ کر مار ڈالا پھر اسے مالک کے لیے رکھ چھوڑا اور وہاں سے دور چلا گیا پھر دوبارہ واپس آ کر اس سے کچھ کھالے تو اس طرح اس کا کھانا معز نہیں، مالک کے لیے اس شکار کا کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اس نے پہلے تو مالک ہی کے لیے شکار کیا اور اسی کے لیے اسے روکے رکھا۔ اور کھایا اس نے بعد میں ہے اس لیے اس کھانے کا اعتبار نہیں ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

۲۸۵۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک آدمی شکار کو تیر مارتا ہے پھر وہ اس کے پیچھے دو تین دن پھرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے پالیتا ہے اور وہ مر چکا ہوتا ہے اور اس میں اس کا تیر بھی ہوتا ہے تو کیا اسے کھالے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اگر چاہے تو۔“ یا آپ نے فرمایا: ”کھالے اگر چاہے تو۔“

۲۸۵۳- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ بْنِ خُلَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَحَدُنَا يَزِمِي الصَّبْدَ فَيَقْتَنِي أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ أَبَا كُلٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِنْ شَاءَ» أَوْ قَالَ: «يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ».

فائدہ: جب یقین ہے کہ وہ شکار اس کے اپنے تیر سے مرا ہے تو حلال ہے بشرطیکہ گوشت خراب نہ ہو۔

۲۸۵۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھالے سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر وہ دھار کی طرف سے لگا ہو تو کھا لو اور اگر موٹائی کی طرف سے لگا ہو تو مت کھاؤ بلاشبہ وہ چوٹ زدہ ہوگا۔“ میں نے عرض کیا: میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم نے اللہ کا نام لیا ہو تو کھا لو ورنہ مت کھاؤ“ اور اگر کتے نے اس میں

۲۸۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَغْرَاضِ، فَقَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ وَقِيدٌ»، فَقُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِي قَالَ: «إِذَا سَمَيْتُ فَكُلْ، وَإِلَّا

۲۸۵۳- تخریج: [صحیح] وعلقہ البخاری، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ۵۴۸۵ عن عبد الأعلى به، وانظر الحديث الآتي.

۲۸۵۴- تخریج: أخرجه البخاری، الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان، ح: ۱۷۵، ومسلم، الصيد والذبائح... الخ، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي ح: ۱۹۲۹/۳ من حديث شعبة به.

سے کچھ کھایا ہو تو بھی مت کھاؤ وہ اس نے اپنے لیے پکڑا ہے۔“ عرض کیا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور پھر شکار پر ایک اور کتا بھی دیکھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”مت کھاؤ کیونکہ تم نے تو اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے۔“

فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ لِنَفْسِهِ، فَقَالَ: أُرْسِلْ كُلِّي فَأَجِدُ عَلَيْهِ كَلْبًا آخَرَ، فَقَالَ: «لَا تَأْكُلْ لِأَنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ».

۲۸۵۵- حضرت ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرتا ہوں اور ایسے کتے کے ساتھ بھی جو سدھایا ہوا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: ”جو شکار تم اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کرو تو اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔ اور جو بغیر سدھائے ہوئے کتے سے کرو تو اگر شکار کو ذبح کر سکو تو کھاؤ۔“

۲۸۵۵- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيَوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدَّمَشَقِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَائِدُ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصِيدُ بِكُلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكُلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ؟ قَالَ: «مَا صِدَّتْ بِكُلْبِكَ الْمُعَلَّمُ فَأَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ وَكُلْ، وَمَا اصْطَدَّتْ بِكُلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَذْرِكْ ذَكَاتَهُ فَكُلْ».

🌞 فائدہ: بن سدھائے کتے کا مارا ہوا حلال نہیں خواہ کتے کو ”بسم اللہ“ پڑھ کر چھوڑا گیا ہو۔ ہاں اگر اس کو ذبح کرنے کا موقع مل گیا تو ذبح کے بعد اس کا کھانا جائز ہوگا۔

۲۸۵۶- حضرت ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے ابو ثعلبہ! تیری قوس (کمان) اور تیرا کتا جو تجھ پر لوٹائے وہ کھالے۔“ ابن حرب نے مزید کہا: (کتا) سدھایا ہوا اور تیرا ہاتھ جو تجھ پر لوٹائے (تیر وغیرہ سے شکار کرے۔) تو اسے

۲۸۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ سَنَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي

۲۸۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصيد والذباح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ۱۹۳۰ عن هناد بن السري، والبخاري، الذباح والصيد، باب ما جاء في التصيد، ح: ۵۴۸۸ من حديث ابن المبارك به.

۲۸۵۶- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۹۴/۴ من حديث محمد بن حرب عن الزبيدي به * بقية صرح بالسماع المسلسل، وانظر الحديث السابق.

أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيُّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ! كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ وَكَلْبُكَ». زَادَ عَنِ ابْنِ حَرْبٍ: الْمُعَلَّمُ وَيَدُكَ، فَكُلْ ذَكِيًّا وَغَيْرَ ذَكِيٍّ.

☀ فائدہ: چونکہ کتا چھوڑتے ہوئے یا تیر کمان سے پھینکتے ہوئے ”بسم اللہ“ پڑھی جاتی ہے تو جو اس طرح سے مر بھی جائے وہ حلال ہے۔ زندہ ملے تو ”بسم اللہ“ پڑھ کر ذبح کر لے۔

۲۸۵۷- ایک بدوی جس کا نام ابو ثعلبہ (رضی اللہ عنہ) تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ہاں سدھائے ہوئے (شکاری) کتے ہیں۔ آپ مجھے ان کے ساتھ شکار کے بارے میں ارشاد فرمائیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر تیرے پاس سدھائے ہوئے کتے ہیں تو جو وہ تیرے لیے پکڑ رکھیں اس سے کھالے۔“ اس نے کہا: ذبح کر کے یا بغیر ذبح کیے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں (دونوں صورتوں میں اس کا کھانا جائز ہے۔“ اس نے کہا: اگر کتا اس سے کھالے تو؟ آپ نے فرمایا: ”خواہ کھا بھی لے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری کمان کے (شکار کے) بارے میں ارشاد فرمائیے؟ آپ نے فرمایا: ”تیری کمان جو تجھ پر لوٹائے اسے کھالے۔“ کہا: ذبح کر کے یا بغیر ذبح کیے۔ اس نے کہا: اگر وہ شکار مجھ سے غائب ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ”اگرچہ تجھ سے غائب ہی ہو جائے، لیکن جب تک کہ خراب نہ ہو یا تو اس میں اپنے سوا کسی اور کے تیر کا نشان نہ پائے۔“ اس نے کہا: مجھے جو سیویں کے برتنوں کے بارے میں ارشاد

۲۸۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيرُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ الْمُعَلَّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا يَقَالُ لَهُ: أَبُو ثَعْلَبَةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي كِلَابًا مُكَلَّبَةً، فَأَفْتِنِي فِي صَيْدِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنْ كَانَ لَكَ كِلَابٌ مُكَلَّبَةٌ فَكُلْ مِمَّا أُمْسَكَنَ عَلَيْكَ». قَالَ: ذَكِيًّا أَوْ غَيْرَ ذَكِيٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: فَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ؟ قَالَ: «وَأِنْ أَكَلَ مِنْهُ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفْتِنِي فِي قَوْسِي، قَالَ: «كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ»، قَالَ: ذَكِيًّا وَغَيْرَ ذَكِيٍّ؟ قَالَ: وَإِنْ تَغَيَّبَ عَنِّي؟ قَالَ: «وَأِنْ تَغَيَّبَ عَنْكَ، مَا لَمْ يَصُلِّ أَوْ تَجِدْ فِيهِ أَثَرًا غَيْرَ سَهْمِكَ». قَالَ: أَفْتِنِي فِي آيَةِ الْمَجُوسِ إِذَا اضْطَرَرْنَا إِلَيْهَا قَالَ: «اغْسِلْهَا وَكُلْ فِيهَا».



۲۸۵۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۴/۲ من حديث حسين المعلم، والنسائي، الصيد، باب الرخصة في ثمن كلب الصيد، ح: ۴۳۰۱ من حديث عمرو بن شعيب به.

شکار سے متعلق احکام و مسائل

فرمائیں کہ ہم ان کے استعمال کرنے پر مجبور ہو جائیں تو؟
آپ نے فرمایا: ”انہیں دھولو اور پھر ان میں کھالو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں یہ بیان کہ ”خواہ کتنا شکار سے کھا بھی لے“ منکر ہے۔ اور اس کی توضیح پیچھے گزر چکی ہے۔ ② شکار شدہ جانور اگر زندہ ملے تو ذبح کیا جائے اور اگر قتل ہو جائے تو حلال ہے۔ ③ مجوسیوں کے برتن استعمال کرنے پر یں تو انہیں پہلے دھولیا جائے، یہی حکم ہندوؤں کا ہے۔ یہودی اور عیسائی طہارت کا اہتمام کرتے ہوں تو بہتر، لیکن اگر شبہ ہو کہ خنزیر اور شراب وغیرہ سے احتیاط نہیں کرتے، تو ان کے برتن بھی استعمال کرنے سے پہلے دھونے ضروری ہیں۔

باب: ۲۳، ۲۴ - زندہ جانور سے کاٹا گیا
گوشت حرام ہے

(المعجم ۲۳، ۲۴) - بَابُ: إِذَا قُطِعَ مِنَ
الصَّيْدِ قِطْعَةً (التحفة ۳)

۲۸۵۸ - حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جانور سے جو گوشت کاٹا جائے
جبکہ وہ جانور زندہ ہو تو وہ گوشت مردار (حرام) ہے۔“

۲۸۵۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ
ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي
وَاقِدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا قُطِعَ مِنَ
الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ».

🌞 فائدہ: بعض عرب کے متعلق آتا ہے کہ وہ دے بے کی چکتی کاٹ لیتے اور زخم پر دو الگا دیتے، اس طرح جانور بھی زندہ رہتا اور گوشت بھی کھا لیتے۔ تو شریعت نے اس کو مردار فرمایا ہے یعنی حرام ہے۔ اور کتاب الصيد میں اس حدیث کا تعلق یوں ہے کہ اگر شکاری کتے نے یا تیر اور گولی وغیرہ نے جانور کا کوئی حصہ علیحدہ کر دیا ہو اگر اسی حالت میں جانور نکل گئی ہو تو دونوں نکلے حلال ہیں، لیکن اگر روح نہیں نکلی اور کوئی حصہ الگ ہو چکا ہو اور پھر اسے ذبح کیا جا رہا ہو تو ذبح سے پہلے علیحدہ ہو جانے والا حصہ کھانے میں احتیاط کرنی چاہیے ورنہ نشانہ مارتے ہوئے ”بسم اللہ“ تو پڑھی جا چکی ہے۔ اسے بھی کھایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۲۴، ۲۵) - بَابُ: فِي اتِّبَاعِ
الصَّيْدِ (التحفة ۴)

۲۸۵۸ - تخريج: [مسندہ حسن] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء ما قطع من الحي فهو ميت، ح: ۱۴۸۰ من
حديث عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۷۶، والحاكم
۲۳۹/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند الحاكم.

۲۸۵۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - وَقَالَ مَرَّةً سُفْيَانُ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ: «مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتَنَرَ».

فائدہ: جنگل اور شکار میں انسان آزاد ہوتا ہے۔ اختلاط اور اجتماعیت نہ ہونے کی وجہ سے نماز باجماعت کی فضیلت سے محرومی کے علاوہ علماء اور صالحین کی مجالس بھی میسر نہیں ہوتیں اور نہ کوئی معروف و منکر ہی کی تنبیہ کرنے والا ہوتا ہے اور اس کا اثر طبیعت کی بخشنی اور غفلت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو واضح ہے کہ خسارے کا سودا ہے۔ اور اسی طرح بادشاہ کی مجلس میں بالعموم یا تو اس کی ہاں میں ہاں ملانی پڑتی ہے یا مخالفت مول لیتی پڑتی ہے اور دونوں صورتوں میں امتحان و آزمائش ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اس لیے چاہیے کہ انسان ایسی جگہ سکونت اختیار کرے جہاں دونوں سہولتیں میسر ہوں شہری بھی اور دیہاتی بھی۔ جیسے کہ شہر کی مضائقہاں بستیاں ہوتی ہیں۔ اور یہ استدلال ہے اس مومن سے جس کا ذکر سورہ یونس میں ہے: ﴿وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَنْفُومِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ﴾ (یونس: ۲۰) ”اور شہر کی ایک جانب سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا: اے میری قوم! ان رسولوں کی پیروی کرلو۔“ اور مقصد صالح کے بغیر بادشاہوں کی صحبت سے بھی احتراز کرنا چاہیے اور اس سے مراد نیا دار بے دین قسم کے بادشاہ ہیں۔ مومن بادشاہ کی صحبت میں بلاشبہ کوئی فتنہ نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

۲۸۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ شَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى مُسَدِّدٍ قَالَ: «وَمَنْ لَزِمَ

۲۸۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جس نے بادشاہ کی صحبت اختیار کی، فتنے میں پڑا،“ اور مزید کہا: ”جو بندہ کسی بادشاہ کے جس قدر قریب ہوگا، اللہ تعالیٰ سے اسی قدر بعید ہو جائے گا۔“

٢٨٥٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب من أتى أبواب السلطان افتتن، ح: ٢٢٥٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

٢٨٦٠- تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ٤٤٠ / ٢ عن محمد بن عبيد بن * شيبان عن الأنصار لم أعرفه .

السُّلْطَانُ افْتَتَنَ». رَاَدَ: «وَمَا اَزْدَادَ عَبْدٌ مِّنَ السُّلْطَانِ دُنُوًا اِلَّا اَزْدَادَ مِّنَ اللّٰهِ بُعْدًا».

🌞 ملحوظ: سند احديث ضعيف ہے۔ اور اس کا مفہوم اوپر کی حدیث میں گزرا ہے۔

۲۸۶۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: ۲۸۶۱- حضرت ابو ثعلبہ حسنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم شکار کو (تیر) مارو اور پھر تین رات کے بعد اسے پاؤ جبکہ تمہارا تیر اس میں ہو تو اسے کھالو۔ جب تک کہ بوند دینے لگے۔“

حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ حَالِدٍ الْحَيَّاطُ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُسَيْنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [قَالَ]: «إِذَا رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَأَذْرَكْتَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَهْمَكَ فِيهِ فَكُلْ مَا لَمْ يُتَيْنِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① حسب طلب و ضرورت شکار کرنا اور اس کی تلاش میں جانا کوئی معیوب نہیں ہے۔ معیوب یہ ہے کہ انسان اپنے دیگر دینی و دنیاوی فرائض سے غافل ہو جائے۔ ② کھانے پینے کی چیزوں کا ذائقہ اور بواس انداز سے بگڑ جائے کہ نقصان دہ ہو سکتی ہوں تو استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ ہاں اگر کوئی ضرورتاً واضح نہ ہو تو جائز ہے۔

وصیت کے احکام و مسائل

[وصیت] کے لغوی معنی ہیں ”تاکیدی حکم کرنا“ جیسے کہ اس آیت میں ہے: ﴿وَوَصَّي بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ﴾ (البقرة: ۱۳۲) ”حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہ السلام نے اپنی اپنی اولاد کو اس بات کی وصیت کی۔“ (اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی۔) اور اصطلاح شرع میں اس سے مراد وہ خاص عہد ہوتا ہے جو کوئی شخص اپنے عزیزوں کو کرتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس پر عمل کیا جائے، خواہ وہ کسی مال کی بابت ہو یا کسی قول و قرار کے متعلق۔

* وصیت کا حکم: وصیت کرنا مشروع ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة: ۱۸۰) ”تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے، اگر وہ مال چھوڑے جا رہا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے“ پرہیزگاروں پر یہ حق اور ثابت ہے۔“

۱۷- کتاب الوصایا

وصیت سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے بھی وصیت کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور اسے تہائی مال تک محدود رکھنے کا حکم دیا ہے۔ البتہ وارث کے حق میں وصیت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد گرامی ہے: [إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِرَاسِثٍ] ”اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے لہذا وارث کیلئے وصیت نہیں ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، الوصایا، باب لا وصیۃ لوارث، حدیث: ۲۷۱۳)

اس لیے وصیت کرنا غریب، فقراء اور رشتہ داروں کے لیے جہاں باعث تقویت ہے وہاں وصیت کرنے والے کے لیے باعث اجر و ثواب بھی ہے۔ لیکن اگر ورثاء کو نقصان پہنچانے کی غرض سے وصیت کی گئی تو یہ حرام ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی ناجائز کام کے لیے مال خرچ کرنے کی وصیت کی تو یہ بھی ناجائز اور منع ہوگی۔ البتہ حقوق کی ادائیگی مثلاً قرض کی ادائیگی، امانت کی سپردگی، کفارہ کی ادائیگی وغیرہ ضروری ہوگی۔

* وصیت کے چند آداب: ① وصیت کرتے وقت شرعی احکام کو مدنظر رکھنا لازمی ہے، مثلاً ایک تہائی سے زائد یا وارث کے حق میں وصیت نہیں کر سکتا۔

② وصیت کرنے والا اپنی وصیت میں تبدیلی کر سکتا ہے۔

③ وصیت کا اطلاق قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگا۔

④ اگر کسی خاص چیز کی وصیت کی گئی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو وصیت باطل ہو جائے گی۔

⑤ ورثاء کی طرف سے وصیت میں رد و بدل کرنا حرام ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۷) - كِتَابُ الْوَصَايَا (التحفة ۱۲)

وصیت کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَاب مَا جَاءَ فِيْمَا يُؤْمَرُ بِهِ
مِنْ الْوَصِيَّةِ (التحفة ۱)

باب ۱- وصیت کرنے کی تاکید

۲۸۶۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ».

۲۸۶۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی بھی مسلمان کو لائق نہیں کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے متعلق وہ کوئی وصیت کرنا چاہتا ہو تو وہ دو راتیں بھی نہ گزارے مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔“

🌞 فائدہ: ① حدیث میں [يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ] سے مراد یہ ہے کہ اسے وصیت لکھنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، تحدید مراد نہیں ہے کیونکہ مسند ابی عوانہ اور السنن الکبری للبیہقی میں [لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ] ایک رات یا دو راتوں کا ذکر ہے اور صحیح مسلم اور سنن الترمذی میں [ثَلَاثَ لَيَالٍ] تین راتوں کا بھی ذکر ملتا ہے، بہر حال انسان کو اپنی موت سے کبھی بھی غافل نہیں رہنا چاہیے نہ معلوم کس وقت بلاوا آجائے لہذا اگر کوئی قرض ہو یا امانت یا کوئی اور اہم معاملہ تو چاہیے کہ اسے اپنے ہاں لکھ رکھے تاکہ وارثوں کو اس کی تنفیذ میں آسانی رہے اور حقوق کے معاملے میں 'مرنے والے پر کوئی بوجھ باقی نہ رہ جائے۔ اس صورت میں یہ امر واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی حق واجب نہ ہو تو وصیت کرنا مستحب ہے واجب نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔

۲۸۶۲- تخریج: أخرجه مسلم، الوصية، باب: وصية الرجل مكتوبة عنده، ح: ۱۶۲۷ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ۲۷۳۸ من حديث نافع به.

۲۸۶۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ
الْعَلَاءِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ
الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ،
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً وَلَا
أَوْصَى بِشَيْءٍ.

۲۸۶۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: رسول
اللہ ﷺ کوئی دینار، درہم یا اونٹ، بکری نہیں چھوڑ گئے
اور نہ کسی چیز کے متعلق وصیت ہی فرمائی۔

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی وصیت امور شریعت سے متعلق ثابت شدہ ہے بالخصوص ”نماز کی پابندی، غلاموں کے
ساتھ حسن سلوک، مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنا اور وفود کے ساتھ حسن معاملہ وغیرہ۔“ لیکن مالی امور میں
آپ ﷺ کی کوئی وصیت نہ تھی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے مال چھوڑا ہی نہیں تھا۔ (سنن ابی داؤد، الخراج، حدیث:
۳۰۲۹ و الأدب، حدیث: ۵۱۵۶، وصحیح البخاری، الحزبة، حدیث: ۳۱۶۸)

(المعجم ۲) - باب مَا جَاءَ فِيْمَا يَجُوزُ
لِلْمُوصِي فِي مَالِهِ (التحفة ۲)

باب: ۲- مال میں کس قدر وصیت جائز ہے؟

۲۸۶۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَأَبْنُ أَبِي خَلْفٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: مَرِضَ مَرَضًا - قَالَ ابْنُ أَبِي
خَلْفٍ: بِمَكَّةَ ثُمَّ اتَّفَقَا - أَشْفَى فِيهِ،
فَعَادَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!
إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرْتُنِي إِلَّا ابْنَتِي
أَفَأَتَصَدَّقُ بِالثَّلْثَيْنِ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ:
فَبِالسَّطْرِ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ: فَالْثُلُثُ

۲۸۶۴- جناب عامر بن سعد اپنے والد (حضرت
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ
(حجۃ الوداع کے موقع پر) مکہ میں بہت سخت بیمار پڑ گئے
حتیٰ کہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی
عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے کہا: اے اللہ
کے رسول! میرے پاس مال بہت ہے اور ایک بیٹی کے
علاوہ میرا کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنا دو تہائی مال
صدقہ کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ انہوں نے
کہا: آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ انہوں نے

۲۸۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء، يوصي فيه، ح: ۱۶۳۵ من حديث أبي
معاوية الضرب به.

۲۸۶۴- تخریج: أخرجه مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ۱۶۲۸ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاری،
الدعوات، باب الوفاء برفع الدعاء والوجع، ح: ۶۳۷۳ من حديث الزهري به.



وصیت سے متعلق احکام و مسائل

کہا: تو ایک تہائی؟ آپ نے فرمایا: ”تہائی (کر سکتے ہو) اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ تمہارا اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جانا زیادہ بہتر ہے اس سے کہ انہیں فقیر چھوڑ جاؤ کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو تو اس پر تمہیں اجر و ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ کی طرف اٹھاتے ہو (اس پر بھی تمہیں ثواب ملتا ہے۔) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی ہجرت سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ فرمایا: ”اگر تم میرے بعد پیچھے رہ بھی گئے تو اللہ کی رضا کے لیے جو بھی عمل صالح کرو گے اس سے تمہارا مقام اور درجہ بلند ہوگا۔ اور شاید تم میرے بعد زندہ رہو گے حتیٰ کہ تم سے ایک قوم فائدہ اٹھائے گی اور دوسری نقصان۔“ پھر فرمایا: ”اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت مکمل فرما دے اور انہیں ان کی ایڑیوں پر لوٹا نہ دے (مکہ میں ان کی وفات نہ ہو) لیکن حسرت ہے سعد بن خولہ پر!“ رسول اللہ ﷺ ان پر افسوس کر رہے تھے کہ وہ مکہ میں وفات پا گئے تھے۔

قَالَ: «الْثُلُثُ وَالْثُلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَتْرُكَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدْعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ فِيهَا حَتَّى اللَّقْمَةُ تَدْفَعُهَا إِلَى فِي أَمْرَانِكَ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُخَلِّفُ عَنْ هِجْرَتِي؟ قَالَ: «إِنَّكَ إِنْ تُخَلِّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ لَا تَزْدَادُ بِهِ إِلَّا رِفْعَةً وَدَرَجَةً، لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلِّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ»، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَزِدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لَكِنَّ الْبَائِسَ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ» يَزِيئِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ.

فوائد و مسائل: ① مال اللہ تعالیٰ کا ”فضل“ ہے اس لیے اسے حلال ذرائع سے کمانا اور پھر جمع رکھنا کوئی معیوب نہیں، بشرطیکہ شرعی واجبات ادا کرتا رہے۔ مال جمع ہونے کی صورت ہی میں ایک مسلمان زکوٰۃ ”ج“ جہاد قربانی، صدقہ و رشا اور وصیت جیسے احکام پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ ورنہ ان مذاات پر عمل محال ہوگا اور جن آیات و احادیث میں مال جمع کرنے کی مذمت ہے وہاں حرام مال کمانے، شریعت کے تقاضے پورے نہ کرنے اور اس کا حریص محض بننے کی مذمت ہے۔ ② تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں۔ ③ فقیروں کی بہ نسبت وارثوں کا حق اولیٰ ہے اور انہیں غنی چھوڑ جانا مستحب اور فقیر چھوڑ جانا ناپسندیدہ ہے سوائے اس کے کہ وہ توکل کے اعلیٰ مراتب پر ہوں۔ ④ واجب اخراجات اور تمام اعمال صالحہ جو اللہ فی اللہ کیے جائیں ان سب میں انسان کو اجر و ثواب ملتا ہے اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ ⑤ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے مطابق آپ کی رحلت کے بعد تقریباً چوالیس برس حیات رہے۔ اور عراق انہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ مشہور اور فیصلہ کن جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کے کمانڈر آپ ہی

تھے۔ ① اس وقت واجب تھا کہ جس علاقے کے مسلمانوں نے اللہ کے لیے ہجرت کی ہو وہاں قیام نہیں کر سکتے اس لیے یہ بھی کوشش ہوتی تھی کہ سفر میں بھی وہاں موت نہ آئے۔ اور حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ مہاجر صحابی تھے پہلے ہجرت حبشہ ثانیہ میں حبشہ گئے وہاں سے لوٹے اور غزوہ بدر وغیرہ میں شریک ہوئے بالآخر حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں فوت ہوئے۔

(المعجم ۳) - باب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ
الإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ (التحفة ۳)
باب ۳: وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا ناجائز ہے

۲۸۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَارَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ، تَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُنْهَلِ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْخُلُوفُ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ».

۲۸۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تو صدقہ کرے اس حالت میں جبکہ تو صحت مند ہو مال کا حریص ہو زندگی کی امید رکھتا ہو اور فقیر ہو جانے کا کھٹکا لگا رہتا ہو۔ جو کچھ دینے کا ارادہ ہو تو اس میں ڈھیل نہ کر حتیٰ کہ جب جان حلق میں آئے اگلے تو کہنے لگے: فلاں کے لیے اتنا ہے اور فلاں کے لیے اتنا حالانکہ وہ فلاں کا بچہ ہے۔“ (وراثت کی بنا پر)

🌞 فائدہ: تندرستی کے ایام میں اور اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھ کر جو صدقہ کیا جائے وہ افضل ہے۔ اور موت کے وقت صدقہ کرنا اپنے وارثوں کے حق میں دخل اندازی اور ان کے حق کو کم کرنا ہے جو کسی طرح مناسب نہیں۔ اسی لیے شریعت نے جائگنی کے وقت ملٹ مال سے زیادہ صدقہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

۲۸۶۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ سُرخَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۲۸۶۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت سو (درہم) صدقہ کرنے

۲۸۶۵- تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح، ح: ۱۴۱۹، ومسلم، الزكوة، باب بيان أن أفضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، ح: ۱۰۳۲ من حديث عبد الواحد بن زياد به.

۲۸۶۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۴/ ۳۰۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۸۲۱ * شرح حليل بن سعد ضعفه الجمهور، واختلط أيضًا.

الْخُذْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَأَنْ كِي بِنِسْتِ زِيَادَةِ أَفْضَلُ هِيَ»
يَتَصَدَّقُ الْمَرْءُ فِي حَيَاتِهِ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ
أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ عِنْدَ مَوْتِهِ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن مذکورہ حدیث اس معنی کی تائید کرتی ہے۔

۲۸۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک انسان مرد یا عورت ساٹھ سال
تک اللہ کی اطاعت کے عمل کرتے رہتے ہیں پھر جب
ان کی موت کا وقت آتا ہے تو وصیت میں (داروں کو)
نقصان دے جاتے ہیں تو ان کے لیے آگ واجب ہو
جاتی ہے۔“ (شہر بن حوشب نے) کہا: حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے مجھ پر ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ
غَيْرِ مُضَارٍ..... ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾
تک آیات تلاوت کیں۔ ”وصیت یا قرض کی ادائیگی
کے بعد جبکہ وصیت کرنے والے نے نقصان نہ پہنچایا ہو
(ورثے کی تقسیم کی جائے)۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ
خوب علم والا حوصلے والا ہے۔ یہ حدیں ہیں اللہ کی جو شخص
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے اللہ
ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی
ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہے گا اور یہی عظیم کامیابی ہے۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اس سند میں) اشعث

بن جابر نصر بن علی کا دادا ہے۔

۲۸۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ
عَلِيٍّ الْحُدَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ بْنُ
جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ أَنَّ أَبَا
هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ
الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ أَوْ الْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللَّهِ سِتِّينَ
سَنَةً، ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي
الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ. قَالَ: وَقَرَأَ عَلَيَّ
أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ هَاهُنَا ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي
بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرِ مُضَارٍ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿ذَلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [النساء: ۱۲، ۱۳].

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يَعْنِي الْأَشْعَثَ

ابْنَ جَابِرٍ جَدُّ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ.

۲۸۶۷- [تخریج: حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ما جاء في الضرار في الوصية، ح: ۲۱۱۷ من
حديث عبد الصمد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۷۰۴ * شهر بن حوشب مختلف فيه،
وثقه الجمهور فيما أرى، وقال الذهبي في ديوان الضعفاء، (ص: ۱۴۵) "وحديثه حسن"، وقال ابن حجر: "وشهر
حسن الحديث وإن كان فيه بعض الضعف" (فتح الباري: ۳/ ۶۵).

وصیت سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: معنی واضح ہیں کہ وصیت میں وارثوں کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ اور اللہ کی حدود سے تجاوز ہے اور ایسی وصیت جائز نہیں۔

(المعجم ۴) - باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ
فِي الْوَصَايَا (التحفة ۴)

۲۸۶۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ :
حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِيءُ قَالَ :
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ
الْحِشْيَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ :
قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنِّي
أَرَاكَ ضَعِيفًا وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ
لِنَفْسِي فَلَا تَأْمُرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ
مَالَ يَتِيمٍ» .

امام ابو داود و ترمذی فرماتے ہیں: اہل مصر اس روایت میں منفرد ہیں۔

☀️ فائدہ: بلاشبہ کسی قوم کا ولی قاضی اور سربراہ بننا اور ایسے ہی یتیم کا سرپرست اور ذمہ دار ہونا لوگوں کے ہاں اور پھر اللہ کے ہاں بھی سخت باز پرس کا مقام ہے۔ جو شخص ان ذمہ داریوں کو اٹھائے تو چاہیے کہ لوگوں کا اور اللہ کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور جو اپنے آپ کو کمزور پائے تو وہ ابتدائی طور پر ہی ایسی ذمہ داری سے معذرت کر لے تاکہ دنیا اور آخرت میں رسوائی نہ ہو۔

(المعجم ۵) - باب مَا جَاءَ فِي نَسْخِ
الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ (التحفة ۵)

۲۸۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ

۲۸۶۸- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة، ح: ۱۸۲۶ من حديث أبي عبد الرحمن المقرئ به .

۲۸۶۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۶/ ۲۶۵ من حديث أبي داود به .

المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنِ وَقْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾ [البقرة: ۱۸۰] فَكَانَتْ الْوَصِيَّةُ كَذَلِكَ حَتَّى نَسَخَتْهَا آيَةُ الْمِيرَاثِ.

آیت: ﴿إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ.....﴾ ”اگر مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابت داروں کیلئے وصیت کرے۔“ کا حکم ابتدا میں ایسے ہی تھا حتیٰ کہ اسے آیت میراث نے منسوخ کر دیا۔

☀ فائدہ: درج ذیل حدیث میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

(المعجم ۶) - باب مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ (التحفة ۶)

باب ۶: وارث کے لیے وصیت

۲۸۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ نَجْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لَوَارِثٍ».

۲۸۷۰- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ پس وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔“

☀ فائدہ: تاہم وارث اپنی طرف سے کسی کو ایک ٹکٹ (۱/۳) تک دے دیں تو اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

(المعجم ۷) - باب مُحَاظَلَةُ الْيَتِيمِ فِي الطَّعَامِ (التحفة ۷)

باب ۷: کھانے پینے میں یتیم کو اپنے ساتھ شریک رکھنا کیسا ہے؟

۲۸۷۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ ”یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اچھے انداز سے۔“ اور ﴿إِنْ

۲۸۷۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے یہ آیات اتاریں: ﴿وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ ”یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اچھے انداز سے۔“ اور ﴿إِنْ

۲۸۷۰- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ما جاء لا وصية لوارث، ح: ۲۱۲۰ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۲۶۷/۵، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۷۱۳ * شرحيل شامي، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۸۷۱- تخریج: [مسند ضعیف] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ما للوصي من مال اليتيم إذا قام عليه، ح: ۳۶۹۹ من حديث عطاء بن السائب به، وصححه الحاكم: ۲/۲۷۹، ووافقه الذهبي * عطاء اختلط.

وصیت سے متعلق احکام و مسائل

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا..... ﴿۱۵۲﴾ ”جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھڑ رہے ہیں اور عنقریب وہ دہکتی آگ میں جائیں گے۔“ تو جن لوگوں کے ہاں کوئی یتیم تھا انہوں نے اس کے کھانے پینے کو اپنے سے جدا کر دیا۔ اس طرح جو کھانا اس کا بیچ رہتا وہ اس کے لیے رکھ چھوڑتے حتیٰ کہ وہ یتیم ہی اسے کھاتا یا خراب (اور ضائع) ہو جاتا۔ اور یہ کیفیت ان کے لیے گراں ہوئی اور انہوں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ﴾ ”یہ لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے اگر تم ان کا مال اپنے مالوں میں ملا بھی لو تو یہ تمہارے بھائی ہیں۔“ (اللہ تعالیٰ بد نیت اور نیک نیت ہر ایک کو خوب جانتا ہے۔) چنانچہ ان لوگوں نے ان کا کھانا پینا اپنے کھانے پینے کے ساتھ ملا لیا۔

أَحْسَنُ ﴿[الأنعام: ۱۵۲]﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا ﴿[النساء: ۱۰]﴾ الْآيَةَ، انْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ مِنْ شَرَابِهِ، فَجَعَلَ يَفْضَلُ مِنْ طَعَامِهِ فَيَحْسِبُ لَهُ حَتَّى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ، فَاسْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ﴾ [البقرة: ۲۲۰] فَخَلَطُوا طَعَامَهُمْ بِطَعَامِهِ وَشَرَابَهُمْ بِشَرَابِهِ.



🌞 فوائد و مسائل: ① یتیم کی سرپرستی تربیت اور دلداری کا لازمی تقاضا ہے کہ اسے گھر کے باوقار معتبر فرد کا مقام دیا جائے۔ اس کے لیے دوئی کا اظہار نہ ہو۔ ② شرعی آداب کے تحت گھر کے اندر پردے وغیرہ کا حکم اپنی جگہ پر ہے اس کا لحاظ بھی واجب ہے۔ اور نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اختلاط میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اہم قیمتی اموال کو علیحدہ رکھا جائے تاکہ اس کا کوئی نقصان نہ ہو۔

(المعجم ۸) - باب مَا جَاءَ فِيْمَا لَوْلِيَّ
الْيَتِيمِ أَنْ يَنَالَ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ۸)

باب: ۸- یتیم کا سرپرست اس کے مال سے
کس قدر لینے کا مجاز ہے؟

۲۸۷۲- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ

۲۸۷۲- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

۲۸۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ما للوصي من مال اليتيم إذا قام عليه، ح: ۳۶۹۸ من حديث خالد بن الحارث به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۵۲، وقواه الحافظ في الفتح: ۸/ ۲۴۱.

خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْمُعَلَّمَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ، قَالَ: فَقَالَ: «كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَادِرٍ وَلَا مَتَأْتِلٍ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں فقیر ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے اور میرے ہاں ایک یتیم بھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”تو اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے لیکن اسراف اور فضول خرچی ہو نہ جلدی کرنے والا ہو (کہ اس کے بڑے ہونے سے پہلے پہلے اس کے مال کو خرچ کر ڈالے) اور نہ اس کے مال سے تو کوئی جمع پونجی بنانے والا ہو۔“

(المعجم (۹) - باب مَا جَاءَ مَتَى يَنْقَطِعُ الْيَتِيمُ (التحفة ۹)

باب: ۹- یتیمی کب ختم ہو جاتی ہے؟

۲۸۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَالِدٍ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رُقَيْشٍ أَنَّهُ سَمِعَ شُبُوحًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَمِنْ خَالِهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَحْمَدَ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَتِمُّ بَعْدَ اخْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتٍ يَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ».

۲۸۷۳- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد رکھی ہے: ”بلوغت کے بعد یتیمی نہیں اور صبح سے رات تک خاموش رہنا نہیں۔“

☀ فائدہ: یتیم بچہ بالغ ہونے کے بعد اپنے امور کا خود ذمہ دار ہو جاتا ہے اور اس سے یتیمی کے احکام اٹھ جاتے ہیں۔ اگر وہ فی الواقع دانا اور سمجھدار ہو تو خرید و فروخت اور نکاح وغیرہ کے معاملات میں اس کا اپنا فیصلہ رائج ہوگا۔ لیکن اگر ثابت ہو کہ ان معاملات میں وہ دانا نہیں ہے تو ولی ہی اس کا نگران رہے گا۔ جیسے کہ سورۃ النساء میں ہے: ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ﴾ (النساء: ۶/۳)

۲۸۷۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ۹۶/۱ من حديث أحمد بن صالح به، وللحديث شواهد في التلخيص الحبير: ۱۰۱/۳، ح: ۱۳۸۸ وغيره * خالد بن سعيد لم يوثقه غير ابن حبان، وباقي السند حسن، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث الطبراني: ۱۴/۴، ح: ۳۵۰۲ يعني عنه.



۱۷- کتاب الوصایا

”اور تیسوں کو آزما تے رہو پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو“ اور دوسرا مسئلہ ”چپ کا روزہ“ قبل از اسلام لوگوں کا معمول تھا۔ اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا ہے اور اللہ کا ذکر کرنے اور خیر کے ساتھ بولنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(المعجم ۱۰) - **باب مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ النَّيِّمِ (التحفة ۱۰)**

۲۸۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ
الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ
سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي
الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ»، قِيلَ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشُّرْكُ
بِاللَّهِ، وَالسَّحَرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ
اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ
النَّيِّمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْفِ، وَقَذْفُ
الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْغَيْثِ سَالِمٌ
مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابو الغیث کا نام سالم ہے جو کہ ابن مطیع کا
مولیٰ ہے۔

☀️ **فائدہ:** مذکورہ بالا امور گناہ کبیرہ کہلاتے ہیں اور ان کی تعداد دیگر احادیث کی روشنی میں اس سے زیادہ ہے۔
بہر حال یہ امور انسان کو دنیا اور آخرت میں ہلاک کر ڈالنے والے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ان سے از حد
پرہیز کرنا واجب ہے۔

۲۸۷۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ

۲۸۷۴- **تخریج:** أخرجه مسلم، بالإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح: ۸۹ من حديث ابن وهب، والبخاري، الوصايا،
باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالِ الْيَتَامَى ظُلْمًا...﴾ الخ ح: ۲۷۶۶ من حديث سليمان بن بلال به.
۲۸۷۵- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر الكبائر، ح: ۴۰۱۷ من حديث معاذ بن ۴

کرتے ہیں جو کہ صحابی تھے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ نو ہیں۔“ اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: ”مسلمان ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور بیت اللہ الحرام کی بے حرمتی کرنا جو جیتے مرے تمہارا قبلہ ہے۔“

الْجُوزْ جَانِي قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَيَّانٍ: حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ - وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ - أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: «هُنَّ ثَلَاثٌ» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. زَادَ: «وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمِينَ، وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قَتْلُكُمْ أَحْيَاءَ وَأَمْوَاتًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① کبیرہ گناہ کی معروف تعریفات میں سے یہ ہے کہ ”ہر وہ عمل جس سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہو کبیرہ ہوتا ہے۔“ ایک قول یہ ہے کہ ”ہر وہ گناہ جس پر دوزخ کی وعید اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت یا دنیا میں کوئی حد لازم کی گئی ہو کبیرہ ہوتا ہے۔“ اسی طرح کسی چھوٹے گناہ پر بھی لگتی اختیار کرنے سے بھی وہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس قسم کے گناہ خاص تو بہ واستغفار کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ جبکہ دیگر چھوٹے گناہ عام فرائض و نوافل اور اذکار سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔ ② بیت اللہ مرنے پر بھی مسلمانوں کا قبلہ ہے یعنی موت کے وقت اور قبر میں میت کا منہ قبلہ کی طرف کر دینا مسنون ہے۔ (نیل الأوطار، باب من كان آخر قوله: لا إله إلا الله: ۳/۲۳۴)

باب: ۱۱- کفن بھی منجملہ میت کے مال میں سے ہوتا ہے

(المعجم ۱۱) - باب مَا جَاءَ فِي الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْكُفْنَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ (التحفة ۱۱)

۲۸۷۶- حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اُحد کے روز شہید ہو گئے اور ان کے پاس صرف ایک دھاری دار چادر تھی۔ ہم جب

۲۸۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ

ہانی، بہ، وصححه الحاكم: ۲۵۹/۴، ووافقه الذهبي مرةً وخالفه مرةً أخرى: ۵۹/۱، وللحديث شواهد ۵ يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۲۸۷۶- تخريج: أخرجه مسلم، الجناز، باب: في كفن الميت، ح: ۹۴۰ من حديث سفيان، والبخاري، الجنائز، باب: إذا لم يجد كفناً إلا ما يوارى رأسه... الخ، ح: ۱۲۷۶ من حديث الأعمش به.

۱۷- کتاب الوصایا وصیت سے متعلق احکام و مسائل

أُحْدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا نَمِرَةٌ كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَطُوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ». اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر کچھ اذخر (گھاس) ڈال دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① میت کے قرض کی ادائیگی اور وصیت پر عمل سے پیشتر کفن و دفن کا اہتمام لازمی ہے۔ اگر وارث یا کوئی دوسرا شخص اس کا اہتمام نہ کرے تو یہ خرچ خود اس کے مال سے لیا جائے گا۔ اگر مرنے والے کا کل مال اس کے کفن و دفن پر خرچ ہو جائے تو دیگر وارث وغیرہ محروم ہوں گے۔ ② ابتدائے اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معاشی حالت بہت تنگ تھی۔ ③ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو ان کی اپنی چادر ہی میں کفن دیا گیا، مزید کا اہتمام نہیں کیا جا سکا تھا۔ ④ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا کل مال یہی تھا اس لیے اسی میں سے ان کا کفن تیار کیا گیا۔

(المعجم ۱۲) - باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَهْبُ الْهَبَةُ ثُمَّ يُوصِي لَهُ بِهَا أَوْ يَرِثُهَا
باب: ۱۲- انسان کوئی چیز ہبہ کرے پھر اس چیز کی اسی کے لیے وصیت کر دے یا دینے والا ہی اس کا وارث بن جائے؟
(التحفة ۱۲)

🌞 فائدہ: یعنی کیا اس طرح سے واپس آ جانے والے صدقہ یا ہبہ کا مالک بننا جائز ہے یا نہیں؟ کہیں یہ اس حدیث کے ضمن میں تو نہیں آتا جس میں صدقہ کر کے یا ہبہ دے کر واپس لینا منع کیا گیا ہے؟

۲۸۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكْتُ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ. قَالَ: «قَدْ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَجَعَتْ إِلَيْكَ فِي الْمِيرَاثِ». قَالَتْ: وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَوْ يَفْضِي - عَنْهَا أَنْ أَصُومَ

۲۸۷۷- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: میں نے ایک لونڈی اپنی والدہ کو صدقہ دی تھی، والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ لونڈی درختے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا ثواب ثابت ہوا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے واپس آ گئی۔“ اس نے کہا: والدہ فوت ہوئی ہے تو اس پر ایک مہینے کے روزے ہیں اگر میں اس کی طرف سے روزے رکھوں تو کیا اس کی طرف سے کفایت یا قضا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں!“

۲۸۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۹ من حديث عبدالله بن عطاء به، وتقدم، ح: ۱۶۵۶.

۱۷- کتاب الوصایا وقف سے متعلق احکام ومسائل

عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَتْ: وَإِنَّهَا لَمْ تَحْجَّ أَقْبَجِرِيءَ - أَوْ يَقْضِي - عَنْهَا أَنْ أُحْجَّ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

عورت نے کہا: والدہ نے حج نہیں کیا تھا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا اس کی طرف سے کفایت یا قضا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں!“

🌟 فوائد ومسائل: ① والدین کی مادی و معنوی خدمت اور مدد کرنا، ہم ترین فضائل میں سے ہے اور بڑے اجر کا کام ہے۔ ② صدقہ اور ہدیہ اگر بطور ورثہ واپس مل جائے تو اس کا مالک بننا جائز ہے اس طرح لینا اس ذیل میں نہیں آتا جس میں صدقہ اور ہبہ واپس لینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ③ میت کے ذمے اگر روزے باقی ہوں تو وارث کو ان کی قضا کرنی چاہیے۔ ④ اسی طرح میت کی طرف سے حج بھی ہو سکتا ہے۔

(المعجم ۱۳) - باب مَا جَاءَ فِي الرَّجْلِ يُوقِفُ الْوَقْفَ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- آدمی کوئی چیز وقف کر دے

۲۸۷۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْرٍ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أَصِبْ مَا لَا قَطْ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَضْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا»، فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ، أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَضْلُهَا وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ، لِلْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرَّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ - وَزَادَ عَنْ بِشْرِ: وَالضَّيْفِ - ثُمَّ اتَّفَقُوا، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مَتَمَوْلٍ

۲۸۷۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی۔ وہ نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے اور کہا: مجھے زمین ملی ہے اور اس جیسا نفیس مال مجھے کبھی نہیں ملا تو اس کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر چاہا ہو تو اس کے اصل کو اپنے پاس رکھو اور اس (کی آمدنی) کو صدقہ کر دو۔“ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ اس کے اصل کو بیچا نہیں جائے گا، ہبہ نہیں کیا جائے گا اور نہ وراثت ہی میں وہ تقسیم ہوگی اور اس کی آمدنی فقراء، قرابت داروں، گردنوں کے چھڑانے، جہاد اور مسافروں کے لیے خرچ ہوگی۔ (جناب مسدد کے استاد) بشر نے ”مہمانوں کے لیے“ بھی بیان کیا۔ اور اس کے متولی پر کوئی گناہ نہیں کہ اس (آمدنی) میں سے دستور کے مطابق خود کھائے اور

۲۸۷۸- تخریج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوقف كيف يكتب؟ ح: ۲۷۷۲ عن مسدد، ومسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ۱۶۳۳ من حديث عبدالله بن عون به.

وقف سے متعلق احکام و مسائل

دوست کو کھلائے، لیکن مال جمع کرنے والا نہ ہو۔
(جناب مسدد کے استاد) بشر نے کہا: محمد (بن عون) کے
الفاظ ہیں [غَيْرَ مُتَأْتِلٍ مَالًا] (یعنی ”مال جمع کرنے
والا نہ ہو۔“)

۲۸۷۹- جناب یحییٰ بن سعید نے حضرت عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ کے صدقہ (وقف) کے متعلق بیان کیا اور کہا:
مجھے یہ تحریر ان کے پڑپوتے عبدالحمید بن عبداللہ بن
عبداللہ بن عمر بن خطاب نے نقل کر کے دی: ﴿بِسْمِ
اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ یہ تحریر اللہ کے بندے عمر نے
شمع والی جائیداد کے بارے میں لکھی ہے۔ اور مذکورہ بالا
روایت نافع کی مانند بیان کی اس میں تھا کہ ”متولی مال
جمع کرنے والا نہ ہو۔ اس کے لفظ تھے [غَيْرَ مُتَأْتِلٍ
مَالًا] اور جو پھل زائد رہے تو وہ سوا لیوں اور ناداروں کا
حق ہے اور پورا قصہ بیان کیا، کہا: اور اگر شمع کا متولی
چاہے تو اس کے پھل (آمدنی) سے کام کاج کے لیے غلام
بھی خرید سکتا ہے۔ اور (ایک دوسری تحریر اس کو) معقیب
رضی اللہ عنہ نے قلم بند کیا اور جناب عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے گواہی
دی: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ یہ وصیت نامہ
ہے جو اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے ہے
کہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے (وفات
پا جاؤں) تو شمع اور صرمہ بن اکوع والی جائیداد اور وہ
غلام جو وہاں ہیں اور خیر (کی غنیمت سے حاصل ہونے)
والے سو حصے اور اس میں جو غلام ہیں اور وہ سو حصے جو

فِیْهِ . زَادَ عَنْ بَشْرِ قَالَ : وَقَالَ مُحَمَّدٌ : غَيْرَ
مُتَأْتِلٍ مَالًا .

۲۸۷۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ
الْمُهَرِّبِيُّ قَالَ : أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ :
أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ
صَدَقَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ : نَسَخَهَا لِي
عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ : بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ هَذَا مَا كَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ عُمَرُ فِي تَمْغٍ
فَقَصَّ مِنْ خَبْرِهِ نَحْوَ حَدِيثٍ نَافِعٍ قَالَ :
غَيْرَ مُتَأْتِلٍ مَالًا ، فَمَا عَفَا عَنْهُ مِنْ ثَمَرِهِ ،
فَهُوَ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ . قَالَ : وَسَاقَ
الْقِصَّةَ ، قَالَ : وَإِنْ شَاءَ وَلِيِّي تَمْغٍ اشْتَرَى
مِنْ ثَمَرِهِ رَقِيقًا لِعَمَلِهِ ، وَكَتَبَ مُعَقِّيبٌ ،
وَشَهِدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَرْقَمِ ، بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا أَوْصَى بِهِ عَبْدُ اللَّهِ
عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ، إِنْ حَدَّثَ بِهِ حَدَّثَ أَنَّ
تَمْغًا وَصِرْمَةً بَنَ الْأَكْوَعِ وَالْعَبْدَ الَّذِي فِيهِ
وَالْمِائَةُ سَهْمٍ الَّذِي بَخِيرَ وَرَقِيقَهُ الَّذِي فِيهِ
وَالْمِائَةُ النَّبِيَّ أَطْعَمَهُ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْوَادِي تَلِيهِ
حَفْصَةُ مَا عَاشَتْ ، ثُمَّ بَلَّيَهُ ذُو الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا

۲۸۷۹- تخریج : [حسن] سندہ ضعیف لأن عبد الحمید لم یدرك جدہ عمر (تحفة الأشراف : ۸ / ۸۰) لکنہ وجادة،
وللحدیث شواہد، منها الحدیث السابق .

میت کی طرف سے صدقے سے متعلق احکام و مسائل

أَنْ لَا يُبَاعَ وَلَا يُشْتَرَى، يُنْفَقُهُ حَيْثُ رَأَى مِنَ السَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ وَذِي الْقُرْبَى وَلَا حَرَجَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ إِنْ أَكَلَ أَوْ أَكَلَ أَوْ اشْتَرَى رَقِيقًا مِنْهُ.

حضرت محمد ﷺ نے وادی (قر) میں (اپنے اہل کے) خرچ اخراجات کے لیے چھوڑے ہیں ان کی متولی (ام المؤمنین) حصہ دینا ہوں گی جب تک یہ حیات رہیں۔ ان کے بعد ان کے اہل میں سے صاحب رائے اس کے متولی ہوں گے اور شرط یہ ہے کہ اس جائیداد کو بیچا نہیں جائے گا، خرید نہیں جائے گا۔ متولی اپنی سمجھ کے مطابق سوالیوں، ناداروں اور قربات داروں میں خرچ کرے گا۔ اور اس کے متولی پر کوئی حرج نہیں کہ خود کھائے اور (آنے جانے والے مہمانوں کو) کھلائے یا غلام خریدے۔

غلام خریدے۔

فوائد و مسائل: ① دینی اور دنیاوی امور میں مشورہ کرنا ایک پسندیدہ اور مستحب عمل ہے اور اس کے لیے اصحاب علم و تقویٰ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ② وقف کی تعریف یہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمادی کہ ”اصل مال کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کی آمدنی کو صدقہ کر دیا جائے۔“ اصل مال اور اس کے متولی کے متعلق واضح شرطوں کا تعین کر دینا بھی لازمی ہے۔ ③ قیمتی مال کا وقف کرنا اور صدقہ کرنا از حد افضل عمل ہے تاکہ موت کے بعد دیر تک عمل خیر جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران: ۹۲/۳) ”تم جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہیں کرو گے نیکی (کا اعلیٰ مقام) نہیں پاسکو گے۔“ ④ متولی کے لیے ضروری ہے کہ دیندار، متقی اور محتفی ہو۔ حیلے بہانے سے مال ضائع کرنے اور کھانے کھلانے والا نہ ہو۔ اس کا اپنی ذات اور آنے جانے والے مہمانوں پر دستور کے موافق خرچ کرنا اس کا بنیادی حق ہے۔ ⑤ وصیت اور وقف نامہ تحریر ہونا چاہیے جس پر گواہ بھی ہوں تاکہ بے جا تصرف اور ضیاع سے حتی الامکان حفاظت رہے۔

(المعجم ۱۴) - باب مَا جَاءَ فِي

الْصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ۱۴)

باب ۱۴- میت کی طرف سے صدقے

کا بیان

۲۸۸۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان جب فوت ہو جاتا ہے

تو تین صورتوں کے علاوہ اس کے سب عمل منقطع ہو

۲۸۸۰- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ

الْمُؤَدِّنُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ

يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ

۲۸۸۰- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم، ح: ۱۶۳۱ من حديث العلاء به من غير شك.

میت کی طرف سے صدقے سے متعلق احکام و مسائل

جاتے ہیں (اور وہ یہ ہیں): جاری رہنے والا صدقہ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔“

عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَرَاهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ أَشْيَاءَ: مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ».

☀️ فائدہ: تادیر جاری اور باقی رہنے والی اشیاء بطور صدقہ وقف کر جانا جو لوگوں کے لیے خیر کا باعث بنی رہیں، صدقہ جاریہ کہلاتی ہیں۔ جب تک یہ موجود ہیں میت کو ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا باب اور حدیث میں گزرا ہے۔ اس طرح مسجد مدرسہ سرائے کی تعمیر اور رفاہ عام کے کام کر جانا، علم پھیلانا، شاگرد بنا جانا اور کتاب تصنیف و تالیف کرنا یا اس کی اشاعت کرنا وقف کرنا از حد عمدہ کار خیر ہیں۔ اور اولاد کی شرعی بنیادوں پر تربیت سب سے بڑھ کر شاندار صدقہ جاریہ ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا حریص ہونا چاہیے۔



باب: ۱۵- میت کی وصیت کے بغیر ہی

اس کی طرف سے صدقہ کرنا

(المعجم ۱۵) - باب مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ

عَنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ يَتَصَدَّقُ عَنْهُ (التحفة ۱۵)

۲۸۸۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ اچانک وفات پا گئی ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی (اور اسے موقع ملتا) تو وہ ضرور کوئی صدقہ کر جاتی اور کوئی عطیہ دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی طرف سے کفایت ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! تم اس کی طرف سے صدقہ کرو۔“

۲۸۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُمِّي أَفْطَلَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ لَا ذَلِكَ لَتَصَدَّقْتُ وَأَعْطُتُ، أَفْتَجْزِيءُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ، فَتَصَدَّقِي عَنْهَا».

۲۸۸۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص (حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے

۲۸۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ

۲۸۸۱- تخریج: [صحیح] * حماد هو ابن سلمة، وأصله عند البخاري، ح: ۱۳۸۸، ومسلم، ح: ۱۰۰۴ بعد حدیث: ۱۳۳۰ من حدیث هشام عن أبيه * أن رجلاً قال... الخ .

۲۸۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب: إذا وقف أرضاً ولم يبين الحدود فهو جائز وكذلك الصدقة، ح: ۲۷۷۰ من حدیث روح بن عبادہ به .

کافر کی وصیت اور میت کے قرض سے متعلق احکام و مسائل

قال: أخبرنا عمرو بن دينار عن عكرمة، عن ابن عباس: أن رجلاً قال: يا رسول الله! إن أمه توفيت أعتقها إن تصدقت عنها؟ قال: «نعم»، قال: فإن لي مخرفاً، وإنني أشهدك أنني قد تصدقت به عنها.

اللہ کے رسول! میری والدہ وفات پا گئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تو اس نے کہا: ”میرا ایک کھجوروں کا باغ ہے تو آپ گواہ رہیں کہ میں نے اسے اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا ہے۔“

🌞 فائدہ: ”ایصال ثواب“ کی یہی صورتیں جائز اور مشروع ہیں کہ اولاد اپنے مرحوم والدین کے لیے دعائیں کرتی رہے اور اس کی طرف سے مال خرچ کرے خواہ انہوں نے وصیت نہ بھی کی ہو۔ حج کرنا بھی انہی اعمال میں شامل ہے جیسے کہ گزشتہ حدیث: ۲۸۷۷ میں گزرا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا کتابچہ ”ایصال ثواب اور قرآن خوانی“ شائع کردہ دارالسلام)

باب: ۱۶- کافروں کی وصیت پر عمل کیا جائے یا نہ؟ جبکہ وارث مسلمان ہو گیا ہو

(المعجم ۱۶) - باب ما جاء في وصية الحربى يسلم وليه أيلزمه أن ينفذها (التحفة ۱۶)

۲۸۸۳- عمرو بن شعيب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو گردنیں (غلام) آزاد کیے جائیں۔ چنانچہ اس کے بیٹے ہشام رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف سے پچاس غلاموں کو آزاد کیا۔ پھر اس کے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف سے باقی پچاس غلاموں کو آزاد کرنا چاہا تو کہا: میں (پہلے) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں، تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ نے سو گردنیں آزاد کرنے کی وصیت کی ہے اور (میرے بھائی) ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور پچاس اس

۲۸۸۳- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ، فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِينَ رَقَبَةً، فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرُو أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَّةَ، فَقَالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبِي أَوْصَى بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ، وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِينَ وَبَقِيَ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً،

۲۸۸۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۶/ ۲۷۹ من حديث العباس بن الوليد، وأحمد: ۲/ ۱۸۱ من حديث عمرو بن شعيب به .

کافر کی وصیت اور میت کے قرض سے متعلق احکام و مسائل کے ذمے باقی ہیں۔ تو کیا میں اس کی طرف سے آزاد کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کو پہنچ جاتا۔“

أَفَأَعِتِقُ عَنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمُ عَنْهُ، أَوْ تَصَدَّقْتُمُ عَنْهُ، أَوْ حَجَّجْتُمُ عَنْهُ، بَلَغَهُ ذَلِكَ».

☀️ فائدہ: ایصالِ ثواب یا وصیت کا فائدہ صرف مسلمان کو ہوتا ہے کافر کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی وصیت پر عمل کرنا مسلمان کے لیے کوئی ضروری نہیں ہے۔ اور جو شخص چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کے عزیزوں کی دعائیں اور خیرات و ثواب اسے پہنچتا رہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی ایمان والی بنائے۔

باب: ۱۷- کوئی شخص مقرض فوت ہوا اور مال چھوڑ گیا تو وارث قرض خواہوں سے مہلت مانگے اور نرمی چاہے

(المعجم ۱۷) - باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ وَفَاءٌ يُسْتَنْظَرُ غَرْمَاؤُهُ وَيُرْفَقُ بِالْوَارِثِ (التحفة ۱۷)

۲۸۸۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے والد (حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ) فوت ہو گئے اور ان کے ذمے ایک یہودی کا تیس سو قرض تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس سے مہلت طلب کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تاکہ یہودی کے ہاں اس کی سفارش فرمادیں پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہودی سے بات کی کہ اس قرض کے بدلے کھجور کا پھل لے لو مگر وہ نہ مانا رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ مہلت دے دو تو تو بھی اس نے انکار کیا۔ اور حدیث بیان کی۔

۲۸۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ شُعَيْبَ بْنَ إِسْحَاقَ حَدَّثَهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَاهُ تُوْفِّي وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسَقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبَى، فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ عَلَيْهِ، فَأَبَى عَلَيْهِ، وَكَلَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُنْظِرَهُ فَأَبَى، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

☀️ فوائد و مسائل: ① میت کا قرضہ اولین فرصت میں ادا کرنا چاہیے مگر حسب احوال مہلت لینے میں کوئی حرج نہیں اور مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ حتی الامکان نرمی کا معاملہ کرے۔ اور اس قسم کے معاملات میں سفارش کرنا بھی مستحب ہے۔ ② صحیح بخاری میں اس حدیث کا مضمون کچھ اس طرح ہے: ”حضرت جابر بن

۲۸۸۴- تخریج: أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا قاص أو جازفه في الدين تمرًا بتمر أو غيره، ح: ۲۳۹۶ من حديث هشام بن عروة به.

عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد احد میں شہید ہو گئے اور چھ بیٹیوں کے ساتھ ساتھ بہت سا قرض بھی چھوڑ گئے۔ جب کھجوریں کاٹنے کا موسم آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں آپ تشریف لائیں تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (اور مطالبے میں سختی نہ کریں)۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنا تمام پھل ایک جانب ڈھیر کر دو۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا اور پھر آپ کو بلا لایا۔ جب ان لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو مجھے غضبناک تیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ جب آپ نے ان کے تیور دیکھے تو آپ نے سب سے بڑے ڈھیر کے ارد گرد تین چکر لگائے اور پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ”اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔“ چنانچہ میں ان کے لیے کھجوریں بھرتا اور ناپتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی امانت (قرض) ادا کر دی۔ اور اللہ کی قسم! میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کی امانت (قرض) پوری کرادے خواہ میں اپنی بہنوں کے لیے ایک دانہ بھی نہ لے جاؤں۔ چنانچہ اللہ کی قسم! وہ سب ڈھیر اسی طرح محفوظ رہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ڈھیر جس پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے اس میں سے ایک دانہ بھی کم نہیں ہوا تھا۔“ (صحیح البخاری، الوصایا، حدیث: ۲۷۸۱)

اس حدیث میں بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حقوق العباد کے معاملے میں انتہائی حساس تھے۔ اور پھر اللہ عزوجل بھی اپنے بندوں کی عزتوں کو کس پر اسرار انداز میں محفوظ فرماتا ہے اور ان کے رزق میں واضح برکت ڈال دیتا ہے بشرطیکہ ایمان و عمل میں اخلاص ہو اور ایک اللہ ہی پر توکل ہو۔ جَعَلْنَا اللَّهُ مِنْهُمْ آمِنِينَ۔ ۵) وقن کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک وقن ساٹھ صاع کا اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے اس حساب سے ایک وقن تقریباً 3 من اور 30 کلو ہوا اور 30 وقن کا وزن تقریباً 112 من اور 20 کلو ہوا۔ واللہ اعلم



وراثت کے احکام و مسائل

✽ ”فرائض“ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: [فرائض، فريضة] کی جمع ہے جس کے معنی ہیں؛ مقرر کیا ہوا، اندازہ لگایا ہوا، حساب کیا ہوا۔ اصطلاح میں ”فرائض“ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: «عِلْمٌ يُعْرِفُ بِهِ مَنْ يَرِثُ وَمَنْ لَا يَرِثُ وَمِقْدَارُ مَا لِكُلِّ وَارِثٍ» ”فرائض سے مراد وہ علم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کون وارث ہے، کون وارث نہیں اور ہر وارث کا کیا حق ہے۔“

وراثت کی تقسیم کو ”فرائض“ کا نام اس لیے دیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے اسے فرائض کہا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ﴾ (۱۲/۱۳) اور ارشاد نبوی ہے: [تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ] یا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر احکامات مثلاً نماز، روزہ، حج یا زکوٰۃ وغیرہ کے برعکس وراثت کے احکام میں تفصیلات خود بیان فرمائی ہیں، ہر حقدار کا حصہ مقرر فرما دیا ہے اس لیے اسے فرائض یعنی مقدار اور مقرر کیے ہوئے حقوق کہا جاتا ہے۔

✽ وراثت کی مشروعیت: اسلام کے انسانیت پر بے شمار احسانات میں سے ایک وراثت کی تقسیم کے

عادلانہ قواعد و ضوابط بھی ہیں، اسلام سے قبل طاقت اور قوت ہی سکہ رائج الوقت تھا۔ لہذا طاقتور تمام آبائی جائیداد کے وارث بنتے جبکہ کمزور و ناتواں افراد خصوصاً عورتیں اس سے بالکل محروم رکھے جاتے۔ جیسا کہ ابتدائے اسلام میں بھی ایسے واقعات رونما ہوئے۔ پھر پروردگار عالم نے انسانیت پر خصوصی رحمت کرتے ہوئے وراثت کی تقسیم کے قوانین نازل فرما کر اس قدیم ظلم کا خاتمہ فرمادیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (النساء: ۷/۳) ”جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی یہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے حصے ہیں۔“ نیز ضعیف و کمزور بچوں کے بارے میں فرمایا: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ الْإُنثَىٰ﴾ (النساء: ۱۱/۳) ”اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔“

✽ وراثت کی شرائط اسباب اور موانع: اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، اپنے حق کے حصول کیلئے چند شرائط ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے، چند اسباب ہیں جن کے بغیر حقدار بننے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور چند رکاوٹیں ہیں جو کسی حقدار کو اس کے حق کی وصولی میں مانع ہیں، ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

شرائط: ① میت (مورث) کی موت کا یقینی علم ہونا۔ ② وارث کا اپنے مورث کی موت کے وقت زندہ ہونا۔ ③ وراثت کے موانع کا نہ پایا جانا۔

اسباب: وراثت کے حصول کے لیے درج ذیل تین اسباب ہیں:

✽ نسبی قرابت: جیسے باپ، دادا، بیٹا، پوتا وغیرہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَّ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾ (النساء: ۳۳/۳) ”ہر مال میں جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں، ہم نے حقدار مقرر کر دیے ہیں۔“

✽ مسنون نکاح: کسی عورت اور مرد کا مسنون نکاح بھی ان کے ایک دوسرے کے وارث بننے کا سبب ہے، خواہ اس نکاح کے بعد عورت کی رخصتی اور مرد سے غلط صحیحہ ہو یا نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ-----تُوصُونَ بِهَا أَوْ دِينٌ﴾ (النساء: ۱۲/۳)



وراثت کے احکام و مسائل

۱۸- کتاب الفرائض

✽ **ولاء:** غلام کو آزاد کرنے والا اپنے غلام کا وارث بنتا ہے اور اگر آزاد کرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو تو آزاد ہونے والا غلام اس کا وارث بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ] ”یقیناً ولاء (وراثت کا حق) اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا۔“ (صحیح بخاری، الفرائض، باب الولاء لمن أعتق، ومیراث اللقیط، حدیث: ۶۷۵۲)

✽ **موانع:** درج ذیل امور وارث کو اس کے حق سے محروم کر دیتے ہیں:

۱۔ قتل: اگر وارث اپنے مورث کو ظلماً قتل کر دے تو وہ وارث نہیں رہتا۔

۲۔ کفر: کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر رشتہ دار کا وارث نہیں بنتا۔

۳۔ غلامی: غلام وارث نہیں ہوتا کیونکہ وہ خود کسی کی ملکیت ہوتا ہے۔

۴۔ زنا: حرامی اولاد اپنے زانی باپ کی وارث نہیں بنتی۔

۵۔ لعان: لعان کی صورت میں جدائی کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

۶۔ وہ بچہ جو پیدائش کے وقت چیخ وغیرہ نہ مارے یعنی اس میں زندگی کے آثار نہ ہوں تو وہ بھی وارث نہیں بنتا۔

۲۸۸۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ يَعْنِي الدَّسْتَوَائِيَّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سَبْعُ أَخَوَاتٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَفَتَحَ فِي وَجْهِهِ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا أُوصِي لِأَخَوَاتِي بِالثُّلُثِ؟ قَالَ: «أَحْسِنُ»، قُلْتُ: الشُّطْرُ؟ قَالَ: «أَحْسِنُ»، ثُمَّ خَرَجَ وَتَرَكَنِي فَقَالَ: «يَا جَابِرُ! لَا أُرَاكَ مَيِّتًا مِنْ وَجَعِكَ هَذَا؟ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْزَلَ فَبَيِّنَ الَّذِي لِأَخَوَاتِكَ، فَجَعَلَ لَهُنَّ الثَّلَاثِينَ». قَالَ: فَكَانَ جَابِرٌ يَقُولُ: أَنْزَلَتْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ۱۷۶].



..... کلالہ کی وراثت سے متعلق احکام ومسائل

۲۸۸۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہو گیا اور میری سات بہنیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ نے میرے چہرے پر پھونک ماری (دم کیا) تو مجھے افاقہ ہو گیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی بہنوں کے لیے تہائی مال کی وصیت نہ کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ”احسان کر۔“ میں نے کہا: آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: ”احسان کر۔“ پھر آپ تشریف لے گئے اور مجھے چھوڑ دیا اور فرمایا: ”اے جابر! میں نہیں سمجھتا کہ تم اس بیماری سے وفات پاؤ گے اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے اور تیری بہنوں کا حق بیان فرما دیا ہے ان کیلئے دو تہائی خاص کیا ہے۔“ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ آیت کریمہ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔

۲۸۸۸- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: آخری آیت جو نازل ہوئی کلالہ کے بارے میں ہے ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.....

۲۸۸۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْكَلَالَةِ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ۱۷۶].

🌞 فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آخری آیت جو نبی ﷺ پر نازل ہوئی وہ سود کے متعلق تھی جبکہ اس حدیث میں کلالہ کی آیت کا ذکر ہے۔ تو ان میں کوئی تعارض نہیں اس طرح کہ دونوں آیتیں اپنے اپنے موضوع میں آخری ہیں۔

۲۸۸۷- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۷۲ عن كثير بن هشام به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ۶۳۲ من حديث هشام الدستوائي به * أبو الزبير عن عمن، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۲۸۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾... الخ، ح: ۴۶۰۵، ومسلم، الفرائض، باب آخر آية أنزلت آية الكلاله، ح: ۱۶۱۸ من حديث شعبه به.

صلیٰ اولاد کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

۲۸۸۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ آپ سے ”کلالہ“ کے بارے میں فتوہ چاہتے ہیں تو اس ”کلالہ“ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے (اس کی توضیح میں) فرمایا: ”تجھے وہ آیت کافی ہے جو گرمی کے موسم میں نازل ہوئی ہے۔“ (راوی ابو بکر کہتے ہیں) میں نے ابوالفتح سے کہا: (کیا کلالہ وہ نہیں کہ) جو فوت ہو جائے اور نہ اولاد چھوڑ جائے اور نہ والد؟ انہوں نے کہا: علماء ایسے ہی کہتے ہیں۔

۲۸۸۹- حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَسْتَفْتُونَكَ فِي الْكَلَالَةِ فَمَا الْكَلَالَةُ؟ قَالَ: «تَجُرُّكَ آيَةُ الصَّيْفِ». قُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ: هُوَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَلَدًا وَلَا وَلَدًا. قَالَ: كَذَلِكَ، ظَنُّوا أَنَّهُ كَذَلِكَ.

فائدہ: [کلالہ] کا ذکر سورہ نساء میں دو جگہ ہے۔ ایک آیت نمبر ۱۲ میں: ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةً وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الشُّدُّنُ﴾ (النساء: ۱۲) یہ آیت سردیوں میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ سورہ نساء کی آخری آیت جس کا ذکر اوپر کی احادیث میں ہوا ہے گرمیوں میں نازل ہوئی۔ سورہ نساء کی آیت کریمہ (۱۷۶) میں ”کلالہ“ اسے کہا گیا ہے کہ جس کی اولاد نہ ہو اور بہن بھائی موجود ہوں۔ جبکہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلالہ اسے کہتے ہیں جس کی اولاد نہ ہو اور والد بھی نہ ہو۔ تو یہ اضافہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے ماخوذ ہے کہ ان کے بارے میں جب یہ آیت اتری تو نہ ان کی اولاد تھی اور نہ والد۔ اور یہ مثال ہے کہ احادیث قرآن مجید کی توضیح و تبیین کرتی اور بعض اوقات اس پر اضافہ بھی بیان کرتی ہیں۔ (خطابی)

باب ۴- صلیٰ اولاد کی وراثت کا بیان

(المعجم ۴) - باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الصُّلْبِ (التحفة ۴)

۲۸۹۰- ہزبل بن شریحیل اودی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابو موسیٰ اشعری اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ ایک شخص فوت ہوا، ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن چھوڑ گیا۔ (اس

۲۸۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلِ الْأَوْدِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى

۲۸۸۹- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة النساء، ح: ۳۰۴۲ من حديث أبي بكر ابن عباس به، وهو ضعيف، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۱۶۱۷ وغيره.

۲۸۹۰- تخریج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث ابنة ابن مع ابنة، ح: ۶۷۳۶ من حديث أبي قيس الأودي به.

کی میراث کیونکر تقسیم ہو؟) ان دونوں نے کہا: بیٹی کے لیے آدھا ہے اور حقیقی بہن کے لیے بھی آدھا۔ پوتی کو انہوں نے محروم ٹھہرایا۔ اور (کہا کہ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ (اور ان سے بھی پوچھ لو) وہ ہماری تصدیق و تائید کریں گے۔ چنانچہ وہ آدمی ان کے پاس گیا اور مذکورہ مسئلہ پوچھا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کا جواب بھی بتایا۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: (اگر میں بھی یہی جواب دوں) تب تو میں گمراہ ہو گیا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوا میں وہ فیصلہ دیتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا کہ اس کی بیٹی کے لیے آدھا اور پوتی کے لیے ایک حصہ (چھٹا حصہ) ہے دو تہائی کی تکمیل کے لیے اور باقی ماندہ (ایک تہائی) وہ حقیقی بہن کے لیے ہے۔

أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ، فَسَأَلَهُمَا عَنْ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ، فَقَالَا: لَا بَنَتَهُ النَّصْفُ وَلِلْأُخْتِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ النَّصْفُ - وَلَمْ يُورَثَا بَنَتَ الْإِبْنِ شَيْئًا - وَابْنُ ابْنٍ مَسْعُودٌ فَإِنَّهُ سَيَبْعُنَا، فَأَتَاهُ الرَّجُلُ، فَسَأَلَهُ، وَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهِمَا. فَقَالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، وَلَكِنِّي سَأَفْضِي فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: لَا بَنَتَهُ النَّصْفُ، وَلَا بَنَتَ الْإِبْنِ سَهْمٌ تَكْمِلَةُ الثَّلَاثِينَ، وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ.

فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب آیت میراث میں مذکور ہے: ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلَاثًا مَّتَرَكًا.....﴾ (النساء: ۱۱) ”اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں ترکہ سے دو تہائی ملے گا۔“ لہذا ایک لڑکی کو نصف دینے کے بعد پوتی کو صرف چھٹا حصہ ملے گا۔ یوں دونوں مل کر دو لڑکیوں کی جگہ پر کر دیں گی۔ ② صلی اولاد سے مراد بیٹی پوتا اور پوتی ہیں۔

۲۸۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ ایک انصاری عورت کے ہاں پہنچے جو مقام اسواف (حد و حرم مدینہ) میں رہائش پذیر تھی تو یہ عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جِئْنَا امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْأَسْوَافِ فَجَاءَتِ الْمَرْأَةُ

۲۸۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ ایک انصاری عورت کے ہاں پہنچے جو مقام اسواف (حد و حرم مدینہ) میں رہائش پذیر تھی تو یہ عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول!

۲۸۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث البنات، ح: ۲۰۹۲، وابن ماجه، ح: ۲۷۲۰ من حديث ابن عقيل به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ۳۳۳/۴، ۳۳۴، ووافقه الذهبي * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ۱۲۶.

یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں جو آپ کی معیت میں تھیں اور احد میں شہید ہوئے۔ ان کے چچا نے ان کا سارا مال اور ساری وراثت لے لی ہے اور ان کے لیے کوئی مال نہیں چھوڑا حتیٰ کہ سب پر قبضہ کر لیا ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ کیا فرماتے ہیں؟ اللہ کی قسم! (اس طرح تو) ان کا کبھی نکاح نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے پاس کچھ مال نہ ہو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس میں فیصلہ فرما دے گا۔“ اور پھر سورۃ النساء کی آیت: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ.....﴾ نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کو اور اس کے دیور کو میرے پاس بلاؤ۔“ تو آپ نے لڑکیوں کے چچا سے کہا: ان دونوں لڑکیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور باقی تمہارا ہے۔“

بِابْتِسَانٍ لَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَاتَانِ بِنَاتَا ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ قُتِلَ مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدْ اسْتَفَاءَ عَمُّهُمَا مَالَهُمَا وَمِيرَاثُهُمَا كُلُّهُ وَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا إِلَّا أَخَذَهُ، فَمَا تَرَى يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَوَاللَّهِ! لَا تُشْكِحَانِ أَبَدًا إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُقْضَى اللَّهُ فِي ذَلِكَ». قَالَ وَنَزَلَتْ سُورَةُ النَّسَاءِ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ الآية [النساء: ١١]. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ادْعُوا لِي الْمَرْأَةَ وَصَاحِبَهَا»، فَقَالَ لِعَمُّهُمَا: «أَعْطِيهِمَا الثَّلَاثَيْنِ وَأَعْطِ امَّهُمَا الثَّمَنَ وَمَا بَقِيَ فَلَكُمْ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں بشر (بن مفضل) نے غلطی کی ہے۔ یہ لڑکیاں سعد بن ربیع رحمہ اللہ کی بیٹیاں تھیں۔ جبکہ ثابت بن قیس کی شہادت یمامہ کے موقع پر ہوئی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَخْطَأَ بِشْرُ فِيهِ، إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ. وَنَائِثُ بْنُ قَيْسٍ، قُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ.

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ اور مزید فرمایا ہے کہ یہ لڑکیاں طابت بن قیس کی نہیں ہیں بلکہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تھیں جیسا کہ آگے آنے والی روایت میں بھی یہی ہے کہ مذکورہ لڑکیاں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور اس تقسیم میں اصل مسئلہ ۲۴ سے بنے گا کہ ۱۶ حصے (دو تہائی) بیٹیوں کے ۳ حصے (آٹھواں حصہ) بیوی کا اور باقی ۵ حصے بچا کو ملیں گے۔

۲۸۹۲- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ وَغَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۲۸۹۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! سعد شہید ہو گئے ہیں اور دو بیٹیاں چھوڑ گئے

٢٨٩٢- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٢٢٩/٦ من حديث أبي داود به.

دادی اور نانی کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ امْرَأَةً سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ سَعْدًا هَلَكَ وَتَرَكَ ابْنَتَيْنِ وَسَاقَ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا هُوَ أَصَحُّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔

☀️ فائدہ: سورۃ النساء کی آیت: ۱۱-۱۲ میں یہی ہے کہ ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اِثْنَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ﴾ اگر لڑکیاں ہی ہوں دو سے زیادہ تو انہیں ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا۔ اور بیوی کے بارے میں ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّلُثُ مِمَّا تَرَكَتُمْ﴾ اگر تمہاری اولاد ہو تو بیویوں کے لیے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔

۲۸۹۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَنْبَسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَسَّانَ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَرَثَ أَخْتًا وَابْنَةً، فَجَعَلَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا النِّصْفَ وَهُوَ بِالْيَمَنِ وَنَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ حَيٌّ.

۲۸۹۳- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک بہن اور ایک بیٹی کو میت کا وارث بنایا اور ہر ایک کو آدھا آدھا دیا جبکہ حضرت معاذ ان دونوں یمن میں تھے اور رسول اللہ ﷺ باحیات تھے۔

☀️ فائدہ: بہنیں بیٹیوں کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر (ہر وہ مؤنث جو کسی دوسری مؤنث کی وجہ سے عصبہ بنے، اس میں صرف حقیقی بہن اور پدری بہن آتی ہے جب بیٹی یا پوتی ساتھ مل کر آئے۔) ہو جاتی ہیں۔ بیٹی اور بہن ایک ایک ہوں تو نصف نصف ملے گا۔ بیٹی کو وراثت سے نصف ملے گا اور بہن کو عصبہ ہونے کی بنا پر نصف مل جائے گا۔ اور اگر بیٹیاں دو یا زائد ہوں تو دو تہائی کے بعد باقی بہن یا بہنوں کو ملے گا۔

(المعجم ۵) - بَابُ فِي الْجَدَّةِ (باب ۵: دادی اور نانی کی وراثت کا بیان)

۲۸۹۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

۲۸۹۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث البنات، ح: ۶۷۳۴ من طريق آخر عن الأسود بن يزيد به.

۲۸۹۴- تخریج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الجدة، ح: ۲۷۲۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۱۳/۲، ورواه الترمذي، ح: ۲۱۰۱ من طريق آخر عن قبيصة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۵۹، وابن حبان، ح: ۱۲۲۴، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۳۸/۴، ووافقه الذهبي، ۴۴.

دادی اور نانی کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ ایک (میت کی) ”نانی“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، وہ اپنا حق وراثت طلب کر رہی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی کتاب میں تیرا کوئی حصہ (مذکور) نہیں ہے اور نہ مجھے نبی ﷺ کی سنت سے کچھ معلوم ہے۔ تم لوٹ جاؤ حتیٰ کہ میں لوگوں سے پوچھ لوں۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں (صحابہ) سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا تو آپ نے اسے (نانی کو) چھٹا حصہ دیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اس خبر کے سلسلے میں تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے اسی طرح کہا جیسے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نانی کو یہ حصہ دیا۔ پھر ایک اور ”دادی“ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی وہ اپنا حق وراثت طلب کر رہی تھی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی کتاب میں تمہارا کوئی حق (مذکور) نہیں۔ اور جو فیصلہ اس سے پہلے ہوا ہے وہ دوسری (نانی) کے لیے تھا اور میں حقوق وراثت میں کچھ نہیں بڑھا سکتا لیکن وہ چھٹا حصہ ہی ہے۔ اگر تم دونوں (نانی اور دادی) جمع ہو جاؤ تو یہ حصہ تم دونوں کے مابین ہوگا۔ اور جو تم میں سے کوئی اکیلی ہو (دادی ہو نانی نہ ہو یا نانی ہو دادی نہ ہو) تو یہ چھٹا حصہ پورے کا پورا لے گی۔

🌟 فائدہ: اس روایت کی بعض حضرات نے تضعیف کی ہے۔ لیکن مسئلہ یوں ہی ہے کہ جدہ کا لفظ نانی اور دادی دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور ان کا حصہ چھٹا ہی ہوتا ہے۔

۲۸۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
ابن أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ:
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ أَبُو الْمُنِيبِ الْعَتَكِيُّ عَنْ
ابن بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ
لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ تَكُنْ دُونَهَا أُمًّا.

۲۸۹۵- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی ﷺ نے جدہ (دادی ثانی) کے لیے چھٹا حصہ مقرر
کیا تھا۔ لیکن جب اس سے پہلے (ورے) ماں نہ ہو۔

🌞 فائدہ: سند ضعیف ہے۔ اور مسئلہ یہی ہے کہ ماں دادی اور ثانی کے لیے حاجب ہے (ان کو وراثت کے حق سے
محروم کر دیتی ہے۔)

(المعجم ۶) - باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ
الْجَدَّةِ (التحفة ۶)

باب: ۶- دادا کی وراثت کا بیان

۲۸۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ:
أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ
عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ
فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ ابْنِي مَاتَ فَمَا لِي مِنْ مِيرَاثِهِ؟
قَالَ: «لَكَ السُّدُسُ»، فَلَمَّا أَذْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ:
«لَكَ سُدُسٌ آخَرُ»، فَلَمَّا أَذْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ: «إِنَّ
السُّدُسَ الْآخَرَ طُعْمَةٌ».

۲۸۹۶- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس
نے کہا: میرا پوتا فوت ہو گیا ہے تو میرے لیے اس کی
وراثت میں سے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے
چھٹا حصہ ہے۔“ جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے
اسے بلایا اور فرمایا: ”تیرے لیے ایک اور چھٹا حصہ بھی
ہے۔“ جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے اسے بلایا
اور فرمایا: ”یہ دوسرا چھٹا حصہ تحفہ ہے۔“

قَالَ قَتَادَةُ: فَلَا يَذْرُونَ مَعَ أَيِّ شَيْءٍ
وَرَثَتُهُ، قَالَ قَتَادَةُ: أَقَلُّ شَيْءٍ وَرِثَ الْجَدَّةُ
السُّدُسَ.

قَتَادَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا: لوگ نہیں جان سکے کہ کس چیز
کے ساتھ اسے وارث بنایا۔ قَتَادَةُ نے (یہ بھی) کہا: دادا کا
کم از کم حصہ وراثت چھٹا ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت سند ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے کہ بالفرض اگر مرنے والے کے وارث دادا اور دو

۲۸۹۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۳۳۸ من حديث أبي المنيب به، وصححه ابن
الجارود، ح: ۹۶۰.

۲۸۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ما جاء في ميراث الجد، ح: ۲۰۹۹ من
حديث همام به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۶۱ * قتادة والحسن عننا، وللحديث طرق
ضعيفة، انظر مسند الحميدي (بتحقيقي)، ح: ۸۳۵، ۸۳۶.

بیٹیاں ہوں تو دادا کو چھٹا حصہ بیٹیوں کو دو تہائی ۱/۶ اور بقیہ ۱/۶ بھی دادے کو ملے گا۔

۲۸۹۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: أَيْكُمْ يَعْلَمُ مَا وَرَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْجَدُّ؟ قَالَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ: أَنَا، وَرَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السُّدُسَ، قَالَ: مَعَ مَنْ؟ قَالَ: لَا أَذْرِي، قَالَ: لَا دَرَيْتَ فَمَا تُغْنِي إِذَا.

۲۸۹۷- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کوئی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دادا کو کیا وراثت دی تھی؟ تو حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ دیا تھا۔ انہوں نے پوچھا: کس کے ساتھ؟ کہا: مجھے نہیں معلوم۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے نہیں جانا (تمہارا ادھوری بات بتانے کا) کیا فائدہ؟

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ (التحفة ۷)

باب: ۷- عصبات کی وراثت کا بیان

فائدہ: عصبہ کے لغوی معنی مضبوط کرنے اور جوڑنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی ہیں میت کے وہ قریبی رشتہ دار جن کے حصے متعین نہیں ہیں بلکہ اصحاب الفرائض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں تمام ترکہ کے وارث بنتے ہیں۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں ① عصبہ نسبی: جو خوئی رشتے کی وجہ سے عصبہ بنتے ہیں۔ ② عصبہ سببی: یعنی آزاد کردہ غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا مالک اس کا وارث ہوگا۔

۲۸۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ - وَهَذَا حَدِيثٌ مَخْلَدٍ وَهُوَ أَشْبَعُ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَقْسِمُ الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى ذَكَرٍ».

۲۸۹۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جن لوگوں کے حصے مقرر ہیں ان کے درمیان مال کو اسی طرح تقسیم کرو جیسے کتاب اللہ میں ہے اور ان سے جو بچ رہے تو وہ قریب ترین مرد کا حق ہے۔“

۲۸۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب فرائض الجد، ح: ۲۷۲۳ من حديث يونس، وسنده ضعيف، وقال المنذري: "حديث الحسن عن عمر منقطع"، والحدیث السابق، ح: ۲۸۹۵ يغني عنه.

۲۸۹۸- تخریج: أخرجه مسلم، الفرائض، باب: ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر، ح: ۱۶۱۵ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأمه، ح: ۶۷۳۲ من حديث ابن طاووس به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۱۹۰۰۴.

☀️ فائدہ: شریعت نے جن کے حصے مقرر کر دیے ہیں انہیں ”اصحاب الفروض اور اہل الفرض“ کہتے ہیں۔

(المعجم ۸) - بَابٌ فِي مِيرَاثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ (التحفة ۸)

باب: ۸- ذوی الارحام کی وراثت کا بیان

☀️ فائدہ: میت کے وہ تمام تعلق دار جو اصحاب الفروض یا عصبہ نہیں ہوتے انہیں ”ذوی الارحام“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی بیٹیوں کی اولاد پوتیوں، بہنوں، نانا، نانی اور مادری بھائیوں کی اولاد وغیرہ۔

۲۸۹۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهُوَزَنِيِّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُحَيْيٍّ، عَنْ الْمُقَدِّمِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلْيَرْثِيهِ» - وَرُبَّمَا قَالَ: «إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ» - «وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيَوْرَثِيهِ، وَأَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، أَعْقِلْ لَهُ وَارِثَهُ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، يَعْقِلْ عَنْهُ وَارِثَهُ».

۲۸۹۹- حضرت مقدم (بن معدیکرب) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی قرضہ یا عیال و اطفال چھوڑ گیا تو وہ میرے ذمے ہیں..... اور کبھی یوں بھی فرمایا..... کہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہیں۔ اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔ اور جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا وارث ہوں اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا اور اس کا وارث بنوں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا اور اس کا وارث بھی بنے گا۔“

۲۹۰۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهُوَزَنِيِّ، عَنْ الْمُقَدِّمِ الْكِنْدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ

۲۹۰۰- حضرت مقدم (بن معدیکرب) کندی رضی اللہ عنہ کا بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ہر مومن کے لیے اس کی اپنی ذات سے بھی قریب تر ہوں جو شخص قرض یا چھوٹی اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے ذمے ہے اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے میں اس کا ولی ہوں جس کا کوئی ولی نہ ہو میں اس کے مال

۲۸۹۹- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ذوي الأرحام، ح: ۲۷۳۸ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۲۵، وابن الجارود، ح: ۹۶۵، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۴۴/۴، وتعبه الذهبي، وله شاهد عند ابن حبان، ح: ۱۲۲۶، وسنده حسن.

۲۹۰۰- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي ۶/ ۲۱۴ من حديث أبي داود به.

کا وارث بنوں گا اور اس کے قیدی چھڑاؤں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا اور کوئی وارث نہ ہو وہ اس کے مال کا وارث ہوگا اور اس کا قیدی چھڑائے گا۔“

ذَيْنَا أَوْ ضَيْعَةً فَإِلَيْنِي، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَأَنَا مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ، أَرِثُ مَالَهُ وَأُفْكُ عَانَهُ، وَالْخَالُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ، يَرِثُ مَالَهُ وَيُفْكُ عَانَهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [الضَّيْعَةُ] کے معنی

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الضَّيْعَةُ مَعْنَاهُ عِيَالٌ.

ہیں عیال۔

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو زبیدی نے عن راشد بن سعد عن ابن عائذ عن مقدمام کی سند سے روایت کیا۔ اور معاویہ بن صالح نے بواسطہ راشد اسے روایت کیا تو (عن کے بجائے) سَمِعْتُ الْمُقْدَمَامَ یعنی میں نے مقدمام سے سنا ہے کہا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ عَائِذٍ، عَنِ الْمُقْدَمَامِ. وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَاشِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُقْدَمَامَ.

۲۹۰۱- صالح بن یحییٰ بن مقدمام اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”میں اس کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا قیدی چھڑاؤں گا اور اس کے مال کا وارث بنوں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ اس کا قیدی چھڑائے گا اور اس کے مال کا وارث بنے گا۔“

۲۹۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَتِيقٍ الدَّمَشَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ حُجْرٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمُقْدَمَامِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، أَفْكُ عُيْنَهُ وَارِثُ مَالِهِ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، يَفْكُ عُيْنَهُ وَيَرِثُ مَالَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ان احادیث میں حکومت اسلامیہ کی اقتصادی پالیسی کا ایک پہلو بیان ہوا ہے کہ وہ اپنی رعیت کی معاشی فلاح و بہبود کی ہر طرح سے ذمہ دار ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی مقررہ مرض مرجعے تو وہ اس کا قرضہ ادا کرے گی۔ بے سہارا چھوٹے بچوں اور بیواؤں کی کفالت کرے گی۔ جبکہ وراثت رشتہ داروں میں تقسیم ہوگی۔ ② ماموں ذوی الارحام میں سے ہے۔ دوسرے وارثوں کے نہ ہونے کی صورت میں وہی وارث ہے اور اسی طرح اگر بھانجے کے ذمے کوئی مالی حقوق آتے ہوں تو وہ ان کی ادا نیکی کا بھی پابند ہے۔ اس میں یہ بھی تعلیم ہے کہ بحیثیت

مسلمان انسان کو اپنے قریبی، بعیدی، کبھی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا معاملہ مضبوط رکھنا چاہیے۔ جیتے جی یہی لوگ اس کے معاون و مددگار اور اس کے پیچھے اس کی اولاد کے کفیل بنتے ہیں۔ ③ اگر کوئی شخص لا وارث ہو تو حکومت اسلامیہ (بیت المال) اس کی وارث ہوگی۔ اور ایسے شخص پر لازم آنے والے مالی حقوق بھی حکومت ادا کرے گی۔ ④ یہ رفاہی اصول مسلمانوں اور مومنوں کے لیے ہیں جو بلا جواز حکومت سے صدقات لینے کے روادار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایمان انسان کے اندر تقویٰ اور طہارت پیدا کرتا ہے۔ اس لیے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان رعایتوں کی وجہ سے لوگ محنت نہیں کریں گے اور حکومت ہی پر بوجھ بن کر رہ جائیں گے۔

۲۹۰۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ایک غلام فوت ہو گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا، اس کی کوئی اولاد اور کوئی رشتہ دار نہ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی وراثت اس کی بستی والوں میں سے کسی کو دے دو۔“

۲۹۰۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، الْمَعْنَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ سُفْيَانَ جَمِيعًا، عَنْ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ مَوْلَى لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدْعُ وَلَدًا وَلَا حَاصِمًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْطُوا مِيرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَرَبَاتِهِ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان رحمہ اللہ کی روایت زیادہ کامل ہے۔ اور مسدد نے کہا: نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا یہاں کوئی اس کے علاقے کا رہنے والا ہے؟“ صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اس کی وراثت اسی کو دے دو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ سُفْيَانَ أَتَمُّ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ أَرْضِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَعْطُوهُ مِيرَاثَهُ.

فائدہ: چونکہ غلام کا مال بیت المال میں جانا تھا اور بیت المال میں سے مسلمان رعیت کی مصالح میں خرچ کیا جاتا ہے اس لیے نبی ﷺ نے اس کی بستی والوں میں سے کسی کو دے دینے کا فرمایا۔ کیونکہ اہل بستی کا آپس میں ایک طرح تعلق ہوتا ہی ہے۔ مگر غنی روشنی اور مادی ترقی کی چکا چونہ نے بڑے شہروں میں بالخصوص یہ تعلقات معدوم کر دیے ہیں۔ العیاذ باللہ.

۲۹۰۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الولاء، ح: ۲۷۳۳ من حديث وكيع به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۱۰۵.

۲۹۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي مِيرَاثَ رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ وَلَسْتُ أَجِدُ أَزْدِيًّا أَذْفَعُهُ إِلَيْهِ، قَالَ: «فَاذْهَبْ فَالْتَمِسْ أَزْدِيًّا حَوْلًا». قَالَ: فَأَتَا بَعْدَ الْحَوْلِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَمْ أَجِدْ أَزْدِيًّا أَذْفَعُهُ إِلَيْهِ. قَالَ: «فَانْطَلِقْ فَانْظُرْ أَوَّلَ خُرَاعِي تَلْقَاهُ فَادْفَعْهُ إِلَيْهِ»، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: «عَلَيَّ الرَّجُلُ»، فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ: «انْظُرْ كُتْرَ خُرَاعَةٍ فَادْفَعْهُ إِلَيْهِ».

۲۹۰۳- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میرے پاس قبیلہ ازد کے ایک آدمی کی میراث ہے اور مجھے کوئی ازدی نہیں ملا کہ اسے دے دوں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ ایک سال تک تلاش کرتے رہو کہ کوئی قبیلہ ازد سے مل جائے۔“ چنانچہ وہ ایک سال کے بعد آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ازدی نہیں ملا کہ اس کے حوالے کر دوں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور بنو خزاعہ کا جو آدمی تمہیں سب سے پہلے ملے یہ اس کے حوالے کر دو۔“ جب اس نے پیٹھ پھیری تو آپ نے فرمایا: ”اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔“ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: ”خزاعہ کا بڑا آدمی دیکھو یعنی جو جد اعلیٰ سے قریب تر ہو۔ تو یہ میراث اس کے حوالے کر دو۔“

۲۹۰۴- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَسْوَدَ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْنَى ابْنِ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَرَ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ خُرَاعَةِ فَاتِي النَّبِيِّ ﷺ بِمِيرَاثِهِ، فَقَالَ: «الْتَمِسُوا لَهُ وَارِثًا أَوْ ذَا رَحِمٍ»، فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ وَارِثًا وَلَا ذَا رَحِمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْطُوهُ الْكَبِيرَ مِنْ خُرَاعَةٍ».

۲۹۰۴- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو خزاعہ کا ایک آدمی فوت ہو گیا تو اس کی میراث نبی ﷺ کے پاس لائی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا کوئی وارث یا ذی رحم تعلق دار تلاش کرو۔“ مگر کوئی وارث یا ذی رحم تعلق دار نہ ملا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مال بنو خزاعہ کے بڑے کو دے دو یعنی جو قبیلہ کے جد اعلیٰ سے قریب تر ہو۔“

۲۹۰۳- تخریج: [مسندہ ضعیف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۳۹۶ من حديث المحاربى به، ولم يذكر فيه سماعاً، وقال النسائي: "جبريل بن أحمد ليس بالقوي، والحديث منكرو"، والعلّة فيه عننة المحاربى فقط، وانظر الحديث الآتى.

۲۹۰۴- تخریج: [ضعیف] أخرجه أحمد: ۵/۳۴۷، والنسائي في الكبرى، ح: ۶۳۹۴ من حديث شريك القاضي به، ولم يذكر سماعاً، وهو معدود في المدلسين.

لعان والی عورت کے بچے کی وراثت کے احکام و مسائل

یحییٰ بن آدم کہتے ہیں: میں نے شریک سے اس حدیث میں ایک باریوں سنا: ”بنو خزاعہ کے سب سے بڑی عمروا لے کو دیکھو۔“

۲۹۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس کا کوئی وارث نہ تھا سوائے ایک غلام کے جس کو اس نے آزاد کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا اس کا کوئی وارث ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں سوائے ایک آزاد کردہ غلام کے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی وراثت اسی کو دے دی۔

باب: ۹- لعان والی عورت کے بچے کی وراثت کا بیان

۲۹۰۶- حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”عورت تین طرح کی وراثت جمع کر لیتی ہے: اپنے غلام کی اس بچے کی جو اسے کہیں سے گرا پڑا مل گیا ہو اور اس بچے کی جس کے بارے میں اس نے (اپنے شوہر سے) لعان کیا ہو۔“

قَالَ يَحْيَى: قَدْ سَمِعْتُهُ مَرَّةً يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: «انْظُرُوا أَكْبَرَ رَجُلٍ مِنْ خَزَاعَةَ».

۲۹۰۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَوْسَجَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا غَلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ لَهُ أَحَدٌ؟» قَالُوا: لَا، إِلَّا غَلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِيرَاثَهُ لَهُ.

(المعجم ۹) - باب مِيرَاثِ ابْنِ الْمَلَاعَةِ (التحفة ۹)

۲۹۰۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ رُوَبَةَ التَّغْلِبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّصْرِيِّ، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمَرْأَةُ تُحْرِرُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيثَ: عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَا عَنَتَ عَلَيْهِ».

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لقیط (گرے پڑے بچے) کے بارے میں اختلاف ہے تاہم غلام اور لعان کردہ

۲۹۰۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب: في ميراث المولى الأسفل، ح: ۲۱۰۶، وابن ماجه، ح: ۲۷۴۱ من حديث عمرو بن دينار به، وقال الترمذي: "حسن" * عوسجة حسن الحديث على الرجوع.

۲۹۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء ما يرث النساء من الولاء، ح: ۲۱۱۵، وابن ماجه، ح: ۲۷۴۲ من حديث محمد بن حرب به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وقال البيهقي: ۲۴۰/۶ "هذا غير ثابت"، وقال ابن عدي في عمر بن روبة: "إنما أنكروا عليه أحاديثه عن عبد الواحد النصري"، وضعفه الجمهور.

بچے کی وہ خود ہی وارث ہوتی ہے۔ لعان کردہ بچے سے مراد وہ بچہ ہے جسے منکوحہ عورت نے جنم دیا ہو لیکن اس کا خاوند اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ اور قاضی کے سامنے گواہوں اور قسموں کے بعد ایک دوسرے پر لعان کریں۔

۲۹۰۷- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ وَمُوسَى بْنُ عَامِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ: حَدَّثَنَا مَكْحُولٌ قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِيرَاثَ ابْنِ الْمَلَأَيْنَةِ لِأُمِّهِ وَلِوَرَثَتِهَا مِنْ بَعْدِهَا.

۲۹۰۷- جناب مکحول رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے لعان والی عورت کے بچے کی میراث اس کی ماں کے لیے مخصوص کی تھی اور بعد ازاں اس عورت کے وارثوں کے لیے ہوگی۔

۲۹۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: أَخْبَرَنِي عَيْسَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۲۹۰۸- عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کی۔

🌟 فائدہ: چونکہ ایسے بچے کا نسب باپ سے منقطع ہونے کے بعد ماں سے لاحق ہو جاتا ہے اس لیے وہی اس کی وارث ہوگی۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ: هَلْ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ؟ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- کیا مسلمان کسی کافر کا وارث ہو سکتا ہے؟

۲۹۰۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ

۲۹۰۹- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کسی کافر کا یا کوئی کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔“

۲۹۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۲۵۹/۶ من حديث أبي داود به، وقال: "حديث مكحول منقطع" فالسند ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند البيهقي وغيره، وكلها ضعيفة.

۲۹۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ۳۱۱۹ من حديث العلاء بن الحارث به، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

۲۹۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، الفرائض، باب: لا يرث المسلم الكافر ولا يرث الكافر المسلم، ح: ۱۶۱۴ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاری، المغازی، باب: أين ركز النبي ﷺ الراية يوم الفتح؟ ح: ۴۲۸۲، ۴۲۸۳ من حديث الزهري به.

النَّبِيِّ ﷺ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ».

۲۹۱۰- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کل کہاں اتریں گے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا بھی ہے؟“ پھر فرمایا: ”ہم خیف بنی کنانہ میں پڑاؤ کریں گے جہاں قریش نے کفر پر قسمیں اٹھائی تھیں۔“ آپ کی مراد وادی مُحَصَّب تھی اور قریشیوں نے اس جگہ بنو ہاشم کے خلاف قسمیں کھائی تھیں کہ ان سے رشتہ ناستا کریں گے نہ کچھ خریدیں بھیں گے اور نہ انہیں پناہ دیں گے۔

۲۹۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ - فِي حَجَّتِهِ - قَالَ: «وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا؟» ثُمَّ قَالَ: «نَحْنُ نَازِلُونَ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ قَاسَمَتِ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ» يَعْنِي الْمُحَصَّبَ وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يُنَاجِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ وَلَا يُؤْوُوهُمْ.



زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”خَيْف“ وادی کا نام ہے۔

قال الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

🌞 فائدہ: ابوطالب کی وفات کے موقع پر عقیل اسلام نہ لائے تھے اس وجہ سے وہی اس کے وارث ہوئے۔ جبکہ حضرت علی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما مسلمان ہو چکے تھے اس لیے وہ اختلاف دین کی وجہ سے اپنے باپ کے وارث نہ بنے۔ اور عقیل جو ہی عبدالمطلب کی جائیداد کے مالک بنے انہوں نے اس کو فروخت کر دیا تھا۔

۲۹۱۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَبِيبِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”وَمُخْتَلَفَ مَلَتُونَ (اور دینوں) والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔“

۲۹۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: إذا أسلم قوم في دار الحرب... الخ، ح: ۳۰۵۸، ومسلم، الحج، باب نزول الحاج بمكة وتورث دورها، ح: ۴۴۰/۱۳۵۱ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۹۸۵۱، ومسنده أحمد: ۲۰۲/۵، ۲۰۳.

۲۹۱۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث أهل الإسلام من أهل الشرك، ح: ۲۷۳۱ من حديث عمرو بن شعيب به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۶۷.

عَمْرُو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى».

فائدہ: اس سے مراد مسلمان اور کافر ہیں۔ جبکہ کفار اپنے مختلف دینوں پر ہوتے ہوئے بھی ایک ملت ہیں اس لیے ان کی آپس میں وراثت چلتی ہے۔ جبکہ امام زہری، ابن ابی لیلیٰ اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے اقوال ہیں کہ یہودی نصرانی کا وارث نہیں۔ مجوسی یہودی کانٹیس وغیرہ۔

۲۹۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَكِيمٍ الْوَاسِطِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ: أَنَّ أَخَوَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، يَهُودِيٍّ وَمُسْلِمٍ فَوَرَّثَ الْمُسْلِمَ مِنْهُمَا، وَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْإِسْلَامُ يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ»، فَوَرَّثَ الْمُسْلِمَ.

۲۹۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

ابن سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدَّبَلِيِّ أَنَّ مُعَاذًا أَتَى بِمِيرَاثِ يَهُودِيٍّ وَارِثُهُ مُسْلِمٌ، فَمَعْنَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۹۱۲- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ۲۰۵/۶، ۲۵۴، ۲۵۵ من حديث أبي فاديه، وقال: "هذا رجل مجهول، فهو منقطع"، فالسند ضعيف من أجل جهالة الرجل.

۲۹۱۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۳۶/۵ عن يحيى القطان به، وصححه الحاكم: ۳۴۵/۴، ووافقه الذهبي * أبو الأسود سمعه من رجل مجهول، انظر الحديث السابق.

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِيمَنْ أَسْلَمَ عَلَى مِيرَاثٍ (التحفة ۱۱)

باب: ۱۱- جو کوئی کسی میراث پر مسلمان ہوا

۲۹۱۲- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ۲۰۵/۶، ۲۵۴، ۲۵۵ من حديث أبي فاديه، وقال: "هذا رجل مجهول، فهو منقطع"، فالسند ضعيف من أجل جهالة الرجل.

۲۹۱۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۳۶/۵ عن يحيى القطان به، وصححه الحاكم: ۳۴۵/۴، ووافقه الذهبي * أبو الأسود سمعه من رجل مجهول، انظر الحديث السابق.

۲۹۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو تقسیم (قبل از اسلام) جاہلیت میں ہو چکی سو ہو چکی (وہ اسی کے مطابق رہے گی) اور جو اسلام قبول کرنے تک نہیں ہوئی وہ اب اسلام کے دستور کے مطابق ہوگی۔“

۲۹۱۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ ذَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْنَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُّ قَسَمٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى مَا قُسِمَ، وَكُلُّ قَسَمٍ أَذْرَكَهُ الْإِسْلَامُ فَإِنَّهُ عَلَى قَسَمِ الْإِسْلَامِ».

🌞 فائدہ: اسلام لے آنے کے بعد جاہلیت کے اعمال کے کوئی معنی نہیں۔ ایسا آدمی جو جاہلیت کے اعمال پر کاربند ہو اس نے یا تو اسلام قبول ہی نہیں کیا یا کیا ہے تو پھر اسلام کو ”دین“ نہیں سمجھا۔ اس لیے واجب ہے کہ عقائد و عبادات کے بعد مالی اور غیر مالی سب معاملات اصول اسلام کے مطابق عمل میں لائے جائیں۔

باب: ۱۲- ولاء کا بیان

(المعجم ۱۲) - بَابُ: فِي الْوَلَاءِ

(التحفة ۱۲)

۲۹۱۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ ایک لونڈی خرید کر آزاد کر دیں تو لونڈی کے مالکوں نے کہا: ہم یہ آپ کو فروخت کر دیتے ہیں، لیکن اس کا ولاء ہمارے لیے رہے گا (اس کی وفات پر اس کا مال ہم لیں گے یا نسبت ولاء ہم سے متعلق رہے گی)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی، تو آپ نے فرمایا: ”(ان کی یہ بات) تیرے لیے کوئی مانع نہیں ہے، کیونکہ ولاء اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔“

۲۹۱۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: قُرِئَ عَلَى مَالِكٍ وَأَنَا حَاضِرٌ قَالَ مَالِكٌ: عَرَضَ عَلَيَّ نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعَقِّقُهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِّعُكِهَا عَلَى أَنْ وَلَاءَهَا لَنَا، فَذَكَرْتُ عَائِشَةَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا يَمْنَعُكَ ذَلِكَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ».

۲۹۱۴- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب قسمة الماء، ح: ۲۴۸۵ من حديث موسى بن داود به، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۹۱۵- [تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا اشترط في البيع شروطًا لا تحل، ح: ۲۱۶۹، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ۱۵۰۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۷۸۱/۲.

🌞 فوائد ومسائل: ① آقا اور اس کی زیر ملکیت غلام کے مابین تعلق [ولاء] کہلاتا ہے۔ غلام کو آزاد کر دینے کے بعد بھی یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ آزاد کرنے والے کو مولیٰ [مُعْتَق] (ت کے نیچے زیر یعنی آزاد کرنے والا) اور آزاد شدہ کو مولیٰ [مُعْتَق] (ت پر زیر یعنی آزاد کیا ہوا) کہتے ہیں اور ان کے مابین نسبت و قرابت کو ولاء کہتے ہیں۔ اور اس تعلق کو کسی طور تبدیل فروخت یا ہبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ② غیر شرعی شرطیں لغو محض ہوتی ہیں اور ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

۲۹۱۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، نے فرمایا: ”ولاء اسی کا حق ہے جو قیمت ادا کرے، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، اور احسان کرے۔“ (آزادی دلائے۔) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْوَلَاءُ لِمَنْ أُعْطِيَ الثَّمَنُ وَوَلِيَ النُّعْمَةُ».

۲۹۱۷- (۱) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو ابن أبي الحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رِثَابَ بْنَ حُذَيْفَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ غِلْمَةٍ فَمَاتَتْ أُمُّهُمُ فَوَرِثُوهَا رِبَاعَهَا وَوَلَاءَ مَوَالِيهَا، وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ غَضَبَةً بَنِيهَا، فَأَخْرَجَهُمْ إِلَى الشَّامِ فَمَاتُوا، فَقَدِمَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمَاتَ مَوْلَى لَهَا وَتَرَكَ مَالًا لَهُ فَخَاصَمَهُ إِخْوَتُهَا إِلَى عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عَمْرُو: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ أَوْ الْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصْبَتِهِ مَنْ كَانَ» قَالَ: فَكُتِبَ لَهُ كِتَابًا فِيهِ شَهَادَةُ

۲۹۱۷- (۲) - جناب عمرو بن شعيب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رباب بن حذیفہ نے ایک عورت سے شادی کی تو اس سے ان کے تین لڑکے پیدا ہوئے پھر ان کی ماں فوت ہو گئی تو وہ بچے اپنی ماں کے گھروں اور غلاموں کے ولاء کے وارث ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان بچوں کے عصبہ تھے۔ (یعنی وارث تھے) وہ انہیں شام لے گئے جو وہاں جا کر فوت ہو گئے۔ (یہ بچے طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ واپس آئے جبکہ اس عورت کا ایک غلام بھی وفات پا گیا اور مال چھوڑ گیا تھا۔ تو عورت کے بھائیوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے (اپنی بہن کے ولاء کے سلسلے میں) جھگڑا کیا اور معاملہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔

۲۹۱۶- تخریج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث السائبة، ح: ۶۷۵۴ من حديث منصور به.

۲۹۱۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الولاء، ح: ۲۷۳۲ من حديث حسين المعلم به * حميد الطويل مدلس، ولم يذكر الناس الذين كانوا يتهمون عمرو بن شعيب رحمه الله، ويأى شيء كانوا يتهمون به؟.

۱۸- کتاب الفرائض

ولاء سے متعلق احکام و مسائل

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بیٹے نے یا باپ نے جو بھی جمع کیا ہو وہ اس کے عَصَبَہ کا ہوتا ہے جو بھی ہوں۔“ چنانچہ انہوں نے (اس فیصلے کی) ایک تحریر لکھی جس میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور آدمی کی گواہی ثبت کی۔ پھر جب عبدالملک خلیفہ ہوئے تو عورت کے بھائیوں نے یہ مقدمہ ہشام بن اسماعیل یا اسماعیل بن ہشام کے سامنے پیش کیا۔ اس نے ان کو عبدالملک کے ہاں بھیج دیا۔ تو عبدالملک نے کہا: یہ وہی فیصلہ ہے جو میرا خیال ہے کہ میں پہلے دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تحریر کے مطابق ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا اور اب تک ہم اسی میں ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① غلاموں کا ولاء میت کے وارث عَصَبَات کو منتقل ہوگا جیسے کہ دیگر اموال۔ ② عصبہ کے ہوتے ہوئے ماموں وارث نہیں بن سکتا۔

۲۹۱۷ (ب) - حمید نے کہا: اس حدیث کی بابت لوگ عمرو بن شعیب کو متمم کرتے ہیں۔

۲۹۱۷ (ب) - [حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: النَّاسُ يَتَّبِعُونَ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.]

ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہم سے اس (مذکورہ) حدیث کے خلاف روایت ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ خِلَافَ هَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّهُ رَوَى عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِمِثْلِ هَذَا. (۱)

باب: ۱۳- جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو ان کے مابین بھی تعلق و لاء سمجھا جاتا ہے

(المعجم ۱۳) - بِبَابٍ: فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ (التحفة ۱۳)

(۱) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر: 351 پر گزرتی ہے۔



🌞 فائدہ: اس تعلق کو ”ولاء الاسلام“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی اور وارث نہ ہوں تو یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

۲۹۱۸- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی شخص کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے تو اس بارے میں مشروع سنت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”زندگی اور موت میں وہی سب سے بڑھ کر اس کا ولی ہے۔“ (اس کے ساتھ نیکی ایثار اور احسان کا معاملہ کرتا رہے۔)

۲۹۱۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابْنُ حَمْرَةَ - عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَوْهَبٍ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذَوْيْبٍ قَالَ: هَشَامُ: عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! - وَقَالَ يَزِيدُ: أَنَّ تَمِيمًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! - مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: «هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ».

باب: ۱۴- ولاء کا بیچنا کیسا ہے؟

(المعجم ۱۴) - باب : فِي بَيْعِ الْوَلَاءِ (التحفة ۱۴)

۲۹۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نسبت ولاء کو بیچنے یا کسی کو بہرہ کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

۲۹۱۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَبْتِهِ.

🌞 فائدہ: صحیح ابن حبان میں ہے کہ ”ولاء کی قرابت ایسے ہی ہے جیسے کہ نسب کی قرابت“ اسے بیچا یا بہرہ نہیں کیا جاسکتا۔ (صحیح ابن حبان (ابن بلبان) البیع المنہی عنہ، حدیث: ۴۹۵۰- نیز دیکھیے، گزشتہ باب: ۱۴)

۲۹۱۸- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ما جاء في ميراث الرجل الذي يسلم على يدي الرجل، ح: ۲۱۱۲، وابن ماجه، ح: ۲۷۵۲ من حديث عبد العزيز بن عمر به، وعلفه البخاري بصيغة التمریض قبل، ح: ۱۷۵۷، ولم أر لمضعفه حجة قوية.

۲۹۱۹- تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح: ۲۵۳۵، ومسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح: ۱۵۰۶ من حديث شعبة به.

مواخات اور حلف کی وراثت سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۵- بچہ جو زندہ پیدا ہو کر روئے

اور پھر فوت ہو جائے

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي الْمَوْلُودِ

يَسْتَهْلُ ثُمَّ يَمُوتُ (التحفة ۱۵)

۲۹۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(نومولود) بچہ جب آواز بلند کرے تو وارث ہوگا۔“

۲۹۲۰- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي

ابْنَ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ: «إِذَا اسْتَهْلَ الْمَوْلُودُ وَرُثَ».

فائدہ: نومولود میں سانس لینے، حرکت کرنے، چھینک مارنے یا رونے وغیرہ سے جب ثابت ہو جائے کہ وہ زندہ

تھا تو اسے شرعاً وراثت کا حق ملے گا۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ نَسْخِ مِيرَاثِ الْعَقْدِ باب: ۱۶- نسب کی میراث نے مواخات اور حلف

کی وراثت کو منسوخ کر دیا ہے

بِمِيرَاثِ الرَّجَمِ (التحفة ۱۶)

فائدہ: ابتدائے ایام ہجرت میں جب مملکت اسلام مدینہ منورہ میں اپنا وجود پکڑ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے

مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات (بھائی چارے) کا نظام قائم فرمایا تھا یعنی ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری

کا بھائی بنا دیا۔ تاریخی اعتبار سے یہ ایک منفرد اور فقید المثال تجربہ تھا جو نہ اس سے پہلے کبھی سننے میں آیا اور نہ شاید

آئندہ کبھی ہو۔ اس مواخات کی بناء پر یہ منہ بولے بھائی، دوسرے نسبی قرابت داروں کی بجائے ایک دوسرے کے

وارث بننے لگے۔ سورۃ نساء میں اس کا ذکر اس طرح ہے: ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ

وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ فَأَنْتُمْ بِهِمْ عَمَلٌ صِدْقٌ﴾ (النساء: ۳۳) ”ماں باپ یا قرابت دار جو کچھ چھوڑ

جائیں اس سے ہر ایک کے ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں اور جن سے تم نے اپنے ہاتھوں معاہدہ کیا ہے پس ان

سب کو ان کا حصہ دو۔“ مگر وراثت کا یہ حکم تھوڑے عرصے کے بعد منسوخ کر دیا گیا۔ اور سورۃ الانفال میں فرمایا گیا:

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ (الانفال: ۷۵) ”اور رشتے ناتے والے اللہ کی

کتاب کے اندر ایک دوسرے کے زیادہ نزدیک ہیں۔“ اسی طرح حلف کی وراثت کا ایک طریقہ یہ رائج تھا کہ اسلام

سے قبل دو اشخاص یا دو قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کی مدد کے لیے معاہدہ اور حلف ہوتا تھا اور اسلام کے بعد بھی یہ

سلسلہ اسی طرح چلا آ رہا تھا۔ اسی آیت سے یہ طریقہ بھی منسوخ کر دیا گیا مگر عمومی نصرت و اخوت اسلامی اور وصیت

۲۹۲۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/ ۲۵۷ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عنن، ولحديثه

شواهد ضعيفة عند ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۲۳، والحاكم: ۴/ ۳۴۸، ۳۴۹، وغيرهما.

کے ذریعے سے مدد کرنا باقی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر جب اور کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو حلیف وارث ہوگا۔ بعض نے کہا کہ حلیف نہیں بلکہ ایسے آدمی کی وراثت بیت المال میں جائے گی۔

۲۹۲۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ التَّحَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ) كَانَ الرَّجُلُ يُحَالِفُ الرَّجُلَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نَسَبٌ فَيَرِثُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَنَسَخَ ذَلِكَ الْأَنْفَالُ فَقَالَ: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ﴾ [الأنفال: ۷۵]۔

۲۹۲۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ...﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ ایک آدمی دوسرے کا حلیف بن جاتا تھا جبکہ ان میں کوئی نسبی قرابت نہ ہوتی تھی پھر ہر ایک دوسرے کا وارث بھی ہوتا تھا تو اس حکم کو سورۃ انفال نے منسوخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ...﴾ ”رشتے ناطے والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں۔“

🌞 فائدہ: قراءتِ حفص میں جس کے مطابق اس وقت قرآن پڑھا جاتا ہے [عَقَدْتُ] ہے۔ لیکن بعض روایات میں یہ [عَاقَدْتُ] پڑھا جاتا ہے۔ اس حدیث میں بھی یہ لفظ [عَاقَدْتُ] ہے۔

۲۹۲۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ) قَالَ: كَانَ الْمُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ تَوَرَّثُوا الْأَنْصَارَ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِمْ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي أَخَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلِكُلِّ

۲۹۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ...﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ مہاجرین جب مدینہ آئے تو انصار کے وارث وہی (مہاجرین) بنے تھے نہ کہ دیگر رشتہ دار۔ یہ اس بنا پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے آپس میں بھائی چارہ قائم فرمادیا تھا۔ پھر جب یہ آیت اتری: ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ...﴾ تو اس نے ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانَكُمْ فَأَتَوْهُم نَصِيَّهُمْ﴾ کو منسوخ کر دیا۔ مگر عام نصرت

۲۹۲۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۶/ ۲۶۲ من حديث أبي داود به .

۲۹۲۲- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ...﴾ الخ، ح: ۴۵۸۰ من حديث أبي أسامة به .

جَعَلْنَا مَوْلَىٰ مِمَّا تَرَكَ ﴿النساء: ۳۳﴾ قال: خیر خواہی اور تعاون کو قائم رکھا۔ وہ ایک دوسرے کو نَسَخَتْهَا (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ فَأَتَوْهُمْ نَصِيْبُهُمْ) مِنَ النَّصْرِ وَالنَّصِيْحَةِ وَالرَّفَادَةِ، وَيُوصِي لَهُ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ.

🌞 فائدہ: قال: نَسَخَتْهَا کا بظاہر مفہوم یہ ہے کہ آیت: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾ نے ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا.....﴾ (الآیۃ) کو منسوخ کر دیا حالانکہ اس کے برعکس ہے۔ ﴿لِكُلِّ جَعَلْنَا﴾ نے میراث کے اس حکم کو منسوخ کر دیا جس پر ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾ دلالت کرتی ہے۔ اب اس قسم کے عہد و پیمان سے ایک دوسرے کا وارث کوئی نہیں ہوگا البتہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہمدردی نہ صرف جائز بلکہ نہایت مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ (عون البود)

۲۹۲۳- جناب داود بن حصین بیان کرتے ہیں کہ میں ام سعد بنت ربیع کے ہاں پڑھا کرتا تھا جب کہ وہ یتیم تھیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زیر تربیت تھیں تو میں نے یوں قراءت کی ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾ اس نے کہا: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ﴾ مت پڑھو۔ (بلکہ بات یہ ہے کہ) یہ آیت حضرت ابوبکر اور ان کے بیٹے عبدالرحمن کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی جبکہ اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اسے اپنی وراثت نہیں دوں گا۔ پھر جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ وہ اسے اس کا حصہ دیں۔ عبدالعزیز (بن یحییٰ) نے مزید کہا: عبدالرحمن نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا جب تک کہ اسے تلوار کے زور پر مجبور نہیں کر دیا گیا۔ (جب اسلام بڑو تلوار غالب آ گیا اور بہت سے لوگ اسلام لانے پر مجبور ہو گئے۔)

۲۹۲۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْمَعْنَى قَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أُمِّ سَعْدِ بْنِتِ الرَّبِيعِ، وَكَانَتْ تَسِمَةً فِي حَجَرِ أَبِي بَكْرٍ فَقَرَأْتُ (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ) فَقَالَتْ: لَا تَقْرَأُ: (وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ أَيْمَانُكُمْ) إِنَّمَا نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حِينَ أَبَى الْإِسْلَامَ، فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يُورَثَهُ، فَلَمَّا أَسْلَمَ أَمَرَهُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُؤْتِيَهُ نَصِيْبَهُ. زَادَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَمَا أَسْلَمَ حَتَّى حُمِلَ عَلَى الْإِسْلَامِ بِالسَّيْفِ.



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَنْ قَالَ: عَقَدْتُ جَعَلَهُ حَلْفًا، وَمَنْ قَالَ: عَاقَدْتُ جَعَلَهُ حَالِفًا. قَالَ: وَالصَّوَابُ حَدِيثُ طَلْحَةَ عَاقَدْتُ. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿عَقَدْتُ﴾ کا مفہوم حلف یعنی قسم کھانے کے معنی میں ہوگا۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اپنے غیر مسلم بیٹے کو وراثت نہیں دیں گے۔) اور جو ﴿عَاقَدْتُ﴾ پڑھتے ہیں ان کے نزدیک معنی ”باہمی عہد و پیمان“ ہیں۔ اور سابقہ حدیث طلحہ بن مصرف زیادہ صحیح ہے۔

🌟 فائدہ: مذکورہ قراءت شاذ ہے۔ علاوہ ازیں امام ابو داود رحمہ اللہ کے حدیث طلحہ (حدیث: ۲۹۲۲) کو زیادہ صحیح قرار دینے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عَاقَدْتُ (الف کے ساتھ) قراءت زیادہ صحیح ہے۔ لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس سے اختلاف کیا ہے اور ”عَقَدْتُ“ ہی کو زیادہ صحیح کہا ہے۔ (عون المعبود)

۲۹۲۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا...﴾ اور ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَهَاجَرُوا...﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ دیہاتی (مسلمان جس نے ہجرت نہ کی ہوئی) مہاجر کا وارث نہ بنتا تھا۔ پھر اس حکم کو آیت کریمہ: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ...﴾ نے منسوخ کر دیا۔ ۲۹۲۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے

(المعجم ۱۷) - بَابُ فِي الْحَلْفِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- حلف کا بیان

🌟 فائدہ: [حلف] (ح کے نیچے زیر اور لام ساکن) قوم کا آپس میں یا کسی دوسرے کے ساتھ دوستی اور تعاون کا مضبوط عہد و پیمان حلف کہلاتا ہے۔ اور فریقین کو ایک دوسرے کا حلیف کہتے ہیں۔ ایام جاہلیت میں لوگ اپنے حلیف کی تائید و نصرت میں جان تک دے دیتے تھے خواہ وہ حق پر ہوتا یا ناحق پر۔

۲۹۲۴- تَخْرِيجُ: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۶۲ / ۶ من حديث أبي داود به: أحمد هو ابن محمد بن ثابت.

۲۹۲۵- تَخْرِيجُ: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب مؤاخاة النبي ﷺ بين أصحابه رضي الله تعالى عنهم، ح: ۲۵۳۰ من حديث ابن نمير به.

۱۸- کتاب الفرائض

حلف کا بیان

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ، وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً».

ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں کوئی (نیا) حلف نہیں ہے اور قبل از اسلام (ایام جاہلیت میں) جو عہد معاہدے ہو چکے ان کو اسلام نے اور مضبوط کیا ہے۔“

🌞 فائدہ: اسلام نے اپنے معتقدین کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنایا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰) ”مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ چنانچہ واجب ہے کہ یہ ایک جان اور ایک جسم بن کر رہیں۔ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں کہ قبل از اسلام کے انداز میں مصنوعی معاہدے کرتے پھریں۔ بلکہ یہ چیز ان کے عقیدے اور عمل کا بنیادی عنصر ہے۔ بہر حال جو معاہدات اس سے پہلے ہو چکے ہوں اسلام انہیں خیر و صلاح کی بنیاد پر اور مضبوط بناتا ہے۔



۲۹۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: حَالَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِنَا، فَقِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ»، فَقَالَ: حَالَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِنَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

۲۹۲۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے احاطے میں بیٹھ کر مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ ان سے کہا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ”اسلام میں کوئی حلف نہیں۔“ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے احاطے میں بیٹھ کر مہاجرین اور انصار کے درمیان حلف قائم کیا تھا۔ انہوں نے اپنی یہ بات دو یا تین بار دہرائی۔

🌞 فائدہ: اہل اسلام و ایمان ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ کی بنیاد پر جو عہد معاہدہ کر لیں جائز ہے۔ مگر جاہلیت کی طرح معاہدے جو محض عصبیت پر طے ہوتے تھے ان کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نبی ﷺ کے فرمان: ”اسلام میں حلف نہیں“ کا مطلب بھی یہی ہے۔

۲۹۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وخص على اتفاق أهل العلم... الخ، ح: ۷۳۴۰، ومسلم، فضائل الصحابة، باب مؤاخاة النبي ﷺ بين أصحابه رضي الله تعالى عنهم، ح: ۲۵۲۹ من حديث عاصم الأحول به.

عورت کے شوہر کی دیت میں سے حصے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۸) - بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ تَرِثُ

مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا (التحفة ۱۸)

باب: ۱۸- عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے حصہ پائے گی

۲۹۲۷- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: دیت کنبے والوں کا حق ہے (جو باپ کی طرف سے قربت دار ہوتے ہیں۔) اور عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے کچھ نہ پائے گی حتیٰ کہ ضحاک بن سفیان نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھا تھا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے حصہ دلاؤں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔

۲۹۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ: الدِّيَّةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّى قَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ: كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ وَرِثَ امْرَأَةٌ أَشِيمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ.

احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہمیں یہ حدیث عبد الرزاق نے بواسطہ زہری اور انہوں نے سعید سے روایت کی ہے۔ اور اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاک کو دیہاتیوں پر عامل بنایا تھا۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، وَقَالَ فِيهِ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَعْرَابِ.

فوائد و مسائل: ① مقتول کے سلسلے میں ملنے والی دیت اس کی ملکیت شمار ہو کر اس کے شرعی وارثوں میں تقسیم ہوگی۔ جن میں سے ایک وارث بیوی بھی ہے۔ ② کسی بھی مسلمان کو روانہ نہیں کیے جانے کے احادیث کے ہوتے ہوئے ائمہ مجتہدین کے فتویٰ رائے یا اجتہاد کو ترجیح دے۔ ③ اشیم ضبابی کو ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور ضبابی کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ ضباب کی طرف نسبت ہے جو کہ کوفہ میں ایک قلعہ ہے۔ (عون المعبود)

۲۹۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ما جاء في ميراث المرأة من دية زوجها، ح: ۲۱۱۰، وابن ماجه، ح: ۲۶۴۲ من حديث سفیان بن عیینة به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۴۵۲/۳، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۶۶، وللحديث شواهد عند الطبراني: ۵/۲۷۶، ح: ۵۳۱۵ وغيره.

محصولات اراضی، غنائم اور امارت سے متعلق احکام و مسائل

[خراج کے معنی] لغت میں اس کے لیے [دخل] ”آمدنی“ اور [خرج] ”وہ حصہ جو کوئی شخص اپنی کمائی سے نکال کر دوسرے کو دیتا ہے۔“ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ حصہ دینے والے کے حوالے سے خرج اور وہی حصہ لینے والے کے حوالے سے دخل ہوگا۔ خرج اور خراج دونوں لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَقَرْجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (المؤمنون: ۷۲) ”کیا آپ ان سے اپنی آمدنیوں میں سے کچھ حصہ نکال کر دینے کا مطالبہ کرتے ہیں؟ وہ حصہ جو آپ کے رب نے (آپ کیلئے) مقرر کر رکھا ہے بہتر ہے، وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔“ مبرد نحوی کے نزدیک خرج مصدر ہے اور خراج اسم ہے۔ دیکھیے: (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: المؤمنون: ۷۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے خراج کا لفظ اجرت کے لیے اور اس حصے کے لیے جو آقا کسی غلام کی آمدنی سے اپنے لیے مقرر کرتا ہے، دونوں کے لیے استعمال کیا ہے۔ (كتاب الإجارة، باب: ۱۸، ۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح بخاری کی یہ روایت: [كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ]

وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ [حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو آپ کے لیے اپنی آمدنی سے ایک حصہ نکالتا تھا اور ابو بکر اس حصے میں سے کھاتے تھے۔] (صحیح البخاری، مناقب الانصار، باب أيام الجاهلية، حدیث: ۳۸۳۲) خراج کے مفہوم کی وضاحت کر دیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے موقع پر حاصل ہونے والی فے کی زمین اور باغات یہود کو اس شرط پر دیے کہ وہ ان کی آمدنی کا نصف حصہ بیت المال میں جمع کرائیں گے۔ یہاں سے لفظ خراج زمین وغیرہ سے حاصل ہونے والے محصولات کے لیے رائج ہو گیا۔ بعد ازاں اس میں وسعت آگئی اور خراج سے مراد تمام ذرائع سے حاصل ہونے والی حکومت کی آمدنی لی جانے لگی۔

”فے“ ان زمینوں یا اموال کو کہتے ہیں جو غیر مسلم دشمن خنزردہ ہو کر چھوڑ جاتے ہیں اور وہ مسلمان حکومت کے قبضے میں آ جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت خود قرآن مجید میں ان الفاظ میں آتی ہے: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْحَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ﴾ (الحشر: ۶) ”اور اللہ نے ان سے اپنے رسول کی طرف جو مال لوٹایا تو اس کے لیے تم نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے۔“ بعد میں جب ایسی زمینوں کا مستقل انتظام کیا جاتا ہے تو ان سے حاصل ہونے والے محصولات بھی خراج کہلاتے ہیں۔

[الإمارة] امر سے ہے۔ معاملات کا انچارج ولی الامر یا امیر کہلاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کا طریق کار اس طرح مقرر فرمایا ہے: ﴿وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ ان کے معاملات کا چلانا ان کے باہم مشورے سے ہے۔ ان ”اہل شوریٰ“ سے مراد کون لوگ ہیں؟ ظاہر ہے جن کا امیر چنا جا رہا ہے یا جن کے معاملات چلائے جا رہے ہیں انہی کے درمیان مشاورت ہوگی۔ اگر قرآن مجید کی ان آیات کو سامنے رکھا جائے تو مسلمانوں کے اندر شوریٰ ان سب کے درمیان ہوگی جن کی صفات قرآن مجید نے بیان فرمادی ہیں۔ وہ قرآنی آیات یہ ہیں: ﴿لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَحْتَنِبُونَ كِبَآئِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۝ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ﴾ (الشوریٰ: ۳۶-۳۹) ”جو لوگ ایمان لائے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں اور جو

کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں اور جب غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا۔ نماز قائم کی، ان کے تمام معاملات باہم مشورے سے طے ہوتے ہیں اور ہم نے ان کو جو رزق دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو اس کے ازالے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔“

ان آیات کی روشنی میں شوریٰ میں وہ تمام لوگ شریک ہوں گے جو ① مومن ہوں۔ ② اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوں۔ (دنیاوی معاملات کی آسانیوں کے لیے کسی غیر سے مدد یا تعاون حاصل کرنے کے قائل نہ ہوں)۔ ③ کبار اور فواحش سے بچتے ہوں اور بردبار غیر متقم مزاج ہوں۔ ④ اپنے رب کی طرف سے عائد ذمہ داریاں پوری کریں۔ اللہ کے ساتھ عبادت کے ذریعے سے قریبی رابطہ ہو، ہر دائرہ کار میں تمام معاملات شوریٰ کے ذریعے سے طے کرنا ان کا طریق کار ہو اور مال اللہ کی رضا کے لیے ضرورت مندوں پر خرچ کریں۔ ⑤ کسی بھی قسم کے ظلم کو سہنے کی بجائے اس کے خاتمے کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ عام لوگوں کی تعداد چاہے کروڑوں میں ہو، لیکن ان میں سے اہل شوریٰ وہی ہوں گے جو مذکورہ صفات کے حامل ہوں گے اور ان سب کا حق ہے کہ حکومت کا انتخاب اور انتظام و انصرام ان کے مشورے سے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے بعد یہ شوریٰ ہی اصل اختیارات کی مالک اور تمام فیصلے کرنے کی مجاز ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ولی الامر تھے۔ انہیں خلیفۃ رسول اللہ کہا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ولی الامر ہوئے تو انہوں نے خلیفۃ رسول اللہ کی بجائے اس منصب کو امیر المومنین کا عنوان دیا۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس کتاب میں امارت کی ذمہ داریوں، لوگوں کے حقوق، منصب کی طلب گاری، اس کی اہلیت، اس کی معاونت، اس کی ہیئت، عمال حکومت اور ان کی تنخواہوں، ان کی امانت داری وغیرہ کے حوالے سے مختلف احادیث درج کی ہیں جن سے سرکاری انتظامیہ (ایڈمنسٹریشن) کا بنیادی ڈھانچہ سامنے آتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے خراج اور فے کے مسائل سے متعلق احادیث بھی اس حصے میں جمع کر دی ہیں۔ یہ دونوں سرکاری ایڈمنسٹریشن کے بنیادی اور اہم شعبے ہیں جو عموماً براہ راست ولی الامر کے تحت ہوتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۹) - كِتَابُ الْخَرَاجِ وَالْفَيْءِ وَالْإِمَارَةِ (التحفة ۱۴)

محصولات اراضی، غنائم اور امارت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب مَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ
حَقِّ الرَّعِيَّةِ (التحفة ۱)

باب ۱: عوام اور رعیت کے حقوق
جو حاکم پر واجب ہیں

۲۹۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! تم میں سے ہر شخص محافظ اور ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت (جو کوئی اور جو کچھ اس کی ذمہ داری میں ہے) کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پس امیر جو لوگوں کا محافظ ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھروالوں کا محافظ ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر محافظ ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے اس سے اس مال کے متعلق پوچھا جائے گا۔ الغرض! تم سب کے سب راعی اور حاکم ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔“

۲۹۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا تَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ».



364

فوائد و مسائل: ① ہر فرد اپنے دائرۂ اختیار میں اپنی حدود تک ان سب کا محافظ و ذمہ دار ہے، لہذا کوئی بھی اپنے

۲۹۲۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب قول الله تعالى: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾، ح: ۷۱۳۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية أبي مصعب): ۱۸۲/۲، ۱۸۳، ح: ۲۱۲۱، ورواه مسلم، الإمارة، باب فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر... الخ، ح: ۱۸۲۹ من حديث عبدالله بن دينار به.

دینی و دنیاوی فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ یہی احساس ذمہ داری ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد ہے۔ ⑤ بچوں کی تعلیم و تربیت میں ماں باپ دونوں شریک ہوتے ہیں، مگر ماں کی ذمہ داری ایک اعتبار سے زیادہ ہے کہ بچے فطرتاً ہی کی طرف مائل ہوتے ہیں اور زیادہ تر اسی کی رعیت اور نگرانی میں رہتے ہیں اس لیے شریعت نے اس کو بچوں پر راعی (نگران) بنایا ہے۔

(المعجم ۲) - باب مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الإمارة (التحفة ۲)

باب: ۲- حکومت طلب کرنے کا مسئلہ

۲۹۲۹- حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عبدالرحمن بن سمرہ! حکومت کا سوال نہ کرنا، کیونکہ یہ اگر تمہیں مانگنے پر دی گئی تو تم اس سلسلے میں اپنے آپ کے سپرد کر دیے جاؤ گے“ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہ ہوگی) لیکن اگر بغیر مانگنے کے دی گئی تو اس میں تمہاری مدد کی جائے گی۔“

۲۹۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَمَنْصُورٌ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِذَا أُعْطِيَتْهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِّلَتْ فِيهَا إِلَى نَفْسِكَ، وَإِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا».

☀️ فوائد و مسائل: ① انسان کا کوئی معاملہ ایسا نہیں جو اللہ عز و جل کی خاص رحمت اور مدد کے بغیر درست ہو سکے جبکہ حکومت تو بہت بڑی اور کٹھن ذمہ داری ہے۔ اس لیے مانگ کر حکومت لینا اللہ کی رحمت سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔ ② حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ﴿اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ﴾ (یوسف: ۵۵) ”مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے۔“ کسی منصب کے طلب کے لیے نہیں بلکہ ایک عمومی پیش کش پر نوعیت کی تعین کے لیے تھا کیونکہ انہوں نے یہ بات اس وقت کہی جب عزیر مصر نے ذمہ داری کی پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ ﴿إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ﴾ (یوسف: ۵۳) ”آپ آج سے ہمارے ہاں ذی مرتبہ اور امانت دار ہیں۔“ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ملک و قوم کے حالات دگرگول ہوں اور کوئی باصلاحیت فرد نیک نیتی سے یہ سمجھتا ہو کہ وہ اس صورت حال سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے تو اس کو آگے آنا چاہیے۔ ایسا شخص اگر ”امام عادل“ کے جیسے وصف سے موصوف ہو تو اس کے متعلق بشارتوں کا بھی اعلان ہے۔

۲۹۲۹- تخریج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا، فرأى غيرها خيرًا منها... الخ، ح: ۱۶۵۲ من حديث هشيم، والبخاري، الأحكام، باب: من سأل الإمارة وكل إليها، ح: ۷۱۴۷ من حديث يونس به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة نابیئہ شخص کو ذمہ دار یا عامل مقرر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۹۳۰- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِیَّةَ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دو آدمیوں کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس ان میں سے ایک نے (بات کرنے کے لیے) کلمات تشہد پڑھے اور پھر کہا: ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہم سے اپنے کام میں کوئی مدد لیں (یعنی عامل اور حاکم بنادیں) اور دوسرے نے بھی اپنے ساتھی کی سی بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص یہ ذمہ داری طلب کرتا ہے وہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ خائن ہوتا ہے۔“ چنانچہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے معذرت چاہی اور کہا: مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کس مقصد سے آئے ہیں۔ اور پھر آپ نے اپنی وفات تک ان سے کسی کام میں مدد نہیں لی۔

۲۹۳۰- حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ بِشْرِ بْنِ قُرَّةَ الْكَلْبِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ رَجُلَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَشَهَّدَ أَحَدُهُمَا ثُمَّ قَالَ: جِئْنَا لِنَسْتَعِينَ بِنَا عَلَى عَمَلِكَ، فَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ قَوْلِ صَاحِبِهِ، فَقَالَ: «إِنَّ أَخَوْنَكُمْ عِنْدَنَا مِنْ طَلَبِهِ»، فَأَعْتَذَرَ أَبُو مُوسَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: لَمْ أَغْلَمْ لِمَا جَاءَا لَهُ، فَلَمْ يَسْتَعِنَ بِهِمَا عَلَى شَيْءٍ حَتَّى مَاتَ.



☀ فائدہ: یہ حدیث ضعیف منکر ہے۔ لیکن اس سے پہلی صحیح روایت اور دیگر صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حکومت منصب اور عہدہ طلب کرنا شرعاً محبوب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آج کل اکثر لوگ حکومتی مناصب چونکہ طلب کر کے اور ہر طرح کے جتن کر کے لیتے ہیں تو توفیق ربانی ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔

(المعجم ۳) - بَابُ فِي الضَّرِيرِ يُؤَلَّى (التحفة ۳)

۲۹۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَرَّمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقُطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى الْمَدِينَةِ مَرَّتَيْنِ.

۲۹۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دو بار مدینے کا والی بنایا تھا۔

۲۹۳۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۵۹۳۱ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو مدلس وعنعن، ولم أجد تصريح سماعه عن أخيه سعيد، وانظر، ح: ۴۳۵۴.

۲۹۳۱- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۵۹۵.

🌞 فائدہ: اسلام کے سوا باقی معاشرے بہت عرصہ تک نابیناؤں اور دیگر خصوصی افراد کے ساتھ امتیازی برتاؤ کرتے رہے۔ ان کو انہم ذمہ داریوں پر فائز کرنے کا تو تصور تک نہیں تھا۔ اسلام نے نہ صرف ان کے حقوق باقی انسانوں کے برابر کیے بلکہ ان کو انتہائی ذمہ داریاں دینے کا بھی آغاز کیا۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی ایک اہم ترین ذمہ داری یعنی اذان دینا تو ہمہ وقت حاصل تھی حالانکہ وہ اذان کے صبح وقت کے تعین کے لیے دوسروں کی مدد کے محتاج تھے۔ اذان صبح کے وقت لوگ انہیں بتاتے تھے کہ [أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ] ”آپ نے صبح کر دی ہے صبح کر دی ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دوبارہ دینے کا قائم مقام گورنر بھی بنایا۔ اس معاملے میں بھی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے یقیناً انہیں بروقت دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہوگی۔ اور دیکھا جائے تو ہر حاکم کو کسی نہ کسی صورت میں دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے کسی کو ایک صورت میں کسی کو دوسری صورت میں۔ نابینا آدمی اگر علم، عمل، تقویٰ اور ادنائی کے اعلیٰ معیار پر پورا اترتا ہو تو اسے حکومتی منصب دے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ ایسا آدمی فیصلے کرنے کا اہل نہیں ہو سکتا کہ وہ افراد کے پہچاننے اور شخصیات کی تعین وغیرہ کرنے سے قاصر ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کی حکمت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اگر نابینا صبح اور بروقت فیصلے کرنے اور دوسروں سے کام لینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسے مناسب ذمہ داری دینے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اس قسم کے خصوصی افراد کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان سے ان کی اہلیت و صلاحیت کے مطابق کام لینا معاشرے کے لیے بہتر ہی ہے۔ مسلمان معاشروں میں ایسے افراد عظم کی خدمت میں ہمیشہ ممتاز رہے البتہ غیر اسلامی معاشروں کے ساتھ اخلاط کے سبب ایسے افراد کے بارے میں نامناسب رویہ شروع ہوا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴) - بَابُ: فِي اتِّخَاذِ الْوَزِيرِ
(التحفة ۴)

۲۹۳۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَامِرٍ الْمُرِّيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِالْأَمِيرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ، إِنْ نَسِيَ ذَكَرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ

۲۹۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جب کسی امیر (حاکم) کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کوئی مخلص وزیر عنایت فرما دیتا ہے جو بھول جانے پر اسے یاد دلاتا ہے اور یاد ہونے پر اس کی مدد کرتا ہے اور اللہ جب اس کے ساتھ کوئی اور ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے کوئی برا وزیر بنا دیتا ہے جو بھول جانے پر اسے یاد نہیں دلاتا اور یاد آنے پر

۲۹۳۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۱۲/۱۰ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۵۱، وسنده ضعيف، وله شواهد عند البزار (كشف الاستار): ۲/۲۳۴ وغيره.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ سَوْءٍ، إِنَّ نَسِيَّ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ اسْ كِي مَدُونِيْس كَرْتَا۔
ذَكَرَ لَمْ يُعِنُّهُ۔

☀ فائدہ: اسلام نے امور مملکت کو چلانے کے لیے تدریجاً ایک ایسا نظام بنایا جو انتظام وانصرام کے حوالے سے ایک مثالی نمونہ تھا۔ بڑی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مناسب افراد کو جو صلاحیت اور اخلاص میں بہترین ہوں باقاعدہ شامل کر کے ہی انتظامی معاملات صحیح طور پر چلائے جاسکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے سرکاری مشینری کے لیے اخلاص اور خیر خواہی اور ذمہ داری کو بنیادی خصوصیت قرار دیا ہے۔ جبکہ غیر ذمہ داری، فرائض منصبی سے غفلت اور عدم خیر خواہی کو تباہی کا سبب بتایا ہے۔ اس لیے حاکم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے لیے وزیر منتخب کرے مگر ایسے جو ایمان و عمل و دیانت و تقویٰ میں معتبر ہوں، اور ان کے حاصل ہونے پر اللہ کا شکر کرنا چاہیے اور برے مصاحبوں سے بچنا اور اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حکومتیں وہی کامیاب و کامران رہی ہیں جن میں وزیر و مشیر دانا و بینا اور امین تھے۔ اور جن حکومتوں میں وزیر و مشیر غبی اور خائن ہوئے وہ عبرت کا نشان بنیں۔

(المعجم ۵) - بَابُ فِي الْعِرَافَةِ
(التحفة ۵)

☀ فائدہ: قوم قبیلے کی سطح کے سردار اور نمائندے کو عربی میں ”عریف“ کہا جاتا ہے۔ جو ان کے احوال سے باخبر رہتا ہے اور لوگ بھی اسے حاکم اعلیٰ کے سامنے اپنا نمائندہ سمجھتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کے ذریعے سے برے بھلے کی خبر ملتی رہتی اور اس طرح نظم و انتظام کو سنبھالنا اور چلانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ یہ عرفاء لوگوں کی مرضی سے قبائلی رسم و رواج کے مطابق مقرر ہوتے تھے۔

۲۹۳۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: رَوَيْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «قَدْ قُيِّمَ! (قاف کی پیش اور دال پر زبر کے ساتھ) تو کامیاب ہوا اگر اس حال میں فوت ہوا کہ نہ امیر بنا، نہ اس کا سیکرٹری اور نہ عریف (اپنی قوم کا سردار)۔»

۲۹۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمُقْدَامِ، عَنْ جَدِّهِ الْمُقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَرَبَ عَلَى مَنْكِبِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَفْلَحْتَ يَا أَفْلَحِيْمُ! إِنَّ مِتُّ وَلَمْ تَكُنْ أَمِيرًا وَلَا كَاتِبًا وَلَا عَرِيفًا»۔

۲۹۳۳- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۱۳۳، والبيهقي: ۶/۳۶۱ من حديث صالح بن يحيى به، وهو لين (تقریب) * وحديث: "فلا يكونن عريفًا ولا شرطيًا ولا جابيًا ولا خازنًا، حسن، رواه أبو يعلى، ح: ۱۱۵، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۵۸۔

۱۔ کتاب الخراج والفیء والإمارة ————— قوم کی نمائندگی سے متعلق احکام ومسائل

🌟 **ملاحظہ:** اس باب کی دونوں حدیثیں سنداً ضعیف ہیں، لیکن اس حدیث سے اور اس سے اگلی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عریف یا گاؤں کے چودھری، ملک اور وڈیرے کا دستور قدیم سے موجود تھا۔ اور یہ لوگ ماضی کی روایات کے تحت معاشرے کی ایک اہم ضرورت پوری کرتے تھے لیکن بہت سی ناروا باتیں نمائندگی میں عدم توازن لوگوں کے بعض حقوق سے انماض جیسی غلطیاں بھی ان سے سرزد ہوتی تھیں۔ اس قدیم طریق کے مطابق چل کر ذمہ داریاں نبھانا اسلام کے تصور عدل کے مطابق تو نہ تھا لیکن جب تک ایمان دار تربیت یافتہ عملہ حاصل نہ ہو جاتا اور ان کو ہر جگہ متعین نہ کر دیا جاتا انہیں لوگوں سے کام لینا ناگزیر تھا۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء نے مختلف آبادیوں کی نمائندگی اور انتظام وانصرام کے لیے متعدد طریق اختیار فرمائے۔ بعض اوقات قبائل میں سے مسلمان ہونے والے لوگوں کی دینی تربیت کر کے یہ ذمہ داریاں ان کے سپرد کر دیں۔ بعض اوقات سابقہ عریضوں ہی کو نئی ہدایات کے ساتھ اپنے منصب پر برقرار رکھا، بعض اوقات اپنی تربیت یافتہ ٹیم سے لوگ بھیج دیے۔ بعض اوقات تربیت دینے والے بھیجے جو مقامی افراد کو تیار کر کے وہاں کے معاملات ان کے سپرد کر کے واپس آ جاتے۔ یہ تمام طریقے صحیح احادیث میں مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں حکومتی مناصب کی ذمہ داریاں دنیا اور آخرت کے حوالے سے بڑی سخت ہیں، لیکن اگر ایمان و دیانت سے یہ فرائض نبھائے جائیں تو اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے۔

۲۹۳۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُمْ كَانُوا عَلَى مَنَهْلٍ مِنَ الْمَنَاهِلِ، فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الْإِسْلَامُ جَعَلَ صَاحِبُ الْمَاءِ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوا، فَاسْلَمُوا وَقَسَمَ الْإِبِلَ بَيْنَهُمْ، وَبَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا مِنْهُمْ، فَأَرْسَلَ ابْنَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ: ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَإِنَّهُ جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوا

۲۹۳۴۔ غالب قطان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے لوگ ایک چشمے پر مقیم تھے۔ جب ان کو اسلام کی دعوت پہنچی تو پانی کے اس منتظم نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم لوگ اسلام لے آؤ تو میں تمہیں ایک سو اونٹ دوں گا چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر اس نے ان میں اونٹ تقسیم کر دیے۔ پھر اسے خیال آیا کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے۔ تو اس نے اپنے بیٹے کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور اسے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس جائے اور انہیں کہے کہ میرا والد آپ کو

۲۹۳۴۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۶۶/۵، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۳۷۳، من حديث غالب القطان به مختصراً، وفيه غير واحد من المجهولين، انظر، ح: ۵۲۳۱، ورواه البيهقي: ۳۶۱/۶ من حديث أبي داود به .

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

فَاسْلَمُوا وَقَسَمَ الْإِبِلَ بَيْنَهُمْ وَبَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ أَفْهَوْ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فَإِنْ قَالَ لَكَ: نَعَمْ أَوْ لَا، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِي الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ. فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي يُفَرِّتُكَ السَّلَامَ، فَقَالَ: «وَعَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ»، فَقَالَ: إِنَّ أَبِي جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوا فَاسْلَمُوا وَحَسَنَ إِسْلَامُهُمْ ثُمَّ بَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ أَفْهَوْ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فَقَالَ: «إِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُسْلِمَهَا لَهُمْ فَلْيُسْلِمَهَا، وَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مِنْهُمْ، فَإِنْ أَسْلَمُوا فَلَهُمْ إِسْلَامُهُمْ، وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا قَاتِلُوا عَلَى الْإِسْلَامِ». وَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِي الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ. فَقَالَ: «إِنَّ الْعِرَافَةَ حَقٌّ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنَ الْعُرَفَاءِ وَلَكِنَّ الْعُرَفَاءَ فِي النَّارِ».



قوم کی نمائندگی سے متعلق احکام ومسائل

سلام کہتا ہے اور بتانا کہ اس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو وہ انہیں ایک سوانٹ دے گا، چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے، تو اس نے وہ اونٹ ان میں بانٹ دیے۔ اور اب اسے خیال آیا ہے کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے تو کیا میرا والد ان اونٹوں کا زیادہ حقدار ہے یا وہ لوگ؟ تو اگر آپ ﷺ ہاں کہیں یا نہیں، تو انہیں عرض کرنا کہ میرا والد بہت بوڑھا ہے اور وہ اپنی قوم کے پانی کا عریف (ان کا سردار) ہے۔ تو آپ ﷺ اس کے بعد یہ منصب میرے لیے مقرر فرمادیں۔ چنانچہ اس کا بیٹا آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور کہا: میرے والد آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: [وَعَلَيْكَ وَعَلَى آيَتِكَ السَّلَامُ] ”اور تم پر اور تمہارے والد پر سلام ہو۔“ پھر اس نے کہا: میرے والد نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو وہ انہیں سوانٹ دیں گے چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور بڑے اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ (جس پر انہیں اونٹ دے دیے گئے) پھر اس کا (والد کا) خیال ہوا ہے کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے۔ کیا وہ (میرا والد) ان کا زیادہ حق دار ہے یا وہ لوگ؟ آپ نے فرمایا: ”اگر وہ انہی کو دے دینا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر واپس لینا چاہتا ہے تو وہ ان اونٹوں کا ان کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔ پس اگر وہ اسلام لائے ہیں تو اس کا فائدہ خود انہی کو ہے اور اگر اسلام قبول نہیں کریں گے تو ان سے اسلام کے لیے قتال کیا جائے گا۔“ لڑکے نے پھر کہا: میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور وہ پانی کا منتظم ہے (اپنی قوم کا سردار ہے) اس کی

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة -- کاتب رکھنے اور صدقات وصول کرنے والے سے متعلق احکام و مسائل

(یعنی میرے والد کی) درخواست یہ ہے کہ یہ منصب (عریف) اس کے بعد آپ ﷺ میرے لیے مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ”عریف ہونا (قوم کا سردار بننا) حق ہے اور لوگوں کو عرفاء سے کوئی چارہ بھی نہیں، لیکن یہ عرفاء (سردار) لوگ جہنم میں جانے والے ہیں۔“

🌟 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث کی رُو سے ثابت ہے کہ ہدیہ یا عطیہ دے کر واپس لینا جائز نہیں ہے البتہ باپ کو اپنی اولاد سے عطیہ واپس لے لینے کا حق حاصل ہے، لیکن اولاد کو اپنے والدین سے واپس لینے کا حق حاصل نہیں۔ (سنن أبی داود، البیوع، الرجوع فی الہبة، حدیث: ۳۵۳۸، ۳۵۳۹)

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي اتِّخَاذِ الْكَاتِبِ (التحفة ۶)

۲۹۳۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

”السجل“ نامی ایک شخص نبی ﷺ کا کاتب تھا۔

۲۹۳۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوَّزَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: السَّجِّلُ كَاتِبُ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ.

🌟 ملاحظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم جن کے ذمے اہم ذمہ داریاں ہوں انہیں اپنے تعاون کے لیے مختلف افراد کو متعین کر لینا مناسب ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۹۳۲) یہی وہ بنیاد ہے جس پر پوری انتظامی سروس قائم کی گئی۔

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي السَّعَايَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ۷)

۲۹۳۶- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

الأسباطی: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَأَلَ عَنْ

۲۹۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱۳۳۵ عن قتيبة بن كعب مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث طريق آخر ضعيف عند الخطيب في تاريخه: ۱۷۵/۸.

۲۹۳۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزکوة، باب ماجاء في العامل على الصدقة بالحق: ۶۴۵، وابن ماجه، ح: ۱۸۰۹ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۱۴۳/۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۳۴، والحاكم على شرط مسلم: ۴۰۶/۱، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة صدقات وصول کرنے والے سے متعلق احکام و مسائل

سَلِيمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ».

فرماتے تھے: ”حق کے ساتھ صدقات جمع کرنے والا ایسے ہے جیسے کہ مجاہد فی سبیل اللہ حتی کہ وہ گھر لوٹ آئے۔“

🌞 فائدہ: جہاں صدقات و زکوٰۃ ادا کرنے کی فضیلت اور اجر ہے وہاں انہیں مسلمانوں سے اکٹھا کر کے امانت اور دیانت سے بیت المال میں جمع کرانے والا بھی صاحب فضیلت ہے۔ جلیل القدر صحابہ کرام اور دیگر صالحین امت یہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور اگر کوئی عامل واجب شرعی سے مزید طلب کرے تو حرام ہے۔ ہمارے موجودہ احوال میں جب سے حکومت نے اس مد سے دستبرداری اختیار کی ہے تو مسلمان اپنے طور پر یہ فریضہ ادا کرتے ہیں اور اسلامی علوم کی اشاعت کرنے والے ادارے اسی مد سے اپنا خرچ پورا کرتے ہیں اس طرح یہ رقومات حاصل کرنا اور جمع کرنا بھی ایک اہم ذمہ داری ہے جب کہ بعض نادان مسلمان ایسے افراد کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو یکسر غلط اور داعیان حق کی حوصلہ شکنی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرعی ذمہ داری سے یہ کام کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں باعث اجر ہے۔ ان شاء اللہ۔ البتہ جو لوگ اس میں خیانت کر کے غلول (بددیانتی) جیسے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ قابل نفیرین ہیں۔ اور آج کے دور میں ان کی کثرت ہے۔ یہ صحیح لوگوں کے لیے بھی باعث بدنامی ہیں۔

۲۹۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ».

۲۹۳۷- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چنگلی اور بھتہ لینے والا جنت میں نہیں جائے گا۔“

🌞 ملحوظ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ شرعی اور حکومتی ضابطہ کے بغیر کسی قسم کا بھتہ لینا حرام، ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔

۲۹۳۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۴۳/۴ عن محمد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۳۳، وابن الجارود، ح: ۳۳۹، والحاكم على شرط مسلم: ۴۰۴/۱، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق بن يسار عنن.

۲۹۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَطَّانُ عَنْ ابْنِ مَعْرَاءَ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: الَّذِي يَغْتَسِرُ النَّاسُ يَعْنِي صَاحِبَ الْمَكْسِ. ۲۹۳۸- جناب ابن اسحق نے ”صاحب مکس“ کی وضاحت میں کہا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو (اس کی راہ میں آنے جانے والے تاجروں اور دوسرے لوگوں سے ان کے مال کا) دسواں حصہ لیتا ہو۔

☀️ فائدہ: اس جیسے کی شرح خواہ کچھ ہی ہو ناجائز ہے۔ اس میں آج کل کی حکومتوں کے عائد کردہ ناجائز ٹیکس بھی آ جاتے ہیں جو وصول کرنے کے بعد حکمرانوں کے اللوں تللوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ حکومتیں اپنے ناجائز اخراجات کم نہیں کرتیں لیکن عوام پر آئے دن اس قسم کے ٹیکس عائد کرتی رہتی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آج کل ٹیکسوں کے بغیر حکومت اور ملک کا چلنا ناممکن ہے اسی لیے حکومتوں کے لیے ٹیکسوں کا جواز رکھا گیا ہے۔ لیکن اس جواز کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے ناجائز اخراجات کو تو ختم نہ کریں اور عوام پر اندھا دھند ٹیکس عائد کرتی چلی جائیں۔ ٹیکسوں کا یہ انداز اور طریقہ صریحاً ظلم ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔

(المعجم ۸) - بَابُ: فِي الْخَلِيفَةِ
يُسْتَخْلَفُ (التحفة ۸)

۲۹۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ وَسَلَمَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: إِنِّي إِنْ لَا أَسْتَخْلِفُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسْتَخْلِفُ، وَإِنْ أَسْتَخْلِفُ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَدْ اسْتَخْلَفَ، قَالَ: قَوْلَ اللَّهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ذَكَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَا يَعْدِلُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدًا وَإِنَّهُ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ. ۲۹۳۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جب وہ زخمی کیے گئے تو انہیں اپنا جانشین بنانے کے متعلق کہا گیا تو انہوں نے) کہا: اگر میں (اپنا) جانشین نہ بناؤں تو (صحیح ہے) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جانشین نہیں بنایا تھا اور اگر بنا جاؤں تو بھی (درست ہے) کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جانشین بنا گئے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ کی قسم! انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کا نام لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھیں گے اور وہ کسی کو خلیفہ مقرر کرنے والے نہیں۔

☀️ فائدہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے برابر اور ہم پلہ نبی آدم میں سے کوئی نہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر چھ

۲۹۳۸- تخریج: [استادہ حسن] انفرادہ ابو داود.

۲۹۳۹- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب الاستخلاف وتركه، ح: ۱۸۲۳ من حديث عبد الرزاق به.

۱۹- کتاب الخراج والقیء والإمارة

خلفے کا جانشین مقرر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متعین فرمادیے کہ انہی میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا جائے۔ اور وہ تھے: عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد ازاں مزید وضاحت بھی فرمائی کہ انہوں نے اپنے بعد کسی کا نام کیوں تجویز نہیں کیا؟ جب لوگوں نے آپ سے کہا کہ اپنے جانشین کا نام تجویز کریں تو آپ نے جواب دیا: میں اس کام کے لیے ان لوگوں سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ جب رخصت ہوئے تو ان سے راضی تھے۔ پھر امارت کا فیصلہ کرنے کے لیے ان حضرات کے نام گنوائے: حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ اور یہ بھی کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ ہوں گے، لیکن وہ امارت کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتے۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب قصة البيعة، حدیث: ۳۷۰۰) اس موقع پر ایک شخص نے کہا: آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو اپنا جانشین نامزد کرادیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم اس بات پر تیرا مقصود اللہ کی رضا نہیں۔“ ایک اور صحیح روایت کے مطابق آپ نے اس کو جواب دیا: ”اللہ تجھے ہلاک کرے“ تو نے اللہ کی رضا کے لیے ایسا نہیں کہا، کیا میں ایسے آدمی کو خلیفہ بنادوں جو صحیح طریق سے بیوی کو طلاق بھی نہیں دے سکتا؟“

آپ کو اندازہ تھا کہ شوریٰ حضرت عثمان یا حضرت علی رضی اللہ عنہم کو نامزد کرے گی اس لیے آپ نے دونوں کو بلا کر نصیحت کی۔ پھر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا: ”آپ تین دن لوگوں کو نماز پڑھائیں اور یہ لوگ ایک گھر میں اپنا اجتماع کریں۔ جب سب ایک شخص پر اتفاق کر لیں تو جو کوئی مخالفت کرے اسے قتل کر دیں۔“ یہ بات سن کر یہ حضرات باہر آئے تو آپ نے فرمایا: اگر یہ لوگ اٹح (حضرت علی مراد ہیں) کو ولی الامر بنادیں تو وہ انہیں لے کر جادہ مستقیم پر گامزن رہیں گے۔ بیٹے نے کہا: آپ ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو نامزد کیوں نہیں کر دیتے۔ (کیونکہ جس طرح اوپر بیان ہوا کہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تفویض کرنے کی پیش کش کر چکے تھے)۔ فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں زندگی میں بھی یہ بوجھ اٹھاؤں اور مرنے کے بعد بھی۔ (فتح الباری، کتاب فضائل الصحابة، باب قصة البيعة ۸۷/۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ یہ لوگ (جن پر مشتمل کمیشن آپ نے بنایا تھا) آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”میں نے لوگوں کے معاملے کا مشاہدہ کیا ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہو سکتا ہے تو تم لوگوں ہی میں ہوگا، یہ معاملہ اب تمہارے سپرد ہے۔ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے مویشیوں کے پاس (مدینہ سے) باہر تھے۔) اس کے بعد فرمایا: جب تمہاری قوم تین اشخاص حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے سوا کسی کو امیر نہیں بنائے گی تو جو تم میں سے امیر بنے وہ اپنے اقرباء کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرے، اٹھو اور مشورہ کرو۔“ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ابھی تو قف کرو اگر میرا وقت آجائے تو تین دن تک حضرت صہیب رضی اللہ عنہ امانت کروائیں۔ اور تم میں سے جو کوئی بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر امارت پر مسلط ہو اس کی گردن اڑادو۔“ (فتح الباری، حوالہ سابقہ) اس تمام واقع سے جو نتائج سامنے



آتے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:

- ① حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر عمل کیا اور اپنی طرف سے تجویز دینے یا لوگوں کی طرف سے تجویز دینے یا لوگوں کی طرف سے تلقین کردہ جانشین کے تعین کا حق استعمال کرنے کی بجائے مکمل طور پر آزاد شوریٰ کے ذریعے سے امیر کے تعین کا راستہ دکھایا۔
- ② آپ نے شوریٰ کے لیے جو کمیشن تجویز کیا وہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جن کا کردار ایسا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے راضی تھے۔

- ③ یہ لوگ ایسے تھے کہ ان کے متفقہ فیصلے پر پوری امت کا اتفاق تھا اور ان کے اختلاف سے امت میں تفرقہ پڑ سکتا تھا۔ یعنی یہی پوری امت کے معتمد ترین نمائندے تھے۔

- ④ آپ نے اپنے بیٹے کو خلافت دیے جانے کے امکان کو بھی ختم کر دیا۔

- ⑤ آپ کو جس نے یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے بیٹے کو جانشین بنادیں آپ اس پر سخت ناراض ہوئے، اسے اللہ کے غضب سے ہلاک ہونے کی بددعا دی اور اس بات کو اللہ کی ناراضی کا سبب گردانا۔

- ⑥ آپ کو لوگوں کے انتخاب کا صحیح اندازہ تھا۔ اس لیے آپ نے حضرات عثمان، علی اور بعد از ان عبدالرحمن بن عوفؓ کو امارت پر فائز ہو جانے کے بعد معاملات چلانے کے معاملے میں ضروری نصیحت فرمائی اور وہ یہ تھی کہ جس طرح میں نے بیٹے کو خلافت سے دور رکھا ہے اسی طرح امور خلافت چلانے میں بھی اقرباء کو شامل نہ کیا جائے۔

- ⑦ آپ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ امت میں اختلاف کا ایک اہم سبب قیادت کے درمیان اختلاف ہوتا ہے۔ گویا آپ نے ان زعماء کو بھی اتفاق و اختلاف کا ذمہ دار قرار دیا۔

- ⑧ آپ نے وسیع تر دائرے تک مشاورت کی غرض سے اس کمیشن کو کافی وقت دیا اور یہ کہا کہ جاؤ اور فوراً مشاورت کرو اس کمیشن کو واضح طور پر امیر کے تعین کا طریق کار یاد کرادیا۔

- ⑨ یہ بھی واضح ہدایت دی کہ معتمد نمائندے فیصلہ کر لیں تو انتشار پھیلانے والا باغی متصور ہوگا اور اس کی سزا موت ہوگی۔

- ⑩ یہ بھی واضح کر دیا کہ لوگوں کی مشاورت کے بغیر حکومت پر قبضہ کرنے والا بھی باغی ہوتا ہے اور اس کی سزا بھی موت ہے۔

(المعجم ۹) - باب مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ

باب: ۹- بیعت کے احکام و مسائل

(التحفة ۹)

۲۹۴۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے

۲۹۴۰- تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟ ح: ۷۲۰۲، ومسلم، الإمارة، باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع، ح: ۱۸۶۷ من حديث عبدالله بن دينار به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نُبَايِعُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَيُلَفَّتَا: «فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ». (گے) اور آپ ہمیں تلقین فرماتے: ”اُن میں جن میں تم طاعت رکھو۔“

🌞 فائدہ: اسلام اور جہادی بیعت کے بعد شورئی کے ذریعے سے منتخب حکمران کی بیعت ”بیعت حکومت“ کہلاتی ہیں۔ اس بیعت سے دو مقاصد حاصل ہوتے تھے: ① یہ بیعت اس بات کی علامت تھی کہ لوگوں نے تجویز ہونے والے نام کو قبول کر لیا ہے۔ اس بیعت کے بعد خلافت کا انعقاد ہو جاتا تھا۔ ② تمام مسلمان شورئی کے ذریعے سے منتخب حکمران کے ساتھ تعاون کریں گے۔ یہ ایک طرح کا عمرانی معاہدہ ہے۔ خلفائے راشدین نے ان الفاظ کا اضافہ کر لیا کہ سماع و طاعت ان کاموں میں ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور سابقہ خلفائے راشدین کے اقدامات کے مطابق ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے الفاظ میں ”انسانی استطاعت کے مطابق“ کے الفاظ شامل کرنے کی تلقین اس لیے فرمائی کہ بیعت کرنے والے خود کو ایسی صورت حال میں نہ پائیں جس کی انسان استطاعت ہی نہیں رکھتا۔



۲۹۴۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ بَيْعَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ النِّسَاءِ قَالَتْ: مَا مَسَّ النَّبِيَّ ﷺ يَدَهُ امْرَأَةً قَطُّ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا، فَإِذَا أَخَذَ عَلَيْهَا فَأَعْطَتْهُ قَالَ: «أَذْهَبِي فَقَدْ بَايَعْتِكِ».

۲۹۴۱- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے عورتوں سے بیعت لینے کے بارے میں کہا: نبی ﷺ نے کبھی کسی اجنبی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا البتہ عہد لیا کرتے تھے اور جب وہ عہد کرتی تو آپ اسے فرماتے: ”جاؤ میں نے تم سے بیعت کر لی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ افراد امت کے لیے بمنزلہ باپ ہوتے ہوئے بیعت جیسے اہم شرعی معاملے میں اجنبی عورتوں سے ہاتھ نہیں ملا تھے دوسروں کو اور زیادہ احتیاط اور پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسے ہی عورتوں پر بھی واجب ہے کہ وہ اجانب (غیر محرم مردوں) سے مصافحہ اور اختلاط سے بچیں۔ ② شرعی آداب کو ملحوظ رکھ کر، اجنبی عورتوں سے حسب ضرورت جائز معاملات کے بارے میں بات چیت کر لینی جائز ہے۔

۲۹۴۱- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب كيفية بيععة النساء، ح: ۱۸۶۶ من حديث ابن وهب، والبخاري، الأحكام، باب بيععة النساء، ح: ۷۲۱۴ من حديث ابن شهاب الزهري به.

۲۹۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبُدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ: وَكَانَ قَدْ أَذْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بَايِعْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هُوَ صَغِيرٌ»، فَمَسَحَ رَأْسَهُ.

۲۹۴۳- حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ انہیں نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ ان کی والدہ زینب بنت حمید انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس سے بیعت فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چھوٹا ہے۔“ اور آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا۔

فائدہ: بیعت کوئی رکی اور تیر کا قی عمل نہیں بلکہ فریقین کے درمیان ایک باقاعدہ معاہدہ ہوتا ہے اس لیے انسان کو سوچ سمجھ کر بیعت کرنی چاہیے۔ وہ بیعت جہاد کی ہو یا ہجرت کی یا اعمال صالحہ پر پابندی کی۔ تاہم تیسری قسم کی بیعت (اعمال صالحہ کی پابندی کی بیعت) کا رواج سلف (صحابہ و تابعین) کے عہد میں نہیں تھا۔ اس کا سلسلہ خیر القرون کے بعد قائم ہوا۔

(المعجم ۹، ۱۰) - بَابُ فِي أَرْزَاقِ الْعُمَّالِ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰، ۹- عمال حکومت کی تنخواہوں کا بیان

۲۹۴۳- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ أَبُو طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ».

۲۹۴۳- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے ہم کسی کام پر متعین کریں اور اسے اس پر تنخواہ بھی دیں تو جو وہ اس سے مزید لے گا وہ خیانت ہوگی۔“

فائدہ: حکومتی اور دیگر پرائیویٹ اداروں میں ملازم لوگوں کے لیے اس حدیث میں انتہائی تنبیہ ہے کہ تنخواہ اور

۲۹۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة الصغير، ح: ۷۲۱۰ من حديث عبد الله بن يزيد المقرئ به زادا: "ودعاه".

۲۹۴۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۳۶۹ عن زيد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۴۰۶/۱، ووافقه الذهبي.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

عمال حکومت کی تنخواہوں سے متعلق احکام و مسائل

معروف تعاون، جوادارہ اپنے کارکنان کے ساتھ کرتا ہو اس کے علاوہ غلط انداز سے مزید مال یا فوائد حاصل کرنا بہت بڑی اور بری خیانت ہے۔ خواہ عوام انہیں دیں (اس منصبی ذمہ داری کے عوض میں) یا وہ عوام سے مطالبہ کریں یا حیلے بہانے سے یا چوری چھپے اپنی تحویل میں دیے گئے فنڈز سے سیمینے کی کوشش کریں۔

۲۹۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَايِسِيُّ: حضرت ابن ساعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَعْتُ أَمَرَ لِي بِعَمَالَةٍ فَقُلْتُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ، قَالَ: خُذْ مَا أُعْطِيتُ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَمَلَنِي.

۲۹۴۳- حضرت عمر رحمہ اللہ نے مجھے صدقات کا عامل (تحصیل دار مال) بنایا، جب میں فارغ ہو کر آیا تو آپ نے میرے لیے حق الخدمت ادا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا: یہ کام میں نے اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے، آپ نے فرمایا: جو ملتا ہے لے لو میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ کام کیا تھا، تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا بدل عنایت فرمایا تھا۔

فوائد و مسائل: ① واجب ہے کہ جس کسی سے کوئی کام لیا جائے تو اس کا حق الخدمت بھی ادا کیا جائے۔ اس طرح کام کرنے والے پر فی الواقع ایک ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے اور تقصیر کی صورت میں جواب طلبی کا حق بھی موجود رہتا ہے۔ ورنہ غفلت کر جانے کا پہلو غالب رہے گا۔ ② راوی حدیث کو ”ابن السعدی“ بھی کہا گیا ہے اور اس کا اصل نام عبد اللہ یا عمرو یا قدامہ روایت ہوا ہے۔

۲۹۴۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعَاوِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ [عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ] جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيُكْتَسَبْ زَوْجَةً فَإِنْ لَمْ

۲۹۴۵- حضرت مستورد بن شداد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”جو ہمارا عامل ہو وہ بیوی حاصل کر لے، اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو خادم لے لے اور اگر اس کے پاس رہائش نہ ہو تو وہ رہائش حاصل کر لے۔“ مستورد رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

۲۹۴۴- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوة، باب جواز الأخذ بغیر سؤال ولا تطلع، ح: ۱۰۴۵ من حدیث لیث بن سعد، و تقدم، ح: ۱۶۴۷.

۲۹۴۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي ۳۵۵/۶ من حدیث أبي داود به، ورواه أحمد: ۲۲۹/۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۷۰، والحاكم على شرط البخاري ۴۰۶/۱، ووافقه الذهبي، وقالوا: عبد الرحمن بن جبیر، بدل جبیر بن نفیر، وهو أشبه بالصواب.

يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا. قال: قال أبو بكر: أُخْبِرْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: مَنْ اتَّخَذَ غَيْرَ ذَلِكَ فَهُوَ غَالٍ أَوْ سَارِقٌ.

فائدہ: نکاح کرنا، خادم اور رہائش (گھر یا لوازمات سمیت) حاصل کرنا، عمال حکومت کے لازمی بنیادی حقوق میں سے ہیں۔ آج کل ملازمین کا بری طرح استحصال کیا جاتا ہے اور مجبوری کے عالم میں ان کو اتنا کم معاوضہ قبول کرنا پڑتا ہے جس سے ان کی مذکورہ بالا بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔ یہ سراسر ظلم اور نا انصافی ہے جس کا اسلام میں کوئی جواز نہیں ہے، بالخصوص جب کہ افران بالا اور حکمران طبقہ اپنے لیے قومی خزانے سے اتنی سہولتیں اور مراعات حاصل کر لیں کہ اللہ کی پناہ۔

(المعجم ۱۰، ۱۱) - بَابُ: فِي هَذَا بَابُ: عمال کا لوگوں سے ہدیے وصول کرنا

الْعَمَالِ (التحفة ۱۱)

379

۲۹۴۶- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ازد قبیلے کے ایک شخص کو صدقات پر عامل بنایا جس کا نام ابن اللثیبہ تھا..... ابن سرح نے اس کا نام ابن الاثیبہ ذکر کیا ہے..... جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: ”عامل کو کیا ہوا ہے کہ ہم اسے بھیجتے ہیں پھر وہ آکر کہتا ہے: یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنی ماں یا باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا؟ پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں؟ تم میں سے جو کوئی بھی اس قسم کی چیز لے گا وہ اسے قیامت کے دن لے کر حاضر ہوگا“ اگر وہ اونٹ ہوا تو بلبلاتا آئے گا، اگر گائے ہوئی تو

۲۹۴۶- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَ ابْنُ أَبِي خَلْفٍ لَفْظُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ اللَّثِيبَةِ - قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: ابْنُ الْأَثِيبَةِ - عَلَى الصَّدَقَةِ فَجَاءَ فَقَالَ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أَهْدِي لِي، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمَنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: «مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبَعْتُهُ فَيَجِيءُ يَقُولُ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أَهْدِي لِي، أَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أُمِّهِ أَوْ أَبِيهِ فَيَنْظُرُ أَيُّهُدَى لَهُ أَمْ لَا، لَا يَأْتِي أَحَدًا مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ

۲۹۴۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب هدايا العمال، ح: ۷۱۷۴، ومسلم، الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، ح: ۱۸۳۲ من حديث سفیان بن عیینة به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

صدقات میں خیانت سے متعلق احکام و مسائل

إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا فَلَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقْرَةٌ فَلَهَا خُورٌ أَوْ شَاةٌ تَبْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عَفْرَةً ابْطِئَ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ، اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ».

ڈکارتی ہوئی آئے گی یا بکری ہوئی تو مہیا کی ہوئی آئے گی۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند فرمائے حتیٰ کہ ہم نے آپ کی بگلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! میں نے یقیناً پہنچا دیا۔ اے اللہ! میں نے یقیناً پہنچا دیا۔“

🌞 فائدہ: حکومت کا منصب دار ہوتے ہوئے متعین حق سے زیادہ لینا، خواہ لوگ اپنی مرضی ہی سے کیوں نہ دیں اور اسے ہدیہ بتائیں، تو وہ بیت المال کا حق ہے اور تو می امانت ہے اسے اپنے ذاتی تصرف میں لانا ناجائز ہے۔

(المعجم ۱۱، ۱۲) - بَابُ: فِي غُلُولِ الصَّدَقَةِ (التحفة ۱۲)

باب: ۱۲۱۱- صدقات میں خیانت کرنا

۲۹۴۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ سَاعِيًا ثُمَّ قَالَ: «انْطَلِقْ أَبَا مَسْعُودٍ لَا أُلْفَيْتَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَجِيءُ وَعَلَى ظَهْرِكَ بَعِيرٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ غَلَلْتَهُ». قَالَ: إِذَا لَا أَنْطَلِقُ قَالَ: «إِذَا لَا أَكْرِهَكَ».

۲۹۴۷- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے بطور عامل بھیجا اور فرمایا: ”اے ابو مسعود! جاؤ اور خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن میں تمہیں پاؤں کہ تم آؤ اور تمہاری پیٹھ پر صدقے کا کوئی اونٹ بلبلاتا ہوا آئے جسے تم نے خیانت سے لیا ہو۔“ کہتے ہیں کہ (میں نے عرض کیا: اگر معاملہ اتنا سخت ہے) تب میں نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا: ”تو میں بھی تجھے مجبور نہیں کرتا۔“

🌞 فائدہ: ہر مسلمان کو اپنی عاقبت پیش نظر رکھنی چاہیے اور حاکم کو بھی لازم ہے کہ اپنے اعمال کو تنبیہ کرتا رہے کہ امانت میں خیانت سے باز رہیں۔ اگر عاقبت کی جوابدہی کے ڈر سے کوئی انسان حکومت کی طرف سے مجوزہ ذمہ داری قبول نہیں کرنا چاہتا تو اسے مجبور نہیں کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ۱۲، ۱۳) - بَابُ: فِي مَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ أَمْرِ الرَّعِيَّةِ وَالْحَجَبَةِ عَنْهُمْ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳۱۲- رعیت کے تعلق سے حاکم کے فرائض کا بیان اور یہ کہ وہ عوام کو ملنے سے گریز نہ کرے

۲۹۴۷- تخریج: [إسناده صحيح] وله شاهد عند مسلم، ح: ۱۸۳۱.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

۲۹۴۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَيَّمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا مَرْيَمَ الْأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ: مَا أَنْعَمْتَ بِكَ أَبَا فَلَانٍ - وَهِيَ كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ - فَقُلْتُ: حَدِيثًا سَمِعْتُهُ أَخْبَرَك بِهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتْهُمْ وَفَقَّرَهُمْ احْتَجَبَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتْهُ وَفَقَّرَهُ»، قَالَ: فَجَعَلَ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ.

حاکم کے فرائض سے متعلق احکام ومسائل

۲۹۴۸- جناب ابو مریم ازدی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا (جب کہ وہ شام میں حکمران تھے) تو انہوں نے کہا: اے ابوالفلاں! کیا خوب آئے ہو (یعنی ہمیں تمہارے آنے سے خوشی ہوئی ہے) اور یہ جملہ [مَا أَنْعَمْتَ بِكَ] عرب لوگ بطور استقبال و خوش آمدید بولا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ایک حدیث ہے جو میں آپ کو بتانے آیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی اور ذمہ دار بنادیا ہو پھر وہ ان کی ضروریات حاجت مندی اور فقیری میں ان سے ملنے سے گریز کرے (حجاب میں رہے) تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے حجاب فرمالے گا“ جب کہ وہ ضرورت مند ہوگا محتاج ہوگا اور فقیر ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایک آدمی مقرر کر دیا جو لوگوں کی ضروریات اور حاجات ان تک پہنچاتا تھا۔

🌞 فائدہ: غیر شرعی اور غیر اسلامی سیاست میں یہ ہوتا ہے کہ حاکم اور رعیت میں فاصلہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ان کا وہم ہے کہ عوام سے بہت زیادہ میل جول ہیئت اور رعب داب کو کم کر دیتا ہے جبکہ اسلامی سیاست اس کے برخلاف ہے۔ حاکم ان کا راغی اور خدمت گار ہے اس کا عوام سے ملنے سے گریز کرنا اور ان کی ضروریات پوری نہ کرنا دنیا اور آخرت کا نقصان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کی سخت سرزنش کرتے اگر یہ معلوم ہوتا کہ عام لوگ بلا روک ٹوک ان سے نہیں مل سکتے۔

۲۹۴۹- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَمَّيَّنَ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ دُونَهُ وَخَلَّتْهُ وَفَقَّرَهُ احْتَجَبَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَهُ وَخَلَّتْهُ وَفَقَّرَهُ»، قَالَ: فَجَعَلَ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ.

۲۹۴۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في إمام الرعية، ح: ۱۳۳۳ من حديث يحيى بن حمزة به، وذكر كلاماً، وصححه الحاكم: ۹۴، ۹۳/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۱۳۳۲، وأحمد: ۲۳۸/۵، وغيرهما.

۲۹۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۱۴/۲ عن عبد الرزاق به، وهو في صحيفة همام بن منبه، ح: ۴۳.

هَمَّامُ بْنُ مُنْبِيٍّ قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أُوْتِيَكُمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا أَمْنَعُكُمْوهُ إِلَّا أَنَا إِلَّا خَازِنٌ أَضْعُ حَيْثُ أَمِرْتُ».

ہوں یا نہیں دیتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک خزانچی کی طرح ہوں چیزوں کو دہیں رکھتا ہوں جہاں مجھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔“

☀️ فائدہ: نبی ﷺ پوری امت اسلامیہ بلکہ بنی نوع انسان کے سید اور سردار ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے ”خزانچی“ باور کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ریاست کے وسائل حکمرانوں کی ملکیت نہیں ہوتے۔ ان کے خرچ کرنے میں وہ خود مختار نہیں ہوتے بلکہ تمام شرکاء یعنی تمام باشندوں کا ان میں حق ہوتا ہے اور سب کو اس کے مطابق ان سے مستفید ہونے کا برابر موقع ملنا چاہیے بلکہ جو نادر اور محتاج ہوں ان کو زیادہ ملنا چاہیے لیکن خلافت راشدہ کے بعد بادشاہت میں مسلمانوں کے وسائل کے استعمال میں حکمران زیادہ سے زیادہ خود مختار ہوتے گئے اور خزانے کو اپنے لیے شیر مار سمجھنے لگے اور جس کسی کو کچھ دیتے تو استحقاق کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے ساتھ وفاداری وغیرہ کی وجہ سے دیتے۔ یہ خیانت کے مترادف ہے اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔

۲۹۵۰- حَدَّثَنَا الثُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَّانِ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمًا الْفَيْءَ فَقَالَ: مَا أَنَا بِأَحَقَّ بِهَذَا الْفَيْءِ مِنْكُمْ وَمَا أَحَدٌ مِنَّا بِأَحَقَّ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا أَنَا عَلَى مَنَازِلِنَا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَسَمَ رَسُولُهُ ﷺ فَالْرَّجُلُ وَقَدَّمُهُ وَالرَّجُلُ وَبَلَاؤُهُ وَالرَّجُلُ وَعِيَالُهُ وَالرَّجُلُ وَحَاجَتُهُ.

۲۹۵۰- جناب مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مال فے کا ذکر کیا اور کہا: اس مال کا میں تم سے زیادہ حقدار نہیں ہوں اور نہ ہم میں سے کوئی ایک کسی دوسرے پر زیادہ حق رکھتا ہے سوائے اس کے کہ ہم اللہ کی کتاب کی رو سے اور رسول اللہ ﷺ کی تقسیم کے مطابق اپنے اپنے مرتبہ پر ہیں یا تو کوئی اسلام قبول کرنے میں سبقت کر چکا ہے یا کوئی اسلام کے لیے اپنی بہادری کے جوہر دکھانے والا ہے یا کوئی عیالدار ہے یا کوئی حاجت مند (لہذا ان ہی اعتبارات سے یہ مال تقسیم کیا جاتا ہے۔)

☀️ فائدہ: دنیا میں اولیت اسلام کو دل و جان سے قبول کر لینے کی اولیت میں ہے یا اس کے لیے جان کی بازی لڑانے میں ہے۔ آخرت میں بھی درجات اسی اعتبار سے ملیں گے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے اولین ہوں گے۔ وسائل کی

تقسیم کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پالیسی دنیا کے لیے ماڈل ہے۔ آپ اس پالیسی کے حوالے سے اپنے احتساب کو خندہ پیشانی سے قبول فرماتے تھے بلکہ احتساب کی حوصلہ افزائی کرتے۔

(المعجم ۱۳، ۱۴) - بَابُ: فِي قَسْمِ

باب: ۱۳، ۱۴- مال فی کی تقسیم

کے احکام ومسائل

الْفَيْءِ (التحفة ۱۴)

فائدہ: جو مال کفار اور دار الحرب سے بغیر جنگ و قتال کے حاصل ہو "فے" کہلاتا ہے۔ اور جو جنگی مقابلے کی صورت میں ملے اسے "غنیمت" کہتے ہیں۔ بعض اوقات اس فرق کے بغیر تمام ذرائع سے حاصل ہونے والے مال کو جس میں قس بھی شامل ہونے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

۲۹۵۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنِ أَبِي

الزَّرَقَاءُ: أَخْبَرَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ

سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ

عُمَرَ دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: حَاجَتُكَ

يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! فَقَالَ: عَطَاءُ

الْمُحَرَّرِينَ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوَّلَ

مَا جَاءَهُ شَيْءٌ بَدَأَ بِالْمُحَرَّرِينَ.

۲۹۵۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

بَارٍ (نَبِيُّ ﷺ) كَيْسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة مسلمانوں کی اولادوں کے حصوں سے متعلق احکام ومسائل

ذُئِبَ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِطَبْنِيَةٍ فِيهَا خَرَزٌ فَقَسَمَهَا لِلْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ.

آپ نے انہیں آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں تقسیم فرما دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میرے والد آزاد اور غلام سب میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: گویا رسول اللہ ﷺ غلاموں اور کینروں کا آزاد لوگوں کی طرح باقاعدہ حصہ مقرر فرما کر ان کو ادا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پالیسی بھی بالکل یہی تھی۔

۲۹۵۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هـ: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ جَمِيعًا عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَنَاهُ الْفَيْءُ قَسَمَهُ فِي يَوْمِهِ فَأَعْطَى الْإِهْلَ حَطْنِينَ وَأَعْطَى الْعَرَبَ حَطًّا. زَادَ ابْنُ الْمُصَفَّى: فَدُعِينَا وَكُنْتُ أَدْعَى قَبْلَ عَمَّارٍ فَدُعِيتُ فَأَعْطَانِي حَطْنِينَ وَكَانَ لِي أَهْلٌ ثُمَّ دُعِيتُ بَعْدِي عَمَّارُ ابْنُ يَاسِرٍ فَأَعْطَانِي حَطًّا وَاحِدًا.

۲۹۵۳- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب مال بٹا جاتا تو آپ اسے اسی ون تقسیم فرمادیتے۔ آپ بیوی والے کو دو حصے اور مجرد کو ایک حصہ دیتے۔ ابن مصطفیٰ کی روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ہمیں بھی بلایا گیا اور مجھے (عوف بن مالک کو) عمار سے پہلے بلایا جاتا تھا مجھے بلایا اور دو حصے عنایت فرمائے، کیونکہ میرے ہاں بیوی تھی پھر میرے بعد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور انہیں ایک حصہ عنایت فرمایا۔

🌞 فائدہ: بیت المال میں سے اسلام کے لیے خدمات کے ساتھ ساتھ ذاتی احوال کے حوالے سے بھی ایک مسلمان کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا ہے جس کی ذمہ داریاں زیادہ ہوتیں اس کا حصہ بھی زیادہ ہوتا۔ جبکہ دیگر نظامہائے معیشت میں بالعموم اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ نیز حقوق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

(المعجم ۱۴، ۱۵) - بَابُ: فِي أَرْزَاقِ
البُذْرِيَّةِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵۱۳- مسلمانوں کی اولادوں کے حصے کا بیان

۲۹۵۳- تخریج: [استادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۲۹/۶ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن الجارود: ۱۱۱۲: ح.

۲۹۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلَا هِلَ لَهُ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَلَا يَ وَعَلَيَّ».

۲۹۵۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”میں مومنوں کے لیے ان کی جانوں سے بھی نزدیک تر ہوں (کہ میرا مقام پہچانیں اور بے چوں و چرا اطاعت کریں) چنانچہ جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے گھر والوں کا حق ہے اور جو کوئی قرضہ چھوڑ جائے یا چھوٹے بچے، تو وہ میری طرف ہیں اور میرے ذمے ہیں۔“

۲۹۵۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ:

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورَثْهُ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلْيُتَّيَّنَا».

۲۹۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ”جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو عیال و اطفال چھوڑ جائے تو وہ ہماری طرف ہیں۔“ (ہم ان کے ذمہ دار ہیں اور ہم ان کی کفالت کریں گے۔)

۲۹۵۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُولُ: «أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ فَأَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ وَتَرَكَ دَيْنًا فَلْيُورَثْهُ».

۲۹۵۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے بھی قریب تر ہوں جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر قرضہ ہو تو وہ میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔“

فائدہ: اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے میں ہر چھوٹے بڑے فرد کی پوری طرح کفالت کی جاتی ہے۔ انسان کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد بھی۔ جبکہ فرد بھی اسلام کے لیے جان سپاری سے دریغ کرنے والا نہیں ہوتا اور

۲۹۵۴- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب من ترك دينًا أو ضياعًا فعلى الله وعلى رسوله، ح: ۲۴۱۶ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم من حديث جعفر الصادق به، انظر، ح: ۳۳۴۳.

۲۹۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث الأسير، ح: ۶۷۶۳، ومسلم، الفرائض، باب من ترك مالا فلورثته، ح: ۱۷/۱۶۱۹ من حديث شعبة به.

۲۹۵۶- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوة على من عليه دين، ح: ۱۹۶۴ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۱۵۲۵۷، ومسنده أحمد: ۲۹۶/۳، وانظر، ح: ۳۳۴۳.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

جہاد میں کب کسی کو باقاعدہ قتال کا موقع دیا جائے؟

نہ وہ بلاوجہ سوال کرنے والا ہی ہوتا ہے اور نہ بد محنت کہ کسب محنت سے دل چراتا ہو۔ چھوٹے بچوں کے لیے بیت المال سے باقاعدہ وظائف کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے طریق اور ارشادات کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک منضبط انداز میں رائج تھا۔ موجودہ دور میں یورپ وغیرہ کی مذہبی ریاستوں میں یہی انتظام ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اخذ کردہ ہے۔ (نیز دیکھیے 'فوائد حدیث: ۲۹۰۱)

(المعجم ۱۵، ۱۶) - **بَابُ: مَتَى يُفْرَضُ لِلرَّجُلِ فِي الْمُقَاتِلَةِ (التحفة ۱۶)** باب: ۱۶۱۵- جہاد میں کب کسی کو باقاعدہ قتال کا موقع دیا جائے؟

۲۹۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

۲۹۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کو غزوہ احد کے دن نبی ﷺ پر پیش کیا گیا جبکہ ان کی عمر چودہ سال تھی تو آپ نے اجازت نہ دی۔ اور پھر (اگلے سال) خندق کے موقع پر پیش کیا گیا جبکہ اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی تو آپ نے اجازت دے دی۔



فوائد ومسائل: ① بچ پندرہ سال کی عمر میں بالغ شمار ہوتا ہے اور شرعی امور کا مکلف ہو جاتا ہے لہذا اسے جنگ و قتال میں بھی شریک کیا جاسکتا ہے۔ اس سے پہلے اسے جنگ میں لے جانا درست نہیں۔ ② اور جب جنگ میں شریک ہوگا تو غنیمت میں سے باقاعدہ حصہ پائے گا۔ ③ پندرہ سال یا علامات بلوغت سے پہلے اگر کسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس پر شرعی حد لاگو نہیں ہوگی، تعزیر و تادیب ہوگی۔ اسی طرح اس کی دی ہوئی طلاق بھی نافذ العمل نہیں ہوگی، فیصلے میں اس کے ولی کی شمولیت ضروری ہوگی اور اسے اپنے مال سے باقاعدہ اور آزادانہ تصرف کا اختیار بھی اس کے بعد حاصل ہوگا۔

(المعجم ۱۶، ۱۷) - **بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الْإِفْتِرَاضِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ (التحفة ۱۷)** باب: ۱۶۱۷- زمانہ آخر میں بادشاہوں سے کچھ لینا مکروہ ہے

۲۹۵۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْخَوَّارِيِّ: جَنَابُ سَلِيمِ بْنِ مَطِيرٍ لَمْ يَكُنْ يَكْرَهُ أَنْ يَكُنْ مَطِيرٌ مِنْ مَطِيرِ بْنِ مَطِيرٍ

۲۹۵۷- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الخندق، ح: ۴۰۹۷ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۱۷/۲.

۲۹۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۳۸/۴ من حديث سليم بن مطير به، وهو لين الحديث، وأبوه مجهول الحال (تقريب)، ورواه البيهقي: ۳۵۹/۶ من حديث أبي داود به.

والد ابو مطیر نے بیان کیا کہ وہ حج کے لیے روانہ ہوا حتیٰ کہ جب مقام سویداء میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جو گویا کسی دوا کی تلاش میں ہے یا رسوت ڈھونڈ رہا ہے اس نے کہا: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں سنا تھا جبکہ آپ لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے کچھ باتوں کا حکم دے رہے تھے اور کچھ سے منع کر رہے تھے آپ نے فرمایا: ”لوگو! (بادشاہوں کے) عطیے اور ہدایا جب تک عطیے ہوں قبول کر سکتے ہو لیکن جب قریشی لوگ حکومت کے لیے لڑنے لگیں اور یہ ہدیے تمہارے دین کا عوض بن جائیں تو چھوڑ دینا۔“

حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ مُطَيْرٍ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَادِي الْقَرْيَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي مُطَيْرٌ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالسُّوَيْدَاءِ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ قَدْ جَاءَ كَأَنَّهُ يَطْلُبُ دَوَاءً أَوْ حُضْضًا وَقَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَعِظُ النَّاسَ وَيَأْمُرُهُمْ وَيَنْهَاهُمْ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اخْذُوا الْعَطَاءَ مَا كَانَ عَطَاءً، فَإِذَا تَجَافَيْتُمْ قُرَيْشٍ عَلَى الْمُلْكِ وَكَانَ عَنْ دِينٍ أَحَدِكُمْ فَدَعُوهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ مُطَيْرٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو امام مبارک نے بواسطہ محمد بن یسار سلیم بن مطیر سے روایت کیا ہے۔

۲۹۵۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ مُطَيْرٍ مِنْ أَهْلِ وَادِي الْقَرْيَةِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَمَرَ النَّاسَ وَنَهَاهُمْ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! هَلْ بَلَغْتُ؟» قَالُوا: اللَّهُمَّ! نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ: «إِذَا تَجَافَيْتُمْ قُرَيْشٍ عَلَى الْمُلْكِ فِيمَا بَيْنَهَا وَعَادَ الْعَطَاءُ - أَوْ كَانَ - رُمْنَا فَدَعُوهُ» فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا ذُو الرِّوَادِ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۹۵۹- سلیم بن مطیر نے اپنے والد سے بیان کیا اور یہ وادی القریہ کا رہنے والا تھا۔ اس کے والد نے کہا: میں نے ایک صاحب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں سنا آپ نے لوگوں کو کچھ احکام بیان کیے اور کچھ سے منع فرمایا پھر فرمایا: ”اے اللہ! میں نے پہنچا دیا؟“ لوگوں نے کہا: ہاں اے اللہ! (ہم گواہ ہیں) پھر آپ نے فرمایا: ”جب اہل قریش آپس میں حکومت کے لیے جھگڑنے لگیں اور عطیے رشوت بن جائیں تو پھر انہیں چھوڑ دینا۔“ پوچھا گیا کہ یہ بیان کرنے والا کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ

۱۹- کتاب الخراج والقیء والإمارة

مال غنیمت اور فی لینے والوں کے نام تحریر کرنے کا بیان

ﷺ کے صحابی ذوالزوائد ہیں۔

(المعجم ۱۷، ۱۸) - بَابُ: فِي تَذْوِينِ
الْمَطَءِ (التحفة ۱۸)باب: ۱۸۱۷- غنیمت اور فی لینے والوں
کے نام ضبط تحریر میں لانا

۲۹۶۰- جناب عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سے روایت ہے کہ انصاریوں کا ایک لشکر اپنے امیر کی معیت میں ایران کے علاقے میں گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سال لشکروں کو باری باری بھیجا کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (دیگر مصروفیات کی وجہ سے) ان سے مشغول ہو گئے (اور بھول گئے) سو جب مقررہ وقت گزر گیا تو اس جانب کی سرحدوں والے واپس چلے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور ہمکنی بھی دی حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے۔ انہوں نے کہا: عمر! تم ہم سے غافل رہے ہو اور ہمارے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو حکم فرمایا تھا وہ تم نے چھوڑ دیا ہے کہ مجاہدین ایک دوسرے کے بعد باری باری سے بھیجے جائیں گے۔

۲۹۶۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ جَيْشًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا بِأَرْضِ فَارَسَ مَعَ أَمِيرِهِمْ، وَكَانَ عُمَرُ يُعَقِّبُ الْجُيُوشَ فِي كُلِّ عَامٍ، فَشُغِلَ عَنْهُمْ عُمَرُ، فَلَمَّا مَرَّ الْأَجَلَ قَفَلَ أَهْلُ ذَلِكَ النَّعْرِ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ وَتَوَاعَدَهُمْ وَهُمْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا عُمَرُ! إِنَّكَ عَقَلْتَ عَنَّا وَتَرَكْتَ فِينَا الَّذِي أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِعْقَابِ بَعْضِ الْعَزِيَّةِ بَعْضًا.

388

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مجاہدین اور دیگر لوگوں کی جنہیں غنیمتوں میں سے حصہ ملا کرتا تھا باقاعدہ فہرٹیں اور درجہ بندی کی گئی تھی تاکہ کوئی آدمی محروم نہ رہ جائے اور ہر ایک کو اس کے مرتبے کے مطابق حصہ مل جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تاخیر کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ فہرٹیں بنا رہے تھے۔ (بذل المحمود) رسول اللہ ﷺ کے دور میں چونکہ تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ان کا انتظام تحریری فہرستوں کے بغیر ممکن نہ ہوتا اس لیے اس کام کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب تعداد زیادہ ہو گئی تو اس وقت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ باری باری بھیجتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین کی فہرٹیں موجود تھیں جن کی وجہ سے باری کا تعین ہوتا تھا۔

۲۹۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ۲۹۶۱- جناب عدی بن عدی کندی کے صاحبزادے

۲۹۶۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۹/۹ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۹۵ * ابن شهاب الزهري صرح بالسماع، وعبدالله بن كعب سمعه من الصحابة وعن عمر كما هو الظاهر.

۲۹۶۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/۲۹۵ من حديث أبي داود به * ابن عدی بن عدی لم یسم

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة - مال غنیمت اور فے لینے والوں کے نام تحریر کرنے کا بیان

کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لکھا: جو شخص یہ پوچھے کہ مال فے کہاں کہاں خرچ ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا مصرف وہی ہے جس کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا تھا اور اہل ایمان نے بھی اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں عدل پر مبنی پایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر رکھ دیا ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال فے کے عطایا کو مسلمانوں کے لیے خاص کیا ہوا تھا اور دیگر مذاہب والوں کے لیے امن وامان کا عہد دیا تھا بعوض اس جزیہ کے جو ان سے لیا جاتا تھا اور ان کا ٹمس یا غنیمت میں کوئی حصہ نہ تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَائِذٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنِي فِيمَا حَدَّثَهُ ابْنُ لَعْدِيٍّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيُّ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ: أَنَّ مَنْ سَأَلَ عَنْ مَوَاضِعِ الْفَيْءِ فَهُوَ مَا حَكَمَ فِيهِ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَرَأَهُ الْمُؤْمِنُونَ عَدْلًا مُوَافِقًا لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «جَعَلَ اللَّهُ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ»، فَرَضَ الْأَعْطِيَةَ لِلْمُسْلِمِينَ، وَعَقَدَ لِأَهْلِ الْأَدْيَانِ ذِمَّةً بِمَا فَرَضَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْجَزِيَّةِ لَمْ يَضْرِبْ فِيهَا بِخُمُسٍ وَلَا مَغْنَمٍ.

☀️ ملحوظ: یہ روایت سندا ضعیف ہے، لیکن امر واقع یہی تھا۔ چونکہ غیر مسلم کا جہادی امور اور ملک کے دفاع میں کوئی حصہ نہیں تھا لہذا ان کے لیے حق الخدمت بھی نہیں تھا۔

۲۹۶۲- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق جاری فرمادیا ہے اور وہ حق ہی کہتے ہیں۔“

۲۹۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ».

❖ ولا يعرف حاله (تقریب)، وروایۃ عمر بن عبدالعزیز عن عمر بن الخطاب منقطعة، وحديث: إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه، صحيح، رواه الترمذي، ح: ۳۶۸۲، وابن حبان، ح: ۲۱۸۴ وغيرهما.

۲۹۶۲- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، فضل عمر رضي الله عنه، ح: ۱۰۸ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند يعقوب الفارسي في كتاب المعرفة والتاريخ: ۱/ ۴۶۱، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳/ ۸۷، ووافقه الذهبي، ورواه عبادة بن نسي عن غضيف به: أحمد: ۵/ ۱۴۵، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، انظر الحديث السابق.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة - رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

فائدہ: اس عظیم ترین مدح اور ثناء کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ معصوم عن الخطائیں ہیں۔ جہاں کہیں محسوس ہوا کہ ان کا قول و فعل قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے اختلاف کیا۔ غیر مشروط اتفاق اور اطاعت کے لائق صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(المعجم ۱۸، ۱۹) - بَابُ: فِي صَفَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْأَمْوَالِ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۸، ۱۹- وہ خاص اموال جو رسول اللہ ﷺ اپنے لیے مخصوص کر لیا کرتے تھے

۲۹۶۳- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا جبکہ دن چڑھ آیا تھا میں ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ کھری چار پائی پر بیٹھے ہیں (اس پر کوئی پچھونا نہیں تھا) انہوں نے میرے داخل ہوتے ہی کہا: اے مالک! تیری قوم کے کچھ لوگ اپنے اہل و عیال سمیت آہستہ آہستہ چلے میرے پاس پہنچے ہیں۔ میں نے ان کے لیے کسی قدر مال کا کہہ دیا ہے تو وہ ان میں تقسیم کر دو۔ میں نے کہا: اگر آپ یہ کام میرے سوا کسی اور سے کہہ دیں (تو بہتر رہے۔) انہوں نے کہا: تم ہی اسے لو۔ اتنے میں (ان کا خادم) یرفأ آگیا اس نے کہا: امیر المومنین! عثمان بن عفان عبد الرحمن بن عوف زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: ہاں اور ان کے لیے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گئے۔ یرفأ پھر ان کے پاس آیا اور کہا: امیر المومنین! عباس اور علی رضی اللہ عنہما آئے ہیں۔ آپ نے کہا: ہاں اور ان کے لیے اجازت دے دی تو وہ بھی اندر آ گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

۲۹۶۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمَرَ الزُّهْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَّثَانِ قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيَّ عَمْرُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ فَجِئْتُهُ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفْضِيًا إِلَى رِمَالِهِ، فَقَالَ حِينَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ: يَا مَالُ! إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أَيْتَابٍ مِنْ قَوْمِكَ وَإِنِّي قَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِشَيْءٍ فَاقْسِمُ فِيهِمْ. قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتُ غَيْرِي بِذَلِكَ، فَقَالَ: خُذْهُ، فَجَاءَهُ يَرَفَاءُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَهُ يَرَفَاءُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ فِي الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ



۲۹۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفیء، ح: ۱۷۵۷ من حديث مالك، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم... الخ، ح: ۷۳۰۵ وغيره من حديث ابن شهاب الزهري به.

نے کہا: امیر المؤمنین میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ کر دیں! اہل مجلس میں سے کچھ نے کہا: ہاں اے امیر المؤمنین! ان کا فیصلہ کر دیں اور انہیں راحت دیں۔ مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال ہے کہ ان دونوں ہی نے دیگر حضرات کو اس مقصد کے لیے بھیجا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ذرا ٹھہرو! اور اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہم لوگوں (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو بھی چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے؟“ ان سب نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے)۔ پھر آپ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تم دونوں کو اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے؟“ ان دونوں نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے ایک خصوصیت عطا فرمائی تھی جو عام لوگوں میں سے کسی اور کو عطا نہیں کی گئی! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اور ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف پھیر دیا ہے اس پر تم نے نہ تو گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہونفیس کے اموال دیے تھے تو اللہ کی قسم! وہ

فَدَخَلُوا. قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا يَعْنِي عَلِيًّا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَجَلْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرْحَهُمَا - قَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: خَيْلٌ إِلَيَّ أَنَّهُمَا قَدَمَا أُولَئِكَ النَّفَرُ لِذَلِكَ - فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: اتَّيَدَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أُولَئِكَ الرَّهْطِ فَقَالَ: أُنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِيهِ تَقْوَمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً؟» قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أُنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِيهِ تَقْوَمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً»، فَقَالَا: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ خَصَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِخَاصَّةٍ لَمْ يَخْصَّ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا آفَاءُ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٦] فَكَانَ اللَّهُ تَعَالَى آفَاءَ عَلَى رَسُولِهِ بَنِي النَّضِيرِ، فَوَالله! مَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَلَا أَخَذَهَا دُونَكُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُ مِنْهَا نَفَقَةً سَنَةً أَوْ نَفَقَةً وَنَفَقَةً أَهْلِهِ سَنَةً وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ أَسْوَةَ الْمَالِ. ثُمَّ أَقْبَلَ

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

عَلَى أَوْلِيكَ الرَّهْطِ فَقَالَ: أُنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ
الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ
تَعْلَمُونَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى
الْعَبَّاسِ وَعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ:
أُنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ
وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ،
فَلَمَّا تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا
وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجِئْتُ أَنْتَ وَهَذَا
إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، تَطْلُبُ أَنْتَ
مِيرَاثَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ، وَيَطْلُبُ هَذَا
مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نَوْرَثُ مَا تَرَكْنَا
صَدَقَةً»، وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ
تَابِعٌ لِلْحَقِّ، فَوَلَّيَهَا أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا تُوَفِّي
قُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَلِيُّ أَبِي
بَكْرٍ فَوَلَّيْتُهَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَلِيهَا فَجِئْتُ
أَنْتَ وَهَذَا وَأَنْتُمَا جَمِيعٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ
فَسَأَلْتُمَانِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا أَنْ أَذْفَعَهَا
إِلَيْكُمَا، عَلَى أَنْ عَلَيَكُمَا عَهْدُ اللَّهِ أَنْ
تَلِيَاهَا بِالَّذِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلِيهَا
فَأَخَذْتُمَاهَا مِنِّي عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ جِئْتُمَانِي
لَا قُضِيَ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذَلِكَ وَاللَّهُ! لَا أَقْضِي
بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ
عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرَدَّاهَا إِلَيَّ.

آپ نے لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لیے مختص نہیں کر لیے نہ
تمہارے بغیر خود ہی رکھ لیے تھے کہ تمہیں اس میں سے
کچھ نہ دیا ہو۔ آپ ان میں سے اپنا ایک سال کا خرچ
اور اپنے گھر والوں کا ایک سال کا خرچ لیا کرتے تھے
اور باقی ماندہ کو دیگر اموال کی طرح خرچ کیا کرتے
تھے۔ پھر وہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:
میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان
اور زمین قائم ہیں، کیا تم لوگ یہ جانتے ہو؟ انہوں نے
کہا: ہاں۔ پھر وہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی
طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے
کر کہتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں
کیا تمہیں یہ معلوم ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔ تو پھر
جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا ولی (ان کی طرف سے
معاملے کا ذمہ دار) ہوں تو تم (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) اور یہ
(حضرت علی رضی اللہ عنہ) ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تم اپنے بھتیجے
کی وراثت سے اپنا حصہ اور میراث مانگتے تھے اور یہ اپنی
بیوی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا ان کے والد کی میراث سے
حصہ طلب کر رہے تھے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہم کوئی وراثت نہیں
چھوڑتے جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔“ اور اللہ خوب
جانتا ہے کہ وہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) سچے تھے صالح تھے ہدایت
یافتہ اور حق کے تابع تھے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس مال
کے نگران بنے رہے جب ان کی وفات ہو گئی تو میں نے
کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں

رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

سو جب تک اللہ نے چاہا اس کا نگران و منتظم رہا ہوں۔ پھر تم اور یہ آئے اور تم دونوں متفق تھے اور تمہاری بات بھی ایک تھی کہ اس کا مجھ سے مطالبہ کر رہے تھے۔ تو میں نے کہا: اگر تم چاہو تو میں یہ اموال تمہارے حوالے کیے دیتا ہوں، مگر تمہیں اللہ کے نام سے یہ عہد دینا ہوگا کہ اس کا انتظام اسی طرح کرو گے جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ اس عہد پر تم نے مجھ سے اسے لے لیا۔ اس کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے ہو کہ میں تم دونوں میں دوسرا فیصلہ کر دوں۔ اللہ کی قسم! اس کے سوا میں تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کروں گا خواہ قیامت آجائے۔ اگر تم اس کا انتظام سنبھالنے سے عاجز ہو تو مجھے واپس کر دو۔



امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں حضرات کا سوال یہ تھا کہ اس کا انتظام باقاعدہ طور پر ان دونوں کے مابین آدھا آدھا کر دیا جائے۔ یہ بات نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے فرمان سے لاعلم تھے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا“ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔“ وہ دونوں بھی حق و صواب ہی چاہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس مال پر تقسیم کا نام نہیں آنے دوں گا۔ میں اسے ایسے ہی رہنے دوں گا جیسے کہ یہ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِنَّمَا سَأَلَاهُ أَنْ يَكُونَ يُصَيِّرُهُ بَيْنَهُمَا نَصْفَيْنِ لَا أَتُهُمَا جِهَلًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً»، فَإِنَّهُمَا كَانَا لَا يَطْلُبَانِ إِلَّا الصَّوَابَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَوْقِعْ عَلَيْهِ اسْمَ الْقِسْمِ أَدْعُهُ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ.

۲۹۶۳- مالک بن اوس (بن حدثان) رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے کہا: حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا اس مال کے بارے میں تنازعہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو بنو نضیر سے بطور فے حاصل ہوا تھا۔

۲۹۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالٍ: وَهُمَا يَعْنِي عَلِيًّا وَالْعَبَّاسَ،

۲۹۶۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

يَخْتَصِمَانِ فِيمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ
مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُوقَعَ عَلَيْهِ
اسْمُ قَسَمٍ .

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ اموال بنو نضیر کے تھے جو بوجہ مالی فتنے ہونے کے رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھے۔ آپ اپنا اور اہل بیت کے لیے سال کا خرچ لے کر باقی دیگر مصالح جہاد اور ضرورت مند مسلمانوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا“ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔“ حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے علم میں تو تھا مگر شاید وہ سمجھتے تھے کہ اس عموم میں ان کے لیے کوئی خصوصیت بھی ہے۔ ③ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو واضح دلائل کے ساتھ قائل کیا اور وہ مطمئن ہو گئیں، کیونکہ حضرت صدیق اکبر نے انہیں یقین دلایا تھا کہ اس مال کا انتظام اور خرچ بالکل اسی طریقے سے ہوگا اور انہیں لوگوں پر ہوگا جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے تھے۔ اس کے بعد دوبارہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہ کبھی اس فیصلے سے اختلاف کیا نہ کبھی یہ مسئلہ اٹھایا۔ پھر حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طے شدہ مدوں پر خرچ کرنے کے لیے اس مال کا انتظام ان کے سپرد کیا جاسکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے طریق پر چلتے رہنے کا عہد لے کر انہیں اس جائیداد کا منتظم بنادیا۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ معاملہ کچھ اس طرح آیا کہ حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ الجھن پیدا ہو گئی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ غالب تھے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ زیر انتظام جائیداد کو ان دونوں کے درمیان واضح طور سے آدھا آدھا کر دیا جائے۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تمام فریقوں کی طرف سے قبول کرنے اور اس کی اصابت و صحت کا دوبارہ حوالہ دے کر اور اس بات کا حوالہ دے کر کہ یہ انتظام رسول اللہ ﷺ کے طریق سے مختلف نہ ہوگا، یہ فرمایا کہ یہ بغیر کسی تقسیم کے آپ دونوں کے مشترک انتظام ہی میں رہے گی۔ اور اس میں تقسیم کا نام تک نہیں آئے گا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان حضرات کے بعد آنے والوں کے لیے اس جائیداد کو بطور وراثت لے لینے کا کوئی امکان بھی نہ ہو۔ ⑥ فتح النہار میں کچھ تاریخی شواہد پیش کیے گئے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس سے دستبردار ہو گئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے منتظم ہو گئے تھے۔ ان کے بعد حضرت حسن پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہما پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن پھر زید بن حسن بھٹم اس کے منتظم رہے۔ سن دوسو ہجری تک معاملہ اسی طرح چلتا رہا بعد ازاں احوال بدل گئے۔ (فتح الباری، کتاب فرض الخمس، شرح حدیث: ۳۰۹۳) ⑦ فدک اور خیبر کا انتظام سورہ حشر کی آیت: ﴿مَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ (الحشر: ۷) ”بیتوں

والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگا دے وہ اللہ رسول قرابت داروں قبیہوں مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔“ کے مطابق خلیفہ کی تولیت میں رہا۔ غنیمت میں سے پانچویں حصے (خمس) کا انتظام بھی اسی طرح ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفۃ المسلمین بیت المال کا تصرف اور مذکورہ مدت میں خرچ کرنے کا پابند ہے۔ ① ذوی القرنیٰ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ ② مذکورہ بالا حدیث (۲۹۶۳) سے یہ مسائل بھی ثابت ہوتے ہیں کہ ہر قبیلہ کا رئیس ہونا چاہیے جو ان کے امور سے بہتر طور پر واقف ہو۔ ③ باوقار آدمی کو اس کے نام سے یا اس کے نام کو مخفف (مرخم) کر کے بھی پکارا جاسکتا ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مالک کو مال کہہ کر پکارا، مگر شرط یہ ہے کہ تحقیق مقصود نہ ہو۔ ④ آدمی منصب داری سے معذرت بھی کر سکتا ہے۔ ⑤ حاکم نرمی سے منصب سنبھالنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔ ⑥ حاکم حاضر ہونے والوں کا نظم و نسق قائم رکھنے کے لیے کسی کو مقرر کر دے تو جائز ہے۔ ⑦ حسب احوال امام اور حاکم کے روبرو بیٹھ جانا کوئی عیب کی بات نہیں۔ ⑧ خیر کے کاموں میں سفارش کرنا عمدہ خصلت ہے۔ ⑨ قاضی دلیل کی بنا پر اپنا فیصلہ دے اور پھر فیصلہ دیتے ہوئے حسب ضرورت وجہ بتائے تو مناسب ہے۔ ⑩ جائیداد حاصل کرنا اس سے فائدہ اٹھانا اور سال بھر کا خرچ وغیرہ پہلے جمع رکھنا جائز ہے اور یہ خلاف توکل بھی نہیں۔ ⑪ رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت سے زائد کچھ چیز جمع نہ رکھا کرتے تھے بلکہ سال بھر کے کم از کم خرچ میں سے بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے اس لیے سال گزرنے سے پہلے نوبت فاقوں تک پہنچ جاتی اور کئی کئی ماہ گھر میں چولہا نہ جلتا۔ شدید ضرورت میں قرض لینا پڑ جاتا۔ اسی طرح آپ کے اہل بیت بھی اپنا حصہ تک صدقات میں خرچ کر دیتے اور خود اختیاری فقر کی زندگی گزارتے تھے۔

۲۹۶۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، الْمَعْنَى، أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَّادِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَالِصًا يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ - قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ: يُنْفِقُ

۲۹۶۵- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بنو نضیر کے اموال وہ تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بغیر کسی لڑائی کے (بطور فنی) دیے تھے۔ مسلمانوں نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ ہی کے لیے مخصوص تھے۔ آپ اپنے اہل بیت پر خرچ کرتے تھے۔ (امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے شیخ) احمد بن عبدہ نے کہا: آپ اپنے اہل کا ایک سال کا خرچ لے لیتے اور جو باقی بچتا اس کو گھوڑوں اور جہاد فی سبیل اللہ کے سامان میں لگا

۲۹۶۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، ح: ۲۹۰۴، ومسلم، الجهاد والسير، باب حكم النبي، ح: ۱۷۵۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل
 عَلَى أَهْلِهِ - قُوتٌ سَنَةً فَمَا بَقِيَ جَعَلَ فِي دِيْتِ- ابن عبیدہ کے الفاظ تھے: [فِي الْكُرَاعِ وَالسَّلَاحِ]
 الْكُرَاعِ وَعُدَّةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قَالَ ابْنُ (معنی وہی ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔)
 عَبْدَةُ: فِي الْكُرَاعِ وَالسَّلَاحِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو اموال مخصوص کیے وہ تین طرح کے تھے۔ (۱) وہ
 اراضی جو انصار نے اپنی زمینوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کی تھیں، ان اراضی پر پانی نہیں پہنچتا تھا۔
 (ب) مخیر یق یہودی نے احد کے موقع پر اسلام لاتے ہوئے بنو نضیر کے علاقے میں اپنے سات باغات کی وصیت
 رسول اللہ ﷺ کے لیے کی۔ (ج) بنو نضیر نے جب لڑے بغیر ہتھیار ڈال کر رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ قبول کیا تو آپ
 ﷺ نے انہیں اسلحہ کے علاوہ جو کچھ اونٹوں وغیرہ پر اٹھا کر لے جاسکتے تھے، لے جانے کی اجازت دی۔ باقی سب کچھ
 فے تھا جس پر رسول اللہ ﷺ کا اختیار تھا۔ آپ ﷺ نے بنو نضیر کی باقی ماندہ تمام منقولہ جائیداد مسلمانوں میں تقسیم
 کر دی، زمین وغیرہ کی آمدنی سے آپ اپنے اخراجات بھی پورے کرتے تھے، لیکن زیادہ آمدنی مسلمانوں کے دینی
 امر کی حیثیت سے جہاد اور دیگر فوری نوعیت کی ضرورتوں پر خرچ کرتے۔ بعد ازاں خیبر کی فتح کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے
 وسیع اور زرخیز علاقے مسلمانوں کو عطا کر دیے۔ خیبر کا آدھا حصہ فتح ہوا تھا جو مجاہدین میں تقسیم ہوا اور باقی آدھا جس
 میں فدک اور وادی القریٰ کے حصے تھے، بغیر جنگ کے حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بطور فے آپ کی
 تحویل میں آ گیا۔ اسی طرح خیبر کے قلعوں میں سے طح اور سلام بھی بصورت فے حاصل ہوئے۔ خیبر کا جو حصہ
 جنگ کے ذریعے سے حاصل ہوا اس کا خمس بھی رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں تھا۔ (عون المعبود) باب فی صفایا
 رسول اللہ ﷺ من الاموال، شرح حدیث: (۲۹۶۹)

② خیبر کے اموال جب تحویل میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں کے سال کے کم از کم مقدار میں
 کھانے کے اخراجات کے بعد باقی سب آمدنی مصیبت زدہ افراد، انسانی اور خاندانی حقوق کی ادائیگی کے لیے مختص کر
 دی۔ (ان میں بچوں کی خبر گیری، نو جوانوں یا بیوہ عورتوں کی شادی جیسی مدات شامل تھیں۔) (ابوداؤد، حدیث:
 ۳۰۱۲، ۲۹۷۰)

③ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے ان اموال کا مطالبہ کیا تو حضرت
 ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنا کر کہ رسول اللہ ﷺ کا مال بطور وراثت تقسیم نہیں ہوگا، البتہ آل محمد یا نساء رسول
 اللہ ﷺ کے کھانے کا خرچ اس میں سے ادا ہوگا، باقی صدقہ ہوگا۔ (ابوداؤد، حدیث: ۲۹۶۸، ۲۹۷۳) اور یہ فیصلہ بھی فرمایا
 کہ ان سب اموال کے انتظام و انصرام کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کے جانشین کے پاس رہے گی اور ان کی آمدنی بعینہ انہی
 مصارف پر خرچ ہوگی جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے تھے۔ اس فیصلے پر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سمیت پوری
 امت کا اجماع ہوا۔ (ابوداؤد، حدیث: ۲۹۶۳، ۲۹۷۰) چونکہ ان ”صفایا“ (خاص اموال) کو آپ نے صدقہ قرار دیا تھا اس
 لیے اب ان اموال کو صفایا کی بجائے صدقۃ الرسول کہا جانے لگا۔ (ابوداؤد، حدیث: ۲۹۷۰، ۲۹۶۸)

۲۹۶۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ
الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: ﴿وَمَا آفَاءُ اللَّهِ عَلَى
رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا
رِكَابٍ﴾ [الحشر: ۶]. قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ
عُمَرُ: هَذِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةٌ، فُرِيَ
عُرْبَتَهُ فَذَكَ وَكَذَا وَكَذَا ﴿مَا آفَاءُ اللَّهِ عَلَى
رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى
وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَأَبْنَى السَّبِيلِ﴾ [الحشر:
۷] وَلِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
وَأَمْوَالِهِمْ، وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ، وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ.
فَاسْتَوْعَبَتْ هَذِهِ الْآيَةُ النَّاسَ، فَلَمْ يَبْقَ
أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا لَهُ فِيهَا حَقٌّ - قَالَ
أَيُّوبُ: أَوْ قَالَ حَظٌّ - إِلَّا بَعْضُ مَنْ
تَمْلِكُونَ مِنْ أَرْقَائِكُمْ.

۲۹۶۶- جناب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سورہ حشر کی آیت: ”اور ان (لوگوں) کا جو
مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف بھیر دیا ہے
اس کے لیے تم نے کوئی گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے“
کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے
خاص ہے۔ اس میں عرینہ کی بستیوں، فذک وغیرہ وغیرہ
ہیں۔ (اس کے بعد ساتویں آیت میں ہے: ”لڑے
بھڑے بغیر بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے
رسول کے تصرف میں دیا ہے وہ اللہ رسول، قرابت
داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔“ اور
آگے آٹھویں آیت میں ہے کہ یہ مال فے) ”ان فقراء
مہاجرین کا حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال
باہر کیے گئے.....“ (اور اس کے بعد یہ بیان ہوا ہے کہ
اس مال فے میں ان لوگوں کا بھی حق ہے) جنہوں نے
ان (مہاجرین کی آمد) سے پہلے (مدینے میں) ٹھکانا بنا
لیا تھا اور ایمان قبول کر لیا تھا۔ (انصار مدینہ) اور (پھر
دسویں آیت میں ہے۔ ”اور وہ لوگ) جو ان کے بعد
آئے.....“ یہ (آخری) آیت تمام لوگوں سے متعلق
ہے۔ اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی بچتا مگر اس کا
اس فے میں حصہ ہے..... ایوب نے لفظ ”حق“ کی
بجائے ”حظ“ کہا..... سوائے تمہارے کچھ ایسے لوگوں
کے جن کی گردنوں کے تم مالک ہو۔ (غلام جو آزاد نہیں
ہوئے اور ان کی پوری ذمہ داری ان کے آقاؤں پر ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ مال فے میں تمام مسلمانوں کا حق اور حصہ ہے۔ ② مال فے میں

۲۹۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] قال المنذري: "هذا منقطع، الزهري لم يسمع من عمر".

۱۹- کتاب الخراج والفيء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

سے پانچواں حصہ (خمس) نہیں نکالا جاتا بلکہ خمس غنائم میں سے نکالا جاتا ہے اور نکال کر حکومت کے سپرد کیا جاتا ہے۔

۲۹۶۷- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے مابین فیصلہ کرتے ہوئے) بطور حجت کہا تھا: بنو نضیر خیر اور فدک کی زمینیں (اللہ کے حکم کے مطابق) رسول اللہ ﷺ کے لیے مختص تھیں۔ بنو نضیر والی جائیداد المناک حوادث پر خرچ کرنے کے لیے ہوتی تھی، فدک مسافروں کے لیے اور خیر کے رسول اللہ ﷺ نے تین حصے کر رکھے تھے، دو حصے مسلمانوں میں اور ایک حصہ آپ کے اہل کے اخراجات کے لیے تھا۔ آپ کے اہل کے خرچ سے جو بچ جاتا آپ اسے مہاجرین کے فقراء میں بانٹ دیا کرتے تھے۔

۲۹۶۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى - وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِهِ - كُلُّهُمْ عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: كَانَ فِيمَا احْتَجَّ بِهِ عُمَرُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثُ صَفَايَا: بَنُو النَّضِيرِ وَخَيْبَرُ وَفَدَكُ، فَأَمَّا بَنُو النَّضِيرِ فَكَانَتْ حُجُبًا لِنَوَائِبِهِ وَأَمَّا فَدَكُ فَكَانَتْ حُجُبًا لِأَبْنَاءِ السَّبِيلِ وَأَمَّا خَيْبَرُ فَجَزَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ: جُزْأَيْنِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَجُزْءًا نَفَقَةً أَهْلِهِ فَمَا فَضَلَ عَنْ نَفَقَةِ أَهْلِهِ جَعَلَهُ بَيْنَ فَقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ.

۲۹۶۸- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ دختر رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں کہلا بھیجا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے ورثے سے حصہ دیا جائے جو آپ بطور فہ مدینہ منورہ فدک

۲۹۶۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ

۲۹۶۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۹/۷ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق * الزهري صرح بالسمع في أصل الحديث ولكنه نعن في هذا اللفظ.

۲۹۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ "لا نورث ما تركناه فهو صدقة"، ح: ۱۷۵۹ من حديث الليث بن سعد به.

اور خیر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے البتہ آل محمد کا خرچہ (حسب سابق) اس مال سے پورا کیا جائے گا۔“ اور اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کو اس حالت سے، جس پر آپ اسے اپنی زندگی میں چھوڑ گئے ہیں، تبدیل نہیں کر سکتا، میں اس میں اس طرح عمل کروں گا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کرتے رہے ہیں۔ الغرض حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ دینے سے انکار کر دیا۔

ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُورِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ»، وَإِنِّي وَاللَّهِ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَا عَمَلَنَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيَّ فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کی کوئی دلیل باقی نہیں رہتی اور کوئی حکمران کسی کی خاطر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام تبدیل نہیں کر سکتا۔ حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ سن کر مکمل طور پر مطمئن ہو گئے۔ ان کی طرف سے عدم اطمینان کا گمان بھی ان کی شان میں گستاخی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد جب ان اموال کا انتظام حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ان کی اولاد کو تفویض ہوا تو انہوں نے بھی بعینہ اسی طرح اس کا انتظام اور خرچ کیا جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور کچھ عرصہ تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کرتے رہے۔

۲۹۶۹- عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ زوجہ نبی ﷺ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔ اس روایت میں عروہ کہتے ہیں کہ ان دنوں (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے اس صدقے کا مطالبہ کیا جو آپ مدینہ فدک اور خیر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب

۲۹۶۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمَاصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: وَفَاطِمَةُ حِينَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ. قَالَتْ عَائِشَةُ:

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة ----- رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً، وَإِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ» يَعْنِي مَالَ اللَّهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَاكِلِ.

دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان تھا: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ بھی چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور آل محمد اسی مال میں سے کھائیں گے۔“ یعنی اللہ کے مال میں سے اور انہیں حق نہیں کہ کھانے پینے کے اخراجات سے زیادہ لیں۔

۲۹۷۰- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَغْقُوبَ: حَدَّثَنِي يَغْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذَلِكَ وَقَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ إِنِّي أَخْشَى أَنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَرْبِغَ، فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، فَعَلَبَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهَا. وَأَمَّا خَيْرٌ وَفَدَكَ فَأَمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَتُهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَتْ لِحَقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهِ وَأَمْرُهُمَا إِلَى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ. قَالَ: فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ.

۲۹۷۰- جناب عروہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔ عروہ نے اس روایت میں بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے) انکار کر دیا اور کہا: جیسے رسول اللہ ﷺ کرتے رہے ہیں، میں اس میں سے کچھ ترک نہیں کروں گا، اگر میں نے آپ کے طریقے میں سے کچھ بھی ترک کر دیا، تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں گمراہ نہ ہو جاؤں۔ البتہ آپ کا وہ صدقہ جو مدینے میں تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی تولیت میں دے دیا، بعد ازاں اس معاملے میں علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئے تھے۔ خیر اور فدک کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی نگرانی میں رکھا اور کہا: یہ دونوں آپ کا وہ صدقہ ہیں جو آپ کے اتفاقی حقوق و اخراجات کے لیے تھے، ان کی تولیت خلیفہ وقت کے ہاتھ میں ہوگی۔ چنانچہ وہ آج تک اسی طرح ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ان احادیث میں مال نے اور خُص کو ”صدقہ“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی جو اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو دیا تھا نہ کہ وہ معروف صدقہ جو لوگ اپنے مالوں میں سے نکالا کرتے ہیں۔ ② [فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ] ”چنانچہ وہ آج تک اسی طرح ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت تک تو اس پر عمل ہوتا رہا مگر بعد کے زمانوں میں اس کی تقسیم ہو گئی اور اس کی وہ حیثیت برقرار نہ رہی جو نبی ﷺ کے زمانے میں تھی۔

۲۹۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح: ۳۰۹۲ من حديث إبراهيم بن سعد به، انظر، ح: ۲۹۶۸.

۲۹۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: ۲۹۷۱- جناب زہری رحمہ اللہ نے آیت کریمہ: ﴿فَمَا أَوْحَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ ”ان پر تم نے کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے۔“ کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اہل فذک اور کئی بستیوں والوں کے ساتھ مصالحت فرمائی تھی جبکہ آپ دوسری بستیوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو ان لوگوں نے اس اثنا میں صلح کا پیغام بھیجا تھا اور یہ اسی سلسلے کا بیان ہے کہ ﴿فَمَا أَوْحَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ یعنی بغیر کسی جنگ و جدال کے یہ حاصل ہوئی تھی۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: بنو نضیر کے اموال نبی ﷺ کے لیے مخصوص تھے (کیونکہ وہ بطور صلح کے فتح ہوئے تھے اس کو قوت کے زور پر حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان کو مہاجرین میں تقسیم فرمادیا اور سوائے دو کے کسی انصاری کو ان میں سے کچھ نہیں دیا یہ دو افراد بھی ضرورت مند تھے۔

☀️ **فائدہ:** دوسروں کے محاصرے کے دوران میں صلح کے پیغام کے ذریعے سے خیر کے دو قلعے طح و سلم مسلمانوں کے قبضے میں آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے اموال کا کچھ حصہ اپنی خاندانی اور ہنگامی انسانی ضروریات کیلئے بخش کرنے کے بعد باقی مہاجرین میں تقسیم فرمادیا جس طرح سابقہ صحیح احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۹۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: ۲۹۷۲- جناب مغیرہ (بن حکیم صنعانی) سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے بنو مروان کو جمع کیا اور کہا: اراضی فذک رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھیں آپ اسی کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں پر اسی کے ذریعے سے احسان فرماتے اور

۲۹۷۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/ ۲۹۶ من حديث أبي داود به * السند مرسل.

۲۹۷۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/ ۳۰۱ من حديث أبي داود به * السند منقطع.

سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأَبَىٰ فَكَانَتْ كَذَلِكَ
فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّىٰ مَضَىٰ
لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلَّىٰ أَبُو بَكْرٍ عَمَلَ فِيهَا
بِمَا عَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَيَاتِهِ حَتَّىٰ مَضَىٰ
لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلَّىٰ عُمَرُ عَمَلَ فِيهَا بِمِثْلِ
مَا عَمَلَ حَتَّىٰ مَضَىٰ لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أَقْطَعَهَا
مَرْوَانَ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ
قَالَ عُمَرُ: يَعْني ابنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَرَأَيْتُ
أَمْرًا مَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ،
وَإِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَىٰ مَا
كَانَتْ يَعْني عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

بیواؤں کی شادی کراتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مطالبہ کیا کہ یہ اسے دے دیا جائے تو آپ نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحن حیات یہ معاملہ ایسے ہی رہا حتیٰ کہ ان کی وفات ہو گئی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہ وہی کچھ کرتے رہے جیسے نبی ﷺ کی زندگی میں ہوتا تھا حتیٰ کہ اپنی راہ چلے گئے (وفات پا گئے)۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہی کیا جو وہ دونوں کرتے رہے تھے حتیٰ کہ وہ (بھی) اپنی راہ چلے گئے (ان کی بھی وفات ہو گئی)۔ پھر یہ زمین مروان نے اپنے لیے خاص کر لی پھر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے قبضے میں آ گئی۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سوچا ہے کہ جو چیز نبی ﷺ نے (اپنی صاحبزادی) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دی ہے تو مجھے بھی اس پر کوئی حق حاصل نہیں ہے اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ اراضی اسی حال پر واپس کر دی ہیں جیسے کہ تھیں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی اور جب وہ فوت ہوئے تو چار سو دینار رہ گئی تھی اگر وہ حیات رہتے تو اور بھی کم ہو جاتی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَّىٰ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْخِلَافَةَ وَغَلَّتْهُ أَرْبَعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ وَتَوَفَّيَ وَغَلَّتْهُ أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ أَقَلَّ.

۲۹۷۳- حضرت ابوالطفیل (عامر بن واہلہ لیشی رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے ورثے کا مطالبہ لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو انہوں نے

۲۹۷۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: جَاءَتْ

۲۹۷۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/۱ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وزاد: "قالت فاطمة رضي الله عنها: فأنت وما سمعت من رسول الله ﷺ".

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة --- رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا مِنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً فَفِيهِ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ».

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو کوئی رزق عنایت فرما دیتا ہے تو اس کا سرپرست وہی ہوتا ہے جو اس کے بعد (بطور خلیفہ) آئے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث حسن درج کی ہے۔ اور علامہ خطابی کہتے ہیں کہ وہ حضرات جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد خمس میں سے ۴/۵ خلیفہ کا ہوتا ہے ان کا استدلال اسی روایت سے ہے۔ ② نبی ﷺ کے مال میں وراثت نہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بابت لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ اس شخص کے دعوائے رسالت سے اصل مقصود تو اس کا مال و دولت کا جمع کرنا ہے۔

۲۹۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا، مَا تَرَكَتُ بَعْدَ نَفَقَةٍ نِسَائِي وَمَوْؤَنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۲۹۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا ورثہ دیناروں کی صورت میں تقسیم نہیں ہوگا۔ جو کچھ بھی چھوڑ جاؤں تو وہ زوجات کے اخراجات اور اعمال کی محنت کے بعد سب صدقہ ہوگا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَوْؤَنَةُ عَامِلِي يَعْنِي أَكْرَةَ الْأَرْضِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [مؤنۃ عاملی] کے معنی ہیں کہ وہ افراد جو زمین پر محنت مزدوری کریں۔

۲۹۷۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ حَدِيثًا مِنْ رَجُلٍ فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ: أَكْتُبُهُ لِي، فَأَتَى بِهِ مَكْتُوبًا مُذَبَّرًا: دَخَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ عَلَى عَمَرَ

۲۹۷۵- ابوالبختری کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے حدیث سنی جو مجھے پسند آئی، میں نے کہا کہ یہ مجھے لکھ دو تو اس نے یہ مجھے صاف صاف لکھ دی۔ کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ طلحہ زبیر عبدالرحمن اور سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے

۲۹۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب نفقة نساء النبي ﷺ بعد وفاته، ح: ۳۰۹۶، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ: "لا نورث ما تركنا فهو صدقة"، ح: ۱۷۶۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۹۹۳/۲.

۲۹۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۲۹۹/۶، ۳۰۰ من حديث أبي داود به * فيه رجل مجهول، وحديث: ۲۹۶۳ يفتني عنه.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة رسول اللہ ﷺ کے مخصوص اموال اور آپ کی وراثت سے متعلق مسائل

ہوئے تھے اور ان دونوں کا آپس میں جھگڑا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ زبیر عبدالرحمن اور سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نبی ﷺ کا سب مال صدقہ ہوتا ہے سوائے اس کے جو وہ اپنے گھر والوں کو کھلا دیں یا پہنا دیں۔ ہم لوگ اپنا کوئی وارث نہیں بناتے؟“ ان سب نے کہا کہ ہاں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے اور بقیہ صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال تک اس جائیداد کے متولی رہے اور وہی کچھ کرتے رہے جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ پھر (ابوالخثریٰ نے) مالک بن اوس کی حدیث سے کچھ بیان کیا۔

وَعِنْدَهُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعْدٍ: أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مَالِ النَّبِيِّ ﷺ صَدَقَةٌ إِلَّا مَا أَطْعَمَهُ أَهْلُهُ وَكَسَاهُمْ، إِنَّا لَا نُورِثُ؟» قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْفِقُ مِنْ مَالِهِ عَلَى أَهْلِهِ وَيَتَصَدَّقُ بِفَضْلِهِ ثُمَّ تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ سَتَيْنِ، فَكَانَ يَصْنَعُ الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ.



۲۹۷۶-۱ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہو گئی تو ازواج محترمات نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں تاکہ وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی وراثت سے آٹھواں حصہ عنایت فرما دیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: ”کیا رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

۲۹۷۶- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوَفِّي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصَّدِّيقِ فَيَسْأَلُنَّهُ تُمْنَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ لِهِنَّ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۲۹۷۷- جناب ابن شہاب (زہری) رحمہ اللہ نے اپنی

۲۹۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ

۲۹۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير ومخرج رسول الله ﷺ إليهم... الخ، ح: ۴۰۳۴، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ: «لا نورث ما تركنا فهو صدقة»، ح: ۱۷۵۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۹۳/۲.

۲۹۷۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۴۵/۶، والترمذي في الشمائل، ح: ۴۰۲ من حديث حاتم بن إسماعيل به، انظر، ح: ۲۹۶۷.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

خمس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام ومسائل

بعض خاص صورتوں پر نہیں ہوتا) کی صورت سے ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد حضرت داود علیہ السلام کے بلاشبہ وارث ہوئے ہیں، مگر مال و دولت کے نہیں بلکہ علم و کتاب اور اس جیسی دیگر ذمہ داریوں کے وارث ہوئے۔ اور اس مفہوم کے لیے لفظ وراثت ہی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ مال و دولت کے لیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَرِثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (فاطر: ۳۲) ”پھر ہم نے اپنے منتخب بندوں کو اس کتاب کا وارث بنایا۔“ اور اگر یہاں مال کی وراثت مراد لی جائے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ داود علیہ السلام کی اولاد میں سے صرف سلیمان علیہ السلام ہی کو وارث بنایا جائے اور دوسروں کو محروم کر دیا جائے؟ اور پھر صرف مال یا حکومت کا وارث ہونا تو کوئی خاص مدح کی بات نہیں، کیونکہ یہ دنیا کے معروف معمولات میں سے ہے۔ حضرت سلیمان اگر مال کے وارث بنے تو یہ کیون سی بڑی بات ہے کہ قرآن بطور خاص اس کا تذکرہ کرے! اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاؤں کے معنی بھی یہی ہیں کہ وہ اپنے علم کا وارث طلب کر رہے تھے نہ کہ مال کا۔ اگر ﴿يَرْثُنِي وَيَرْثُنِي﴾ سے مراد مال کی وراثت لی جائے تو دعا کا مطلب یہ ہوگا کہ پوری آل یعقوب کے مال کا وارث وہ بنے جو حضرت زکریا علیہ السلام کو بطور ولی عطا کیا جائے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو وارث عطا کیا۔ وہ اموال دنیا سے مطلقاً بے رغبت رہا، یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام۔

رسول اللہ ﷺ یا دیگر انبیاء کے سابقین نے علم و کتاب کے علاوہ اپنی کوئی وراثت نہیں چھوڑی اور نہ کسی کو اپنا وارث بنایا۔ حضرات شیخین نے بقول ان لوگوں کے اگر حضرت فاطمہ علیہا السلام کو مال کی وراثت نہیں بھی دی تو رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس علیہ السلام بھی محروم رہے ہیں۔ خود ان کی اپنی صاحبزادیاں سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما جو کہ اللہ کے نبی ﷺ کے حرم میں تھیں انہیں بھی محروم کیا گیا۔ اگر یہ مسئلہ وراثت ایسے ہی تھا جیسے کہ یہ رافضی لوگ باور کراتے ہیں، تو کیوں نہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دو برخلاف میں جب کہ وہ کلی طور پر با اختیار تھے رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں جو اموال رہے تھے انہیں وراثت کے طور پر تقسیم کر کے تمام اہل حقوق کو ان کے حقوق دے دیتے؟ لیکن حق یہ ہے کہ انہوں نے بھی حضرات شیخین حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے فیصلے کو (جو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تھا) برقرار رہنے دیا جیسا کہ شروع میں تھا۔ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ۔



(المعجم ۱۹، ۲۰) - بَابُ: فِي بَيَانِ
مَوَاضِعِ قَسَمِ الْخُمْسِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى
باب: ۱۹، ۲۰ - خُمُسُ غَنِيمَتِ كَافِرِي هَرَجِ جَوْرِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ ﷺ لِيَا كَرْتِ تَهْ) (کہاں خرچ ہوتا تھا اور
قرابت داروں کے حصے کا بیان
(التحفة ۲۰)

فائدہ: درج ذیل احادیث پڑھتے ہوئے خاندان قریش کے متعلق معلوم رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چوتھے دادا عبد مناف کی چار اولادیں تھیں: ہاشم، مطلب، نوفل اور عبد شمس۔ ایام جاہلیت کی خاندانی آویزشوں میں بنو نوفل اور بنو عبد شمس ایک دوسرے کے حمایتی اور حلیف بن گئے تھے، جبکہ بنو مطلب نے بنو ہاشم کی تائید و نصرت کی تھی۔ حتیٰ

کہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد جب قریش نے بنو ہاشم کے ساتھ مقاطعہ کا فیصلہ کیا اور انہیں شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تو بنو مطلب نے بنو ہاشم کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اس کے بعد تو یہ دونوں خاندان معاشرتی اور معاشی طور پر پہلے سے بھی زیادہ باہم مربوط ہو گئے بلکہ دونوں مل کر ایک معاشی اکائی بن گئے۔ اس اکائی کا ہر فرد خود کو باقی سب کی طرف سے ذمہ دار سمجھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بدرجہ اولیٰ اس اکائی کے باقی ممبروں کی بہبود کے ذمہ دار تھے لہذا آپ نے انہیں اپنے مال میں شریک کر کے اسی کے تقاضے پورے فرمائے۔ یعنی جو کچھ خالصتاً آپ کا تھا اس میں کسی اور کا کوئی حق نہ تھا کہ جو آپ نے کسی سے روک لیا ہو آپ نے اس میں توسیع کر کے دوسروں کو شریک کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور حفاظت کا یہ عمل ان خاندانوں کے لیے ہمیشہ بابرکت ثابت ہوا جس کے نتیجے میں انہیں ”ذوی القربی“ (رسول اللہ ﷺ کے خاص قرابت دار) قرار دیا گیا۔ دوسرے دو خاندان اسلام قبول کر لینے کے بعد باوجود خاندانی تعلق داریوں کے اس خصوصی حیثیت اور شرف سے محروم رہے۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ .

۲۹۷۸- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما خمس کی تقسیم کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کے لیے گئے جو آپ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حصہ عنایت فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنو مطلب کو عنایت فرمایا ہے مگر ہمیں نہیں دیا، حالانکہ ہماری اور ان کی آپ کے ساتھ قرابت داری ایک سی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک شے ہیں۔“ (وجہ اوپر درج ہوئی) جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے خمس میں سے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کا حصہ نہ نکالا جس طرح کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کا نکالا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خمس اسی طرح تقسیم کیا کرتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ

۲۹۷۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: أَنَّهُ جَاءَهُ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ يَكْلَمَانِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِيمَا قَسَمَ مِنَ الْخُمْسِ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَسَمْتَ لِأَخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا وَقَرَابَتُهُمْ مِنْكَ وَاحِدَةٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ». قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِنْ ذَلِكَ الْخُمْسِ كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. قَالَ:

۲۹۷۸- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۲۹ من حديث يونس الأيلي، وأحمد:

۸۵/۴ عن عبد الرحمن بن مهدي به .

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

خمس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُقْسِمُ الْخُمْسَ نَحْوَ قَسَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيهِمْ. قَالَ: فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُعْطِيهِمْ مِنْهُ وَعُثْمَانُ بَعْدَهُ.

کرتے تھے لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کے ان قرابت داروں کو اتنا نہ دیتے تھے جتنا رسول اللہ ﷺ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (بھی) انہیں دیتے رہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت کا آخری حصہ [وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ] ابوبکر خمس اسی طرح تقسیم کیا کرتے

تھے.....“ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کا حصہ ہے، لیکن حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ امام زہری رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو غلطی سے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ درج ہو گیا ہے۔ غالباً اسی لیے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں یہ حصہ ذکر نہیں کیا۔ (فتح الباری، کتاب فرض الخمس، باب ومن الدلیل علی أن الخمس للامام) فتح الباری کی عبارت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ابو داؤد کا جو نسخہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کے سامنے تھا اس میں اس حصے کے درمیان کے الفاظ [مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيهِمْ] ”جتنا نبی ﷺ ان کو عطا کرتے تھے“ موجود نہ تھے البتہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ذہبی نے اس آخری حصے کے ”درج“ ہونے کی وضاحت کی ہے اور یونس عن لیث ہی کی سند سے اس کو زیادہ تفصیل سے روایت کیا ہے۔ (فتح الباری ایضاً)

[مَا كَانَ النَّبِيُّ الخ] کے الفاظ کے بغیر امام زہری کے قول کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کچھ ذوی القربیٰ خمس کا حصہ نہیں دیتے تھے۔ اس حصے کے ساتھ اصل مفہوم یہ بنتا ہے کہ ذوی القربیٰ کو مجموعی طور پر اتنا نہ دیتے جتنا رسول اللہ ﷺ عطا فرماتے تھے۔ (اگلی حدیث سے یہ بھی بات واضح ہو جاتی ہے۔)

دوسری احادیث سے اس کی وجہ بھی سامنے آ جاتی ہے۔ سنن نسائی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ وضاحت آتی ہے کہ ان کے (اور ان سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خود رسالت مآب ﷺ کے) نزدیک خمس کے اس حصے کے اخراجات کی مدیں ”بیوگان کی شادی، بڑے خاندان والے کی خبر گیری، ذوی القربیٰ میں سے مقروضوں کے قرض کی ادائیگی، تنہیں۔ (فتح الباری، ایضاً، سنن نسائی: اول کتاب قسم الفیء) رسول اللہ ﷺ کے بعد نسبتاً زیادہ خوش حالی کی وجہ سے غالباً مجموعی طور پر ذوی القربیٰ کی ان مدات کے لیے خرچ ہونے والی رقم کی مقدار کم ہو گئی تھی اس لیے اب خمس میں سے ذوی القربیٰ پر خرچ ہونے والی رقم کی نسبت کم اور عام بیوگان یتیم اور مستحقین پر خرچ ہونے والی رقم کی نسبت زیادہ ہو گئی تھی۔ اگلی احادیث میں اسی بات کی طرف اشارہ موجود ہے اور امام زہری نے اپنے قول میں اسی بات کی وضاحت کی ہے۔ ⑤ آیت کریمہ میں مذکور ”ذوی القربیٰ“ کے لفظ کی تشریح از روئے سنت ان دو خاندانوں سے کی گئی جو اقتصادی معاشرتی معاملات میں ہر طرح سے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ تھے۔ ⑥ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنو عبد شمس سے ہے اور حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کا بنو نوفل سے، یہ دونوں خاندان بنو ہاشم کے ساتھ اس طرح کا عملی اشتراک نہیں رکھتے تھے جیسا بنو ہاشم اور بنو مطلب کے درمیان تھا۔

۱- کتاب الخراج والفیء والإمارة ... خمس اور آپ کے قربت داروں کے حصوں سے متعلق احکام ومسائل

۲۹۷۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَقْسِمْ لِنَبِيِّ عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِنَبِيِّ نَوْفَلٍ مِنَ الْخُمْسِ شَيْئًا كَمَا قَسَمَ لِنَبِيِّ هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخُمْسَ نَحْوَ قَسَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَمَا كَانَ يُعْطِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ عُمَرُ يُعْطِيهِمْ وَمَنْ كَانَ بَعْدَهُ مِنْهُ.

۲۹۸۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرِ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَهْمَ ذِي الْقُرْبَى فِي بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكَ بَنِي نَوْفَلٍ وَبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا نُنْكَرُ فَضْلَهُمْ لِلْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَكَ اللَّهُ بِهِ مِنْهُمْ، فَمَا بَالُ إِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ أُعْطِيَتْهُمْ وَتَرَكَتْنَا وَقَرَابَتَنَا وَاحِدَةً؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۲۹۷۹- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد شمس یا بنو نوفل کو خمس میں سے کچھ نہیں دیا جیسے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کو عنایت فرمایا۔ راوی نے کہا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسی طرح خمس تقسیم کیا کرتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کرتے تھے، مگر وہ رسول اللہ ﷺ کے قربت داروں کو اس طرح نہ دیتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ دیتے تھے۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اس میں سے حصہ دیا کرتے تھے۔



۲۹۸۰- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بتایا: جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ”قربت داروں کے حصے“ میں سے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیا مگر بنو نوفل اور بنو عبد شمس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! بنو ہاشم کی فضیلت کا ہمیں انکار نہیں ہے کہ جو تعلق اور مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے ساتھ دیا ہے سودیا ہے۔ مگر ہمارے بھائی بنو مطلب کو کیا وجہ ہے کہ آپ نے انہیں دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے؟ حالانکہ ہماری (آپ کے ساتھ) قربت داری ایک سی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم (بنو ہاشم) اور بنو مطلب

۲۹۷۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ۸۳/۴ عن عثمان بن عمر به.

۲۹۸۰- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وعلقه ابن حزم في المحلى: ۳۲۷/۷.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

فخس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام ومسائل
جاہلیت اور اسلام میں جدا جدا نہیں ہوئے ہیں، ہم اور وہ
ایک شے ہیں۔“ اور آپ نے (یہ بتاتے ہوئے) اپنے
ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری کے اندر ڈالیں۔

«أَنَا وَبَنُو الْمُطَّلِبِ لَا نَفْتَرُقُ فِي جَاهِلِيَّةٍ
وَلَا إِسْلَامٍ وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ شَيْءٌ
وَاحِدٌ»، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ﷺ.

۲۹۸۱- حسن بن صالح، سدی (الکبیر) - السُّلَیْمِیُّ بن
عبدالرحمن بن ابی کریمہ) سے نقل کرتے ہیں کہ ”ذی
القرنی“ سے مراد بنو عبدالمطلب ہیں۔

۲۹۸۱- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ
الْعُجْلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ
صَالِحٍ، عَنِ السُّدِّيِّ فِي ذِي الْقُرْبَى قَالَ:
هُمْ بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

۲۹۸۲- یزید بن ہرمز کی روایت ہے کہ جن دنوں
میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا نجدہ حروری (یہ
خارجیوں کا سردار تھا) حج کے لیے آیا تو اس نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذی القربی کے حصے کے بارے میں
پچھوایا کہ آپ اسے کس کا حق سمجھتے ہیں؟ حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں
کے لیے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیا تھا۔ اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے ہمیں کچھ پیش کیا
جسے ہم نے اپنے حق سے کم سمجھا، تو ہم نے اسے ان کو
واپس کر دیا اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

۲۹۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا عَنَسَةُ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ
شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هُرْمَزٍ: أَنَّ
نَجْدَةَ الْحُرُورِيِّ جِئَتْ حَجَّ فِي فِتْنَةِ ابْنِ
الزُّبَيْرِ أُرْسِلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ
سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى وَيَقُولُ: لِمَنْ تَرَاهُ؟ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ: لِقُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعَهُ
لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ
عَلَيْنَا مِنْ ذَلِكَ عَرَضًا، رَأَيْنَاهُ دُونَ حَقِّنَا
فَرَدَدْنَاهُ عَلَيْهِ وَأَبَيْنَا أَنْ نَقْبَلَهُ.



☀ فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ذی القربی کو سابقہ طریق کی مدات کے مطابق پیش کش فرمائی لیکن ان حضرات
نے اسے کم سمجھتے ہوئے قبول نہ کیا۔ نیز غالباً یہ لوگ غنی بھی ہوں گے جیسے کہ پہلے فوائد اور درج ذیل روایت میں
اشارہ ہے۔

۲۹۸۳- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ
۲۹۸۳- جناب عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے

۲۹۸۱- تخريج: [إسناده حسن] انفراداً به أبو داود.

۲۹۸۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قسم الفیء، باب: ۱، ح: ۴۱۳۸ من حديث يونس به،
وانظر، ح: ۲۷۲۷، وأصله عند مسلم.

۲۹۸۳- تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ۳۴۳/۶ من حديث أبي داود به، وللحديث طريق

عَبْدُ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: وَلَا نَبِيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُمُسَ الْخُمُسِ فَوَضَعَتْهُ مَوَاضِعَهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَيَاةَ أَبِي بَكْرٍ وَحَيَاةَ عُمَرَ، فَأَتَيْتُ بِمَالٍ فَدَعَانِي فَقَالَ: خُذْهُ، فَقُلْتُ: لَا أُرِيدُهُ، فَقَالَ: خُذْهُ فَإِنَّكُمْ أَحَقُّ بِهِ، قُلْتُ: قَدْ اسْتَغْنَيْنَا عَنْهُ، فَجَعَلَهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ.

ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خمس کے پانچویں حصے پر والی بنایا پس میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کے خاص مقامات پر خرچ کیا اور پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی میں بھی اسی طرح ہوتا رہا۔ پھر کچھ مال آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور فرمایا: لے لو۔ میں نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: لے لو تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔ میں نے کہا: ہم اس سے مستغنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو بیت المال میں جمع کر لیا۔

۲۹۸۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْبَرِيدِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: اجْتَمَعَتْ أَنَا وَالْعَبَّاسُ وَفَاطِمَةُ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُوَلِّيَنِي حَقَّنَا مِنْ هَذَا الْخُمُسِ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَقْسِمُهُ حَيَاتِكَ كَيْلَا يُنَازِعَنِي أَحَدٌ بَعْدَكَ، فَاَفْعَلْ، قَالَ فَفَعَلَ ذَلِكَ. قَالَ: فَتَسَمَّتُهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ وَلَا نَبِيَّ أَبُو بَكْرٍ، حَتَّى إِذَا كَانَتْ آخِرُ سَنَةِ

۲۹۸۴- جناب عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں عباس، فاطمہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے ہاں اکٹھے ہوئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مناسب سمجھیں تو کتاب اللہ کے مطابق جو خمس میں ہمارا حق ہے آپ اپنی زندگی میں مجھے اس کا والی بنا دیں تاکہ آپ کے بعد کوئی مجھ سے جھگڑانہ کرے۔ چنانچہ آپ نے ایسے ہی کر دیا۔ پھر میں آپ کی حیات مبارکہ میں اسے تقسیم کرتا رہا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا والی بنایا۔ حتیٰ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری سال تھا تو ان کے پاس بہت سا مال آیا تو انہوں نے مجھے اس سے معزول کر دیا۔ پھر انہوں نے

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

خمس اور آپ کے قربات داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

نے مجھے بلا بھیجا تو میں نے عرض کیا: اب کے برس ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جبکہ دیگر مسلمان اس کے حاجت مند ہیں آپ یہ انہیں دے دیں۔ تو انہوں نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد مجھے کسی نے اس کے لیے نہیں بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں سے آنے کے بعد میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے کہا: اے علی! آج تم نے ہمیں ایک حق سے محروم کر دیا ہے جو آئندہ کبھی ہمیں نہیں دیا جائے گا۔ اور وہ بڑے دانا آدمی تھے۔

مِنْ سِنِي عُمَرَ فَإِنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيرٌ، فَعَزَلَ حَقَّنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقُلْتُ: بِنَا عَنْهُ الْعَامَ غِنَى وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِ حَاجَةٌ، فَأَرَدُّهُ عَلَيْهِمْ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ لَمْ يَدْعُنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ بَعْدَ عُمَرَ، فَلَقِيتُ الْعَبَّاسَ بَعْدَ مَا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ! حَرَمْتَنَا الْغَدَاةَ شَيْئًا لَا يُرَدُّ عَلَيْنَا أَبَدًا، وَكَانَ رَجُلًا ذَاهِيًا.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اور سابقہ صحیح روایات کے برعکس بھی۔

۲۹۸۵- جناب عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اس کے والد ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب نے عبدالمطلب بن ربیعہ (مجھ سے) اور فضل بن عباس سے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر درخواست کرو کہ اے اللہ کے رسول! ہم اس عمر کو پہنچ گئے ہیں جو آپ دیکھ رہے ہیں (بھرپور جوان ہیں) اور ہم شادیاں کرنا چاہتے ہیں اور آپ اے اللہ کے رسول! سب سے بڑھ کر حسن سلوک اور سب سے عمدہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں ہمارے والدین کے پاس ہمارے حق مہر کے لیے کچھ نہیں ہے تو آپ اے اللہ کے رسول! ہمیں صدقات کا عامل بنا دیجیے، ہم وہی کریں گے جو دوسرے عامل کرتے ہیں اور ہمیں ہمارا حق خدمت جو ہو گا مل جائے گا۔ عبدالمطلب نے کہا: ہم

۲۹۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبَّسَةُ. حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ تَوْفَلٍ الْهَاشِمِيُّ: أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ ابْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ وَعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: اثْنَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُولَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ بَلَّغْنَا مِنَ السَّنِّ مَا تَرَى وَأَحْبَبْنَا أَنْ تَنْزَوِّجَ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَبْرُ النَّاسِ وَأَوْصَلُهُمْ وَلَيْسَ عِنْدَ أَبَوَيْنَا مَا يُصَدِّقَانِ عَنَّا، فَاسْتَغْمِلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَى الصَّدَقَاتِ فَلَنُؤَدِّ إِلَيْكَ مَا يُؤَدِّي

۲۹۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوة، باب ترك استعمال آل النبي ﷺ على الصدقة، ح: ۱۰۷۲ من حديث

یونس بن یزید به .



۱۰- کتاب الخراج والفیء والإمارة

فمن اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

الْعَمَالُ وَلَنْصِبَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ مِرْقَى .
فَأَتَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلَى تِلْكَ
الْحَالِ فَقَالَ لَنَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا
وَالله! لَا يَسْتَعْمِلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَلَى
الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لَهُ رَبِيعَةُ: هَذَا مِنْ أَمْرِكَ،
فَذِنْتَ صَهْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ نَحْشُدْكَ
عَلَيْهِ، فَأَلْقَى عَلِيٌّ رِدَاءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ
فَقَالَ: أَنَا أَبُو حَسَنِ الْفَرْمِ وَالله! لَا أَرِيمُ
حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا [ابْنُ تَائِمِيَّةٍ] بِحُورٍ مَا
بَعَثْنَا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ:
فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ حَتَّى نَوَافِقَ صَلَاةَ
الظُّهْرِ قَدْ قَامَتْ، فَصَلَّيْنَا مَعَ النَّاسِ، ثُمَّ
أَسْرَعْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ إِلَى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِيِّ
ﷺ وَهُوَ يَوْمِئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ،
فَقُمْنَا بِالْبَابِ حَتَّى أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ
بِأُذُنِي وَأَذِنَ الْفَضْلُ ثُمَّ قَالَ: «أَخْرِجَا مَا
تُصَرَّرَانِ»، ثُمَّ دَخَلَ فَأَذِنَ لِي وَلِلْفَضْلِ
فَدَخَلْنَا فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ قَلِيلًا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ أَوْ
كَلَّمَهُ الْفَضْلُ - قَدْ شَكَّ فِي ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ -
قَالَ: كَلَّمَهُ بِالَّذِي أَمَرْنَا بِهِ أَبَوَانَا، فَسَكَتَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَاعَةً وَرَفَعَ بَصَرَهُ قَبْلَ سَفْفِ
الْبَيْتِ حَتَّى طَالَ عَلَيْنَا أَنَّهُ لَا يَرْجِعُ إِلَيْنَا
شَيْئًا حَتَّى رَأَيْنَا زَيْنَبَ تَلْمَعُ مِنْ وَرَاءِ
الْحِجَابِ بِيَدِهَا، تُرِيدُ أَنْ لَا تَعْجَلَا وَأَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي أَمْرِنَا، ثُمَّ خَفَضَ رَسُولُ

بھی گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
آگئے تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ تم میں
سے کسی کو صدقے پر عامل نہیں بنائیں گے، تو ربیعہ نے
ان سے کہا: یہ تمہاری بات ہے کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ
کی دامادی مل گئی ہے، ہمیں تو اس پر تم سے کوئی حسد نہیں
ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر
لیٹ گئے اور کہنے لگے: میں ابوالحسن ہوں اور معاملہ فہم
بھی! (جیسے کہ بڑا اونٹ ہوتا ہے۔) اللہ کی قسم! میں
یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ
تمہارے صاحبزادے جواب لے کر نہیں آجاتے، جس
مقصد کے لیے آپ نے انہیں نبی ﷺ کی خدمت میں
بھیجا ہے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: چنانچہ میں اور فضل
(نبی ﷺ کے دروازے کی طرف) گئے۔ ہم نے دیکھا
کہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے اور جماعت کھڑی ہو گئی ہے تو
ہم نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ پھر جلدی سے
نبی ﷺ کے حجرے کے دروازے کے پاس آگئے۔ آپ
اس دن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ ہم
دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ
تشریف لے آئے۔ پس آپ ﷺ نے (پیار سے)
میرے اور فضل کے کان پکڑ لیے اور فرمایا: ”نکالو جو
تمہارے جی میں ہے۔“ پھر آپ اندر تشریف لے گئے
اور ہمیں اندر آنے کی اجازت دی تو ہم اندر چلے گئے۔
اور ہم تھوڑی دیر تک بات کرنے کو ایک دوسرے پر نہالتے
رہے (میں کہتا کہ تم بات کرو وہ کہتا کہ تم کرو) بالآخر
آپ ﷺ سے میں نے بات کی یا فضل نے..... عبداللہ

اللہ ﷺ رَأْسُهُ فَقَالَ لَنَا: «إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَةُ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِأَلِ مُحَمَّدٍ، اذْعُوا لِي نُوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ، فَذُعِي لَهُ نُوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ، فَقَالَ: «يَا نُوْفَلُ! أَنْيُحِ عِنْدَ الْمُطَّلَبِ» فَأَنْيَحْنِي نُوْفَلُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اذْعُوا لِي مَحْمِيَةَ بْنِ جَزْءٍ» وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُبَيْدٍ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمَحْمِيَةَ: «أَنْيُحِ الْفَضْلَ» فَأَنْيَحَهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُمْ فَأُصْدِقِ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمْسِ كَذَا وَكَذَا» لَمْ يُسَمِّ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ.

بن حارث کو شک ہے..... اور ہمارے باپوں نے جو کہا تھا ہم نے آپ کے گوش گزار کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ ایک گھڑی کے لیے خاموش ہو گئے۔ آپ نے اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ بہت وقت گزر گیا اور آپ ہمیں کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم نے دیکھا کہ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے ہمیں اشارہ کیا یعنی جلدی مت کرو رسول اللہ ﷺ تمہارے ہی بارے میں فکر کر رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر جھکایا اور فرمایا: ”یہ صدقہ تو لوگوں کا میل کچل ہے اور یہ محمد اور آل محمد کے لیے حلال نہیں ہے۔ نوفل بن حارث کو میرے پاس بلا لاؤ۔“ چنانچہ انہیں بلایا گیا۔ آپ نے ان سے کہا: ”نوفل! عبدالمطلب سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔“ چنانچہ نوفل نے میرے ساتھ (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”محمیہ بن جزء کو بلا لاؤ۔“ وہ بنو زبید میں سے تھے۔ اور ان کو رسول اللہ ﷺ نے خمس کا نگران بنایا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے کہا: ”محمیہ! فضل سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔“ چنانچہ اس نے بھی کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اٹھو اور انہیں خمس میں سے اتنا اتنا حق مہر ادا کر دو۔“ زہری کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن حارث نے مجھے اس کی مقدار بیان نہیں کی تھی۔

🌞 فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدقات کا عامل نہ بنایا، البتہ خمس میں سے ان کی شادیوں کے لیے خرچ فرمایا۔ اسی طریقے پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں عمل رہا۔ ② اور اس مقصد کے لیے بیت المال سے مادی تعاون لینا دینا جائز ہے جیسے کہ اہل بیت کے لیے خمس سے لینا جائز تھا اور رسول اللہ ﷺ حسب مصلحت اسے خرچ فرمایا کرتے تھے۔

۲۹۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبَّسَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمْسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِي بِقَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَاغًا مِنْ بَنِي قَيْنِقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَتَأْتِي بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أُبِيعَهُ مِنَ الصَّوَاغِينَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفِي مَتَاعًا مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْعَرَائِرِ وَالْحِجَالِ وَشَارِفَايَ مَنَاحِينَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَقْبَلْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ، فَإِذَا بِشَارِفِي قَدْ اجْتَبَتْ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنِي حِينَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ فَقُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ قَالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ غَنَّتْهُ قَيْنَةُ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَتْ فِي غَنَائِهَا:

أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرْفِ النَّوَاءِ

۲۹۸۶- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میرے پاس ایک اچھی اونٹنی تھی جو مجھے بدر کے موقع پر غنیمت میں ملی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس موقع پر اپنے ٹمس سے بھی ایک اونٹنی عنایت فرمائی تھی۔ جب میں نے ارادہ کیا کہ (اپنی زوجہ) قاطمہ رضی اللہ عنہا و دختر رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھروں میں لائیں تو میں نے بنو قینقاع کے ایک آدمی سے جو کہ سار تھا وعدہ لیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں گے جسے میں سناروں کو بیچ کر اپنے لیے کا خرچ بنا سکوں گا۔ پس اس خیال سے میں اپنی اونٹیوں کے لیے پالان بھرے اور رسیاں وغیرہ اکٹھے کر رہا تھا جبکہ میری اونٹیاں ایک انصاری کے حجرے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب میں نے یہ سامان اکٹھا کر لیا اور آیا تو دیکھا کہ میری اونٹیوں کے کوہان کٹے پڑے ہیں ان کے پہلو چیر دیے گئے ہیں اور جگر بھی نکال لیے گئے ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر ضبط نہ رکھ سکا (یعنی رونے لگا) اور پوچھا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ (تمہارے چچا) حمزہ بن عبدالمطلب نے کیا ہے اور وہ اس گھر میں انصاریوں کے ساتھ شراب کی ایک مجلس میں ہیں۔ ایک گانے والی نے ان کے اور ان کے ساتھیوں کے سامنے یوں کہا: اَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرْفِ النَّوَاءِ [اے حمزہ! صحن میں بیٹھی ان موٹی موٹی اونٹیوں کے درپے ہو۔]

۲۹۸۶- تخریج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح: ۳۰۹۱، ومسلم، الأشربة، باب تحريم الخمر... الخ، ح: ۱۹۷۹ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

فَوُتِبَ إِلَى السَّيْفِ فَأَجْتَبَ أُسَيْمَتُهُمَا
وَبَقَرَا خَوَاصِرَهُمَا، فَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا .
قَالَ عَلِيٌّ: فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَذْخُلَ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ،
فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الَّذِي لَقِيتُ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا لَكَ؟» قَالَ: قُلْتُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا رَأَيْتُكَ الْيَوْمَ، عَدَا حَمْزَةُ
عَلَى نَاقَتِي فَأَجْتَبَ أُسَيْمَتَهُمَا وَبَقَرَ
خَوَاصِرَهُمَا وَهَاهُوَذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرِبْتُ،
فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرِدَائِهِ فَأَرْتَدَاهُ، ثُمَّ
أَنْطَلَقْتُ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ
حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ، فَاسْتَأْذَنَ
فَأُذِنَ لَهُ فَإِذَا هُمُ شَرِبُوا، فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ، فَإِذَا حَمْزَةُ يُمِلُّ
مُحَمَّرَةً عَيْنَاهُ، فَتَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ فَتَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ
صَعَدَ النَّظَرَ فَتَنَظَرَ إِلَى شَرَّتِيهِ، ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ
فَتَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: وَهَلْ أَنْتُمْ
إِلَّا عِبِيدٌ لَأَيِّ؟ فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ
يُمِلُّ فَتَنَكَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عَقْبَيْهِ
الْقَهْقَرَى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.



چنانچہ وہ فوراً اٹھے اپنی تلوار لی اور ان کے کوہان
کاٹ ڈالے اور پہلو چیر دیے اور جگر نکال لیے۔ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں چلا آیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ
کی خدمت میں پہنچا۔ آپ کے پاس حضرت زید بن
حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر جوگزری
تھی اسے میری صورت سے بھانپ لیا، تو فرمایا: ”کیا
ہو؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے
آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری اونٹنیوں پر
حملہ کر کے ان کے کوہان کاٹ ڈالے ہیں اور پہلو چیر
دیے ہیں۔ اور وہ اس گھر میں موجود ہے اور اس کے
ساتھ دوسرے شراب پینے والے بھی ہیں۔ رسول
اللہ ﷺ نے اپنی چادر طلب کی اسے اوڑھا اور چل
پڑے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے
پیچھے تھے حتیٰ کہ آپ اس گھر کے پاس آ گئے جس میں حمزہ
تھے۔ آپ نے اندر جانے کی اجازت طلب کی تو آپ
کو بلا لیا گیا۔ آپ نے دیکھا کہ شراب نوشوں کی مجلس بپا
ہے۔ رسول اللہ ﷺ حمزہ کو اس کی کارروائی پر برا بھلا
کہنے لگے اور وہ نشے میں تھے۔ ان کی آنکھیں سرخ
ہو رہی تھیں۔ حمزہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا پھر
نظر اٹھا کر آپ کے گھٹنوں تک دیکھا۔ پھر نظر اٹھائی تو
ناف تک دیکھا۔ پھر نظر اٹھائی اور آپ کے چہرے کو
دیکھا۔ پھر بولے: تم میرے باپ کے غلام ہونے کے
سوا کیا ہو؟ تب رسول اللہ ﷺ نے پہچانا کہ یہ نشے میں
دھت ہیں تو آپ اٹے پاؤں پیچھے پلٹ آئے۔ آپ
نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ نکل آئے۔

۱۹۔ کتاب الخراج والقیء والإمارة ————— نفس اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام ومسائل

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور اس گانے والی کے شعریوں تھے:

أَلَا يَا حَمَزُ لِلشَّرَفِ النَّوَاءِ وَهَنْ مُعَقَّلَاتٍ بِالْفَنَاءِ
صَعَّ السَّيِّئِينَ فِي اللَّبَاتِ مِنْهَا وَصَرَّحَهُنَّ حَمَزَةُ بِالذَّمَاءِ
وَعَجَّلَ مِنْ أَطَائِيهَا لِشَرِّبٍ قَدِيدًا مِنْ طَبِيخٍ أَوْ شِوَاءِ

”اے حمزہ! اٹھو اور یہ موٹی موٹی اونٹنیاں جو میدان میں بندوقی ہیں ان کے حلقوں پر چھری رکھو اور انہیں

خونم خون کر دو۔ اور ان کا عمدہ عمدہ گوشت پکا ہوا یا بھنا ہوا اپنے شراب پینے والے ساتھیوں کو پیش کرو۔“

ان اشعار کا مقصد حمزہ کے جذبہ سخاوت کو غلط طریق پر ابھارتا تھا۔ حضرت حمزہ نے ان کے اسانے پر اپنے پیچھے کی پونجی جو اونٹوں پر مشتمل تھی برباد کر ڈالی۔ ② اہل بیت کے افراد کو جہاد میں سے غنیمت کا حصہ ملتا تھا اور رسول اللہ ﷺ حسب ضرورت نفس سے مزید بھی عنایت فرمایا کرتے تھے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے افراد محنت، مزدوری اور مشقت سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔ ④ انسان کسی وجہ سے عقل و شعور سے عاری ہو جائے تو خاص اس حالت میں تادیب مفید نہیں ہو سکتی بلکہ اس سے دور ہو جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔

۲۹۸۷۔ حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادیوں

ام حکم یا ضباعہ رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو میں میری بہن اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول ﷺ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور جس حال میں ہم تھیں آپ کے سامنے اس کا شکوہ کیا (کہ سب کام اپنے ہاتھ سے کرنے پڑتے ہیں)۔ ہم نے درخواست کی کہ ان قیدیوں میں سے ہمارے لیے بھی کسی کا حکم دے دیا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدر کے یتیم (جن کے والد بدر میں شہید ہوئے) تم سے پہلے لے چکے ہیں، لیکن میں تمہیں اس سے بہتر عمل بتاتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد تینتیس بار اللہ اکبر، تینتیس بار سُبْحَانَ اللہ، تینتیس بار

۲۹۸۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ الضَّمَرِيُّ أَنَّ أُمَّ الْحَكَمِ - أَوْ ضَبَاعَةَ ابْنَتِي الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ - حَدَّثَتْهُ عَنْ إِحْدَاهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَبِيًّا فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَشَكُونَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيهِ وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنْ السَّبْيِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَبِّحْنَ يَتَامَى بَدْرٍ، وَلَكِنْ سَأَدْتُكُنَّ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُنَّ مِنْ ذَلِكَ تُكَبِّرْنَ اللَّهَ عَلَى إِثْرِ كُلِّ

۲۹۸۷۔ تخریج: [مسندہ حسن] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۳/ ۲۹۹ من حديث ابن وهب به * الفضل بن

الحسن "حسن الحديث".

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

خمس اور آپ کے قربت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

صَلَاةٌ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک سا جھی نہیں، حکومت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔) پڑھا کرو۔

قَالَ عِيَّاشٌ: وَهُمَا ابْنَتَا عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ. عِيَّاش (بن عقبہ) نے کہا: یہ دونوں خواتین نبی ﷺ کی چچا زاد تھیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ان سیدات کو اگر کچھ ملتا تو خمس میں سے ملتا، مگر شاید غنائم وغیرہ کے ساتھ وہ سب بھی شہدائے بدر کے یتیم بچوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ ② نبی ﷺ مادی تعاون کے معاملے میں زیادہ ضرورت مندوں خصوصاً شہداء کے اہل و عیال کو اولیت دیا کرتے تھے اور اپنے عزیز و اقارب کے متعلق آپ ﷺ کی ترجیح یہی تھی کہ وہ بقدر گزران اور قناعت کی زندگی گزاریں۔ ③ سیدات اہل بیت عام مسلمانوں کی خواتین حتیٰ کہ امہات المؤمنین بھی اپنے اپنے گھروں میں گھرداری کے تمام کام سرانجام دیتی تھیں۔ بعض فقہاء کا یہ کہنا کہ نبی پر اپنے شوہر کی دلداری کے علاوہ اور کچھ واجب نہیں (خیر القرون کے اس تعامل کے اور آئندہ حدیث میں مذکور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہے۔ ④ اللہ کا ذکر اور اس کی پابندی دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں خیر و برکات کا باعث ہے جبکہ خادم کا فائدہ صرف دنیا تک ہی محدود ہے اور آخرت میں جو بدی کا معاملہ اس پر مستزاد ہے۔ ⑤ اس روایت میں یہ نکتہ بھی ہے کہ دن بھر کی محنت سے جو نکلان لائق ہوتی ہے اس کا ازالہ اور خادم ہونے کی صورت میں اس سے جو راحت مل سکتی ہے ویسی ہی راحت ان تسبیحات سے بھی مل سکتی ہے۔



۲۹۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: ۲۹۸۸- ابن اعمد سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول ﷺ کی بات نہ بتاؤں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ پیار تھا۔ میں نے کہا: ہاں بتائیے۔ تو انہوں نے کہا: حضرت

۲۹۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۰۶۳، وأخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/ ۱۵۳ من حديث سعيد الجريري به * أبو الورد مستور، وابن أعمد مجهول (تقریب)۔

نفس اور آپ کے قربت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

أَهْلِهِ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: إِنَّهَا جَرَتْ بِالرَّحَى حَتَّى أَثَرُ فِي يَدِهَا وَاسْتَقَّتْ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَرُ فِي نَحْرِهَا وَكَنَسَتِ الْبَيْتَ حَتَّى اغْبَرَّتْ نِيَابُهَا. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ خَدَمٌ فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتَ أَبَاكَ فَسَأَلْتَهُ خَادِمًا، فَأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَاثًا فَرَجَعَتْ فَأَتَاهَا مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: «مَا كَانَ حَاجَتُكَ؟» فَسَكَتَتْ، فَقُلْتُ: أَنَا أَحَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! جَرَتْ بِالرَّحَى حَتَّى أَثَرُ فِي يَدِهَا، وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَرُ فِي نَحْرِهَا، فَلَمَّا أَنْ جَاءَكَ الْخَدَمُ أَمَرْتُهَا أَنْ تَأْتِيكَ فَتَسْتَحْدِمَكَ خَادِمًا يَبْقِيهَا حَرًّا مَا هِيَ فِيهِ. قَالَ: «إِنِّي اللَّهُ يَا فَاطِمَةُ! وَأَدَّى فَرِيضَةَ رَبِّكَ وَأَعْمَلِي عَمَلَ أَهْلِكَ، فَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبِّرِي أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَنِلْكَ مِائَةً فَهِيَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ خَادِمٍ»، قَالَتْ: رَضِيتُ عَنِ اللَّهِ وَعَنْ رَسُولِهِ.

فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی چلاتی تھیں حتیٰ کہ ہاتھوں پر نشان پڑ گئے پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں حتیٰ کہ ان کے سینے پر نشان پڑ گئے، گھر میں جھاڑو دیتیں تو کپڑے خراب ہو جاتے۔ پھر نبی ﷺ کے پاس لونڈیاں اور غلام آئے۔ میں نے ان سے کہا: اگر آپ اپنے والد کے پاس جا کر کسی خادم کے متعلق کہیں (تو آپ کو سہولت مل جائے گی)۔ چنانچہ وہ آئیں اور دیکھا کہ کئی باتیں کرنے والے آپ کے پاس بیٹھے ہیں اس پر آپ واپس آ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ اگلے دن ان کے پاس آئے اور دریافت فرمایا: ”کیا کام تھا؟“ تو وہ خاموش رہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بتائے دیتا ہوں۔ یہ چکی چلاتی ہیں تو ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے ہیں۔ پانی کی مشک اٹھا کر لاتی ہیں تو اس سے سینے پر نشان پڑ گئے ہیں۔ اور اب آپ کے پاس لونڈیاں غلام آئے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کی خدمت میں جائیں اور کوئی خادم طلب کر لیں جس سے انہیں ان کاموں کی مشقت میں آسانی ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ! اللہ سے ڈرو اپنے رب کا فریضہ ادا کرو اور اپنے گھر والوں کا کام کاج کیا کرو۔ اور رات کو جب سونے لگو تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللَّهِ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اور چونتیس بار اَللَّهُ أَكْبَرُ کہہ لیا کرو یہ سو بار ہوا۔ اور یہ عمل تمہارے لیے خادم سے بڑھ کر ہے۔“ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اللہ عزوجل سے اور اس کے رسول ﷺ سے (بہ دل و جان) راضی ہوں۔



🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ اس سند سے ضعیف ہے، مگر بالا اختصار یہ دوسری سند سے

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة شخص اور آپ کے قرابت داروں کے حصوں سے متعلق احکام و مسائل

صحیح ثابت ہے جیسے کہ آئندہ حدیث نمبر: ۵۰۶۲ میں موجود ہے۔ اور مذکورہ بالا تسبیحات انتہائی فضیلت رکھتی ہیں۔

⑤ اور اس میں ایک بیٹی اور بیوی کو ”گھر والوں“ کا کام کرنے کی تلقین بھی ہے۔

۲۹۸۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: وَلَمْ يُخْدَمْهَا.

۲۹۸۹- امام زہری رحمہ اللہ نے بواسطہ علی بن حسین رحمہ اللہ یہ قصہ بیان کیا ہے۔ اور کہا کہ نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کوئی خادم نہیں دیا تھا۔

۲۹۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا عَبْسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْقُرَشِيُّ - قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ يَغْنِي ابْنَ عِيسَى: كُنَّا نَقُولُ إِنَّهُ مِنَ الْأَبْدَالِ قَبْلَ أَنْ نَسْمَعَ أَنَّ الْأَبْدَالَ مِنَ الْمَوَالِي - قَالَ: حَدَّثَنِي الدَّخِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نُوحٍ بْنِ مُجَاعَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ سِرَاجٍ بْنِ مُجَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ مُجَاعَةَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَطْلُبُ دِيَّةَ أَخِيهِ، فَتَلْتَهُ بَنُو سَدُوسٍ مِنْ بَنِي دُهْلٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ جَاعِلًا لِمُشْرِكٍ دِيَّةً جَعَلْتُ لِأَخِيكَ، وَلَكِنْ سَأَعْطِيكَ مِنْهُ عُقْبَى»، فَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِمِائَةِ مِنَ الْإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمْسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِي بَنِي دُهْلٍ فَأَخَذَ طَائِفَةً مِنْهَا وَأَسْلَمَتْ بَنُو دُهْلٍ فَطَلَبَهَا بَعْدَ مُجَاعَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَأَتَاهُ بِكِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَتَبَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ بِأَثْنِي

۲۹۹۰- مجاہد (بن مرارہ حنفی یرامی رحمہ اللہ) - مجاہد کی میم پر پیش اور جیم مشدو ہے) سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اپنے بھائی کی دیت طلب کی جسے بنو ذہل کی شاخ بنو سدوس کے لوگوں نے قتل کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں کسی مشرک کی دیت دیتا ہوتا تو تیرے بھائی کی بھی دے دیتا۔ تاہم میں تجھے اس کا عوض دوں گا۔“ پس نبی ﷺ نے اسے لکھ دیا کہ سب سے پہلا خمس جو بنو ذہل کے مشرکوں سے حاصل ہوگا اس میں سے اس کو ایک سوانٹ دیے جائیں گے۔ چنانچہ اس کا ایک حصہ اس نے حاصل کر لیا اس کے بعد پھر بنو ذہل مسلمان ہو گئے۔ تو مجاہد نے باقی ماندہ کا مطالبہ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ سے کیا اور ان کو نبی ﷺ کی تحریر پیش کر دی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ نے اس کے لیے مہامہ کے صدقہ سے بارہ ہزار صاع لکھ دیئے چار ہزار صاع گندم چار ہزار صاع جو اور چار ہزار صاع کھجور۔ نبی ﷺ کی وہ تحریر جو آپ نے مجاہد کو لکھ کر دی تھی اس کا



۲۹۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۵۰۶۲ * السند مرسل.

۲۹۹۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۴۴/۸، وأبو نعيم في معرفة الصحابة:

۵/۲۶۲۲، ح: ۶۳۱۰ من حديث عبسة به * الدخيل مستور، وهلال مجهول الحال، فالسند مظلم.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

صفی سے متعلق احکام ومسائل

مضمون یہ تھا: ”بسم الله الرحمن الرحيم. یہ تحریر محمد نبی ﷺ کی جانب سے بنو سلمیٰ کے مجاہد بن مرارہ کے لیے لکھی گئی ہے کہ میں نے اسے اس کے (مقتول) بھائی کے عوض میں ایک سوانٹ عطا کیے ہیں جو کہ بنو ذہل کے مشرکین سے حاصل ہونے والے پہلے خمس میں سے ادا کر دیے جائیں گے۔“

عَشَرَ أَلْفِ صَاعٍ مِنْ صَدَقَةِ الْيَمَامَةِ: أَرْبَعَةُ أَلْفِ بُرٍّ، وَأَرْبَعَةُ أَلْفِ شَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةُ أَلْفِ تَمْرٍ وَكَانَ فِي كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ لِمُجَاعَةَ: «بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ لِمُجَاعَةَ بْنِ مُرَارَةَ مِنْ بَنِي سُلَمَى، إِنِّي أَعْطَيْتُهُ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمْسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِي بَنِي ذَهْلٍ عُقْبَةً مِنْ أَخِيهِ».

باب: ۲۱۲۰- صفی کے احکام ومسائل

(المعجم ۲۰، ۲۱) - باب مَا جَاءَ فِي

سَهْمِ الصَّفِيِّ (التحفة ۲۱)

۲۹۹۱- عامر شعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا غنیمت میں ایک خاص حصہ ہوا کرتا تھا جسے صفی کہا جاتا تھا۔ (آپ ﷺ) چاہتے تو غلام لے لیتے یا لونڈی یا گھوڑا (اور یہ) خمس نکالنے سے پہلے لے سکتے تھے۔

۲۹۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ سَهْمٌ يُدْعَى الصَّفِيِّ إِنْ شَاءَ عَبْدًا وَإِنْ شَاءَ أَمَةً، وَإِنْ شَاءَ فَرَسًا يَخْتَارُهُ قَبْلَ الْخُمْسِ.

☀ فائدہ: نبی ﷺ غنیمت میں سے کوئی خاص چیز پسند کرتے تو خمس سے پہلے اسے لے سکتے تھے مثلاً لونڈی، غلام، تلوار یا کوئی بھی چیز، اسے صفی کہا جاتا ہے۔

۲۹۹۲- ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے حصے اور صفی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ خواہ کسی جہاد میں شریک نہ بھی ہوتے آپ کا حصہ نکالا جاتا تھا اور خمس میں سے سب سے پہلے آپ کے لیے کوئی خاص چیز نکال لی جاتی

۲۹۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَأَزْهَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ سَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّفِيِّ، قَالَ: كَانَ يُضْرَبُ لَهُ سَهْمٌ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْ لَمْ يَشْهَدْ، وَالصَّفِيُّ

۲۹۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قسم الفيء، باب: ۱، ح: ۴۱۵۰ من حديث مطرف به، السند

مرسل.

۲۹۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/ ۳۰۴ من حديث أبي داود به، السند مرسل.

۱۹- کتاب الخراج والفضی والإمارة

صفی سے متعلق احکام ومسائل

تھی اور اسے صفی کہا جاتا تھا۔

يُؤْخَذُ لَهُ رَأْسٌ مِنَ الْخُمْسِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ .

۲۹۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ السَّلْمِيُّ : حَدَّثَنَا عُمَرُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ بَشِيرٍ ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَزَا كَانَ لَهُ سَهْمٌ صَافٍ يَأْخُذُهُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَتْ صَفِيَّةُ مِنْ ذَلِكَ السَّهْمِ ، وَكَانَ إِذَا لَمْ يَغْزُ بِنَفْسِهِ ضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ وَلَمْ يُخَيَّرْ .

۲۹۹۳- جناب قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوے میں شریک ہوتے تو آپ کا ایک خاص حصہ (صفی) ہوتا تھا آپ جو چاہتے لے سکتے تھے۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) اسی حصے میں سے تھیں اور جب آپ خود شریک نہ ہوتے تو آپ کا حصہ رکھا جاتا تھا مگر وہ آپ سے منتخب نہ کرایا جاتا۔

۲۹۹۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَتْ صَفِيَّةُ مِنَ الصَّفِيِّ .

۲۹۹۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) آپ ﷺ کے حصہ صفی میں آئی تھیں۔

۲۹۹۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ تَعَالَى الْحِصْنَ ذَكَرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُجَيْمٍ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا ، فَاضْطَفَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سُدَّ الصُّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا .

۲۹۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خيبر آئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کر دیا تو آپ ﷺ کے سامنے صفیہ بنت حُجَيم کے حسن و جمال کا تذکرہ ہوا ان کا شوہر قتل ہو گیا تھا جبکہ وہ ابھی لہن تھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں (ان کے صدمے کے ازالے اور معاشرے میں اونچا مقام دینے کے لیے) اپنے لیے منتخب فرمایا۔ آپ اسے لے کر روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب ہم سدھبہاء کے مقام پر پہنچے تو وہ حلال (حیض سے پاک) ہو گئیں تو آپ نے ان کے ساتھ شب زفاف گزاری۔

۲۹۹۳- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۰۴ / ۶ من حديث أبي داود به ، السند مرسل وضعيف .

۲۹۹۴- تخریج : [إسناده ضعيف] * سفیان الثوري مدلس وعنن .

۲۹۹۵- تخریج : أخرجه البخاري ، البيوع ، باب : هل يسافر بالجارية قبل أن يستبرئها ، ح : ۲۲۳۵ من حديث يعقوب به .

🌞 فوائد و مسائل: ① جنگ میں ہاتھ آنے والی لوٹداریوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب تک حمل نہ ہونے کا یقین نہ ہو جائے ان سے محبت جائز نہیں اور یہی ان کی عدت ہے، اسے استبراء رحم (رحم کے صاف ہونے کا پتہ چل جانا) کہتے ہیں۔ ② ”سَدُّ الصُّبُحَاء“ خیر سے باہر ایک جگہ کا نام ہے۔ ”سد“ کی سین پر پیش اور زبردوں منقول ہیں۔

۲۹۹۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۹۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا بَهْرُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: وَقَعَ فِي سَهْمٍ دَحِيَّةَ جَارِيَّةً جَمِيلَةً فَأَسْتَرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَبْعَةِ أَرُوسٍ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سَلِيمٍ تَصْنَعُهَا وَتُهَيِّئُهَا. قَالَ حَمَّادٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَتَعْتَدُ فِي بَيْتِهَا صَفِيَّةُ ابْنَةُ حَيٍّ.

۲۹۹۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پہلے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے چنا تھا مگر بعد میں (ان کے پورے حالات گوش گزار کیے جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آ گئیں۔

۲۹۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں ایک بہت ہی خوبصورت لوٹدی آئی، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو سات غلام دے کر خرید لیا۔ پھر آپ نے اسے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا تاکہ اسے بنائیں سنواریں اور بطور لہن تیار کریں۔ حماد کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ ام سلیم کے ہاں عدت پوری کر لے اور یہ صفیہ بنت حبشی تھیں۔

۲۹۹۸- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلْيَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جُمِعَ السَّبْيُ يَعْنِي بِخَيْرٍ فَجَاءَ دَحِيَّةُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْطِنِي جَارِيَّةً مِنَ السَّبْيِ،

۲۹۹۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیر میں قیدیوں کو جمع کیا گیا، تو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے قیدیوں میں سے ایک لوٹدی عنایت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور ایک لوٹدی لے لو۔“ تو انہوں نے صفیہ بنت حبشی کو چن لیا۔ پھر ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے

۲۹۹۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يعتق أمته ثم يتزوجها، ح: ۱۹۵۷ من حديث حماد بن زيد به.

۲۹۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] * حماد هو ابن زيد.

۲۹۹۸- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من غزا بصبي للخدمة، ح: ۲۸۹۳ من حديث يعقوب بن إبراهيم، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ۱۳۶۵ بعد، حديث: ۱۴۲۷ من حديث إسماعيل ابن علي به.

صُفٰی سے متعلق احکام و مسائل

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة -

قال: «أَذْهَبَ فَخَذُ جَارِيَةٍ»، فَأَخَذَ صَفِيَّةَ ابْنَتَهُ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُعْطِيتَ دَحِيَّةً - قَالَ يَعْقُوبُ: صَفِيَّةُ ابْنَتِ حُيَيٍّ - سَيِّدَةٌ قُرَيْظَةٌ وَالتَّضْيِيرُ ثُمَّ اتَّفَقَا مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: «ادْعُوهُ بِهَا»، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لَهُ: «خَذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا»، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا.

اللہ کے نبی! آپ نے صفیہ بنت حبیبی کو حضرت وحیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ قریظہ اور نصیر (یہودی قیدیوں) کی سردار ہے (سردار کی بیٹی ہے) یہ صرف آپ ہی کے زیبا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وحیہ کو بلاؤ۔“ اسے لے کر آئے۔ جب نبی ﷺ نے صفیہ کو دیکھا تو وحیہ سے فرمایا: ”قیدیوں میں سے اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو۔“ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اہل خیر کو جنگ میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کے مال پر قبضہ کر لیا گیا اور قیدیوں کو غلام اور لونڈیاں بنالیا گیا اور یہ اس وقت جنگ کا معروف طریقہ تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے باوجود ایک سردار زادی کو اس کا مقام و منصب دیا، وہ ایک صحابی کے حصے میں آچکی تھیں آپ نے اسے واپس لے کر آزاد کر دیا اور پھر ان کی مرضی سے انہیں اپنے حرم میں داخل کر کے انہیں مسلمان سوسائٹی میں اعلیٰ ترین مقام عطا کیا۔ ② اسلام جہاں حق کی ترویج اور دفاع کے لیے طاقت کا مظاہرہ کرتا ہے وہاں انسانوں کو عزت بھی دیتا ہے۔ اس اقدام سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ان قبائل کی نفرت و عداوت کو الفت و قربت میں بدل کر انہیں اسلام کے قریب لایا جائے۔ اور یہی رسول اللہ ﷺ کے کثرت از دواج کی ایک اہم حکمت تھی۔ مستشرقین نے تعصب برتتے ہوئے جو الزام تراشی کی وہ ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہے۔ ⑤ حضرت وحیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی نہیں لیا گیا تھا بلکہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے بدلے سات لونڈی غلام عنایت فرما کر اچھی طرح راضی کیا۔ بلکہ یہ بدلہ اتنا زیادہ تھا کہ تھوڑی دیر کیلئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو ان کے حصے میں رہیں اس کی برکت سے ان کو اپنے وہم و گمان سے زیادہ مل گیا۔

۲۹۹۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: جَنَابُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (بَنِ الشَّخِيرِ) بَيَانٌ كَرْتِي هِي كِهْ هَم (بَصْرَه كِهْ حَمَلَه) مَرِيدٌ فِي تَحْتِ كِهْ اِيَكْ شَخْصٌ آيَا۔ اِس كِهْ سَر كِهْ بَالِ بَكْهَرِي هُوِي تَحْتِ اَوْرَهْ هَاتْه مِي سَرخِ چَرِي كِهْ اِيَكْ كُزَالِي هُوِي تَحْتِ۔ هَم نِي كِهَا: تَمْ گُوِيَا دِيَهَات كِهْ رِهْنِي والِي هُوِي اِس نِي كِهَا:

۲۹۹۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: جَنَابُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (بَنِ الشَّخِيرِ) بَيَانٌ كَرْتِي هِي كِهْ هَم (بَصْرَه كِهْ حَمَلَه) مَرِيدٌ فِي تَحْتِ كِهْ اِيَكْ شَخْصٌ آيَا۔ اِس كِهْ سَر كِهْ بَالِ بَكْهَرِي هُوِي تَحْتِ اَوْرَهْ هَاتْه مِي سَرخِ چَرِي كِهْ اِيَكْ كُزَالِي هُوِي تَحْتِ۔ هَم نِي كِهَا: تَمْ گُوِيَا دِيَهَات كِهْ رِهْنِي والِي هُوِي اِس نِي كِهَا:

۲۹۹۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قسم الفی، باب: ۱، ح: ۴۱۵۱ من حديث يزيد بن عبد الله بن الشخير به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۹۹، وابن حبان، ح: ۹۴۹ * الصحابي اسمه النمر بن تولب الشاعر.

ہاں۔ ہم نے کہا: یہ تیرے ہاتھ میں چمڑے کا ٹکڑا کیسا ہے؟ ذرا ہمیں دکھاؤ؟ وہ اس نے ہمیں دے دیا۔ ہم نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا: ”محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنی زہیر بن اقیس کے لیے۔ تم لوگ اگر لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی شہادت دو نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو غنیمت میں سے پانچواں حصہ (خمس) اور نبی ﷺ کا حصہ خاص (صفی) ادا کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی امان سے امن میں ہو۔“ ہم نے پوچھا: تمہیں یہ تحریر کس نے دی ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔

نَاوِلْنَا هَذِهِ الْقِطْعَةَ الْأَدِيمَ الَّتِي فِي يَدِكَ، فَتَاوَلْنَاهَا، فَقَرَأْنَا مَا فِيهَا فَإِذَا فِيهَا: «مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى بَنِي زُهَيْرِ بْنِ أَيْسَ، إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُمْ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآدَيْتُمُ الْخُمْسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَسَهَمَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَهَمَ الصَّغِيِّ أَنْتُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ»، فَقُلْنَا: مَنْ كَتَبَ لَكَ هَذَا الْكِتَابَ؟ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

باب: ۲۲: ۲۱- یہودی مدینہ منورہ سے

کیسے نکالے گئے؟

۳۰۰۰- عبدالرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک (بعض نسخوں میں عبدالرحمن بن عبد اللہ کی بجائے عبدالرحمن بن کعب ہے اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ عبدالرحمن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں یعنی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔ اور وہ ان تین افراد میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ بیان کیا کہ (یہودیوں کا سردار) کعب بن اشرف نبی ﷺ کی بہت بدگوئی کیا کرتا تھا اور کفار قریش کو ان پر حملہ آور ہونے کی ترغیب بھی دیتا رہتا تھا۔ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہل شہر میں تین طرح کے لوگ ملتے تھے یعنی مسلمان، مشرک بت پرست اور یہود۔ اور یہ یہودی نبی ﷺ اور آپ کے

(المعجم ۲۱، ۲۲) - بَاب: كَيْفَ كَانَ إِخْرَاجُ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ؟ (التحفة ۲۲)

۳۰۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَبَيَّنَ عَلَيْهِمْ: وَكَانَ كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ ﷺ وَيَحْرُضُ عَلَيْهِ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَأَهْلُهَا أَخْلَاطَ مِنْهُمْ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ وَالْيَهُودَ، وَكَانُوا يُؤْذُونَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ، فَأَمَرَ

۳۰۰۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۱۹۸/۳ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * الزهري مدلس وعمن.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارۃ

مدینہ منورہ سے یہود کے اخراج کا بیان

اصحاب کو بہت اذیت دیا کرتے تھے۔ تو اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کو صبر اور درگزر کا حکم دیا۔ اور انہی کے سلسلے میں یہ آیت اتری: ﴿وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزَمِ الْأُمُورِ﴾ ”اور یہ بھی یقینی ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی طرف سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور مشرکوں کی طرف سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنی پڑیں گی اور اگر تم صبر کر لو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔“ اور جب کعب بن اشرف (یہودی) نبی ﷺ کو اذیت دینے سے باز نہ آیا تو نبی ﷺ نے (رئیس اوس) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کوئی جماعت بھیج دو جو اس کا کام تمام کر دے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ اور پھر اس کے قتل کا قصہ بیان کیا۔ جب ان لوگوں نے اس کو قتل کر دیا تو یہودی اور مشرک گھبرا گئے اور صبح کے وقت نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے صاحب کورات کے اندھیرے میں قتل کر دیا گیا ہے۔ تو نبی ﷺ نے ان کو جو جوہ کہا کرتا تھا سب بتایا اور انہیں دعوت دی کہ آؤ ہمارے تمہارے درمیان ایک تحریری معاہدہ ہو جائے جس پر سب کا اتفاق ہو۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنے اور یہودیوں اور تمام مسلمانوں کے مابین ایک تحریر لکھ لی (یعنی معاہدہ ہو گیا۔)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نَبِيُّهُ ﷺ بِالصَّبْرِ وَالْعَفْوِ فَفِيهِمْ أَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [آل عمران: ۱۸۶] الْآيَةِ فَلَمَّا أَبَى كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ أَنْ يَنْزِعَ عَنْ أَذَى النَّبِيِّ ﷺ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ أَنْ يَبْعَثَ رَهْطًا يَقْتُلُونَهُ، فَبَعَثَ مُحَمَّدُ بْنُ ابْنِ مَسْلَمَةَ، وَذَكَرَ قِصَّةَ قَتْلِهِ، فَلَمَّا قَتَلُوهُ فَرِعَتِ الْيَهُودُ وَالْمُشْرِكُونَ، فَغَدَوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: طَرِقَ صَاحِبُنَا فَقُتِلَ فَذَكَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ الَّذِي كَانَ يَقُولُ وَدَعَاهُمْ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَنْ يَكْتُبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ كِتَابًا يَنْتَهُونَ إِلَى مَا فِيهِ. فَكَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَامَّةً صَحِيفَةً.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہودی مدینہ سے کیوں نکالے گئے اس کی بابت یہ ہے کہ یہ عبرانی لوگ تھے جو اشوری اور رومی ظلم و جبر سے بھاگ کر حجاز میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ اور طویل اقامت کے باعث ان کی وضع قطع، زبان اور تہذیب

بالکل عربی ہو گئی تھی۔ یثرب (مدینہ منورہ) میں ان کے تین مشہور قبیلے تھے بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ آتے ہی مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات کرائی اور دوسری جانب اس شہر کے رہنے والے یہودیوں اور بت پرستوں سے ایک سیاسی معاہدہ کیا کہ ہم سب مل کر اس شہر کے اندر امن وامان قائم رکھیں گے اور بیرونی حملے کی صورت میں ایک دوسرے کی بھرپور مدد کریں گے۔ مگر یہودیوں نے خفیہ طور پر مسلمانوں کے خلاف عداوت کا سلسلہ اپنائے رکھا۔ قریش مکہ کے ساتھ بھی ان کے رابطے تھے اور عرب کے دیگر قبائل کو بھی وہ مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت دینا ان کے لیے معمولی بات ہوتی تھی۔ عمومی معاہدے کو بری طرح توڑنے بلکہ مدینہ کے دفاع کے معاہدے میں غداری کے واضح ثبوتوں کے بعد اس دور کی سخت ترین سزا کی بجائے محض مدینہ کو ان کی سازشوں اور فتنہ پردازیوں سے محفوظ کرنے کے لیے انہیں مدینہ منورہ سے جلا وطن کیا گیا۔ تفصیل کے لیے سیرت کی کتابیں دیکھیے، بالخصوص ”الرحیق المختوم“ از جناب مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ۔ (۱) اسلامی معاشرے میں اللہ کے کسی نبی خصوصاً آخری رسول ﷺ کے بارے میں گستاخی کرنے والے کو کوئی امان نہیں اور اس کی سزا قتل ہے۔ (۲) کعب بن اشرف کا قتل غزوہ بدر کے بعد ہجرت کے تیسرے سال کی ابتدا میں ہوا تھا۔ اس کا بیان گزشتہ حدیث: ۲۷۸ میں ہوا ہے۔ اور یہ ان لوگوں کو مدینے سے نکالے جانے کی ابتدا تھی۔ (۳) اس حدیث میں جس معاہدے کا ذکر ہے ممکن ہے کہ نیا ہوا اور ممکن ہے کہ اس معاہدے کی تجدید ہو جو ابتدائے ہجرت میں ان کے ساتھ طے پایا تھا۔

۳۰۰۱- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرٍو [الْيَامِيُّ]: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَكْبَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعِكرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدِمَ الْمَدِينَةَ جَمَعَ الْيَهُودَ فِي سُوقِ بَنِي قَيْنَقَاعَ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ يَهُودَ! أَسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قُرَيْشًا»، قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! لَا يَغْرَتُكَ مِنْ

۳۰۰۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره: ۱۲۸/۳ من حديث يونس بن بكير به * محمد بن أبي محمد مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة - مدینہ منورہ سے یہود کے اخراج کا بیان

نَفْسِكَ أَنْكَ قَتَلْتَ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا
أَعْمَارًا لَا يَعْزِفُونَ الْقِتَالَ، إِنَّكَ لَوْ قَاتَلْتَنَا
لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ وَأَنْتَ لَمْ تَلَقْ مِنَّا،
فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
سُغُوتٌ﴾ قَرَأَ مُصَرِّفٌ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَفَتْةٌ
تُغْنِيكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ بِبَدْرِ ﴿وَأُخْرَى﴾
كَافِرَةٌ ﴿[آل عمران: ۱۲، ۱۳].

ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿قُلْ
لِلَّذِينَ كَفَرُوا سُغُوتٌ﴾ ”کافروں سے کہہ دیجیے
کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے۔“ راوی حدیث
مصرف (بن عمرو) نے آگے تک پڑھا: ﴿وَفَتْةٌ تُغْنِيكَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ﴾ ”ایک جماعت تو
اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی (بدر میں) اور دوسرا گروہ
کافروں کا تھا۔“

☀ فائدہ: روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح مشرکین مکہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کے
خلاف سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اسی طرح یہودی مسلمانوں کے ساتھ بٹائے باہمی کا معاہدہ کرنے کے
باوجود نہ صرف قریش کی سازشوں میں شریک تھے بلکہ اپنے طور پر بھی اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کارروائیوں
میں مشغول رہتے تھے۔ اگلی روایت بھی سنداً ضعیف ہے۔ اگر اس میں مذکور واقعہ درست ہو تو اس سے پتہ چلے گا کہ
یہود جب غدار پر اتر آئے تھے تو مسلمانوں کے پاس مقابلے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تھا یہودی غدار کی تفصیل
حدیث نمبر: ۳۰۰۳ کے ذیلی نوآمد میں دیکھیں۔

۳۰۰۲- حَدَّثَنَا مُصَرِّفٌ بْنُ عَمْرِو: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي
مَوْلَى لِزَيْدِ بْنِ نَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بَنْتُ
مُحَيِّصَةَ عَنْ أَبِيهَا مُحَيِّصَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: «مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُودَ
فَاقْتُلُوهُ» قَوْنَبَ مُحَيِّصَةَ عَلَى شَيْبَةَ - رَجُلٍ
مِنْ تَجَارِ يَهُودَ - كَانَ يُلَابِسُهُمْ فَقَتَلَهُ وَكَانَ
حَوِيصَةً إِذْ ذَاكَ لَمْ يُسْلِمِ وَكَانَ أَسَنَ مِنْ
مُحَيِّصَةَ فَلَمَّا قَتَلَهُ جَعَلَ حَوِيصَةً يَضْرِبُهُ
وَيَقُولُ: أَيُّ عَدُوِّ اللَّهِ! أَمَا وَاللَّهِ! لَرُبَّ

۳۰۰۲- حضرت محیصہ (ابن مسعود بن کعب انصاری
خزرجی) کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس
یہودی پر بھی تمہارا بس چلے اسے قتل کر ڈالو۔“ چنانچہ
محیصہ نے ایک یہودی تاجر پر جس کا نام حویصہ تھا حملہ کیا
اور اسے قتل کر ڈالا جو ان کے ساتھ رہتا تھا اور (محیصہ
کا بھائی) حویصہ ابھی ان دنوں مسلمان نہیں ہوا تھا اور عمر
میں محیصہ سے بڑا تھا۔ جب اس نے قتل کر دیا تو حویصہ
محیصہ کو مارنے لگا اور کہتا تھا: اے اللہ کے دشمن! قسم اللہ
کی! تیرے پیٹ کی بہت سی چربی اسی کے مال کی وجہ سے
ہے (یعنی وہ تیرا محسن ہے اور تو نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔)

۳۰۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الدلائل: ۳/ ۲۰۰ من حديث ابن إسحاق به، وهو في العقد
التمام في تخریج السيرة لابن هشام: ۵۸/ ۲ * مولى زيد مستور، انظر الحديث السابق، وبنت محيصة لا تعرف.

شَحْمٌ فِي بَطْنِكَ مِنْ مَالِهِ .

۳۰۰۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ» فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَاهُمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَادَاهُمْ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ يَهُودَ! اسْلِمُوا تَسْلَمُوا». فَقَالُوا: قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اسْلِمُوا تَسْلَمُوا». فَقَالُوا: قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ذَلِكَ أُرِيدُ»، ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ: «اعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِبَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِغْهُ وَلَا فَاغْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ».

۳۰۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”چلو اٹھو یہودیوں کی طرف چلو۔“ چنانچہ ہم آپ کی معیت میں چلتے ہوئے ان کے پاس پہنچے۔ پھر رسول اللہ ﷺ رک گئے اور انہیں پکارا اور فرمایا: ”اے جماعت یہود! اسلام قبول کرلو! امن میں رہو گے۔“ انہوں نے کہا: ابو القاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ”اسلام قبول کرلو! سلامتی میں رہو گے۔“ انہوں نے کہا: ابو القاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں یہی چاہتا ہوں (کہ تم اقرار کرلو کہ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔)“ آپ نے تیسری بار فرمایا: ”یاد رکھو! زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور میں تمہیں اس زمین سے جلا وطن کرنے والا ہوں۔ جسے اپنے مال میں سے کچھ ملتا ہو تو وہ اسے بیچ لے ورنہ یاد رکھو! زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہودی ریشہ و انیاں ظاہر اور ثابت ہونے کے بعد جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ فرمایا کسی سزا کے اعلان سے پہلے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی۔ پھر جلاوطنی کی سزا سے پہلے ان کو بتا دیا کہ وہ اپنی جائیدادیں وغیرہ فروخت کر لیں عنقریب سزا نافذ ہو جائے گی۔ گویا آپ کی پوری کوشش تھی کہ یہودی زیادتیوں کے باوجود مسلمانوں کی طرف سے ان پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ اسلام قبول کر لینے ہی میں سلامتی ہے یعنی اسلام قبول کرنے سے غداری کے ارتکاب جیسے جرم پر بھی سزا ختم ہو جاتی ہے۔ اس دنیا میں جان و مال اور آبرو کی اور آخرت میں اللہ کی پکڑ اور عذاب جہنم سے سلامتی ہے۔ ② ”زمین اللہ کی ہے۔“ کا مفہوم یہ ہے کہ زمین اسی نے پیدا کی ہے اسی کا نافذ کردہ قانون فطرت نافذ ہے اس کا حقیقی مالک وہی ہے اور اللہ کے رسول اللہ کی طرف سے خلیفہ ہیں

۳۰۰۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب إجماع اليهود من الحجاز، ح: ۱۷۶۵ عن قتبية، والبخاري، الجزية والموادعة، باب إخراج اليهود من جزيرة العرب، ح: ۳۱۶۷ من حديث الليث بن سعد به.

کہ اس میں اس کی شریعت نافذ کریں۔ (۱۵) شرعی حق کے نفاذ کی غرض سے کسی کو اپنا مال فروخت کرنے پر آمادہ کرنا جائز اور اس کی خرید و فروخت صحیح ہے۔

باب: ۲۲، ۲۳- یہود بنو نضیر کا واقعہ

(المعجم ۲۲، ۲۳) - بَابُ: فِي خَبَرِ

النَّضِيرِ (التحفة ۲۳)

۳۰۰۴- حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک نبی ﷺ کے ایک صحابی کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ قریش مکہ نے عبداللہ بن ابی (منافق) اور اس کے ہم نوا اوس و خزرج کے دوسرے بت پرست لوگوں کو خط لکھا جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اور یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ انہوں نے لکھا کہ تم لوگوں نے ہمارے آدمی کو پناہ دے رکھی ہے اور ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم لوگ اس سے جنگ کرو یا اسے (اپنے ہاں سے) نکال باہر کرو ورنہ ہم سب مل کر تم پر دھاوا بولیں گے یہاں تک کہ تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنے قبضے میں لے آئیں گے۔ یہ خط جب عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی بت پرستوں کو پہنچا تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ نبی ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان سے ملاقات کی اور فرمایا: ”قریش کی دھمکی سے تم لوگ بہت زیادہ متاثر ہو گئے ہو اور وہ تمہارا اس سے زیادہ نقصان نہیں کر سکتے جتنا کہ تم اپنے ہاتھوں خود کر بیٹھنا چاہتے ہو۔ کیا تم اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں سے قتال کرنا چاہتے ہو؟“ جب انہوں نے نبی ﷺ سے یہ بات سنی

۳۰۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ كَتَبُوا إِلَى ابْنِ أَبِي وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مَعَهُ الْأَوْثَانَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزَرَجِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ: إِنَّكُمْ أَوَيْتُمْ صَاحِبَنَا وَإِنَّا نَفْسُكُمْ بِاللَّهِ لَتَقَاتِلَنَّهُ أَوْ لَتُخْرِجَنَّهُ أَوْ لَتَسِيرَنَّ إِلَيْنَا بَأْجَمِينَ حَتَّى نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَكُمْ وَنَسْتَبِيحَ نِسَاءَكُمْ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي وَمَنْ كَانَ مَعَهُ مِنَ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ اجْتَمَعُوا لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ لَفِيهِمْ فَقَالَ: «لَقَدْ بَلَغَ وَعِيدُ قُرَيْشٍ مِنْكُمْ الْمَبَالِغَ مَا كَانَتْ تَكِيدُكُمْ بِأَكْثَرِ مِمَّا تُرِيدُونَ أَنْ تَكِيدُوا بِهِ أَنْفُسَكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَقَاتِلُوا أَبْنَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ»، فَلَمَّا سَمِعُوا ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ تَفَرَّقُوا، فَبَلَغَ ذَلِكَ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَكَتَبَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ إِلَى



۳۰۰۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۳۲/۹، وفي الدلائل: ۱۷۸/۳ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۹۷۳۳ * الزهري مدلس وعنعن.

(اور اس کی حقیقت کو سمجھ گئے) تو وہ تتر بتر ہو گئے۔ کفار قریش کو یہ خبر ملی تو انہوں نے واقعہ بدر کے بعد یہودیوں کو لکھا کہ تم لوگ اسلحہ اور قلعوں کے مالک ہو۔ تم لوگ یا تو لازماً ہمارے آدمی سے جنگ کرو ورنہ ہم ایسے اور ایسے کریں گے اور پھر ہمارے اور تمہاری عورتوں کی بازیوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو سکے گا (یعنی ہم مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے)۔ جب ان کے لکھے کی خبر نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئی تو اس اثنا میں بنوفصیر نے بھی (رسول اللہ ﷺ سے) دھوکہ کرنے کا قصد کیا۔ انہوں نے نبی ﷺ کو کہلا بھیجا کہ آپ اپنے تئیں اصحاب کے ساتھ ہماری طرف آئیں اور ہم میں سے تیس عالم آئیں اور ایک درمیانی جگہ میں ملیں۔ یہ لوگ آپ کی بات سنیں، اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ پس نبی ﷺ نے (لوگوں کو) ان کی خبر بتادی۔ جب اگلا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ لشکر لے کر گئے اور ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان سے کہا: ”اللہ کی قسم! تم لوگوں پر مجھے کوئی اعما نہیں الایہ کہ ایک (نئے) عہد کے ذریعے سے جو تم (نئے سرے سے) میرے ساتھ کرو۔“ ان لوگوں نے عہد و پیمان دینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے اس دن ان سے قتال کیا۔ پھر اگلے دن لشکر لے کر ان بنو قریظہ پر چڑھائی کی اور بنوفصیر کو چھوڑ دیا۔ آپ نے ان (بنو قریظہ) سے مطالبہ کیا کہ وہ (نئے سرے سے) عہد و پیمان کریں انہوں نے معاہدہ کر لیا۔ اور آپ نے ان سے توجہ ہٹائی۔ اور (اگلے دن دوبارہ)

الْيَهُودُ: إِنَّكُمْ أَهْلُ الْحَلَقَةِ وَالْحُصُونِ، وَإِنَّكُمْ لَتَقَاتِلُنَّ صَاحِبَنَا أَوْ لَتَفْعَلَنَّ كَذَا وَكَذَا وَلَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَدَمِ نِسَائِكُمْ شَيْءٌ - وَهِيَ الْخَلَاخِيلُ - فَلَمَّا بَلَغَ كِتَابُهُمُ النَّبِيَّ ﷺ أَجْمَعَتْ بَنُو النَّضِيرِ بِالْعُدْرِ، فَأَرْسَلُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ اخْرُجْ إِلَيْنَا فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ وَلِيُخْرِجْ مِنَّا ثَلَاثُونَ حَبْرًا حَتَّى نَلْتَقِيَ بِمَكَانِ الْمَنْصَفِ فَيَسْمَعُوا مِنْكَ فَإِنْ صَدَّقُوا وَآمَنُوا بِكَ أَمَّا بِكَ فَقَصَّ خَبَرَهُمْ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدَا عَدَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْكَتَائِبِ فَحَصَرَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ: «إِنَّكُمْ وَاللَّهِ! لَا تَأْمَنُونَ عِنْدِي إِلَّا بِعَهْدٍ تَعَاهِدُونِي عَلَيْهِ»، فَأَبَوْا أَنْ يُعْطُوهُ عَهْدًا، فَقَاتَلَهُمْ يَوْمَهُمْ ذَلِكَ، ثُمَّ عَدَا الْغَدَا عَلَى بَنِي قُرَيْظَةَ بِالْكَتَائِبِ وَتَرَكَ بَنِي النَّضِيرِ وَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يُعَاهِدُوهُ فَعَاهَدُوهُ فَأَنْصَرَفَ عَنْهُمْ وَغَدَا عَلَى بَنِي النَّضِيرِ بِالْكَتَائِبِ، فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى الْجَلَاءِ فَجَلَّتْ بَنُو النَّضِيرِ وَاحْتَمَلُوا مَا أَقْلَبَ الْإِبِلُ مِنْ أُمْتِعَتِهِمْ وَأَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ وَحَسْبِهَا، فَكَانَ نَحْلُ بَنِي النَّضِيرِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةً أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهَا وَخَصَّهُ بِهَا فَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَا آفَاةُ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُهُ عَلَيْهِ مِنْ حَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر: ٦] يَقُولُ بِغَيْرِ قِتَالٍ فَأَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ أَكْثَرَهَا لِمُهَا جَرِينٍ وَقَسَمَهَا بَيْنَهُمْ

وَقَسَمَ مِنْهَا لِرَجُلَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَا ذَوَيْنِ حَاجَةٍ لَمْ يَقْسِمِ لِأَحَدٍ مِنَ الْأَنْصَارِ غَيْرِ هُمَا ، وَبَقِيَ مِنْهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي فِي أَيْدِي بَنِي فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا .

یہود بنوفصیر کا واقعہ

بنوفصیر پر لشکر لے کر چڑھائی کی اور ان سے قتال کیا حتیٰ کہ وہ جلا وطنی پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ بنوفصیر جلا وطن ہو گئے اور جو وہ اٹھا سکتے تھے گھر کا اسباب گھروں کے دروازے، شہتر اور کڑیاں وغیرہ اونٹوں پر لاد لیں۔ چنانچہ بنوفصیر کی کھجوریں بطور خاص رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں آ گئیں۔ اللہ نے وہ آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور آپ کے لیے مخصوص کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ ”اور اللہ نے ان میں سے جو کچھ اپنے رسول کو دلویا ہے تم نے اس پر کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے (بغیر قتال کے حاصل ہوا ہے۔“ نبی ﷺ نے اس کا اکثر حصہ مہاجرین میں تقسیم فرمادیا اور انصاریوں میں سے صرف دو آدمیوں کو دیا جو حاجت مند تھے ان کے علاوہ کسی انصاری کو کچھ نہیں دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں سے یہی باقی ہے جو بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قبضے میں ہے۔



🌞 فوائد و مسائل: ① قریش مکہ کی دھمکی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ بیرونی دشمن کے حملہ آور ہونے سے بھی خوزیزی ہوا کرتی ہے مگر اس کے بالمقابل قوم آپس ہی میں ہتھم کٹھا ہو جائے اور اپنے ہاتھوں اپنے عزیزوں کو قتل یا بے آبرو کرنے لگے تو اس میں رسوائی زیادہ ہے۔ اگر قریش نے حملہ کیا بھی تو مسلمان ان کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش ہوں گے اس لیے انہیں گھبرانا یا مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ اور اپنے مسلمان عزیزوں کے درپے آزار ہو جانے کی طرح دانشمندی نہیں۔ ② یہودیوں کی پیشکش، پھر ملاقات اور بعد ازاں قتال کے سلسلے میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے اور یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تین صحابہ کو لے کر چلے اور ان کے بھی تیس عالم آئے مگر وہ بہت مرعوب ہوئے اور ان میں سے کچھ نے کہا کہ مسلمانوں سے یوں کہا جائے کہ ساٹھ (باسٹھ) افراد کے اس جھگڑے میں بات سمجھنی سمجھانی مشکل ہوگی اس لیے آپ اپنے تین صحابہ کو لے کر آئیں اور ہم بھی تین علماء کو لاتے ہیں۔ اگر یہ مان گئے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے تین صحابہ کو ساتھ لے کر چلے اور وہ بھی تین کو لے کر چلے مگر وہ اسلحہ بند تھے اور ان کا خفیہ پروگرام یہ تھا کہ یوں دھوکے سے آپ کو

قتل کر دیں گے۔ بنو نضیر میں سے ایک خیر خواہ عورت نے اپنے مسلمان بھائی کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کا پروگرام ایسے ہے۔ تو وہ انصاری جلدی سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، قبل اس کے کہ آپ ﷺ ان کی مجلس میں پہنچیں۔ تو آپ نے اس ملاقات سے انکار کر دیا۔ اور اس غداری کا پردہ کھلنے کے بعد اگلے دن ان کا محاصرہ فرمالیا۔ (بذل المحمود) ⑤ شروع ایام ہجرت میں یہود سے میثاق مدینہ کا معاہدہ ہو چکا تھا مگر وہ اس کے پابند نہیں رہے تھے اس لیے موقع بہ موقع نئے عہد و پیمان کی ضرورت پیش آتی رہی۔ یہ قوم غداری میں معروف تھی بلکہ اب بھی ہے اور پھر بلا آخر اسی غداری کی وجہ سے انہیں مدینہ بدر ہونا پڑا اور یہ واقعہ بدر کے چھ ماہ بعد جنگ احد سے پہلے کا ہے۔ ⑥ ذی اور معاہدہ جب اپنے عہد کی پاسداری نہ کرے تو وہ حربی بن جاتا ہے اور پھر اس سے قتال جائز ہوتا ہے۔ ⑦ بنو نضیر سے چونکہ باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی تھی صرف محاصرہ ہوا تھا کہ وہ علاقہ چھوڑ کر جانے پر راضی ہو گئے چنانچہ ان سے حاصل شدہ اموال منقولہ و غیر منقولہ سب اموال فے کھلائے جن کا خرچ مکمل طور پر آپ کی صوابدید پر تھا اور آپ نے ان اموال سے شہدائے بدر کے یتیموں اور بعض مفلس مہاجرین و انصاری کی خبر گیری فرمائی۔

۳۰۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو نضیر اور قریظہ کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی (رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں کیں) تو رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کو مدینہ سے نکال باہر کیا اور قریظہ کو ان کے گھروں میں رہنے دیا اور ان پر احسان فرمایا۔ حتیٰ کہ قریظہ نے بعد میں جنگ کی (غزوہ احزاب کے موقع پر کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور دھوکہ دیا) تو ان کے جنگجو مرنے والے ہو گئے اور ان کی عورتوں بچوں اور اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا، سوائے ان بعض لوگوں کے جو (کارروائی سے پہلے) رسول اللہ ﷺ سے آ ملے تھے تو آپ نے ان کو امان دی اور وہ اسلام لے آئے (اور قتل سے بچ گئے)۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ اور بنو حارثہ کے سب یہودیوں کو جو مدینہ میں رہ رہے تھے باہر نکال دیا۔ بنو قریظہ

۳۰۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ يَهُودَ النَّضِيرِ وَ قُرَيْظَةَ حَارَبُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَجْلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنْ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةَ بَعْدَ ذَلِكَ، فَقَتَلَ رِجَالُهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَبِيْلَاقَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُودُ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلُّ يَهُودِي كَانَ بِالْمَدِينَةِ.

۳۰۰۵- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير... الخ، ح: ٤٠٢٨، ومسلم، الجهاد والسير، باب إجماع اليهود من الحجاز، ح: ١٧٦٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٩٩٨٨.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

خیبر کی زمین کا حکم

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ایمان و اسلام انسان کو دنیا میں جان مال اور آبرو کی امان دیتا ہے اور آخرت میں ابدی امان کا باعث ہوگا۔ ② حضرت عبداللہ بن سلام کی سیرت سے واضح ہو جاتا ہے کہ ایمان جب دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے تو دنیا کی عارضی لذتیں اور قوم قبیلے کی عصیت کی اہمیت ختم ہو جاتی ہیں اور پھر اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی محبوب نہیں رہتا۔

باب: ۲۳، ۲۴- خیبر کی زمین کا حکم

(المعجم ۲۳، ۲۴) - باب مَا جَاءَ فِي

حُكْمِ أَرْضِ خَيْبَرَ (التحفة ۲۴)

۳۰۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اہل خیبر سے جنگ کی ان کی کھجوریں اور زمینیں آپ کے قبضے میں آگئیں اور انہیں اپنے قلعے میں محصور ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ تو انہوں نے آپ سے مصالحت کر لی کہ تمام زرد و سفید (سونا چاندی) اور اسلحہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہوگا اور دیگر اسباب جو ان کے اونٹ اٹھا سکیں اٹھالے جائیں گے اور کوئی چیز چھپائیں گے نہیں اور نہ غائب کریں گے۔ اگر ایسا کیا تو ان کے لیے کوئی ذمہ اور عہد نہ رہے گا۔ مگر انہوں نے چمڑے کا ایک بورا غائب کر دیا جو صحیح بن اخطب کا تھا اور وہ خود خیبر سے پہلے قتل ہو گیا تھا۔ وہ یہ بورا بنوفیر کے مدینہ سے جلاوطن کیے جانے کے موقع پر اٹھا کر لایا تھا اس بورے میں ان لوگوں کے زیورات تھے۔ نبی ﷺ نے سغیہ (یہودی) سے کہا: ”صحیح بن اخطب کا بورا کہاں ہے؟“ اس نے کہا: وہ جنگوں میں اور دوسرے اخراجات میں خرچ ہو گیا ہے۔ مگر صحابہ نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ تب

۳۰۰۶- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الرِّزْقَاءِ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَسَهُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَاتَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ فَعَلَبَ عَلَى الْأَرْضِ وَالنَّخْلِ وَالْجَاهُ إِلَى قَصْرِهِمْ فَصَالَحُوهُ عَلَى أَنْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّفَرَاءُ وَالْبَيْضَاءُ وَالْحُلَقَةُ وَلَهُمْ مَا حَمَلَتْ رِجَالُهُمْ عَلَى أَنْ لَا يَكْتُمُوا وَلَا يُعَيَّبُوا شَيْئًا فَإِنْ فَعَلُوا فَلَا ذِمَّةَ لَهُمْ وَلَا عَهْدَ، فَعَيَّبُوا مَسَكًا لِحَبِيبِ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ كَانَ قُتِلَ قَبْلَ خَيْبَرَ كَانَ اخْتَمَلَهُ مَعَهُ يَوْمَ بَنِي النَّضِيرِ حِينَ أُجْلِيَتْ النَّضِيرُ فِيهِ حُلِيَّتُهُمْ. وَقَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِسَعْيَةَ: «أَيْنَ مَسَكُ حَبِيبِ بْنِ أَخْطَبَ؟» قَالَ: أَذْهَبَتْهُ الْحُرُوبُ وَالنَّفَقَاتُ، فَوَجَدُوا الْمَسَكَ فَقَتَلَ ابْنُ أَبِي الْحَقِيقِ،

۳۰۰۶- تخريج: [إسناده ضعيف] علقه البخاري، ح: ۲۷۳۰ من حديث حماد بن سلمة به، وللحديث شواهد *

حماد بن سلمة شك في اتصاله، وحديث البخاري، ح: ۲۷۳۰ يعني عنه

ابن ابی العقیق کو قتل کیا گیا، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا گیا اور انہیں وہاں سے جلاوطن کرنے کا ارادہ کر لیا، تو انہوں نے کہا: اے محمد! ہمیں یہاں رہنے دیں ہم اس زمین میں محنت کریں گے اور جب تک آپ (ہمیں رکھنا) چاہیں گے اس کی آمدنی کا آدھا ہم لیں گے اور آدھا آپ کو دیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ (اس پیداوار میں سے) اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کو اسی (۸۰) دینار اور بیس (۲۰) دینار دیا کرتے تھے۔

۳۰۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے یہ طے کیا تھا کہ جب ہم چاہیں گے انہیں نکال باہر کریں گے۔ تو جس نے ان سے کچھ لینا ہو وہ وصول کر لے، میں یہودیوں کو نکالنے لگا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ان کو نکال دیا۔

۳۰۰۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے۔ ہم محنت کریں گے اور جو آمدنی ہوگی اس سے آدھی آپ کو ادا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیتا ہوں کہ جب تک ہم چاہیں

وَسَيِّ نَسَاؤُهُمْ وَذَرَارِيَهُمْ وَأَرَادَ أَنْ يُجْلِيَهُمْ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! دَعْنَا نَعْمَلَ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ، وَلَنَا الشَّطْرُ - مَا بَدَا لَكَ - وَلَكُمْ الشَّطْرُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي كُلَّ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ ثَمَانِينَ وَسَقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسَقًا مِنْ شَعِيرٍ.

۳۰۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَامِلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَنْ نُخْرِجَهُمْ إِذَا شِئْنَا، وَمَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَلْيَلْحَقْ بِهِ فَإِنِّي مُخْرِجُ يَهُودَ فَأُخْرِجَهُمْ.

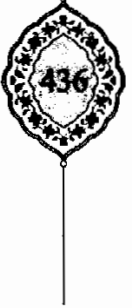
۳۰۰۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا افْتُتِحَتْ خَيْبَرُ سَأَلَتْ يَهُودُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُعْرِضَهُمْ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا عَلَى النِّصْفِ مِمَّا خَرَجَ مِنْهَا، فَقَالَ

۳۰۰۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۵۶/۹ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۱/۱۵، ورواه البخاري، ح: ۲۷۳۰ من حديث نافع به.

۳۰۰۸- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ۱۵۵۱ من حديث ابن وهب به.

گئے۔“ چنانچہ وہ اسی کے مطابق وہاں رہے۔ اور خیبر سے حاصل ہونے والی آدمی کھجور کئی حصوں پر تقسیم کی جاتی تھی اور رسول اللہ ﷺ پانچواں حصہ لیا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں سے ہر بیوی کو سو سو کھجور اور بیس وسق جو عنایت فرمایا کرتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو نکالنے کا ارادہ کیا تو ازواج نبی ﷺ سے کہلا بھیجا کہ آپ میں سے جس کا جی چاہے میں اسے اتنے درخت دیئے دیتا ہوں جس سے سو سو کھجور حاصل ہو اور وہ درخت زمین اور پانی اسی کا ہوگا۔ اور ایسے ہی اس قدر زمین دیئے دیتا ہوں جس سے بیس وسق جو حاصل ہوں۔ اور جو پسند کرے ہم نفس میں سے اس کا حصہ حسب سابق ادا کرتے رہیں گے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَقْرَبُكُمْ فِيهَا عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا» فَكَانُوا عَلَى ذَلِكَ، وَكَانَ التَّمْرُ يُقَسَّمُ عَلَى الشُّهُمَانِ مِنْ نِصْفِ خَيْبَرَ وَيَأْخُذُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْخُمْسَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَطْعَمَ كُلَّ امْرَأَةٍ مِنْ أَزْوَاجِهِ مِنَ الْخُمْسِ مِائَةً وَسَقًا تَمْرًا وَعِشْرِينَ وَسَقًا مِنْ شَعِيرٍ، فَلَمَّا أَرَادَ عُمَرُ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ أَرْسَلَ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُنَّ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ أَقْسِمَ لَهَا نَخْلًا بِخَرْصِهَا مِائَةً وَسَقًا، فَيَكُونَنَّ لَهَا أَضْلَاهَا وَأَرْضُهَا وَمَاؤُهَا، وَمِنْ الزَّرْعِ مَزْرَعَةٌ خَرْصِ عِشْرِينَ وَسَقًا فَعَلْنَا، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ نَعْزِلَ الَّذِي لَهَا فِي الْخُمْسِ كَمَا هُوَ فَعَلْنَا.



🌞 فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم کی روایت کے مطابق حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین اور پانی کا انتخاب کیا اور بعض دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما نے حسب سابق متعین حصہ چنا۔ صحیح مسلم کی یہ روایت بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ہے اور زیادہ مفصل اور واضح ہے۔ اس روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں فے کی زمینوں کی آمدنی میں سے سالانہ خرچ کے طور پر اپنی ہر زوجہ محترمہ کو کل سو سو (۸۰) وسق کھجور اور بیس (۲۰) وسق جو مقرر فرمائے تھے۔ (صحیح مسلم المساقاة: حدیث: ۱۵۵۱)۔ ابوداؤد کی حدیث: ۳۰۰۶ میں بھی یہی مقدار مذکور ہے۔ البتہ موجودہ روایت میں کل سو سو کی بجائے کھجور سو سو اور اس کے علاوہ جو بیس وسق کی مقدار بیان کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے والے راویوں میں سے کوئی راوی ظن و تخمین سے مقدار بیان کرتے ہوئے التباس کا شکار ہو گیا اور کل سو سو کی بجائے کھجور سو سو اور جو بیس وسق کا ذکر کر گیا۔ (فتح الودود بحوالہ عون المعبود: باب ما جاء في حكم ارض خيبر) ② خیبر کے طریق کے مطابق بٹائی پر زمین لینا اور دینا جائز ہے۔

۳۰۰۹- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا ۳۰۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۰۰۹- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب ما يذكر في الفخذ، ح: ۳۷۱، ومسلم، النكاح، باب فضيلة

عَبْدُ الْوَارِثِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ فَأَصْبَنَّا نَا عَنُوهُ فَجَمَعَ السَّبْيَ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی۔ پس ہم نے اسے قہر و قوت سے حاصل کیا اور قیدی اکٹھے کیے۔

🌟 فائدہ: امام ابو داؤد رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کر کے واضح کرنا چاہتے ہیں کہ خیبر کا کچھ حصہ قتال سے اور کچھ حصہ صلح سے حاصل ہوا تھا۔

۳۰۱۰- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُسَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ أَبِي حَنْمَةَ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ نِصْفَيْنِ: نِصْفًا لِنَوَائِبِهِ وَحَاجَتِهِ، وَنِصْفًا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، قَسَمَهَا بَيْنَهُمْ عَلَى ثَمَانِيَةِ عَشَرَ سَهْمًا.

۳۰۱۰- حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ آپ کے اتفاقی اخراجات اور ذاتی ضروریات کے لیے خاص تھا اور آدھا مسلمانوں کے لیے۔ آپ نے اسے ان میں اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا تھا۔

🌟 فائدہ: تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔ نبی ﷺ نے خیبر کی زمینوں کو اسی طرح دو حصوں میں تقسیم فرمایا جس طرح وہ حاصل ہوئیں جو جنگ کے نتیجے میں ملیں وہ آپ نے تقسیم فرمادیں اور تقریباً اتنی ہی زمینیں بغیر لڑے معاہدہ صلح کے نتیجے میں حاصل ہوئیں۔ ان کی آمدنی قرآن کے حکم کے مطابق آپ کے لیے تھی۔ آپ نے اسے مسلمانوں کے اتفاقی اخراجات کے لیے اور تھوڑا سا حصہ ذاتی اور خاندانی ضروریات کے لیے مختص فرمادیا۔ حکومتوں اور وفاقی جماعتوں اور انجمنوں کے پاس خاص محفوظ فنڈ جمع رہے تو بہت عمدہ ہے تاکہ اتفاقی اخراجات پورے کرنے میں آسانی رہے۔

۳۰۱۱- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ ابْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي

۳۰۱۱- جناب یحییٰ بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اصحاب نبی ﷺ کی ایک جماعت سے

﴿اعتاقہ امتہ ثم یتزوجہا، ح: ۱۳۶۵ بعد حدیث: ۱۴۲۷ من حدیث إسماعیل بن إبراهيم به.﴾

۳۰۱۰- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي ۳۱۷/۶ من حدیث أبي داود به، وللحدیث شواهد، انظر الحدیث الآتی.

۳۰۱۱- تخریج: [إسناده حسن] * أبو شهاب هو عبد ربہ بن نافع.

سنا، انہوں نے بیان کیا، اور یہی حدیث ذکر کی: چنانچہ آدھے حصے مسلمانوں کے تھے ان میں رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی تھا اور باقی آدھے مسلمانوں کی اتفاقی ضروریات اور حوادث کے لیے علیحدہ کر لیے۔

شِهَابٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا، فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ: فَكَانَ النِّصْفُ سِهَامَ الْمُسْلِمِينَ وَسَهْمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَزَلَ النِّصْفَ لِلْمُسْلِمِينَ لِمَا يَنْبُؤُهُ مِنَ الْأُمُورِ وَالنَّوَائِبِ.

۳۰۱۲- جناب بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ جو کہ انصار کے مولیٰ تھے، کئی اصحاب نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کیا تو اس کو کل چھتیس حصوں پر تقسیم کیا، اور ہر حصے میں سو حصے تھے۔ چنانچہ اس میں سے آدھے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے تھے۔ اور باقی آدھے اتفاقی اخراجات کے لیے محفوظ رکھے گئے کہ آپ کے پاس وندو آتے تھے یا کوئی ہنگامی خرچ ہوتا یا مسلمانوں پر کوئی مشکل آپڑتی (تو اس مد میں سے لیا جاتا تھا)۔

۳۰۱۲- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ رَجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةً سَهْمٍ، فَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِينَ النِّصْفُ مِنْ ذَلِكَ وَعَزَلَ النِّصْفَ الْبَاقِي لِمَنْ نَزَلَ بِهِ مِنَ الْوُفُودِ وَالْأُمُورِ وَنَوَائِبِ النَّاسِ.



۳۰۱۳- جناب بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خیبر عنایت فرما دیا تو آپ نے اسے چھتیس حصوں پر تقسیم کیا۔ ہر حصے میں سو حصے تھے۔ چنانچہ ان میں سے آدھے آپ کے اتفاقی اخراجات اور آپ کے پاس آنے والے مہمانوں اور وفود کے لیے تھے یعنی قلعہ و طیحہ، کتبہ اور ان کے ساتھ ملحق اراضی وغیرہ اور باقی آدھے مسلمانوں

۳۰۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَغْنِي سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ خَيْبَرَ قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةً سَهْمٍ، فَعَزَلَ نِصْفَهَا لِنَوَائِبِهِ، وَمَا يَنْزِلُ بِهِ الْوُطَيْحَةُ وَالْكُتَيْبَةُ وَمَا أُحِيزَ مَعَهُمَا، وَعَزَلَ

۳۰۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/۳۶ عن محمد بن فضيل بن غزوان به.

۳۰۱۳- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۶/۳۱۷ من حديث أبي داود به.

يُصَفِّ الْأَخَرَ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ الشَّقَّ
وَالنَّطَاةَ وَمَا أَحْيَزَ مَعَهُمَا، وَكَانَ سَهْمُ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا أُحْيَزَ مَعَهُمَا .

میں تقسیم کر دیئے، یعنی قلعہ شق اور نطاة اور ان کے
مضافات۔ اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی انہی کے
ملکحات ومضافات میں تھا۔

🌟 فائدہ: قلعوں کے آخری مجموعے جو مسلمانوں نے بزور شمشیر فتح کیے وہ حصون النطاة اور حصون الشق تھے۔
یہاں سے جو یہودی جان بچا کر بھاگ نکلے انہوں نے ”حصون الکتيبة“ کے مجموع میں پناہ لی۔ اس میں تین
قلعے تھے سب سے بڑا قوس پھر وطح اور سلام تھا۔ جب ان کا محاصرہ ہوا تو یہ قلعے ان کے مالکوں نے لڑنے والوں کی
جان بخشی اور ان کے بچوں کی آزادی کی شرائط پر خود رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیئے۔ (عون المعبود، باب ماجاء
فی حکم أرض خيبر، بحوالہ زرقانی) ان کے بعد فدک والوں نے اپنے علاقے حوالے کیے۔ (فتح الباری
کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس) رسول اللہ ﷺ کے لیے یہی علاقے مخصوص تھے، کیونکہ یہی بغیر
لڑے آپ کی تحویل میں آئے تھے ان کو مضافات وملکحات کہا گیا۔

۳۰۱۳- جناب بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول ﷺ کو خیبر عنایت
فرما دیا تو آپ نے اسے کل چھتیس حصوں میں تقسیم
فرمایا۔ آپ نے آدھے یعنی اٹھارہ حصے مسلمانوں کے
لیے خاص کر دیئے۔ ہر حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا اور نبی
ﷺ بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ آپ کا حصہ بھی اسی
طرح تھا جیسے کہ ایک عام مسلمان کا۔ رسول اللہ ﷺ نے
اٹھارہ حصے اپنے آڑے وقتوں اور مسلمانوں کی ہنگامی
ضرورت کے لیے علیحدہ کر دیئے تھے اور یہ تھے قلعہ وطح
اور کتيبة (ایک بستی) اور سلام اور ان کے مضافات۔
جب یہ اراضی نبی ﷺ اور مسلمانوں کے قبضے میں آگئیں تو
آپ کے پاس کوئی ایسے محنت کش نہ تھے جو ان کے
بجائے کام کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو
دعوت دی اور ان سے معاملہ طے کر لیا۔

۳۰۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ
الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،
عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا
أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ قَسَمَهَا سِتَّةَ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا
جَمْعًا فَعَزَلَ لِلْمُسْلِمِينَ الشَّطْرَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ
سَهْمًا، يَجْمَعُ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ النَّبِيِّ ﷺ مَعَهُمْ
لَهُ سَهْمٌ كَسَهْمِ أَحَدِهِمْ وَعَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا - وَهُوَ الشَّطْرُ - لِثَوَائِهِ
وَمَا يَنْزِلُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ ذَلِكَ
الْوَطِيحَ وَالْكُتَيْبَةَ وَالسَّلَامَ وَتَوَابِعَهَا، فَلَمَّا
صَارَتْ الْأُمُورُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ
لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عُمَالٌ يَكْفُونَهُمْ عَمَلَهَا، فَدَعَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْيَهُودَ فَعَامَلَهُمْ .

۳۰۱۴- [تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في الدلائل ۴/ ۲۳۵ من حديث أبي داود به .

۱۹- کتاب الخراج والقیء والإمارة

خیبر کی زمین کا حکم

🌞 فائدہ: ① خیبر کا آدھا حصہ جو بطور غنیمت حاصل ہوا تھا اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کا حصہ تھا۔ آپ اپنا یہ حصہ بقیدیئ کے ساتھ ملا کر سارا صدقہ کر دیا کرتے تھے البتہ اس میں سے بقدر کفاف اپنی ازواج کو دیتے تھے جس طرح پہلے بالتفصیل بیان ہو چکا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین کو حصہ داری پر کاشت کرانا جسے مزارعت اور بٹائی کہا جاتا ہے ایک جائز معاملہ ہے۔

۳۰۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: رَوَيْتُ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَمِّعِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ بْنَ مُجَمِّعٍ يَذْكُرُ لِي عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمِّهِ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ - وَكَانَ أَحَدَ الْفُرَّاءِ الَّذِينَ قَرَأُوا الْقُرْآنَ - قَالَ: قُسِمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أَهْلِ الْخُدَيْبِيَّةِ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةِ عَشَرَ سَهْمًا وَكَانَ الْعَجِيشُ أَلْفًا وَخَمْسِمِائَةً، فِيهِمْ ثَلَاثُمِائَةٍ فَارِسٍ، فَأُعْطِيَ الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ، وَأُعْطِيَ الرَّاجِلَ سَهْمًا.

۳۰۱۵- حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے..... اور یہ ان حفاظ میں سے تھے جنہیں پورا قرآن یاد تھا..... بیان کرتے ہیں کہ خیبر کو ان مجاہدین میں تقسیم کیا گیا جو حدیبیہ میں شریک تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اٹھارہ حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ اس لشکر کی تعداد ایک ہزار پانچ سو تھی۔ ان میں سے تین سو گھڑ سوار تھے چنانچہ آپ ﷺ نے گھڑ سوار کو دو حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ۔



🌞 فائدہ: مجاہدین کی یہ تعداد اندازے سے بتائی گئی جبکہ صحیح تعداد چودہ سو تھی۔ اور گھوڑوں کی تعداد دو سو۔ گھوڑوں کے مستقل حصے چار سو ہوئے۔ اور مجاہدین کے چودہ سو۔ کل اٹھارہ سو۔ یا یوں سمجھ لیں کہ دو سو گھڑ سواروں کے حصے چھ سو ہوئے۔ اور باقی بارہ سو مجاہدین کے بارہ سو۔ کل اٹھارہ سو۔

۳۰۱۶- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْعَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَبَعْضِ وَلَدِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالُوا: بَقِيَتْ

۳۰۱۶- جناب زہری اور عبد اللہ بن ابی بکر سے اور محمد بن مسلمہ کے بعض صاحبزادگان سے روایت ہے کہ اہل خیبر کے کچھ لوگ بچ گئے تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے خون معاف کر دیئے جائیں (یعنی قتل نہ کیا جائے) اور

۳۰۱۵- تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۲۷۳۶، وأخرجه أحمد: ۳/ ۴۲۰ من حديث مجمع بن يعقوب به.

۳۰۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] * محمد بن إسحاق عن، والخبر مرسل.

بَقِيَّةٌ مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ، فَتَحَصَّنُوا فَسَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَحْقِنَ دِمَاءَهُمْ وَيُسَيِّرَهُمْ فَفَعَلَ فَسَمِعَ بِذَلِكَ أَهْلُ فَدْكَ فَنَزَلُوا عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةٌ، لِأَنَّهُ لَمْ يُوجِفْ عَلَيْهَا بِحَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ.

ہمیں یہاں سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔ اہل فدک نے یہ معاملہ سنا تو وہ بھی اس بات پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ یہ قلعے اور زمینیں رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص رہیں، کیونکہ ان پر کوئی گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے گئے تھے (جنگ نہیں ہوئی تھی)۔

۳۰۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جُوَيْرِيَّةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ سَعِيدَ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ افْتَتَحَ بَعْضَ خَيْبَرَ عَنَوَةً.

۳۰۱۷- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا کچھ حصہ قوت سے (جنگ کر کے) فتح کیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ: أَخْبَرَكَمُ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ خَيْبَرَ كَانَ بَعْضُهَا عَنَوَةً وَبَعْضُهَا ضَلْحًا، وَالْكُتَيْبَةُ أَكْثَرُهَا عَنَوَةً وَفِيهَا ضَلْحٌ. قُلْتُ لِمَالِكٍ: وَمَا الْكُتَيْبَةُ؟ قَالَ: أَرْضُ خَيْبَرَ وَهِيَ أَرْبَعُونَ أَلْفَ عَذَقٍ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بہ سند حارث بن مسکین، شہاب زہری سے روایت کیا کہ خیبر کا کچھ حصہ جنگ سے اور کچھ صلح سے حاصل ہوا تھا۔ کُتَيْبَةُ (کی بستی اور زمین) کا اکثر حصہ قوت (جنگ) سے حاصل ہوا تھا اور اس میں کچھ حصہ مصالحت کا بھی تھا۔ (ابن وہب کہتے ہیں) میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا: کُتَيْبَةُ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ خیبر کی زمین ہے اس میں کھجوروں کے چالیس ہزار درخت تھے۔

۳۰۱۸- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ افْتَتَحَ خَيْبَرَ

۳۰۱۸- ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو قتل کر کے بزور قوت فتح کیا تھا۔ اور قتال کے بعد اس کے کچھ لوگوں

۳۰۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۳۸/۹ من حديث أبي داود به، السند مرسل * وقول الزهري، سنده صحيح، أخرجه البيهقي: ۳۱۷/۶ من حديث أبي داود به.

۳۰۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل، والحديث السابق: ۳۰۰۵ يغني عنه.

عَنْوَةً بَعْدَ الْقِتَالِ وَنَزَلَ مِنْ نَزَلٍ مِنْ أَهْلِهَا نَعْنُوَةً بَعْدَ الْقِتَالِ .
(اور صلح کر لی۔)

☀ فائدہ: اس کی پوری تفصیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث نمبر: ۳۰۰۶ میں گزر چکی ہے۔ مگر بعد میں انہی کے ساتھ معاہدہ ہو گیا کہ وہ بٹائی پر یہ زمینیں کاشت کریں گے اور جب تک مسلمان چاہیں گے وہ یہاں رہ سکیں گے۔

۳۰۱۹- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: خَمْسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ، ثُمَّ قَسَمَ سَائِرَهَا عَلَى مَنْ شَهِدَهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا مِنْ أَهْلِ الْحُدُيَّةِ.

۳۰۱۹- جناب ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا فخر نکالا پھر اس سب کو اہل حدیبیہ پر بانٹ دیا، خواہ کوئی حاضر تھا یا غیر حاضر۔

☀ فائدہ: ظاہر ہے وہ زمین جو جنگ کے ذریعے سے حاصل ہوئی اس کا فخر نکالا گیا۔

۳۰۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ.

۳۰۲۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہو تو جو بستی بھی فتح ہو میں اسے تقسیم کروں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔

☀ فائدہ: خیبر کا تقریباً نصف حصہ جو بطور غنیمت حاصل ہوا تھا، فخر نکالنے کے بعد تقسیم کر دیا گیا۔ یہ بہت بڑا حصہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے علاوہ ازیں مملکت اسلامیہ میں حسب احوال ایک ایسا فنڈ اور وقف محفوظ رہنا چاہیے جو مسلمانوں کی اتفاقی ضروریات میں کام آ سکے۔

(المعجم ۲۴، ۲۵) - باب مَا جَاءَ فِي خَيْبَرِ مَكَّةَ (التحفة ۲۵)

۳۰۲۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ فِي فَتْحِ مَكَّةَ كَيْفَ كَانَ فِي فَتْحِ مَكَّةَ كَيْفَ كَانَ فِي فَتْحِ مَكَّةَ

۳۰۱۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۳۰۲۰- تخریج: أخرجه البخاري، الحارث والمزارعة، باب أوقاف أصحاب النبي ﷺ وأرض الخراج ومزارعتهم ومعاملتهم، ح: ۲۳۳۴ من حديث عبد الرحمن بن مهدي به.

۳۰۲۱- تخریج: [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ۹۶/۱۴ عن يحيى بن آدم به * ابن إسحاق صرح //

مکہ کے موقع پر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی سہیل نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ سہیلانہ لوگوں کے لیے جہاد کا حکم دے گا تو میں آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے اور جو اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے وہ امان میں ہے۔“

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِأَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ فَأَسْلَمَ بِمَرِّ الظُّهْرَانِ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هَذَا الْفَخْرَ، فَلَوْ جَعَلْتَ لَهُ شَيْئًا؟ قَالَ: «نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَعْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ».

فائدہ: ذوالقعدہ ۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ”دس سال تک فریقین جنگ بند رکھیں گے۔ اس عرصے میں لوگ ہر طرح امن سے رہیں گے اور کوئی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔“ مگر بنو بکر (حلیف قریش) نے بنو خزاعہ (حلیف رسول اللہ ﷺ) پر حملہ کیا جس میں قریشیوں نے درپردہ اپنے حلیفوں کی بھرپور مدد کی اور مسلمانوں کے حلیف قبیلہ کو قتل کیا گیا اور کئی آدمی تو حرم کے اندر قتل کیے گئے۔ اس طرح یہ معاہدہ ٹوٹ گیا۔ تب مسلمانوں نے بہت اچھی حکمت عملی اپنا کر مکہ فتح کر لیا اور پھر پورے جزیرۃ العرب پر اسلام کا پھریرا لہرائے لگا۔ یہ واقعہ ۸ھ کا ہے۔ (جس کی تفصیل ”الرحیق المختوم“ علامہ صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ اور سیرت کی دیگر کتب میں وقت نظر سے مطالعہ کے لائق ہے۔)

۳۰۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب مراء الظہران کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ اپنی قوت کے زور پر مکہ میں داخل ہو گئے اور اس سے پہلے اہل مکہ آپ کے پاس نہ آئے اور امان نہ مانگی تو اس

۳۰۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو الرَّازِي: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَرِّ

۱۰۸۰ھ بالسماع عند الطبراني في الكبير ۸/ ۱۰-۱۵، ح: ۷۲۶۴، وللحديث شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ۱۷۸۰. ۳۰۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۱۸/۹، ۱۱۹ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، والحديث السابق: ۳۰۲۱ يغني عنه.

الظَّهْرَانِ قَالَ الْعَبَّاسُ: قُلْتُ: وَاللَّهِ لَنَنْ
دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ عَنْوَةً قَبْلَ أَنْ
يَأْتَوْهُ فَيَسْتَأْمِنُوهُ إِنَّهُ لَهْلَاكُ قُرَيْشٍ،
فَجَلَسْتُ عَلَى بَغْلَةٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ:
لَعَلِّي أَجِدُ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِي أَهْلَ مَكَّةَ
فَيُخْبِرُهُمْ بِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيُخْرِجُوا
إِلَيْهِ فَيَسْتَأْمِنُوهُ فَإِنِّي لَأَسِيرُ إِذْ سَمِعْتُ كَلَامَ
أَبِي سُفْيَانَ وَبُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا
حَنْظَلَةَ! فَعَرَفَ صَوْتِي، فَقَالَ: أَبُو
الْفَضْلِ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَا لَكَ فِدَاكَ
أَبِي وَأُمِّي؟ قُلْتُ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَالنَّاسُ، قَالَ: فَمَا الْحِيلَةُ؟ قَالَ: فَرَكِبَ
خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبُهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ عَدَوْتُ
بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَسْلَمَ. قُلْتُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ
هَذَا الْفَخْرَ فَاجْعَلْ لَهُ شَيْئًا، قَالَ: «نَعَمْ،
مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ
أَغْلَقَ عَلَيْهِ دَارَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ
الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ». قَالَ: فَتَفَرَّقَ النَّاسُ
إِلَى دُورِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ.



میں قریش کی بہت بڑی ہلاکت ہے چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر بیٹھ کر باہر نکلا، میں نے سوچا شاید مجھے کوئی شخص مل جائے جو کسی کام سے نکلا ہو تو وہ اہل مکہ کے پاس جائے انہیں رسول اللہ ﷺ کی آمد کے متعلق خبردار کر دے اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور امان طلب کر لیں۔ چنانچہ میں چلا جا رہا تھا کہ ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کو گفتگو کرتے سنا۔ میں نے کہا: اے ابو حنظلہ! (یہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اس نے میری آواز پہچان لی اور کہا: ابو الفضل؟ (یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا ہوا؟ میرے ماں باپ تجھ پر فدا۔ میں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اس نے پوچھا: تو اب کیا حیلہ ہے؟ چنانچہ ابوسفیان میرے پیچھے خچر پر بیٹھ گیا اور اس کا دوسرا ساتھی واپس چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان ایسا آدمی ہے جسے فخر اور بڑائی پسند ہے تو آپ اس کے لیے کوئی چیز خاص فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے، جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اسے امان ہے اور جو مسجد میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر لوگ اپنے گھروں اور مسجد میں بکھر گئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنی وسعتِ ظرفِ بلند نگاہی اور اشاعتِ اسلام کے عظیم مقصد کے پیش

نظر ابوسفیان کی گذشتہ تمام زیادتیاں فراموش کر دیں ان کا اسلام قبول فرمایا بلکہ اعزاز بھی دیا۔ قائد وہی کامیاب ہے جو اپنے لوگوں سے ان کے مزاج کے مطابق مشن کی تکمیل کے لیے کام لے۔ (۷) اسلامی تعلیمات میں عمومی طور پر تواضع، انکساری اور گنتی کی مدح اور ترغیب ہے، مگر کچھ طبیعتیں اس کے بالمقابل دوسری صفات کی حامل ہوتی ہیں جو اگر اسلام اور مسلمانوں کے لیے استعمال ہوں تو بہت خوب ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی یہ صفات اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بہت مفید ثابت ہوئیں۔

۳۰۲۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ : جناب وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ : نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا فتح مکہ کے موقع پر حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَقِيلٍ بْنِ مَعْقِلٍ عَنْ أَبِيهِ ، مسلمانوں نے کوئی غنیمت حاصل کی تھی؟ انہوں نے کہا: عَنْ وَهَبِ بْنِ مُنْبِهِ قَالَ : سَأَلْتُ جَابِرًا : هَلْ غَنِمُوا يَوْمَ الْفَتْحِ شَيْئًا؟ قَالَ : لَا .

فائدہ: اس حدیث سے بعض علماء کا استدلال ہے کہ مکہ کی فتح بطور صلح ہوئی تھی۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ نہیں یہ رسول اللہ ﷺ کا ان پر احسان تھا اور یہی بات صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ارض مقدس کو غنیمت یا فے قرار دینا گوارا نہ فرمایا۔ یہ ابتدا ہی سے اللہ کے دین کا مرکز تھا اور یہیں سے وحی کا آغاز ہوا، یہیں وہ اولین جماعت بنی جو امت کا مرکز تھی، اسلام اور مسلمانوں کی یہاں واپسی کو اپنے ہی گھر کی طرف واپسی کے طور پر لیا گیا۔ یہاں کے باشندے جب اسلام میں داخل ہو گئے تو پورے اخلاص کے ساتھ داخل ہوئے۔

۳۰۲۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی حَدَّثَنَا سَلَامٌ بْنُ مُسْكِينٍ : حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ ، امیر بنایا۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ ”النصار کو بلاؤ۔“ (وہ جمع ہو گئے تو) ان سے فرمایا: ”تم سَرَّحَ الرُّبَيْزُ بْنُ الْعَوَّامِ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَخَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَلَى الْخَيْلِ ، وَقَالَ : «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! اهْتَفِ بِالْأَنْصَارِ» ، قَالَ : اسَلُّكُوا هَذَا الطَّرِيقَ فَلَا يُشْرِفَنَّ لَكُمْ أَحَدٌ إِلَّا

۳۰۲۳- تخریج: [سنادہ حسن] انفرادہ ابو داود.

۳۰۲۴- تخریج: [سنادہ صحیح] تقدم، ح: ۱۸۷۲، وأخرجه البيهقي ۱۱۸/۹ من حديث أبي داود به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

طائف کا بیان

کے بعد قریش نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے اور جو ہتھیار پھینک دے اسے امان ہے۔“ قریش کے بڑوں نے کعبہ کا رخ کیا اور اس میں جاد داخل ہوئے اور وہ ان سے کچھ کھینچ بھر گیا۔ نبی ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی پھر کعبہ کے دروازے کی چوکت پکڑ کر کھڑے ہو گئے تو وہ لوگ نکل آئے اور نبی ﷺ سے اسلام پر بیعت کی۔

أَتَمُّهُمْ، فَتَادَى مُتَادِي: لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دَخَلَ دَارًا فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السَّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ»، وَعَمَدَ صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ فَدَخَلُوا الْكَعْبَةَ فَغَصَّ بِهِمْ، وَطَافَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ، ثُمَّ أَخَذَ بِجَنْبَتِي الْبَابِ، فَخَرَجُوا فَبَايَعُوا النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا تھا کہ آیا مکہ بزور قوت (جنگ سے) فتح ہوا تھا؟ تو انہوں نے کہا: جو بھی ہو تمہیں اس کا کیا نقصان ہے؟ اس نے کہا: کیا صلح ہوئی تھی؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ سَأَلَهُ رَجُلٌ قَالَ: مَكَّةُ عَنُودٌ هِيَ؟ قَالَ: أَيْشَ يَضْرُكُ مَا كَانَتْ، قَالَ: فَصُلِّحَ، قَالَ: لَا.



☀ فائدہ: صلح پر نہ کوئی گفتگو ہوئی اور نہ شرائط طے ہوئیں۔ آپ نے مکہ آمد کو خفیہ رکھا تھا تا کہ مقابلہ اور حرمت والی اس سرزمین میں خوریزی نہ ہو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو اقدام کیا اس سے بڑی خوریزی کا امکان یکسر ختم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال یا جائیداد لینے کی بجائے فتح مکہ کے بعد حاصل ہونے والے سارے غنائم انہی میں تقسیم کر دیے اور کمال رحمت اور حکمت سے ان کو بدل و جان اسلام میں داخل کر دیا۔ ان کے علاوہ سارے عرب میں جس قبیلے نے خود آکر اسلام قبول کیا ان میں سے کسی کے مال کوئے قرار نہیں دیا گیا اہل مکہ سمیت ان سب پر زکوٰۃ و عشر ہی فرض کیا گیا۔

باب: ۲۶۲۵- طائف کا بیان

(المعجم ۲۵، ۲۶) - باب مَا جَاءَ فِي

خَبَرِ الطَّائِفِ (التحفة ۲۶)

۳۰۲۵- حضرت وہب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت

۳۰۲۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

جابر رضی اللہ عنہ سے قبیلہ ثقیف کی بیعت کا حال پوچھا تو انہوں

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ:

۳۰۲۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۲۱/۹ من حديث أبي داود به، وللحديث شاهد عند

أحمد: ۳/۳۴۱.

حدثنیٰ إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ عَقِيلٍ ابْنَ مُنْبِهٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ شَأْنِ ثَقِيفٍ إِذْ بَايَعَتْ؟ قَالَ: اشْتَرَطَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهَا وَلَا جِهَادَ، وَأَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ يَقُولُ: «سَيَصَدَّقُونَ وَيُجَاهِدُونَ إِذَا أَسْلَمُوا».

نے کہا: ان لوگوں نے نبی ﷺ کے ساتھ شرط کی تھی کہ وہ صدقہ دیں گے نہ جہاد کریں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بعد میں سنا آپ فرماتے تھے: ”یہ لوگ جب مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔ (جب اسلام کے بارے میں انہیں شرح صدر ہو جائے گا تو سب کام کریں گے۔“)

🌞 فوائد ومسائل: ① غزوہ حنین سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شوال ۸ھ میں طائف کا رخ کیا۔ وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے تو ان کا محاصرہ کیا گیا جو کہ اٹھارہ بیس دن یا بعض روایات کے مطابق چالیس دن تک رہا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کے سردار عروہ بن مسعود ثقفی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ مگر اس کی قوم نے رمضان ۹ھ میں اپنا باقاعدہ وفد بھیج کر اسلام قبول کیا۔ ② یہ قبیلہ بھی بذریعہ جنگ مغلوب نہیں ہوا تھا بلکہ وفد بھیج کر اسلام قبول کیا تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ تو بہر حال اللہ کے رسول تھے۔ آپ کے فیصلے وحی اور الہام پر مبنی ہوتے تھے۔ تاہم داعی اسلام کا یہ فیصلہ حکمت و دانائی پر مبنی تھا۔ ④ تالیف قلوب کے لیے مبتدی لوگوں کو کوئی مناسب رعایت دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر دین کی حقیقت واضح کرنے میں بھی غفلت نہیں ہونی چاہیے۔

۳۰۲۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ سُوَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ مَنُجُوفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ: أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِيَكُونَ أَرْقَ لِقُلُوبِهِمْ، فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لَا يُحْشَرُوا وَلَا يُعْشَرُوا وَلَا يُجَبُّوا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَكُمْ

۳۰۲۶- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثقیف کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے انہیں مسجد (نبوی) میں ٹھہرایا تاکہ یہ ان کے دلوں کو زیادہ نرم کرنے کا باعث ہو چنانچہ ان لوگوں نے یہ شرط کی کہ انہیں جہاد کے لیے نہیں بلایا جائے گا نہ ان سے صدقات لیے جائیں گے اور نہ یہ لوگ نماز پڑھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں جہاد کے لیے نہ بلایا جائے یا صدقات

۳۰۲۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۳۲۸ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۹۳۹ باختلاف يسير، وصححه ابن الجارود، ح: ۳۷۳ * حميد الطويل والحسن البصري مدلسان وعنعنا.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

أَنْ لَا تُحَسَّرُوا وَلَا تُعَسَّرُوا، وَلَا خَيْرَ فِيهِ لِيَسَ فِيهِ رُكُوعٌ». دینِ لیسِ فیہ رُکُوعٌ۔
 نہ لیے جائیں مگر اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں رکوع (نماز) نہ ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سند اضعیف ہے مگر دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ امیر المسلمین کی اجازت سے کافروں کا مسجد میں یا حرم مکہ یا مدینہ میں آ جانا جائز ہے۔ ② جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں خواہ وہ کتنے ہی اخلاق و کردار کا مالک ہو کیونکہ وہ اللہ سے بندگی کا تعلق نہیں رکھتا۔ جہاد اور صدقات اپنے وقت پر لاگو ہوتے ہیں اور ان کا ابھی وقت نہ تھا البتہ نماز ہر روز اور اپنے وقت پر فرض تھی اس لیے اس میں چھوٹ دینا قبول نہیں فرمایا۔

(المعجم ۲۶، ۲۷) - باب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ الْيَمَنِ (التحفة ۲۷)

باب: ۲۶، ۲۷ - سرزمین یمن کا حکم

۳۰۲۷ - حضرت عامر بن شہرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو قبیلہ ہمدان کے لوگوں نے مجھ سے کہا: کیا تم اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) کے پاس جا کر ہمارے متعلق گفتگو کر سکتے ہو؟ جس چیز پر تم راضی ہو جاؤ گے ہم اسے قبول کر لیں گے اور جسے تم ناپسند کرو گے ہم بھی اسے ناپسند کریں گے۔ میں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے آپ کا معاملہ پسند آیا اور میری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمیر ذی مزان کی طرف یہ خط لکھا۔ (ہوایہ تھا کہ) آپ ﷺ نے مالک بن مرارہ راہوی کو تمام اہل یمن کی طرف اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔ پس ایک شخص عک ذویحوان نے اسلام قبول کر لیا تو اسے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے اپنی بستی اور مال کے لیے امان نامہ حاصل کر لو۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت

۳۰۲۷ - حَدَّثَنَا هَذَا بَنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ شَهْرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ لِي هَمْدَانُ: هَلْ أَنْتَ آتِ هَذَا الرَّجُلَ وَمُرْتَادٍ لَنَا، فَإِنْ رَضِيتَ لَنَا شَيْئًا قَبِلْنَاهُ، وَإِنْ كَرِهْتَ شَيْئًا كَرِهْنَاهُ. قُلْتُ: نَعَمْ، فَجِئْتُ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَضِيتُ أَمْرَهُ وَأَسْلَمَ قَوْمِي وَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا الْكِتَابَ إِلَى عُمَيْرِ ذِي مُرَّانَ. قَالَ: وَبَعَثَ مَالِكَ بْنَ مُرَّارَةَ الرَّهَاقِيَّ إِلَى الْيَمَنِ جَمِيعًا فَأَسْلَمَ عَكَ ذُو حَيَوَانَ، قَالَ: فَقِيلَ لِعَكَ: انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخُذْ مِنْهُ الْأَمَانَ عَلَى قَرَيْبِكَ وَمَالِكَ، فَقَدِمَ فَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، مِنْ

۳۰۲۷ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى الموصلي، ح: ۶۸۶۴ من حديث أبي أسامة به * مجالد ضعيف كما تقدم، ح: ۲۸۵۱.



میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہ تحریر لکھ دی: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے عک ذی خیوان کے لیے یہ تحریر ہے کہ اگر یہ سچا ہو تو اسے اس کی زمین مال اور غلاموں کے بارے میں امان حاصل ہے اس کے لیے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کا ذمہ ہے۔“ اور یہ تحریر خالد بن سعید بن العاص نے قلمبند کی۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَكِّ ذِي خَيْوَانَ إِنْ كَانَ صَادِقًا فِي أَرْضِهِ وَمَالِهِ وَزَقِيقِهِ فَلَهُ الْأَمَانُ وَذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ، رَسُولِ اللَّهِ، وَكَتَبَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْعَاصِ .

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ تاہم دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اہل یمن برضا و رغبت مسلمان ہوئے تھے اور ان کی زمین ان کے اپنے قبضے میں رہی اور اس سے صرف عشر وصول کیا جاتا تھا۔

۳۰۲۸- حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے صدقہ کے بارے میں بات چیت کی جب کہ وہ وفد لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے تو آپ نے فرمایا: ”سبائ کے بھائی! صدقہ کی ادائیگی تو ضروری ہے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری کاشت صرف کپاس کی ہے اور قوم سبائ اب تتر بتر ہو چکی ہے اور مآرب کے مقام پر تھوڑے لوگ مقیم ہیں۔ چنانچہ اس نے اللہ کے نبی ﷺ سے صلح کر لی کہ وہ لوگ یعنی جو سبائ کے بقیہ اور مآرب پر مقیم ہیں سالانہ ستر جوڑے کپڑے کے برابر معافری کپڑے کی قیمت دیں گے۔ اور پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہ ادا کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہاں کے عاملوں نے ان کی طرف سے کیا گیا وہ عہد توڑ دیا جو کہ ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ

۳۰۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا فَرْجُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي ثَابِتُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِيصَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِيصَ بْنِ حَمَالٍ: أَنَّهُ كَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّدَقَةِ حِينَ وَقَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «يَا أَخَا سَبَاءٍ لَا بُدَّ مِنْ صَدَقَةٍ»، فَقَالَ: إِنَّمَا زَرَعْنَا الْقُطْنُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَقَدْ تَبَدَّدَتْ سَبَاءٌ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ بِمَارِبَ، فَصَالَحَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ عَلَى سَبْعِينَ حُلَّةً بَزٍّ مِنْ قِيمَةِ وَفَاءِ بَزِّ الْمَعَاوِرِ كُلِّ سَنَةٍ عَمَّنْ بَقِيَ مِنْ سَبَاءٍ بِمَارِبَ، فَلَمْ يَزَالُوا يُؤَدُّونَهَا حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَإِنَّ الْعُمَّالَ انْتَقَضُوا عَلَيْهِمْ بَعْدَ قُبُضِ رَسُولِ

۳۰۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱/ ۲۷۷، ۲۷۸، ح: ۸۰۷ من حديث فرج بن سعيد به * ثابت بن سعيد وأبوه مستوران، لم يؤثهما غير ابن حبان ومع ذلك حسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ۴/ ۱۰۶.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا بیان

نے رسول اللہ ﷺ سے ستر جوڑوں کی ادائیگی کا کر رکھا تھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اسے اسی کیفیت پر لوٹا دیا جس پر رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تھا حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے بعد یہ عہد ٹوٹ گیا اور (معروف انداز میں) صدقہ لیا جانے لگا۔

اللہ ﷻ فِيمَا صَالَحَ أَبِيضُ بْنُ حَمَالٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْحُلَلِ السَّبْعِينَ، فَرَدَّ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى مَا وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى مَاتَ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ انْتَقَضَ ذَلِكَ وَصَارَتْ عَلَى الصَّدَقَةِ.

باب: ۲۸/۲۷- یہودیوں کو جزیرہ عرب

سے نکال دینے کا بیان

(المعجم ۲۷، ۲۸) - بَابُ: فِي إِخْرَاجِ

الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ (التحفة ۲۸)

۳۰۲۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی: مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا اور وفود سے اسی طرح برتاؤ کرتے رہنا جیسے کہ میں کیا کرتا ہوں اور تیسری بات کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یا تو یہ کہا کہ آپ ﷺ خاموش رہے یا یہ کہا کہ میں (ہی) بھول گیا ہوں۔

۳۰۲۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى بِثَلَاثَةٍ فَقَالَ: «أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أَجِيزُهُمْ».

حمیدی نے سفیان سے روایت کیا کہ سلیمان نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ سعید بن جبیر نے تیسری بات ذکر کی تھی تو میں بھول گیا ہوں یا وہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) ہی خاموش رہے تھے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَ: فَانْسِيَتْهَا. وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سُلَيْمَانُ: لَا أَذْرِي أَذْكَرَ سَعِيدَ الثَّالِثَةِ فَانْسِيَتْهَا أَوْ سَكَتَ عَنْهَا.

🌞 نوادہ و مسائل: ① ”جزیرہ العرب“ یہ علاقہ بحر ہند، بحر قلزم، بحر شام اور دجلہ و فرات سے گھرا ہوا ہونے کی وجہ

سے جزیرہ کہلاتا ہے اور یہ زمانہ قدیم سے اہل عرب کا وطن ہے۔ اس کی حدود طول میں عدن سے اطراف شام اور

جدہ سے ریف عراق تک پھیلی ہوئی ہیں۔ (نیل الاوطار، باب منع اهل الذمة من سكنى الحجاز: ۷۸/۷۷) یہ

چونکہ اسلام کا اولین مرکز ہے اور یہیں سے اسلام کی اشاعت پوری دنیا میں ہوتی تھی اس لیے اس کو یہود و نصاریٰ کے

۳۰۲۹- تخریج: أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء، يوصي فيه، ح: ۱۶۳۷/۲۰ عن سعيد ابن منصور، والبخاري، الجهاد والسير، باب: هل يستشفع إلى أهل الذمة؟ ومعاملتهم، ح: ۳۰۵۳ من حديث سفیان بن عیینة به.

یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا بیان

۱۰- کتاب الخراج والقیء والإمارة

وجل سے محفوظ رکھنا ضروری تھا اور ہے۔ سازش کے ذریعے سے یہود نے عیسائیت کا چہرہ مسخ کیا اور یہ دونوں بلکہ مجوس اور مشرکین کی یہ کوششیں کہ اسلام میں خود ساختہ چیزیں ملائی جائیں اوائل اسلام ہی میں سامنے آ گئی تھیں۔
 ② تیسری بات بھولنے کا واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے یا سفیان بن عیینہ کا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ ابن عیینہ نے یہ کہا کہ میں تیسری بات بھول گیا ہوں۔ وہ تیسری بات کیا تھی جسے ابن عیینہ بھول گئے؟ اس کی بابت موطا امام مالک میں اشارہ ہے کہ تیسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ ”میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا لینا۔“ جس طرح موطا کی روایت میں یہ اخراج یہود کے ساتھ مذکور ہے یا جس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں تیسری تلقین: ”نماز اور غلاموں کا“ خیال رکھنا ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته) مشرکین کو جزیرہ العرب سے نکالنے کے معنی میں بت پرست مشرک، یہود و نصاریٰ اور مجوس سبھی شامل ہیں اور انہیں یہاں سے نکال باہر کرنا واجب ہے۔

۳۰۳۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے بالضرور نکال کر رہوں گا“ میں اس میں مسلمانوں کے سوا کسی اور کو نہیں چھوڑوں گا۔“

۳۰۳۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: أَخْبَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، فَلَا تُثْرِكُ فِيهَا إِلَّا مُسْلِمًا».

۳۰۳۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ پہلی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

۳۰۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا

أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ.

۳۰۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

۳۰۳۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

۳۰۳۰- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب إخراج اليهود والنصارى من جزيرة العرب، ح: ۱۷۶۷ من حديث عبد الرزاق به.

۳۰۳۱- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ۱/ ۳۲ موقوف، ونقله ابن كثير في جامع المسانيد والسنن، ج: ۱۸، ح: ۶۴، ۶۵، ۶۶ موقوفًا.

۳۰۳۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ما جاء ليس على المسلمين جزية، ح: ۶۳۳ من ۴۴

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا بیان

الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظِيَّانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَكُونُ قِبْلَتَانِ فِي بَلَدٍ وَاحِدٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک ملک (عرب) میں دو قبلے نہیں ہو سکتے۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن جس طرح عیسائیت کے مرکز و ٹیکنک سٹیٹ میں دوسرے دین کی سرگرمیوں کی اجازت نہیں اسی طرح مرکز اسلام کو اندرونی خلفشار سے پاک رکھنا عین مصلحت ہے۔ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ الحرام ہے جبکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا قبلہ بیت المقدس ہے۔ قبلہ اس سمت کا تعین کرتا ہے جس طرف فکرو عقیدہ کا رخ ہوتا ہے۔

۳۰۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: قَالَ سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ: جَزِيرَةُ الْعَرَبِ مَا بَيْنَ الْوَادِي إِلَى أَقْصَى الْيَمَنِ، إِلَى تَحُومِ الْعِرَاقِ، إِلَى الْبَحْرِ.

۳۰۳۳- جناب سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جزیرہ العرب سے مراد (وہ علاقہ ہے) جو وادی القرئی سے انتہائے یمن تک اور دوسری جانب حدود عراق سے لے کر سمندر تک ہے۔

۳۰۳۴- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِيَءٌ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكَ أَشْهَبُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: عُمَرُ أَجْلَى أَهْلِ نَجْرَانَ وَلَمْ يُجْلَوْا مِنْ تَيْمَاءَ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ بِلَادِ الْعَرَبِ، فَأَمَّا الْوَادِي فَإِنِّي أَرَى أَنَّهَا لَمْ تُجْلَ مِنْ فِيهَا مِنَ الْيَهُودِ أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْهَا مِنْ أَرْضِ الْعَرَبِ.

۳۰۳۴- امام ابو داود رضی اللہ عنہ (بہ سند حارث بن مسکین) بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل نجران کو جلا وطن کر دیا لیکن وہ تيماء سے نہیں نکالے گئے کیونکہ یہ عرب کی حدود میں نہیں ہے۔ اور وادی (القرئی) کے یہودیوں کو بھی میرا خیال ہے کہ نہیں نکالا گیا تھا کیونکہ انہوں نے اسے عرب کا علاقہ نہ سمجھا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: وَقَدْ أَجْلَى عُمَرُ يَهُودَ

ابن سرح کی سند سے روایت ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نجران اور فدک کے

«حَدَّثَ جَرِيرٌ بِهِ، وَذَكَرَ كَلَامًا، وَصَحَّحَهُ ابْنُ الْجَارُودِ، ح: ۱۱۰۷ * قَابُوسُ فِيهِ لَبِنٌ (تَقْرِب)، وَضَعْفُهُ الْجُمْهُورُ.

۳۰۳۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۰۸/۹ من حديث أبي داود به.

۳۰۳۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۰۹/۹ من حديث أبي داود به.

۱۹۔ کتاب الخراج والفیء والإمارة
عراق کی زمین اور بزرقوت حاصل شدہ اراضی وقف کرنے کا بیان
یہود کو جلاوطن کیا تھا۔ (کیونکہ یہ علاقے جزیرہ عرب
میں شمار ہوتے تھے۔)

(المعجم ۲۸، ۲۹) - باب: فی ایقاف
أَرْضِ السَّوَادِ وَأَرْضِ الْعَنْوَةِ (التحفة ۲۹)

۳۰۳۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:
حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «مَنْعَتِ الْعِرَاقُ قَفِيزَهَا
وَوَدَّهَا، وَمَنْعَتِ الشَّامُ مُدِّيَهَا
وَوَدَّهَا، وَمَنْعَتِ مِصْرُ إِدْبِيَهَا وَدِينَارَهَا،
ثُمَّ عُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ».

- قَالَهَا زُهَيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - شَهَدَ
عَلَى ذَلِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ.

توضیح: ① [قفیز] اہل عراق کا غلہ بھرنے کا پیمانہ ہے جس میں بارہ صاع آتے ہیں۔ [مُدی] (میم کی پیش اور
وال ساکن اس کے بعد "ی") اہل شام کا پیمانہ ہے جس میں ساڑھے بائیس صاع آتے ہیں۔ [إِدْبِي] (ہمزہ کی
زیر راء ساکن، دال پر زیر اور باء مشدود ہے) اہل مصر کا پیمانہ ہے جس میں چوبیس صاع آتے ہیں۔ ② یہ حدیث
علامات نبوت میں سے ہے جس میں پہلے تو یہ خوشخبری ہے کہ یہ علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آئیں گے اور ان سے
غنائم اور خراج حاصل ہوں گے۔ ③ اور پھر ایک وقت کے بعد وہ اس کی ادائیگی روک دیں گے یا تو مطلقاً انکار
کر دیں گے یا مسلمان ہو جائیں گے اور خراج ساقط ہو جائے گا یا مرکز اسلام سے ٹوٹ کر سب الگ الگ اور مستقل
ہو جائیں گے جیسا کہ آج کل ہے۔ ④ "پھر تم ادھر ہی لوٹ جاؤ گے جہاں سے تم نے ابتدا کی تھی۔" یعنی الگ الگ
آزاد اور ایک دوسرے سے جدا ملک بن جاؤ گے۔ جیسے کہ ابتدائے اسلام میں تھے۔ ⑤ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کا استدلال
یہ ہے کہ مفتوحہ زمین لوگوں کی ذاتی ملکیت کی بجائے یا مجاہدین کے درمیان تقسیم کرنے کی بجائے بیت المال کی عمرانی
میں دینی چاہیے تاکہ ان کی آمدنی سے مملکت اسلامی کے رفائی امور اور مجاہدین وغیرہ کے اخراجات پورے ہوتے

۳۰۳۵ - تخریج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يحصر الفرات عن جبل من ذهب، ح: ۲۸۹۶ من
حدیث زہیر بن معاویہ بہ.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

جزیے کے احکام ومسائل

رہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں سوا عراق کی بابت یہی فیصلہ کیا تھا اور اسے مجاہدین میں تقسیم کرنے کی بجائے اسلامی مملکت کی تحویل میں رکھا تھا تا کہ اس کی آمدنی کو حسب ضرورت و مصلحت استعمال کیا جاسکے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کو تفصیلی مشاورت کے بعد بالا جماع قبول کیا تھا اس لیے یہ حجت ہے۔

۳۰۳۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ : هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «أَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوهَا وَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهْمُكُمْ فِيهَا وَإِيَّامًا قَرْيَةً عَصَبَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَإِنَّ خُمْسَهَا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ» .

۳۰۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس بستی میں تم آؤ اور وہاں اقامت اختیار کر لو تو اس میں تمہارا حصہ ہے (یعنی جو صلح سے فتح ہو تو نے میں تمہارا حصہ معروف ہے) اور جو بستی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اس کا خمس (پانچواں حصہ) اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے پھر یہ تمہارے لیے ہے۔“

فائدہ: اس روایت سے بظاہر یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ قتال کے نتیجے میں حاصل ہونے والی اراضی خمس نکالنے کے بعد بطور غنیمت مجاہدین میں تقسیم کی جائیں اور اوپر امام ابو داؤد رحمہ اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقف اس کے برعکس بیان ہوا ہے۔ اس میں جمع و تطبیق یہی ہے جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایسی زمینوں کے بارے میں ان سب مسلمانوں کے اتفاق کے بعد جن میں یہ اراضی تقسیم ہونی ہیں امام المسلمین تصرف کر سکتا ہے۔

(المعجم ۲۹، ۳۰) - بَابُ: فِي اخْذِ الْجَزْيَةِ (التحفة ۳۰)

باب: ۲۹، ۳۰- جز یہ لینے کے احکام ومسائل

۳۰۳۷- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ : حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ :

۳۰۳۷- جناب عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروفاً اور جناب عثمان بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت خالد بن ولید (اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو دوسرے کے بادشاہ اُکیدر کی طرف روانہ کیا تو انہوں نے اسے

۳۰۳۶- تخریج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفیء، ح: ۱۷۵۶ عن أحمد بن حنبل، وهو في مسند أحمد: ۳۱۷/۲، ومصنف عبدالرزاق، ح: ۱۰۱۳۷، وصحيفة همام بن منبه، ح: ۱۳۹.

۳۰۳۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۸۶/۹ من حديث يحيى بن أبي زائدة، وسنده ضعيف ابن إسحاق عنمن.

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى كِبْرُلِيَاوَر (نبي ﷺ کے پاس) لے آئے۔ تو آپ نے أَكْدِر دُومَةَ، فَأَخَذُوهُ فَأَتَوْهُ بِهِ، فَحَقَّنَ لَهُ اس کا خون معاف کر دیا اور جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ دَمَهُ، وَصَالَحَهُ عَلَى الْجِزْيَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مملکت اسلامیہ اپنی غیر مسلم رعایا سے ایک ٹیکس لیتی ہے جو ان کی وہاں سہولت و رہائش اور ان کی جانوں، مالوں اور عزتوں کی حفاظت کرنے کے بدلے میں لیا جاتا ہے۔ اور وہ سرحدوں کی حفاظت اور (دفاع) قتال جیسی ذمہ داریوں کے مکلف نہیں ہوتے۔ اسی ٹیکس کو جزیہ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿فَقَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ (التوبة: ۲۹) ”قتال کرو ان سے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ قیامت کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام گردانتے ہیں اور نہ سچے دین کے تابع ہوتے ہیں یعنی وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی (ان سے قتال کرتے رہو) حتیٰ کہ اپنے ہاتھوں سے ذلیل ہوتے ہوئے جزیہ ادا کریں۔“ مسلمان سوسائٹی کی بہبود کے لیے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یہ ایک اعزاز ہے۔ غیر مسلم رعایا سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جاتی بلکہ اس سے کم مقدار میں جزیہ وصول کیا جاتا ہے۔ ② اکیدر دومہ غسانی عرب تھا اور یہ دلیل ہے کہ غیر مسلم عرب سے بھی جزیہ لیا جانا ضروری ہے جیسے کہ عجمیوں سے لیا جاتا ہے۔

۳۰۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ التَّيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ يَعْنِي مُحْتَلِمًا، دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مِنَ الْمَعَاوِرِ يَثَابُ تَكُونُ بِالْيَمَنِ.

۳۰۳۸- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف روانہ کیا تو ان کو حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا وصول کریں۔ یہ کپڑا اسی علاقے میں بنا جاتا تھا۔

🌞 فائدہ: زکوٰۃ، فطرانہ اور دیگر شرعی واجبات میں حسب سہولت عوض اور بدل لینا دینا جائز ہے جیسا کہ یہاں جزیہ کی رقم کے بدلے کپڑا لینے کی رخصت دی گئی ہے۔ تاہم اصحاب الحدیث کی ایک جماعت اصل جس کی ادائیگی پر اصرار کرتی ہے۔

۳۰۳۹- حَدَّثَنَا التَّيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو - جناب مروق نے بسند حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

۳۰۳۸- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۱۵۷۶، وأخرجه البيهقي: ۱۹۳/۹ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۸۰۳، والسنائي، ح: ۲۴۵۵، والترمذي، ح: ۶۲۳، وقال: "حسن".

۳۰۳۹- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۱۵۷۶، انظر الحديث السابق.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

جزیے کے احکام و مسائل

مُعَاوِيَةُ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۳۰۴۰- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هَانِيٍّ أَبُو نَعِيمٍ النَّخَعِيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَيْتَنِي بَقِيتُ لِنَصَارَى بَنِي تَغْلِبَ لَا أَقْتُلَنَّ الْمُقَاتِلَةَ وَلَا أَسْبِيَنَّ الذَّرِيَّةَ فَإِنِّي كَتَبْتُ الْكِتَابَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَنْ لَا يُنْصَرُوا أَبْنَاءَهُمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَبَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ أَنَّهُ كَانَ يُنْكَرُ هَذَا الْحَدِيثَ إِنْكَارًا شَدِيدًا.

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: وَلَمْ يَفْرَأْهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْعَرْضَةِ الثَّانِيَةِ.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ بنو تغلب عرب کے قبیلے کا نام ہے اور کفار عرب سے بھی جزیرہ لینے کا حکم ہے۔

۳۰۴۱- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرِو الْيَامِي: حَدَّثَنَا يُونُسُ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اسْبَاطُ بْنُ نَصْرِ الِهْمْدَانِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيِّ، عَنْ

۳۰۴۰- تخريج: [إسناده ضعيف] * أبو نعيم النخعي ضعيف، ضعفه الجمهور، وشريك القاضي مدلس وعنن.
۳۰۴۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۹/ ۱۸۷، ۱۹۵، ۲۰۲ من حديث أبي داود به * إسماعيل بن عبد الرحمن القرشي هو السدي، وفي سماعه عن ابن عباس نظر.



تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کا اسلحہ جو جنگ میں استعمال ہوتا ہے تیس تیس کی تعداد میں عاریتاً دیا کریں گے اور مسلمان ان چیزوں کے واپس کرنے تک ان کے ضامن ہوں گے۔ (یہ عاریت اس وقت لی جائے گی) جب یمن میں کوئی فساد یا غدر ہو (اور ان کی ضرورت پڑی)۔ اور (ان کے ساتھ عہد تھا کہ) ان کا کوئی معبد نہیں گرایا جائے گا، کسی پادری کو نہیں نکالا جائے گا اور ان کے دین میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی جب تک کہ یہ دین میں کوئی نئی بات نہ نکالیں اور سود نہ کھائیں۔

ابن عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَهْلَ نَجْرَانَ عَلَى أَلْفِي حُلَّةٍ. النُّصْفُ فِي صَفَرٍ وَالنُّصْفُ فِي رَجَبٍ يُؤَدُّونَهَا إِلَى الْمُسْلِمِينَ وَعَارِيَّةٌ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ فَرَسًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا وَثَلَاثِينَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْ أَصْنَافِ السَّلَاحِ يَغْزُونَ بِهَا وَالْمُسْلِمُونَ ضَامِنُونَ لَهَا حَتَّى يَرُدُّوَهَا عَلَيْهِمْ إِنْ كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ ذَاتُ عَدْرِ عَلَى أَنْ لَا تُهْدَمَ لَهُمْ بَيْعَةٌ، وَلَا يُخْرَجَ لَهُمْ قَسٌّ، وَلَا يُفْتَنُوا عَنْ دِينِهِمْ، مَا لَمْ يُحْدِثُوا حَدَثًا، أَوْ يَأْكُلُوا الرِّبَا.

قال إسماعيل: فَقَدْ أَكَلُوا الرِّبَا.

(راوی حدیث) اسماعیل (بن عبد الرحمن قرشی سدی) نے کہا: چنانچہ ان لوگوں نے سود کھایا۔

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب وہ کوئی شرط توڑیں گے تو یہ دین میں نئی بات نکالنا ہوگا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا انْقَضُوا بَعْضَ مَا اشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ فَقَدْ أَحْدَثُوا.

باب: ۳۱- مجوس (آتش پرستوں) سے

جزیہ لینے کا بیان

۳۰۴۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اہل فارس کا نبی فوت ہو گیا تو اہلس نے انہیں مجوسیت (آتش پرستی) پر لگا دیا۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: فِي اخْذِ الْجَزِيَّةِ مِنَ الْمَجُوسِ (التحفة ۳۱)

۳۰۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْقَطَّانِ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ فَارِسَ لَمَّا مَاتَ نَبِيُّهُمْ كَتَبَ لَهُمْ إِبْلِيسُ الْمَجُوسِيَّةَ.

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول دلیل ہے کہ یہ لوگ اصل میں ایک نبی کی امت تھے بعد میں شیطان نے

انہیں گمراہ کیا۔ جب انہوں نے اپنے دین کو بالکل ہی مسخ کر دیا تو ان سے ”اہل کتاب“ ہونے کا لقب بھی اٹھایا گیا۔

۳۰۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ بَجَالَهٖ يُحَدِّثُ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ وَأَبَا الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنْتُ كَاتِبًا لِحِزْبِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمَّ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ إِذْ جَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَفَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ، وَانْهَوْهُمْ عَنِ الزَّمْزَمَةِ، فَمَقَتَلْنَا فِي يَوْمٍ ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ وَفَرَّقْنَا بَيْنَ كُلِّ رَجُلٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَحَرِيمِهِ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، وَصَنَعَ طَعَامًا كَثِيرًا فَدَعَاهُمْ فَعَرَضَ السَّيْفَ عَلَى فَخِذِهِ، فَأَكَلُوا وَلَمْ يَزْمِزْمُوا وَأَلْقُوا وَفَرَّ بَعْلٌ أَوْ بَعْلَتَيْنِ مِنَ الْوَرِقِ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْحِزْبَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنَ مَجُوسٍ هَجَرَ.



۳۰۴۳- جناب ابو شعثاء (جابر بن زائد رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں جزء بن معاویہ کا کاتب (سیکرٹری) تھا۔ اور یہ جناب اخنف بن قیس کے چچا تھے (اس اثنا میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ایک سال پہلے ہمارے پاس ان (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کا ایک خط آیا۔ اس میں تھا: ہر جادوگر کو قتل کر دو اور مجوسیوں میں سے جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کیا ہو ان میں تفریق کر دو اور انہیں (کھانے کے وقت) گنگناتے سے منع کر دو۔ چنانچہ ہم نے ایک دن تین جادوگریوں کو قتل کیا اور کتاب اللہ کے مطابق جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کر رکھا تھا ان میں جدائی کرادی۔ اور (جزء بن معاویہ نے) بہت سا کھانا تیار کروایا اور پھر انہیں دعوت دی اور اس دوران میں تلوار اپنی ران پر رکھ لی۔ چنانچہ ان لوگوں نے کھانا کھایا مگر گنگناتے نہیں۔ اور ان لوگوں نے ایک خچر یا دو خچروں کے بوجھ برابر چاندی ان (جزء بن معاویہ) کے سامنے ڈال دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ لینے کے قائل نہ تھے حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

فائدہ: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی گواہی کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ذمی قرار دینے کی بات قبول فرمائی۔ علامہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب سے جزیہ لینا نہ نص قرآن مجید ثابت ہے اور مجوسیوں سے جزیہ لینا سنت سے ثابت ہے۔ (نیل الاوطار: ۶۵/۸)

۳۰۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ
الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا
هُسَيْنٌ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ قُشَيْرِ
ابن عمرو، عن بَجَالَةَ بْنِ عَبْدِةَ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَسْبَذِيِّينَ مِنْ
أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَهُمْ مَجُوسُ أَهْلِ هَجَرَ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَكَثَ عِنْدَهُ ثُمَّ خَرَجَ
فَسَأَلْتُهُ: مَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ فِيكُمْ؟ قَالَ:
شَرٌّ. قُلْتُ: مَهْ، قَالَ: الْإِسْلَامُ أَوْ الْقَتْلُ.

۳۰۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
اہل بحرین کے اسبذی لوگوں کا ایک آدمی رسول اللہ
ﷺ کی خدمت میں آیا یہ لوگ اہل ہجر کے مجوسی تھے یہ
آدمی کئی دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ٹھہرا رہا۔ پھر
جب واپس ہونے لگا تو میں نے اس سے پوچھا:
تمہارے بارے میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے
کیا فیصلہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بہت برا فیصلہ۔ میں نے
کہا: خاموش (یعنی اللہ و رسول کا فیصلہ برا نہیں ہو سکتا۔)
کہنے لگا: (فیصلہ یہ ہے کہ) یا تو اسلام قبول کر لوں یا قتل
ہو جاؤں۔



راوی نے کہا: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے جزیہ لینا قبول کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بات لے لی ہے اور میری
بات چھوڑ دی ہے جو میں نے اس اسبذی سے سنی تھی۔

قَالَ: وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ:
قِيلَ مِنْهُمْ الْجِزْيَةُ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِقَوْلِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَتَرَكُوا مَا سَمِعْتُ أَنَا مِنَ
الْأَسْبَذِيِّ.

🌞 ملاحظہ: یہ جزیہ تمام قسم کے غیر مسلم مشرکوں پر لاگو ہوتا تھا۔ چونکہ یہ احکام فتح مکہ کے بعد نازل ہوئے تھے اور اس
عرصہ میں تمام اہل عرب دائرۃ اسلام میں داخل ہو چکے تھے اس لیے ان سے جزیہ لینے کے کوئی معنی نہیں تھے۔ تفصیل
کے لیے دیکھیے: (زاد المعاد، فصل فی ہدیہ فی أخذ الجزية)

(المعجم ۳۰، ۳۲) - بَابُ: فِي التَّشْدِيدِ
فِي جِبَايَةِ الْجِزْيَةِ (التحفة ۳۲)

۳۰۴۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

۳۰۴۵- حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے

۳۰۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۹۰/۹ من حديث أبي داود به * قشیر بن عمرو مستور، وثقه
ابن حبان وحده.
۳۰۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، البر والصلوة، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق، ج: ۱۱۹/۲۶۱۳
من حديث عبدالله بن وهب به.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

جزیے کے احکام ومسائل

حمص کے والی کو دیکھا کہ اس نے کئی قبیلوں کو جزیہ ادا نہ کر سکنے کی پاداش میں دھوپ میں کھڑا کیا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جو لوگ دنیا میں دوسروں کو عذاب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے گا۔“

المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ وَجَدَ رَجُلًا وَهُوَ عَلَى حِمَصٍ يُشَمْسُ نَاسًا مِنَ الْقَبِطِ فِي أَدَاءِ الْجِزْيَةِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا».

☀️ فائدہ: معقول وجہ کے بغیر کسی کو سزا دینا بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ ٹیکس دینے میں معذور ہو تو اس کو مناسب سہولت دی جانی چاہیے۔ ہاں اگر عذر کوئی نہ ہو تو سزا دی جاسکتی ہے مگر وہ بھی جو مناسب ہو۔



باب: ۳۱، ۳۳- غیر مسلم (ذی لوگ) اپنا مال تجارت لے کر آئیں جائیں تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے

(المعجم ۳۱، ۳۳) - بَابُ: فِي تَعْمِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتَّجَارَةِ (التحفة ۳۳)

۳۰۴۶- حرب بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنے نانا (عمر ثقیفی) سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دسواں حصہ (جزیہ اور ٹیکس) یہودیوں اور عیسائیوں پر ہے اور مسلمان پر کوئی دسواں نہیں ہے۔“

۳۰۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ حَرْبِ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي أُمٍّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ».

۳۰۴۷- حرب بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور

۳۰۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ

۳۰۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۰۴۹ * حرب بن عبید اللہ لین الحدیث، وثقه ابن حبان وحده، وفي السند علة أخرى.

۳۰۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحدیث السابق، وأخرجه البيهقي ۱۹۹/۹ من حديث أبي داود به، السند مرسل.

عَطَاءُ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدٍ اس روایت میں لفظ [عُشُور] کی بجائے [خَرَج] ہے۔
 اللَّهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «خَرَجٌ» -
 مَكَانَ الْعُشُورِ.

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ان روایات میں لفظ [عُشُور] غالباً مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی زرعی آمدنی پر بھی عشر لگتا ہے۔

۳۰۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ خَالِهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَشْرُ قَوْمِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى».

۳۰۴۸- جناب عطاء بکر بن وائل کے ایک آدمی سے اور وہ اپنے ماموں سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم سے دسواں حصہ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ دسواں حصہ یہودیوں اور عیسائیوں پر ہے۔“

۳۰۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ بْنُ عُمَيْرٍ التَّقْفِيُّ، عَنْ جَدِّهِ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَغْلِبَ - قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمْتُ وَعَلَّمَنِي الْإِسْلَامَ وَعَلَّمَنِي كَيْفَ أَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ قَوْمِي مِمَّنْ أَسْلَمَ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُلَّمَا عَلَّمْتَنِي قَدْ حَفِظْتُ إِلَّا الصَّدَقَةَ أَفَأَعَشْرُهُمْ؟ قَالَ: «لَا إِنَّمَا [الْعُشُورُ] عَلَى النَّصَارَى وَالْيَهُودِ».

۳۰۴۹- حرب بن عبيد اللہ بن عمیر ثقفی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں جو کہ بنو تغلب سے تھے انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اسلام قبول کیا، آپ ﷺ نے مجھے اسلام کے متعلق سمجھایا، اور مجھے بتایا کہ میں اپنی قوم کے مسلمانوں سے کس طرح سے صدقہ وصول کیا کروں۔ پھر میں آپ کے پاس دوبارہ آیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے جو کچھ تعلیم فرمائی تھی میں نے اسے یاد کر لیا ہے سوائے صدقہ کے تو کیا میں ان سے دسواں حصہ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، دسواں حصہ تو عیسائیوں اور یہودیوں پر ہوتا ہے۔“

۳۰۴۸- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۴۷۴ عن عبد الرحمن بن مهدي به، ورواه البيهقي: ۹/۱۹۹ * رجل من بكر بن وائل مجهول، وفيه علة أخرى.]

۳۰۴۹- [تخریج: [ضعيف] انظر ح: ۳۰۴۶، وأخرجه البيهقي: ۹/۱۹۹ من حديث أبي داود به، وللحديث ألوان أخرى.]

۳۰۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى :

حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا أَرْطَاةُ بْنُ
الْمُنْذِرِ قَالَ: سَمِعْتُ حَكِيمَ بْنَ عُمَيْرٍ أَبَا
الْأَحْوَصِ يُحَدِّثُ عَنِ الْعُرْبَاضِ بْنِ
سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ
خَيْبَرَ وَمَعَهُ مَنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ وَكَانَ
صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا، فَأَقْبَلَ
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَلَكُمُ أَنْ
تَذْبَحُوا حُمْرَنَا وَتَأْكُلُوا ثَمَرَنَا وَتَضْرِبُوا
نِسَاءَنَا؟ فَغَضِبَ يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ:
«يَا ابْنَ عَوْفٍ! ارْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ أَلَا إِنَّ
الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ وَإِنْ اجْتَمَعُوا
لِلصَّلَاةِ». قَالَ: فَاجْتَمَعُوا ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ
النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: «أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ
مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَةٍ قَدْ يَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ
شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ أَلَا وَإِنِّي وَاللَّهِ!
قَدْ وَعَظْتُ وَأَمَرْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ إِنَّهَا
لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ، وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ
يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ
إِلَّا بِإِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا أَكْلَ
ثِمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِي عَلَيْهِمْ».



جزیے کے احکام و مسائل

۳۰۵۰- حضرت عرباض بن ساریہ سلمیؓ سے

روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ خیبر میں اترے اور
آپ کے ساتھ دیگر صحابہ بھی تھے۔ خیبر کا رئیس ایک
سرکش (اور) ناپسندیدہ آدمی تھا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا
اور کہا: اے محمد! کیا تمہارے لیے جائز ہے کہ ہمارے
گدھوں کو ذبح کر ڈالو ہمارے پھل کھا جاؤ اور ہماری
عورتوں کو پیو؟ تو نبی ﷺ (یہ سن کر) غصے ہوئے اور
فرمایا: ”اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو اور منادی
کردو کہ خبردار! جنت صرف صاحب ایمان ہی کے لیے
حلال ہے اور یہ کہ نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔“ چنانچہ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہو گئے تو آپ نے انہیں نماز
پڑھائی پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی
اپنے تخت پر تکیے پر ٹیک لگائے یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے صرف وہی کچھ حرام ٹھہرایا ہے جو اس قرآن
میں ہے۔ خبردار! بے شک میں نے اللہ کی قسم! خوب
وعظ و نصیحت کی ہے کئی باتوں کا حکم دیا ہے اور کئی سے منع
کیا ہے اور میری بات بلاشبہ قرآن ہی کی مثل ہے یا اس
سے بڑھ کر (مفصل) ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے
حلال نہیں کیا کہ بلا اجازت اہل کتاب کے گھروں
میں داخل ہو جاؤ یا ان کی عورتوں کو مارو یا ان کے پھل کھ
جاؤ جبکہ وہ تمہیں اپنے ذمے کا واجب ادا کر رہے ہوں۔“



تحوط: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر سنت کے حجت ہونے پر دال ہے اور یہی مضمون دیگر صحیح احادیث سے

۳۰۵۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۰۴/۹ من حديث أبي داود به * أشعث بن شعبة وثقه ابن
حبان وحده، وضعفه أبو زرعة وغيره، والراجح أنه ضعيف، ولم يثبت توثيقه عن أبي داود لجهالة الناقل عنه، وقال
الذهبي: "ليس بقوي" (ديوان الضعفاء: ۴۷۳).

ثابت ہے۔ مثلاً ویکئے: (سنن ابی داود، فی لزوم السنة، حدیث: ۳۶۰۳) وما بعد اور سب سے بڑھ کر خود قرآن مجید کی بھی یہی دعوت ہے۔ مثلاً: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰) ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۷۱) ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحْسِ اللَّهُ وَبِقَهْ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ (النور: ۵۲) ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ (آل عمران: ۳۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳) ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷)

۳۰۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هَلَالٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَعَلَّكُمْ تَقَاتِلُونَ قَوْمًا فَيُظْهِرُونَ عَلَيْكُمْ فَيَقْتُلُونَكُمْ بِأَمْوَالِهِمْ دُونَ أَنْفُسِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ». قَالَ سَعِيدٌ فِي حَدِيثِهِ: «فِيَصَالِحُونَكُمْ عَلَى صُلْحٍ»، ثُمَّ اتَّفَقَا، «فَلَا تُصِيبُوا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ».

۳۰۵۱- حمید (قبیلے) کے ایک شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید کہ تم ایک قوم سے قتال کرو گے اور ان پر غالب آ جاؤ گے تو وہ اپنی جانیں اور اپنی اولادیں بچانے کے لیے اپنے مال پیش کریں گے۔ سعید (بن منصور) نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ بیان کیا: ”پھر وہ تم سے مصالحت کر لیں گے۔“ پھر دونوں راوی حدیث کے اگلے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں ”تو تم اس سے زیادہ لینے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ تمہارے لیے جائز نہ ہوگا۔“

۳۰۵۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرِ الْمَدَنِيُّ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۳۰۵۲- صفوان بن سلیم نے رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ کے بیٹوں سے روایت کی وہ اپنے قریبی آباء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! جس کسی نے کسی عہد والے (ذمی) پر ظلم کیا یا اس کی

۳۰۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۰۴/۹، ۲۰۵ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ۲۶۰۳ * رجل من ثقيف مجهول.

۳۰۵۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۰۵/۹ من حديث ابن وهب به، وللحديث شواهد * عدة من أبناء أصحاب رسول الله ﷺ كلهم مجهولون.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

عن آبَائِهِمْ دِينَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوْ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طَبِيبٍ نَفْسٍ فَأَنَا حَاجِبُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

تفصیل کی (یعنی اس کے حق میں کمی کی) یا اس کی ہمت سے بڑھ کر اسے کسی بات کا مکلف کیا یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لی تو قیامت کے روز میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔“

☀ فائدہ: کافر کا کافر ہونا اپنی جگہ پر مگر انسانی حقوق میں رسول اللہ ﷺ مظلوم کی طرف ہوں گے اور اس کو اس کا حق دلوائیں گے۔ کسی کا مسلمان ہو جانا اسے کسی کافر کے انسانی حقوق غصب کرنے یا اس پر ظلم کرنے کی کسی صورت بھی اجازت نہیں دیتا۔

(المعجم ۳۲، ۳۴) - بَابُ: فِي الذَّمِّ
[الَّذِي] يُسْلِمُ فِي بَعْضِ السَّنَةِ هَلْ عَلَيْهِ
جَزْيَةٌ؟ (التحفة ۳۴)

باب: ۳۲، ۳۴ - کوئی کافر (ذمی) سال کے دوران میں مسلمان ہو جائے تو کیا اس پر جزیہ ہوگا؟

۳۰۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ
عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«لَيْسَ عَلَى مُسْلِمٍ جَزْيَةٌ».

۳۰۵۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر جزیہ نہیں۔“

۳۰۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ:
سُئِلَ سُفْيَانُ يَعْْنِي عَنْ تَفْسِيرِ هَذَا فَقَالَ:
إِذَا أَسْلَمَ فَلَا جَزْيَةَ عَلَيْهِ.

۳۰۵۴ - جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ سے اس کی
وضاحت معلوم کی گئی تو انہوں نے کہا: جب کوئی شخص
اسلام قبول کر لے تو اس پر جزیہ نہیں۔

(المعجم ۳۳، ۳۵) - بَابُ: فِي الْإِمَامِ
يَقْبَلُ هَذَا الْمَشْرِكِينَ (التحفة ۳۵)

باب: ۳۳، ۳۵ - حاکم کا مشرکوں سے ہدیہ قبول کرنا

۳۰۵۵ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ

۳۰۵۵ - جناب عبد اللہ ہوزنی کہتے ہیں کہ میں نے

۳۰۵۳ - تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء ليس على المسلمين جزية، ح: ۶۳۳ من
حديث جرير به، وانظر، ح: ۳۰۳۲.

۳۰۵۴ - تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود،

۳۰۵۵ - تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۱۵/۹ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان،
ح: ۲۵۳۷.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

جزیے کے احکام ومسائل

نَافِعُ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ، عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْهُوزَيْيُّ قَالَ: لَقِيتُ بِلَالًا مُؤَذِّنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِحَلَبَ، فَقُلْتُ: يَا بِلَالُ! حَدَّثَنِي كَيْفَ كَانَتْ نَفَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا كَانَ لَهُ شَيْءٌ كُنْتُ أَنَا الَّذِي أَلِي ذَلِكَ مِنْهُ مُنْذُ بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ الْإِنْسَانُ مُسْلِمًا فَرَأَاهُ عَارِيًا بِأُمُرِي فَأُطْلِقُ فَأَسْتَفْرِضُ فَأَسْتَشْرِي لَهُ الْبُرْدَةَ فَأَكْسُوهُ وَأُطْعِمُهُ حَتَّى اغْتَرَضَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: يَا بِلَالُ! إِنَّ عِنْدِي سَعَةً فَلَا تَسْتَفْرِضُ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مِنِّي، فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ قُمْتُ لِأُؤَذِّنَ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا الْمُشْرِكُ قَدْ أَقْبَلَ فِي عِصَايَةِ مِنَ الثُّجَّارِ، فَلَمَّا أَنْ رَأَيْتِي قَالَ: يَا حَبَشِي، قُلْتُ: يَا لَبَّاءُ، فَتَجَهَّمَنِي وَقَالَ لِي قَوْلًا غَلِيظًا وَقَالَ لِي: أَتَدْرِي كَمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الشَّهْرِ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَرِيبٌ، قَالَ: إِنَّمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ أَرْبَعٌ فَأَخَذَكَ بِالَّذِي عَلَيْكَ فَأَرَدْتُكَ تَرَعَى الْعَنَمَ كَمَا كُنْتُ قَبْلَ ذَلِكَ، فَأَخَذَ فِي نَفْسِي مَا يَأْخُذُ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ، حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي! إِنَّ الْمُشْرِكَ الَّذِي كُنْتُ أَتَدْرِي مِنْهُ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا

حلب میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور پوچھا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخراجات کے بارے میں بتائیں کہ ان کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کے پاس جو کچھ ہوتا وہ میرے سپرد ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر وفات تک میں ہی اس کا متصرف رہا۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی مسلمان آدمی آپ کے پاس آتا اور آپ اسے دیکھتے کہ اس کے پاس کپڑا نہیں ہے تو آپ مجھے ارشاد فرماتے: میں جاتا، کہیں سے قرض لیتا اور اسے چادر لے کر اوڑھاتا اور کھانا کھلاتا حتیٰ کہ مجھے مشرکوں میں سے ایک آدمی ملا اس نے کہا: بلال! میرے پاس وسعت ہے، پس جب قرض لینا ہو تو مجھ ہی سے لے لیا کرو۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔ سوا ایک دن میں نے وضو کیا کہ نماز کے لیے اذان کہوں دیکھا کہ وہ مشرک اپنے کئی تاجر ساتھیوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ جو نبی اس نے مجھے دیکھا تو بولا: اوجھشی! میں نے کہا: ارے حاضر ہوں اور وہ مجھے بڑے بڑے چہرے کے ساتھ ملا اور بڑی سخت باتیں کیں۔ اس نے کہا: معلوم بھی ہے کہ مہینے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا: قریب ہی ہے۔ اس نے کہا: صرف چار دن باقی ہیں۔ پھر میں تمہیں اپنے مال کے بدلے پکڑ لے جاؤں گا اور بکریاں چرانے پر لگا دوں گا جیسے کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا مجھے اس سے بہت غم ہوا جیسے کہ انسانوں کو ہوتا ہے حتیٰ کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں میں تشریف لے گئے تو میں نے ملاقات

۱۹ کتاب الخراج والفیء والإمارة

وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا تَقْضِي عَنِّي وَلَا عِنْدِي وَهُوَ
فَاضِحِي فَأَذَنْ لِي أَنْ أَبْقَ إِلَى بَعْضِ هَؤُلَاءِ
الْأَحْيَاءِ الَّذِينَ قَدْ أَسْلَمُوا حَتَّى يَرْزُقَ اللَّهُ
تَعَالَى رَسُولَهُ ﷺ مَا يَقْضِي عَنِّي، فَخَرَجْتُ
حَتَّى إِذَا أَتَيْتُ مَنْزِلِي فَجَعَلْتُ سِفِي وَجَرَابِي
وَنَعْلِي وَمِجْنِي عِنْدَ رَأْسِي حَتَّى إِذَا انْشَقَّ
عَمُودُ الصُّبْحِ الْأَوَّلِ أَرَدْتُ أَنْ أَنْطَلِقَ فَإِذَا
إِنْسَانٌ يَسْعَى يَدْعُو: يَا بِلَالُ! أَجِبْ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ، فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَإِذَا أَرْبَعُ
رَكَائِبَ مُنَاخَاتٍ عَلَيْهِنَّ أَحْمَالُهُنَّ،
فَاسْتَأْذَنْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أَبَشِّرْ! فَقَدْ جَاءَكَ اللَّهُ تَعَالَى بِقَضَائِكَ»، ثُمَّ
قَالَ: «أَلَمْ تَرَ الرِّكَائِبَ الْمُنَاخَاتِ الْأَرْبَعُ؟»
فَقُلْتُ: بَلَى، فَقَالَ: «إِنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا
عَلَيْهِنَّ، فَإِنَّ عَلَيْهِنَّ كِسُوءَ وَطْعَامًا أَهْدَاهُنَّ
إِلَيَّ عَظِيمٌ فَذَكَ، فَاقْبِضْهُنَّ وَاقْضِ ذَيْنَكَ»،
فَفَعَلْتُ. فَذَكَرَ الْحَدِيثُ. ثُمَّ أَنْطَلَقْتُ إِلَى
الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي
الْمَسْجِدِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: «مَا فَعَلَ مَا
قَبْلَكَ؟» قُلْتُ: قَدْ قَضَى اللَّهُ تَعَالَى كُلَّ شَيْءٍ
كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ.
قَالَ: «أَفْضَلَ شَيْءٍ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ:
«انْظُرْ أَنْ تُرِيحَنِي مِنْهُ فَإِنِّي لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلَى
أَحَدٍ مِنْ أَهْلِي حَتَّى تُرِيحَنِي مِنْهُ»، فَلَمَّا
صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَتَمَةَ دَعَانِي فَقَالَ:



جزیے کے احکام ومسائل

کے لیے اجازت طلب کی آپ نے اجازت دی تو میں
نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ
پر قربان! وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس
نے مجھے اس طرح کہا ہے۔ اور ادائیگی کے لیے نہ
آپ کے پاس کچھ ہے اور نہ میرے پاس اور وہ مجھے رسوا
کرنے پر آمادہ ہے۔ تو آپ مجھے اجازت دیں کہ کسی
مسلمان قبیلے والوں کے ہاں بھاگ جاؤں حتیٰ کہ اللہ
تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو کچھ عنایت فرمادے جس سے
میرا قرضہ ادا ہو جائے۔ چنانچہ میں آپ کے ہاں سے
نکل کر اپنے گھر آیا۔ میں نے اپنی تلوار تھیلا جوتا اور
ڈھال اپنے سر کے پاس رکھ لیے۔ حتیٰ کہ جب پہلی فجر
(کاذب) طلوع ہوئی تو میں نے نکل جانے کا ارادہ کیا
پس اچانک ایک آدمی بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اس
نے کہا: بلال! رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہنچو۔ میں چلا اور
آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے دیکھا
کہ چار اونٹنیاں بیٹھی ہیں اور ان پر بوجھ لدے ہوئے
ہیں۔ میں نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”خوش ہو جا! اللہ تعالیٰ نے تیرے قرضے کی
ادائیگی کا سامان بھیج دیا ہے۔“ پھر فرمایا: ”کیا تو نے چار
اونٹنیاں بیٹھی دیکھی ہیں؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے
فرمایا: ”یہ اونٹنیاں اور جو ان پر ہے وہ سب تیرا ہے۔ ان
پر کپڑے ہیں اور کھانے کا سامان بھی ہے۔ یہ مجھے فک
کے سردار نے ہدیہ بھیجا ہے۔ انہیں لے لے اور اپنا
قرضہ ادا کر۔“ (حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) چنانچہ میں
نے ایسے ہی کیا۔ اور حدیث بیان کی..... پھر میں مسجد

«مَا فَعَلَ الَّذِي قَبْلَكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: هُوَ مَعِيَ لَمْ يَأْتِنَا أَحَدٌ، فَبَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَقَصَّ الْحَدِيثَ، حَتَّى إِذَا صَلَّى الْعَتَمَةُ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ دَعَانِي قَالَ: «مَا فَعَلَ الَّذِي قَبْلَكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: قَدْ أَرَاكَ اللَّهُ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللَّهُ شَفَقًا مِنْ أَنْ يُدْرِكَهُ الْمَوْتُ وَعِنْدَهُ ذَلِكَ، ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَزْوَاجَهُ فَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ امْرَأَةٍ حَتَّى أَتَى مَبِيتَهُ. فَهَذَا الَّذِي سَأَلْتَنِي عَنْهُ.

کی جانب چل پڑا۔ رسول اللہ ﷺ بھی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ تو آپ نے پوچھا: ”اس مال کا کیا ہوا جو تجھے ملا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر جو قرضہ تھا سب ادا کروا دیا ہے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے پوچھا: ”کیا کوئی مال بچا بھی ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”دیکھو! مجھے اس کی طرف سے راحت پہنچاؤ“ میں اس وقت تک اپنے کسی اہل کے پاس نہیں جاؤں گا جب تک تم مجھے اس کی طرف سے راحت نہیں دے دیتے۔“ (تقسیم نہیں کر دیتے۔) پس جب رسول اللہ ﷺ نے عشاء پڑھی تو مجھے بلایا اور پوچھا: ”اس مال کا کیا ہوا جو تجھے حاصل ہوا ہے؟“ میں نے عرض کیا: وہ میرے ہی پاس ہے ہمارے پاس کوئی (ضرورت مند) نہیں آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے رات مسجد میں گزاری۔ اور پوری حدیث بیان کی۔ حتیٰ کہ جب اگلے دن عشاء کی نماز پڑھ چکے تو مجھے بلایا اور پوچھا: ”اس مال کا کیا ہوا جو تجھے ملا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کو اس سے راحت عطا کر دی ہے۔ (ضرورت مند لے گئے ہیں) تو آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کی حمد ثنا بیان کی، آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں اس حالت میں موت نہ آجائے جب کہ وہ مال آپ کے پاس موجود ہو۔ پھر میں آپ کے پیچھے پیچھے چلا حتیٰ کہ آپ اپنی ازواج کے پاس گئے اور ہر ایک کو السلام علیکم کہا حتیٰ کہ اس گھر میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے رات گزاری تھی۔ تو یہ تھی وہ حالت جس کا تو نے مجھ سے سوال کیا ہے۔

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

🌞 **فوائد ومسائل:** ① مشرکین اور اہل کتاب سے ہدایا قبول کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ اس میں کوئی دینی اور سیاسی ضرر نہ ہو۔ ② مشرکین سے ہدایا کا تبادلہ اس وقت ممنوع ہوگا جب اس سے دل کی گہری محبت کا اظہار ہو جو صرف اللہ رسول اور مومنین کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ اگر ماں باپ مشرک ہیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے اور اگر کسی مشرک کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں ہدیہ یا تحفہ مفید نظر آئے تو صحیح ہوگا۔ ③ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی طرح دیگر محدثین بھی مشرکین کے حوالے سے باب باندھ کر نیچے اہل کتاب کی احادیث لائے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام احکام میں دونوں یکساں ہیں سوائے ان معاملات کے جہاں استثناء کیا گیا ہے۔ اہل کتاب کا استثناء عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح اور حلال کھانے کے بارے میں ہے۔ ④ جو اللہ پر توکل کرے اللہ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ دنیا کا مال جمع کرنے کے لیے قطعاً راضی نہیں تھے۔ افراد امت کے لیے یہ عمل (یعنی سب خرچ کر دینا) اسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے جب وہ اس کے مابعد نتائج پر برضا و رغبت قانع اور مطمئن ہوں۔ ورنہ مال حلال اللہ کی ایک قابل قدر نعمت ہے تو چاہیے کہ انسان اپنی جان پر خرچ کرے اپنے اہل و عیال کی ضروریات پوری کرے اور صدقات بھی دے۔



۳۰۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ : محمود بن خالد نے مروان بن محمد سے
حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ : انہوں نے معاویہ بن سلام سے روایت کیا۔ اور مذکورہ
بِمَعْنَى إِسْنَادِ أَبِي تَوْبَةَ وَحَدِيثِهِ ، قَالَ عِنْدَ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اور جہاں یہ آیا ہے کہ
قَوْلِهِ : «مَا يَقْضِي عَنِّي» فَسَكَتَ عَنِّي [مَا يَقْضِي عَنِّي.....] ”میں بھاگ جاتا ہوں اور
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَأَعْتَمَرْتُهَا . مسلمان قبائل کے پاس چلا جاتا ہوں حتیٰ کہ اللہ اپنے
رسول کو کچھ عنایت فرمادے جس سے میرا قرضہ ادا ہو
جائے۔“ (اس روایت میں ہے کہ) رسول اللہ ﷺ مجھ
سے خاموش ہو رہے اور مجھے اس سے بڑی گرانی ہوئی۔

۳۰۵۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : حضرت عیاض بن حمار رحمہ اللہ سے مروی ہے
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ : وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ
عن يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ ، عن عِيَاضٍ ایک اونٹنی پیش کی تو آپ نے پوچھا: ”کیا تم نے اسلام

۳۰۵۶- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۰۵۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب: في كراهية هدايا المشركين، ح: ۱۵۷۷ من حديث أبي داود الطيالسي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند الطيالسي، ح: ۱۰۸۳، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۱۱۰، وللحديث شواهد عند أحمد: ۴۰۲/۳، والحاكم: ۴۸۴/۳، ۴۸۵، وغيرهما.

ابن حمار قال: أَهْدَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نَاقَةً فَقَالَ: «أَسْلَمْتَ؟» قُلْتُ: لَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي نَهَيْتُ عَنْ زَبْدِ الْمُشْرِكِينَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① چونکہ ہدیہ لینا دینا دلوں میں قربت اور محبت پیدا کرتا ہے اس لیے کافروں اور مشرکوں سے آزادانہ طور پر ہدیے کے تبادلے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تاہم جہاں کوئی شرعی اور سیاسی مصلحت ہو تو ہدیہ لینے میں کوئی حرج نہیں، مثلاً کوئی کافر مسلمانوں کے لیے اپنے خصوص کا اظہار کرنا چاہتا ہو یا امید ہو کہ اس کے ساتھ موانست سے وہ اسلام کے قریب ہو گا یا اسلام لے آئے گا وغیرہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری، کتاب الہبۃ باب قبول الہدیۃ من المشرکین اور باب الہدیۃ للمشرکین میں یہی ثابت کیا ہے۔ ② حضرت عیاض بن حمار رحمہ اللہ سے ہدیہ قبول نہ کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہیں اسلام لانے پر ابھارنا مقصود تھا۔ آپ ﷺ نے اکیدر دومہ اور نجاشی کا ہدیہ قبول کیا ہے۔ کیونکہ ان کے ایمان لانے کی قوی امید تھی۔ ③ حضرت عیاض بن حمار رحمہ اللہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اختیار کی۔

(المعجم ۳۴، ۳۶) - بَابُ: فِي إِقْطَاعِ الْأَرْضِينَ (التحفة ۳۶)

۳۰۵۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: ۳۰۵۸- حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد (حضرت حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَهُ أَرْضًا بِحَضْرَتِ مَوْتٍ. حضرت موت کے علاقے میں ایک قطعہ زمین انہیں عطا فرمایا۔

🌞 فائدہ: امام المسلمین یا خلیفہ غیر مملوکہ غیر آباد زمینوں میں سے کوئی قطعہ کسی کو عطا کر دے تو اس زمین کو آباد کرنے کا استحقاق اس شخص کو دوسروں سے زیادہ ہوگا۔ اس کا یہ بھی مفہوم لیا گیا ہے کہ کوئی قطعہ زمین ایک خاص مدت تک کے لیے کسی کو عطا کر دیا جائے کہ وہ اس کی آمدنی حاصل کر سکے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف بنجر زمین ہی میں سے کوئی قطعہ کسی کو دیا جاسکتا ہے۔ (فتح الباری، کتاب المساقاة، باب القطائع: ۶۱/۵)

یہ ایک طرح سے آباد کاری کا پروگرام ہے جس میں ان لوگوں کو ترجیح دی جاتی ہے جن کی کوئی خاص خدمات ہوں جس طرح انصار کو رسول اللہ ﷺ نے بحرین کی زمین دینی چاہی۔ اس پر انصار نے کہا کہ اتنی ہی زمین اگر ان کے

۳۰۵۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في القطائع، ح: ۱۳۸۱ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح".

بھائی مہاجرین کو بھی دی جائے تو وہ بحرین کے قطعات قبول کریں گے۔ یہ جذبہ ایثار دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ عرصہ بعد تم یہ دیکھو گے کہ لوگ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دے رہے ہوں گے، تو تم اس پر صبر کرنا یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملو۔ (صحیح بخاری، کتاب المساقاة، باب القطنان، حدیث: ۲۳۷۶) [اثرۃ] اپنے لیے چننا اور [ایثار] دوسروں کے لیے چننا ہے۔ بعض اوقات کسی مستحق کو کوئی قطعہ زمین عطا کیا جاتا تھا۔ ان کی مزید مثالیں سنن ابوداؤد کی آئندہ احادیث میں سامنے آئیں گی۔ یہ بعد کے جاگیر داری نظام سے مختلف ہے جس میں اچھی اور آباد زمین لوگوں کی فرمانبرداریاں خریدنے کے لیے دی جاتی تھیں اور جاگیروں کے ساتھ اس علاقے میں رہنے والے انسانوں کو بھی جاگیر داروں کا مملوک اور غلام بنادیا جاتا تھا۔

اسلام میں اس غرض سے جاگیریں دینے کا بھی کوئی تصور موجود نہیں کہ ان کی آمدنی کے ذریعے سے لشکر کھڑے کیے جائیں اور عند الطلب بادشاہ وغیرہ کو پیش کیے جائیں۔ کیونکہ اسلامی فوج بنیادی طور پر فریضہ جہاد کی ادائیگی کے لیے منظم ہوتی ہے۔ البتہ غنائم کے طور پر جو زمینیں حاصل ہوں انہیں خسر نکالنے کے بعد تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اس سے جاگیر داری نظام وجود میں نہیں آتا، کیونکہ یہ سب کے حصے میں آتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے قطعوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس تقسیم میں سپہ سالار اور تمام سپاہی مساوی ہوتے ہیں۔ کسی سالار کو اس کی خدمات کے عوض بڑی بڑی جاگیر بھی دینے کی کوئی گنجائش نہیں۔

اموی بادشاہت میں جاگیریں دی جانے لگیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنی آبائی جاگیر سمیت ایسی سب جاگیریں منسوخ کر دیں۔ بعد میں یہ خرابی پھر سے شروع ہو گئی لیکن اسلامی احکام پر عمل کرنے والے حکمران اس سے دور رہے، ایسے حکمرانوں میں سلطان صلاح الدین ایوبی کا نام بھی شامل ہے جو محض معمولی سی تنخواہ پر گزارہ کرنے کی وجہ سے ہمیشہ مقروض رہتے تھے۔

۳۰۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ عَنْ عُلَاقَةَ بْنِ وَائِلٍ مِنْ مَذْكَورِهِ
حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ عَنْ عُلَاقَةَ بْنِ وَائِلٍ بِالْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۳۰۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ فِطْرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: خَطَّ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَارًا
۳۰۶۰- حضرت عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مجھے ایک گھر عنایت فرمایا جسے آپ نے اپنی قوس سے ناپا اور فرمایا تھا: ”میں

۳۰۵۹- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۳۰۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى: ۴۵/۳، ح: ۱۴۶۴ من حديث عبد الله بن داود به * أبو فطر خليفة المخزومي لم يوثقه غير ابن حبان، فهو مجهول الحال.

الْمَدِينَةِ يَقُولُ قَالَ: «أَزِيدُكَ أَزِيدُكَ».

تجھے اور بھی دوں گا اور بھی دوں گا۔“

۳۰۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبْلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَبَلَغَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَّا الزَّكَاةُ إِلَى الْيَوْمِ.

۳۰۶۱- جناب ربیعہ بن ابی عبد الرحمن کی ایک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزن بنی نضیر کو فرع کے اطراف میں مقام قبل کی کانیں عطا فرمائی تھیں۔ ان کانوں سے آج تک سوائے زکوٰۃ کے اور کچھ نہیں لیا جاتا۔

فائدہ: حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو معادن (کانوں) کا دیا جانا ثابت ہے جیسے کہ آگے آ رہا ہے مگر اس میں زکوٰۃ لینے کا جو ذکر ہے اس کی بابت شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ صحیح نہیں ہے۔ (ارواء الغلیل ۳/۳۱۱، ۳۱۲)

(حدیث: ۸۳۰)

۳۰۶۲- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَاتِمٍ وَغَيْرُهُ، قَالَ الْعَبَّاسُ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ لَمْزَنِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبْلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا.

۳۰۶۲- کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف مزن بنی اپنے والد (عبد اللہ) سے وہ اس کے دادا (عمرو بن عوف) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزن بنی نضیر کو مقام قبل کی کانیں عنایت فرمائی تھیں ان کی بالائی جانب نیچے کی جانب اور قدس پہاڑ کے اطراف جہاں کاشت ہو سکتی ہے۔

- وَقَالَ غَيْرُ الْعَبَّاسِ: جَلْسَهَا وَغَوْرَهَا - وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ وَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، هَذَا مَا أَعْطَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بِلَالَ بْنَ حَارِثِ الْمُزَنِيِّ أَعْطَاهُ

(عباس کے علاوہ باقی راویوں نے [جَلْسِيَّهَا وَ غَوْرِيَّهَا] کی بجائے [جَلْسَهَا وَ غَوْرَهَا] کے الفاظ استعمال کیے ہیں ان کے معنی بھی وہی ہیں۔) کسی دوسرے مسلمان کا حق انہیں نہیں دیا تھا۔ نبی ﷺ نے انہیں یہ تحریر دی تھی: ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ یہ

۳۰۶۱- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۵۱/۶ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ: ۱/۲۴۸، ۲۴۹ * و"غير واحد" مجاهيل، وللحديث شواهد عند ابن الجارود، ح: ۳۷۱، والحاكم: ۱/۴۰۴ وغيرهما.

۳۰۶۲- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳۰۶/۱ عن حسين بن محمد به * كثير بن عبدالله متروك، ولكن طريق نور بن زيد حسن، والحمد لله.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة ..

مَعَادِنَ الْقَبْلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا. وَقَالَ غَيْرُهُ: «جَلْسَتُهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقُّ مُسْلِمٍ».

زمین کے قطعات سے متعلق احکام ومسائل

وہ عطیہ ہے جو اللہ کے رسول محمد ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو دیا ہے۔ اسے مقام قبل کی کانیں ان کے بالائی اور زیریں حصے اور قدس پہاڑ کے اطراف جہاں کاشت ہو سکتی ہے اسے عطا کی ہیں اور کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا ہے۔“

قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: وَحَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَوْلَى بَنِي الدَّبِيلِ بْنِ بَكْرِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

۳۰۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ: سَمِعْتُ الْحُسَيْنِيَّ قَالَ: قَرَأْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ يَغْنِي كِتَابَ قَطِيعَةِ النَّبِيِّ ﷺ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ حَارِثِ الْمُزْنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبْلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا - قَالَ ابْنُ النَّضْرِ: وَجَرَسَهَا وَذَاتِ النَّصْبِ - ثُمَّ اتَّفَقَا، وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ حَقَّ مُسْلِمٍ، وَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذَا مَا أُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزْنِيِّ أَعْطَاهُ مَعَادِنَ الْقَبْلِيَّةِ جَلْسَتُهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقُّ مُسْلِمٍ».

ابو اویس نے کہا: مجھے ثور بن زید نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے مثل روایت کیا۔

۳۰۶۳- (اسحاق بن ابراہیم) الحنینی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کا خط (بلال بن حارث کی) جاگیر کے متعلق کئی بار پڑھا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں کئی ایک نے حسین بن محمد سے حدیث سنائی انہوں نے کہا: ہمیں ابو اویس نے خبر دی اس نے کہا: مجھے کثیر بن عبد اللہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اس کے واداسے حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کو مقام قبل کی کانیں ان کی بالائی اور زیریں جانب راوی حدیث ابن نصر نے مقام جرس اور ذات النصب کا بھی ذکر کیا اور جبل قدس کی وہ زمین جو کاشت کے قابل ہے وہ سب انہیں دیں اور انہیں کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ تحریر عنایت فرمائی: ”یہ وہ عطیہ ہے جو اللہ کے رسول (ﷺ) نے بلال بن حارث مزنی کو عنایت فرمایا ہے۔ اسے مقام



تقبل کی کانیں ان کی بالائی جانب زیریں جانب اور قدس پہاڑ کی زمین جو قابل کاشت ہے عطا کی ہیں کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا ہے۔“

ابو اویس نے کہا: مجھے ثور بن زید نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مثل روایت کیا۔

ابن نصر نے یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ تحریر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قلم بند کی۔

۳۰۶۳- حضرت ایض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے نمک کی کان بطور جاگیر طلب کی جو آپ نے دے دی۔

قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: وَحَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

رَأَى ابْنُ النَّضْرِ: وَكَتَبَ أَبُو بِنُ كَعْبٍ.

۳۰۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ قَبْسٍ الْمَأْرِبِيَّ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شَرَّاحِيلَ، عَنْ سُمَيِّ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ سُمَيْرٍ - قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ بْنِ عَبْدِ الْمَدَانِ - عَنْ أَبِيضَ بْنِ حَمَّالٍ: أَنَّهُ وَقَدَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقَطَعَهُ الْمِلْحَ.

قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: الَّذِي بِمَأْرِبَ فَقَطَعَهُ لَهُ، فَلَمَّا أَنْ وَلَّى قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ: أَتَذَرِي مَا قَطَعْتَ لَهُ إِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ. قَالَ: فَاتَنَزَعَ مِنْهُ. قَالَ: وَسَأَلَهُ عَمَّا يُحْمَى مِنَ الْأَرَاكِ؟ قَالَ: «مَا لَمْ تَنْلُهُ خِفَافٌ». وَقَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: «أَخِفَافُ الْإِبِلِ».

..... ابن متوکل کہتے ہیں وہ کان ما رب مقام پر تھی..... جب میں نے پشت پھیری تو مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اسے کیا دے دیا ہے؟ آپ نے اسے نہ ختم ہونے والا دائمی پانی دے دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے واپس لے لیا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ پیلو کے کون سے درخت

۳۰۶۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القطن، ح: ۱۳۸۰ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۴۰، ۱۱۴۲، ورجاله من رجال الحسن.

گھیرے جائیں؟ (اپنے قبضے میں لیے جاسکتے ہیں)
آپ نے فرمایا: ”وہ جنہیں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچتے
ہوں۔“ (آبادی سے کافی دور ہوں۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ایسی کانیں جن کے منافع ظاہر ہوں اور عام لوگوں سے متعلق ہوں وہ کسی کی خاص ملکیت میں نہیں دینی چاہئیں، بخلاف ان کے جنہیں محنت اور مشقت سے نکالا جاتا ہے۔
② امام کو حق ہے کہ عطیہ دے کر واپس لے لے۔ ③ قاضی کا اپنے فیصلے سے رجوع کر لینا کوئی معیوب نہیں۔ ④ امام اور قاضی کے مصاحبین کو چاہیے کہ جو امور و نکات ان کے سامنے واضح نہ ہوں ان سے انہیں مطلع کر دیا کریں۔

۳۰۶۵- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَخْزُومِي: «مَا لَمْ تَنْلُهُ أَخْفَافُ الْإِبِلِ» يَعْنِي أَنَّ الْإِبِلَ تَأْكُلُ مَتْنَهِيَ رُؤُوسَهَا، وَيَحْمِي مَا فَوْقَهُ.

۳۰۶۵- جناب محمد بن حسن مخزومی رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ”وہ جنہیں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچتے ہوں۔“ سے مراد یہ ہے کہ عام چرتے ہوئے اونٹ ان درختوں سے جہاں تک کہ ان کے منہ پہنچتے ہیں کھاتے ہیں تو تم انہیں روک نہیں سکتے ہو البتہ ان سے اوپر کو تم اپنی ملکیت میں لے سکتے ہو۔

۳۰۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: حَدَّثَنَا فَرْجُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي ثَابِتُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِيضَ بْنِ حَمَالٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ حِمَى الْأَرَاكِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا حِمَى فِي الْأَرَاكِ»، فَقَالَ: أَرَاكُهُ فِي حِطَّارِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حِمَى فِي الْأَرَاكِ»، قَالَ فَرْجٌ: يَعْنِي بِحِطَّارِي الْأَرْضَ الَّتِي

۳۰۶۶- حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پیلو کے درختوں کو گھیرنے (اپنے قبضے میں لینے) کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”پیلو کے درختوں کو گھیرا نہیں جاسکتا۔“ (دوسروں کو ان سے منع نہیں کیا جاسکتا) اس نے کہا کہ وہ درخت جو میری زمین کے احاطے میں آتے ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”پیلو کے درختوں کو گھیرا نہیں جاسکتا۔“ راوی حدیث فرج (بن سعید) نے [حِطَّارِي] کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ زمین جس میں کھیتی ہو اور اس

۳۰۶۵- تخریج: [إسناده صحيح] إلى محمد بن الحسن المخزومي وهو متهم بالكذب.

۳۰۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۰۲۸، وأخرجه الدارمي، ح: ۲۶۱۴ عن عبدالله بن الزبير الحميدي به، وأصله عند ابن ماجه، ح: ۲۴۷۵ * ثابت وأبوہ مستوران، لم يوثقهما غير ابن حبان.

کے گرد احاطہ بھی ہو۔

فِيهَا الزَّرْعُ الْمُحَاطُ عَلَيْهَا .

🌞 فائدہ: ایسی زمینیں جو پہلے بے آباد ہوں اور حکومت اسلامیہ نے کسی کو دے دی ہوں یا بے آباد زمین کو کسی نے از خود آباد کیا ہو اور اس کا مالک بن گیا ہو تو پہلے سے موجود درختوں سے عام لوگوں کو روکنا جائز نہیں اور ایسے ہی جو خود رو ہوں جیسے کہ جھاڑیاں وغیرہ ہوتی ہیں یا خود رو گھاس۔ اس سے ضرورت مندوں کو روکنا اخلاقاً بھی درست نہیں، لیکن جسے مالک نے خود کاشت کیا ہو اس سے روکنے کا اسے حق ہے۔

۳۰۶۷- حضرت صحر (بن عیلہ ابو حازم ہذلی) رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو ثقیف سے جہاد کیا تو صحر نے جب یہ سنا تو اپنے شہسوار لے کر نبی ﷺ کی مدد کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ مگر جب وہاں پہنچا تو نبی ﷺ اسے فتح کیے بغیر ہی واپس جا چکے تھے۔ تو صحر نے اس دن اللہ کے ساتھ یہ عہد کیا اور اپنے ذمے لیا کہ جب تک یہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم نہیں مان لیتے اس وقت تک وہ اس قلعے کو نہیں چھوڑے گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اور انہیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ماننے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ صحر نے یہ خبر رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھ بھیجی: حمد و صلوة کے بعد اے اللہ کے رسول! بنو ثقیف نے آپ کا فیصلہ قبول کر لیا ہے اور میں ان کی طرف جارہا ہوں اور یہ اپنے شہسواروں کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کروایا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ پھر آپ نے (صحر کی قوم) احس کے لیے دس دعائیں فرمائیں: ”اے اللہ! احس کے شہسواروں اور اس کے پیادوں کو برکت دے۔“ پھر وہ قوم نبی ﷺ کے پاس گئی اور مغیرہ بن شعبہ (ثقفی) نے

۳۰۶۷- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبُو حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَرَيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ - قَالَ عُمَرُ: وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَارِمٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي حَارِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صَخْرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَزَا ثَقِيفًا، فَلَمَّا أَنْ سَمِعَ ذَلِكَ صَخْرٌ رَكِبَ فِي خَيْلٍ يُعِدُّ النَّبِيَّ ﷺ، فَوَجَدَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَدْ انْصَرَفَ وَلَمْ يَفْتَحْ، فَجَعَلَ صَخْرٌ حِينَئِذٍ عَهْدَ اللَّهِ وَذِمَّتَهُ أَنْ لَا يُفَارِقَ هَذَا الْقَصْرَ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ يُفَارِقْهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ صَخْرٌ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ ثَقِيفًا قَدْ نَزَلَتْ عَلَى حُكْمِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَنَا مُقْبِلٌ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي خَيْلٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً، فَدَعَا لِأَحْمَسَ عَشَرَ دَعَوَاتٍ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ لِأَحْمَسَ فِي خَيْلِهَا وَرِجَالِهَا»، وَأَتَاهُ الْقَوْمُ، فَتَكَلَّمَ

۳۰۶۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ۱۶۸۱ عن الفريابي به مختصراً، ورواه البيهقي:

۱۱۴/۹، والحديث ضعفه البيهقي * جده أبو حازم بن صخر بن العيلة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّ صَخْرًا أَخَذَ عَمَّتِي وَدَخَلَتْ فِيهَا دَخَلَ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ، فَدَعَاهُ فَقَالَ: «يَا صَخْرُ! إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَادْفَعْ إِلَى الْمُغِيرَةِ عَمَّتَهُ»، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَسَأَلَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ [مَاءً] لِبَنِي سُلَيْمٍ قَدْ هَرَبُوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَتَرَكُوا ذَلِكَ الْمَاءَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَنْزَلْنِيهِ أَنَا وَقَوْمِي، قَالَ: «نَعَمْ»، فَأَنْزَلَهُ، وَأَسْلَمَ يَعْنِي السُّلَمِيِّينَ، فَأَتَوْا صَخْرًا فَسَأَلُوهُ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِمُ الْمَاءَ، فَأَبَوْا فَأَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَسْلَمْنَا وَأَتَيْنَا صَخْرًا لِيَدْفَعَ إِلَيْنَا مَاءَنَا فَأَبَى عَلَيْنَا، فَدَعَاهُ فَقَالَ: «يَا صَخْرُ! إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا أَمْوَالَهُمْ وَدِمَاءَهُمْ، فَادْفَعْ إِلَى الْقَوْمِ مَاءَهُمْ»، قَالَ: نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ عِنْدَ ذَلِكَ حُمْرَةً حَيَاءً مِنْ أَخْذِهِ الْجَارِيَّةَ وَأَخْذِهِ الْمَاءَ.



زمین کے قطعات سے متعلق احکام ومسائل

آپ سے بات کی اور کہا: اے اللہ کے نبی! صحر نے میری پھوپھی کو پکڑ لیا ہے حالانکہ وہ اس (عہد) میں داخل ہو چکی ہے جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں (یعنی مسلمان ہو چکی ہے)۔ پس آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا: ”اے صحر! کوئی قوم جب مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی جان اور اپنے اموال محفوظ بنا لیتی ہے لہذا مغیرہ کو اس کی پھوپھی واپس کر دو۔“ چنانچہ اس نے اسے واپس کر دیا۔ صحر نے نبی ﷺ سے بنو سلیم کے پانی کا سوال کیا وہ اسلام قبول کرنے سے بھاگ گئے تھے اور اپنا چشمہ چھوڑ گئے تھے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے اور میری قوم کو وہاں نزول (اتر کر اسے اپنی تحویل میں لینے) کی اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اور اسے وہاں اترنے کی اجازت دے دی۔ اور پھر بنو سلیم والے اسلام لے آئے اور صحر کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ ہمارا چشمہ واپس کر دو تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور کہا: اے اللہ کے نبی! ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم صحر کے پاس گئے ہیں کہ ہمارا چشمہ ہمیں واپس کر دے مگر اس نے انکار کر دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے صحر کو بلایا تو اس سے فرمایا: ”اے صحر! کوئی قوم جب مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے اموال اور اپنی جانیں محفوظ کر لیتی ہے۔ تم قوم کو ان کا چشمہ واپس کر دو۔“ اس نے کہا: بہت اچھا اے اللہ کے نبی۔ (صحر کہتے ہیں کہ اس وقت) میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرہ مبارک حیا کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا کہ اس سے لونڈی لے لی گئی اور چشمہ بھی (حالانکہ اس نے اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا تھا)۔

🌞 **فوائد ومسائل:** ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اس میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے وہ دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے، یعنی کوئی حربی (جس سے جنگ ہو) مسلمان ہو جائے تو اس کی جان مال اور آبرو محفوظ ہو جاتی ہے۔ ② کوئی حربی مقابلے سے بھاگ جائے اور بعد ازاں مسلمان ہو کر حاضر ہو جائے تو اس کا مال ضبط نہیں کیا جائے گا۔ (نیل الاوطار، باب ان الحربی اذا اسلم قبل القدرة علیہ أحرز أمواله: ۱۳/۸)

۳۰۶۸- سبرہ بن عبد العزیز بن ربیعؓ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ان کے علاقے میں) ایک بڑے درخت کے نیچے پڑاؤ کیا جہاں اب مسجد ہے۔ آپ وہاں تین دن ٹھہرے پھر وہاں سے تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جُبَیْنہ قبیلہ کے لوگوں نے آپ سے ایک کھلے میدان میں ملاقات کی تھی۔ آپ نے ان سے پوچھا: ”ذی مروہ“ مقام میں کون لوگ مقیم ہیں؟“ انہوں نے کہا: جُبَیْنہ کا خاندان بنو رفاعہ یہاں رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ زمین میں بنو رفاعہ کے نام کرتا ہوں۔“ چنانچہ ان لوگوں نے وہ (زمین) آپس میں بانٹ لی۔ ان میں سے کسی نے بیج دی، کسی نے رکھ لی اور اس میں محنت مشقت (کاشت کاری وغیرہ) کرنے لگے۔ (ابن وہب کہتے ہیں کہ) پھر میں نے سبرہ کے والد عبد العزیز سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کا کچھ حصہ بیان کیا اور پوری حدیث بیان نہیں کی۔

۳۰۶۹- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ: حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کے شوہر) زبیر (بن عوام)

۳۰۶۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۴۹/۶ من حديث أبي داود به * عبد العزيز بن الربيع بن سبرة ابن معبد من السابعة، لم يدرك جده قطعاً.

۳۰۶۹- تخریج: [صحیح] * أبو بكر بن عياش ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۵۲۲۴، ومسلم، ج: ۲۱۸۲.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

زمین کے قطعات سے متعلق احکام ومسائل

ﷺ کو کھجور کا ایک باغ عنایت فرمایا تھا۔

أَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ تَخْلًا.

۳۹۷۰- جناب عبداللہ بن حسان عنہری رحمہ اللہ کہتے

ہیں کہ مجھے میری دادی اور نانی نے بیان کیا جن کا نام
صفیہ اور دحبیہ تھا اور یہ دونوں علیہ کی بیٹیاں..... اور
قبیلہ بنت مخرمہ کی لے پالک تھیں۔ جو (قبیلہ) ان دونوں
کے باپ کی دادی تھی..... اس نے ان دونوں کو بتایا کہ
ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور میرے ساتھی
حریث بن حسان جو قبیلہ بکر بن وائل کا بھیجا ہوا تھا۔
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آگے بڑھا۔ اور اپنی اور
اپنی قوم کی طرف سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر اس نے
کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اور بنو تمیم کے درمیان
دھنء کا علاقہ (بطور سرحد) لکھ دیجیے کہ اس سے آگے ان
کی طرف سے ہماری طرف کوئی نہ بڑھے سوائے اس
کے کہ کوئی مسافر ہو یا کوئی آگے جانے والا ہو۔ تو آپ
ﷺ نے فرمایا: ”اے لڑکے! اسے دھنء کا علاقہ لکھ دو۔“
(قبیلہ نے بیان کیا کہ) جب میں نے دیکھا کہ آپ اس
کو یہ علاقہ لکھ کر دے رہے ہیں تو اس سے مجھے بے حد
پریشانی ہوئی (کیونکہ) وہ میرا وطن ہے اور میرا گھر بھی
وہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس
نے آپ سے متوسط قسم کی زمین کا سوال نہیں کیا ہے
(بلکہ عمدہ اور نفیس زمین طلب کی ہے) یہ دھنء اونٹ

۳۰۷۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غَمَرٍ
وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ:
حَدَّثَنِي جَدَّتَايَ صَفِيَّةٌ وَدُحْيَةُ ابْنَتَا عَلِيَّةَ
- وَكَانَتَا رَبِيبَتِي قَبِيلَةَ بَنَاتِ مَخْرَمَةَ، وَكَانَتْ
جَدَّةَ أَبِيهِمَا - أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُمَا قَالَتْ: قَدِمْنَا
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَتْ، تَقَدَّمَ
صَاحِبِي، تَعْنِي حُرَيْثَ بْنَ حَسَّانَ، وَافَدَ
بَكْرَ بْنَ وَائِلٍ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ عَلَيْهِ
وَعَلَى قَوْمِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اكْتُبْ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِي تَمِيمٍ بِالذَّهْنَاءِ أَنْ لَا
يُجَاوِزَهَا إِلَيْنَا مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا مُسَافِرٌ أَوْ
مُجَاوِزٌ فَقَالَ: «اَكْتُبْ لَهُ يَا غُلَامُ!»
بِالذَّهْنَاءِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ قَدْ أَمَرَ لَهُ بِهَا
شَخْصَ بِي وَهِيَ وَطَنِي وَدَارِي، فَقُلْتُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ لَمْ يَسْأَلْكَ السَّوِيَّةَ مِنَ
الْأَرْضِ إِذْ سَأَلَكَ إِنَّمَا هَذِهِ الذَّهْنَاءُ عِنْدَكَ
مُقَيَّدُ الْجَمَلِ وَمَرْعَى الْغَنَمِ وَنِسَاءُ بَنِي
تَمِيمٍ وَأَبْنَاؤُهَا وَرَاءَ ذَلِكَ، فَقَالَ: «أُمْسِكْ

۳۰۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الثوب الأصفر، ح: ۲۸۱۴ من
حديث عبدالله بن حسان به، وذكر كلاماً * عبدالله بن حسان لم أجد من وثقه، وهو غير الفردوسي الذي وثقه ابن
حبان، وصفية ودحبية لم يوثقهما غير ابن حبان.

يَا غُلَامُ! صَدَقَتِ الْمُسْكِينَةُ، الْمُسْلِمُ، أَخُو الْمُسْلِمِ يَسْعُهُمُ الْمَاءُ وَالشَّجَرُ، وَيَتَعَاوَنُونَ عَلَى الْفَتَنِ» .

باندھنے کی جگہ ہے (کہ اونٹ وہاں سے نکلے ہی نہیں یا نکالے نہیں جاتے۔ کیونکہ یہ بہت سرسبز ہے) اور کمریوں کی چراگاہ ہے۔ اور بنو تمیم کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پیچھے (مقیم) ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لڑکے! رک جاؤ، اس مسکین عورت نے سچ کہا ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے پانی اور درخت سب کے فائدے کے لیے ہیں، فتنہ پرور لوگوں کے مقابلے میں انہیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔“

🌞 **طوطہ:** یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے اور یہ پچھلی احادیث میں واضح ہو چکا ہے کہ کوئی ایسی جاگیر جس کا فائدہ اور نفع عام مسلمانوں سے متعلق ہو اسے کسی ایک کے لیے خاص نہیں کیا جاسکتا۔

۳۰۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنِي أُمُّ جَنْوَبٍ بِنْتُ نُمَيْلَةَ عَنْ أُمِّهَا سُوَيْدَةَ بِنْتِ جَابِرٍ، عَنْ أُمِّهَا عَقِيلَةَ بِنْتِ أَشْمَرَ بْنِ مُضَرَّسٍ، عَنْ أَبِيهَا أَشْمَرَ بْنِ مُضَرَّسٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ فَقَالَ: «مَنْ سَبَقَ إِلَى مَا لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ». قَالَ: فَخَرَجَ النَّاسُ يَتَعَادَوْنَ يَتَخَاطَبُونَ.

۳۰۷۱- حضرت اسمر بن مضرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی تو آپ نے فرمایا: ”جو کسی پانی (کنوئیں، چشمے یا تالاب) پر پہلے پہنچ جائے اور کوئی مسلمان اس سے پہلے اس تک نہ پہنچا ہو تو وہ اسی کا ہوا۔“ راوی بیان کرتے ہیں کہ لوگ دوڑتے ہوئے نکلے اور نشان لگاتے جاتے تھے۔

🌞 **طوطہ:** یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں بخر اور بے آباد علاقوں کی آبادکاری کی اجازت سب کے لیے مساوی ہے، لایہ کہ امام وقت کوئی علاقہ کسی کے لیے خاص کر دے۔ جس طرح اگلے باب میں آ رہا ہے بخلاف ان چشموں، کنوئیں یا تالابوں کے جو عام لوگوں کی گزرگاہوں پر واقع ہوں۔

۳۰۷۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱/ ۲۸۰، ح: ۸۱۴ من حديث محمد بن بشار، وأورده الضياء في المختارة: ۴/ ۲۲۷، ۲۲۸، ح: ۱۶۳۴، وحسنه الحافظ في الإصابة: ۱/ ۴۱، قال الحافظ في التقریب: سويدة لا تعرف، وعقيلة لا يعرف حالها، أم جنوب لا يعرف حالها، ولم أجد من وثقهن صراحة، فحالهن مجهول.

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

۳۰۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ الزَّيْبَرَ خُضْرَ فَرَسِهِ فَأَجْرَى فَرَسَهُ حَتَّى قَامَ ثُمَّ رَمَى بِسَوْطِهِ فَقَالَ: «أَغْطُوهُ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ».

۳۰۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ».

۳۰۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زبیر (بن عوام رضی اللہ عنہ) کو جاگیر دی جہاں تک کہ ان کا گھوڑا دوڑ سکے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا حتیٰ کہ وہ کھڑا ہو گیا، تو پھر انہوں نے اپنا گھوڑا پھینک دیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہاں تک ان کا کوزہ اپنچا نہیں دے دو۔“

⚠️ ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر گزشتہ حدیث: ۳۰۶۹ اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اموال بنی نضیر میں سے کچھ زمین عنایت فرمائی تھی۔ (صحیح البخاری، فرض الخمس، حدیث: ۳۱۵۱) شاید وہ یہی ہو۔

(المعجم ۳۵، ۳۷) - بَابُ فِي إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ (التحفة ۳۷)

باب: ۳۵، ۳۷- بنجر لا وارث زمین کو آباد کرنا

۳۰۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ».

۳۰۷۴- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی بنجر (لا وارث) زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ہوئی۔ اور ظالم رگ (انسان کے اندر دوسرے کا حق مارنے کا منفی جذبہ یا منفی جذبے کے تحت کی گئی غاصبانہ کارروائی) کا کوئی حق نہیں۔“ (یعنی جس نے ظلم کسی جگہ پر قبضہ کر لیا تو اس کا حق تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔)

⚠️ فوائد و مسائل: ① چونکہ آج کل حکومت تمام زمینوں کی مالک اور متصرف ہوتی ہے اس لیے پہلے اس سے اجازت لینا قرین قیاس ہے۔ ویسے حکومت کی طرف سے بھی آباد کاری ایکسپنس متعارف کرائی جاتی ہیں۔ ② ”ظالم رگ“ سے مراد وہ درخت بھی ہیں جو کوئی کسی دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کے لگا دے یا مکان بنالے۔ اسے کہا جائے گا کہ اپنا درخت نکال لے یا مکان کا لمبا اٹھالے! الّا یہ کہ زمین کا مالک خود راضی ہو جائے جیسے کہ درج ذیل

۳۰۷۲- [تخریج: [اسنادہ حسن] أخرجه البيهقي: ۱۴۴/۶ من حديث أحمد به، وهو في مسند أحمد: ۱۵۶/۲ * عبدالله العمري صالح الحديث عن نافع وضعيف عن غيره.

۳۰۷۳- [تخریج: [اسنادہ حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما ذكر في إحياء أرض الموات، ح: ۱۳۷۸ من حديث عبد الوهاب الثقفي به، وقال: "حسن غريب".

حدیث میں ہے۔

۳۰۷۴- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْبَبَ أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ». وَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ: فَلَقَدْ خَبَّرَنِي الَّذِي حَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَرَسَ أَحَدُهُمَا نَخْلًا فِي أَرْضِ الْآخَرِ فَقَضَى لِصَاحِبِ الْأَرْضِ بِأَرْضِهِ وَأَمَرَ صَاحِبَ النَّخْلِ أَنْ يُخْرِجَ نَخْلَهُ مِنْهَا. قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا وَإِنَّهَا لَتَضْرِبُ أَصُولُهَا بِالْفُؤْسِ - وَإِنَّهَا لَتَنْخُلُ عُمْ - حَتَّى أُخْرِجَتْ مِنْهَا.

۳۰۷۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ، مَكَانَ الَّذِي حَدَّثَنِي هَذَا: فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: فَأَنَا رَأَيْتُ الرَّجُلَ يَضْرِبُ فِي أَصُولِ النَّخْلِ.

۳۰۷۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ

۳۰۷۴- جناب یحییٰ بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی نجر لاوارث زمین آباد کرے تو وہ اسی کی ہے۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کی مثل بیان کیا۔ عروہ نے کہا: یہ حدیث بیان کرنے والے نے مجھے بتایا کہ دو شخص اپنا ایک جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے کہ ایک نے دوسرے کی زمین میں کھجوروں کے درخت لگائے تھے تو آپ نے فیصلہ دیا: ”زمین زمین والے کی ہے۔“ اور درختوں والے کو حکم دیا: ”اپنی کھجوریں اکھیڑ لے۔“ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ان درختوں کی جڑوں پر کھابڑے چلائے جارہے تھے حالانکہ وہ لمبے لمبے درخت ہو گئے تھے حتیٰ کہ وہ زمین سے نکال لیے گئے۔

۳۰۷۵- جناب ابن اسحق نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا، لیکن انہوں نے [الَّذِي حَدَّثَنِي هَذَا] ”جس نے مجھے یہ حدیث بیان کی“ کے بجائے یوں کہا: مجھے اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص نے بیان کیا اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کی جڑوں پر (کھابڑا) مار رہا تھا۔

۳۰۷۶- جناب عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۰۷۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۲/۲۸۲ من حديث أبي داود به، وأصله عند النسائي في الكبرى، ح: ۵۷۶۰ * محمد بن إسحاق مدلس وعنعن، والحديث السابق: ۳۰۷۳ يغني عنه.

۳۰۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹۹/۶ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق: ۳۰۷۴.

۳۰۷۶- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۴۲/۶ من حديث أبي داود به.



۱۹- کتاب الخراج والقیء والإمارة

نجر لا وارث زمین سے متعلق احکام ومسائل

الْأَمْلِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى: أَنَّ الْأَرْضَ أَرْضُ اللَّهِ، وَالْعِبَادَ عِبَادُ اللَّهِ، وَمَنْ أَحْيَا مَوَاتًا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا، جَاءَنَا بِهِذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِينَ جَاءُوا بِالصَّلَوَاتِ عَنْهُ.

وہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا تھا کہ زمین اللہ کی ہے اور بندے بھی اللہ کے ہیں تو جس نے کوئی نجر لا وارث زمین آباد کی تو وہی اس کا مالک ہے۔ ہمیں یہ بات نبی ﷺ سے انہی لوگوں نے بیان کی ہے جنہوں نے آپ سے نمازوں کے احکام بیان کیے ہیں۔

🌞 فائدہ: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے صرف عبادات ہی کے احکام نہیں بتائے بلکہ معاملات اور حقوق کے مسائل بھی واضح کیے ہیں جیسے کہ نماز اور روزے کے احکام۔ جس طرح عبادات میں نبی ﷺ کا فرمان قول فیصل ہے اسی طرح معاملات میں بھی آپ ﷺ ہی کا فرمان حق وانصاف اور دنیا و آخرت میں باعث نجات ہے۔

۳۰۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَاطَ حَاطِطًا عَلَى أَرْضٍ فَهِيَ لَهُ».

۳۰۷۷- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی (لا وارث) زمین پر کوئی احاطہ بنالیا تو وہ اسی کی ملکیت ہے۔“

🌞 ملحوظ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لا وارث زمین پر محض قبضہ کر لینا کافی نہیں بلکہ اسے آباد کیا جائے تو ملکیت ثابت ہوتی ہے۔

۳۰۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ: قَالَ هِشَامُ: الْعِرْقُ الظَّالِمُ أَنْ يَغْرِسَ الرَّجُلُ فِي أَرْضٍ غَيْرِهِ، فَيَسْتَحِقَّهَا

۳۰۷۸- جناب ہشام (بن عروہ) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ [عرق ظالم] ”ظالم رگ“ کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی زمین میں درخت لگا دے اور پھر اسی وجہ سے اس زمین کا مدعی بن جائے۔ امام

۳۰۷۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى: ۴۰۵/۳، ح: ۵۷۶۳ من حديث سعيد بن أبي عروبة، والطائلي، ح: ۹۰۶ من حديث هشام، كلاهما عن قتادة به، وهو مدلس وعنعن، ومع ذلك صححه ابن الجارود، ح: ۱۰۱۵.

۳۰۷۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۲/۲۸۴ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحيى): ۷۴۳/۲.

۱۴- کتاب الخراج والفيء والإمارة

بِذَلِكَ. قَالَ مَالِكٌ: وَالْعِرْقُ الظَّالِمُ كُلُّ مَا أَخَذَ وَاحْتَمَرَ وَغَرَسَ بِغَيْرِ حَقٍّ.

— نجر لا وارث زمین سے متعلق احکام ومسائل

مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [عرق ظالم] سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کسی سے بلا استحقاق (ظلم سے) چھین لی جائے، وہاں کنواں وغیرہ کھود لیا جائے یا درخت لگا دیے جائیں۔

☀ فائدہ: بلاشبہ واقعاتی دنیا میں انہی جیلوں بہانوں سے دوسروں کا مال ہتھیلے کی کوشش ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

۳۰۷۹- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ الْعَبَّاسِ السَّاعِدِيِّ يَعْنِي ابْنَ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَبُوكَ فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «اخْرُصُوا»، فَخَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ، فَقَالَ لِلْمَرْأَةِ: «أُخْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا»، فَاتَيْنَا تَبُوكَ فَأَهْدَى مَلِكٌ أُبَيْلَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدَةً وَكَتَبَ لَهُ يَعْنِي بِبَحْرِهِ. قَالَ: فَلَمَّا أَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرَى قَالَ لِلْمَرْأَةِ: «كَمْ كَانَ فِي حَدِيقَتِكَ؟» قَالَتْ: عَشْرَةُ أَوْسُقٍ خَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيَتَعَجَّلْ».

۳۰۷۹- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب آپ وادی قرئی سے گزرے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے باغ میں ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ”اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ (کہ کتنا ہوگا۔)“ رسول اللہ ﷺ نے جو اندازہ لگایا وہ دس وسق تھا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا: ”جو پھل حاصل ہوا اسے شمار کر رکھنا۔“ پھر ہم تبوک پہنچے تو ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سفید خمر ہدیہ دیا اور (اس کے صلہ میں) آپ ﷺ نے اس (ایلہ کے حاکم) کو ایک منقش چادر عنایت فرمائی اور اسے تحریر کر دیا کہ ان کا علاقہ ان ہی کے پاس رہے گا۔ پھر جب ہم واپس ہوئے اور وادی قرئی سے گزرے تو آپ نے اس عورت سے دریافت فرمایا: ”تیرے باغ کا پھل کتنا ہوا ہے؟“ اس نے بتایا کہ دس وسق، یعنی وہی مقدار جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک میں مدینہ منورہ جلدی پہنچنا چاہتا ہوں جو میرے ساتھ جلدی پہنچنا چاہتا ہے، تو وہ چل پڑے۔“ (باقی اپنی رفتار سے آجائیں)

۳۰۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب خرص النمر، ح: ۱۴۸۱ عن سهل بن بكر مطولاً، ومسلم، الحج، باب فضل أحد، ح: ۱۳۹۲ بعد حديث: ۲۲۸۱ من حديث وهيب به.



فوائد ومسائل: ① اس خاتون کا یہ باغ غالباً کسی نجر زمین کو آباد کر کے ہی لگایا گیا تھا جو اس کی ملکیت سمجھا گیا۔ اور یہ ایک قابل قدر کام ہے۔ حاکم ایلہ نے اطاعت قبول کر لی تھی اس لیے آپ نے حاکم ایلہ کو اس کا علاقہ لکھ دیا اور یہ بھی کہ وہ جزیہ ادا کریں گے۔ ② پھل اترنے سے پہلے اس کا اندازہ لگانا جائز ہے تاکہ اس کے مطابق عشر وغیرہ ادا کیا جاسکے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا اندازہ بالکل عین درست ثابت ہوا جو کہ معجزہ ہے۔ دیگر عام اندازہ لگانے والوں کا اندازہ یقیناً کم یا زیادہ ہوتا ہے۔ ④ غیر مسلم کا ہدیہ قبول کر لینا جائز ہے بشرطیکہ کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔ ⑤ سفر میں اپنا مقصد پورا کر لینے کے بعد گھر آنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

۳۰۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ

غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ كُثْلُومٍ عَنْ زَيْنَبَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقْلِي رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ امْرَأَةٌ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَنِسَاءٌ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ وَهُنَّ يَسْتَكِينْنَ مَنَازِلَهُنَّ: أَنَّهَا تَضِيقُ عَلَيْهِنَّ وَيُخْرِجَنَّ مِنْهَا فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُورَثَ دُورَ الْمُهَاجِرِينَ النِّسَاءَ فَمَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَوَرَّثَهُ امْرَأَتُهُ دَارًا بِالْمَدِينَةِ.

۳۰۸۰- ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا سر صاف کر رہی تھیں اور آپ کے ہاں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اور دیگر مہاجر خواتین بھی بیٹھی تھیں عورتوں نے اپنے گھروں کی تنگی کا شکوہ کیا اور یہ کہ انہیں (شوہر کی وفات کے بعد) گھروں سے نکال دیا جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ”مہاجرین کے گھران کی بیویوں کو وراثت میں دیے جائیں۔“ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کی زوجہ مدینہ میں ایک گھر کی وارث بنی تھیں۔



فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں زمین کے قطعات دیے تھے تاکہ یہ لوگ ان میں اپنے گھر بنالیں۔ چونکہ یہ قطعات ”احیاء الموات“ کے معنی میں تھے کہ ان لوگوں نے انہیں آباد کیا تھا تو وہ انہی کی ملکیت گردانے گئے۔ اس باب کے ساتھ اس حدیث کی یہی مناسبت ہے۔ ② بیویوں کو وراثت میں گھر دینے کا مسئلہ مہاجرین کی خواتین کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ یہ لوگ مدینہ منورہ میں ایک نئے وطن میں تھے اور عزیز واقارب سے دور ہو گئے تھے تو یہ حکم دیا گیا تاکہ شوہر کی وفات کے بعد انہیں تحفظ حاصل رہے۔ یا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ترکہ کی تقسیم میں ان کے حصے کے مطابق انہیں زمین باغ اور دیگر اموال کی بجائے گھر دیا جائے تاکہ وہ رہائش کے مسئلے میں مطمئن رہیں۔ (بذل المجہود، عون المعبود)

باب: ۳۶، ۳۸- خراجی زمین خریدنے کا مسئلہ

(المعجم ۳۶، ۳۸) - باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي أَرْضِ الْخَرَاجِ (التحفة ۳۸)

۳۰۸۱- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

۳۰۸۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ

نے کہا: جس نے اپنی گردن میں جزیے کا قلابہ ڈالا وہ

بَكَارِ بْنِ بِلَالٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى

• رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے بری ہو گیا۔

يَعْنِي ابْنُ سَمِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ

وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُعَاذٍ أَنَّهُ

قَالَ: مَنْ عَقَدَ الْجَزِيَّةَ فِي عُنُقِهِ فَقَدْ بَرِيَءٌ

مِمَّا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

☀ فائدہ: کفار اپنی زیر کاشت زمینوں سے جو حصہ ادا کرتے ہیں ”خراج“ کہلاتا ہے۔ اور علماء نے ایسی زمینوں کی کئی صورتیں لکھی ہیں۔ * مسلمانوں نے کسی زمین کو بزور قوت فتح کیا ہو اور امام نے اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیا ہو پھر امام اسے قیمت دے کر ان سے خرید لے اور عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دے اور کفار کو خراج (ٹھیکے) پر دے دے جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کے دیہاتوں میں کیا تھا۔ * کسی زمین کو صلح سے فتح کیا گیا ہو اس شرط پر کہ زمین مسلمانوں کی ہوگی مگر کفار اس میں رہیں گے اور خراج دیں گے۔ یہ زمین مال فے ہوگی اور خراج اس کا کرایہ اجرت یا ٹھیکہ ہوگا جو ان لوگوں کے مسلمان ہوجانے سے ساقط نہیں ہوگا۔ * کوئی علاقہ اس شرط کے ساتھ صلح سے فتح ہوا ہو کہ زمین کفار کی رہے گی مگر وہ خراج ادا کر کے وہاں مقیم رہیں گے۔ ایسے خراج کو جزیہ پر قیاس کیا جائے گا اور ان لوگوں کے مسلمان ہوجانے پر ختم ہو جائے گا۔

۳۰۸۲- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۳۰۸۲- حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی زمین کو اس

الْحَضْرَمِيِّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ

کے جزیے کے ساتھ حاصل کیا اس نے اپنی ہجرت کو

ابْنُ أَبِي الشَّعَثَاءِ: حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ قَيْسٍ:

واپس کر دیا اور جس نے کافر کی ذلت کو اس کی گردن

حَدَّثَنِي شَيْبُ بْنُ نُعَيْمٍ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ

سے اتار کر اپنی گردن میں ڈالا اس نے اسلام سے پشت

حَدَّثَنِي أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ

پھیر لی۔“ (سنان بن قیس نے کہا کہ) خالد بن معدان

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِجَزِيرَتِهَا

۳۰۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۳۹/۹ من حديث أبي داود به * أبو عبد الله الخزاعي لم أجد من وثقه، وفي سماعه من معاذ نظر.

۳۰۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۳۹/۹ من حديث أبي داود به * عمارة بن أبي الشعثاء مجهول، وسنان مستور.

چراگہ مخصوص کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۹- کتاب الخراج والفیء والإمارة

نے مجھ سے یہ حدیث سنی تو مجھ سے پوچھا: کیا شیب نے تمہیں یہ حدیث بیان کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: جب تم ان کے پاس جاؤ تو انہیں کہنا کہ مجھے یہ حدیث لکھ بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ لکھ دی۔ جب میں خالد بن معدان سے دوبارہ ملا تو انہوں نے مجھ سے وہ کاغذ طلب کیا جو میں نے انہیں دے دیا۔ جب انہوں نے اسے پڑھا تو اپنے قبضے کی ساری زمینیں چھوڑ دیں۔

فَقَدْ اسْتَقَالَ هِجْرَتُهُ، وَمَنْ نَزَعَ صَعَارَ كَافِرٍ مِنْ عُنْتِهِ فَجَعَلَهُ فِي عُنْتِهِ فَقَدْ وَلَّى الْإِسْلَامَ ظَهْرَهُ». قَالَ: فَسَمِعَ مِنِّي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ لِي: أَشَيْبٌ حَدَّثَكَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِذَا قَدِمْتَ فَسَلْهُ فَلْيَكْتُبْ إِلَيَّ بِالْحَدِيثِ قَالَ: فَكَتَبَهُ لَهُ، فَلَمَّا قَدِمْتُ سَأَلَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ الْقُرْطَاسَ، فَأَعْطَيْتُهُ. فَلَمَّا قَرَأَهُ تَرَكَ مَا فِي يَدَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: راوی حدیث یزید بن عمر الیزنیؒ یہ شعبہ کے شاگرد نہیں ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يَزِيدُ بْنُ خُمَيْرٍ الْيَزَنِيُّ لَيْسَ هُوَ صَاحِبُ شُعْبَةَ.

☀️ فائدہ: ان دونوں روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ جو مسلمان کفار کی خراجی زمین حاصل کر کے کاشت کرنے لگے اور اس کا جز یہ اور خراج بھی یہی ادا کرے تو اس طرح یہ مسلمان کفار پر مسلط کردہ ذلت کو جو اللہ نے ان پر ڈالی ہے اپنے گلے لے رہا ہے اور یہ عمل اسلامی حمت کے منافی ہے۔ لیکن یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔

(المعجم ۳۷، ۳۹) - باب: فِي الْأَرْضِ يَحْمِيهَا الْإِمَامُ أَوْ الرَّجُلُ (التحفة ۳۹)

باب: ۳۹۳۷ - حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص کسی زمین کو اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کر لے

۳۰۸۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ». قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَبَلَغَنِي أَنَّ

۳۰۸۳ - تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب: لا حمى إلا لله ولرسوله ﷺ، ح: ۲۳۷۰ من حديث يونس بن

يزيد به .



رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَمَى النَّفِيعَ .

☀️ **فائدہ:** حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کر لے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کی گھاس پانی اور لکڑی وغیرہ سے دوسروں کو روک دے اور اسے آباد یا کاشت بھی نہ کرے۔ دور جاہلیت میں ایسے ہوتا تھا کہ کوئی زور آور کسی اونچی جگہ پر اپنے کتے کو بھوکواتا اور اطراف میں اپنے آدمی مقرر کر دیتا تو جہاں جہاں تک کتے کی آواز پہنچتی وہ رقبہ اپنے اور اپنے جانوروں کے لیے خاص کر لیتا تھا۔ دوسروں کو اس سے استفادے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اسلام میں اس کی اجازت نہیں الا یہ کہ عام مسلمانوں کی مصلحت کے لیے ہو۔

۳۰۸۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حضرت سَعْبُ بْنُ جَثَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَثَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمَى النَّفِيعَ وَقَالَ: «لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ» .
ہے کہ نبی ﷺ نے موضع نَفِيعَ کو بطور چراگاہ محفوظ کیا ہوا تھا اور فرمایا: ”حمی صرف اللہ عزوجل کے لیے ہے۔“

487

☀️ **فائدہ:** اس مقام پر صدقے کے اونٹ رکھے جاتے تھے۔ امام المسلمین کو مصلحت حکومت کے پیش نظر کسی علاقے کو بطور چراگاہ یا کسی اور مقصد کے لیے خاص کر لینا جائز ہے۔ عوام الناس کے لیے جائز نہیں۔

(المعجم ۳۸، ۴۰) - باب مَا جَاءَ فِي الرِّكَازِ وَمَا فِيهِ (التحفة ۴۰)
باب: ۳۸، ۴۰- مال مدفون ملے تو اس کا مسئلہ

۳۰۸۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ» .
۳۰۸۵- حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”مال مدفون (حاصل ہو تو اس) میں پانچواں حصہ ہے۔“ (بیت المال میں عام مسلمانوں کی منفعت کے لیے دے، کیونکہ یہ بلا مشقت حاصل ہوا ہے۔)

۳۰۸۴- **تخریج:** [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۴/ ۷۱ من حديث عبد العزيز بن محمد به .

۳۰۸۵- **تخریج:** أخرجه مسلم، الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ۱۷۱۰ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاری، الزکوة، باب: في الرکاز الخمس، ح: ۱۴۹۹ من حديث الزهري به .

☀ فائدہ: کسی اجاز زمین میں یا قدیم پرانی آبادی میں کسی کا دفن کردہ مال جس کا مالک معلوم نہ ہو ”رکاز“ کہلاتا ہے۔ جسے ایسا مال ملے وہ خمس (پانچواں حصہ) ادا کرنے کے بعد اس کا مالک بن جاتا ہے۔

۳۰۸۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أُثُوبٍ: ۳۰۸۶- جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رکاز سے مراد وہ مال ہے جو کسی پرانی آبادی سے دفن شدہ ملے۔

۳۰۸۷- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: ۳۰۸۷- حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کسی کام سے بقیع خبیبہ کی طرف گئے۔ تو دیکھا کہ ایک چوہا ایک سوراخ سے دینار نکال کر لارہا ہے اور پھر وہ ایک ایک کر کے نکالتا رہا حتیٰ کہ اس نے سترہ دینار نکالے۔ اور پھر ایک سرخ رنگ کا کپڑا نکالا اور اس میں بھی دینار تھا اور اس طرح وہ اٹھارہ ہو گئے۔ وہ انہیں لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور عرض کیا کہ اس کا صدقہ لے لیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم نے اس سوراخ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا؟“ انہوں نے کہا: نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تمہیں برکت دے۔“

۳۰۸۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُذَيْلٍ: حَدَّثَنَا الزَّمْعِيُّ عَنْ عَمَّتِهِ قُرَيْبَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ أُمِّهَا كَرِيمَةَ بِنْتِ الْمُقَدَّادِ، عَنْ ضَبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا قَالَتْ: ذَهَبَ الْمُقَدَّادُ لِحَاجَتِهِ بِبَقِيعِ الْخَبَابَةِ فَإِذَا جُرُذٌ يُخْرِجُ مِنْ جُحْرِ دِينَارًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُخْرِجُ دِينَارًا دِينَارًا حَتَّى أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَارًا ثُمَّ أَخْرَجَ خِرْقَةً حَمْرَاءَ يَعْني فِيهَا دِينَارٌ، فَكَانَتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينَارًا فَذَهَبَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرَهُ وَقَالَ لَهُ: خُذْ صَدَقَتَهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: «هَلْ هَوَيْتَ إِلَى الْجُحْرِ؟» قَالَ: لَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا».



☀ ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں جس نے کوئی جگہ کھودی نہ ہو وہ رکاز نہیں بلکہ گرے پڑے مال (لُقَطَہ) کی مانند ہے اور اس میں پانچواں حصہ ادا نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ پہلے اعلان کرنا چاہیے بعد ازاں

۳۰۸۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۲۵/۳، ح: ۱۰۷۷۶ من حديث عباد بن العوام به * هشام بن حسان مدلس وعنعن.

۳۰۸۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللقطة، باب التقاط ما أخرج الجرذ، ح: ۲۵۰۸ من حديث الزمعي به * قريبة مجهولة الحال.

اپنے کام میں لایا جائے۔ (خطابی)

(المعجم ۳۹، ۴۱) - باب تبشیر القُبور
الْعَادِيَةِ يَكُونُ فِيهَا الْمَالُ (التحفة ۴۱)

باب: ۳۹، ۴۱ - پرانی قبریں کھودنے کا
مسئلہ کہ جن میں مال ہو

۳۰۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب ہم طائف کی طرف روانہ ہوئے اور ایک قبر کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ابورغال کی قبر ہے۔ (یہ ثقیف کا جد اعلیٰ اور قوم ثمود میں سے تھا) اس حرم میں پناہ گزین تھا کہ اللہ کے عذاب سے بچا رہے۔ جب وہ اس سے باہر نکلا تو اسے اس مقام پر وہی سزا آ پہنچی جو اس کی قوم کو آئی تھی چنانچہ اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ دفن کی گئی تھی اگر تم اسے اٹھیڑو تو اسے اس کے ساتھ پالو گے۔“ تو لوگوں نے جلدی کی اور وہ سلاخ نکال لائے۔

۳۰۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ بُجَيْرِ بْنِ أَبِي بُجَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ خَرَجْنَا مَعَهُ إِلَى الطَّائِفِ فَمَرَرْنَا بِقَبْرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذَا قَبْرُ أَبِي رِغَالٍ، وَكَانَ بِهَذَا الْحَرَمِ يُدْفَعُ عَنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ، أَصَابَتْهُ النِّقْمَةُ الَّتِي أَصَابَتْ قَوْمَهُ بِهَذَا الْمَكَانِ فَدُفِنَ فِيهِ، وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّهُ دُفِنَ مَعَهُ غُصْنٌ مِنْ ذَهَبٍ، إِنْ أَنْتُمْ تَبَشَّشْتُمْ عَنْهُ أَصَبْتُمُوهُ مَعَهُ». فَأَبْتَدَرَهُ النَّاسُ فَاسْتَخْرَجُوا الْغُصْنَ.

ملاحظہ: بلاشبہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ یہی ہے کہ کفار کی قبروں سے اگر کوئی اس طرح کا مال نکال لے تو وہ بمعنی رکاز ہوگا، کیونکہ کفار کی قبروں کی تعظیم اس طرح ضروری نہیں ہے جس طرح کہ مسلمانوں کی قبروں کی ضروری ہے لہذا ان کی قبور عام زمین کے حکم میں ہوں گی جسے کھود کر مدفون خزانہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔



جنارے کے احکام و مسائل

انسانی زندگی کی ابتدا اور انتہا دونوں ہی دور رس اثرات کی حامل ہیں، جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو خاندان بھر میں خوشی و مسرت کا عجیب سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر طرف مبارکباد اور خوشیوں کا تبادلہ ہوتا ہے، پھر وقت مقررہ پر اس کے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے تو ہر طرف غم کی فضا پھیل جاتی ہے۔ اس نازک وقت میں اکثر و بیشتر لوگ کم علمی، جہالت اور شرکیہ معاشرتی فضا کی وجہ سے ایسے افعال میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں، یہ سلسلہ ہائے بدعات و شرک موت کے بعد بھی طویل عرصہ تک جاری رہتا ہے اور شکم پرور جہلاء کی خوب چاندی رہتی ہے۔

انسان جب بستر مرگ پر ہوتا ہے تو لواحقین بے بسی کی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں، حتیٰ المقدور دوا دار و کرنے کے باوجود مریض لمحہ بہ لمحہ موت کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ تیمارداری کرنے والے دے لفظوں میں مایوسی کا اظہار کرنے لگتے ہیں، 'لواحقین ہر حکیم' ذاکر، حتیٰ کہ شرکیہ دم جھاڑ اور مزاروں سے خاک شفا تک حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید ہمارا مریض بچ جائے مگر جو وقت مقرر ہو چکا، وہ آ کے رہتا

ہے۔ ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ (اعراف: ۳۴) ”اور ہر گروہ کی ایک میعاد مقرر ہے سو جس وقت ان کی میعاد معین آجائے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔“

* تیمارداری کی فضیلت: اسلام نے انسانوں کو باہمی محبت و مودت اور ہمدردی کا درس دیا ہے اس لیے جب کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرنا مسلمان پر واجب ہے۔ تیمارداری کرنے والا جہاں اپنے بھائی سے محبت اور الفت کا اظہار کرتا ہے اور باہمی تعلقات کو مضبوط بناتا ہے وہاں اپنے رب سے اجر عظیم کا حقدار بھی بنتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”جب کوئی مسلمان شام کے وقت اپنے کسی بھائی کی عیادت کے لیے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے بھی اس کے ساتھ نکلتے ہیں جو اس کے لیے صبح تک بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور جو کوئی صبح کے وقت عیادت کے لیے نکلتا تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو اس کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔“ (سنن ابی داؤد، الجنائز، حدیث: ۳۰۹۸، ۳۰۹۹)



* جنازہ میں شرکت کی فضیلت: مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے کفن و دفن کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت مقبول اور اعلیٰ اجر و ثواب کا حامل ہے۔ جبکہ دوسری طرف موحد مسلمانوں کی التجا و دعا کو قبول کرتے ہوئے رب العالمین فوت ہونے والے کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اسی طرح یہ عمل طرفین کے لیے باعث رحمت بن جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ] قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ [صحيح البخاری، الجنائز، باب من انتظر حتى يدفن، حدیث: ۱۳۲۵] ”جو شخص جنازے میں شامل ہو اور نماز پڑھے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص میت کو دفن کرنے تک موجود رہتا ہے اسے دو قیراط ملتے ہیں۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قیراطان کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”دو قیراط کا ثواب دو عظیم پہاڑوں کے برابر ہے۔“

* میت کو نفع دینے والے چند امور: ہمارے معاشرے میں ایصال ثواب کے متعدد طریقے رائج ہیں جو اکثر و بیشتر شکم پرور، نیم خواندہ مذہبی رہنماؤں کی ایجاد ہیں ان طریقوں پر عمل کرنا بجائے ثواب

کے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا قوی سبب ہے۔ سنت رسول ﷺ میں ایصالِ ثواب کے لیے درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں: [إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ] (صحیح مسلم، الوصیۃ، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، حدیث: ۱۶۳۱) ”مرنے کے بعد انسان کے اعمال (کے ثواب کا سلسلہ) منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزوں کا ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، لوگوں کو فائدہ دینے والا علم اور نیک اولاد جو میت کے لیے دعا کرے۔“

* چند ایسے امور جو شریعت اسلامیہ میں ثابت نہیں ہیں:

☒ مرنے والے کے سر ہانے قرآن مجید، ادعیہ کا مجموعہ یا دیگر اورداد و وظائف رکھنا۔

☒ چار پائی کے گرد و کراڑ کا ریاضت خوانی کرنا۔

☒ جنازے پر پھول ڈالنا، مزین چادر ڈالنا یا قرآنی آیات والی چادر ڈالنا۔

☒ جنازہ لے جاتے ہوئے کلمہ شہادت وغیرہ کا ورد کرنا، کرانا۔

☒ میت کو بلا وجہ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا۔

☒ قبر کو مزین بنانا اور آرائشی پتھروں سے آراستہ کرنا، یا قبر پر قرآنی آیات، کلمہ یا نام وغیرہ لکھنا۔

☒ تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا یا سورہ بقرہ کی تلاوت کرنا۔

☒ سوموار، جمعرات یا دس محرم کو قبروں کی زیارت کے لیے خاص کرنا۔

☒ قبروں پر نعت خوانی اور قوالی کرنا یا چراغ وغیرہ جلانا۔

☒ ایصالِ ثواب کے لیے تیج، ساتواں، دسواں یا چالیسواں کرنا اور کھانے کا اہتمام کرنا۔

☒ دوسرے یا تیسرے دن قل کرانا۔

☒ اجرتی قاریوں سے قرآن خوانی کروانا اور سالانہ ختم دلوانا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۰) - كِتَابُ الْجَنَائِزِ (التحفة ۱۵)

جنارے کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب الْأَمْرَاضِ الْمُكَفَّرَةِ باب ۱- بیماریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان للذَّنُوبِ (التحفة ۱)

۳۰۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّقِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو مَنْظُورٍ عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي عَنْ عَامِرِ الرَّامِ، أَخِي الْخُضَرِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ التَّقِيلِيُّ: هُوَ الْخُضَرُ، وَلَكِنْ كَذَا قَالَ، قَالَ: إِنِّي لَبِلَادِنَا إِذْ رُفِعَتْ لَنَا رَايَاتُ وَأَلْوِيَّةٌ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا لِيَوَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ تَحْتَ شَجَرَةٍ قَدْ بَسِطَ لَهُ كِسَاءٌ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَيْهِ وَقَدْ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ، فَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَسْقَامَ فَقَالَ: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ أَعْفَاهُ اللَّهُ

۳۰۸۹- حضرت عامر رام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ اپنے علاقے میں تھے کہ ہمارے لیے جھنڈے اور نشانات بلند کیے گئے (ہمارے علاقے میں جہادی مہم میں پہنچ گئے) میں نے پوچھا یہ کیا ہیں؟ تو لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ہے چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ کے لیے ایک چادر بچھائی گئی تھی اور آپ اس پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے صحابہ آپ کے پاس جمع تھے۔ سو میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: ”مومن کو جب کوئی بیماری آتی ہے اور پھر اللہ اسے عافیت اور شفا دے دیتا ہے تو وہ اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت کا سبب ہوتی ہے۔ اور منافق

۳۰۸۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة: ۲۵۰/۵، ۲۵۱، ح: ۱۴۴۰ من حديث الثفيلي، وأبو نعيم الأصبهاني في معرفة الصحابة: ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ح: ۵۱۸۸ من حديث محمد بن سلمة به * أبو منظور مجهول، وعنه لم أعرفه.



بیماریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان

جب بیمار پڑتا ہے اور پھر اسے عافیت دی جاتی ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے جسے اس کے گھر والوں نے باندھا ہو اور پھر کھول دیا ہو۔ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں باندھا تھا اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں چھوڑ دیا ہے۔ آپ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ میں تو اللہ کی قسم! کبھی بیمار نہیں ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اٹھ جا، تو ہم میں سے نہیں ہے۔“ (پھر کسی دوسرے موقع پر) ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے ہاتھ میں کچھ تھا جسے اس نے لپیٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو آپ کی طرف چل پڑا۔ میں درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا تو اس میں سے پرندے کے بچوں کی آواز سنی۔ پس میں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنی چادر میں ڈال لیا۔ پھر ان کی ماں آئی تو میرے سر پر منڈلانے لگی، میں نے اس کے لیے اس کے بچوں کو ننگا کیا تو وہ ان کے ساتھ ان کے اوپر آ پڑی، تو میں نے انہیں اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور یہ وہی میرے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”انہیں چھوڑ دے۔“ تو میں نے انہیں چھوڑ دیا، مگر ان کی ماں نے (اڑ جانے سے) انکار کیا اور بچوں کے ساتھ پڑی رہی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ”کیا تم اس ماں کی اپنے بچوں پر شفقت سے تعجب کر رہے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس نے

مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضَىٰ مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَوْعِظَةً لِّهِ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرَضَ ثُمَّ أَغْمِيَ كَانَ كَالْبَعِيرِ عَقْلُهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرْسَلُوهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقْلُوهُ وَلَمْ يَدْرِ لِمَ أَرْسَلُوهُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّمَّنْ حَوْلَهُ: يَارَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الْأَسْقَامُ؟ وَاللَّهِ! مَا مَرَضْتُ قَطُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا»، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ قَدِ انْفَقَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَمَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيهَا أَصْوَاتَ فِرَاحٍ طَائِرٍ، فَأَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَائِي، فَجَاءَتْ أُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلَيَّ رَأْسِي فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ مَعَهُنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِي فَهُنَّ أَوْلَاءٌ مَعِي. قَالَ: «ضَعْنَهُنَّ عَنكَ»، فَوَضَعْتُهُنَّ، وَابَتْ أُمُّهُنَّ إِلَّا لَزُومَهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «اتَّعَجِبُونَ لِرُحْمِ أُمَّ الْأَفْرَاحِ فِرَاحَهَا؟» قَالُوا: نَعَمْ يَارَسُولَ اللَّهِ؛ قَالَ: «قَوْلَ الَّذِي بَعَّنِي بِالْحَقِّ! اللَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمَّ الْأَفْرَاحِ بِفِرَاحِهَا، ارْجِعْ بِهِنَّ حَتَّى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ»، فَارْجَعْ بِهِنَّ.

بیاریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان

مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحیم اور شفیق ہے۔ انہیں واپس لے جا اور وہیں رکھ آجہاں سے تو نے انہیں اٹھایا ہے اور ان کی ماں بھی ساتھ رہے۔“ چنانچہ وہ آدمی انہیں واپس لے گیا۔



فوائد ومسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے۔ ② تاہم یہ ضرور ہے کہ انسانوں کو لاحق ہونے والے دکھ تکالیف اور بیماریاں بالعموم ان کے گناہوں ہی کے باعث ہوتی ہیں اور پھر مومنین کے لیے کفارہ بھی بنتی ہیں جیسے کہ آگے کی احادیث میں آرہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَ يَغْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ (الشوری: ۳۰) ”تمہیں جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے“ مگر اللہ تعالیٰ بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔“ اس لیے مومن کو چاہیے کہ زندگی میں عارضی آنے والی تکلیفوں اور بیماریوں میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھے۔ ③ پرندوں اور چرندوں کو بلا مقصد اذیت دینا حرام ہے۔ مگر انہیں باقاعدہ پالنے کا اہتمام کرنا جائز ہے۔



۳۰۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

التَّقِيلِيُّ وَابْنُ أَبِي هَيْمٍ بْنُ مَهْدِيٍّ الْمِصْبِصِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْمَلِيحِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابْنُ أَبِي هَيْمٍ بْنُ مَهْدِيٍّ: السَّلْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنْ اللَّهِ مَنَزَلَةٌ لَمْ يَتْلَفْهَا بِعَمَلِهِ ابْتِلَاءَهُ اللَّهُ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ».

۳۰۹۰- محمد بن خالد سے روایت ہے، امام ابوداؤد

رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن مہدی نے اس راوی (محمد بن خالد) کے متعلق کہا کہ یہ ”سلمی“ ہیں وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بے شک بندے کے لیے جب اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مقام و مرتبہ مقدر ہو چکا ہو اور وہ اپنے اعمال کی بنا پر اس تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اللہ اسے اس کے اپنے جسم یا مال یا اولاد کی آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔“

۳۰۹۰- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۵۲ من حديث أبي المليلح به، وسنده ضعيف من أجل جهالة محمد ابن خالد وأبيه، انظر مجمع الزوائد: ۲/ ۲۹۲، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۲۹۰۸ وغيره، وهو بها حسن، وانظر الترغيب والترهيب: ۴/ ۲۸۳.

بیماریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ ابْنُ نُفَيْلٍ: «ثُمَّ صَبَرَهُ عَلَى ذَلِكَ». ثُمَّ اتَّفَقَا: «حَتَّى يُبْلَغَهُ الْمَنْزِلَةُ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن نفیل نے یہ اضافہ بیان کیا: ”اور پھر اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق بھی دیتا ہے۔“ پھر دونوں راوی حدیث بیان کرنے میں متفق ہو جاتے ہیں۔ ”حتیٰ کہ اسے اس مقام و مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی سے اس کے لیے مقدر ہو چکا ہوتا ہے۔“

فائدہ: گناہوں کے کفارے اور درجات کی بلندی کے اعتبار سے بیماریاں مومن کے لیے اللہ کا ایک بڑا انعام ہیں بشرطیکہ کا حکم صبر کر سکے۔ تاہم بیماری کا سوال نہیں کرنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - باب: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ (التحفة ۲)

باب: جب آدمی نیک عمل کرتا رہا ہو پھر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ عمل نہ کر سکے تو؟

۳۰۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْنٌ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ الْعَبْدُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ كُتِبَ لَهُ كَصَالِحٍ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ مُقِيمٌ».

۳۰۹۱- حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بارہا سنا آپ فرماتے تھے: ”جب کوئی بندہ نیک عمل کرتا رہا ہو مگر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہ عمل اسی طرح عمدہ کیفیت میں لکھتا رہتا ہے جبکہ وہ تندرست اور مقیم تھا۔“

فائدہ: انسان کو اپنی صحت تندرستی اور فراغت کی قدر کرتے ہوئے اسے اعمال صالحہ میں صرف کرنا چاہیے تاکہ بیماری، سفر، بدھاپے یا بعض عوارض کی بنا پر جب یہ عمل صالح نہ کر سکے تو اللہ کے ہاں سے اسے یہ ثواب ملتا رہے۔ اور یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے اور صحت و جوانی میں اعمال صالحہ کی پابندی کرنے والوں کے لیے عظیم بشارت ہے۔

۳۰۹۱- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الإقامة، ح: ۲۹۹۶ من حديث العوام بن حوشب به.

(المعجم . . .) - باب عِيَادَةِ النِّسَاءِ

باب :..... عورتوں کی عیادت کرنا

(التحفة ۳)

۳۰۹۲ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ قَالَتْ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيضَةٌ فَقَالَ: «أُبَشِّرِي يَا أُمُّ الْعَلَاءِ؛ فَإِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ يُذْهِبُ اللَّهُ بِهِ خَطَايَاهُ كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ حَبَّ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ».

۳۰۹۲ - حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں بیمار ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: "اے ام علاء! تمہیں خوشخبری ہو بلاشبہ مسلمان کی بیماری کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جیسے کہ آگ سونے اور چاندی کا کھوٹ نکال دیتی ہے۔"

🌞 فوائد و مسائل: ① مریض کی عیادت کرنا ایک لازمی شرعی حق ہے۔ مردوں کا مردوں کے ہاں اور عورتوں کا عورتوں کے ہاں جانا معلوم و معروف ہے مگر مرد و عورتوں کی عیادت کے لیے جائیں یا عورتیں مردوں کی تو اس میں بھی کوئی شرعی تباہت نہیں ہے جبکہ شرعی آداب یعنی حجاب (پردے) کا اہتمام ہو اور اس عمل پر کوئی ضروری نہیں کہ مریض اور عیادت کنندہ کی باہم گفتگو بھی ہو۔ مرد مردوں کے پاس جا کر مریضہ کے متعلق خبر و عافیت دریافت کر سکتے ہیں اور ایسے ہی عورتیں۔ ② مذکورہ واقعہ میں حضرت ام علاء کے شرف اور نبی ﷺ کی تواضع کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ اور صحابیات سب کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ③ یہ خوشخبری مسلمانوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔

۳۰۹۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمر - قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهَذَا لَفْظُهُ - عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَأَعْلَمُ أَشَدَّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: «آيَةُ آيَةٍ يَا عَائِشَةُ؟» قَالَتْ: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوًّا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: ۱۲۳]

۳۰۹۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں خوب جانتی ہوں کہ قرآن مجید میں سب سے سخت آیت کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا: "کونسی آیت ہے وہ؟ اے عائشہ!" کہتی ہیں میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوًّا يُجْزَ بِهِ﴾ "جس نے بھی کوئی برائی کی اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مومن کو جو کوئی

۳۰۹۲ - تخریج: [حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ۱۵۹۴ من حديث أبي عوانة به، وللحديث طرق عند الهيثمي في مجمع: ۳۰۷/۲ وغيره.

۳۰۹۳ - تخریج: [إسناده حسن] * أبو عامر الخزاز حسن الحديث، وأصله متفق عليه بالاختصار، البخاري، ح: ۴۹۳۹، ومسلم، ح: ۲۸۷۶.

پریشانی آتی ہے یا کانٹا بھی چھ جاتا ہے تو اسے اس کے کسی سب سے برے عمل کا بدلہ دے دیا جاتا ہے اور جس کا حساب لیا گیا تو اسے عذاب ہوا۔“ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: تو کیا اللہ نے نہیں فرمایا: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَّسِيرًا﴾ ”عنقریب بندے کا حساب لیا جائے گا آسان حساب؟“ آپ نے فرمایا: ”اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہے اے عائشہ! جس سے حساب میں پوچھ گچھ ہوگئی، اسے عذاب ہوا۔“

قَالَ: «أَمَّا عَلِمْتَ يَا عَائِشَةُ؛ أَنَّ الْمُسْلِمَ تُصِيبُهُ النَّكْبَةُ أَوْ الشَّوْكَةُ فَيُكَافَى بِأَسْوَأِ عَمَلِهِ وَمَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ»، قَالَتْ: أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَّسِيرًا﴾ [الانشقاق: ۸] قَالَ: «ذَاكُمْ الْعَرْضُ يَا عَائِشَةُ؛ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ابن بشار کے لفظ ہیں۔ اور اس کی سند میں (عن کی بجائے) [اخبرنا ابن ابی ملیکہ] ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ بَشَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ.

🌞 **فوائد ومسائل:** ① اس حدیث کے علاوہ دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ دنیا کی بیماریاں اور تمام طرح کے دکھ تکالیف حتیٰ کہ نزع روح کی اذیت عذاب قبر اور میدانِ حشر کے المناک احوال سبھی کچھ مومنین کے لیے گناہوں کا کفارہ اور بلند کی درجات کا باعث ہوں گے۔ اور اہل ایمان کا ایک طبقہ ان تکالیف کے باعث پاک صاف ہو کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ② تھوڑے لوگ ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں ہم کلام ہوگا، پھر یا تو انہیں خصوصی مغفرت سے بہرہ ور فرمائے گا یا معاندینِ قسم کے لوگوں کو سخت ترین عذاب سے دوچار کرے گا جبکہ باقی لوگوں کا حساب اور وزن وغیرہ عمومی انداز میں ہوگا اور یہ کوئی آسان مرحلہ نہ ہوگا۔

باب: عیادت کا بیان

(المعجم . . .) - باب: فِي الْعِيَادَةِ (التحفة ۴)

۳۰۹۳- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ابی (منافق) کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس بیماری میں جس میں کہ وہ مر گیا تھا۔ چنانچہ جب آپ اس کے ہاں پہنچے تو

۳۰۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۳۰۹۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۱۰ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۳۴۱، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق عن، وفيه علة أخرى.

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

آپ نے اس پر موت کے اثرات محسوس کیے (اور) فرمایا: ”میں تجھے منع کیا کرتا تھا کہ یہود سے محبت نہ رکھ۔“ اس نے کہا: اسعد بن زرارہ نے ان سے بغض رکھا تو کیا ہوا؟ پھر جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا (عبداللہ بن ابی شمس) آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! بے شک عبداللہ بن ابی مرگیا ہے تو آپ مجھے اپنی قمیص عنایت فرمادیں کہ میں اسے اس میں کفن دوں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی۔

يَعُوذُ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ عَرَفَ فِيهِ الْمَوْتَ. قَالَ: «قَدْ كُنْتُ أَنْهَكَ عَنْ حُبِّ يَهُودٍ». قَالَ: فَقَدْ أَبْعَضَهُمْ أَسْعَدُ بْنُ زُرَّارَةَ فَمَهْ؟ فَلَمَّا مَاتَ، أَنَاهُ ابْنُهُ فَقَالَ يَأْنِيهِ اللَّهُ؛ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَدْ مَاتَ، فَأَعْطِنِي فَمِيصَكَ أَكْفَنُهُ فِيهِ، فَتَرَاعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمِيصَهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم قمیص کا قصہ صحیح ثابت ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) ② مسلمان کی عیادت کے لیے جانا ایک شرعی حق ہے۔ اسی طرح کسی غلط کردار شخص کی عیادت کے لیے بھی جایا جاسکتا ہے اور یہ یقیناً اسلامی اخلاق و مروت کا حصہ ہے۔ ③ اس منافع کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ ایک خالص مومن صحابی تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے شاید اپنے اس محبت مخلص کی دلداری کے لیے اپنی قمیص عنایت فرمادی تھی۔ اور یہ عمل ایک بیٹے کا اپنے باپ کے لیے ایک ادنیٰ ساحلہ تھا کہ شاید اس کی برکت سے اسے کچھ فائدہ ہو جائے۔ اور یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اس طرح سے اس منافع کے ایک احسان کا بدلہ چکا یا تھا کہ بدر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رحمہ اللہ قید کر لیے گئے تو ان کے پاس قمیص نہ تھی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی قمیص دی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ سے جب کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس سے انکار نہ فرمایا کرتے تھے۔ اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے یہ عمل اس وقت کا ہو جب کہ یہ حکم نازل نہ ہوا تھا: ﴿وَلَا تَقْصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَ لَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ (التوبة: ۸۴/۹) ”ان منافقوں میں سے جب کوئی مر جائے تو آپ اس کا جنازہ مت پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی مت کھڑے ہوں۔“ (عون المعبود)

(المعجم ۲) - باب: فِي عِيَادَةِ الذَّمِّيِّ

باب: ۲- ذمی کا فر کی عیادت کرنا

(التحفة ۵)

۳۰۹۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: ۳۰۹۵- حضرت انس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک لڑکا بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ اس کے سر کے پاس

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ غُلَامًا مِنَ الْيَهُودِ كَانَ مَرِيضًا

۳۰۹۵- تخریج: أخرجه البخاري، المرضي، باب عيادة المشرك، ح: ۵۶۵۷ عن سليمان بن حرب به.

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

قَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوذُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: «أَسْلِمَ»، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ: أَطْعَ أَبَا الْقَاسِمِ، قَاسِمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنِّي مِنَ النَّارِ».

بیٹھ گئے، اور اس سے فرمایا: ”اسلام قبول کرلو۔“ تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جب کہ وہ بھی اس کے سر کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ تو اس کے باپ نے اس سے کہا: ابوالقاسم کی بات مان لو۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر نبی ﷺ وہاں سے اٹھے تو فرما رہے تھے: ”حمد اس اللہ کی جس نے اس کو میرے ذریعے سے آگ سے نجات دی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کسی کافر کی عیادت کے لیے جانا جائز ہے بشرطیکہ وہاں حق شرعی ادا ہو یعنی بالخصوص مرنے والے کو دعوت اسلام دی جائے اور صحیح البخاری میں ہے کہ یہ لڑکا رسول اللہ ﷺ کا خادم بھی تھا۔ (صحیح البخاری، المرضی، باب عیادة المشرک، حدیث: ۵۶۵۷) ② جس شخص کا خاتمہ اسلام اور ایمان پر ہو وہ نجات پا گیا۔ ③ اور اس نجات کا محور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور دعوت پر ایمان و عمل ہے۔

باب:..... کسی کی عیادت کے لیے پیدل چل کر جانا

۳۰۹۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لاتے، بغیر اس کے کہ کسی خچر پر سوار ہوں یا گھوڑے پر۔

باب: ۳- با وضو ہو کر عیادت کے لیے جانے کی فضیلت

۳۰۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(المعجم . . .) - باب الْمَشْيِ فِي الْعِيَادَةِ (التحفة ۶)

۳۰۹۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوذُنِي، لَيْسَ بِرَاكِبٍ بَغْلًا وَلَا بِرَدْوَنًا.

(المعجم ۳) - باب فِي فَضْلِ الْعِيَادَةِ عَلَى وَضُوءٍ (التحفة ۷)

۳۰۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ

۳۰۹۶- تخريج: أخرجه البخاري، المرضي، باب عيادة المريض راكبًا وماشيًا وردفًا على الحمار، ح: ۵۶۶۴ من حديث عبد الرحمن بن مهدي به، وهو في مسند أحمد: ۳/ ۳۷۳.

۳۰۹۷- تخريج: [إسناده ضعيف] * الفضل بن دلهم (تقريب)، ضعفه الجمهور، ولم يثبت توثيقه عن وكيع رحمه الله.

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے گیا تو اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت پر درو کر دیا جائے گا۔“ ثابت بنانی کہتے ہیں میں نے پوچھا: اے ابو حمزہ! [خریف] سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: سال۔

الطَّائِي: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ رَوْحِ بْنِ حُلَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ دَلْهَمٍ الْوَاسِطِيُّ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا، بُوعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سَبْعِينَ خَرِيفًا». قُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ؛ وَمَا الْخَرِيفُ؟ قَالَ: الْعَامُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ الْبَصَرِيُّونَ مِنْهُ: الْعِيَادَةُ وَهُوَ مُتَوَضِّئٌ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل بصرہ جن احادیث کے بیان کرنے میں منفرد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان با وضو ہو کر عیادت کے لیے جائے۔

۳۰۹۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کے لیے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نکلتے ہیں جو اس کے لیے صبح تک بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہوگا اور جو کوئی صبح کے وقت عیادت کے لیے نکلتا تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو اس کے لیے شام تک بخشش مانگتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہوگا۔

۳۰۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَعُودُ مَرِيضًا مُمَسِيًّا إِلَّا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ أَنَاهُ مُصْبِحًا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُمَسِيَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ.

🌞 ملحوظہ: روایت موقوفہ صحیح ہے تاہم آگے آنے والی روایت مرفوع ہے۔

۳۰۹۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۳۰۹۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا

۳۰۹۸- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۲۱ من حديث شعبة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن حبان (موارد)، ح: ۷۱۰ وغيره، وهو بها حسن.

۳۰۹۹- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عاد مريضاً، ح: ۱۴۴۲ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۴۹، ووافقه الذهبي.

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

حدیث کے ہم معنی بیان کیا، لیکن اس میں [خریف] یعنی باغ کا ذکر نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النَّبِيِّ رضي الله عنه بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَرِيفَ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: اس حدیث کو منصور نے بھی حکم سے ایسے ہی روایت کیا ہے جیسے کہ شعبہ نے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَنْصُورٌ عَنِ الْحَكَمِ كَمَا رَوَاهُ شُعْبَةُ.

۳۱۰۰- ابو جعفر عبد اللہ بن نافع سے روایت ہے

۳۱۰۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

..... اور نافع حضرت حسن بن علی رضي الله عنه کے غلام تھے۔

قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ

بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضي الله عنه حضرت

الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ،

حسن بن علی رضي الله عنه کی عیادت کے لیے تشریف لائے تھے۔

قَالَ: وَكَانَ نَافِعٌ غَلَامَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ:

جَاءَ أَبُو مُوسَى إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَعُودُهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَاقَ مَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ.

امام ابوداؤد رحمته الله نے کہا: اور پھر حدیث شعبہ کے ہم

معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسْنَدَ هَذَا عَنْ عَلِيٍّ

امام ابوداؤد رحمته الله فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بواسطہ

حضرت علی بن ابی طالب رضي الله عنه سے کئی ایک صحیح سندوں سے روایت

عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَيْرِ وَجْهِ صَحِيحٍ.

کیا گیا ہے۔

(المعجم ۴) - باب فِي الْعِيَادَةِ مَرَارًا

باب: ۴- بار بار عیادت کرنا

(التحفة ۸)

۳۱۰۱- حضرت عائشہ رضي الله عنها بیان کرتی ہیں کہ حضرت

۳۱۰۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

سعد بن معاذ رضي الله عنه جنگ خندق میں زخمی ہو گئے۔ ایک

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

آدمی نے ان کے بازو کی رگ (رگ ہفت اندام) پر

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أُصِيبَ

۳۱۰۰- تخریج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

۳۱۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم، ح: ۴۶۳، ومسلم،

الجهاد والسير، باب جواز قتال من نقض العهد... الخ، ح: ۱۷۶۹ من حديث ابن نمير به مطولاً.

سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ فِي الْأَكْحَلِ، فَضْرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خِيَمَةً لِّكَوَالِيَا تَأْتِيهِ قَرِيبٌ مِنْ قَرِيبٍ فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ.

🌞 نوائد و مسائل: ① مریض کے احوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے عیادت کے لیے بار بار آناجب اسلامی اور اخلاق حسنہ کا حصہ ہے نہ کہ کوئی معیوب بات۔ بالخصوص مریض جب کوئی اہم آدمی ہو۔ ② ضرورت شرعی کے تحت مسجد (یا اس کے ساتھ ملحق حجروں) میں اقامت اختیار کر لینا کسی کو اقامت دینا جائز ہے۔

(المعجم ۵) - باب الْعِيَادَةِ مِنَ الرَّمَدِ
باب: ۵- کسی کی آنکھ خراب ہو جائے تو اس کی عیادت کے لیے جانا (التحفة ۹)

۳۱۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بَعَيْنِي.

۳۱۰۲- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میری آنکھ میں درد تھا۔



🌞 فائدہ: عیادت کے لیے کوئی ضروری نہیں کہ مریض کسی شدید بیماری ہی میں مبتلا ہو تو اس کی عیادت کے لیے جایا جائے بلکہ کسی عام تکلیف میں بھی بیمار پرسی ہو تو بہت اچھی بات ہے۔

(المعجم ۶) - باب الْخُرُوجِ مِنَ الطَّاعُونِ (التحفة ۱۰)

باب: ۶- طاعون سے نکل بھاگنا.....؟

۳۱۰۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: بَيَّانُ كَيْفَ وَهَ كَيْفَ

۳۱۰۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے

۳۱۰۲- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۳۷۵ عن حجاج بن محمد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۳۴۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * أبو إسحاق السبيعي صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ۵۳۲.

۳۱۰۳- تخریج: أخرجه البخاري، الطب، باب ما يذكر في الطاعون، ح: ۵۷۲۹، ومسلم، السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، ح: ۲۲۱۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/۸۹۴-۸۹۶، وهذا مختصر منه.

ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم سنو کہ فلاں علاقے میں طاعون پھیل گیا ہے تو پھر وہاں مت جاؤ اور جب کہیں پھیل جائے اور تم وہاں ہو تو اس (طاعون) سے فرار اختیار کرتے ہوئے وہاں سے مت نکلو۔“

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ تَوْقَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا، فِرَارًا مِنْهُ» [قَالَ أَبُو دَاوُدَ]: [يَعْنِي الطَّاعُونَ].

فائدہ: کسی کا بیمار ہو جانا پھر علاج معالجہ کرنے کے بعد اس کا شفا یاب ہونا یا نہ ہونا یہ سب اللہ عزوجل کی تقدیر سے ہوتا ہے تو باپھلنے کی صورت میں ہمیں یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ دوبارہ علاقے میں جایا نہ جائے اور وہاں کے مقیم لوگ وہاں سے (دبا کے ڈر سے) فرار اختیار نہ کریں بلکہ وہیں رہتے ہوئے علاج معالجہ اور حفاظتی تدابیر اختیار کریں تاہم کسی کو کوئی اہم شرعی ضرورت لاحق ہو تو بات اور ہے اس صورت میں اس کا جانا فرار میں نہیں آئے گا۔

باب: ۷- عیادت کے موقع پر مریض کے لیے شفا کی دعا کرنا

(المعجم ۷) - باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ
بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ (التحفة ۱۱)

۳۱۰۴- حضرت عائشہ دختر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ بیمار پرسی کے لیے میرے ہاں تشریف لائے آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھا پھر میرے سینے اور پیٹ پر پھیرا اور فرمایا: ”اے اللہ! سعد کو شفا عنایت فرما اور اس کی ہجرت مکمل فرما دے۔“

۳۱۰۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ: اسْتَكْنَيْتُ بِمَكَّةَ فَجَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُنِي وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِي ثُمَّ مَسَحَ صَدْرِي وَبَطْنِي، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اشْفِ سَعْدًا وَأَتِمِّمْ لَهُ هِجْرَتَهُ».

فائدہ: عیادت میں چاہیے کہ مریض کی پوری طرح سے دلجوئی کی جائے اور بالخصوص اللہ تعالیٰ سے دعا ہو کہ اسے شفا ملے۔

عیادت سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۰۵- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھوکے کو کھانا کھلاؤ“ مریض کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔“

۳۱۰۵- حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعَوِّدُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِي».

سفیان نے وضاحت کی کہ [العانی] سے مراد قیدی ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ: وَالْعَانِي: الْأَسِيرُ.

باب: ۸- عیادت کے موقع پر بیمار

(المعجم ۸) - باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ

کے لیے دعا

عِنْدَ الْعِيَادَةِ (التحفة ۱۲)

۳۱۰۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی ابھی اجل نہ آئی ہو تو سات بار اس کے پاس یہ دعا: [أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ] ”میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت اور بڑائی والا اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا عنایت فرمائے۔“ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے عافیت دے دے گا۔“

۳۱۰۶- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعُ مَرَارٍ: أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ، إِلَّا عَافَاهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ الْمَرَضِ».

۳۱۰۷- حضرت (عبداللہ) بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کسی مریض کی

۳۱۰۷- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حُيَيِّ بْنِ

۳۱۰۵- تخريج: أخرجه البخاري، الأئمة، باب قول الله تعالى: ﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾، ح: ۵۳۷۳ عن محمد بن كثير العبدی به .

۳۱۰۶- تخريج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ما يقول عند عيادة المريض، ح: ۲۰۸۳ من حديث شعبة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۷۱۴، والحاكم: ۳۴۲/۱، ۳۴۳/۴، ۲۱۳، ووافقه الذهبي * يزيد أبو خالد صرح بالسماع، وتابعه عبد ربه بن سعيد وغيره .

۳۱۰۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۲/۲ من حديث حبي بن عبد الله به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۱۵، والحاكم: ۳۴۴/۱، ۵۴۹، ووافقه الذهبي .



موت کی تمنا کرنے کی کراہت کا بیان

عیادت کے لیے جائے تو چاہیے کہ یوں کہے: [اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأْ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْسِشِي لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ] "اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عنایت فرما، یہ تیری راہ میں کسی دشمن کو زخمی کرے گا یا تیری رضا کے لیے کسی جنازہ میں شریک ہوگا۔"

عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُودُ مَرِيضًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأْ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْسِشِي لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن السرح (احمد بن عمرو بن عبداللہ) نے [إِلَى جَنَازَةٍ] کی بجائے [إِلَى صَلَاةٍ] روایت کیا ہے۔ یعنی یہ بندہ نماز کیلئے جائے گا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ ابْنُ السَّرْحِ: إِلَى صَلَاةٍ.

🌞 فائدہ: جہاد و قتال میں حصہ لینا مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا اور نماز کے لیے مسجد میں جانا انتہائی قربت کے اعمال ہیں۔

باب ۹: موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے

(المعجم ۹) - باب كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ (التحفة ۱۳)

۳۱۰۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی دکھ کے آنے پر کوئی شخص ہرگز موت کی دعا نہ کرے بلکہ چاہیے کہ یوں کہے: [اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي]" "اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے خیر کا باعث ہو اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے وفات دے دے۔"

۳۱۰۸- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَدْعُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِالْمَوْتِ لِضُرِّ نَزَلَ بِهِ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي».

۳۱۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ہرگز

۳۱۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ يَعْنِي الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا

۳۱۰۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، ح: ۴۲۶۵ من حديث عبدالوارث بن سعيد، والبخاري، ح: ۶۳۵۱، ومسلم، ح: ۲۶۸۰ من حديث عبدالعزیز بن صهیب به.

۳۱۰۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۱۰۶۰ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسند الطيالسي، ح: ۲۰۰۳ باختلاف يسير.

۲۰- کتاب الجنائز

طاعون سے فوت شدہ شخص کی فضیلت کا بیان

شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَوْتَ كِي تَمَنَّا نَه كَرِي۔“ اور مذکورہ بالا روایت کے مثل النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ» فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

☀ فائدہ: عمومی حالات میں موت کی دعا کرنا جائز نہیں تاہم انسان جب عاجز آجائے فرائض کی ادائیگی میں قاصر رہے اور اندیشہ ہو کہ کوئی دینی فتنہ نہ آ پڑے تو موت کی دعا کی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر بن خطابؓ حضرت علی اور عمر بن عبدالعزیزؓ وغیرہ کے متعلق آتا ہے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي مَوْتِ
الْفُجَاءَةِ (التحفة ۱۴)

۳۱۱۰- حضرت عبید بن خالد سلمیؓ سے روایت

۳۱۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

ہے..... جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے..... انھوں (مسدود) نے ایک بار نبی ﷺ سے اور ایک بار عبید سے روایت کیا: ”اچانک موت ناراضی کی پکڑ ہے۔“

عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، أَوْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدِ السُّلَمِيِّ - رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ مَرَّةً: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ مَرَّةً: عَنْ عُبَيْدِ قَالَ: «مَوْتُ الْفُجَاءَةِ أَخَذَةُ أَسْفٍ»۔

☀ فوائد و مسائل: ① امام ابو داؤدؒ کے شیخ مسدود نے اس روایت کو ایک مرتبہ مرفوع اور ایک مرتبہ موقوف بیان کیا ہے۔ ② یہ اچانک موت کافر کے لیے اللہ کی ناراضی کی پکڑ ہے کیونکہ ایک تو اس کی عمر اللہ کی نافرمانی میں گزری ہوتی ہے۔ دوسرے اچانک موت کی وجہ سے توبہ کا جو امکان ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے ورنہ انسان بیمار ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھتا ہے تو اس میں مرنے سے پہلے اصلاح اور توبہ کرنے کا موقع ہوتا ہے جو اچانک موت سے ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اللہ کے اطاعت گزار مومن بندے کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے وہ تو موت کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی اطاعت میں گزرا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی اچانک موت اللہ کی طرف سے ناراضی کا اظہار نہیں بلکہ اس کے رفع درجات کا باعث ہوگی اسی لیے امام بیہقی کی ”شعب الایمان“ میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے [أَخَذَةُ الْأَسْفَ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِ] (مشکوٰۃ الجنائز) باب تمنی الموت و ذکرہ ”اچانک موت کافر کے لیے ناراضی کی پکڑ ہے اور مومن کے لیے رحمت ہے۔“

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِي فَضْلِ مَنْ
مَاتَ بِالطَّاعُونِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۱- اس شخص کی فضیلت جو طاعون سے مر جائے

۳۱۱۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۴۴ عن يحيى القطان به .

طاعون سے فوت شدہ شخص کی فضیلت کا بیان

۳۱۱۱- حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو اسے بے ہوش پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ذرا زور سے بلایا مگر اس نے جواب نہ دیا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھا اور فرمایا: ”اے ابوالریح! تیرے معاملے میں ہم مغلوب ہیں (اللہ کا فیصلہ اور اس کی تقدیر ہی غالب ہے۔)“ تو عورتیں چیخ پڑیں اور رونے لگیں۔ ابن عتیک انہیں خاموش کرانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں چھوڑ دو مگر جب معاملہ ثابت ہو جائے تو پھر کوئی ہرگز نہ روئے۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وجوب (معاملہ ثابت ہو جانے) سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”موت۔“ اس کی ایک بیٹی (عبد اللہ کے متعلق) کہنے لگی: مجھے تو امید تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا اور آپ نے اپنا سامانِ جہاد بھی تیار کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ عزوجل نے اس کا اجر اس کی نیت کے مطابق دے دیا ہے۔ اور تم لوگ شہادت کے سمجھتے ہو؟“ وہ کہنے لگے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں قتل کے علاوہ بھی شہادت کے سات اسباب ہیں: طاعون سے مرنے والا شہید ہے پانی میں ڈوب جانے والا شہید ہے ذاتِ الجنب سے مرجانے والا شہید ہے (ذاتِ الجنب ایک سخت قسم کی بیماری ہے جس میں پسلی کے اندر

۳۱۱۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكَ، عَنْ عَتِيكَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَتِيكَ - وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَبُو أُمِّهِ - أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمَّهُ جَابِرَ بْنَ عَتِيكَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَ يَعُودُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ، فَصَاحَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «غَلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيعِ»، فَصَاحَ الشَّوْءُ وَبَكَيْنَا، فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيكَ يُسَكِّمُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعْنَهُنَّ فَإِذَا وَجِبَ فَلَا تَبْكَيْنَ بَاكِئَةً». قَالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «الْمَوْتُ». قَالَتِ ابْنَتُهُ: وَاللَّهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا فَإِنَّكَ قَدْ كُنْتَ قَضَيْتَ جِهَازَكَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَوْفَعَ أَجْرَهُ عَلَيَّ قَدَرِ نِيَّتِي، وَمَا تَعْدُونَ الشَّهَادَةَ؟» قَالُوا: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهَادَةُ سَبْعُ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرَقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرَبِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ

۳۱۱۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب ما يرجی فیہ الشہادۃ، ح: ۲۸۰۳ من حدیث عبد اللہ بن عبد اللہ، والنسائی، ح: ۱۸۴۷ من حدیث مالک بہ، وهو فی الموطأ (یحیی): ۱/ ۲۳۳، ۲۳۴، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۱۶، والحاکم: ۱/ ۳۵۲، ۳۵۳، ووافقه الذہبی.



شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَهِيدٌ».

قریب الموت انسان سے متعلق احکام ومسائل

ایک پھوڑا ہو جاتا ہے اکثر طور پر آدمی اس سے ہلاک ہو جاتا ہے۔) پیٹ کی تکلیف سے مرجانے والا شہید ہے، آگ سے جل مرنے والا شہید ہے، کسی مکان یا دیوار کے نیچے آکر مرجانے والا شہید ہے اور وہ عورت جو ولادت کی تکلیف (درِ زہ) میں وفات پا جائے شہید ہے۔

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجُمُعُ: أَنْ يَكُونَ وَلَدُهَا مَعَهَا]. امام ابوداؤد نے کہا: [الْجُمُعُ] سے مراد یہ ہے کہ بچہ بھی عورت کے ساتھ ہو (مر جائے)۔

☀️ فائدہ: مومن کے لیے اللہ کی رحمتوں کا کوئی کنارہ نہیں۔ مندرجہ بالا کیفیتوں میں آنے والی موت شہادت کی موت ہے بشرطیکہ مرنے والا بھی اس کیفیت پر راضی برضا ہو اور سب سے افضل شہید وہ ہے جو معرکہ میں کام آجائے۔



(المعجم ۱۱، ۱۲) - باب الْمَرِيضِ
يُؤْخَذُ مِنْ أَطْفَالِهِ وَعَانِيَةِ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۲، ۱۱- قریب الموت مریض کے
ناخن کاٹے جائیں اور زیرِ ناف کی صفائی
بھی کی جائے

۳۱۱۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ابْتِاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا لِقَتْلِهِ، فَاسْتَعَارَ مِنْ ابْنَةِ الْحَارِثِ مُوسَى

۳۱۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: بنو حارث بن عامر بن نوفل نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا، اور خبیب رضی اللہ عنہ ہی وہ شخص تھے جنہوں نے معرکہ بدر میں حارث بن عامر کا کام تمام کیا تھا۔ چنانچہ خبیب رضی اللہ عنہ ان کے ہاں قیدی رہے حتیٰ کہ ان لوگوں نے ان کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا، چنانچہ (قتل کیے جانے سے کچھ دن پہلے) انہوں نے حارث کی بیٹی سے استرا طلب کیا تاکہ زیرِ ناف کی صفائی کر لیں، تو وہ اس نے ان کو دے دیا۔ پھر اس کا ایک چھوٹا بچہ گھسٹتے گھسٹتے ان کے

۳۱۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب: ۱۰ بعد باب فضل من شهد بدراً، ح: ۳۹۸۹ عن موسى بن إسماعيل به * حديث شبيب بن أبي حمزة عند البخاري، ح: ۳۰۴۵.

قریب الموت انسان سے متعلق احکام و مسائل

پاس آگیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی، تو جب اس نے اچانک دیکھا کہ بچہ اکیلا ہی ضییب کے پاس اس کی ران پر بیٹھا ہے اور استرا بھی ان کے ہاتھ میں ہے تو وہ یہ منظر دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی جسے ضییب رضی اللہ عنہ نے بھانپ لیا، تو وہ بولے: کیا تم ڈرتی ہو کہ میں اسے قتل کر ڈالوں گا، نہیں نہیں میں یہ کام نہیں کروں گا۔

يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ، فَدَرَجَ بَنِي لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَتْهُ فَوَجَدَتْهُ مُخْلِيًا وَهُوَ عَلَى فَخْلِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزَعَتْ فَرَزَعَةً عَرَفَهَا فِيهَا، فَقَالَ: أَتَحْشِينَ أَنْ أَقْتُلَهُ، مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ نے یہ قصہ بواسطہ زہری روایت کیا، تو کہا: مجھے عید اللہ بن عیاض نے بیان کیا کہ حارث کی بیٹی نے اسے بتایا کہ ان لوگوں نے جب یہ فیصلہ کیا کہ وہ ضییب رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالیں گے تو انہوں نے اس لڑکی سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف کی صفائی کر لیں تو وہ اس نے انہیں دے دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذِهِ الْقِصَّةَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ [أَجْمَعُوا] يَعْنِي لِقَاتِلِهِ، اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ.

فائدہ: مریض کو جب اندازہ ہو کہ اس کا وقت آخر آن پہنچا ہے تو چاہیے کہ وہ اپنی ظاہری طہارت اور صفائی کا اہتمام کر لے یعنی ناخن تراش لے، مونچھیں کاٹ لے، بغلوں اور زیر ناف کی صفائی کر لے تاکہ جب وہ اللہ کے حضور پیش ہو تو اس کا وجود بھی مسنون طہارت کا مظہر ہو، لیکن اگر کوئی قریب المرگ شخص بالوں وغیرہ کی صفائی نہ کر سکا ہو تو پھر اس کو اس کے حال میں ہی رہنے دیا جائے۔ کیونکہ بعد الموت اس طرح صفائی کا کوئی حکم کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ غالباً اسی لیے امام مالک وغیرہ نے اسے بدعات میں شمار کیا ہے۔ (المدونة الكبرى: ۲۵۶/۱ و احکام الجنائز للالبانی، ص: ۳۰۸)

باب ۱۲: ۱۳- مستحب ہے کہ انسان موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے

(المعجم ۱۲، ۱۳) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ (التحفة ۱۷)

۳۱۱۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

۳۱۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى

۳۱۱۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى، عند الموت، ح: ۲۸۷۷ من حديث عيسى بن يونس به.

قریب الموت انسان سے متعلق احکام و مسائل

ابن یونس: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ، قَالَ: «لَا يَمُوتُ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللَّهِ».

🌞 فائدہ: عمدہ گمان ظاہر بات ہے وہی کر سکتا ہے جس نے مومنانہ اور صالحانہ زندگی گزاری ہو۔ ایک غیر مومنانہ اور غیر صالحانہ زندگی گزارنے والے کا حسن ظن ایسے ہی ہوگا جیسے ختم حظل بوکر شیریں اور خوش ذائقہ پھلوں کی امید رکھنا۔ اس لیے مسئلہ تو یہی ہے کہ انسان کو اپنے اللہ کے ساتھ ہمیشہ ہی عمدہ اور بہترین گمان رکھنا چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ ظاہری باطنی اور دنیا و آخرت کے تمام امور میں اچھا معاملہ فرمائے گا، مگر شرط ہے کہ بتقاضائے شریعت اس کی واقعی بنیاد بھی ہو یعنی ایمان و تقویٰ اور عمل صالح سے مزین ہو۔ اس سے اعراض کر کے یا عناد کا رویہ رکھ کر اللہ تعالیٰ پر تمنائیں باندھنا سراسر دھوکہ ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ رب العلمین ہے اس کے اپنے فیصلے ہیں۔ قرآن و سنت سے ہٹ کر کسی کے متعلق حتیٰ طور پر کچھ کہنا روا نہیں ہے۔ بہر حال مومن کو ”امید اور خوف“ دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔ صحت و عافیت کے دنوں میں خوف کا پہلو کسی قدر غالب رہے تو اچھا ہے، لیکن بوقت رحلت امید کا پہلو غالب رکھنا چاہیے کہ وہ ”الرحمن الرحیم“ اپنے خاص فضل سے عفو و ستر کا معاملہ فرمائے گا۔

(المعجم ۱۳، ۱۴) - باب مَا يُسْتَحَبُّ
مِنْ تَطْهِيرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ
باب: ۱۳، ۱۴- مستحب ہے کہ قریب الموت آدمی
کے کپڑے پاک صاف کر دیے جائیں
(التحفة ۱۸)

۳۱۱۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جَدِيدٍ فَلَبَسَهَا ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ

۳۱۱۴- حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوائے اور پہن لیے۔ پھر کہنے لگے: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ”میت کو انھی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں اسے موت آئے گی۔“

۳۱۱۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱/ ۳۴۰ من حديث سعيد بن الحكم بن أبي مريم به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۵۷۵، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.



رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوتُ فِيهَا».

فائدہ: مومن کا امتیازی وصف ہے کہ وہ ہمیشہ پاک صاف رہتا ہے اور اللہ عزوجل بھی [مُتَطَهِّرِينَ] سے محبت رکھتا ہے۔ تو چاہیے کہ آخرت کے سفر میں جس میں کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہونے والی ہے مسلمان کا جسم اور لباس خوب عمدہ اور پاک صاف ہو۔ خیال رہے کہ لوگ محشر میں ابتداء بے لباس اٹھائے جائیں گے اور پھر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بعد ازاں محمد رسول اللہ ﷺ کو لباس دیا جائے گا اور ان کے بعد دیگر مومنین کو تو جس نے جس قسم کا لباس اختیار کیا ہوگا اسے اسی قسم کا لباس دیا جائے گا مگر ”لباس التقویٰ“ ہی سب سے بڑھ کر ہے۔ اس کے بغیر ظاہری لباس لغو و بے معنی ہیں اور عربی محاورہ میں [طاهر الثوب] ”پاک صاف کپڑوں والا“ ایسے آدمی کو کہا جاتا ہے جو اپنے اخلاق و کردار میں صاف ستھرا ہو اور اس کے برعکس کو [دنس الثوب] ”میلے کچیلے کپڑوں والا“ سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اس کا اخلاق و کردار گند اور میلا ہے۔

(المعجم ۱۴، ۱۵) - باب مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ مِنَ الْكَلَامِ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۵۱۴- میت کے پاس کس قسم کی گفتگو کی جائے

۳۱۱۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کسی قریب الموت آدمی کے پاس جاؤ تو اچھی بات بولو۔ بلاشبہ تم جو کچھ بولتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔“ جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: تم یوں کہو: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاعْقِبْنَا عَقْبَى صَالِحَةٍ] ”اے اللہ! اس کی بخشش فرما اور ہمیں اس کے بعد بہترین صالح بدل عنایت فرما۔“ کہتی ہیں: پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس (ابو سلمہ رضی اللہ عنہا) کے بدلے میں حضرت محمد ﷺ عنایت فرمادیے۔

۳۱۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ»، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «قُولِي: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاعْقِبْنَا عَقْبَى صَالِحَةٍ» قَالَتْ: فَأَعْقَبَنِي اللَّهُ تَعَالَى بِهِ مُحَمَّدًا ﷺ.

فائدہ: انسانوں کے معیار ان کے اپنے خیال میں خواہ کتنے ہی عمدہ اور بلند کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کے معیار کا انہیں اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جیسا شوہر کون ہو سکتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ

۳۱۱۵- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، ح: ۹۱۹ من حديث الأعمش به.

کی اطاعت میں مذکورہ دعا کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کا حرم بنا کر ”ام المؤمنین“ کے شرف سے نوازا۔ اس لیے چاہیے کہ میت کے تمام وارث مذکورہ دعا پڑھیں اور اللہ عز و جل سے بہترین بدل کی امید رکھیں۔ بلکہ اگر یہ دعا [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا غُفْرًا كَبِيرًا] دوسری ضائع ہو جانے والی چیزوں کے موقع پر بھی پڑھ لی جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین بدل عنایت فرمائے گا۔

(المعجم ۱۵، ۱۶) - **بَابُ: فِي التَّلْقِينِ** باب: ۱۶۱۵- قریب المرگ کو تلقین کرنے کا بیان (التحفة ۲۰)

۳۱۱۶- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِصْمَعِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيْبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ».

۳۱۱۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

۳۱۱۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی آخری بات [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“



۳۱۱۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

۳۱۱۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مرنے والوں کو کلمہ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کی تلقین کرو۔“

فوائد و مسائل: ① ”تلقین“ کی مسنون صورت یہ ہے کہ مرنے والے کو کہا جائے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] پڑھ لو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیں (مسند احمد: ۱۵۲/۳) ۲۶۸/۱۵۳ دوسری ایک صورت جو ہمارے ہاں مروج ہے کہ پاس بیٹھنے والے خود یہ کلمہ مناسب آواز سے پڑھتے ہیں تاکہ اسے یاد دہانی ہو جائے۔ حسب احوال اس کے اختیار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ② حدیث میں مذکور شرف و فضیلت ان کلمہ گولوگوں کے لیے ہے جو عملاً اس کے تقاضے پورے کرتے اور شرک و بدعت سے باز اور پیراز

۳۱۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۴۷/۵ عن أبي عاصم الضحاك بن مخلد به، وصححه الحاكم: ۳۵۱/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۷۱۹ وغيره.

۳۱۱۷- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقين الموتى: لا إله إلا الله، ح: ۹۱۶ من حديث بشر بن المفضل به.

رہے ہوں۔ لیکن محض رسی و رواجی طور پر کلمے کا ورد کرتے رہنے والے اور عملاً شرک و بدعت کے مرتکب اگر مرتے وقت بھی اس انداز میں کلمہ پڑھیں تو..... واللہ اعلم... مفید نہیں۔ ہاں اگر اس عزم و نیت سے پڑھیں کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں اس کلمہ کے تقاضے پورے کروں گا تو ان شاء اللہ ضرور مفید اور باعث بشارت ہے۔ فرمایا: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر: ۱۰) ”تمام تر پاکیزہ تھرے کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل انہیں بلند کرتا ہے۔“

(المعجم ۱۶، ۱۷) - باب تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ (التحفة ۲۱)

باب: ۱۶، ۱۷ - میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں

۳۱۱۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ (روح قبض ہونے کے بعد) ان کی نظر پھٹ گئی تھی تو آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔ پس ان کے گھر والے چیخ و پکار کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے لیے بدعائیں مت کرو بلکہ اچھے بول بولو کیونکہ جو تم کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔“ پھر آپ نے (بطور دعا) فرمایا: ”اے اللہ! ابوسلمہ کی بخشش فرما ہدایت یافتہ لوگوں کے ساتھ اس کے درجات بلند کر اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں تو ہی اس کا خلیفہ بن۔ اور اے رب العلمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما“ اے اللہ! اس کی قبر کو فراخ اور روشن کر دے۔“

۳۱۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ دُوَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ، فَصَيَّحَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ: «لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ»، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْزُقْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَائِبِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ، [يَا] رَبَّ الْعَالَمِينَ؛ اللَّهُمَّ! افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَتَوَزَّلْهُ فِيهِ».

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میت کی آنکھیں اس کی روح نکل جانے کے بعد بند کی جائیں۔ کہتے ہیں: میں نے محمد بن محمد بن نعمان المقرئ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابومیسرہ سے سنا جو کہ ایک عابد انسان تھے وہ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَتَغْمِيضُ الْمَيِّتِ بَعْدَ خُرُوجِ الرُّوحِ؛ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُحَمَّدٍ ابْنَ النُّعْمَانِ الْمُقَرِّيَّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَيْسَرَةَ - رَجُلًا عَابِدًا - يَقُولُ: غَمَّضْتُ

۳۱۱۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في إغماض الميت والدعاء له، إذا حضر، ح: ۹۲۰ من حديث أبي إسحاق الفزاري به، أثر جعفر المعلم ضعيف * أبو ميسرة مجهول الحال (تقریب).

مصیبت کے وقت درپیش معاملات سے متعلق احکام و مسائل
کہتے تھے: میں نے جعفر المعلوم کی حالت موت (نزع)
میں آنکھیں بند کر دیں..... اور یہ ایک عابد انسان
تھے..... تو میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ
سے کہہ رہے تھے: میری موت سے پہلے ہی تمہارا میری
آنکھیں بند کر دینا میرے لیے بہت بڑی بات تھی۔

جَعْفَرُ الْمُعْلَم - وَكَانَ رَجُلًا عَابِدًا - فِي
حَالَةِ الْمَوْتِ، فَرَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي لَيْلَةً مَاتَ
يَقُولُ: أَعْظَمُ مَا كَانَ عَلَيَّ تَغْمِيضُكَ لِي قَبْلَ
أَنْ أَمُوتَ.

☀ فائدہ: روح پرواز کر جانے کے بعد میت کے ساتھ پہلا کام یہی کرنا چاہیے کہ اس کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں
اس کے لیے اور اس کے اہل کے لیے دعا کی جائے اور اسے مکمل طور پر ڈھانپ دیا جائے۔

باب: ۱۷، ۱۸ - (کسی بھی مصیبت کے وقت) إِنَّا لِلّٰهِ
وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھنے کا بیان

(المعجم ۱۷، ۱۸) - بَابُ: فِي

الاسْتِرْجَاعِ (التحفة ۲۲)

۳۱۱۹- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو
کوئی مصیبت آ پڑے تو چاہیے کہ یوں کہے: إِنَّا لِلّٰهِ وَ
إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ! عِنْدَكَ اُحْتَسِبُ
مُصِيبَتِيْ فَاجْعُرْنِيْ فِيْهَا“ وَ اُبْدِلْ لِيْ بِهَا خَيْرًا
مِنْهَا“ ”ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ
جانے والے ہیں۔ اے اللہ! اس مصیبت میں، میں تجھ
سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں، مجھے اس میں اجر
عنایت فرما اور اس (مفقود) کے بدلے مجھے اس سے
بڑھ کر بہتر بدل عنایت فرما۔“

۳۱۱۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَصَابَتْ
أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ
رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ! عِنْدَكَ اُحْتَسِبُ مُصِيبَتِيْ
فَاجْعُرْنِيْ فِيْهَا وَابْدِلْ لِيْ بِهَا خَيْرًا مِنْهَا».



☀ فائدہ: کسی بھی قسم کے چھوٹے بڑے نقصان یا کسی عزیز کے فوت ہو جانے پر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ اور امید
رکھنی چاہیے کہ اللہ عز و جل بہتر صورت میں اس کا بدل عنایت فرمائے گا۔

۳۱۱۹- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳۱۷/۶، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۹۱۰، وعمل اليوم والليلة،
ح: ۱۰۷۱ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ۱۷، ۱۶/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند
مسلم، ح: ۹۱۸ وغيره.

مصیبت کے وقت درپیش معاملات سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۸-۱۹ میت کو ڈھانپ دینے کا بیان

(المعجم ۱۸، ۱۹) - **بَابُ: فِي الْمَيِّتِ**
يُسَجَّى (التحفة ۲۳)

۳۱۲۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کو (ان کی وفات پر) ایک منقش دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔

۳۱۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُجِّيَ فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ.

باب: ۱۹-۲۰ قریب المرگ کے پاس قرآن پڑھنے کا مسئلہ

(المعجم ۱۹، ۲۰) - **بَابُ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَيِّتِ** (التحفة ۲۴)

۳۱۲۱- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مرنے والوں پر سورۃ یس پڑھا کرو۔“ اور یہ لفظ ابن العلاء کے ہیں۔

۳۱۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ الْمَرْوَزِيُّ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ - وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْرَؤُوا ﴿يَس﴾ عَلَى مَوْتَاكُمْ». وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْعَلَاءِ.

🌞 **ملاحظہ:** حدیث ضعیف ہے۔ (مزید دیکھیے احکام الجنائز شیخ البانی رحمہ اللہ مسئلہ ۱۵) اس لیے قریب المرگ شخص پر سورۃ یس پڑھنے کا رواج صحیح نہیں ہے۔ اس کی بجائے اس کے لیے یہ دعا کی جائے کہ یا اللہ اس کے لیے اس مرحلہ سخت کو آسان فرمادے۔

باب: ۲۰-۲۱ مصیبت کے وقت (غم کے سبب سے)

(المعجم ۲۰، ۲۱) - **بَابُ الْجُلُوسِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ** (التحفة ۲۵)

بیٹھنے کا بیان

۳۱۲۰- **تخریج:** أخرجه مسلم، الجنائز، باب تسجية الميت، ح: ۹۴۲ من حديث عبد الرزاق، والبخاري، اللباس، باب البرود والحبر والشملة، ح: ۵۸۱۴ من حديث الزهري به، وهو في مسند أحمد: ۱۵۳/۶.

۳۱۲۱- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيما يقال عند المريض إذا حضر، ح: ۱۴۴۸ من حديث عبدالله بن المبارك به * أبو عثمان مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان وأبوه لا يعرف، والحديث ضعفه الدارقطني، وله شاهد موقوف عند أحمد: ۱۰۵/۴، وسنده ضعيف.

مصیبت کے وقت درپیش معاملات سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : ۳۱۲۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرات زید بن حارثہ سعید، عن عمرۃ، عن عائشۃ قالت: لَمَّا قُتِلَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَجَعَفَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ يُعْرِفُ فِي وَجْهِهِ الْحُزْنَ. وَذَكَرَ الْقِصَّةَ. جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما کی شہادتیں ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھ گئے۔ آپ کے چہرے پر غم کے اثرات نمایاں تھے۔ اور (راوی نے) قصہ بیان کیا۔

☀️ فائدہ: اہل میت اور ان کے اعزہ و احباب کو ایسے موقع پر بیٹھنا اور اکٹھے ہونا مباح و مستحب ہے لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ زمین ہی پر بیٹھا جائے بلکہ حسب احوال چٹائیوں، چارپائیوں یا کرسیوں پر بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ تاہم تین دن تک اس طرح تعزیت کے لیے آنے جانے والوں کی خاطر بیٹھنے کو لازم سمجھنا غلط ہے، کیونکہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے کہ اسے ضروری سمجھا جائے۔ اسے زیادہ سے زیادہ ایک جائز رواج ہی کہا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ علاوہ ازیں ان ایام میں تعزیت کے لیے آنے والے اشخاص حاضرین سمیت پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو ضروری سمجھتا ہے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا یا اہل میت اس طریقے کو اختیار نہیں کرتے، تو برا مانایا جاتا ہے اور اس شخص کو یا اہل میت کو دعا کا منکر باور کرایا جاتا ہے حالانکہ مسئلہ دعا کی اہمیت و فضیلت کا نہیں ہے، اس لیے کہ وہ تو مسلمہ ہے دعا کی اہمیت و فضیلت کا کوئی منکر نہیں۔ اصل مسئلہ مسنون طریقے سے دعا کرنے کا ہے۔ بار بار ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ایک رسم ہے اور اس میں اکثر کچھ پڑھا بھی نہیں جاتا یا صرف فاتحہ خوانی کر لی جاتی ہے حالانکہ سورۃ فاتحہ میں میت کے لیے مغفرت کی دعا کا کوئی پہلو ہی نہیں ہے۔ گویا یہ طریقہ ایک تو مسنون نہیں ہے صرف رسم ہے۔ دوسرے میت کے حق میں اس طرح مغفرت کی دعا بھی بالعموم نہیں ہوتی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے تو پھر تعزیت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ وہ طریقہ حسب ذیل ہے: اول تو میت کے اہل خانہ کا اس طرح اہتمام کے ساتھ مسلسل چند دن بیٹھنا ہی ایسا عمل ہے جس کا ثبوت عہد رسالت و عہد صحابہ و تابعین میں ملنا نہایت مشکل ہے۔ اصل بات جنازے اور تدفین میں شریک ہو کر میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنا ہے۔ اس کے بعد اہل میت کے لیے خاص طور پر دریاں یا صفیں بچھا کر بیٹھنا محل نظر ہے تدفین کے بعد ان کو اپنے کاموں میں مصروف ہونا چاہیے۔ اور اہل میت جب بھی اور جہاں بھی ملیں ان سے تعزیت کر لی جائے۔ تعزیت کن الفاظ میں اور کس طرح کی جائے؟ بہتر یہ ہے کہ اہل میت کو سب سے پہلے صبر و رضا کی تلقین کی جائے ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ پڑھ کر سب کے لیے اسی انجام سے دوچار ہونے کو واضح کیا جائے۔ میت کے حق میں بغیر ہاتھ اٹھائے مغفرت کی دعا کی جائے اور اہل میت کے لیے صبر جمیل



۳۱۲۲- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، ح: ۱۳۰۵، ومسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة، ح: ۹۳۵ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

کی۔ اور وہ دعائیں پڑھی جائیں جو اس موقع پر نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ مثلاً نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا بچہ عالم نزع میں تھا، انہوں نے نبی ﷺ کو بلانے کے لیے پیغام بھیجا، تو آپ نے انہیں صبر و احتساب کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: [إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَ كُلُّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى] (صحیح البخاری، الجنائز، باب: ۳۲، حدیث: ۱۲۸۴) ”بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا، اور اسی کا ہے جو اس نے دیا، اور ہر ایک کے لیے اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے۔“ جب حضرت ابوسلمہؓ فوت ہو گئے، تو نبی ﷺ ان کی اہلیہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور ان الفاظ میں دعا فرمائی: [اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِأَيِّ سَلَمَةٍ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَ اخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَائِبِينَ وَ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَ نَوِّرْ لَهُ فِيهِ] (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۲۰) ”اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما، اس کے درجے مہدیین میں بلند فرما، اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں اس کے بعد تو ان کا جانشین بن اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما، اے رب العالمین! اس کی قبر میں کشادگی فرما اور اس کو اس کے لیے منور فرما دے۔“ جس کو یہ مسنون دعائیں اور الفاظ یاد نہ ہوں، تو وہ اپنی زبان میں ہاتھ اٹھائے بغیر میت کے لیے مغفرت کی اور اہل خانہ کے لیے صبر جمیل کی دعا کرے اور اس قسم کی باتیں کرے جس سے پسماندگان کو تسلی ملے اور ان کے دل و دماغ سے صدمے کے اثرات کم ہوں۔ اس موقع پر بھی چونکہ نبی ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت نہیں ہے، اس لیے اس رواج سے بچا جائے اور سنت کے مطابق ہاتھ اٹھائے بغیر دعا کی جائے۔

باب: ۲۲، ۲۱۔ تعزیت کا بیان

(المعجم ۲۱، ۲۲) - باب التَّعْزِيَةِ

(التحفة ۲۶)

۳۱۲۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے، ہم بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے۔ جب آپ اپنے دروازے کے سامنے آئے تو رک گئے، ہم نے دیکھا کہ ایک خاتون آ رہی ہے، میرا خیال ہے کہ آپ نے اسے پہچان لیا تھا۔ جب وہ جانے لگی تو معلوم

۳۱۲۳۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا لِمُفَضَّلٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ الْمَعَاوِرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَبَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ [يَوْمًا] بَعْنِي مَيْتًا، فَلَمَّا فَرَعْنَا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَانْصَرَفْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا حَادَى

۳۱۲۳۔ [تخریج:] [سناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب النعي، ح: ۱۸۸۱ من حديث ربعة بن ربيعة بن سيف به، صححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۷۳، ۳۷۴، ووافقه الذهبي * ربعة بن سيف وثقه الجمهور، وهو حسن الحديث.

ہوا کہ وہ حضرت فاطمہ ؓ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ! تم اپنے گھر سے کیوں نکلی ہو؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان گھر والوں کے پاس آئی تھی اور میں نے ان کی میت کے لیے دعا اور اس کے متعلق تعزیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور تو شاید ان کے ساتھ کدلی (مقابر کی طرف) بھی گئی ہوگی؟“ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! جب کہ میں نے آپ کو اس بارے میں فرماتے سنا ہے جو آپ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو ان کے ساتھ کدلی جاتی تو.....“ آپ نے بڑی سخت بات ذکر فرمائی۔

(مفضل کہتے ہیں کہ) میں نے ربیعہ سے کدلی کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ اس جگہ قبریں ہیں۔

☀️ **فائدہ:** اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔ لیکن علماء نے کہا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابتدائے اسلام میں لوگوں کو قبرستان جانے سے روک دیا گیا تھا۔ پھر جب نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تو پھر مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی قبرستان جانے کا جواز نکل آیا، کیونکہ اجازت کے الفاظ عام ہیں جن میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ البتہ اس کے عموم سے صرف وہ عورتیں خارج ہوں گی جو صبر و ضبط سے عاری اور غیر شرعی حرکتوں کی عادی ہوں۔ ایسی عورتوں کے لیے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

باب: ۲۲، ۲۳ - صبر و حقیقت وہی ہے جو

صدمہ آتے ہی کیا جائے

(المعجم ۲۲، ۲۳) - باب الصَّبْرِ عِنْدَ

الْمُصِيبَةِ (التحفة ۲۷)

۳۱۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُفَيْرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۳۱۲۴ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے

نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے بچے

۳۱۲۴ - تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول الرجل للمرأة عند القبر: اصبري، ح: ۱۲۵۲، ومسلم،

الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، ح: ۹۲۶ من حديث شعبة به.



میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَتَى نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا، فَقَالَ لَهَا: «اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي»، فَقَالَتْ: وَمَا تُبَالِي أَنْتَ بِمُصِيبَتِي، فَقِيلَ لَهَا: هَذَا النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَتْهُ، فَلَمْ تَجِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَائِينَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ أَغْرِفْكَ، فَقَالَ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى»، أَوْ «عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ».

پر رو رہی تھی آپ نے اس سے فرمایا: ”اللہ کا تقو اختیار کر اور صبر کر۔“ وہ بولی: تمہیں میری مصیبت کی کیا پروا؟ اس عورت سے کہا گیا: یہ تو نبی ﷺ ہیں۔ تب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے آپ کے دروازے پر چوکیدار نہ پائے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”صبر وہی ہوتا ہے جو پہلے صدمہ کے وقت ہو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رونے پینے اور چیخنے جلانے کے بعد جب انسان ویسے ہی تھک ہار جاتا ہے تو اسے صبر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت آئے تو اس پر ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ کے علاوہ کچھ نہ کہا جائے اللہ کے فیصلے پر تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا جائے اور جزع و فزع، نوحہ و ماتم اور اللہ کا شکوہ نہ کیا جائے۔ ② شدت جذبات اور آپ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے اس عورت سے رسول اللہ ﷺ کے حق میں جو تقصیر ہوئی، آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ ③ جو شخص اپنے نابالغ بچوں کی وفات پر صبر و رضا کا اظہار کرے، اسے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے قبل فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں پر اپنی رحمت کی برکت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاتحسب، حدیث: ۱۲۳۸) اسی طرح ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں، اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۵۱) علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں ہے کہ آپ نے عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے یعنی فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے، تو ایک عورت نے کہا، اور دو بچوں کا کیا حکم ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کا بھی یہی حکم ہے۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۳۹)

(المعجم ۲۳، ۲۴) - بَابُ فِي الْبُكَاءِ

عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۲۸)

باب: ۲۳، ۲۴ - میت پر رونا

۳۱۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: ۳۱۲۵- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

۳۱۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: "يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه"، ح: ۱۲۸۴، ومسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: ۹۲۳ من حديث عاصم الأحول به.

میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا، جبکہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور غالباً ابی بنیہ بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، میرا بیٹا بیٹی نزع کی کیفیت میں ہے تو آپ تشریف لے آئیں۔ آپ نے جواب میں سلام کہلوایا اور فرمایا: ”اے کہو کہ اللہ جو لے لے اور جو عنایت فرمادے سب اسی کا ہے اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے۔“ اس نے آپ ﷺ کو دوبارہ قسم دے کر بلوایا تو آپ تشریف لے گئے۔ پھر بچے کو رسول اللہ ﷺ کی گود میں دے دیا گیا جب کہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا؟ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ یہ رحمت ہے اللہ جن کے متعلق چاہتا ہے ان کے دلوں میں اسے ڈال دیتا ہے اور اللہ اپنے انہی بندوں پر رحمت فرماتا ہے جو رحم دل ہوں۔“

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَثْمَانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرْسِلَتْ إِلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ وَسَعْدٌ وَأَحْسِبُ أَبَيَّ أَنَّ ابْنِي أَوْ ابْنَتِي قَدْ خُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ فَقَالَ: «قُلْ: اللَّهُ مَا أَخَذَ وَمَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ» فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ، فَأَتَاهَا، فَوَضِعَ الصَّبِيَّ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَفْسُهُ تَقَعُّعُ، فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هَذَا؟ قَالَ: «إِنَّهَا رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ».



فوائد و مسائل: ① میت پر فرط غم سے آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا ایک فطری امر ہے۔ اس لیے یہ کوئی معیوب بات نہیں بلکہ یہ دل کی نرمی اور رحم دلی کی علامت ہوتی ہے۔ ② جس شخص کا دل سخت ہو ایسے موقعوں پر فطری طور پر جو غم ہوتا ہے اس کا بھی جائز طور پر اظہار نہ ہو تو یہ سنگ دلی ہے جو ممدوح نہیں ہے۔ یہ کیفیت قابل علاج ہے۔ اور اس کا علاج ہے موت کو کثرت سے یاد کرنا، قبرستان کی زیارت اور یتیم کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنا۔ ان اعمال کو بجالانے سے دل کی سختی نرمی سے بدل سکتی ہے۔ ③ کہیں قریب میں بھی کوئی پیغام لینا دینا ہو تو حسن ادب یہ ہے کہ پہلے سلام کہلایا جائے۔

۳۱۲۶- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِيرے ہاں آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے والد کے

۳۱۲۶- تخریج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال، وتواضعه، وفضل ذلك، ح: ۲۳۱۵ عن شيبان بن فروخ به، وأصله عند البخاري، ح: ۱۳۰۳.

اللہ ﷻ: «وُلِدَ لِي اللَّيْلَةُ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي، إِبْرَاهِيمَ» فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

نام پر 'ابراہیم' رکھا ہے۔ اور حدیث بیان کی۔

قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، إِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ».

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں (عالم نزع میں) بے چین ہو رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں پھر آپ نے فرمایا: "آکھ روتی ہے دل انتہائی غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس میں ہمارے رب کی رضا ہے۔ ابراہیم! تیرے فراق پر ہم غمگین ہیں۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ صاحب اختیار نہ تھے بلکہ اللہ کی بارگاہ میں بالکل بے اختیار عاجز اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے والے بندے اور رسول تھے..... آپ کا یہ اسوۂ حسنہ ہر مسلمان کے لیے قابل اتباع ہے۔ اس میں غم کا فطری اظہار بھی ہے اور یہ رب کے فیصلے پر تسلیم و رضا کا آئینہ دار بھی ہے۔

(المعجم ۲۴، ۲۵) - بَابُ: فِي النَّوْحِ
(التحفة ۲۹)

۳۱۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَانَا عَنِ النَّيَاحَةِ.

۳۱۲۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۳۱۲۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ

۳۱۲۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور اسے سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

۳۱۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب بיעة النساء، ح: ۷۲۱۵ عن مسدده مطولاً، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ۳۲/۹۳۶ عن حفصة به.

۳۱۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۶۵ عن محمد بن ربيعة به * محمد بن الحسن بن عطية العوفي وأبوه ضعيفان، ووجهه ضعيف مدلس، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي: ۶۳/۴ وغيره.

اللَّهُ تَعَالَى النَّاسِخَةَ وَالْمُسْتَمْعَةَ .

🌞 **فوائد و مسائل:** ① یہ روایت ضعیف ہے مگر دوسری صحیح احادیث کی روشنی میں مسئلہ اسی طرح ہے کہ نوحہ سننا بھی جائز نہیں۔ ② ”نوحہ“ سے مراد میت پر آواز اور پکار کے ساتھ رونا، یعنی چیخ دھاڑ مچانا، بین کرنا، بال نوچنا، سر میں خاک ڈالنا اور کپڑے پھاڑنا وغیرہ ہے۔ ہاں اس کے بغیر غم کے تاثر اور رحم دلی کی بنا پر آنسوؤں کا نکل آنا کوئی معیوب چیز نہیں ہے۔ ③ نوحہ کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اسے سننا اور ایسی مجالس میں حاضر ہونا بھی ناجائز اور حرام ہے بالخصوص عشرہ محرم میں شیعوں کی طرف سے بپا کی جانے والی معروف مجلسوں میں جانا بھی ناجائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ: ۲/۵) ”گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون مت کرو۔“

۳۱۲۹- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ الْمَعْنَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِكُأَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: وَهَلْ تَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، إِنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرِ فَقَالَ: «إِنَّ صَاحِبَ هَذَا لَيُعَذَّبُ وَأَهْلُهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ»، ثُمَّ قَرَأْتُ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ [فاطر: ۱۸] قَالَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ: عَلَى قَبْرِ يَهُودِيٍّ.

۳۱۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔“ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کی گئی، تو انہوں نے کہا: (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھول گئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ) نبی ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تھے تو فرمایا تھا: ”بے شک یہ قبر والا عذاب دیا جا رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رورہے ہیں۔“ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ ”کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔“ ہناد نے ابو معاویہ سے روایت کرتے ہوئے وضاحت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی کی قبر کے پاس سے گزرے تھے۔



🌞 **فائدہ:** مرنے والا اگر کافر ہو یا بالفرض مسلمان بھی ہو مگر نوحہ کرنے کی وصیت کر گیا ہو یا اس عمل پر راضی ہو تو اہل خانہ کے نوحہ کرنے سے اسے عذاب ہوگا۔ اس صورت میں اسے عذاب دیا جانا مذکورہ آیت کے خلاف نہیں البتہ اگر وہ اس عمل سے بیزار ہو اور منع کر گیا ہو پھر پیچھے والے یہ غیر شرعی کام کریں تو وہ اس سے بری ہوگا، لہذا

۳۱۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح: ۳۹۸۱، ۳۹۸۱ من حديث عبدة به، ورواه مسلم، ح: ۹۳۲، والبخاري، ح: ۳۹۷۹ من طريق آخر عن هشام به.

کتاب الجنائز

نوحے سے متعلق احکام و مسائل

مومنوں کو چاہیے کہ اپنے وارثوں کو نوحہ یا بین کرنے سے سختی کے ساتھ منع کرتے رہا کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کو اس آیت کے خلاف سمجھا اس لیے اس کی مذکورہ تاویل کی۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ مفہوم کے مطابق اس حدیث اور آیت میں کوئی تخالف نہیں ہے اس لیے یہ حدیث بھی اس طرح صحیح ہے جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بیان کیا ہے۔

۳۱۳۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ ثَقِيلٌ، فَذَهَبَتْ أَمْرَأَتُهُ لِنَبْكِي أَوْ تَهَمَّ بِهِ، فَقَالَ لَهَا أَبُو مُوسَى: أَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَسَكَتَتْ، قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو مُوسَى قَالَ يَزِيدُ: لَقِيتُ الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ لَهَا: [مَا] قَوْلُ أَبِي مُوسَى لَكَ، أَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سَكَتَتْ؟ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَمَنْ سَلَقَ وَمَنْ حَرَقَ».

۳۱۳۰- حضرت یزید بن اوس کہتے ہیں کہ میں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا جب کہ وہ (بیماری کے باعث) بہت ہی تکلیف میں تھے تو ان کی بیوی رونے لگی یا اس کی تیاری کرنے لگی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا؟ کہنے لگی: ہاں میں نے سنا ہے۔ چنانچہ وہ خاموش ہو رہی۔ جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو یزید کہتے ہیں کہ میں اس خاتون سے ملا اور اس سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی جو ابوموسیٰ نے آپ سے کہی تھی کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا اور پھر آپ خاموش ہو رہی تھیں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”جو کوئی (مصیبت میں) بال مونڈے یا بین کرے (یا منہ پیٹے) یا کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

۳۱۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ

ابْنُ الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَامِلُ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى الرَّبَذَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۱۳۱- حضرت اسید بن ابی اسید ایک خاتون سے

بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو عہد لیے

۳۱۳۰- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب شق الجيوب، ح: ۱۸۶۶، ۱۸۶۷ من حديث منصور* إبراهيم النخعي مدلس، ويزيد بن أوس مجهول الحال، فالسند ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۱۲۹۶، ومسلم، ح: ۱۰۴ وغيرهما.

۳۱۳۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۶۴/۴ من حديث أبي دارود به، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ۱۶۶۷.

اہل میت سے متعلق احکام و مسائل

تھے کہ نیکی کے کاموں میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی..... اس میں یہ بھی تھا کہ چہرہ نہیں نوچیں گی، ہائے وائے نہیں کریں گی، کپڑے نہیں پھاڑیں گی اور بال نہیں نوچیں گی۔

أَسِيدُ بْنُ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَغْصِيَهُ فِيهِ: أَنْ لَا نَحْمِشَ وَجْهَهَا وَلَا نَدْعُو وَيْلًا، وَلَا نَشُقَّ جَنِيًّا، وَلَا نَنْشُرَ شَعْرًا.

باب: ۲۶۲۵- اہل میت کے لیے

کھانا تیار کرنا

(المعجم ۲۵، ۲۶) - باب صَنْعَةِ الطَّعَامِ

لِأَهْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ۳۰)

۳۱۳۲- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو بلاشبہ انہیں ایک ایسا معاملہ درپیش ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔“ (ان کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تھی۔)

۳۱۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ:

حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهُ قَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ».



☀ فائدہ: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل میت کے گھر میں تین دن تک کھانا پکانا جائز نہیں۔ لیکن نبی ﷺ کا یہ فرمان تو عین موقع کے وقت کے لیے تھا، اسے تین دن تک لمبا کرنا شرعاً صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اس سے اصل مقصود اہل میت سے اظہار ہمدردی تھا، محض کھانے پکانے کی ممانعت نہیں۔ اس لیے اس سے استدلال کر کے اہل میت کے گھر کھانا پکانے کو یکسر ممنوع قرار دینا بھی صحیح نہیں۔ البتہ ایک اور رواج جو عام ہو گیا ہے، شرعاً محل نظر ہے اور وہ ہے جنازے میں شریک ہونے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو قریبی اعزہ جو دروازے کے علاقوں (مختلف شہروں) سے آتے ہیں وہ فوراً واپس جا بھی نہیں سکتے اور میت سے خصوصی تعلق کی وجہ سے ان کا فوراً واپس چلے جانا مناسب بھی نہیں ہوتا۔ دوسری قسم کے لوگ جو تعداد میں عام طور پر قریبی اعزہ سے زیادہ ہوتے ہیں جو دوست احباب، اہل محلہ و اہل مسلک پر مشتمل ہوتے ہیں، ان کی شرکت نماز جنازہ یا زیادہ سے زیادہ تدفین تک ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ اول الذکر قسم کے لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنا تو یقیناً جائز ہے کیونکہ وہ میت کے نہایت قریبی ہوتے ہیں اور ان کا قیام بھی اہل میت کے پاس ہی ہوتا ہے۔ لیکن ثانی الذکر

۳۱۳۲- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الطعام يصنع لأهل الميت، ح: ۹۹۸،

وابن ماجه، ح: ۱۶۱۰ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم:

۳۷۲/۱، ووافقه الذهبي.

لوگوں کے لیے بھی کھانا تیار کرنا اور ان کو دعوتوں کی طرح کھانا کھلانا یا انہیں کھانے پر مجبور کرنا یا دعوت عام کی منادی کرنا تکلیف والا ایطاق ہے جو شرعاً محل نظر ہے۔ یہ طریقہ اصحابِ ثروت نے شروع کیا ہے جن کے لیے چند دنگیں پکا لینا کوئی مشکل امر نہیں، لیکن اس رواج نے کم وسائل والے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ بنا بریں اس موقع پر تمام شرکائے جنازہ کے لیے دعوت عام کا اہتمام کرنا قابل اصلاح ہے۔ کھانے کا یہ اہتمام صرف قریبی اعزہ کے لیے ہونا چاہیے۔ دوسرے لوگوں کے لیے اس کا اہتمام کیا جائے نہ دوسرے لوگ اس میں شریک ہی ہوں۔

(المعجم ۲۶، ۲۷) - **بَابُ فِي الشَّهِيدِ** باب: ۲۶، ۲۷- شہید کو غسل دینے کا مسئلہ؟
يُغْسَلُ؟ (التحفة ۳۱)

۳۱۳۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا: ایک شخص کو اس کے سینے یا حلق میں ایک تیرا لگا اور وہ فوت ہو گیا تو اسے اسی طرح اس کے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا۔ کہتے ہیں: (اس واقعہ میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

۳۱۳۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمَرَ الْجُسَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِي صَدْرِهِ أَوْ فِي حَلْقِهِ فَمَاتَ فَأُدرِجَ فِي ثِيَابِهِ كَمَا هُوَ. قَالَ: وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۳۱۳۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا تھا: ”ان کے ہتھیار اور (چمڑے کی) پوتین اتار لیے جائیں اور انہیں ان کے خونوں اور کپڑوں ہی میں دفن کیا جائے۔“

۳۱۳۴- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ وَعِيسَى ابْنُ يُونُسَ [الطَّرْطُوسِيُّ] قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَاصِمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلَى أَحَدٍ أَنْ يُنَزَعَ عَنْهُمْ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ، وَأَنْ يُدْفَنُوا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ.

[یہ الفاظ زیاد بن ایوب کے ہیں]

[وَهَذَا لَفْظُ زِيَادٍ].

۳۱۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۴۴/۲۴ من حديث أبي داود به، وأحمد: ۳۶۷/۳ من حديث إبراهيم بن طهمان به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۸۱۲ * أبو الزبير عن عن.
۳۱۳۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الشهداء ودفنهم، ح: ۱۵۱۵ من حديث علي بن عاصم به، وهو ممن تكلم فيه * وعطاء بن السائب اختلط.

شہید کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ شُهَدَاءَ أُحُدٍ لَمْ يُغَسَّلُوا وَدُفِنُوا بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① شہید معرکہ کے لیے یہی ہے کہ اسے اسی طرح بلا غسل خون میں لت پت اور انہیں کپڑوں میں دفن کر دیا جائے جن میں وہ شہید ہوا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ احادیث میں آیا ہے۔ ② مذکورہ احادیث ان لوگوں کی دلیلیں ہیں جو شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن بعض روایات سے نماز جنازہ پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے اس مسئلے میں توسع ہے اور دونوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ تاہم دلائل کی رو سے رائج مسلک پہلا ہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے کا صرف جواز ہی ہے۔ اس جواز کی بنیاد پر شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کو اشتہار بازی اور پروپیگنڈے کا ذریعہ بنالینا کوئی پسندیدہ امر نہیں ہے۔ اس طریقے سے تو اس کا جواز بھی محل نظر قرار پا جاتا ہے۔



۳۱۳۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ، ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ يَعْنِي الْمَرْوَانِيَّ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْمَعْنَى: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى حِمْرَةٍ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ فَقَالَ: «لَوْ لَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةً فِي نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ، حَتَّى يُحْشَرَ مِنْ بُطُونِهَا»، وَقَلَّتِ الثِّيَابُ

۳۱۳۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جب کہ ان کا مٹلہ کیا گیا تھا۔ (ان کی نعش سے ناک اور کان وغیرہ کاٹ لیے گئے تھے)۔ تو آپ نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہو کہ (ان کی بہن) صفیہ (رضی اللہ عنہا) سے برداشت نہیں ہو سکے گا تو میں اسے (حضرت حمزہ کی نعش کو) ایسے ہی چھوڑ دوں حتیٰ کہ اسے درندے اور پرندے کھا جائیں اور پھر یہ ان کے پیٹوں ہی سے محشر میں آئیں۔“ اور

۳۱۳۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱/ ۳۶۵، ۳۶۶ من حديث أسامة بن زيد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، انظر، ح: ۳۱۳۸.

۳۱۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في قتل أحد وذكر حمزة، ح: ۱۰۱۶ عن قتيبة بن سعيد به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ۳/ ۱۹۶، ووافقه الذهبي * الزهري عنمن.

۲۰ - کتاب الجنائز

شہید کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

(احد میں) کپڑے کم پڑ گئے اور مقتولین کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تو ایک ایک دو دو اور تین تین کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا۔

وَكثُرَتِ الْقَتْلَى فَكَانَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ يُكْفَنُونَ فِي الثَّوبِ الْوَاحِدِ.

قتیبہ نے مزید کہا: اور ایک ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے متعلق دریافت فرماتے جاتے تھے کہ ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد ہے؟ پھر اسے قبلہ کی جانب آگے کر دیتے تھے۔

زَادَ قُتَيْبَةُ: ثُمَّ يُدْفَنُونَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُ: «أَيُّهُمْ أَكْثَرُ قُرْآنًا» فَيَقْدُمُهُ إِلَى الْقَبِيلَةِ.

فائدہ: عالم دین اور حافظ قرآن موت کے بعد بھی دوسروں سے آگے ہوتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں آنے والی اذیت جس قدر بھی ہو اللہ کے ہاں رفع درجات کا باعث ہوگی۔

۳۱۳۷ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے (اور دیکھا کہ) ان کا مثلہ کیا گیا ہے تو آپ نے ان کے سوا کسی اور کا جنازہ نہیں پڑھا۔

۳۱۳۷ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِحِمَزَةٍ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرِهِ.

فائدہ: اس سے شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۱۳۸ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو اکٹھا کرتے اور دریافت فرماتے: ”ان میں قرآن کسے زیادہ یاد ہے؟“ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے لمحہ میں آگے رکھتے۔ اور آپ نے فرمایا: ”میں قیامت کے روز ان کے لیے گواہ ہوں گا۔“ آپ نے حکم دیا کہ انہیں ان کے خونوں ہی میں دفن کیا جائے

۳۱۳۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزَيْدُ ابْنِ خَالِدٍ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ وَيَقُولُ: «أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟» فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ،

۳۱۳۷ - تخريج: [حسن] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۱/ ۵۰۲ من حديث عثمان بن عمر به، وللحديث شواهد عنده: ۱/ ۵۰۳ وعند غيره * أسامة هو ابن زيد الليثي، وشيخه صرح بالسماع عند الطحاوي في رواية أخرى.

۳۱۳۸ - تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلوة على الشهيد، ح: ۱۳۴۳ من حديث الليث بن سعد به.

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

فَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»
وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغْسَلْهُمْ.

اور انہیں غسل نہیں دیا۔

۳۱۳۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ
الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ بِهَذَا
الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ قَالَ: يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ
مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

۳۱۳۹- حضرت لیث نے اس حدیث کو مذکورہ بالا
حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا کہ آپ ﷺ نے
شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ایک کفن میں
اکٹھا کیا۔

(المعجم ۲۷، ۲۸) - بَابُ: فِي سَتْرِ
الْمَيِّتِ عِنْدَ غُسْلِهِ (التحفة ۳۲)

باب: ۲۸، ۲۷- میت کو غسل دیتے ہوئے
اس کے لیے پردہ کرنا

۳۱۴۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ
نے فرمایا: ”اپنی ران عریاں نہ کر اور نہ کبھی کسی زندہ یا
میت کی ران کو دیکھ۔“

۳۱۴۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ:
حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرْتُ
عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ
ضُمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُبْرِزْ
فَحْدَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَحْدِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ».

۳۱۴۱- حَدَّثَنَا الثُّمَالِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ
ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ:
حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ
اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ:
لَمَّا أَرَادُوا غَسْلَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: وَاللهِ؛ مَا

۳۱۴۱- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ صحابہ کرام نے جب نبی ﷺ کو غسل دینا چاہا تو
انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں کہ آیا ہم
رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتاریں جیسے کہ ہم اپنی میتوں
کے اتار دیتے ہیں یا انہیں ان کے کپڑوں سمیت ہی

۳۱۳۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۳۱۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، ح: ۱۴۶۰ من
حديث ابن جريج به، وانظر، ح: ۴۰۱۵ * حبيب بن أبي ثابت عن عنن، بينه وبين عاصم عمرو بن خالد الواسطي وهو
متهم بالكذب، متروك.

۳۱۴۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في غسل الرجل امرأته وغسل المرأة
زوجها، ح: ۱۴۶۴ من حديث محمد بن إسحاق به مختصراً، وصححه البوصيري، وابن حبان،
ح: ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، وابن الجارود، ح: ۵۱۷، والحاكم على شرط مسلم: ۵۹/۳، ووافقه الذهبي، وحسنه ابن
الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۷۶۸، وصححه البيهقي في الدلائل ۷/ ۲۴۲.



۲۰ - کتاب الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

غسل دیں۔ پس جب ان کا اس بارے میں اختلاف ہوا تو اللہ نے ان پر نیند طاری کر دی ان میں سے کوئی بھی نہ بچا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی۔ پھر گھر کی جانب سے ایک بات کرنے والے نے بات کی کسی کو خبر نہیں کہ وہ کون تھا کہ نبی ﷺ کو ان کے کپڑوں سمیت ہی غسل دو۔ چنانچہ وہ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قمیص سمیت غسل دیا۔ وہ قمیص کے اوپر ہی سے پانی ڈالتے جاتے تھے اور آپ کی قمیص ہی سے آپ کو ملتے جاتے تھے بغیر اس کے کہ آپ کے جسم کو ان کے ہاتھ لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں: اگر مجھے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا جس کا بعد میں ہوا ہے تو آپ کو آپ کی ازواج ہی غسل دیتیں۔

فوائد و مسائل: ① میت کو غسل دیتے ہوئے بالکل عریاں کرنا جائز نہیں بلکہ ستر عورة (پردے والی چیزوں کو چھپانے) کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ ② شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو غسل دے تو جائز ہے۔ جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا تھا۔

(المعجم ۲۸، ۲۹) - باب کَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ (التحفة ۳۳)

۳۱۴۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ الْمَعْنَى عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ»

۳۱۴۲ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ کی صاحبزادی کی وفات ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”اسے تین یا پانچ بار غسل دو یا اس سے بھی زیادہ اگر ضرورت محسوس کرو ایسے پانی کے ساتھ جس میں پیری کے پتے ملے ہوں اور آخری بار میں کچھ کا فور بھی ملا لینا“

۳۱۴۲ - أخرجه البخاري، الجنائز، باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسر، ح: ۱۶۵۳، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۹۳۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/ ۲۲۲.

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

اور جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا۔“ چنانچہ جب ہم فارغ ہو گئے تو آپ کو خبر دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا: ”اسے اس کے جسم کے ساتھ لپیٹ دو۔“

إِنْ رَأَيْتُمْ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِيهِ الْآخِرَةَ كَأَوَّلَهَا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَأَفُورٍ، فَإِذَا فَرَعْتُمْ فَأَذِّنِي، فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ، فَأَعْطَانَا حَقَّوهُ، فَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِنَاءً».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ سے [حق] کی بجائے [آزار] کا لفظ مروی ہے۔ (اور معنی ایک ہی ہے یعنی تہبند) اور مسدد نے [دَحَلَ عَلَيْنَا] کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

قَالَ [أَبُو دَاوُدَ] عَنْ مَالِكٍ: تَعْنِي إِزَارَهُ وَلَمْ يَقُلْ مُسَدَّدٌ: دَخَلَ عَلَيْنَا.

فوائد و مسائل: ① میت کو کم از کم تین بار غسل دینا مستحب ہے اور اگر ضرورت ہو تو پانچ بار یا اس سے زیادہ بھی دیا جاسکتا ہے۔ ② غسل کے پانی میں بیری کے پتے ابال لیے جائیں تو بہتر ہے اور ایسے ہی آخری بار میں کچھ کافور ملا لینا بھی مستحب ہے۔ ③ کسی مسلمان کے مستعمل کپڑے کو بطور کفن استعمال کرنا جائز ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی چادر بالخصوص تبرک تھی تاہم اس نیت سے کسی اور کا کپڑا استعمال نہ کیا جائے۔

۳۱۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَابُو كَامِلٍ بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ حَفْصَةَ أُخْتِهِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: مَسَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

۳۱۴۳- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے (دختر رسول ﷺ کی تجھیر و تکفین میں) ان کے بالوں کی تین لٹیں بنائی تھیں۔

۳۱۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: وَضَفَرْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا مُقَدَّم رَأْسِهَا وَفَرَنِيهَا.

۳۱۴۴- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کی تین لٹیں بٹ دیں اور پھر ان لٹوں کو ان (محترمہ) کے پیچھے ڈال دیا، یعنی سر کے آگے کے بال اور دونوں اطراف والے۔

۳۱۴۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۹۳۹ من حديث يزيد بن زريع به.

۳۱۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب: يلقى شعر المرأة خلفها، ح: ۱۲۶۳، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۹۳۹ من حديث هشام بن حسان به.



۲۰۔ کتاب الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۴۵۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی صاحبزادی کے غسل کے بارے میں فرمایا تھا: ”ان کی دائیں اطراف اور اعضائے وضو سے غسل شروع کریں۔“

۳۱۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهَا فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ: «ابْدَأِي بِيَمَانِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا».

۳۱۴۶۔ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی جو امام مالک رحمہ اللہ کی روایت کے ہم معنی ہے۔

۳۱۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ.

اور حدیث حفصہ (بنت سیرین) جو ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں بھی اسی کی مانند ہے لیکن اس میں یہ اضافہ ہے: ”یاسات بار غسل دو یا اس سے زیادہ اگر ضرورت محسوس کرو۔“

زَادَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ يَنْحَوِ هَذَا. وَزَادَتْ فِيهِ: «أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُ ذَلِكَ».

۳۱۴۷۔ جناب محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ غسل میت کی روایت حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کرتے تھے۔ (یا غسل میت کا طریقہ انہوں نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سیکھا تھا) اور وہ میت کو دو بار پیری کے پانی سے نہلاتے اور تیسری بار کافور ملے پانی سے۔

۳۱۴۷۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْغُسْلَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ، يَغْسِلُ بِالسُّدْرِ مَرَّتَيْنِ وَالثَّالِثَةَ بِالْمَاءِ وَالْكَافُورِ.

🌟 فائدہ: میت کو غسل دینے کا مسئلہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے لہذا علماء کو چاہیے کہ طلباء اور جوانوں کو اور گھروں میں عورتوں کو بھی سکھائیں اور میت کو غسل دینا کوئی حقیر کام نہیں بلکہ ایک مسلمان کی عظیم خدمت اور بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

۳۱۴۵۔ تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن من الوضوء والغسل، ح: ۱۶۷، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۴۳/۹۳۹ من حديث إسماعيل ابن علي به.

۳۱۴۶۔ تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۳۱۴۲.

۳۱۴۷۔ تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۱۴۲، وأخرجه البيهقي، ۳/۳۸۹ من حديث أبي داود به * قتادة عن، وح: ۳۱۴۲ يعني عنه.

(المعجم ۲۹، ۳۰) - بَابُ: فِي الْكَفَنِ

(التحفة ۳۴)

باب: ۳۰، ۲۹- کفن کا بیان

۳۱۴۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک روز خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اپنے ایک صحابی کا ذکر کیا جو فوت ہو گیا تھا اور اس کو معمولی کفن دیا گیا اور رات ہی میں دفن کر دیا گیا تو نبی ﷺ نے اس بات پر ڈانٹا کہ رات کے وقت کسی کو دفن نہ کیا جائے حتیٰ کہ آپ ﷺ اس کا جنازہ پڑھ لیں الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو عمدہ کفن دے۔“

۳۱۴۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِي كَفَنِ غَيْرِ طَائِلٍ وَقَبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقَبَّرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلَى ذَلِكَ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا كُفِّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ».

🌞 فائدہ: اس سے مراد مہنگا اور قیمتی کفن نہیں بلکہ سادہ صاف ستھرا اور مکمل کفن ہے۔ اس بیان میں یہ بھی ہے کہ کسی بھی مسلمان بھائی کو کفن دینا ایک مستحسن کام ہے۔

۳۱۴۹- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (پہلے) حَبْرَہ (منقش دھاری دار چادر کا) کفن پہنایا گیا تھا مگر اسے اتار لیا گیا۔

۳۱۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُدْرِجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ ثُمَّ أُخْرِعَ عَنْهُ.

۳۱۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”ہم میں

۳۱۵۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ

۳۱۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في تحسين كفن الميت، ح: ۹۴۳ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد: ۲۹۵/۳.

۳۱۴۹- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۷/۲۴۸ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۱۶۱/۶، وله شاهد عند مسلم، ح: ۹۴۱.

۳۱۵۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في السنن الكبرى: ۳/۴۰۳ من حديث أبي داود به، وحسنه الحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ۲/۱۰۸، وللحديث شاهد عند أحمد: ۳/۳۱۹.

۲۰- کتاب الجنائز

کفن سے متعلق احکام و مسائل

سے جب کوئی فوت ہو جائے اور اسے وسعت حاصل ہو تو چاہیے کہ اس کا کفن حبرہ (منقش دھاری دار چادر) کا ہو۔“

عَبْدُ الْكَرِيمِ: حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ عَقِيلٍ بْنُ مَعْقِلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبٍ يَعْنِي ابْنَ مُنْبِهٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تُوفِّيَ أَحَدُكُمْ فَوَجَدَ شَيْئًا فَلْيُكْفَنْ فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ».

۳۱۵۱- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یعنی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا ان میں قمیص تھی نہ پگڑی۔

۳۱۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ بِيضٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

۳۱۵۲- ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے مثل روایت کیا اور مزید کہا کہ یہ کپڑے سوتی تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں کی یہ بات ذکر کی گئی کہ ”آپ ﷺ کو دو کپڑوں اور ایک منقش دھاری دار چادر میں کفن دیا گیا تھا۔“ تو انہوں نے کہا: مخطط چادر لائی گئی تھی مگر انہوں نے اسے واپس کر دیا تھا اور اس میں کفن نہیں دیا تھا۔

۳۱۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ هِشَامٍ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ. زَادَ: مِنْ كُرْسُفٍ قَالَ: فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ قَوْلَهُمْ: «فِي ثَوْبَيْنِ وَبُرْدٍ حَبْرَةٍ» فَقَالَتْ: قَدْ أَتَيْتِ بِالْبُرْدِ، وَلَكِنَّهُمْ رَدُّوهُ وَلَمْ يُكْفَنُوهُ فِيهِ.

۳۱۵۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین نجرانی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

۳۱۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ

۳۱۵۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن بغير قميص، ح: ۱۲۷۲ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ۹۴۱ من حديث هشام بن عروة به.

۳۱۵۲- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، ورواه مسلم من حديث حفص به.

۳۱۵۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۴/ ۴۰۰ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۲۲۲/۱، وللحديث لون آخر عند ابن ماجه، ح: ۱۴۷۱ * يزيد بن أبي زياد ضعيف واختلف، وللحديث شواهد ضعيفة في التلخيص الحبير: ۱۰۸/۲.

۲۰- کتاب الجنائز

کفن سے متعلق احکام و مسائل

ایک حُلّہ جو دو کپڑوں پر مشتمل تھا اور ایک ان کی اپنی قمیص جس میں ان کی وفات ہوئی۔

إِذْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي زَيْادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةٍ: الْحُلَّةُ ثَوْبَانِ، وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ایک سرخ حُلّہ اور ایک قمیص جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عُثْمَانُ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ، حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ.

باب: ۳۰، ۳۱- کفن مہنگا بنانا مکروہ ہے

(المعجم ۳۰-۳۱) - باب كَرَاهِيَةِ

الْمُعَالَاةِ فِي الْكَفْنِ (التحفة ۳۵)

۳۱۵۴- حضرت علی بن ابی طالب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کفن مہنگا نہیں ہونا چاہیے۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”کفن مہنگا مت بنایا کرو بلاشبہ یہ بہت جلد چھین لیا جاتا ہے۔“

۳۱۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ أَبُو مَالِكٍ الْجَنْبِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تَغَالِي فِي كَفْنٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَغَالَوْا فِي الْكَفْنِ فَإِنَّهُ يُسَلَبُ سَلْبًا سَرِيعًا».

فائدہ: روایت ضعیف ہے بہر حال کفن مہنگا بنانا جائز ہی ہے نیز اس میں مال کا اسراف بھی ہے۔

۳۱۵۵- حضرت خباب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رحمہ اللہ احد کے روز شہید ہو گئے۔ ان کے پاس ایک ہی سفید و سیاہ دھاری داراونی چادر تھی۔ ہم جب اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں

۳۱۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: مُصْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا نَمِرَةٌ،

۳۱۵۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۴۰۳ من حديث أبي داود به * عمرو بن هاشم لين الحديث، وإسماعيل بن أبي خالد عن عمرو بن هاشم، وفي السند انقطاع بين عامر الشعبي وعلي رضي الله عنه.

۳۱۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ۳۹۱۳ وح: ۶۴۳۲ عن محمد بن كثير العبدي، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ۹۴۰ من حديث سفیان الثوري به.



۲۰- کتاب الجنائز

کفن سے متعلق احکام و مسائل

كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الْإِذْخِرِ».

نکل آتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور قدموں پر تھوڑی سی اذخر (گھاس) ڈال دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اصل یہی ہے کہ کفن میت کے اپنے مال میں سے ہو۔ ② کفن میں ایک چادر بھی کفایت کر جاتی ہے۔ ③ کفن کا کپڑا تنگ ہو تو سر ڈھانپ کر پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال دی جائے۔ ④ ہمارے صحابہ کرام اور سلف صالحین کی زندگی انتہائی کفاف (گزارے) والی تھی کہ بعض کے لیے پورا کفن بھی میسر نہ ہوتا تھا!

۳۱۵۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُسَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ، وَخَيْرُ الْأُضْحِيَّةِ الْكَبْشُ الْأَقْرَنُ».

۳۱۵۶- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین کفن حلتہ ہے (دو چادریں) اور بہترین قربانی مینڈھا ہے جو سیٹگوں والا ہو۔“

(المعجم ۳۱، ۳۲) - بَابُ: فِي كَفَنِ الْمَرْأَةِ (التحفة ۳۶)

باب: ۳۱، ۳۲- عورت کے کفن کا بیان

۳۱۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي نُوحُ بْنُ حَكِيمٍ الثَّقَفِيُّ، وَكَانَ قَارِئًا لِلْقُرْآنِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عُزُورَةَ بْنِ مَسْعُودٍ يُقَالُ لَهُ: دَاوُدُ، - قَدْ وَلَدَتْهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ زَوْجُ النَّبِيِّ

۳۱۵۷- حضرت لیلی بنت قانف ثقفیہ بیان کرتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے حضرت ام کلثوم دختر رسول اللہ ﷺ کو ان کی وفات کے وقت غسل دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں (ان کے کفن کے لیے) سب سے پہلے اپنا تہبند عنایت فرمایا، پھر قمیص، پھر اوڑھنی، پھر ایک چادر ان کو لپیٹنے کے لیے، پھر ان

۳۱۵۶- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ما جاء فيما يستحب من الكفن، ح: ۱۴۷۳ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه الحاكم: ۲۲۸/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ۱۵۱۷.

۳۱۵۷- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۶/۴ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وهو في مسند أحمد: ۳۸۰/۶ * نوح بن حكيم وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال، وللحديث علة قاذحة عند الزيلعي في نصب الرأية: ۲/۲۵۸.

میت کو خوشبو لگانے وغیرہ سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ - أَنْ لَيْلَى بِنْتُ قَانِفٍ التَّقْفِيَّةَ قَالَتْ: كُنْتُ فِيمَنْ غَسَلَ أُمَّ كُلْثُومِ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا، فَكَانَ أَوَّلُ مَا أُعْطَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدَّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ الْمِلْحَقَةَ، ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدَ فِي الثَّوْبِ الْآخِرِ، قَالَتْ: وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفْنُهَا، يُنَاقِلُونَهَا ثَوْبًا ثَوْبًا.

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے عورت کے لیے کفن میں مرد سے زیادہ کپڑے استعمال کرنے کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے لہذا مرد و عورت کفن کے کپڑوں میں برابر ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳۲، ۳۳) - بَابُ: فِي الْمِسْكِ
لِلْمَيِّتِ (التحفة ۳۷)

۳۱۵۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَضَرْتُ ابُو سَعِيدٍ خَدْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانُ كَرْتِي هُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِي فَرَمَا يَا: ”تَهْمَارِي خُشْبُوُوْا فِي مِي سِي بَهْتَرِيْن خُشْبُو كَسْتُوْرِي هِي“

🌞 فائدہ: میت کو کوئی بھی عمدہ خوشبو لگانا مستحب ہے تاہم کسٹوری ہو تو بہتر ہے۔

(المعجم ۳۳، ۳۴) - بَابُ تَعَجِيلِ
الْجَنَازَةِ وَكَرَاهِيَةِ حَبْسِهَا (التحفة ۳۸)

۳۱۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرُّوَاسِيُّ أَبُو سُفْيَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ابْنُ

۳۱۵۸- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب المسك، ح: ۱۹۰۷ من حديث المستمر بن الريان به، وأصله عند مسلم، ح: ۱۹/۲۲۵۲.

۳۱۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۸/۴ من حديث عيسى بن يونس به * سعيد بن عثمان وثقه ابن حبان وحده، ابن سعيد الأنصاري وأبو لهزم لم أجده من وثقهما.



۲۰ - کتاب الجنائز

میت کو غسل دینے والے سے متعلق احکام و مسائل
موت آگئی ہے۔ (جب ان کی وفات ہو جائے) تو مجھے
اطلاع دینا اور جلدی کرنا مناسب نہیں کہ مسلمان کی میت
اس کے گھر والوں کے پاس پڑی رہے۔“

يُونُسَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُثْمَانَ الْبُكْلَوِيِّ عَنْ
عُزْرَةَ - قَالَ عَبْدُ الرَّحِيمِ: عُزْرَةُ بِنْتُ سَعِيدِ
الْأَنْصَارِيِّ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْحُصَيْنِ بْنِ
وَحُوحٍ: أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرَضَ فَأَتَاهُ
النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَالَ: «إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ
إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ، فَأَذِنُونِي بِهِ
وَعَجِّلُوا، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ
تُحَسِّنَ بَيْنَ ظَهْرَانِي أَهْلِهِ».

🌞 ملاحظہ: روایت ضعیف ہے مگر دوسری صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنازے کی تجویز و تکفین میں جلدی
کرنی چاہیے۔

539

باب: ۳۴، ۳۵ - میت کو نہلانے والے
کے لیے غسل کرنے کا مسئلہ

۳۱۶۰ - ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا:
نبی ﷺ چار باتوں سے غسل کیا کرتے تھے: ① جنابت
سے ② جمعہ کے روز ③ سیگی لگوا کر ④ اور میت کو غسل
دے کر۔

(المعجم ۳۴، ۳۵) - بَابُ: فِي الْغُسْلِ
مِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ۳۹)

۳۱۶۰ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا:
حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ
الْعَنْزِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ
أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَمِنْ
الْحِجَامَةِ، وَغَسْلِ الْمَيِّتِ.

۳۱۶۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی میت کو نہلائے وہ غسل
کرے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔

۳۱۶۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْلٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي
ذُئْبٍ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ

۳۱۶۰ - تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۳۴۸، ورواه ابن خزيمة، ح: ۲۵۶ من حديث محمد بن بشر به.

۳۱۶۱ - تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي ۳۰۳/۱ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري في التاريخ الكبير:

۳۵۶، ۳۵۵/۶، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

عُمَيْرٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَسَلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

☀ فائدہ: یہ عمل مستحب محض ہے واجب نہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (احکام الجنائز و بدعھا للالبانی رحمہ اللہ: مسئلہ: ۳۱)

۳۱۶۲- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۳۱۶۲- اسلمی مولی زائدہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مَنْسُوخٌ، وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، وَسُئِلَ عَنِ الْغُسْلِ مِنْ غَسَلِ الْمَيِّتِ فَقَالَ: يُجْزِيهِ الْوُضُوءُ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حکم منسوخ ہے میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا ان سے سوال کیا گیا کہ میت کو نہلانے سے غسل کرنا کیسے ہے؟ انہوں نے کہا: اس کے لیے وضو کافی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَذْخَلَ أَبُو صَالِحٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَعْني إِسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ قَالَ: وَحَدِيثُ مُضْعَبٍ ضَعِيفٌ فِيهِ خِصَالٌ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوصالح نے اس حدیث کی سند میں اپنے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ”اسلمی مولی زائدہ“ کو بڑھا دیا ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث مصعب بن شبہ (حدیث: ۳۱۶۰) ضعیف ہے۔ اس میں کئی باتیں ہیں جن پر عمل نہیں۔

(المعجم ۳۵، ۳۶) - بَابُ: فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ (التحفة ۴۰)

باب: ۳۵، ۳۶- میت کو بوسہ دینا

۳۱۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: إِمَامُ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَيَانُ كَرْتِي

۳۱۶۲- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۹۹۳ وغيره، والحديث معمول به، والحمد لله.

۳۱۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في تقبيل الميت، ح: ۹۸۹، وابن ماجه، ح: ۱۴۵۶ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" * عاصم بن عبيد الله ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند البزار (كشف)، ح: ۸۰۶، وأبي نعيم في الحلية: ۱/ ۱۰۵، وغيرهما.

۲۰- کتاب الجنائز میت کورات کے وقت دفن کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے احکام و مسائل

أَخْبَرَنَا شُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - أَوْ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ - قَالَ: رَأَى نَاسٌ نَارًا فِي الْمَقْبَرَةِ فَأَتَوْهَا فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «نَاوِلُونِي صَاحِبَكُمْ» فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ.

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا جبکہ وہ فوت ہو گئے تھے میں نے دیکھا کہ آپ کے آنسو بہہ رہے تھے۔

🌞 فائدہ: مسلمان کبھی بھی نجس نہیں ہوتا، زندگی میں نہ موت کے بعد۔ اور اپنی محبوب میت کو بوسہ دینا کسی طرح میعوب نہیں ہے اور اس کے غم میں آنسوؤں کا نکل آنا ایک فطری بات ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۳۶، ۳۷) - بَابُ: فِي الدَّفْنِ
بِاللَّيْلِ (التحفة ۴۱)
باب: ۳۶، ۳۷- رات کے وقت میت کو دفن کرنا

۳۱۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بِنَبِيح: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - أَوْ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ - قَالَ: رَأَى نَاسٌ نَارًا فِي الْمَقْبَرَةِ فَأَتَوْهَا فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «نَاوِلُونِي صَاحِبَكُمْ» فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ.

۳۱۶۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی وہاں گئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں: ”اپنا صاحب مجھے پکڑاؤ۔“ پھر معلوم ہوا کہ یہ وہ آدمی تھا جو اللہ کے ذکر (تلاوت قرآن) کے ساتھ اپنی آواز بلند کیا کرتا تھا۔

🌞 فائدہ: حسب مصلحت رات کے وقت میت کو دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ گزشتہ حدیث (۳۱۶۸ وغیرہ) میں رات کے وقت دفن پر جو زجر ہے اس کی وجہ بھی وہیں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر نہیں دی گئی تھی اور آپ ﷺ کے جنازہ پڑھائے بغیر ہی اسے دفن کر دیا گیا تھا۔

(المعجم ۳۷، ۳۸) - بَابُ: فِي الْمَيِّتِ يُحْمَلُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ وَكِرَاهَةِ ذَلِكَ (التحفة ۴۲)
باب: ۳۷، ۳۸- میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ناپسندیدہ ہے

۳۱۶۴- تخریج: [مسند حسن] أخرجه البيهقي: ۵۳، ۳۱/۴ من حديث أبي نعيم به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۸۸۱، والحاكم على شرط مسلم: ۳۶۸/۱، ووافقه الذهبي * محمد بن مسلم الطائفي حسن الحديث، ولفه الجمهور.

نماز جنازہ میں صف بندی سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۶۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم شہدائے احد کو دفن کرنے کے لیے اٹھا لائے تو رسول اللہ ﷺ کا منادی آیا اور کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ان مقتولوں کو ان کے مقامات شہادت ہی پر دفن کرو چنانچہ ہم نے انہیں وہیں لوٹا دیا۔

۳۱۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلَى يَوْمَ أُحُدٍ لِنَدْفِنَهُمْ فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَدْفِنُوا الْقَتْلَى فِي مَضَاجِعِهِمْ، فَرَدَدْنَا هُمْ.

☀️ فائدہ: میت کو دفن کر دینے کے بعد بغیر کسی ہم مصلحت شرعی کے وہاں سے منتقل کرنا مکروہ ہے۔ (مسنن ابی داود الحنائر، رقم: ۳۲۳۲) البتہ دفن سے پہلے منتقل کیا جاسکتا ہے اور بالخصوص شہداء کو وہیں دفن کیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوئی ہو۔ یہی افضل ہے۔

باب: ۳۹، ۳۸- نماز جنازہ میں صف بندی کا بیان

(المعجم ۳۸، ۳۹) - بَابُ: فِي الصَّفِّ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ۴۳)

۳۱۶۶- حضرت مالک بن حمیرہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ پر رکھیں تو اللہ اس کے لیے (جنت) لازم کر دیتا ہے۔“ بیان کیا کہ حضرت مالک رضی اللہ عنہما جب کسی جنازہ میں لوگوں کی تعداد کم پاتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

۳۱۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثِدِ بْنِ الزَّيْنِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ هُمَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةٌ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا أُوجِبَ». قَالَ: فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا اسْتَقَلَّ أَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ لِلْحَدِيثِ.

☀️ فائدہ: اس حدیث سے امام شوکانی رحمہ اللہ وغیرہ نے نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کا اثبات کیا ہے۔

۳۱۶۵- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الشهداء ودفنهم، ح: ۱۵۱۶ من حديث سفيان به، ورواه النسائي، ح: ۲۰۰۷، والترمذي، ح: ۱۷۱۷، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۵۳، وابن حبان، ح: ۷۷۴، ۷۷۵.

۳۱۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب: كيف الصلوة على الميت والشفاعة له، ح: ۱۰۲۸، وابن ماجه، ح: ۱۴۹۰ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه الحاكم: ۱/۳۶۲، ۳۶۳، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق عن، وللحديث علة أخرى قادمة.



۲۰ - کتاب الجنائز

عورتوں کے جنازے کے ساتھ جانے سے متعلق احکام و مسائل

(میل الاوطار: ۲۲/۳) لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم بعض حضرات نے مالک بن ہبیرہ کے اثر کو حسن قرار دے کر اس مسئلے کا اثبات کیا ہے۔ تاہم دیگر روایات سے ثابت ہے کہ میت کے جنازے میں شریک ہونے والوں کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نمازی صحیح معنوں میں مسلمان ہوں۔ محض نام کے رواجی مسلمان ہوں نہ شرک و بدعت کا ارتکاب کرنے والے ہوں۔

باب: ۳۹، ۴۰ - عورتوں کا جنازے

کے ساتھ جانا

(المعجم ۳۹، ۴۰) - باب اتِّبَاعِ النِّسَاءِ

الْجَنَازَةِ (التحفة ۴۴)

۳۱۶۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ:

۳۱۶۷ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے مگر ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهَيْتُنَا أَنْ نَتَّبِعَ الْجَنَازَةَ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

فائدہ: بہتر یہی ہے کہ عورتیں جنازے کے ساتھ نہ جائیں، اگر جائیں تو آداب شرعیہ کا لحاظ رکھنا واجب ہے، یعنی بے تجاہلی نہ ہو، بے صبری نہ ہو اور رونا پینا بھی نہ ہو۔

باب: ۴۰، ۴۱ - جنازہ پڑھنے اور میت

کے ساتھ جانے کی فضیلت

(المعجم ۴۰، ۴۱) - باب فَضْلِ الصَّلَاةِ

عَلَى الْجَنَازَةِ وَتَشْيِيعِهَا (التحفة ۴۵)

۳۱۶۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سَفِيَانُ

۳۱۶۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص جنازے کے ساتھ گیا اور پھر اس پر نماز پڑھی تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے، اور جو اس کے ساتھ گیا حتیٰ کہ (دفن سے) فراغت ہوگئی تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ ان دونوں قیراطوں میں سے چھوٹا اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا یا فرمایا کہ ان میں ایک قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہوگا۔

عَنْ سَمِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ قَالَ: «مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَضْعَفُ رُحْمًا مِثْلُ أَحَدٍ أَوْ أَحَدُهُمَا مِثْلُ أَحَدٍ».

۳۱۶۷ - تخریج: أخرجه البخاري، الحيف، باب الطيب للمرأة عند غسلها من المحيض، ح: ۳۱۳ من حديث حماد بن زيد به مطولاً، ورواه مسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة... الخ، ح: ۹۳۸ بعد، ح: ۱۴۹۱ من حديث أيوب السخيتاني رحمه الله.

۳۱۶۸ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي في مسنده، ح: ۱۰۲۷ عن سفيان بن عيينة به، ورواه مسلم، ح: ۴۵/۹۴۵ من حديث أبي صالح.



۲۰- کتاب الجنائز

میت کے ساتھ جانے اور جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: دنیا میں قیراط ایک معمولی وزن ہے یعنی ۳۱۳۵ یا ۳۲۷۵ گرام۔ مگر ایمان تقویٰ اور اپنے مسلمان بھائی کا حق ادا کرنے کی برکت سے اللہ عزوجل اس عمل کو پہاڑوں کے برابر کر دے گا اور ایسا ہو جانو کی محال نہیں ہے اور ہر صاحب ایمان کو ایسے اعمال خیر کا حریص ہونا چاہیے۔

۳۱۶۹- جناب داود بن عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ اپنے والد (عامر) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (عامر) حضرت عبداللہ بن عمر بن خطابؓ کے پاس تھے کہ جناب خباب صاحب مقصورہ تشریف لائے اور کہا: اے عبداللہ بن عمر! کیا آپ نے سنا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کیا کہتے ہیں؟ ان کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جو شخص جنازے والے گھر سے اس کے ساتھ نکلا اور اس پر نماز پڑھی.....“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ ابن عمرؓ نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے سنی تھی تو انہوں نے فرمایا: ابو ہریرہؓ نے سچ کہا ہے۔

۳۱۶۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُسَيْنٍ الْهَرَوِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا حَيْثُؤُ: حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ - وَهُوَ حُمَيْدُ بْنُ زَيْدٍ - أَنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ حَدَّثَهُ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَامِرٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِذْ طَلَعَ خَبَابُ صَاحِبِ الْمَقْصُورَةِ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا وَصَلَّى عَلَيْهَا»، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ، فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ.

🌞 فائدہ: شرعی مسائل کی معتبر ثقہ اور علمی شخصیات سے تصدیق و توثیق کر لینی چاہیے۔

۳۱۷۰- حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر چالیس آدمی کھڑے ہو کر جنازہ پڑھیں، جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اس میت کے بارے میں ان کی سفارش قبول کر لی

۳۱۷۰- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ

۳۱۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب فضل الصلوة على الجنازة واتباعها، ح: ۹۴۵ من حديث أبي عبد الرحمن عبد الله بن يزيد المقرئ به.

۳۱۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب من صلى عليه أربعون شفعاوا به، ح: ۹۴۸ عن الوليد بن شجاع به مطولا.



۲۰ - کتاب الجنائز میت کے ساتھ آگ لے جانے سے متعلق احکام و مسائل

فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُمْسِرُونَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ.

فوائد و مسائل: ① جو لوگ اس بات کے متنی ہوں کہ ان کی دعائیں قبول ہوا کریں اور بالخصوص اموات کے متعلق ان کی دعائیں منظور ہوں تو چاہیے کہ شرک سے دور رہیں اور ایمان و تقویٰ کے تقاضے پورے کرنے والے بنیں۔ ② جنازہ میں شرکت کے لیے موحدین (شرک و بدعت سے بے زار اور بری) حضرات کو بالخصوص اطلاع دی جائے تاکہ مرنے والے کو فی الواقع فائدہ پہنچے۔ شرک و مبتدع لاکھوں اکٹھے ہو جائیں تو کیا فائدہ؟ اور جنازہ میں موحدین کی تعداد جس قدر زیادہ ہو مستحب ہے۔

(المعجم ۴۱، ۴۲) - بَابُ فِي اتِّبَاعِ الْمَيِّتِ بِالنَّارِ (التحفة ۴۶)

باب: ۳۲۴۱ میت کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے

۳۱۷۱ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ح : وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ : حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى : حَدَّثَنِي بَابُ ابْنِ عُمَيْرٍ : حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «لَا تَتَّبِعُ الْجَنَازَةَ بِصَوْتٍ وَلَا نَارٍ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : زَادَ هَارُونُ : «وَلَا يُمَسَّى بَيْنَ يَدَيْهَا» .

۳۱۷۱ - امام ابوداؤد نے فرمایا: (راوی حدیث) ہارون نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: ”آگ اس کے آگے آگے نہ لے جائی جائے۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ میت کے ساتھ نوحہ کرنے والے نہیں ہونے چاہئیں۔ نوحہ ہر جگہ ہی حرام ہے۔ اور آج کل جو بدعت چلی ہے کہ میت کو اٹھاتے ہوئے کلمہ شہادت کلمہ شہادت پکارتے جاتے ہیں حدیث میں وارد و ممنوع آواز میں شامل ہے سنن الکبریٰ بیہقی اور کتاب الزہد میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میت کو اٹھاتے ہوئے آواز بلند کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ۷۴/۳)

۳۱۷۱ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵۲۸/۲ عن عبد الصمد بـ باب بن عمير وثقه ابن حبان وحده، ورجل من أهل المدينة وأبوه مجهولان.

میت کے لیے کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

و کتاب الزهد لابن المبارك، ص: ۸۳ اور آگ لے جانا بھی جائز نہیں جیسے کہ عیسائیوں وغیرہ کے ہاں مشعلیں لے جاتی جاتی ہیں۔ یا ہمارے ہاں لوگ قبروں پر اگر بتیاں لگاتے ہیں۔ البتہ رات کے وقت دفن کے لیے روشنی کا اہتمام کرنا شرعی ضرورت کے تحت جائز ہے۔

(المعجم ۴۲، ۴۳) - باب الْقِيَام
لِلْجَنَازَةِ (التحفة ۴۷)

باب ۴۲، ۴۳- میت کے لیے کھڑے ہونے کا مسئلہ

۳۱۷۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَنْبُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمْ جَنَازَةً فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تَخْلُفَكُمْ أَوْ تَوَضَّعَ». اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ آگے گزر جائے یا اسے نیچے رکھ دیا جائے۔

🌞 فائدہ: لیکن دوسری روایات میں ہے کہ بعد میں نبی ﷺ نے کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ نے کھڑے ہونے کے حکم کو منسوخ قرار دیا ہے۔ اور بعض علماء نے دونوں ہی باتوں کا جواز تسلیم کیا ہے۔



۳۱۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا تَبِعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوا حَتَّى تَوَضَّعَ». حضرت ابو سعید خدری رحمہ اللہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازے کے ساتھ جاؤ تو جب تک اسے نیچے نہ رکھ دیا جائے مت بیٹھو۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو (سفیان) ثوری نے بواسطہ سہیل، اس کے والد سے اور اس نے حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں کہا: ”حتیٰ کہ اسے زمین پر رکھ دیا جائے۔“ جبکہ ابو معاویہ نے سہیل سے روایت کرتے ہوئے کہا: ”حتیٰ فِي اللَّحْدِ“۔ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ فِيهِ: «حَتَّى تَوَضَّعَ بِالْأَرْضِ». وَرَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ: «حَتَّى تَوَضَّعَ فِي اللَّحْدِ».

۳۱۷۲- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب القيام للجنائز، ح: ۱۳۰۷، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنائز، ح: ۹۵۸ من حديث سفیان بن عیینة به۔
۳۱۷۳- تخریج: [إسناده صحيح] * حديث سفیان الثوري رواه البيهقي: ۲۶/۴۔

میت کے لیے کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

کہ اسے لحد میں رکھ دیا جائے۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سفیان (ثوری)
ابو معاویہ کی نسبت زیادہ حافظ تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَفْيَانُ أَحْفَظُ مِنْ أَبِي
مُعَاوِيَةَ.

🌞 فائدہ: اس سے میت کے ساتھ جانے والوں کے لیے اس بات کا استحباب معلوم ہوتا ہے کہ جب تک میت کو رکھ
نہ دیا جائے، بیٹھے سے گریز کیا جائے۔ لیکن بعد میں بیٹھنے کے حکم والی روایات سے بعض علماء کے نزدیک اس کا نسخ اور
بعض کے نزدیک دونوں باتوں کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۳۱۷۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم
نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ
گزر رہا تھا آپ ﷺ اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب
ہم نے اس کو کندھا دینا چاہا تو معلوم ہوا کہ یہ یہودی کا
جنازہ ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ
یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ موت ایک
المناک حادثہ ہے جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو اس کے
لیے کھڑے ہو جایا کرو۔“

۳۱۷۴- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ
الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ
مِقْسَمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ قَالَ: كُنَّا مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ إِذْ مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا: فَلَمَّا
ذَهَبْنَا لِنَحْمِلَ إِذَا هِيَ جَنَازَةٌ يَهُودِيٍّ،
فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا هِيَ جَنَازَةٌ
يَهُودِيٍّ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَوْتَ فَرَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمْ
جَنَازَةً فَقُومُوا».

🌞 فائدہ: اس حدیث میں کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ لیکن اس کے بعد والی روایت میں صراحت ہے کہ بعد میں نبی
ﷺ بیٹھے لگ گئے تھے۔ اس لیے کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہے یا پھر دونوں ہی باتیں جائز ہیں۔

۳۱۷۵- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ نبی ﷺ جنازوں کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے
تھے مگر بعد میں بیٹھے لگ گئے تھے۔

۳۱۷۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو
ابْنِ سَعْدٍ عَنْ مُعَاذِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ
جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ،

۳۱۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ح: ۱۳۱۱، ومسلم، الجنائز، باب
القيام للجنازة، ح: ۹۶۰ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۳۱۷۵- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ۹۶۲ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري
به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۳۲/۱.

عن عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ.

جنازے میں سوار ہو کر جانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۷۶- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جنازے کے لیے کھڑے رہتے تھے حتیٰ کہ اسے لحد میں اتار دیا جاتا ایک یہودی عالم کا آپ کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے کہا: ہم بھی ایسے ہی کرتے ہیں۔ تو نبی ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔ ان کی مخالفت کرو۔“

۳۱۷۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بَهْرَامٍ الْمَدَائِنِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَسْبَاطِ الْحَارِثِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُومُ فِي الْجَنَازَةِ حَتَّى تُوَضَعَ فِي اللَّحْدِ، فَمَرَّ بِهِ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: هَكَذَا نَفْعَلُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: «اجْلِسُوا، خَالِفُوهُمْ».

☀️ فائدہ: کفار کی مخالفت کرنے کا حکم ان کے دینی امور اور خاص قومی عادات میں ہے امور عامہ و عادیہ میں نہیں۔

(المعجم ۴۳، ۴۴) - باب الرُّكُوبِ فِي الْجَنَازَةِ (التحفة ۴۸)

۳۱۷۷- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ تھے تو آپ کو سواری پیش کی گئی مگر آپ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا پھر جب واپس ہوئے اور سواری پیش کی گئی تو آپ سوار ہو گئے۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: ”تحقیق فرشتے چل رہے تھے تو مجھے لائق نہ تھا کہ وہ چل رہے

۳۱۷۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ ثَوْبَانَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِدَايَةِ وَهُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَ فَلَمَّا انْصَرَفَ

۳۱۷۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس قبل أن توضع، ح: ۱۰۲۰، وابن ماجه، ح: ۱۵۴۵ من حديث أبي الأسباط بشر بن رافع الحارثي به، وقال الترمذي: "غريب، وبشر بن رافع ليس بالقوي في الحديث" * عبدالله بن سليمان بن جنادة ضعيف، وأبوه منكر الحديث، فالسند ضعيف جداً، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث مسلم، ح: ۹۶۲ يغني عنه.

۳۱۷۷- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۲۳ من حديث عبد الرزاق به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۵۵، ووافقه الذهبي * يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن.



جنازے کے آگے آگے چلنے سے متعلق احکام ومسائل

أَتَيْ بِدَايَةِ فَرَكَبٍ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِي فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبْ هُوَ كَمَا»
وَهُمْ يَمْشُونَ فَلَمَّا ذَهَبُوا رَكِبْتُ».

🌞 فائدہ: صاحب ایمان کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ فرشتے بھی اس کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں نیز اصحاب فضل کا از حد ادب کرنا چاہیے جس کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی موجودگی میں سوار ہونا پسند نہ فرمایا۔ ویسے جنازے کے ساتھ سوار ہو کے جانا جائز ہے، مگر سوار پیچھے پیچھے رہے۔

۳۱۷۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ: سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمْرَةَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ شُهُودٌ، ثُمَّ أَتَيْ بِفَرَسٍ فَعَقَلَ حَتَّى رَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَسْعَى حَوْلَهُ ﷺ.

۳۱۷۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن دحداح رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا اور ہم اس میں موجود تھے پھر ایک گھوڑا لاکر باندھ دیا گیا حتیٰ کہ آپ اس پر سوار ہو گئے پھر وہ آپ کے ساتھ درمیانی رفتار سے تیز تیز چلنے لگا اور ہم بھی آپ کے ساتھ ارد گرد میں تیز تیز چلنے لگے۔

(المعجم ۴۴، ۴۵) - باب المَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ (التحفة ۴۹)

باب: ۳۵، ۳۴- جنازے کے آگے آگے چلنا

۳۱۷۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا شَفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

۳۱۷۹- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ یہ لوگ جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے۔

🌞 فائدہ: حسب احوال میت کے آگے آگے پیدل چلنا جائز ہے اس میں میت کی کوئی بے ادبی نہیں ہوتی۔

۳۱۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ركوب المصلي على الجنائز إذا انصرف، ح: ۹۶۵ من حديث شعبة به.

۳۱۷۹- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي أمام الجنائز، ح: ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، وابن ماجه، ح: ۱۴۸۲، والنسائي، ح: ۱۹۴۶ من حديث شفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وتابعه منصور وبكر ابن وائل وغيرهما، والحديث أخرجه الترمذي، وقال النسائي: "هذا خطأ، والصواب مرسل" * الصواب أنه متصل أيضاً، والزهرى صرح بالسماع، والحمد لله.

میت کو جلدی دفن کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۱۸۰- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”سوار آدمی جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل لوگ اس کے پیچھے آگے دائیں اور بائیں اس کے قریب قریب چلیں اور بچہ جو ناقص پیدا ہو اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔“

۳۱۸۰- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: وَأَحْسَبُ أَنَّ أَهْلَ زِيَادٍ أَخْبَرُونِي أَنَّهُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا وَأَمَامَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيبًا مِنْهَا وَالسَّقَطُ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ».



فوائد و مسائل: ① [السَّقَطُ] (سین پر تینوں حرکات کے ساتھ) اس سے مراد ناقص بچہ ہے۔ ② ناقص پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ ادا کرنے کی بابت اختلاف ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ بچہ اگر زندگی کی علامت کے ساتھ پیدا نہ ہو تو بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ یہی قول ابن سیرین اور ابن مسیب رضی اللہ عنہما کا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اگر اس پر چار مہینے دس دن گزر چکے ہوں اور اس میں روح پھونک دی گئی ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب پیدا ہو اور علامت زندگی موجود ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اتنا مزید کہا ہے کہ اگر زندگی کی علامت نہ ہو تو نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ اس کے قائل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مالک رحمۃ اللہ علیہ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (عون المعبود) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔



باب: ۳۶۳۵- جنازہ جلدی لے

جانے کا بیان

(المعجم ۴۵، ۴۶) - باب الإسراع

بِالْجَنَازَةِ (التحفة ۵۰)

۳۱۸۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جنازہ جلدی لے جاؤ، اگر

۳۱۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْبَانٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ

۳۱۸۰- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الأطفال، ح: ۱۰۳۱، من حديث زياد بن جبير به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۵۰۷، والنسائي، ح: ۱۹۵۰، وصححه ابن حبان، ح: ۷۶۹، والحاكم على شرط البخاري: ۱/ ۳۶۳، ووافقه الذهبي.

۳۱۸۱- [تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنائز، ح: ۱۳۱۵، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنائز، ح: ۹۴۴ من حديث سفيان بن عيينة به.

۲۰- کتاب الجنائز

میت کو جلدی دفن کرنے سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنَّ تَكْ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تَقْدُمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكْ سَمَوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

وہ نیک اور صالح ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف آگے لے جا رہے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو وہ ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار پھینک رہے ہو۔“

فائدہ: وفات ہو جانے کے بعد میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنی چاہیے دور دراز کے اقارب و احباب کو جمع کرنا اور ان کی آمد کے انتظار میں تاخیر کرنا ایک غیر شرعی اور نامناسب عمل ہے۔

۳۱۸۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَكُنَّا نَمْشِي مَشْيًا خَفِيفًا فَلَحَقْنَا أَبُو بَكْرَةَ فَرَفَعَ سَوْطَهُ فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَزْمُلُ رَمَلًا.

۳۱۸۲- حضرت عیینہ بن عبد الرحمن اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک تھے اور ہم میت کو اٹھائے آہستہ آہستہ چل رہے تھے، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہمیں پیچھے سے آن ملے تو انہوں نے اپنا کوڑا بلند کیا اور کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور (میت کو اٹھا کر) درمیانی چال سے دوڑ رہے ہوتے تھے۔

فائدہ: اس واقعہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا ذکر صحیح نہیں صحیح ”عبد الرحمن بن سمرہ“ ہے جیسا کہ درج ذیل روایت میں ہے۔

۳۱۸۳- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ عُيَيْنَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَا:

۳۱۸۳- خالد بن حارث اور عیسیٰ بن یونس نے عیینہ بن عبد الرحمن سے یہ روایت نقل کی تو ان دونوں نے عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے جنازے کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ (ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) اپنا فخر دوڑا کر لائے اور اپنے کوڑے سے اشارہ کیا۔

۳۱۸۲- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب السرعة بالجنائز، ح: ۱۹۱۴ من حديث عيينة بن عبد الرحمن به، وصححه الحاكم: ۳۵۵/۱، ووافقه الذهبي * قوله عثمان بن أبي العاص وهم، والصواب في جنازة عبد الرحمن بن سمره، انظر الحديث الآتي.

۳۱۸۳- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب السرعة بالجنائز، ح: ۱۹۱۳ من حديث خالد ابن الحارث به، وانظر الحديث السابق.

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے کے احکام و مسائل

فِي جَنَازَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ:
فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ بَغْلَتُهُ وَأَهْوَى بِالسَّوْطِ.

۳۱۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جنازہ کے ساتھ چلنے کا کیا ادب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”درمیانی سی تیز رفتار سے چلا جائے اگر وہ نیک ہے تو بھلائی کی طرف جلدی لے جاتے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو دوزخیوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جنازہ آگے آگے ہونا چاہیے پیچھے نہیں ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ کوئی اس کے آگے چلے۔“

۳۱۸۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَحْيَى الْمُجَبَّرِ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّيْمِيُّ - عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْنَا نَبِيَّنَا ﷺ عَنِ الْمَشِيِّ مَعَ الْجَنَازَةِ فَقَالَ: «مَا دُونَ الْخَبَبِ، إِنْ يَكُنْ خَيْرًا تَعَجَّلَ إِلَيْهِ، وَإِنْ يَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ فَبَعْدًا لِأَهْلِ النَّارِ، وَالْجَنَازَةُ مَتَّبِعَةٌ وَلَا تَتَّبِعْ، لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے (یحییٰ المجبر) یہ یحییٰ بن عبداللہ ہے اور یہی یحییٰ الجابر ہے۔
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کوئی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ، هُوَ يَحْيَى ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَهُوَ يَحْيَى الْجَابِرُ.
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا كُوفِيٌّ، وَأَبُو مَاجِدَةَ بَصْرِيٌّ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوماجدہ بصری غیر معروف راوی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو مَاجِدَةَ هَذَا لَا يُعْرَفُ.

باب: ۴۶، ۴۷- امام خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہ پڑھائے

(المعجم ۴۶، ۴۷) - باب الإمام لا يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ (التحفة ۵۱)

🌞 فائدہ: امام سے مراد علاقے کا امام اعظم ہے اور معاشرے کی محترم و معتبر شخصیات بھی اسی کے تابع ہیں۔

۳۱۸۵- حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنَا ۳۱۸۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۱۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي خلف الجنازة، ح: ۱۰۱۱ من حديث يحيى المجبر به، وقال: "غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۴۸۴ * يحيى بن عبدالله لين الحديث، وأبو ماجدة مجهول.

۳۱۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلوة على القاتل نفسه، ح: ۹۷۸ من حديث زهيره مختصراً.



شرعی حد میں قتل کیے جانے والے کی نماز جنازہ پڑھنے کے احکام و مسائل

کہ ایک شخص بیمار ہو گیا، (اس کے گھر والے) اس پر رونے لگے۔ تو اس کا ہمسایہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ وہ آدمی فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے کیا خبر؟“ اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ وہ نہیں مرا ہے۔“ تو وہ لوٹ گیا۔ گھر والے اس آدمی پر پھر رونے لگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ وہ مر گیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ نہیں مرا ہے“ تو وہ لوٹ گیا۔ تو لوگ اس پر پھر رونے لگے۔ اس کی بیوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں خبر کرو۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر۔ پھر وہ آدمی آیا اور دیکھا کہ اس نے اپنے آپ کو تیر (یا نیزے) کے پھل سے جو اس کے پاس تھا ذبح کر لیا تھا۔ تو وہ نبی ﷺ کی طرف چلا اور آپ کو خبر دی کہ وہ مر گیا ہے۔ آپ نے کہا: ”تمہیں کیسے خبر ہوئی؟“ اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے کہ اس نے نیزے کے پھل کے ساتھ اپنے آپ کو ذبح کر لیا ہے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا تو نے خود اسے دیکھا ہے؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تب میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔“

فائدہ: خود کشی گویا اللہ کی تقدیر سے ناراضی کا اظہار ہے۔ اس لیے امام اعظم اور دیگر معتبر شخصیات اس کا جنازہ نہ

پڑھیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور عام مسلمان پڑھیں۔

باب: ۴۷-۴۸- جو شخص شرعی حد میں قتل کیا

جائے اس کی نماز جنازہ

۳۱۸۶- حضرت ابو بزرہ اسلمی سے روایت ہے کہ

(المعجم ۴۷، ۴۸) - باب الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ قَتَلْتَهُ الْحُدُودُ (التحفة ۵۲)

۳۱۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو

۳۱۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۹/۴ من حديث أبي عوانة به * النفري البصريون كلهم ۴۴

بچے کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ أَبِي بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يُصَلِّ عَلَى مَا عِزِّ بْنِ مَالِكٍ وَلَمْ يَنْتَهَ عَنْ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی لیکن دوسروں کو روکا نہیں تھا۔

فوائد و مسائل: ① بعض روایات کی رو سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا جنازہ نہیں پڑھا مگر عامدیہ کا جنازہ پڑھا تھا۔ اور یہ دونوں ہی حدیثوں میں رجم کیے گئے تھے۔ ② اس قسم کے مسئلے میں امام حسب مصلحت کسی بھی صورت پر عمل کر سکتا ہے۔ جبکہ عام مسلمانوں کو ان کا جنازہ پڑھنا چاہیے۔ قصہ ماعز کی روایات کی تفصیل کے لیے دیکھیں ارواء الغلیل ج: ۷ حدیث: ۲۳۲۲ جبکہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھے جانے کی روایت کو رائج قرار دیتے ہیں۔ (نیل الاوطار، باب: الصلاة على من قتل في حد)

(المعجم ۴۸، ۴۹) - بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ (التحفة ۵۳)

باب: ۴۸/۴۹ - بچے کی نماز جنازہ



۳۱۸۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيَةِ عَشَرَ شَهْرًا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۳۱۸۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی جب کہ ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

فوائد و مسائل: ① بچہ جب زندہ پیدا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا مسنون ہے۔ اسی طرح اس بچے کی بھی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے جس کی ولادت قبل از وقت ہو جائے۔ اس کے لیے یہ شرط بھی نہیں کہ وہ زندہ بطن مادر سے باہر آئے بلکہ مردہ بھی ساقط ہوگا تب بھی اس کی نماز پڑھنی صحیح ہوگی بشرطیکہ اس حمل پر چار مہینے گزر چکے ہوں۔ نماز جنازہ میں اس کے والدین کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے۔ جس حدیث میں بچے کی نماز جنازہ کے لیے استہلال (زندگی) کی شرط ہے وہ ضعیف ہے۔ (احکام الجنائز، للالبانی) تاہم یہ ضروری اور واجب نہیں۔ ایک مشروع امر

﴿مجهولون، وحديث عبدالرزاق: ۱۳۳۹، والبخاري: ۶۸۲۰ يغني عنه.﴾

۳۱۸۷ - تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/۲۶۷ عن يعقوب بن إبراهيم به.

۲۰- کتاب الجنائز

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

ہے یعنی اگر کوئی نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ ② حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ شاید سورج گرہن کی نماز میں مشغولیت تھی یا ممکن ہے کہ اس فضیلت کی بنا پر جو انہیں رسول اللہ ﷺ کا فرزند ہونے کی نسبت سے حاصل تھی اس پر کفایت کی گئی۔ (خطابی)

۳۱۸۸ (أ) - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ :
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ
قَالَ : سَمِعْتُ الْبَهَّيَّ قَالَ : لَمَّا مَاتَ
إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ فِي الْمَقَاعِدِ .
۳۱۸۸ - وائل بن داود نے کہا کہ میں نے بھی
سے سنا وہ کہتے تھے: جب نبی ﷺ کے فرزند حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مقام
مقاعد میں ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔

۳۱۸۸ (ب) - قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ
ابْنِ يَعْقُوبَ الطَّلَقَانِيَّ قِيلَ لَهُ حَدِّثْكُمْ ابْنُ
الْمُبَارَكِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ
عَطَاءٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى ابْنِهِ
إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِينَ لَيْلَةً .
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سعید بن
یعقوب طالقانی پر قراءت کی ان سے دریافت کیا گیا کہ
کیا آپ کو ابن مبارک عن یعقوب بن قعقاع بواسطہ
عطاء نبی ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے
اپنے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کا جنازہ پڑھا تھا جبکہ وہ
ستر دنوں کا تھا۔

فائدہ: یہ روایات ضعیف ہیں۔ صحیح روایات اسی بات کی تائید کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے فرزند گرامی ابراہیم کی نماز
جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (احکام الجنائز، للالبانی، رحمہ اللہ تعالیٰ)

(المعجم ۴۹، ۵۰) - باب الصَّلَاةِ عَلَى
الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۵۴)
باب: ۵۰، ۴۹ - مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

۳۱۸۹ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ :
حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ
عَجْلَانَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ
عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ
۳۱۸۹ - ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے وہ کہتی ہیں: قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء
کے بیٹے سہیل کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

۳۱۸۸ - (أ، ب) تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹/۴ من حديث أبي داود به، والسند مرسل .

۳۱۸۹ - تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الجنائز في المسجد،
ح: ۱۵۱۸ من حديث فليح بن سليمان به، ورواه مسلم، ح: ۹۷۳ من حديث عباد بن عبد الله به .

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ سُهَيْلِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

۳۱۹۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ ابْنِي بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ، سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ.

۳۱۹۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی تھی۔

☀️ فائدہ: مسجد میں نماز جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج کی بات نہیں اور اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو میت کو ناپاک خیال کرتے ہیں یا جو یعنی اوہام کا شکار ہوتے ہیں کہ کہیں اس سے کوئی آلائش نہ نکل آئے۔ تاہم عیدہ گاہ میں پڑھنا افضل ہے۔

۳۱۹۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنِي صَالِحٌ مَوْلَى التَّوَّامَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ».

۳۱۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی میت کا جنازہ مسجد میں ادا کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ”فلا شئ علیہ“ کے الفاظ کے بجائے ”فلا شئ علیہ“ کو صحیح قرار دیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے والے کو کچھ نہیں ملے گا اور اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ خاص اجرا سے نہیں ملے گا، صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا، مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جاسکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل قرار پائے گا۔ واللہ اعلم۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ”الصحيحۃ“ ۲/۲۶۵: ۲۳۵۱: حدیث)

۳۱۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوة على الجنازة في المسجد، ح: ۹۷۳ عن هارون بن عبد الله به.
۳۱۹۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الجنازة في المسجد، ح: ۱۵۱۷ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به * صالح حدث به قبل اختلاطه، وقوله: "فلا شيء عليه" الصواب: "فلا شيء له" يعني من الأجر الخاص كما فسرہ السندی.



(المعجم ۵۰، ۵۱) - باب الدفن عند
طلوع الشمس وغروبها (التحفة ۵۵)

۳۱۹۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ قَالَ: ثَلَاثَ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِزَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظُّهْمَةِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيِّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ، أَوْ كَمَا قَالَ.

(المعجم ۵۲) - باب: إِذَا حَضَرَ جَنَائِزُ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مَنْ يُقَدِّمُ (التحفة ۵۶)

۳۱۹۳- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمَّارُ مَوْلَى الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ: أَنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةَ أُمِّ كَلْثُومٍ وَابْنَتِهَا فَجُعِلَ الْغَلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ، فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ، وَفِي الْقَوْمِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالُوا: هَذِهِ السُّنَّةُ.

اوقات دفن اور مرد و عورت کے جنازے سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۵۱۵۰- سورج طلوع یا غروب
ہوتے وقت دفن کرنا

۳۱۹۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین اوقات کے متعلق رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرمایا کرتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا اپنی میتوں کو دفن کریں: جب سورج نکل رہا ہو حتیٰ کہ بلند ہو جائے عین دوپہر (زوال) کے وقت حتیٰ کہ ڈھل جائے اور جب غروب ہونے کے قریب ہو حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔ راوی کہتا ہے کہ نبی ﷺ کے الفاظ اسی کے قریب تھے۔

باب: ۵۲- مردوں اور عورتوں کے جنازے
اکٹھے آجائیں تو کسے آگے کیا جائے؟

۳۱۹۳- حضرت عمار مولیٰ حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ وہ ام کلثوم (دختر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) زوجہ محترمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے (زید اکبر) کے جنازے میں حاضر تھے۔ پس (امیر مدینہ نے) بچے کو امام کی طرف رکھا تو میں نے اس کا انکار کیا، جماعت میں حضرات ابن عباس، ابوسعید خدری، ابوقنادہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم موجود تھے تو انہوں نے کہا: یہی سنت ہے۔

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ مرد کو امام کی طرف اور عورت کو اس کے بعد رکھا جائے۔ اور دوسری اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی

۳۱۹۲- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلوة فيها، ح: ۸۳۱ من حديث موسى بن عليّ بن وهيب.

۳۱۹۳- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۳۳/۴ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ۱۹۷۹.

۲۰- کتاب الجنائز

امامت نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

کہ حضرات اہل بیتؑ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرامؓ کے آپس کے تعلقات انتہائی قربت اور اخوت کے تھے۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ان کے مابین عداوت و مخالفت باور کراتے ہیں۔

(المعجم ۵۱، ۵۳) - **بَابُ: أَيْنَ يَقُومُ**
الإمام من المَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ
(التحفة ۵۷)

۳۱۹۴- حضرت نافع ابوغالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں (بصرہ میں) مرید محلہ کی ایک گلی میں تھا کہ ایک جنازہ گزرا، اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ لوگوں نے کہا: یہ عبداللہ بن عمر کا جنازہ ہے تو میں بھی اس کے ساتھ ہو گیا۔ میں نے ایک آدمی دیکھا جو ایک باریک سی اونٹنی چادروڑھے ہوئے اپنے چھوٹے سے گھوڑے پر سوار تھا، دھوپ سے بچاؤ کے لیے اس نے اپنے سر پر کپڑا رکھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ محترم بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ (صحابی رسول) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ جب میت کو رکھا گیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کا جنازہ پڑھایا، میں ان کے پیچھے تھا میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ آپ اس میت کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے اور چار تکبیریں کہیں۔ آپ نے نماز میں طوالت کی نہ جلدی۔ پھر بیٹھنے لگے تو لوگوں نے کہا: اے ابوجزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ ایک انصاری خاتون (کا جنازہ) ہے اور وہ اسے قریب لائے اور میت کے اوپر سبز رنگ کا

۳۱۹۴- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ نَافِعِ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ فِي سِكَّةِ الْمَرْبِدِ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ وَمَعَهَا نَاسٌ كَثِيرٌ قَالُوا: جَنَازَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَتَبِعْتُهَا فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ عَلَيْهِ كِسَاءٌ رَقِيقٌ عَلَى بُرْيُذَيْنَتِهِ وَعَلَى رَأْسِهِ خِرْقَةٌ تَقِيهِ مِنَ الشَّمْسِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا الدُّهْقَانُ قَالُوا: هَذَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ قَامَ أَنَسٌ فَصَلَّى عَلَيْهَا وَأَنَا خَلْفُهُ لَا يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ لَمْ يُطِلْ وَلَمْ يُسْرِعْ ثُمَّ ذَهَبَ يَقْعُدُ، فَقَالُوا: يَا أَبَا حَمَزَةَ! الْمَرْأَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ، فَقَرَّبُوهَا وَعَلَيْهَا نَعْشٌ أَخْضَرُ، فَقَامَ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا نَحْوَ صَلَاتِهِ عَلَى الرَّجُلِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ: يَا أَبَا حَمَزَةَ! هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ كَصَلَاتِكَ، يُكَبِّرُ عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَيَقُومُ



۳۱۹۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أين يقوم الإمام من الرجل والمرأة، ح: ۱۰۳۴ من حديث نافع أبي غالب به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۴۹۴ * وقول أبي غالب: 'فسللت عن صنع أنس... الخ' ضعيف لجهالة الدين حدثه.

عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ وَعَجِيزَةَ الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: يَا أَبَا حَمَزَةَ! غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ غَزَوْتُ مَعَهُ حَتَّى رَأَيْنَا خَيْلَنَا الْمُشْرِكُونَ فَحَمَلُوا عَلَيْنَا حَتَّى رَأَيْنَا خَيْلَنَا وَرَاءَ ظُهُورِنَا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يَحْمِلُ عَلَيْنَا فَيَقْدِفُنَا وَيَحْطِمُنَا، فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ وَجَعَلَ يُجَاءُ بِهِمْ فَيُبَايِعُونَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ عَلَيَّ نَذْرًا إِنْ جَاءَ اللَّهُ بِالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ مِنْذُ الْيَوْمِ يَحْطِمُنَا لِأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجِيءَ بِالرَّجُلِ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ثَبْتُ إِلَى اللَّهِ، فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُبَايِعُهُ لِنَفْيِ الْآخِرِ بِنَذْرِهِ قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَتَصَدَّى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَأْمُرَهُ بِقَتْلِهِ وَجَعَلَ يَهَابُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقْتُلَهُ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ لَا يَصْنَعُ شَيْئًا بِبَايَعِهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَذِرِي، قَالَ: «إِنِّي لَمْ أُمْسِكْ عَنْهُ مِنْذُ الْيَوْمِ إِلَّا لِتُوفِي بِنَذْرِكَ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا أَوْمَضْتَ إِلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِنَفْيِ أَنْ يُؤْمِضَ».

پردہ تھا۔ (تابوت نماز کا وٹ جو عورت کی نعش پر رکھی جاتی ہے) تو آپ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے اور جنازہ پڑھایا جیسے کہ مرد کا پڑھایا تھا پھر آپ بیٹھ گئے۔ تو علماء بن زیاد نے پوچھا: اے ابو حمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی جنازہ پڑھایا کرتے تھے جیسے کہ آپ نے پڑھایا ہے کہ چار تکبیریں کہتے اور مرد کے لیے اس کے سر کے سامنے اور عورت کے لیے اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: اے ابو حمزہ! کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں بھی شریک رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا کہ مشرکین نکلے اور ہم پر حملہ کر دیا حتیٰ کہ ہم نے اپنے گھوڑوں کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے دیکھا (ہم پسپا ہو گئے) اور ان مشرکین میں ایک آدمی تھا جو ہمیں کچلے جا رہا تھا اور اس نے ہمیں توڑ کے رکھ دیا تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں پسپا کر دیا۔ اور پھر ان لوگوں کو لایا گیا اور وہ اسلام پر بیعت کرنے لگے۔ اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا تھا: مجھ پر یہ نذر رہے کہ اگر اللہ اس آدمی کو لے آیا جو آج ہمیں کھلتا رہا ہے تو میں بالضرور اس کی گردن اڑاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ (یہ سن کر) خاموش رہے اور اس آدمی کو لے آیا گیا۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ اور پھر آپ رکے رہے اور اس سے بیعت نہیں لی تاکہ وہ صحابی اپنی نذر پوری کر لے۔ راوی کہتا ہے: اور وہ صحابی بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے

امامت نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

آتا رہا تاکہ آپ ﷺ اسے اس شخص کو قتل کر دینے کا حکم ارشاد فرمائیں۔ جبکہ وہ اپنے طور پر اس کو قتل کر دینے میں رسول اللہ ﷺ سے ہیبت میں تھا۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ وہ صحابی کچھ نہیں کر رہا ہے تو آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر اس صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نذر (کا کیا ہوگا؟) آپ نے فرمایا: ”میں تو اسی لیے رکا رہا کہ تو اپنی نذر پوری کر لے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کر دیا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی نبی کو لائق نہیں کہ آنکھ سے اشارہ کرے۔“

ابو غالب کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے متعلق دریافت کیا جو وہ عورت کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ تو لوگوں نے کہا کہ (پہلے) یہ اس لیے ہوتا تھا کہ میت پر تابوت نہیں رکھا جاتا تھا تو امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو جاتا تھا تاکہ اس کے لیے قوم سے پردہ بن جائے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ ”مجھے لوگوں کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہہ دیں۔“ اس حدیث کی روشنی میں منسوخ ہے جس میں کہ قتل کی نذر پوری کر دینے کا بیان آیا ہے۔ حالانکہ اس شخص نے کہہ دیا تھا کہ ”میں توبہ کرتا ہوں۔“

قال أَبُو غَالِبٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ صَنِيعِ أَنَسٍ فِي قِيَامِهِ عَلَى الْمَرْأَةِ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا، فَحَدَّثُونِي أَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّهُ لَمْ تَكُنِ النُّعُوشُ فَكَانَ الْإِمَامُ يَقُومُ حِيَالَ عَجِيزَتِهَا يَسْتُرُهَا مِنَ الْقَوْمِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» نَسَخَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ الْوَفَاءَ بِالنَّذْرِ فِي قَتْلِهِ يَقُولُهُ: إِنِّي قَدْ تَبْتُ.

فوائد و مسائل: ① مردوں اور عورتوں کی نماز جنازہ میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے لیے اس کے سر یا سینے کے مقابل۔ ② آنکھ سے چھپا اشارہ کرنا شرعی اور اخلاقی اعتبار سے انتہائی معیوب عمل ہے۔ اسے ”خائن آنکھ“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (سنن ابی داؤد، الجہاد، حدیث: ۲۶۸۳)



③ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کا ایک معروف حدیث کو منسوخ کہنا محل نظر ہے۔ ④ میت پر تابوت رکھنا کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔

⑤ بعض جنگی مجرمین کی توبہ اور ان کا اسلام قبول کرنا نہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی مصلحت پر موقوف تھا۔

۳۱۹۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسَطُهَا.

۳۱۹۵- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں ایک عورت کا جنازہ پڑھا جو کہ ایام نفاس میں فوت ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ اس کے درمیان کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔

☀ فائدہ: مسلمان عورت اپنے ایام حیض اور نفاس کے دنوں میں فوت ہو تب بھی اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

(المعجم ۵۲، ۵۴) - باب التَّكْبِيرِ عَلَى

باب: ۵۲، ۵۴- جنازے کی تکبیرات کا بیان

الْجَنَازَةِ (التحفة ۵۸)

۳۱۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرِ رَاطِبٍ فَصَفُّوا عَلَيْهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: الثَّقَةُ مَنْ شَهِدَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ.

۳۱۹۶- جناب شععی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک تازہ بنی ہوئی قبر کے پاس سے گزرے تو صحابہ نے اس پر صف بنائی (جنازہ پڑھا گیا) اور آپ ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔ ابواسحق کہتے ہیں: میں نے شععی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو یہ کس نے بیان کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک ثقہ (قابل اعتماد) شخصیت نے جو اس جنازے میں حاضر تھی یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

۳۱۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبْاطِبَايُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ،

۳۱۹۷- عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک جنازے پر آپ نے پانچ تکبیریں

۳۱۹۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلوة على النفساء إذا ماتت في نفاسها، ح: ۱۳۳۱ عن مسدد، ومسلم، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلوة عليه، ح: ۹۶۴ من حديث حسين المعلم به.

۳۱۹۶- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوة على القبر، ح: ۹۵۴ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الجنائز، باب الإذن بالجنائز، ح: ۱۲۴۷ من حديث أبي إسحاق به.

۳۱۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوة على القبر، ح: ۹۵۷ عن محمد بن المثنى به.

نماز جنازہ کی قراءت سے متعلق احکام و مسائل

عن عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَرْقَمَ، يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا، وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ خَمْسًا، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ الْمُثَنَّى
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن ثنی کی
حدیث خوب یاد ہے۔

☀️ فائدہ: تکبیرات جنازہ تین سے لے کر نو تک مروی ہیں۔ مگر چار پر سلف اور خلف کا اجماع ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ دوسری کے بعد درود ابراہیمی تیسری کے بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہوتا ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ۵۳، ۵۵) - باب مَا يُقْرَأُ عَلَى
الْجَنَازَةِ (التحفة ۵۹)

۳۱۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ: صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ: إِنَّهَا مِنَ السُّنَّةِ.

۳۱۹۸- حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ پڑھا تو انہوں نے سورۃ فاتحہ کی قراءت کی اور کہا: یہ سنت ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① صحابی کا یہ کہنا کہ ”یہ سنت ہے“ مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس کا کوئی تعلق صحابی کے قیاس یا اجتہاد سے نہیں ہوتا۔ ⑤ پہلی تکبیر کے بعد قراءت فاتحہ ہونی چاہیے۔ ⑥ اس حدیث میں جنازہ جہری آواز سے پڑھنے کی بھی دلیل ہے۔

(المعجم ۵۴، ۵۶) - باب الدُّعَاءِ
لِلْمَيِّتِ (التحفة ۶۰)

۳۱۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى

۳۱۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۳۱۹۸- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة، ح: ۱۳۳۵ عن محمد بن كثير العبدی به.

۳۱۹۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلوة على الجنازة، ۴۴

میت کے لیے دعا سے متعلق احکام و مسائل

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جب تم کسی میت کا جنازہ پڑھو تو اس کے لیے اخلاص سے دعا کیا کرو۔“

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ».

۳۲۰۰- حضرت مروان بن حکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جنازہ پڑھتے ہوئے کیسے سنا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس سب کے باوجود جو تم نے کہا ہے؟ اس نے کہا: ہاں..... راوی نے وضاحت کی کہ ان دونوں کے مابین اس سے پہلے کوئی بات ہوئی تھی..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبُّهَا، وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جَنِّتْنَا شُفْعَاءَ (لَهُ) فَاعْفِرْ لَهُ] ”اے اللہ! تو اس میت کا رب ہے، تو نے ہی اسے پیدا کیا ہے اور دین اسلام کی ہدایت دی ہے اور تو نے ہی اس کی روح قبض کی ہے اور تو اس کے باطن اور ظاہر سے بخوبی آگاہ ہے، ہم اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں تو اسے معاف فرما دے۔“

۳۲۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَلَّاسِ عُقْبَةُ بْنُ سَيَّارٍ أَوْ سِنَانٌ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ شَمَّاحٍ قَالَ: شَهِدْتُ مَرْوَانَ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ؟ قَالَ: أَمَعَ الَّذِي قُلْتُ؟ قَالَ: نَعَمْ - قَالَ: كَلَامٌ كَانَ بَيْنَهُمَا قَبْلَ ذَلِكَ - قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جَنِّتْنَا شُفْعَاءَ (لَهُ) فَاعْفِرْ لَهُ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ نے سند کے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَخْطَأَ شُعْبَةُ فِي اسْمِ

﴿ح: ۱۴۹۷ من حديث محمد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۵۴، ۷۵۵﴾ ابن إسحاق صرح بالسماع.

۳۲۰۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۶۳/۲، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۱۰۷۸ من حديث عبد الوارث به * علي بن شَمَّاح ذكره ابن حبان في الثقات، وبعثه سعيد بن العاص إلى المدينة، وحسن له الحافظ في الفتوحات الربانية: ۱۷۶/۵.

۲۰۔ کتاب الجنائز

میت کے لیے دعائے متعلق احکام و مسائل

عَلِيِّ بْنِ شَمَّاحٍ قَالَ فِيهِ: عُثْمَانُ بْنُ شَمَّاسٍ. ایک راوی علی بن شامخ کے نام میں غلطی کرتے ہوئے اسے عثمان بن شماس کہہ دیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْمُؤَصِّلِيَّ يُحَدِّثُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ قَالَ: مَا أَعْلَمُ أَنِّي جَلَسْتُ مِنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ مَجْلِسًا إِلَّا نَهَى فِيهِ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ وَجَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ. امام ابو داؤد نے کہا: میں نے احمد بن ابراہیم موصلی سے سنا جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کرتے تھے کہ میں جب بھی حماد بن زید کی مجلس میں بیٹھا تو وہ عبدالوارث اور جعفر بن سلیمان سے روایت لینے سے منع کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت حسن درجے کی ہے اس لیے جنازے کی دیگر دعاؤں کے ساتھ ساتھ اس کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

۳۲۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقْمِيُّ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرْنَا وَأُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا. اللَّهُمَّ! مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَآخِ بِهِ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، اللَّهُمَّ! لَا تُحَرِّمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ» [اے اللہ! ہمارے زندوں اور مرنے والوں کو بخش دے اور چھوٹوں کو اور بڑوں کو مردوں کو اور عورتوں کو حاضر موجود لوگوں کو اور جو موجود نہیں ہیں انہیں بھی بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اسے ایمان کے ساتھ زندہ رکھ اور جسے تو موت دے اسے اسلام پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں اس مرنے والے کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کر دینا۔]

جسے تو موت دے اسے اسلام پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں اس مرنے والے کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کر دینا۔

۳۲۰۱۔ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما يقول في الصلوة على الميت، ح: ۱۰۲۴ من حديث الأوزاعي به، وذكر كلاماً، وصححه ابن حبان، ح: ۷۵۷، والحاكم ۳۵۸/۱، على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع.

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام ومسائل

☀️ **قائدہ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دعان کریا در کر لینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جنازہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے

پڑھا تھا۔

۳۲۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: وَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ، وَحَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَتَمُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةُ الْقَبْرِ». قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: «فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلٍ جَوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اللَّهُمَّ فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ». قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جَنَاحٍ.

۳۲۰۲- حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: «اللَّهُمَّ! إِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةُ الْقَبْرِ» جبکہ عبد الرحمن بن ابراہیم نے یوں کہا: «فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلٍ جَوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اللَّهُمَّ فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ» اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمے (کفالت) میں ہے اور تیری ہمسائیگی اور امان میں آ گیا ہے۔ سو تو اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما دے تو اپنے وعدے وفا کرنے والا اور حق والا ہے۔ اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما بلاشبہ تو بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“ عبد الرحمن نے سند بیان کرتے ہوئے (حَدَّثَنَا کے بجائے) [عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جَنَاحٍ] کہا۔

☀️ **فوائد ومسائل:** ① یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ جنازے میں دعا بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔ ② اس دعا میں میت اور اس کے والد کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔ ③ چاہیے کہ جنازے کی مختلف دعائیں یاد کی جائیں اور بچوں کو یاد کرائی جائیں تاکہ میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرنے کا حق ادا ہو سکے۔ ④ یہ دعائیں اس وقت مقبول ہوتی ہیں جب میت خود اور اس کا جنازہ پڑھنے والے کماحقہ مسلمان ہوں۔

باب: ۵۵-۵۷- قبر پر جنازہ پڑھنا

(المعجم ۵۵، ۵۷) - باب الصلاة على

القبر (التحفة ۶۱)

۳۲۰۲- **تخریج:** [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلوة على الجنازة، ح: ۱۴۹۹ عن عبد الرحمن بن إبراهيم به، وصحه ابن حبان، ح: ۷۵۸ * الوليد بن مسلم صرح بالسماع المسلسل، انظر الأوسط لابن المنذر ۴/ ۴۴۱، ح: ۳۱۷۳.

۳۲۰۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ أَوْ رَجُلًا كَانَ يَقُمُ الْمَسْجِدَ، فَقَفَّهَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقِيلَ مَاتَ، فَقَالَ: «أَلَا أَذْنُومُنِي بِهِ»، قَالَ: «ذُلُونِي عَلَى قَبْرِهِ»، فَذُلُّوهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

۳۲۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت یا مرد مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا تو نبی ﷺ نے اسے غائب پایا اور اس کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟“ پھر فرمایا: ”مجھے اس کی قبر بتاؤ۔“ صحابہ نے اس کی نشاندہی کی تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے ② رسول اللہ ﷺ ضعیف مسلمانوں کا بھی خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ③ مسجد کی صفائی ستھرائی بہت ہی اجر و ثواب کا کام ہے اور یہ اسی عمل کی برکت تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔

باب: ۵۸، ۵۶- جو مسلمان مشرکین کے علاقے میں فوت ہو جائے

(المعجم ۵۸، ۵۶) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ يَمُوتُ فِي بِلَادِ الشَّرْكِ (التحفة ۶۲)

۳۲۰۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ بْنِ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۳۲۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شاہ نجاشی کی وفات کے روز اس کے متعلق لوگوں کو خبر دی اور پھر انہیں لے کر عید گاہ کی طرف گئے ان کی صفیں بنائیں اور (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔

🌞 فائدہ: جب کسی صاحب علم و فضل یا اہم شخصیت کی دوسرے شہر یا ملک میں وفات ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنی جائز ہے۔ اسی طرح قبر پر نماز جنازہ بھی ایک اعتبار سے نماز جنازہ غائبانہ ہی ہے مگر اسے (غائبانہ

۳۲۰۳- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كنس المسجد والنقاط الخرق والقذى والعيدان، ح: ۴۵۸ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الجنائز، باب الصلوة على القبر، ح: ۹۵۶ من حديث حماد بن زيد به. ۳۲۰۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الرجل ينعي إلى أهل الميت بنفسه، ح: ۱۲۴۵، ومسلم، الجنائز، باب: في التكبير على الجنازة، ح: ۹۵۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۱/ ۲۲۶، ۲۲۷.

۲۰- کتاب الجنائز

ایک قبر میں کئی میتوں کو دفن کرنے اور قبر پر نشان رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

نماز جنازہ کو عام مسلمانوں کے لیے عام کر دینا بھی درست نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار، باب الصلاة على الغائب)

۳۲۰۵- حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مُوسَى : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَنْطَلِقَ إِلَى أَرْضِ النَّجَاشِيِّ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ. قَالَ النَّجَاشِيُّ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَّهُ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَلَوْ لَا مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الْمُلْكِ لَأَتَيْتُهُ حَتَّى أَحْمِلَ نَعْلَيْهِ.

۳۲۰۵- حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ہم نجاشی کے ملک (حبشہ) میں چلے جائیں۔ اور اپنی حدیث بیان کی۔ نجاشی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ وہی ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی اگر میں بادشاہی کے ان حالات سے دوچار نہ ہوتا تو میں بالضرر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا حتیٰ کہ آپ کے جوتے اٹھاتا۔

(المعجم ۵۷، ۵۹) - بَابُ: فِي جَمْعِ الْمَوْتَى فِي قَبْرِ وَالْقَبْرِ يُعْلَمُ (التحفة ۶۳)

باب: ۵۷، ۵۹- ایک قبر میں کئی میتوں کو اکٹھا کرنے اور قبر پر نشان رکھنے کا بیان

۳۲۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ، ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، بِمَعْنَاهُ عَنْ كَثِيرٍ بْنِ زَيْدٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ الْمُطَّلِبِ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَدُفِنَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ، فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ - قَالَ كَثِيرٌ: قَالَ

۳۲۰۶- جناب مطلب (بن عبد اللہ بن حنظلہ) نے بیان کیا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ لایا گیا اور دفن کیا گیا، تو نبی ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ مگر وہ اسے اٹھانہ سکا تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف آئے۔ اپنی کلائیوں سے کپڑا بٹایا۔..... (راوی حدیث) کثیر نے کہا کہ مطلب کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرنے والے نے بتایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کے بازوؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں جب آپ نے ان سے

۳۲۰۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ۵۵۰ من حديث إسرائيل به أبو إسحاق مدلس وعنعن.

۳۲۰۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۴/ ۴۱۲ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن الملقن في تحفة

المحتاج، ح: ۸۸۴.

۲۰- کتاب الجنائز

قبر کھودنے سے متعلق احکام و مسائل

کپڑا پہنایا تھا..... پھر آپ ﷺ نے اسے اٹھایا اور قبر پر سر کی طرف رکھ دیا اور فرمایا: ”میں اس سے اپنے بھائی کی قبر پہچان سکوں گا اور میرے اہل میں سے جو کوئی فوت ہو میں اسے اس کے قریب دفن کروں گا۔“

المُطَلَّبُ: قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا - ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ: «أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَذْفُنِ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي».

🌞 فوائد و مسائل: ① قبر پر کوئی مناسب علامت رکھ دینا جائز ہے، مگر کتبہ لگانا اور جھنڈا گاڑنا وغیرہ جائز نہیں۔

② انسان کو چاہیے کہ صالح مسائے کا انتخاب کرے حتیٰ کہ قبر میں بھی کسی صالح بندے کی مسائگی اختیار کرنا مستحب ہے۔ ③ حدیث کے الفاظ ”أَذْفُنِ إِلَيْهِ“ کا ایک ترجمہ وہ ہے جو یہاں کیا گیا، جس سے نیک لوگوں کے قریب دفن ہونے کا انتخاب ثابت ہوتا ہے۔ اور دوسرے معنی کیے گئے ہیں کہ ”میں اس کے ساتھ ہی اپنے دوسرے اہل خانہ کو دفن کروں“ اس سے ایک ہی قبر میں متعدد افراد کو دفن کرنے کا اثبات ہوتا ہے، غالباً امام ابوداؤد کے ذہن میں یہی مفہوم ہے اور اسی مفہوم کے مطابق انھوں نے باب باندھا ہے۔

باب: ۵۸: ۶۰- قبر کھودنے والے کو کوئی ہڈی مل جائے تو کیا وہ اس جگہ کو چھوڑ دے؟

(المعجم ۵۸، ۶۰) - بَابُ فِي الْحَفَارِ يَجِدُ الْعَظْمَ هَلْ يَتَنَكَّبُ ذَلِكَ الْمَكَانَ؟ (التحفة ۶۴)

۳۲۰۷- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كَسَرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ حَيٍّ».

۳۲۰۷- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كَسَرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ حَيٍّ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قبر کھودنے والے کو قبر کھودتے ہوئے محسوس ہو کہ یہاں پہلے سے کوئی دفن ہے تو مستحب ہے کہ جگہ بدل لے یا ادب و احترام سے ان ہڈیوں کو ایک طرف کر دے اور انہیں کسی قسم کی چوٹ نہ لگنے دے۔ ② موجودہ دور میں پوسٹ مارٹم کے نام سے مردے کی چیر پھاڑ کا کام غیر شرعی ہے۔ انتہائی شدید شرعی مصلحت

۳۲۰۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب في النهي عن كسر عظام الميت، ح: ۱۶۱۶ من حديث عبد العزيز بن محمد الدراوردي به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۷۶، وابن الجارود، ح: ۵۵۱ * سعد بن سعيد حسن الحديث، وثقه الجمهور.

قبر میں لحد بنانے اور میت کو قبر میں اتارنے سے متعلق احکام و مسائل

کے بغیر اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ (۵) اموات اور قبور کا احترام اسی انداز میں شروع ہے جو ان احادیث میں بیان ہو رہا ہے۔

(المعجم ۵۹، ۶۱) - **بَابُ: فِي اللَّحْدِ** باب: ۶۱، ۵۹ - قبر میں لحد بنانے کا بیان
(التحفة ۶۵)

۳۲۰۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلَمٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے۔“ عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِعَيْرِنَا».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① قبر کا بڑا گڑھا کھود کر اس کے قبلہ رخ پہلو میں اندر کی طرف ایک اور گڑھا بنانا ”لحد“ کہلاتا ہے۔ اور اگر سیدھا نیچے کی سطح میں بنایا جائے تو اسے ”شق“ کہتے ہیں۔ ② زمین سخت ہو تو لحد بنانا مستحب ہے ورنہ شق بھی جائز ہے۔

(المعجم ۶۰، ۶۲) - **بَابُ: كَيْفَ يَدْخُلُ الْقَبْرُ؟** باب: ۶۲، ۶۰ - میت کو اتارنے کے لیے قبر میں کتنے آدمی اتریں؟
(التحفة ۶۶)

۳۲۰۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: غَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيٍّ وَالْفَضْلُ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَهُمْ أَذْخَلُوهُ قَبْرَهُ. قَالَ: وَحَدَّثَنِي مَرْحَبٌ - أَوْ ابْنُ أَبِي مَرْحَبٍ - أَنَّهُمْ أَذْخَلُوا مَعَهُمْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَوْفٍ، فَلَمَّا فَرَّغَ عَلِيٌّ قَالَ: إِنَّمَا يَلِي

۳۲۰۹- جناب عامر شعیبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی، فضل اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا اور انہوں نے ہی آپ ﷺ کو قبر میں اتارا۔ شعیبی نے کہا کہ مجھے مرحب..... یا ابن ابی مرحب (سويد بن قيس.....) نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے ساتھ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا تھا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو کہا: تدفین وغیرہ

۳۲۰۸- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في قول النبي ﷺ: "اللحد لنا والشق لغيرنا"، ح: ۱۰۴۵ من حديث حكيم به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۵۵۴، والنسائي، ح: ۲۰۱۱، وللحديث شواهد ضعيفة، وألحد لرسول الله ﷺ كما في صحيح مسلم، ح: ۹۶۶.

۳۲۰۹- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۳/۴ من حديث أبي داود به * إسماعيل بن أبي خالد عن عن، وزهير هو ابن معاوية.

قبر کے پاس بیٹھنے سے متعلق احکام و مسائل

کے عمل میں آدمی کے اپنے اہل کے افراد ہی حصہ لیں۔

الرَّجُلُ أَهْلُهُ.

۳۲۱۰۔ حضرت ابو مرحب سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترے تھے۔ (ابو مرحب) کہتے ہیں: گویا میں ان چاروں کو دیکھ رہا ہوں۔

۳۲۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي مَرْحَبٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ نَزَلَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ أَرْبَعَةً.

باب: ۶۱، ۶۳۔ میت کو کیسے (کس طرف سے) قبر میں اتارا جائے

(المعجم ۶۱، ۶۳) - باب: كَيْفَ يَدْخُلُ الْمَيِّتُ قَبْرَهُ (التحفة ۶۷)

۳۲۱۱۔ جناب ابوالحق (سمعی رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت ہے کہ حارث اعمور نے وصیت کی کہ حضرت عبد اللہ بن یزید (حطی رضی اللہ عنہ) ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ انہوں نے جنازہ پڑھایا، پھر انہیں قبر کی پانچویں طرف سے قبر میں اتارا اور فرمایا: یہ سنت ہے۔

۳۲۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: أَوْصَى الْحَارِثُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أَذْخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْ الْقَبْرِ وَقَالَ: هَذَا مِنَ السُّنَّةِ.

فائدہ: صحابی کا کسی عمل کو "سنت" کہنے سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے اور اسے اصطلاحاً مرفوع حکمی کہتے ہیں۔

باب: ۶۲، ۶۴۔ قبر کے پاس کس طرح بیٹھیں؟

(المعجم ۶۲، ۶۴) - باب: كَيْفَ يَجْلِسُ عِنْدَ الْقَبْرِ (التحفة ۶۸)

۳۲۱۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے

۳۲۱۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ الْمُنْهَالِ بْنِ

۳۲۱۰۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۳/۴ من حديث أبي داود به * سفيان الثوري عنن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۳۲۱۱۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في التاريخ الصغير: ۱/۱۸۳ من حديث شعبة به، وقال: "وهو الحارث بن عبد الله الأعور الهمداني"، وقال البيهقي: ۵۴/۴: "هذا إسناده صحيح، وقد قال هذا من السنة فصار كالمسند".

۳۲۱۲۔ تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس في المقابر، ح: ۱۵۴۸، والنسائي، ح: ۲۰۰۳ من حديث المنهال به، انظر، ح: ۴۷۵۳، ۴۷۵۴.



مشرک رشتہ دار کی وفات سے متعلق احکام و مسائل

عَمْرُو، عَنْ زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَنْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقَبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ.

جنازے میں گئے ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی تک لحد نہیں بنی تھی۔ پس نبی ﷺ قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

☀️ **فائدہ:** قبر کے پاس یا قبرستان میں کسی ضرورت کے تحت بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور قبلہ رو ہو کر بیٹھنا مستحب ہے مگر قبر کا مجاور بن کر بیٹھنا حرام ہے یا عین قبر کے اوپر بیٹھنا بھی ناجائز ہے۔ (مزید دیکھیے: حدیث: ۳۲۲۵)

(المعجم ۶۳، ۶۵) - **بَابُ: فِي الدُّعَاءِ**
لِلْمَيِّتِ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ (التحفة ۶۹)

باب: ۶۳، ۶۵ - قبر میں اتارتے ہوئے میت کے لیے دعا کرنا

۳۲۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا وَضَعَ الْمَيِّتَ فِي الْقَبْرِ قَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ». هَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

۳۲۱۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب میت کو قبر میں اتارتے تو یوں فرمایا کرتے: [بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ] "اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر۔" اور یہ لفظ مسلم بن ابراہیم کے ہیں۔

(المعجم ۶۶، ۶۷) - **بَابُ الرَّجُلِ يَمُوتُ لَهُ قَرَابَةٌ مُشْرِكٍ** (التحفة ۷۰)

باب: ۶۶، ۶۷ - کسی کا مشرک رشتہ دار فوت ہو جائے تو

۳۲۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ ابْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ:

۳۲۱۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ آپ کا بوزھا گمراہ چچا مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "جاؤ اور اپنے والد

۳۲۱۳- **تخریج:** [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۷/۲، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۱۰۸۸ من حديث همام به، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۴۸، وابن حبان، ح: ۷۷۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۶۶/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وهو بها صحيح.

۳۲۱۴- **تخریج:** [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب مواراة المشرك، ح: ۲۰۰۸ من حديث يحيى القطان به * أبو إسحاق صرح بالسماع، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۸۶۸.



قبر کی کھدائی سے متعلق احکام و مسائل

إِنْ عَمَّكَ الشَّيْخُ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ. قَالَ: «أَذْهَبَ فَوَارِ أَبَاكَ ثُمَّ لَا تُحَدِّثَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي»، فَذَهَبَتْ فَوَارِثَتُهُ وَجِئْتُه فَأَمَرَنِي فَأَغْسَلْتُ وَدَعَا لِي.

کوزمین میں دبا آؤ پھر کوئی کام نہ کرنا حتی کہ میرے پاس آجانا۔ چنانچہ میں گیا اور اسے زمین میں دبا آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے غسل کیا اور آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات اسلام پر نہیں ہوئی بلکہ کفر پر ہوئی ہے اس لیے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی۔ نبی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور نہ کسی اور نے۔ ② ابوطالب چونکہ نعت اسلام سے انکاری رہے اور شرک ہی پر مرنے اس لیے ایسے آدمی کی تکفین و تدفین کے لیے کوئی شرعی آداب نہیں حتی کہ لفظ ”دفن“ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ ③ مشرک رشتہ دار کو گڑھے میں دبا دینا ہی کافی ہے۔ ④ ایسی صورت میں بعد از دفن غسل کرنا مسنون ہے۔

(المعجم ۶۵، ۶۷) - بَابُ: فِي تَعْمِيقِ الْقَبْرِ (التحفة ۷۱)

باب: ۶۵، ۶۷ - قبر گہری کھودی جائے

۳۲۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَهُمْ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: جَاءَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالُوا: أَصَابَنَا قَرْحٌ وَجَهْدٌ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اخْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَاجْعَلُوا الرَّجُلَيْنِ وَالثَلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ»، قِيلَ: فَأَيُّهُمْ يُقَدَّمُ؟ قَالَ: «أَكْثَرُهُمْ قُرْآنًا».

۳۲۱۵- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے روز انصاری لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ہم زخمی ہیں اور تھکے ہوئے بھی تو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”قبریں کھودو اور کھلی کھلی بناؤ اور دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفنا دو۔“ کہا گیا کہ آگے کسے کیا جائے؟ فرمایا: ”جسے قرآن زیادہ یاد ہو۔“

قال: أُصِيبَ أَبِي يَوْمَئِذٍ عَامِرٌ [فَدْفِنَ] بَيْنَ اثْنَيْنِ، أَوْ قَالَ وَاحِدٍ.

ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد عامر بھی اسی دن شہید ہو گئے تھے اور وہ دو آدمیوں کے ساتھ دفن ہوئے تھے یا

۳۲۱۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في دفن الشهداء، ح: ۱۷۱۳ من حديث حميد بن هلال به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۲۰/۴، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۲۰۱۲، وابن ماجه، ح: ۱۵۶۰.

کہا کہ ایک آدمی کے ساتھ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام زخمی تھے اور تھکے ماندے بھی اس کے باوجود انہیں قبریں گہری بنانے کا حکم دیا گیا جیسے کہ اگلی روایت میں بصراحت مذکور ہے۔ ② اگر اموات زیادہ ہوں تو ایک ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو بھی دفنایا جاسکتا ہے۔ ③ حافظ قرآن قاری اور عالم دین مرنے کے بعد بھی دوسروں سے افضل اور ممتاز رہتا ہے۔

۳۲۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ يَعْنِي الْأَنْطَاكِيَّ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، عَنْ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ زَادَ فِيهِ: «وَأَعْمَقُوا».

۳۲۱۶- حمید بن ہلال نے اپنی مذکورہ بلا سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں اضافہ ہے: ”(قبریں) گہری بناؤ۔“

۳۲۱۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ بْنِ عَامِرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۳۲۱۷- حمید بن ہلال نے سعد بن ہشام بن عامر سے یہی حدیث روایت کی۔

(المعجم ۶۶، ۶۸) - بَابُ فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ (التحفة ۷۲)

باب: ۶۸، ۶۶- قبر برابر کر دینے کا بیان

۳۲۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي هِشَامٍ الْأَسَدِيِّ قَالَ: بَعَثَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي هِشَامٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا أَدَعُ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ وَلَا يَمْتَالًا إِلَّا طَمَسْتُهُ.

۳۲۱۸- حضرت ابو ہیان اسدی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: میں تمہیں اس کام پر بھیج رہا ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑوں مگر اسے برابر کر دوں اور نہ کسی مورتی کو مگر اسے مٹا دوں۔

🌞 فائدہ: کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اہل بیت کے ایک جلیل القدر فرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اونچی قبریں ڈھادیے اور مورتیں مٹا ڈالنے کا فریضہ سونپا گیا اور پھر اس عمل کو انہوں نے آگے جاری رکھا۔ مگر آج حُبِ علی کا دعو کرنے والے انہی بیماریوں میں سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ العیاذ باللہ۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے قبر پرستوں کے وتیرے پر جو

۳۲۱۶- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، ح: ۲۰۱۲ من حديث الثوري به.

۳۲۱۷- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي، ۳/ ۴۱۴ من حديث أبي داود به.

۳۲۱۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ح: ۹۶۹ من حديث سفیان به.

۲۰- کتاب الجنائز

قبر کی ساخت سے متعلق احکام و مسائل

تبصرہ کیا ہے قابل ملاحظہ ہے۔ دیکھیے: (نیل الاوطار، باب: تسنیم القبر) اسی طرح قبر پرستی کے جواز و اثبات میں جو دلائل دیے جاتے ہیں ان کی حقیقت جاننے کے لیے دیکھیں، حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ”قبر پرستی ایک جائزہ“

۳۲۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِرُودَسَ بِأَرْضِ الرُّومِ فَتَوَفَّيَ صَاحِبَ لَنَا، فَأَمَرَ فَضَالَةُ بِقَبْرِهِ فَسَوَّيْ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا.

۳۲۱۹- ابوعلی ہمدانی نے بیان کیا کہ ہم حضرت فضالہ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں روم کی سرزمین میں جزیرہ رودس میں تھے کہ ہمارا ایک ساتھی وفات پا گیا۔ حضرت فضالہ نے ان کی قبر کے متعلق کہا کہ اسے برابر کر دیا جائے پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ قبر کو برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔

قال أبو داود: رُودَسُ جَزِيرَةٌ فِي الْبَحْرِ. امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رودس ایک سمندری جزیرے کا نام ہے۔



فائدہ: رودس ترکی کے جنوب مغربی ساحل سے ۱۹ کلومیٹر دور ہے اور یہ بحیرہ روم اور بحیرہ ایجیہ کے اتصال پر واقع ہے۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۵۳۱/۵۲ ہجری میں جنادہ بن ابی امیہ ازدی کی قیادت میں یہاں قدم رکھے مگر یزید کے عہد میں واپس چلے آئے۔ چودھویں پندرھویں عیسوی میں یہ جزیرہ صلیبی جنگجوؤں کا مرکز بنا رہا۔ خلیفہ سلیمان اعظم نے ۱۵۲۲ء میں اسے فتح کر کے سلطنت عثمانیہ میں شامل کر لیا۔ ۱۹۱۲ء میں اس پر اٹلی قابض ہوا اور ۱۹۲۷ء میں اتحادیوں نے رودس یونان کے حوالے کر دیا۔

۳۲۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ هَانِيٍّ عَنْ الْقَاسِمِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّةُ! أَكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَاحِبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشْرِفَةَ وَلَا

۳۲۲۰- جناب قاسم رحمۃ اللہ علیہ (ابن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اماں جان! مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں کی قبریں دکھائیں تو انہوں نے میری خاطر پردہ ایک طرف کیا۔ تین قبریں تھیں جو نہ تو اونچی تھیں اور نہ زمین کے ساتھ

۳۲۱۹- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ۹۶۸ عن أحمد بن عمرو بن السرح به.

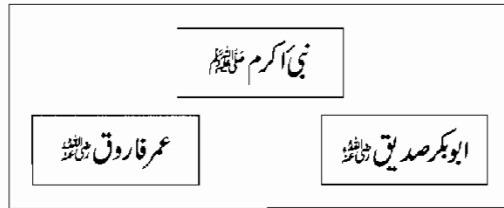
۳۲۲۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳/۴ من حديث ابن أبي فديك به، وصححه الحاكم: ۳۶۹/۱، ووافقه الذهبي * القاسم هو ابن محمد.

میت کو دفنانے کے بعد قبر پر دعا و استغفار سے متعلق احکام و مسائل
برابر بلکہ قدرے اونچی تھیں اور سرخ میدان کی کنکریاں
ان پر ڈالی گئی تھیں۔

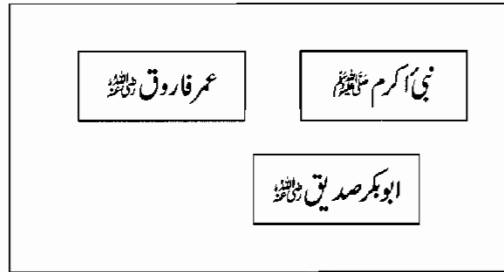
لَا طَيْئَةَ، مَبْطُوحَةً بِبَطْحَاءِ الْعُرْصَةِ الْحُمْرَاءِ .

قال أَبُو عَلِيٍّ [الْمَوْلُويُّ]: يُقَالُ: إِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَقْدَمٌ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ
رَأْسِهِ وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، رَأْسُهُ عِنْدَ
رِجْلَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .
جناب ابو علی المولوی (راوی سنن ابی ابوداؤد) سے
منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر آگے ہے اور ابوبکر
رضی اللہ عنہ ان کے سر کے پاس ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاؤں
کے پاس یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے
قدموں میں ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ اور چاہیے کہ قبر زمین سے بالشت بھراؤنجی ہو۔ ② حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں
قبروں کی ترتیب میں دو قول معروف ہیں ایک یوں ہے:



دوسرا قول یوں ہے:



(بذل المجہود: ۱۸۹/۱۴، مطبوعہ دارالباز)

باب: ۶۹، ۶۷- قبرستان سے واپس ہوتے
ہوئے قبر کے پاس میت کے لیے استغفار کرنا

(المعجم ۶۷، ۶۹) - باب الاستغفارِ
عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَفْتِ الْإِنْصِرَافِ
(التحفة ۷۳)

۳۲۲۱- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۳۲۲۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

۳۲۲۱- تخریج: [مسندہ حسن] أخرجه البيهقي: ۵۶/۴ من حديث هشام بن يوسف به مطولاً، وصححه ۴۴

۲۰۔ کتاب الجنائز

قبر کے پاس جانور ذبح کرنے کی حرمت کا بیان

الرَّازِي: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَحِيرٍ بْنِ رَيْسَانَ، عَنْ هَانِيٍّ مَوْلَى عُثْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَّغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَاسْأَلُوا لَهُ بِالتَّيْسِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ».

کہ نبی ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو قبر پر رکتے اور فرماتے: ”اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو بے شک اب اس سے سوال کیا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَحِيرُ بْنُ رَيْسَانَ. امام ابو داود رحمہ اللہ نے (سند کے ایک راوی عبد اللہ کے والد کا نام) بحیر بن ريسان بیان کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سنت ہے کہ دفن کے بعد واپس آتے ہوئے قبر پر میت کے لیے استغفار اور ثابت قدمی کی دعا کی جائے۔ قبر سے یا قبرستان سے چالیس قدم دور آ کر دعا کرنے والی اُنج (اختراع) بالکل غلط ہے۔ ② قبر میں میت کو زندہ کر کے بٹھایا جاتا ہے اور اس سے سوال جواب ہوتا ہے تو یہ دعا اسی میں ثابت قدمی کے لیے ہوتی ہے۔

(المعجم ۶۸، ۷۰) - باب كَرَاهِيَةِ الدَّنْبِ عِنْدَ الْقَبْرِ (التحفة ۷۴)

باب: ۷۸، ۷۰۔ قبر کے پاس جانور ذبح کرنا حرام ہے

۳۲۲۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا عَفْرَ فِي الْإِسْلَامِ».

۳۲۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں عقر (جانوروں کو قبر پر ذبح کرنا) نہیں ہے۔“

قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ يَعْنِي بَيْقَرَةً أَوْ بَيْسِيَةً.

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ لوگوں کا معمول تھا کہ وہ قبر کے پاس گائے یا بکری وغیرہ ذبح کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: یہ ایک جاہلی رسم تھی کہ گویا صاحب قبر اپنی زندگی میں بڑا بخی تھا تو اس کے اقارب موت کے بعد اس کی قبر کے پاس جانور ذبح کر کے چھوڑ دیتے تھے کہ جانور کھا جائیں۔ اسلام نے اس کام سے روک دیا ہے اور اب کسی بھی

الحاکم: ۳۷/۱، ووافقه الذہبی.

۳۲۲۲۔ تخریج: [مسند صحیح] أخرجه أحمد: ۱۹۷/۳ عن عبد الرزاق به، وهو في المصنف، ح: ۶۶۹۰ بطوله، وصححه ابن حبان، ح: ۷۳۸.

ایک مدت بعد قبر پر جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

نیت سے قبر پر جانور ذبح کرنا، چڑھاوا چڑھانا یا دیکھیں پکا کر تقسیم کرنا حرام ہے۔

(المعجم ۶۹، ۷۱) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ حِينٍ (التحفة ۷۵)
باب: ۷۱، ۷۲ - ایک مدت کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا

۳۲۲۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

۳۲۲۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لے گئے اور اہل اُحد پر نماز پڑھی جیسے کہ میت پر پڑھتے ہیں، پھر واپس تشریف لے آئے۔

☀ فائدہ: کچھ لوگوں نے اس سے شہید کی نماز جنازہ کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے۔ جبکہ دوسرے اہل علم کہتے ہیں کہ یہاں نماز جنازہ پڑھنی مراد نہیں بلکہ جنازے جیسی دعا کرنی مراد ہے۔ (عون المعبود) اس لیے مذکورہ استدلال کے لیے یہ واضح نص نہیں ہے۔

۳۲۲۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ كَالْمَوْدَعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ.

۳۲۲۴- جناب یزید بن ابی حبیب نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: بے شک نبی ﷺ نے شہدائے اُحد پر آٹھ سال کے بعد نماز جنازہ پڑھی، گویا کہ آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے تھے۔

☀ فائدہ: یہاں بھی اصل عربی الفاظ [صَلَّى] ہیں جس میں دونوں احتمال ہیں۔ دعا کرنے کا بھی اور نماز جنازہ پڑھنے کا بھی۔ اس لیے یہ بھی کسی ایک بات کے لیے نص نہیں، تاہم بعض کے نزدیک دوسرا احتمال زیادہ غالب ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷۰، ۷۲) - بَابُ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ۷۶)
باب: ۷۰، ۷۱ - قبر پر عمارت بنانا

۳۲۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها، ح: ۶۴۲۶، ومسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ح: ۲۲۹۶ عن قتية به.

۳۲۲۴- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة أحد... الخ، ح: ۴۰۴۲ من حديث ابن المبارك به، وانظر الحديث السابق.

۲۰۔ کتاب الجنائز

قبر پر عمارت اور قبہ وغیرہ بنانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۲۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُقْعَدَ عَلَى الْقَبْرِ وَأَنْ يُقَصَّصَ وَيُنْتَى عَلَيْهِ.

۳۲۲۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ منع فرماتے تھے کہ قبر پر بیٹھا جائے یا اسے چونا گچ کیا جائے یا اس پر کوئی تعمیر کی جائے۔

🌞 فائدہ: قبر کے عین اوپر بیٹھنا یا اظہار غم میں اس کا مجاور بن جانا حرام ہے۔ ایسے ہی اسے پختہ کرنا یا اس پر قبہ وغیرہ بنانا حرام ہے۔ کسی ضرورت کے تحت قبر کے پاس بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ (دیکھیے حدیث: ۳۲۱۲)

۳۲۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۳۲۲۶۔ حضرت سلیمان بن موسیٰ اور ابو الزبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عُثْمَانُ: أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ وَرَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى: أَوْ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ: أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: ”اس کو زیادہ کرنا منع ہے (اسے اونچا کر دیا جائے۔)“ اور سلیمان بن موسیٰ نے مزید کہا: ”اس پر کتبہ لگانا منع ہے۔“ مگر مسدود نے اپنی روایت میں [أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ] کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَفِيَ عَلَيَّ مِنْ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ: حَرْفُ: وَأَنْ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدود کی روایت میں میرے لیے لفظ [وَأَنْ] واضح نہیں ہوا تھا۔

🌞 فائدہ: قبر پر میت کے نام و نسب یا اس کی مدح و ثنا کا کتبہ لگانا یا اللہ رسول کا نام یا قرآن لکھنا سبھی ناجائز ہے۔ البتہ نشانہ ہی کے لیے کوئی مناسب نشان لگا دیا جائے تو جائز ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک پتھر رکھا تھا۔

۳۲۲۵۔ تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، ح: ۹۷۰ من حديث عبد الرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۶۴۸۸، ومسند أحمد: ۳/ ۳۳۹.

۳۲۲۶۔ تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۹۷۰ من حديث حفص بن غياث به، انظر الحديث السابق.

۳۲۲۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۳۲۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قبروں پر مسجدیں بنانا یا مسجدوں کے پاس اموات کو دفن کرنا دونوں ہی صورتیں ناجائز ہیں خیال رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا مسجد نبوی میں آ جانا ایک اتفاقی واقعہ ہے۔ آپ ﷺ کا اپنے اس حجرے میں دفن ہونا آپ کی خصوصیت تھی اور اس وقت یہ حجرہ مسجد سے الگ تھا۔ ② زائرِ حرم نبوی کے لیے واجب ہے کہ اگر وہ قبر نبوی کے قریب بھی نماز پڑھے تو قلبی طور پر اللہ کی طرف لو لگائے رہے اور بیت اللہ الحرام کو اپنا قبلہ سمجھے۔ کسی قبر کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنا حرام ہے۔ اس موضوع پر علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ”تحذیر الساجد“ ایک اہم قابل مطالعہ کتاب ہے۔ ”قبروں پر مسجدیں اور اسلام“ کے نام سے اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

(المعجم ۷۱، ۷۳) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ۷۷)

باب: ۷۱، ۷۳- قبر پر بیٹھنا حرام ہے

۳۲۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا سَهِيلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرَقَ نَبَاتُهُ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ».

۳۲۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی دیکھتے کوئلے پر بیٹھ جائے وہ اس کے کپڑے جلادے اور پھر اس کا اثر اس کے جسم تک پہنچ جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ کسی قبر پر بیٹھے۔“

۳۲۲۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى: أَخْبَرَنَا

۳۲۲۹- حضرت واہلہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ بیان کرتے

۳۲۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب بعد باب الصلوة في البيعة، ح: ۴۳۷ عن عبدالله بن مسلمة القعني، ومسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور... الخ، ح: ۵۳۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية ابن عبد البر/ التمهيد): ۳۸۳/۶.

۳۲۲۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلوة عليه، ح: ۹۷۱ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

۳۲۲۹- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۹۷۲ من حديث عبد الرحمن بن يزيد بن جابر به، انظر الحديث السابق.

جوتے پھن کر قبروں پر چلنے سے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبروں پر مت بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔“

عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ
بُشَيْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ وَائِلَةَ بْنَ
الْأَسْقَعِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَرْثَدَةَ الْغَنَوِيِّ
يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَجْلِسُوا
عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا».

☀️ فائدہ: قبرستان میں یا کسی قبر کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنا حرام ہے۔ البتہ نماز جنازہ جس میں کہ رکوع بخود نہیں ہوتا اس کی خصوصی اجازت ہے جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔

باب ۷۲: ۷۴- جوتے پہنے ہوئے
قبروں پر چلنا

(المعجم ۷۲، ۷۴) - باب الْمَشْيِ بَيْنَ
الْقُبُورِ فِي النَّعْلِ (التحفة ۷۸)

۳۲۳۰- حضرت بشیر بن محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے ایام جاہلیت میں ان کا نام زحم بن عبد تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر آئے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”تمہارا نام کیا ہے؟“ کہا: زحم۔ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ تم بشیر ہو۔“ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”بے شک یہ لوگ بہت بڑی خیر سے پہلے ہی گزر گئے (اسلام لانے سے محروم رہے۔)“ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی، پھر آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”بلاشبہ ان لوگوں نے بہت بڑی خیر پائی (اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔)“ پھر رسول اللہ ﷺ کی نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک آدمی جوتے پہنے ہوئے قبروں پر چلا آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا:

۳۲۳۰- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ:
حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ
سَمِيرٍ السَّدُوسِيِّ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ،
عَنْ بَشِيرِ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ اسْمُهُ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ: زَحْمُ بْنُ مَعْبِدٍ، فَهَاجَرَ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَا اسْمُكَ؟»
فَقَالَ: زَحْمٌ، قَالَ: «بَلْ أَنْتَ بَشِيرٌ»
قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أُمَاشِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ
بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «لَقَدْ سَبَقَ هَؤُلَاءِ
خَيْرًا كَثِيرًا» ثَلَاثًا، ثُمَّ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُسْلِمِينَ
فَقَالَ: «لَقَدْ أَدْرَكَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا»، ثُمَّ
حَانَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَظْرَةٌ فَإِذَا رَجُلٌ
يَمْشِي فِي الْقُبُورِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ، فَقَالَ:



۳۲۳۰- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في خلع النعلين في المقابر، ح: ۱۵۶۸، والنسائي، ح: ۲۰۵۰ من حديث الأسود بن شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۹۰، والحاكم: ۳۷۳/۱، ووافقه الذهبي.

”يَا صَاحِبَ السَّبْيَيْنِ! وَيَحَكَ أَلْقِي“ اے جوتوں والے! افسوس ہے تم پر اپنے جوتے اتار سَبْيَيْنِكَ، فَنَظَرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا عَرَفَ دو۔ اس آدمی نے دیکھا جب پہچانا کہ یہ اللہ کے رسول رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَلَعَهُمَا فَرَمَى بِهِمَا۔ ہیں تو اس نے اپنے جوتے اتار کر پھینک دیے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① بہتر ہے کہ انسان قبرستان میں چلتے ہوئے اپنے جوتے اتار لے جبکہ درج ذیل حدیث انس رضی اللہ عنہ سے اس کا جواز بھی ثابت ہے۔ ② مسلمانوں اور مشرکین کے قبرستان علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئیں۔ ③ نامناسب نام کو تبدیل کر کے عمدہ نام رکھنا چاہیے۔

۳۲۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نَعَالِهِمْ»۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”بندے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کے پاس سے جانے لگتے ہیں تو بلاشبہ وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① میت کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کا محاسبہ ہوتا ہے۔ اور یہ سب نفی معاملہ ہے۔ سماع موثیٰ میں ہمیں صرف اسی قدر خبر دی گئی ہے کہ وہ جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ اس سے مزید کی نفی ثابت ہے۔ ② معلوم ہوا کہ قبرستان میں جوتے پہننا جائز ہے۔

(المعجم ۷۳، ۷۵) - بَابُ: فِي تَحْوِيلِ الْمَيِّتِ مِنْ مَوْضِعِهِ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ (التحفة ۷۹)

باب: ۷۳-۷۵ کسی وجہ سے میت کو اس کی جگہ سے منتقل کر دینا

۳۲۳۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فَكَانَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ

۳۲۳۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ایک دوسرے آدمی کے ساتھ دفن کیے گئے تو اس وجہ سے میرے جی میں تھا کہ ان کو وہاں سے نکال لوں۔ چنانچہ میں نے انہیں چھ ماہ بعد وہاں سے نکالا تو

۳۲۳۱- تخریج: أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه... الخ، ح: ۲۸۷۰ من حديث عبد الوهاب بن عطاء، والبخاري، الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ح: ۱۳۳۸ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

۳۲۳۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۵۸/۴ من حديث أبي داود به.

حَاجَةٌ فَأَخْرَجَتْهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَمَا أَنْكَرَتْ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا شُعْبَرَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ.

ان میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی سوائے ڈاڑھی کے چند بالوں کے جو زمین کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

☀️ فائدہ: کوئی واقعی معقول مصلحت ہو تو میت کو اس کی پہلی قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے۔

(المعجم ۷۴، ۷۶) - بَابُ: فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۸۰)

باب: ۷۴، ۷۶ - میت کو ذکرِ خیر سے یاد کرنا

۳۲۳۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ: عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرُّوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنُوا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ: «وَجَبَتْ»، ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنُوا شَرًّا، فَقَالَ: «وَجَبَتْ»، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ شَهِيدٌ».

۳۲۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے اور انہوں نے اس کو خیر سے یاد کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی۔“ پھر وہ ایک دوسرا جنازہ لے کر گزرے اور اس کا ذکر برے انداز میں کیا تو آپ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ تم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① جسے بھلائی سے یاد کیا گیا اس کے لیے جنت واجب ہوئی اور دوسرے کے لیے جہنم۔ ② حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے مگر زندوں پر لازم ہے کہ اپنے مرنے والوں کو بھلائی سے یاد کریں یا کم از کم خاموش رہیں۔ لوگوں میں جس کسی کا کوئی شہرہ ہوتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی بنیاد ضرور ہوتی ہے اس لیے چاہیے کہ انسان حق اور خیر اپنائے تاکہ اس کا ذکر خیر کے ساتھ ہو۔

(المعجم ۷۵، ۷۷) - بَابُ: فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ (التحفة ۸۱)

باب: ۷۵، ۷۷ - زیارت قبور کا بیان

۳۲۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ابْنَهُ وَوَلَدَهُ فِي قَبْرِ أَبِيهِ تَوْرُوهُ وَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي قَبْرِ أَبِيهِ رَوَّيَهُ.

۳۲۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر آئے تو رو پڑے اور آپ کے ارد گرد ساتھی بھی رو دیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! میں نے تجھے اپنے والد کی قبر پر آتے ہوئے دیکھا۔“

۳۲۳۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الثناء، ح: ۱۹۳۵ من حديث شعبة به.

۳۲۳۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ به عز وجل في زيارة قبر أمه، ح: ۹۷۶ من حديث محمد بن عبيد به.

أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبَكَى مَنْ حَوْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي تَعَالَى عَلَى أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَاسْتَأْذَنْتُ أَنْ أُزَوِّرَ قَبْرَهَا، فَأُذِنَ لِي، فَرَوُّوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكَّرُ بِالْمَوْتِ».

نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ اس کے لیے بخشش کی دعا کروں مگر مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ پھر میں نے اجازت چاہی کہ اس کی قبر کی زیارت کر لوں تو مجھے اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو بلاشبہ اس سے موت یاد آتی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قبروں کی زیارت سے انسان کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت یاد آتی ہے اور اس سے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے۔ ⑤ کفار کی قبروں کی زیارت سے بھی عبرت ہوتی ہے اور مسلمانوں کی قبروں کی زیارت سے ان کے لیے دعائے مغفرت کا ثواب ملتا ہے۔ اور عزیمت و اقارب کی قبروں کی زیارت سے دل پر خاص تاثر قائم ہوتا ہے۔

۳۲۳۵- حضرت (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا چنانچہ اب ان کی زیارت کیا کرو۔ بلاشبہ ان کی زیارت میں (موت کی) یاد دہانی ہے۔“

۳۲۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مَعْرُوفُ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرَوُّوَهَا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذَكُّرَةً».

🌞 فوائد و مسائل: ① زیارت قبور ایک مشروع اور مسنون عمل ہے۔ انسان جہاں کہیں مقیم ہو وہاں کے قبرستان کی زیارت کو اپنا معمول بنالے۔ مگر صرف اس مقصد کے لیے دور دراز کا سفر کرنا جائز نہیں۔ ⑤ زیارت قبور کے معروف مسنون آداب ہیں: یعنی قبرستان میں داخل ہونے کی دعا اور مسلمان اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت۔ نہ کہ وہاں جا کر نماز پڑھنا یا تلاوت قرآن کرنا یا قبر کو مقام قبولیت سمجھنا یا صاحب قبر کے واسطے اور وسیلے سے دعا کرنا یا خود اسی کو اپنی حاجات پیش کرنا یہ سب کام حرام ہیں۔ اور اسی طرح قبروں پر میلے ٹھیلے اور عرس و قوالی وغیرہ کا احادیث رسول ﷺ اور عمل صحابہ میں کوئی نام و نشان تک نہیں ملتا ہے۔

(المعجم ۷۶، ۷۸) - بَابُ: فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورِ (التحفة ۸۲)

۳۲۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۳۲۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

بَاب: ۷۸، ۷۶- عورتوں کا قبروں کی زیارت کے لیے جانا

۳۲۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۹۷۷ من حديث محارب بن دثار به، انظر الحديث السابق.

۳۲۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجداً، ۴۴

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ قَالَ: كَرَّمَهُ اللَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاصِيَةً لِيَسِي عَمْرٍو تَقْرَأُ عَلَيْهِ لَعْنَتَ فِرْعَوْنَ وَنَارَ جَهَنَّمَ قَالَتْ: لَعْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَخَذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالشُّرُجَ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر جاتی ہیں اور (ان لوگوں پر بھی) جو لوگ انہیں سجدہ گاہ بناتے ہیں یا وہاں چراغ جلاتے ہیں۔

🌞 فائدہ: مشروع و مسنون آداب کے ساتھ عورتیں بھی قبروں کی زیارت کے لیے جائیں تو جائز ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا احادیث میں عمومی رخصت دی گئی ہے، لیکن جو عورتیں شرعی آداب کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں نوے پڑھیں یا سجدے کریں یا چراغ جلائیں تو یہ لعنت کے کام ہیں جن سے بچنا اور بچانا واجب ہے۔ اور جو عورتیں یہ کام کریں ان کا قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ۷۷، ۷۹) - باب مَا يَقُولُ إِذَا مَرَّ بِالْقُبُورِ (التحفة ۸۳)

باب: ۷۷-۷۹۔ قبرستان (میں) جائے یا اس کے قریب) سے گزرے تو کیا پڑھے؟

۳۲۳۷- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبَرَةِ فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ».

۳۲۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے تو یہ دعا پڑھی: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ] "سلامتی ہو تم پر اے ان گھروں کے مومن لوگو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔"

🌞 فوائد و مسائل: اہل قبور اپنے مسلمان بھائیوں کی دعاؤں کے بہت زیادہ محتاج ہیں۔ ان کے لیے خلوص سے دعا کرنا ان کا حق ہے نہ کہ ان سے دعائیں کروانا یا ان سے حاجت روائی و مشکل کشائی کی درخواست کرنا۔ ⑤ مذکورہ دعا کے علاوہ بھی زیارت قبور کی دعائیں صحیح احادیث میں وارد ہیں جیسے صحیح مسلم میں ہے: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ، لَاحِقُونَ، أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ] (صحیح مسلم الجنائز، حدیث: ۹۷۵)

ح: ۳۲۰، وابن ماجہ، ح: ۱۵۷۵، والنسائی، ح: ۲۰۴۵ من حدیث محمد بن جحادة به، وقال الترمذی: "حسن" * أبو صالح مولیٰ أم هانئ، وضعیف مدلس، وحدث به بعد ما کبر.

۳۲۳۷- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتججيل في الوضوء، ح: ۲۴۹ من حدیث مالک به، وهو في الموطأ (یحیی): ۳۰-۲۸.

(المعجم ۷۸، ۸۰) - باب: كَيْفَ يُضَنَعُ
بِالْمُحْرَمِ إِذَا مَاتَ؟ (التحفة ۸۴)

باب: ۸۰، ۷۸- محرم اگر فوت ہو جائے تو اس کے
ساتھ کیسے کیا جائے؟

۳۲۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:
أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَيْتِ
النَّبِيَّ ﷺ بِرَجُلٍ وَقَصَصَهُ رَاحِلَتُهُ فَمَاتَ وَهُوَ
مُحْرَمٌ، فَقَالَ: «كَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَاغْسِلُوهُ
بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَلَا تُحَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ
يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْبِي».

۳۲۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ
نبی ﷺ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جسے اس کی
سواری نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی اور وہ فوت ہو گیا
جبکہ وہ حالت احرام میں تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ”اسے
اس کے ان دو کپڑوں میں کفن و پیری کے پتے ملے پانی
کے ساتھ غسل دو اور اس کا سر مت ڈھانپو۔ بلاشبہ
قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا تو یہ تلبیہ پڑھ
رہا ہوگا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ
يَقُولُ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ خَمْسُ سُنَنِ:
«كَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ» أَيْ يُكْفَنُ الْمَيِّتُ فِي
ثَوْبَيْنِ، «وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ» أَيْ أَنْ فِي
الْعَسَلَاتِ كُلِّهَا سِدْرًا، «وَلَا تُحَمِّرُوا
رَأْسَهُ، وَلَا تُقَرِّبُوهُ طَبِيبًا»، وَكَانَ الْكَفْنُ مِنْ
جَمِيعِ الْمَالِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن
حنبل رحمہ اللہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ اس حدیث میں
پانچ احکام ہیں۔ ① ایسی میت کو دو ہی کپڑوں میں کفن
دیا جائے۔ ② تمام غسلوں میں پیری کے پتے استعمال
کیے جائیں۔ ③ اس کا سر نہ ڈھانپا جائے ④ اور نہ خوشبو
ہی لگائی جائے ⑤ اور کفن اس کے اپنے مال میں سے
لیا جائے۔

۳۲۳۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ
عَنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ قَالَ: «وَكَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ».

۳۲۳۹- حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔
کہا: ”اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو۔“

۳۲۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ۱۲۰۶ من حديث سفیان، والبخاری،
الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم؟ ح: ۱۲۶۷ من حديث عمرو بن دينار به.
۳۲۳۹- تخریج: أخرجه البخاری، جزاء الصيد، باب المحرم يموت بعرفة... الخ، ح: ۱۸۴۹ عن سليمان بن
حرب، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ۱۲۰۶ من حديث حماد بن زيد به.

۲۰۔ کتاب الجنائز

محرمیت سے متعلق احکام و مسائل

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن حرب کی ایوب سے روایت میں لفظ یوں ہیں: [تَوْبِيْهِ] یعنی اس کے اپنے دو کپڑوں میں کفن دو۔ جبکہ عمرو کی روایت میں: [تَوْبِيْن] آیا ہے۔ ”دو کپڑوں میں کفن دو۔“ (اس کے اپنے ہوں یا کسی دوسرے نے دیے ہوں۔) ابن عبید کی روایت جو ایوب سے ہے اس میں [فِي تَوْبِيْن] کا لفظ ہے۔ جبکہ عمرو نے [تَوْبِيْهِ] کہا ہے۔ اور صرف سلیمان نے یہ اضافہ کیا: ”اسے حنوط (خوشبو) بھی نہ لگاؤ۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سَلِيْمَانُ: قَالَ أَيُّوبُ: تَوْبِيْهِ، وَقَالَ عَمْرُو: «تَوْبِيْن»، وَقَالَ ابْنُ عَبِيْدٍ: قَالَ أَيُّوبُ: «فِي تَوْبِيْن»، وَقَالَ عَمْرُو: «فِي تَوْبِيْهِ». زَادَ سَلِيْمَانُ وَحْدَهُ: «وَلَا تُحْطَوْهُ».

۳۲۴۰۔ ایوب، سعید بن جبیر سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سلیمان کی روایت کے ہم معنی بیان کرتے ہیں، یعنی [فِي تَوْبِيْن] ”دو کپڑوں میں کفن دو۔“

۳۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَى سَلِيْمَانَ «فِي تَوْبِيْن».

🌞 فوائد و مسائل: ① حالت احرام میں چونکہ مرد سر نہیں ڈھانپتا اور نہ خوشبو ہی استعمال کرتا ہے اور کپڑے بھی اس پر دو ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے سوال پیدا ہوتا ہے کہ فوت ہو جانے کی صورت میں اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔ تو اس کا جواب مذکورہ احادیث میں موجود ہے۔ ② محرم کا اپنا لباس احرام ہی اس کا کفن بنا دیا جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ دوسرا بھی دیا جاسکتا ہے کیونکہ روایات دونوں ہی طرح ہیں۔

۳۲۴۱۔ جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک محرم آدمی کو اس کی سواری نے گرادیا اور اس کی گردن توڑ دی اور اس سے وہ فوت ہو گیا اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اسے غسل دو کفن پہناؤ لیکن سر نہ ڈھانپو اور نہ خوشبو ہی لگاؤ بلاشبہ یہ تلبیہ پکارتے ہوئے اٹھایا

۳۲۴۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَصَصْتُ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتْهُ فَقَتَلَتْهُ، فَأَتَتْهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «اغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تَغْطُوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيْبًا

۳۲۴۰۔ تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين.

۳۲۴۱۔ تخریج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمه، ح: ۱۸۳۹ من حديث جرير به، وانظر، ح: ۳۲۳۸.

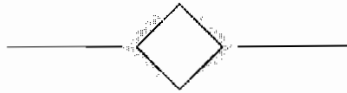


۲۰۔ کتاب الجنائز

فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهْلُ» .

جائے گا۔“

فائدہ: حالت احرام میں موت کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس کا عمل قیامت تک کے لیے جاری رہے گا اور اس پر قیاس ہے کہ اگر کوئی طلب علم یا جہاد میں فوت ہو جائے اور وہ اپنے اس عمل کو پورا کرنے کا عزم رکھتا ہو تو اسے ان شاء اللہ قیامت تک کے لیے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔



قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام و مسائل

* قسم کی اہمیت اور اس کی اقسام: کسی معاملے کو اللہ کے نام یا اس کی صفات کا ذکر کر کے یقینی بنانے کو حلف اٹھانا یا قسم کھانا کہتے ہیں۔ چونکہ عرب لوگ ایسے مواقع پر باہم مصافحہ بھی کرتے تھے اس لیے اسے [یمین] کہا گیا۔ [یمین] بمعنی داہنا ہاتھ اور اس کی جمع ہے [ایمان] اس کی تین قسمیں ہیں: ایک حقیقی اور سچی قسم جو بالعزم اٹھائی جاتی ہے اسے ”یمین مَعْقَد“ کہتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرنا حتیٰ الامکان لازم ہوتا ہے ورنہ کفارہ واجب ہوتا ہے۔ دوسری ”یمین لغو“ ہے۔ یعنی بلا عزم بات بات پر قسمیں اٹھانا جیسے کہ بعض لوگوں کا تکیہ کلام ہوتا ہے اسے معاف قرار دیا گیا ہے۔ تاہم اسے معمولی نہیں جاننا چاہیے بلکہ اپنی عادت بدلنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اور تیسری جھوٹی قسم اسے ”یمین غموس“ کہتے ہیں۔ یعنی گناہ، عتاب اور ہلاکت میں ڈبو دینے والی۔ اسے اکبر الکبائر میں شمار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَنْقُضُوا الْاٰیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا﴾ (النحل: ۹۱) ”اپنی قسموں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔“ ﴿لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اٰیْمَانِکُمْ وَ لٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبْتُمْ

قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام و مسائل

﴿قُلُوبُكُمْ﴾ (البقرة: ۲۲۵) ”اللہ تمہیں تمہاری ان قسموں پر نہیں پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں“ ہاں اس چیز پر پکڑے گا جو تمہارے دلوں کا فعل ہو۔“

* نذر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: لغت میں نذر کے معنی ہیں [الْوَعْدُ بِخَيْرٍ أَوْ شَرٍّ] ”اچھا یا برا وعدہ“۔ شرع میں نذر کا مطلب ہے: (هُوَ التَّزَامُ قُرْبَى غَيْرِ لَازِمَةٍ) ”اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے کسی چیز کو اپنے اوپر لازم قرار دے لینا نذر کہلاتا ہے۔“

* نذر کی مشروعیت: نذر گزشتہ ادیان میں بھی مشروع تھی اور زمانہ جاہلیت میں بھی اس کا رواج عام تھا۔ مشرکین بتوں کے نام پر نذر مانتے تھے تاکہ ان کا قرب حاصل ہو۔ اپنی حاجات طلبی کے لیے نذر و نیاز ان کے ہاں مقبول عام عمل تھا۔ اسلام نے نذر کو مشروع رکھا ہے لیکن اس کے لیے قواعد و ضوابط رکھے ہیں تاکہ یہ اللہ کی رضا کے حصول کا باعث بنے اور غیر اللہ کے ساتھ اس کا تعلق ختم ہو جائے۔ قرآن مجید میں اس کی مشروعیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهَا﴾ (البقرة: ۲۷۰)

”تم جتنا کچھ خرچ کرو یعنی خیرات کرو اور جو کچھ نذر مانو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے۔“

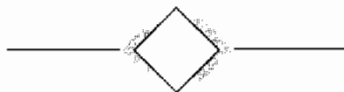
ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِيهِ] (صحیح البخاری)

الایمان والنذور، حدیث: ۶۶۹۶

”جس شخص نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی تو وہ اس کی اطاعت کرے (نذر پوری کرے) اور جس

نے اس کی معصیت کی نذر مانی وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔“



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۱) - كِتَابُ الْإِيمَانِ وَالنَّذْرِ (التحفة ۱۶)

قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب التَّغْلِيظِ فِي الْيَمِينِ
الْفَاجِرَةِ (التحفة ۱)

باب ۱- جھوٹی قسم میں گناہ کی سختی

۳۲۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ
الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ:
أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
سِيرِينَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ مَضْبُورَةٍ
كَاذِبًا فَلْيَتَّبِعُوا بِوَجْهِهِ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۲۴۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں
نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (کسی حاکم وغیرہ کی مجلس
میں مجبوس ہو کر یا دیدہ دانستہ) جھوٹی قسم کھائی تو اسے
چاہیے کہ اپنے چہرے کا مقام آگ میں بنالے۔“

☀ فائدہ: جھوٹ بولنا ویسے ہی کبیرہ گناہ اور لعنت کا کام ہے کجایہ کہ اس پر مزید قسم بھی اٹھائے۔ تو اس کی سزا جہنم
ہے۔ دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بہر حال توبہ کا دروازہ کھلا ہے جسے اپنے اس غلط عمل کا احساس ہو جائے وہ بہت
زیادہ توبہ اور استغفار کرے۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِيمَنْ حَلَفَ
لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا (التحفة ۲)

باب:..... جو شخص کسی کا مال مار لینے
کے لیے قسم کھائے

۳۲۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى

۳۲۴۳- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما کہتے ہیں

۳۲۴۲- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۴۳۶ عن يزيد بن هارون به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.
۳۲۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ح: ۲۴۱۶، ۲۴۱۷،
ومسلم، الإيمان، باب وعيد من اقطع حق مسلم يمين فاجرة بالنار، ح: ۱۳۸ من حديث أبي معاوية.

قسم سے متعلق احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور وہ اس میں جھوٹا ہوتا کہ اس کے ذریعے سے کسی مسلمان کا مال مار لے تو وہ اللہ سے ملے گا جب کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔“ اشعث بن قیس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ حدیث میرے ہی بارے میں ہے۔ میری اور ایک یہودی کی زمین مشترک تھی وہ میرے حصے سے انکاری ہو گیا تو میں نے یہ معاملہ نبی ﷺ کے حضور پیش کیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تمہارے گواہ ہیں؟“ میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے یہودی سے فرمایا: ”قسم اٹھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال مار لے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا.....﴾ ”جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر معمولی مال حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اللہ ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا اور نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

وَهَذَا بِنُ السَّرِيِّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْطَعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ» فَقَالَ الْأَشْعَثُ: فِيَّ وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَاكَ بَيِّنَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «اخْلِفْ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذَا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [آل عمران: ۷۷]۔



۳۲۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَرَّايُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ:

۳۲۴۴- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (قبیلہ) کندہ اور حضرموت کے دو آدمی اپنی ایک زمین کا تنازع لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ زمین یمن میں تھی۔ حضری نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری زمین اس شخص کے باپ نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی اور یہ اب اس کے قبضے میں ہے۔ آپ نے پوچھا:

قسم سے متعلق احکام ومسائل

”کیا تمہارے کوئی گواہ ہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ لیکن میں اسے قسم دیتا ہوں کہ (وہ یہ کہے) اللہ کی قسم! وہ نہیں جانتا کہ وہ زمین میری ہے جو اس کے باپ نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی۔ ادھر کندی آدمی بھی قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی قسم اٹھا کر کسی کا مال مار لیتا ہے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ کوڑھی ہوگا۔“ چنانچہ کندی نے کہا: یہ زمین اسی کی ہے۔

الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَتْهَا أَبُو هَذَا وَهِيَ فِي يَدِهِ، قَالَ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أُحْلِفُهُ وَاللَّهِ! مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي اغْتَصَبَتْهَا أَبُوهُ، فَهَيَّا الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِينِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْطَعُ أَحَدٌ مَالًا يَمِينٍ إِلَّا لَتَيْيَ اللَّهُ وَهُوَ أَجْذَمُ»، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضُهُ.

۳۲۴۵- جناب علقمہ بن وائل بن حجر حضری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موت اور (قبیلہ) کندہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو حضری نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص میرے باپ کی زمین پر قابض ہو گیا ہے۔ کندی نے کہا: یہ میری زمین ہے میرے قبضے میں ہے میں ہی اسے کاشت کرتا ہوں اور اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے حضری سے کہا: ”کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو تمہیں اس کی قسم قبول کرنی ہوگی۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاجر آدمی ہے اسے کوئی پروا نہیں کہ کیا قسم کھا رہا ہے یہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لیے اس کی طرف سے بس یہی ہے (کہ وہ قسم کھائے)۔“ چنانچہ وہ قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب اس نے پشت پھیری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس نے قسم کھالی کہ ظلم سے مال کھالے تو یہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس سے رخ پھیرے ہوئے ہوگا۔“

۳۲۴۵- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَرْزَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ. قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: «أَلَكْ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَكَ يَمِينُهُ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي مَا حَلَفَ عَلَيْهِ لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَاكَ»، فَأَنْطَلَقَ لِيُحْلِفَ لَهُ، فَلَمَّا أَذْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا لَيْنٌ حَلَفَ عَلَى مَالٍ لِيَأْكُلَهُ ظَالِمًا لِيَلْقَيْنَ اللَّهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ».

۳۲۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من اقطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ۱۳۹ عن هناد بن

السري به.

قسم سے متعلق احکام و مسائل

۲۱- کتاب الایمان والنذور

☀️ **فوائد و مسائل:** ① کسی مقدمہ کے طرفین جس میں کسی صالح کے متعلق گمان ہو کہ سچ کہتا ہوگا اور کسی فاسق کے متعلق وہم ہو کہ یہ جھوٹا ہوگا، قاضی کے دروہ و برابر ہوتے ہیں۔ ان کا فیصلہ شرعی اصولوں کے تحت ہی ہوگا کہ مدعی گواہ پیش کرے یا مدعا علیہ قسم کھائے۔ (خطابی) ② کسی تنازع (جھگڑے) میں طرفین کا ایک دوسرے کو جھوٹ، خیانت یا ظلم وغیرہ سے متہم کرنا ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ ان کے متعلق کوئی دعوہ قبول نہیں کیا جاسکتا۔ (خطابی) ③ مدعا علیہ کسی بھی دین و ملت سے تعلق رکھتا ہو اس سے قسم لی جائے گی جو تسلیم ہوگی۔ ④ جھوٹی قسم کا عتاب انتہائی شدید ہے۔

(المعجم ۲) - **باب مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ**
الْيَمِينِ عِنْدَ مُبْتَرِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۳)
باب: ۲- منبر نبوی کے پاس قسم کھانے کی عظمت

۳۲۴۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائی خواہ ایک (تازہ) مسواک ہی پر کیوں نہ ہو اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔“ یا فرمایا: ”اس کے لیے جہنم واجب ہے۔“
۳۲۴۷- حَدَّثَنَا ابْنُ ثُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَسَطَاسٍ مِنْ آلِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عِنْدَ مُبْتَرِ هَذَا عَلَى يَمِينٍ آئِمَّةٍ وَلَوْ عَلَى سِوَالِكِ أَخْضَرَ، إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، أَوْ وَجِبَتْ لَهُ النَّارُ».

☀️ **فائدہ:** مسجد نبوی میں ریاض الحنة اور منبر نبوی جو کہ محشر میں حوض پر ہوں گے جیسے عظیم تبرک مقامات کی پروا نہ کرتے ہوئے جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا انتہائی بد بخئی کی علامت ہے۔ عام مساجد کا بھی یہی حکم ہے کہ اس سے قسم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

(المعجم ۳) - **باب الْيَمِينِ بِغَيْرِ اللَّهِ**
(التحفة ۴)
باب: ۳- غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا

۳۲۴۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۲۴۶- **تخریج:** [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب اليمين عند مقاطع الحقوق، ح: ۲۳۲۵ من حديث هاشم ابن هاشم، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۹۲، وابن الجارود، ح: ۹۲۷، والحاكم: ۴/۲۹۶، ۲۹۷، ووافقه الذهبي.
۳۲۴۷- **تخریج:** أخرجه مسلم، الإيمان، باب من حلف باللات والعزى، فليقل: لا إله إلا الله، ح: ۱۶۴۷ من حديث عبد الرزاق، والبخاري، التفسير، سورة والنجم، باب ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى﴾، ح: ۴۸۶۰ من حديث معمره، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۵۹۳۱.

قسم سے متعلق احکام ومسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا: قسم ہے لات کی! تو اسے چاہیے کہ کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ جو کھیلیں! تو اسے چاہیے کہ کچھ صدقہ کرے۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ وَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرُكَ فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ».

🌞 فائدہ: غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا شرک ہے۔ اگر کسی سے دانستہ ایسا ہو جائے تو اس پر کفارہ نہیں بلکہ توبہ واستغفار اور تجدید ایمان لازم ہے تاہم نادانستہ غیر ارادی طور پر ایسے الفاظ زبان سے نکل جائیں تو اس کے لیے دل سے لا الہ الا اللہ پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ اسی طرح جو اکھینا حرام ہے تو اس کا کفارہ صدقہ کرنا ہے۔ فرمایا: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۳) ”نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔“

باب: ۳- آباء و اجداد کے نام کی قسم

کھانے کی حرمت

(المعجم ۴) - [بَابُ كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ

بِالْآبَاءِ] (التحفة ۵)

۳۲۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے باپوں یا ماؤں کے نام کی قسمیں نہ کھایا کرو اور نہ بتوں کے نام کی۔ صرف اللہ کے نام کی قسم کھایا کرو اور اللہ کی قسم بھی اسی صورت میں کھاؤ جب تم سچے ہو۔“

۳۲۴۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا بِاللَّهِ، وَلَا تَحْلِفُوا بِاللَّهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ».

۳۲۴۹- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک قافلے میں جا رہے تھے کہ چیچے سے رسول اللہ ﷺ انہیں آن ملے۔ (آپ ﷺ نے ان کو سنا) جب کہ وہ

۳۲۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ

۳۲۴۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإيمان والنذور، باب الحلف بالأمهات، ح: ۳۸۰۰ من حديث عبيد الله بن معاذ به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۷۶. ۳۲۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى، ح: ۱۶۴۶ من حديث عبيد الله بن عمر، والبخاري، الأدب، باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولاً أو جاهلاً، ح: ۶۱۰۸ من حديث نافع به.

اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے تو فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہیں منع فرماتا ہے کہ اپنے آباء و اجداد کی قسمیں کھاؤ جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔“

الْخَطَّابُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَدْرَكَهُ وَهُوَ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاهُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لَيْسَ كُنْتُ».

۳۲۵۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سنا (کہ میں اپنے باپ کے نام کی قسم کھا رہا تھا) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: اللہ کی قسم! (بعد ازاں) میں نے ان کی قسم نہیں کھائی نہ عمداً اور نہ حکایتاً (کسی کی طرف سے نقل کرتے ہوئے)۔

۳۲۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . . . نَحْوُ مَعْنَاهُ إِلَى «بِآبَائِكُمْ». زَادَ: قَالَ عُمَرُ: فَوَاللَّهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَذَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

۳۲۵۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کو سنا کہ وہ کعبہ کی قسم کھا رہا تھا تو انہوں نے اس سے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔“

۳۲۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ ابْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَجُلًا يَحْلِفُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ».

🌞 فوائد ومسائل: ① غیر اللہ کی قسم کھانا خواہ وہ کعبہ کی ہو یا فرشتے یا انبیاء یا اولیاء صالحین یا آباء و اجداد وغیرہ کی اسے گویا اللہ کے ہم پلہ ٹھہرانا ہے یا اس کی سی صفات سے موصوف سمجھنا ہے جو کہ واضح شرک ہے۔ جس سے ایسا ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ ایمان کی تجدید کرے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھے جیسے کہ (حدیث: ۳۲۴۷) میں گزرا ہے۔ ② خیال رہے کہ قرآن مجید کی قسم کھانا اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم اگر کوئی اٹھا لے تو مباح اور جائز ہے اس لیے کہ قرآن مجید اللہ ذوالجلال کا کلام اور اس کی صفت ہے اور اللہ کی صفات کی قسم کھانا ثابت اور صحیح ہے۔

۳۲۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ۱۵۹۲۲، ورواه البخاري، الإيمان والنذور، باب: لا تحلفوا بآبائكم، ح: ۶۶۴۷ من حديث معمر به معلقاً.

۳۲۵۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والإيمان، باب ماجاء في أن من حلف بغير الله فقد أشرك، ح: ۱۵۳۵ من حديث الحسن بن عبيد الله به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۷۷، والحاكم ۲۹۷/۴، ووافقه الذهبي.

۳۲۵۲- جناب طلحہ بن عبید اللہ نے بدوی کے واقعہ

والی حدیث میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کامیاب ہوا، قسم اس کے باپ کی! اگر سچا (ثابت قدم) رہا۔ جنت میں داخل ہوا، قسم اس کے باپ کی! اگر یہ سچا (ثابت قدم) رہا۔“

۳۲۵۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، يَعْني فِي حَدِيثِ قِصَّةِ الْأَعْرَابِيِّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ».

فائدہ: اس روایت میں [وَأَبِيهِ] کا لفظ شاذ اور ضعیف ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) تاہم اس کی یہ تاویل بھی کی جاتی ہے کہ یہ قسم غیر اللہ کی قسم سے منع کرنے سے پہلے کا ہے یا یہ کلام عامۃ الناس کے اسلوب پر ہے اس میں قسم کا معنی مراد نہیں ہے۔ اور کچھ نے کہا کہ اس میں لفظ ”رَبِّ“ محذوف ہے اور اصل یوں ہے: [وَرَبُّ أَبِيهِ] ”اس کے باپ کے رب کی قسم۔“ علامہ سیوطی نے کہا کہ اس میں ”تعجب“ کے معنی ہیں۔ (نبیل الاوطار، باب: الحلف باسماء الله و صفاته: ۲۵۷/۸)

باب: ۵- امانت کی قسم کھانا ناجائز ہے

(المعجم ۵) - باب كَرَاهِيَةِ الْحَلْفِ بِالْأَمَانَةِ (التحفة ۶)

۳۲۵۳- جناب (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد

سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔“

۳۲۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ الطَّائِي عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا».

فائدہ: ایمان یا امانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ امور ہیں ان کی قسم کھانے کے کوئی معنی نہیں لہذا ناجائز ہے۔ تاہم بقول امام شافعی رحمہ اللہ اس میں کوئی کفارہ نہیں۔

باب: ۶- لغو قسم کا بیان

(المعجم ۶) - باب لَغْوِ الْيَمِينِ (التحفة ۷)

۳۲۵۲- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۳۹۲، ورواه البخاري، ومسلم من حديث إسماعيل بن جعفر به مختصراً، وقوله: "وأبيه" أي "ورب أبيه".

۳۲۵۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/۳۵۲ من حديث الوليد بن ثعلبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۱۸.

قسم سے متعلق احکام و مسائل

۳۲۵۴- جناب عطاء رضی اللہ عنہ سے لغو قسم کے بارے میں مروی ہے انہوں نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس سے مراد وہ قسم ہے جو آدمی اپنے گھر میں کَلَّا واللہ! اور بلی واللہ! (نہیں) قسم اللہ کی! ہاں قسم اللہ کی! وغیرہ بولتا رہتا ہے۔“ (اس کا تکیہ کلام ہوتا ہے اور قسم کا قصد نہیں ہوتا۔)

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم صانع ایک صالح آدمی تھے۔ ان کو ابو مسلم نے مقام عَرَنْدَس میں قتل کر دیا تھا۔ اور ان کا یہ معمول تھا کہ اگر ہتھوڑا اٹھایا ہوا ہوتا اور اذان سن لیتے تو وہیں چھوڑ دیتے تھے۔

امام ابو داؤد نے کہا: اس حدیث کو داؤد بن ابی فرات نے بواسطہ ابراہیم صانع حضرت عائشہ پر موقوف روایت کیا ہے اور ایسے ہی زہری، عبد الملک بن ابی سلیمان اور مالک بن مغول نے بواسطہ عطاء حضرت عائشہ سے موقوف روایت کیا ہے۔

۳۲۵۴- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الشَّامِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي الصَّائِغَ، عَنْ عَطَاءٍ فِي اللَّغْوِ فِي الْيَمِينِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «هُوَ كَلَامُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ: كَلَّا وَاللَّهِ! وَبَلَى وَاللَّهِ!».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ الصَّائِغَ رَجُلًا صَالِحًا قَتَلَهُ أَبُو مُسْلِمٍ بِعَرَنْدَسَ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا رَفَعَ الْمِطْرَقَةَ فَسَمِعَ النَّدَاءَ، سَبَّهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ مَوْقُوفًا عَلَى عَائِشَةَ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ وَمَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ كُلُّهُمْ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوفًا.

فائدہ: لغو قسم معاف ہے اور اس کا کوئی کفارہ نہیں، تاہم آدمی کو اس سے پرہیز کرتے ہوئے اپنی عادت بدلنی چاہیے۔ فرمایا: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ (البقرة: ۲۲۵) ”اللہ تمہیں تمہاری ان لغو قسموں پر نہ پکڑے گا البتہ اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو۔“

باب: ۷- قسم کھانے میں مخفی طور پر اشارتاً کوئی اور مفہوم مراد لے لینا

(المعجم ۷) - باب المَعَارِضِ فِي الْأَيْمَانِ (التحفة ۸)

۳۲۵۴- تخریج: [حسن] أخرجه ابن حبان في صحيحه (موارد)، ح: ۱۱۸۷ من حديث حميد بن مسعدة به، ورواه البخاري، ح: ۶۶۶۳ موقوفاً على عائشة رضي الله عنها.



۳۲۵۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَمِينُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهَا صَاحِبُكَ».

۳۲۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیری قسم اسی بات پر ہے جس پر تیرا ساتھی تجھ سے تصدیق کر رہا ہے۔“

قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ.

جناب مسدد رحمہ اللہ نے اس سند میں (عن عباد بن ابی صالح کے بجائے) ”اخبرنی عبد اللہ بن ابی صالح“ کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُمَا وَاحِدٌ: عَبْدُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں عبد اللہ بن ابی صالح اور عباد بن ابی صالح ایک ہی شخصیت ہیں۔

☀ فائدہ: مسلمانوں کے درمیان آپس میں تنازعات کے فیصلوں کے لیے اشارات و تعریضات (توریے) سے قسم اٹھانا کسی طرح مفید مطلب نہیں بلکہ ناجائز ہے البتہ کفار یا ظالموں سے آویزش ہو تو رخصت ہے۔

۳۲۵۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِيهَا سُؤَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: خَرَجْنَا نُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ فَأَخَذَهُ عَدُوُّ لَهُ فَتَحَرَّجَ الْقَوْمُ أَنْ يَحْلِفُوا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي فَخَلَّى سَبِيلَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوا أَنْ يَحْلِفُوا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي، قَالَ: «صَدَقْتَ، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ».

۳۲۵۶- حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی نیت سے روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کے ایک دشمن نے ان کو پکڑ لیا تو قوم کے لوگ قسم کھانے سے ہچکچاتے رہے مگر میں نے قسم کھائی کہ ”یہ میرا بھائی ہے۔“ تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے آپ کو بتایا کہ قوم کے لوگوں نے قسم کھانے میں حرج سمجھا تھا مگر میں نے قسم کھائی کہ ”یہ میرا بھائی ہے“ تو آپ نے فرمایا: ”تو نے سچ کہا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔“

۳۲۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب اليمين على نية المستحلف، ح: ۱۶۵۳ من حديث هشيم به.

۳۲۵۶- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من وری في يمينه، ح: ۲۱۱۹ من حديث إسرائيل، وصححه الحاكم: ۲۹۹/۴، ووافقه الذهبي.

۲۱- کتاب الایمان والنذور

قسم سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: دشمن کے مقابلے میں اشارے اور تورپے سے قسم کھانا جائز ہے اور [إِنَّ فِي الْمَعَارِضِ لَمُنْذُورَةً عَنِ الْكُذِبِ] (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۹۹/۱۰) ”اشارے میں جھوٹ سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔“ کا یہی مفہوم ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي
الْحَلْفِ بِالْبَرَاءَةِ وَبِمَلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ
باب: اسلام سے بری ہو جانے یا
غیر مسلم ہونے کی قسم کھانا
(التحفة ۹)

www.KitaboSunnat.com

۳۲۵۷- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الصَّحَّاحِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بِمَلَّةٍ غَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ».

۳۲۵۷- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس نے ملت اسلام کے سوا کسی اور ملت میں ہو جانے کی قسم کھائی خواہ وہ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو تو وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ اور جس نے جس چیز سے اپنے آپ کو قتل کیا اسے قیامت کے دن اسی سے عذاب دیا جائے گا۔ اور جو چیز انسان کی اپنی ملکیت میں نہ ہو اس کی نذر بھی نہیں ہے۔“



۳۲۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ يَعْنِي ابْنَ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا

۳۲۵۸- حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی کہ میں اسلام سے بری ہوں تو اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ وہی ہو جو اس نے کہا اور اگر سچا بھی ہو تو اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹے گا۔“

۳۲۵۷- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية . . . الخ، ح: ۴۱۷۱، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلط تحريم قتل الإنسان نفسه . . . الخ، ح: ۱۱۰ من حديث معاوية بن سلام به.

۳۲۵۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من حلف بملة غير الإسلام، ح: ۲۱۰۰، والنسائي، ح: ۳۸۰۳ من حديث حسين بن واقد به، وهو في مسند أحمد: ۳۵۵/۵، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳۹۸/۴، ووافقه الذهبي.

فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا» .

☀ فائدہ: اسلام اللہ کا دین اور بندوں کے لیے عظیم ترین نعمت ہے چنانچہ سچے جھوٹے کسی طرح بھی اس سے بری ہونے کے الفاظ زبان پر لانا ناجائز اور حرام ہے۔ اگر کسی نے سچے ہوتے ہوئے اس طرح کہہ دیا تو بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوا۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی قسم کا مالی کفارہ نہیں ہے اس کا عتاب اس کے دین کا نقصان قرار دیا گیا ہے۔

باب: ۸- جو کوئی قسم کھائے کہ سالن

نہیں کھائے گا

(المعجم ۸) - باب الرَّجُلِ يَخْلِفُ أَنْ لَا

يَتَأَدَّم (التحفة ۱۰)

۳۲۵۹- حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ

بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ایک کھجور روٹی کے ٹکڑے پر رکھی اور فرمایا: ”یہ اس کا سالن ہے۔“

۳۲۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ ثَمْرَةً عَلَى كِسْرَةٍ فَقَالَ: «هَذِهِ إِذَا دَامَ هَذِهِ».

۳۲۶۰- یزید اعمور نے حضرت یوسف بن عبداللہ

بن سلام رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے مثل روایت کیا۔

۳۲۶۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ الْأَعْمُورِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ مِثْلَهُ.

باب: ۹- قسم کے ساتھ [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہنا

(المعجم ۹) - باب الاستثناء فِي الْيَمِينِ

(التحفة ۱۱)

۳۲۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی

۳۲۶۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ:

۳۲۵۹- تخریج: [ضعیف] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح: ۷۴۹۴ من حديث يحيى بن العلاء به، وهو كذاب يضع الحديث، قاله أحمد، ولحديثه شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

۳۲۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ۱۸۳ من حديث عمر بن حفص بن غياث به * حفص بن غياث عن عمر بن حفص بن غياث به، وهو كذاب يضع الحديث، قاله أحمد، ولحديثه شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

۳۲۶۱- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الإيمان والندور، باب الاستثناء، ح: ۳۸۶۰ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ۱۰/۲، وانظر الحديث الآتي.

۲۱- کتاب الایمان والذکور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ”جس نے قسم کھائی اور پھر [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہہ دیا تو اس نے استثناء کر لیا۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ يُبْلَغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَدْ اسْتَنَى».

۳۲۶۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہا تو چاہے وہ اپنی قسم کو پورا کرے یا نہ کرے قسم نہیں ٹوٹے گی۔“

۳۲۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ وَهَذَا حَدِيثُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَاسْتَنَى فَإِنْ شَاءَ رَجَعَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حَنِثٍ».

☀ فائدہ: چونکہ تمام امور اللہ عزوجل کی مشیت سے پورے ہوتے ہیں اس لیے قسم میں بھی حسن ادب یہ ہے کہ مستقبل کے امور میں [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہہ لے اس طرح قسم کھانے کی صورت میں اگر کام نہ ہو سکا تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ لیکن اگر قسم کھانے والا مخالفت کی نیت رکھتے ہوئے محض اپنے مخاطب کو تسلی دینے کے لیے [إِنْ شَاءَ اللَّهُ] کہتا ہے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ]

باب:..... نبی ﷺ کیسے قسم کھایا کرتے تھے

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي يَمِينِ النَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَتْ (التحفة ۱۲)

۳۲۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر قسمیں اس طرح کی ہوتی تھیں: [لَا وَمَقْلَبِ الْقُلُوبِ] ”نہیں“ قسم ہے اس ذات کی جو دلوں کا پھیرنے والا ہے۔“

۳۲۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى ابْنِ عَقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَكْثَرُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْلِفُ بِهِذِهِ الْيَمِينِ: «لَا وَمَقْلَبِ الْقُلُوبِ».

☀ فوائد ومسائل: ① اللہ عزوجل کی صفات کے ساتھ قسم کھانا عین توحید ہے۔ ② قسم کے شروع میں لاگنا عربی زبان کا معروف اسلوب ہے۔

۳۲۶۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الذکور والایمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح: ۱۵۳۱، والنسائي، ح: ۳۸۲۴، وابن ماجه، ح: ۲۱۰۵ من حديث عبدالوارث به، وقال الترمذي: "حسن".

۳۲۶۳- تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب: يعول بين المعرة وقلبه، ح: ۶۶۱۷ من حديث ابن المبارك به.

۳۲۶۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بہت تاکید کی قسم کھاتے تو یوں کہا کرتے تھے: [وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ] ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے!“

۳۲۶۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ شُمَيْخٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اجْتَهَدَ فِي الْيَمِينِ قَالَ : «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ» .

☀️ ملحوظہ: اکثر روایات میں یہ الفاظ اس طرح آتے ہیں: [وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ] یعنی ابوالقاسم (کنیت) کی بجائے اسم گرامی محمد ﷺ نام لیتے۔

۳۲۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قسم کھاتے تو یوں کہا کرتے: [لَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ] ”نہیں! اور میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں۔“

۳۲۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ : أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ : أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ : حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا حَلَفَ يَقُولُ : «لَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ» .

☀️ ملحوظہ: روایت ضعیف ہے۔ اور یہ جملہ قسم نہیں بلکہ قسم سے مشابہ ہے۔ اس کی اصل یہ ہو سکتی ہے [لَا وَاللَّهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ] (بذل المحمود)

۳۲۶۶- عاصم بن لقیط کہتے ہیں کہ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ ایک وفد لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ لقیط کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس سلسلے میں حدیث ذکر کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تیرے اللہ کی بقا کی قسم۔“

۳۲۶۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبَّاسٍ السُّمَعِيُّ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ دَلْهَمِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاجِبِ بْنِ عَامِرِ بْنِ الْمُتَنَفِّقِ الْعُقَيْلِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَمِّهِ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ ، قَالَ دَلْهَمٌ :

۳۲۶۴- تخریج : [إسناده حسن] أخرجه البيهقي : ۲۶/۱۰ من حديث أبي داود به ، وهو في مسند أحمد : ۴۸/۳ * عاصم بن شُمَيْخ حسن الحديث .

۳۲۶۵- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه ، الكفارات ، باب يمين رسول الله ﷺ التي كان يحلف بها ، ح : ۲۰۹۳ من حديث محمد بن هلال به * هلال بن أبي هلال المدني مولی بنی کعب مستور ، لم يوثقه غير ابن حبان .

۳۲۶۶- تخریج : [إسناده حسن] أخرجه أحمد : ۱۳/۴ من حديث ابن عباس به مطولاً ، والسند متصل ، انظر النهاية في الفتن والملاحم (بتحقيقي) ، ح : ۵۳۲ (والتحقيق الجديد ، ح : ۵۶۴) .

قسم سے متعلق احکام و مسائل

۲۱- کتاب الایمان والنذور

وَحَدَّثَنِيهِ أَيْضًا الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ: أَنَّ لَقِيطَ بْنَ عَامِرٍ خَرَجَ
وَإِفْدًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ لَقِيطٌ: فَقَدِمْنَا
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ حَدِيثًا فِيهِ، فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: «لَعَمْرُ إِلَهِكَ».

🌞 فائدہ: صحیح بخاری میں بھی اسی قسم کے لفظ کے ساتھ یہ روایت ہے۔ [لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقُتْلَنَّهُ] (صحیح البخاری،
الایمان والنذور، باب: قول الرجل لعمر الله، حدیث: ۶۶۶۲) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عمر یہاں حیات
کے معنی میں ہے۔ اس لفظ کے ساتھ قسم کھانے والا اللہ کی بقا کے ساتھ قسم کھاتا ہے اور بقا اللہ کی ذاتی صفت ہے۔ اس
لیے اس طرح قسم کھانا صحیح ہے۔ (فتح الباری، باب مذکور)

باب: ۱۰- کیا کسی کو قسم دینا بھی قسم
میں داخل ہے؟

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي الْقَسْمِ هَلْ
يَكُونُ يَمِينًا (التحفة ۱۳)

۳۲۶۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْسَمَ
عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمَ».
۳۲۶۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو قسم دی تو نبی ﷺ
نے فرمایا: ”قسم مت دو۔“ (تفصیل درج ذیل روایت
میں ہے۔)

🌞 فائدہ: علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کسی کو محض یوں کہہ دے کہ تجھے ”قسم ہے“ یہ قسم نہیں، لیکن اگر
یوں کہے کہ ”تجھے اللہ کی قسم ہے“ تو یہ قسم ہوگی اور پھر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔ لیکن اگر کوئی پوری نہ کر سکے تو
کوئی حرج نہیں۔

۳۲۶۸- جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

۳۲۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ

۳۲۶۷- تخریج: أخرجه مسلم، الرؤيا، باب: في تأويل الرؤيا، ح: ۲۲۶۹ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري،
التعبير، باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب، ح: ۷۰۴۶ من حديث الزهري به مطولاً، وهو في مسند
أحمد: ۲۱۹/۱.

۳۲۶۸- تخریج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق، انظر الحديث السابق، والبخاري، التعبير، باب رؤيا
الليل، ح: ۷۰۰۰ من حديث معمر به، ورواه الترمذي، ح: ۲۲۹۳ عن عبدالرزاق به، وابن ماجه، ح: ۳۹۱۸ عن
محمد بن يحيى به، انظر الحديث الآتي.



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: بے شک میں نے آج رات خواب دیکھا ہے اور پھر اس نے اپنا خواب بیان کیا۔ اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم نے کچھ میں درست کہا ہے اور کچھ میں خطا کی ہے۔“ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دیتا ہوں، میرا باپ آپ پر فدا ہوا! آپ مجھے ضرور بتائیے کہ میں نے کیا غلطی کی ہے، تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”قسم مت دو۔“

فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ ابْنُ يَحْيَى: وَكَتَبْتُهُ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ فَذَكَرْتُ رُؤْيَا فَعَبَّرَهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا»، فَقَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! بِأَبِي أَنْتَ لَتَحَدِّثَنِي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمَ».

۳۲۶۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی، مگر اس میں قسم کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس میں مزید یہ ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں وضاحت نہیں کی۔

۳۲۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ، لَمْ يَذْكُرِ الْقِسْمَ. زَادَ فِيهِ: وَلَمْ يُخْبِرْهُ.

باب ۱۱- اگر کوئی قسم کھالے کہ یہ کھانا نہیں کھاؤں گا

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى طَعَامٍ لَا يَأْكُلُهُ (التحفة ۱۴)

۳۲۷۰- حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں کچھ مہمان آگئے جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ میرے آنے تک تم ان کی ضیافت اور خدمت سے فارغ

۳۲۷۰- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَوْ عَنْ أَبِي السَّيْلِ عَنَّهُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: نَزَلَ بِنَا أَضْيَافٌ لَنَا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَتَحَدَّثُ عِنْدَ

۳۲۶۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث محمد بن كثير به، انظر، ح: ۳۲۶۷.

۳۲۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره من الغضب والجزع عند الضيف، ح: ۶۱۴۰، ومسلم،

الأشربة، باب إكرام الضيف وفضل إثاره، ح: ۲۰۵۷ من حديث الجريري به.

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَ: لَا أَرْجِعَنَّ إِلَيْكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ ضِيَاغَةِ هَؤُلَاءِ وَمِنْ قِرَاهُمْ، فَأَتَاهُمْ بِقِرَاهُمْ فَقَالُوا: لَا نَطْعُمُهُ حَتَّى يَأْتِيَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ فَقَالَ: مَا فَعَلَ أَضْيَاغُكُمْ أَفَرَعْتُمْ مِنْ قِرَاهُمْ؟ قَالُوا: لَا. قُلْتُ: قَدْ أَتَيْتُهُمْ بِقِرَاهُمْ فَأَبَوْا وَقَالُوا: وَاللَّهِ! لَا نَطْعُمُهُ حَتَّى تَجِيءَ فَقَالُوا: صَدَقَ قَدْ أَتَانَا بِهِ فَأَيُّنَا حَتَّى تَجِيءَ، قَالَ: فَمَا مَنَعَكُمْ؟ قَالُوا: مَكَائِكَ، قَالَ: فَوَاللَّهِ! لَا أَطْعُمُهُ اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَقَالُوا: وَنَحْنُ وَاللَّهِ! لَا نَطْعُمُهُ حَتَّى تَطْعُمَهُ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ، قَالَ: قَرَّبُوا طَعَامَكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبَ طَعَامَهُمْ، فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ فَطَعِمَ وَطَعِمُوا، فَأُخْبِرْتُ أَنَّهُ أَصْبَحَ، فَعَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأُخْبِرَهُ بِالَّذِي صَنَعَ وَصَنَعُوا، قَالَ: «بَلْ أَنْتَ أَبْرَهُمْ وَأَصْدُقُهُمْ».



ہو جانا۔ چنانچہ میں ان کے پاس ان کی ضیافت لے کر آیا تو انہوں نے کہا: ہم نہیں کھائیں گے حتیٰ کہ ابو بکر آجائیں۔ چنانچہ وہ (دیر سے) آئے اور پوچھا کہ تمہارے مہمانوں کا کیا ہوا؟ کیا تم ان کی مہمانداری سے فارغ ہو چکے ہو؟ گھر والوں نے کہا: نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں ان کے پاس ان کی ضیافت لے گیا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا: اللہ کی قسم! ہم نہیں کھائیں گے حتیٰ کہ ابو بکر آجائیں۔ ان مہمانوں نے بھی تصدیق کی کہ یہ ہمارے پاس ضیافت لایا تھا مگر ہم نے انکار کر دیا حتیٰ کہ آپ آجائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہیں (میرے بغیر) کھانے سے کیا مانع رہا؟ انہوں نے کہا: آپ کے باعث۔ (آپ کی عدم موجودگی)۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں آج رات یہ نہیں کھاؤں گا۔ تو انہوں نے کہا: اور ہم بھی اللہ کی قسم! نہیں کھائیں گے حتیٰ کہ آپ کھائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آج جیسی بری رات میں نے نہیں دیکھی اور فرمایا: کھانا لاؤ۔ چنانچہ ان کا کھانا پیش کیا گیا تو کہا: بسم اللہ۔ اور کھانے لگے اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ (عبدالرحمن کہتے ہیں) مجھے بتایا گیا کہ صبح کے وقت وہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ سب آپ ﷺ کے گوش گزار کیا جو کچھ انہوں (ابو بکر) نے کیا اور مہمانوں نے کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم ان سے بڑھ کر صالح ہو اور سچے بھی۔“ (کہ مہمانوں کے اکرام میں ان کی قسم کے مطابق کھانا کھالیا۔“)

۳۲۷۱- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: أخبرنا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ وَعَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ الْجَرِيرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ، زَادَ عَنْ سَالِمٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: «وَلَمْ يَبْلُغْنِي كَفَّارَةٌ».

۳۲۷۱- ابو عثمان نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر سے یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کی۔ اور ابن شنی نے سالم کی اس حدیث میں مزید کہا: مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کفارہ بھی دیا۔

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ دلچسپ حدیث صحیح بخاری میں تفصیل سے پڑھنے کے لائق ہے۔ (صحیح البخاری؛ مواقیع الصلاة؛ حدیث: ۶۰۳) اس میں ہے کہ ایک کرامت ظاہر ہوئی کہ کھانا بڑھ گیا اور پھر وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی لے گئے۔ ② اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ مہمان نوازی ایک اہم شرعی حق ہے۔ ③ شرعی ضرورت کے تحت عشاء کے بعد ضروری امور سرانجام دینا جائز ہے۔ ④ مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانے میں ایک دوسرے کا اکرام ہے اور یہ ایک مستحب عمل ہے۔ ⑤ شرعی حقوق کی کوتاہی میں بڑی عمر کی اولاد کو دوسروں کے سامنے بھی ڈانٹ ڈپٹ کی جاسکتی ہے۔ ⑥ کسی بات پر قسم کھانی ہو لیکن اس کا دوسرا پہلو زیادہ بہتر ہو تو قسم توڑ دینی چاہیے۔ ⑦ اولیاء اور صالحین کی کرامات حق ہیں۔ ⑧ مذکورہ بالا صورت میں اگر کسی نے قسم توڑی ہو تو کفارہ لازم آتا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کفارے کا ذکر ویسے ہی نہیں آیا۔ کچھ نے کہا ہے کہ ممکن ہے یہ واقعہ وجوب کفارہ سے پہلے کا ہو اور کچھ نے اسے لغو قسم شمار کیا ہے مگر یہ متبادر نہیں ہے۔

(المعجم ۱۲) - باب الیَمینِ فی قَطِیعَةٍ الرَّحِمِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۲- قطع تعلق کی قسم کھالینا

۳۲۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ الْمَعْلَمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ

۳۲۷۲- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصاریوں میں دو بھائیوں میں وراثت کا معاملہ تھا۔ ایک نے دوسرے سے تقسیم کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: اگر تو نے مجھ سے دوبارہ تقسیم کی بات کی تو میرا سب

۳۲۷۱- تخریج: أخرجه مسلم عن محمد بن المثنى عن سالم بن نوح به، وانظر الحديث السابق.

۳۲۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۰ / ۶۵، ۶۶ من حديث يزيد بن زريع به، وصححه الحاكم: ۳۰۰/۴، ووافقه الذهبي * قال أحمد: 'قد رأى سعيد عمرو سمع منه وإذا لم يقل سعيد عن عمر فعن يعل' (تهذيب الكمال).

۲۱- کتاب الایمان والندور

قسم سے متعلق احکام ومسائل

مال کعبہ کے لیے وقف ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا: کعبہ تیرے مال کا محتاج نہیں۔ اپنی قسم کا کفارہ ادا کر اور اپنے بھائی سے (تقسیم کے بارے میں) بات کر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”رب تعالیٰ کی نافرمانی میں تیری کوئی قسم ہے نہ نذر اور نہ قطع رحمی میں نذر ہے اور نہ اس چیز میں جس کا تو مالک نہیں۔“

كَانَ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ فَسَالَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ الْقِسْمَةَ، فَقَالَ: إِنْ عُذْتُ تَسْأَلُنِي عَنِ الْقِسْمَةِ فَكُلُّ مَالِي فِي رِثَاجِ الْكُفْبَةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنَّ الْكُفْبَةَ غَنِيَّةٌ عَنْ مَالِكَ، كَفَّرَ عَنْ يَمِينِكَ وَكَلَّمَ أَخَاكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَمِينُ عَلَيْكَ وَلَا نَذَرٌ فِي مَعْصِيَةِ الرَّبِّ وَفِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَفِيمَا لَا تَمْلِكُ».

۳۲۷۳- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی نذر نہیں سوائے اس کے جس میں اللہ کی رضا مقصود ہو اور نہ قطع رحمی میں قسم ہے۔“

۳۲۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا نَذَرٌ إِلَّا فِيمَا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ، وَلَا يَمِينٌ فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ».

۳۲۷۴- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن آدم جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں اور نہ اس میں قسم ہے اور نہ اللہ کی نافرمانی میں اور نہ قطع تعلقی میں۔ اور جس نے قسم کھائی ہو اور پھر اس کے خلاف دوسرے پہلو میں زیادہ خیر دیکھے تو چاہیے کہ قسم چھوڑ دے اور جو خیر ہو اس پر عمل کرے۔ بلاشبہ اس کا چھوڑ دینا ہی اس کا کفارہ ہے۔“

۳۲۷۴- قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَخْنَسِ عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نَذَرٌ وَلَا يَمِينٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ وَلَا فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ، وَمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَدْعُهَا وَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ

۳۲۷۳- تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وح: ۲۱۹۱، ۲۱۹۲.

۳۲۷۴- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۳۴، ۳۳/۱۰ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ۳۸۲۳ من حديث عبيد الله بن الأخنس به مختصراً، وانظر الحديث السابق * يحيى بن عبيد الله متروك، وحديثه عند البيهقي: ۳۴، ۳۳/۱۰.



خَيْرٌ فَإِنْ تَرَكَهَا كَفَّارَتُهَا .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلْيُكَفَّرْ عَنْ يَمِينِهِ إِلَّا فِيمَا لَا يُعْبَأُ بِهِ .

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی سب احادیث میں یہی ہے کہ قسم کا کفارہ ادا کرے مگر اُن روایات میں (اس کے برعکس بیان ہوا ہے) جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُلْتُ لِأَحْمَدَ: رَوَى يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ فَقَالَ: تَرَكَهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَكَانَ أَهْلًا لِذَلِكَ. قَالَ أَحْمَدُ: أَحَادِيثُهُ مَنَاقِيرُ وَأَبُوهُ لَا يُعْرَفُ .

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کیا یحییٰ بن سعید نے یحییٰ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بعد میں چھوڑ دیا تھا اور وہ اسی لائق تھا۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: اس کی احادیث منکر (از حد ضعیف) ہیں اور اس کا باپ غیر معروف ہے۔

🌞 فائدہ: اس روایت میں [مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ] سے آخر تک کا حصہ ضعیف ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) اور جس کام پر قسم کھائی ہے اسے ترک کرے تو کفارہ دینا رائج ہے۔

باب: ۱۳- جو شخص عدا جھوٹی قسم کھائے

(المعجم ۱۳) - بَابُ فِي الْحَلْفِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا (التحفة ۱۶)

۳۲۷۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو شخص اپنا بھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے کر آئے تو نبی ﷺ نے مدعی سے گواہ طلب کیے تو اس کے پاس گواہ نہیں تھے۔ تب آپ نے مدعا علیہ سے قسم طلب کی تو اس نے کہا: ”قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں!“ (میں نے یہ کام نہیں کیا ہے جو مدعی کہتا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیوں نہیں تحقیق تو نے یہ کیا

۳۲۷۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ الطَّالِبَ الْبَيِّنَةَ، فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ، فَاسْتَحْلَفَ الْمَطْلُوبَ، فَحَلَفَ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَلَى

۳۲۷۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۵۳ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ۴/ ۹۶، ووافقه الذهبي .

قَدْ فَعَلْتَ وَلَكِنْ قَدْ غَفِرَ لَكَ بِاخْلَاصِ قَوْلٍ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ»
ہے لیکن اللہ نے تجھے اخلاص کے ساتھ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُرَادُ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ
أَنَّهُ لَمْ يَأْمُرْهُ بِالْكَفَّارَةِ.
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ
آپ ﷺ نے اسے (جھوٹی قسم کھانے پر) کفارہ ادا
کرنے کا حکم نہیں دیا۔

🌞 فوائد ومسائل: ① جھوٹی قسم کو ”یمین غموس“ کہتے ہیں۔ یعنی انسان کو گناہ اور ہلاکت میں ڈبو دینے والی۔ یہ
کبار میں شمار ہے اور اس کا کوئی مالی کفارہ نہیں۔ دین اور آخرت کا عقاب بہت بڑی سزا ہے البتہ توبہ وندامت اور
آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم ہی اس کا کفارہ ہے۔ ② اس خاص واقعہ کی بنیاد پر کسی مسلمان کو جھوٹی قسم کھانے کی جرأت
نہیں کرنی چاہیے۔ ③ نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے سے یہ علم ہوا کہ اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے اس لیے آپ نے
پورے یقین کے ساتھ اس کے جھوٹے ہونے کا ذکر کیا۔ علاوہ ازیں اس کی تلافی کا بیان بھی فرمایا۔



(المعجم ۱۴) - باب الْحَنْثُ إِذَا كَانَ
خَيْرًا (التحفة ۱۷)

باب: ۱۴- قسم توڑ دینے میں بہتری ہو تو
قسم توڑ دینی چاہیے

۳۲۷۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا غِيلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ
أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:
«إِنِّي وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى
يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ
بِمِثْلِهَا وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ»، أَوْ قَالَ:
«إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرْتُ بِمِثْلِهَا».

۳۲۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ عَنْ أَبِيهِ:
عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:
«إِنِّي وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى
يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ
بِمِثْلِهَا وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ»، أَوْ قَالَ:
«إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرْتُ بِمِثْلِهَا».

۳۲۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ عَنْ أَبِيهِ:
عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:
«إِنِّي وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى
يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ
بِمِثْلِهَا وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ»، أَوْ قَالَ:
«إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرْتُ بِمِثْلِهَا».

۳۲۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأيمان والذکر، باب قول الله تعالى: ﴿لَا يَأْخُذُكُمْ اللَّهُ بِاللُّغُو فِي أَيْمَانِكُمْ﴾،
ح: ۶۶۲۳، ومسلم، الأيمان، باب نذب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها... الخ، ح: ۱۶۴۹ من حديث
حماد بن زيد به.

۳۲۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب نذب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها... الخ، ح: ۱۶۵۲

ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عبدالرحمن بن سمرہ! جب تم کوئی قسم کھاؤ پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر پاؤ تو وہی کرو جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔“

الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ وَمَنْصُورٌ يَعْنِي ابْنَ زَادَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ؛ إِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأَبِ الْذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْ يَمِينَكَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا کہ وہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنے کی رخصت دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يُرَخِّصُ فِيهَا الْكَفَّارَةَ قَبْلَ الْحِنْثِ.

🌞 فائدہ: کسی نے قسم کھائی ہو لیکن اس امر کے خلاف میں شرعی اور اخلاقی مصلحت ہو تو بہتر کیفیت پر عمل کرنا چاہیے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے اور اس میں وسعت ہے کہ پہلے کفارہ دے یا بعد میں۔

۳۲۷۸- حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے مگر اس روایت میں (یہ اضافہ) ہے: ”اپنی قسم کا کفارہ ادا کر اور پھر اس پر عمل کر جو بہتر ہو۔“

۳۲۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ نَحْوَهُ قَالَ: «فَكَفَّرَ عَنْ يَمِينِكَ ثُمَّ أَتَيْتَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عدی بن حاتم اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں۔ کچھ میں ہے کہ پہلے خلاف قسم عمل کرے پھر کفارہ دے اور کچھ میں ہے کہ پہلے کفارہ دے اور پھر خلاف قسم عمل کرے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَحَادِيثُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ رَوَى عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ: الْحِنْثُ قَبْلَ الْكَفَّارَةِ، وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ: الْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ.

❖ من حدیث ہشیم، والبخاری، کفارات الایمان، باب الکفارة قبل الحنث وبعده، ح: ۶۷۲۲ من حدیث یونس ومنصور به.

۳۲۷۸- تخریج: أخرجه مسلم من حدیث سعید بن أبي عروبة به، انظر الحديث السابق، ورواه البيهقي: ۵۳/۱۰ من حدیث أبي داود به.

(المعجم ۱۵) - باب: کَمِ الصَّاعِ فِي
الْكَفَّارَةِ (التحفة ۱۸)

فائدہ: پختہ قسم (یمین معقده) توڑنے میں کفارہ لازم آتا ہے۔ جس کا بیان سورہ مائدہ کی آیت: ۸۹ میں آیا ہے: ﴿فَكْفَارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ﴾ ”قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا ہے یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جو نہ پائے تو تین دن روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔“ کفارہ رمضان وغیرہ کی احادیث کی روشنی میں ایک مسکین کے لیے طعام کی مقدار تقریباً ایک مد ہے۔ تو چاہیے کہ وہ مدنی اور تجازی ہو جو ہمارے موجودہ پیمانے کے حساب سے گندم اور چاول میں تقریباً 625 گرام بنتا ہے۔

۳۲۷۹- جناب عبدالرحمن بن حرمہ ام حبیب بنت ذویب بن قیس مزنیہ سے روایت کرتے ہیں..... اور یہ ام حبیب پہلے بنو اسلم کے ایک شخص کی زوجیت میں تھیں۔ بعد ازاں ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے کے نکاح میں آئیں..... ابن حرمہ نے کہا: ام حبیب نے ہمیں ایک پیانہ صاع ہدیہ دیا اور بتایا کہ اس کے شوہر (ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے) نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ یہ صاع نبی ﷺ کا تھا۔ (راوی حدیث) جناب انس بن عیاض کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس صاع کو ماپا تو (اس دور کے اموی پیمانے) ہشام بن عبدالملک بن مروان کے پیمانے کے مطابق اڑھائی مد کے برابر پایا۔

۳۲۷۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَرْمَلَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبِ بِنْتِ ذَوَيْبِ بْنِ قَيْسِ الْمُزَنِّيَّةِ - وَكَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَسْلَمَ، ثُمَّ كَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَخٍ لِصَفِيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ ابْنُ حَرْمَلَةَ: فَوَهَبَتْ لَنَا أُمُّ حَبِيبٍ صَاعًا حَدَّثَنَا عَنْ ابْنِ أَخِي صَفِيَّةَ عَنْ صَفِيَّةَ أَنَّهَا صَاعُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَنَسُ: فَجَرَّبْتُهُ فَوَجَدْتُهُ مَدَّيْنِ وَنِصْفًا بِمُدِّ هِشَامٍ.

۳۲۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ خَلَادٍ ابْنِ مُحَمَّدٍ بن محمد بن محمد بن خلااد ابو عمر کا بیان ہے کہ

۳۲۷۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * أم حبيب مجهولة الحال، وابن أخي صفية لا يعرف (تقریب).
۳۲۸۰- تخریج: [صحیح] انفرد به أبو داود * خالد هو ابن عبدالله القسري.

قسم سے متعلق احکام و مسائل

ہمارے پاس ایک مد تھا جو خالد (قصری) کی طرف منسوب تھا جو ہارون کے گلیچہ (ایک پیمانہ) سے دو گنا تھا۔

خَلَادِ أَبُو عُمَرَ قَالَ: كَانَ عِنْدَنَا مَكْوُكٌ يُقَالُ لَهُ مَكْوُكٌ خَالِدٍ وَكَانَ كَيْلَجَتَيْنِ بِكَيْلَجَةِ هَارُونَ.

محمد بن محمد نے کہا: خالد کے صاع (مد) سے ہشام بن عبد الملک کا صاع مراد ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: صَاعُ خَالِدٍ صَاعُ هِشَامٍ يَغْنِي ابْنَ مَالِكٍ.

۳۲۸۱- محمد بن محمد بن خالد ابو عمر نے کہا: ہمیں مسدود نے امیہ بن خالد سے بیان کیا کہ جب خالد القسری گورنر بنا تو اس نے صاع کو دو گنا کر دیا اور پھر ایک صاع سولہ رطل کا ہو گیا۔

۳۲۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ خَلَادِ أَبُو عُمَرَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أُمِّيَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: لَمَّا وَلِيَ خَالِدُ الْقَسْرِيُّ أَضْعَفَ الصَّاعَ فَصَارَ الصَّاعُ سِتَّةَ عَشَرَ رَطْلًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ خَلَادٍ قَتَلَهُ الرُّنْجُ صَبْرًا، فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَمَدَّ أَبُو دَاوُدَ يَدَهُ وَجَعَلَ بَطُونُ كَفِّهِ إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ: وَرَأَيْتُهُ فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟ فَقَالَ: أَذْخَلَنِي الْجَنَّةَ، قُلْتُ: فَلَمْ يَضُرَّكَ الْوَقْفُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ محمد بن محمد بن خالد کو زنگی (سیاہ فام) لوگوں نے باندھ کر قتل کیا تھا اور اپنے ہاتھوں سے یوں اشارہ کیا ابو داود رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا دیا اور اپنی ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کیا۔ کہا کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اللہ نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا: مجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ میں نے کہا: تو تمہیں وقف نے کوئی ضرر نہیں دیا! (زنگیوں کے سامنے بے دست و پا ہو جانے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ اللہ کے ہاں تمہارا معاملہ صاف ہی رہا۔)

باب: ۱۶- مومن گردن (لوٹدی/ غلام)

کے بیان میں

فائدہ: کئی گناہوں کے کفارے میں گردن آزاد کرنے کی تلقین آئی ہے کہیں عام ہے اور کہیں اس کا مسلمان ہونا شرط قرار دیا گیا ہے۔ عام مواقع پر بھی مومن گردن کا آزاد کرنا افضل ہے۔

۳۲۸۱- تخریج: [سنادہ حسن] انفراد بہ ابو داود.



۳۲۸۲- حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مارا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے میرے لیے بہت برا قرار دیا۔ میں نے عرض کیا: کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”اسے میرے پاس لاؤ۔“ میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا: ”اللہ کہاں ہے؟“ اس نے کہا: آسمان پر۔ آپ نے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو بلاشبہ یہ مومن ہے۔“

۳۲۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هَلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلْمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ؛ جَارِيَةٌ لِي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَعَظَمَ ذَلِكَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: «إِثْنَيْنِ بِهَا». قَالَ: فَجِئْتُ بِهَا. قَالَ: «أَيْنَ اللَّهُ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ. قَالَ: «فَمَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: «أُعْتِقُهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

فائدہ: جب ایک تھپڑ مارنے کے کفارے میں رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی کے مومن ہونے کی بنا پر اسے آزاد کرنے کا فرمایا تو دیگر کفارات میں بدرجہ اولیٰ چاہیے کہ لونڈی اور غلام صاحب ایمان ہو۔

۳۲۸۳- جناب شرید بن سوید ثقفیؓ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ نے ان کو وصیت کی کہ وہ اس کی طرف سے ایک ایمان دار (لونڈی یا غلام) کی گردن آزاد کروں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ نے وصیت کی ہے کہ میں اس کی طرف سے ایک مومن گردن آزاد کر دوں، تو میرے پاس نوبی قبیلے کی سیاہ رنگ لونڈی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ تو کیا میں اسے آزاد کر دوں؟ تو

۳۲۸۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الشَّرِيدِ: أَنَّ أُمَّهُ أَوْصَتْهُ أَنْ يُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤْمِنَةً وَعِنْدِي جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ نُوبِيَّةٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ [أَفَأُعْتِقُهَا] فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ادْعُوهَا لِي»، فَدَعَوْهَا، فَجَاءَتْ، فَقَالَ

۳۲۸۲- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۹۳۰، وأخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة... الخ، ح: ۵۳۷ من حديث الحجاج الصواف به.

۳۲۸۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الوصايا، باب فضل الصدقة عن الميت، ح: ۳۶۸۳ من حديث حماد بن سلمة به.



لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ رَبُّكَ؟» فَقَالَتْ: اللَّهُ. قَالَ: «فَمَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: رَسُولُ اللَّهِ. قَالَ: «أَعْتَقَهَا فَإِنَّهَا مُؤَمِّنَةٌ.» [

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ اسے بلایا تو وہ آئی۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تیرا رب کون ہے؟“ اس نے کہا: اللہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو آزاد کرو و بلاشبہ یہ مومن ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَرْسَلَهُ لَمْ يَذْكُرِ الشَّرِيدَ. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں (دوسری سند میں) خالد بن عبد اللہ نے اسے مرسل بیان کیا ہے اور شریک ذکر نہیں کیا۔

☀ فائدہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں رنگ و نسل کی نہیں ایمان و عمل کی اہمیت ہے۔

۳۲۸۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَوْزَجَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤَمِّنَةً، فَقَالَ لَهَا: «أَيْنَ اللَّهُ؟» فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِأَصْبَعِهَا، فَقَالَ لَهَا: «فَمَنْ أَنَا؟» فَأَشَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَإِلَى السَّمَاءِ - يَعْنِي أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «أَعْتَقَهَا فَإِنَّهَا مُؤَمِّنَةٌ.»

۳۲۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ایک سیاہ رنگ لونڈی نبی ﷺ کی خدمت میں لایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ذمے ایک مومن گردن آزاد کرنا ہے، تو آپ ﷺ نے اس (لونڈی) سے دریافت فرمایا: ”اللہ کہاں ہے؟“ اس نے انگلی کے اشارے سے کہا کہ آسمان پر ہے۔ پھر آپ نے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ تو اس نے نبی ﷺ اور آسمان کی طرف اشارے سے سمجھایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو بے شک یہ مومن ہے۔“

☀ ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم واضح ہے کہ کوئی گونگا یا بچی آدمی اپنے اشاروں سے اپنا مافی الضمیر سمجھا دے تو معتبر ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۷) - باب الْحَالِفِ يَسْتَشْنِي
بَعْدَ مَا يَتَكَلَّمُ (التحفة ۲۰)

باب: ۱۷- قسم کھانے کے بعد قدرے توقف سے اِنْ شَاءَ اللَّهُ کہنا

۳۲۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۸۸/۷ من حديث أبي داود به * المسعودي اختلط، وسماع يزيد بن هارون منه بعد اختلاطه.

۳۲۸۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ،

۳۲۸۵- جناب عکرمہ سے روایت ہے رسول اللہ

قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرَمَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ
قُرَيْشًا وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ قُرَيْشًا، وَاللَّهِ!
لَا غَزْوَنَ قُرَيْشًا»، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ».

ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی
کروں گا۔ اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں
گا۔“ اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔
پھر فرمایا: ”اِنْ شَاءَ اللہ (اگر اللہ نے چاہا)۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کوئی ایک
نے شریک سے انہوں نے سماک سے اس نے عکرمہ
سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے نبی ﷺ سے
مسند روایت کیا ہے۔ ولید بن مسلم نے شریک سے
روایت میں کہا ہے: ”پھر آپ ﷺ نے ان پر چڑھائی
نہیں کی۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ أَسْنَدَ هَذَا
الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ
سِمَاكِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
أَسْنَدُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ
مُسْلِمٍ عَنْ شَرِيكٍ: «ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ».

فائدہ: مستقبل کے امور میں ”اِنْ شَاءَ اللہ“ کہنا بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا ۚ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ (الکہف: ۲۳) ”اور (اے نبی!) آپ
کسی شے کے متعلق نہ کہیں بے شک میں اسے کل کرنے والا ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔“ علاوہ ازیں قدرے توقف
سے بھی کہے تب بھی جائز ہے۔

۳۲۸۶- جناب عکرمہ رحمہ اللہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور
چڑھائی کروں گا۔ پھر فرمایا: ”[اِنْ شَاءَ اللہ] اگر اللہ
نے چاہا۔“ پھر آپ نے کہا: ”اللہ کی قسم! میں قریش
پر ضرور چڑھائی کروں گا اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ۔“ آپ
نے پھر کہا: ”اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں
گا۔“ پھر خاموش رہے بعد میں فرمایا: ”اِنْ شَاءَ اللہ (اگر
اللہ نے چاہا)۔“

۳۲۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

أَخْبَرَنَا ابْنُ بِشْرِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ سِمَاكِ،
عَنْ عِكْرَمَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ: «وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ
قُرَيْشًا»، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ»، ثُمَّ قَالَ:
«وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ قُرَيْشًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى»،
ثُمَّ قَالَ: «وَاللَّهِ! لَا غَزْوَنَ قُرَيْشًا»، ثُمَّ
سَكَتَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ».

۳۲۸۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۷/۱۰، ۴۸ من حديث أبي داود به، السند مرسل * وسلسلة
سماک عن عکرمہ ضعیفہ.

۳۲۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ فِيهِ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ شَرِيكٍ: ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ. امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں ولید بن مسلم نے شریک سے مزید یہ بھی بیان کیا: ”پھر آپ نے ان پر چڑھائی نہیں کی۔“

(المعجم ۱۸) - باب كَرَاهِيَةِ النَّذْرِ
(التحفة ۲۱)

☀ فائدہ: انسان کا کسی مشروع عبادت (نماز، روزہ، حج، عمرہ یا صدقہ وغیرہ) کو اپنے اوپر از خود لازم کر لینا جو اس پر لازم نہ ہو نذر کہلاتا ہے۔ ایک باطل مسلمان کو الّا تو اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، لیکن اگر کوئی شخص مان لے تو اس کا پورا کرنا لازم ہوتا ہے جسے موتین کی عمدہ صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ (الدھر: ۷) ”مومن اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔“ اور تاجاج کے متعلق فرمایا: ﴿وَلْيُؤْفُوا نَذْوَهُمْ﴾ (الحج: ۲۹) ”اور چاہیے کہ وہ اپنی نذریں پوری کریں۔“

۳۲۸۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَةَ، قَالَ عُثْمَانُ: اللَّهُمَّ إِنِّي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ النَّذْرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا وَيَقُولُ: «لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَحِيلِ».

قال مُسَدَّدٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ النَّذَرَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا».

مسد نے یوں بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بے شک نذر کسی چیز کو رد نہیں کرتی۔“

☀ فائدہ: یہ ممانعت اور ناپسندیدگی اس قسم کی نذر سے ہے کہ آدمی یہ کہے اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنا مال صدقہ کروں گا، کیونکہ ہوتا تو وہی ہے جو مقدر ہے۔ مگر اس سے یہ ہوتا ہے کہ جو آدمی عام حالات میں اللہ کی رضا کے لیے خرچ نہیں کرتا، وہ کسی مشکل میں پڑ کر خرچ کر دیتا ہے۔ الغرض اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو اپنی مطلب برآری کے ساتھ مشروط ٹھہرانا پسند نہیں کیا گیا۔

۳۲۸۷- تخریج: أخرجه مسلم، النذر، باب النهي عن النذر، وأنه لا يرد شيئا، ح: ۱۶۳۹ من حديث جرير، والبخاري، القدر، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر، ح: ۶۶۰۸ من حديث منصور به.

۳۲۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: قُرِيَ
عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ:
أَخْبَرَكَمُ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
هُرْمَزٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: «لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ الْقَدَرُ بِشَيْءٍ
لَمْ أَكُنْ قَدَرْتُهُ لَهُ وَلَكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ الْقَدَرُ
قَدَرْتُهُ يُسْتَخْرِجُ مِنَ الْبَخِيلِ، يُؤْتَى عَلَيْهِ مَا
لَمْ يَكُنْ يُؤْتَى مِنْ قَبْلُ».

۳۲۸۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ)
نذر ابن آدم کی تقدیر میں جسے میں نے پہلے سے مقدر نہ
کیا ہو کوئی تبدیلی نہیں لاتی، بلکہ یہ تقدیر ہی میں سے ہوتا
ہے کہ انسان نذر مان لیتا ہے جس کے ذریعے سے بخیل
سے کچھ نکالا جاتا ہے اور وہ کچھ کروایا جاتا ہے جو وہ اس
سے پہلے نہیں کر رہا ہوتا۔“

☀ فائدہ: نذر ماننا اس معنی میں منع ہے جیسے کہ جہلاء سمجھتے ہیں کہ اس سے فوری طور پر کوئی فائدہ حاصل ہوگا یا کسی
نقصان سے بچاؤ ہو جائے گا ورنہ مطلقاً اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کسی عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لینا مشروع
ہے اور پھر اس کا پورا کرنا بھی واجب ہے۔ اور اسی کو نذر کہا جاتا ہے۔



(المعجم ۱۹) - باب النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ
(التحفة ۲۲)

۳۲۸۹- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَيْلِيِّ، عَنْ
الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعهُ،
وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يَعْصِهِ».

۳۲۸۹- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی
اطاعت کی نذر مانی ہو اسے چاہیے کہ (اسے پورا کرتے
ہوئے) اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے اللہ کی
معصیت اور نافرمانی کی نذر مانی ہو وہ اس کی نافرمانی نہ
کرے۔ (اور نذر کو چھوڑ دے۔)“

۳۲۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان والنذور، باب الوفاء بالنذر، وقول الله تعالى: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾،
ح: ۶۶۹۴ من حديث أبي الزناد، ومسلم، النذر، باب النهي عن النذر وأنه لا يرد شيئاً، ح: ۱۶۴۰ من حديث
عبد الرحمن بن هرم مبه.

۳۲۸۹- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان والنذور، باب النذر في الطاعة... الخ، ح: ۶۶۹۶، ۶۷۰۰ من
حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۷۶/۲.

(المعجم . . .) - باب مَنْ رَأَى عَلَيَّهِ

كَفَّارَةً إِذَا كَانَ فِي مَعْصِيَةِ (التحفة ۲۳)

باب: معصیت کی نذر چھوڑ دینے

میں کفارے کا بیان

۳۲۹۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ

يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا نَذَرَ فِي

مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

۳۲۹۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں

اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔“

☀️ فائدہ: اس کفارے کا بیان پیچھے حدیث: ۳۲۷۹ کے شروع میں گزر چکا ہے۔

۳۲۹۱- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ:

أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ

شِهَابٍ بِمَعْنَاهُ وَإِسْنَادِهِ.

۳۲۹۱- ابن وہب نے بواسطہ یونس ابن شہاب

زہری سے مذکورہ بالا سند سے اسی کے ہم معنی روایت

کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ شَبُوبَةَ

قَالَ: قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يَعْنِي فِي هَذَا

الْحَدِيثِ: حَدَّثَ أَبُو سَلَمَةَ، فَذَلِكَ ذَلِكَ

عَلَى أَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ.

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ مَا

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے احمد بن شہوبہ

سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابن مبارک نے اس حدیث میں

کہا ہے: [حَدَّثَ أَبُو سَلَمَةَ] ”یعنی ابوسلمہ نے

حدیث بیان کی“ یہ اسلوب بیان دلیل ہے کہ زہری نے

اسے ابوسلمہ سے براہ راست نہیں سنا ہے۔ اور احمد بن محمد

(مروزی) نے کہا: اس کی دلیل وہ روایت ہے جو ہمیں

ایوب بن سلیمان نے بیان کی ہے۔ (درج ذیل روایت:

۳۲۹۲ میں اس کی سند آ رہی ہے اور اس میں ابن شہاب

زہری اور ابوسلمہ کے مابین دو واسطے ہیں جو اس سند میں

نہیں ہیں۔)

۳۲۹۰- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الإيمان والذکر، باب كفارة النذر، ح: ۳۸۶۶ من حديث ابن

المبارك به، وقال الترمذي، ح: ۱۵۲۴ "هذا حديث لا يصح لأن الزهري لم يسمع هذا الحديث من أبي سلمة" * الزهري صرح بالسماع عند النسائي، ح: ۳۸۶۹، فالسند صحيح.

۳۲۹۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، ورواه النسائي، ح: ۳۸۶۵ من حديث ابن وهب به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: أَفْسَدُوا عَلَيْنَا هَذَا الْحَدِيثَ. قِيلَ لَهُ: وَصَحَّ إِفْسَادُهُ عِنْدَكَ، وَهَلْ رَوَاهُ غَيْرُ ابْنِ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: أَثُوبُ كَانَ أَمْثَلَ مِنْهُ يَعْنِي أَثُوبَ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، وَقَدَّرَ وَاهُ أَثُوبُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ لوگوں نے ہم پر یہ حدیث خلط کر دی ہے۔ ان سے کہا گیا: کیا اس کا فساد آپ کے نزدیک ثابت ہے؟ اور کیا ابوبکر بن ابی اویس کے علاوہ کسی اور نے بھی اسے روایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ایوب بن سلیمان بن بلال اس (ابوبکر بن ابی اویس) سے بہتر تھا اور ایوب نے اسے روایت کیا ہے (جس کی سند درج ذیل ہے۔)

۳۲۹۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَثُوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا نَذَرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَوْمَيْنِ».

۳۲۹۲- احمد بن محمد مروزی نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب بن سلیمان نے بیان کیا ابوبکر بن ابی اویس سے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے (دونوں نے) ابن شہاب زہری سے انہوں نے سلیمان بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ان کو خبر دی ابوسلمہ سے انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معصیت میں کوئی نذر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔“

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: إِنَّمَا الْحَدِيثُ حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَرَادَ أَنْ سُلَيْمَانَ بْنُ أَرْقَمَ وَهُمْ فِيهِ

احمد بن محمد مروزی نے کہا: اصل میں حدیث کی سند یوں ہے علی بن مبارک، یحییٰ بن ابی کثیر سے وہ محمد بن زبیر سے وہ اپنے والد سے وہ عمران بن حصین سے وہ نبی ﷺ سے مروزی کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان بن ارقم کو اس میں وہم ہوا ہے۔ زہری نے اس سے روایت کرتے

۳۲۹۲- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، النذور والایمان، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ: أن لا نذر في معصية، ح: ۱۵۲۵، والنسائي، ح: ۳۸۷۰ من حديث أيوب بن سليمان به، وقال الترمذي: "غريب"، وقال النسائي: "سليمان بن أرقم متروك الحديث"، والحديث صحيح بالشواهد.

ہوئے (دو واسطے چھوڑ دیے اور) اسے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرسل کر دیا۔

وَحَمَلَهُ عَنْهُ الزُّهْرِيُّ وَأَرْسَلَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بقیہ نے اوزاعی سے انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے محمد بن زبیر سے علی بن مبارک کی سند سے اسی کے مثل بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى بَقِيَّةُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِإِسْنَادٍ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ مِثْلَهُ.

۳۲۹۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے اپنی بہن کے متعلق دریافت کیا جس نے یہ نذر مانی تھی کہ ننگے پاؤں اور ننگے سر حج کرے گی تو آپ نے فرمایا: ”اسے حکم دو کہ سر پر کپڑا لے اور سواری پر سوار ہو اور تین دن کے روزے رکھے۔“

۳۲۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زُحْرٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أُخْتٍ لَهُ تَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ حَافِيَةً غَيْرَ مُحْتَمِرَةٍ، فَقَالَ: «مُرُوهَا فَلْتَحْتَمِرَ وَلْتَرْكَبَ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ».

۳۲۹۴- ابن جریج کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے مجھے لکھا کہ مجھے عبید اللہ بن زحر مولیٰ بنی ضمہ نے لکھا..... اور کیا خوب آدمی تھا..... کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اسے خبر دی اور مذکورہ اسناد یحییٰ سے روایت کیا اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۲۹۴- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زُحْرٍ مَوْلَى لِبْنِي ضَمْرَةَ وَكَانَ أَيْمًا رَجُلًا، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الرَّعِينِيَّ أَخْبَرَنَا بِإِسْنَادٍ يَحْيَى وَمَعْنَاهُ.

۳۲۹۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۳۲۹۵- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي

۳۲۹۳- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى: ۱۳۶/۳، ح: ۴۷۵۷ من حديث يحيى القطان به، ووقع في الصغرى، ح: ۳۸۴۶ وهم قديم، وحسنه الترمذي، ح: ۱۵۴۴، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۱۳۴ أبو سعيد هو جعتل بن هاعان، وعبيد الله بن زحر ضعيف، ضعفه الجمهور.

۳۲۹۴- [تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۳۲۹۵- [تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/۳۱۰ من حديث شريك القاضي به، وصرح بالسماع عند الحاكم: ۴۴

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بہن نے نذر مانی ہے کہ پیدل حج کرے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیری بہن کے مشقت اٹھانے سے کچھ نہیں کرے گا“ (اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا) اسے چاہیے کہ سوار ہو کر حج کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔“

يَعْقُوبُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ يَعْنِي أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْنَعُ بِشِقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا فَلْتَحُجَّ رَاكِبَةً وَلْتَكْفِّرْ عَنْ يَمِينِهَا».

۳۲۹۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ بیت اللہ کو پیدل ہی جائے گی۔ تو نبی ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ سوار ہو اور قربانی کرے۔

۳۲۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرْكَبَ وَتَهْدِيَ هَذًا.

فائدہ: حج سے متعلق اس قسم کی نذر میں قربانی کرنا لازم کہا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ مستحب ہے خواہ قسم کھانے والا ضعیف اور عاجز ہی ہو۔ (یہ روایت آگے بھی آ رہی ہے حدیث: ۳۳۰۳-)

۳۲۹۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو جب یہ بات پہنچی کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے تو آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی نذر سے بے پروا ہے اسے حکم دو کہ سوار ہو جائے۔“

۳۲۹۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ

۴/۳۰۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۰۴۶، والحاكم على شرط مسلم.

۳۲۹۶- تخریج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۲۳۴۰ عن أبي الوليد، وأحمد: ۱/۲۳۹ من حديث همام به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۳۶، ورواه مطر الوراق وغيره عن عكرمة به.

۳۲۹۷- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق * حديث سعيد بن أبي عروبة رواه البيهقي: ۷۹/۱۰.



لَعْنِيَّ عَنْ نَذْرِهَا مُرَّهَا فَلْتَرْكَبَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے سعید بن ابی عروبہ نے اسی کی مانند روایت کیا ہے نیز خالد نے بھی بواسطہ عکرمہ بنی النبیؐ سے اسی کی مانند بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَخَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۳۲۹۸- جناب عکرمہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ کی بہن (نے نذر مانی) جیسے کہ ہشام نے روایت کیا۔ مگر اس میں قربانی کا ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اپنی بہن کو حکم دو کہ وہ سوار ہو جائے۔“

۳۲۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ [أَبِي] عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ بِمَعْنَى هِشَامٍ لَمْ يَذْكُرِ الْهَدْيَ وَقَالَ فِيهِ: «مُرَّ أُخْتُكَ فَلْتَرْكَبَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے خالد نے عکرمہ سے روایت کیا اور ہشام کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بِمَعْنَى هِشَامٍ.

۳۲۹۹- حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مان لی کہ بیت اللہ کو پیدل جائے گی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اس کے بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کروں۔ چنانچہ میں نے نبی ﷺ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ”اسے چاہیے کہ پیدل چلے اور سوار بھی ہو لے۔“

۳۲۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّ يَزِيدَ ابْنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: نَذَرْتُ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ فَأَمَرْتَنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ «لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبَ».

۳۳۰۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۳۳۰۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۳۲۹۸- [حسن] أخرجه البيهقي: ۷۹/۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۲۹۹- تخريج: أخرجه مسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ۱۶۴۴ من حديث عبدالرزاق، البخاري، جزاء الصيد، باب من نذر المشي إلى الكعبة، ح: ۱۸۶۶ من حديث ابن جريج به.

۳۳۰۰- تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان والتذویر، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ۶۷۰۴ عن موسى ابن إسماعيل به.

حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ
يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فِي الشَّمْسِ،
فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوا: هَذَا أَبُو إِسْرَائِيلَ،
نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا
يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ، قَالَ: «مُرُوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ
وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ».

نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ
ایک آدمی دھوپ میں کھڑا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق
دریافت کیا، تو لوگوں نے کہا: یہ ابو اسرائیل ہے۔
اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا ہی رہے گا، بیٹھے گا نہیں نہ
سایہ حاصل کرے گا اور نہ بات چیت کرے گا اور روزہ
رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کہو کہ بات چیت
کرے سایہ حاصل کرے اور بیٹھ جائے اور اپنا روزہ
پورا کرے۔“

☀️ فائدہ: نماز میں لمبا قیام کرنا اور روزہ رکھنا افضل ترین عبادات ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ امور اوہام یا شیطانی اغوا
ہیں۔ ان کو عبادت، فضیلت یا ولایت سمجھنا خالص جہالت ہے۔

۳۳۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
يَحْيَى عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ ثَابِتِ
الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ رَأَى رَجُلًا يُهَادِي بَيْنَ ابْنَيْهِ فَسَأَلَ عَنْهُ
فَقَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ
عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ وَأَمْرُهُ أَنْ يَرْكَبَ».

۳۳۰۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے
دو بیٹوں کے درمیان ان کے سہارے (مشقت) سے
چل رہا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو
لوگوں نے کہا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ تو
آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے اپنے
آپ کو عذاب دینے سے بے پروا ہے۔“ اور اسے حکم دیا
کہ ”سوار ہو جائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو
عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
نَحْوَهُ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عمرو
بن ابی عمرو نے بواسطہ اعرجؓ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا ہے۔

۳۳۰۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ:

۳۳۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۳۳۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الإيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ۶۷۰۱ عن مسدد،
ومسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ۱۶۴۲ من حديث حميد الطويل به * حديث عمرو بن أبي
عمرو ورواه مسلم، ح: ۱۶۴۳/۱۰.

۳۳۰۲- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب الكلام في الطواف، ح: ۱۶۲۰ من حديث ابن جريج به * وقع في ۴۴



حدثنا حجاج عن ابن جريج قال: أخبرني [سليمان] الأحول أن طاووساً أخبره عن ابن عباس: أن النبي ﷺ مر - وهو يطوف بالكعبة - بإنسان يقوده بخزامه في أنفه ففقطعها النبي ﷺ بيده وأمره أن يقوده بيده.

نبی ﷺ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے کہ دوسرا اسے کیل ڈال کر لیے جارہا تھا تو نبی ﷺ نے اس کی کیل کو اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالا اور اسے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلے۔

فائدہ: کسی کا کیل ڈال کر چلنا یا اسے چلانا انسانی شرف کی توہین ہے۔ اسلامی شریعت اور رسول اللہ ﷺ اس قسم کی جہالتوں سے انسانوں کو زور کرنے کے لیے آئے ہیں: ﴿وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ (الأعراف: ۱۵۷) ”اور آپ (ﷺ) ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو اتارتے ہیں۔“

۳۳۰۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُخْتِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَحْجَّ مَاشِيَةً وَأَنَّهَا لَا تُطِيقُ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ لَغَنِيٌّ عَنْ مَشْيِ أَخْتِكَ فَلْتَرَكَبْ وَلْتَهْدِ بِدَنَّةٍ».

۳۳۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ پیدل حج کرے گی اور اس میں اس کی ہمت نہیں تھی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ عزوجل تیری بہن کے پیدل چلنے سے بے پروا ہے اسے چاہیے کہ سوار ہو اور ایک اونٹنی قربانی دے۔“

ملوظہ: ۳۲۹۳ نمبر حدیث میں بھی یہ روایت گزری ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے اسے تین دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اور اس میں روزوں کی جگہ قربانی کرنے کا ذکر ہے۔ جس میں روزوں کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے اور یہ قربانی والی روایت صحیح ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی الارواء (۲۱۸-۲۲۱) میں اسی کو محفوظ قرار دیا ہے۔

۳۳۰۴- حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي ثَوْبٍ: -جَنَابُ عَكْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- سَمِعَ قَالَ: حَدَّثَنَا

بعض النسخ "عاصم الأحول" بدل "سليمان الأحول"، والصواب هو الأخير كما في النسخة المجتاثية من سنن أبي داود: ۱۱۲/۲.

۳۳۰۳- تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۳۲۹۶، وهو في جزء "مشيخة إبراهيم بن طهمان"، ح: ۲۹.

۳۳۰۴- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۷۹/۱۰ من حديث أبي داود، وأحمد: ۴/۲۰۱ من حديث عكرمة به.

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَمْسِيَ إِلَى الْبَيْتِ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْنَعُ بِمَسْيِ أُخْتِكَ إِلَى الْبَيْتِ شَيْئًا».

(المعجم ۲۰) - باب مَنْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ (التحفة ۲۴)

۳۳۰۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبِيبُ الْمُعَلَّمِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي نَذَرْتُ لِلَّهِ أَنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ مَكَّةَ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ رَكَعَتَيْنِ، قَالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «شَأْنُكَ إِذَا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى نَحْوُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۳۳۰۶- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ ابْنِ

عقبة بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: بے شک میری بہن نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ کی طرف پیدل چلے گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ تیری بہن کے بیت اللہ کی طرف پیدل چلنے سے کچھ نہیں کرے گا۔“ (اللہ کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔)

باب: ۲۰- جو شخص بیت المقدس میں نماز

پڑھنے کی نذر مان لے

۳۳۰۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فتح مکہ والے دن ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اللہ کے لیے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ نے آپ کو مکہ فتح کر دیا تو میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہیں (بیت اللہ الحرام میں) پڑھ لو۔“ اس نے اپنی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا: ”یہیں پڑھ لو۔“ اس نے اپنی بات سہ بار دہرائی تو آپ نے فرمایا: ”تب تیری مرضی ہے۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی نبی ﷺ سے اس کے مثل مروی ہے۔

۳۳۰۶- جناب عمر بن عبدالرحمن بن عوف نے نبی ﷺ کے کئی ایک صحابہ سے یہ خبر روایت کی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات

۳۳۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/۳۶۳ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۴۵، والحاكم على شرط مسلم: ۴/۳۰۴.

۳۳۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵/۳۷۳ من حديث ابن جريج به * يوسف بن الحكم مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وفي السند علل أخرى.



کی جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اگر تو یہاں نماز پڑھ لیتا تو یہ تیری بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے کفایت کر جاتا۔“

جُرَيْجٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَمْرًا - وَقَالَ عَبَّاسٌ: ابْنُ حَنَّةَ - أَخْبَرَاهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْخَبَرِ. زَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ لَوْ صَلَّيْتُ هَاهُنَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ صَلَاةٌ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو (محمد بن عبد اللہ بن ثنی) الانصاری نے ابن جریج سے روایت کیا تو (سند کے راویوں میں حفص بن عمر کی بجائے) جعفر بن عمرو کہا اور ایسے ہی (عمرو بن حنہ کی بجائے) عمرو بن حنہ کہا (یاء کے ساتھ) اور کہا کہ ان دونوں نے عبد الرحمن بن عوف اور دیگر کئی صحابہ سے روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ فَقَالَ: جَعْفَرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: عَمْرُو بْنُ حَنَّةَ وَقَالَ: أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

فائدہ: اگر کسی خاص جگہ عبادت کی نذر مانی ہو تو جائز ہے کہ اس سے افضل جگہ میں اپنی نذر پورے کر لے۔ سب سے افضل مسجد بیت اللہ الحرام بعد ازاں مسجد نبوی اور پھر بیت المقدس ہے۔

(المعجم ۲۴) - باب قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيْتِ (التحفة ۲۵)

۳۳۰۷- حضرت سعد بن عبادہ رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور کہا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے نذر تھی جو وہ پوری نہیں کر سکی تو

۳۳۰۷- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ

۳۳۰۷- تخريج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة أن يتصدقوا عنه... الخ، ح: ۲۷۶۱، ومسلم، النذر، باب الأمر بقضاء النذر، ح: ۱۶۳۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۷۲/۲.

سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ لَمْ تَقْضِهِ، كَرَدُوْا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَقْضِهِ عَنْهَا».

🌞 فائدہ: میت کی طرف سے اس کی اولاد یا اقارب نذر پوری کر دیں تو درست ہے۔

۳۳۰۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ فَتَنَذَرَتْ أَنْ نَجَّاهَا اللَّهُ أَنْ تَصُومَ شَهْرًا، فَتَجَّاهَا اللَّهُ فَلَمْ تَصُمْ حَتَّى مَاتَتْ، فَجَاءَتْ ابْنَتُهَا أَوْ أُخْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَصُومَ عَنْهَا.

۳۳۰۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت سمندری سفر میں گئی تو اس نے نذرمانی کی اگر اللہ نے اسے نجات دے دی تو وہ ایک مہینہ روزے رکھے گی۔ چنانچہ اللہ نے اسے نجات دے دی مگر اس نے روزے نہ رکھے حتیٰ کہ مر گئی۔ پس اس کی بیٹی یا بہن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔

🌞 فائدہ: میت کے ذمے روزے رہتے ہوں تو وارثوں پر واجب ہے کہ اس کی طرف سے روزے رکھیں یا اس کا فدیہ دیں۔

۳۳۰۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكْتُ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ. قَالَ: «قَدْ وَجَبَ أَجْرُكَ وَرَجَعَتْ إِلَيْكَ فِي الْمِيرَاثِ». قَالَتْ: وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ

۳۳۰۹- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ (عطیہ) کی تھی اور اب وہ (والدہ) فوت ہو گئی ہے اور لونڈی ترکے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا ثواب ثابت ہوا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے دوبارہ مل گئی۔“ اس نے بتایا کہ والدہ کے ذمے ایک مہینے کے روزے بھی ہیں۔ آگے مذکورہ بالا حدیث عمرو بن عوف کی مانند بیان کی۔

۳۳۰۸- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۱۶/۱ عن هشيم به، ورواه النسائي، ح: ۳۸۴۷، وانظر، ح: ۳۳۱۰، وله شواهد عند أحمد: ۳۳۸/۱ وغيره.

۳۳۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۹ من حديث عبد الله بن عطاء به، وانظر، ح: ۱۶۵۶.

فَذَكَرْ نَحْوَ حَدِيثِ عَمْرِو .

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِيْمَنْ

مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ

(التحفة ۲۶)

باب: جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے

ذمے روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی

طرف سے روزے رکھے

۳۳۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ

الْأَعْمَشِ الْمَعْنَى، عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِينِ، عَنْ

سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً

جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ عَلَى

أُمِّهَا صَوْمٌ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ فَقَالَ: «لَوْ

كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتُ قَاضِيَتَهُ؟» قَالَتْ:

نَعَمْ، قَالَ: «فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى».

🌞 فائدہ: مسائل سمجھانے کے لیے مثالوں سے مدد لینے سے بات خوب واضح ہو جاتی ہے حتیٰ کہ سادہ ذہن آدمی

بھی مقصود سمجھ جاتا ہے۔

۳۳۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ

الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ،

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ

وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ».

۳۳۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح: ۱۹۵۳ من حديث أبي معاوية،

ومسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۸ من حديث الأعمش به، وانظر، ح: ۳۲۰۸.

۳۳۱۱- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۷ من حديث عبد الله بن وهب،

والبخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح: ۱۹۵۲ من حديث عمرو بن الحارث به.

(المعجم ۲۲) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ

وَفَاءِ النَّذْرِ (التحفة ۲۷)

باب: ۲۲- نذر پوری کرنے کا حکم

۳۳۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ أَبُو قُدَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ
ابنِ الْأَخْطَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ
فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ
أُضْرِبَ عَلَى رَأْسِكَ بِالْدُّفِّ قَالَ: «أَوْفِي
بِنَذْرِكَ». قَالَتْ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ
بِمَكَانٍ كَذَا وَكَذَا - مَكَانٍ كَانَ يَذْبَحُ فِيهِ
أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ - قَالَ: «لِصْنَمٍ؟» قَالَتْ:
لَا قَالَ: «لِوثنٍ؟» قَالَتْ: لَا. قَالَ:
«أَوْفِي بِنَذْرِكَ».

۳۳۱۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مان رکھی ہے کہ میں آپ کے سر کے پاس دُف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کر لے۔“ اس نے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ جانور ذبح کروں گی جہاں کہ اہل جاہلیت ذبح کیا کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا وہاں کوئی مورتی تھی جس کے لیے وہ ذبح کرتے تھے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”تو کیا کوئی بت تھا جس کے لیے ذبح کرتے تھے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کر لے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① آلات موسیقی میں سے صرف دف ہی ایسی چیز ہے جسے اسلام میں خوشی کے موقع پر بجانے کی اجازت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی جہاد سے خیر و سلامتی کے ساتھ تشریف آوری سب خوشیوں سے بڑھ کر خوشی تھی مگر آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں دور جدید کی بدعتی رسم جشن میلاد کو اس سے ملانا بہت بڑا جرم ہوگا۔ ② اگر کسی خیر کے کام میں مشرکین و مبتدعین کے ساتھ کوئی مشابہت و موافقت ہو رہی ہو جس میں کہ ان کے اعمال کفر و شرک اور بدعت کی تائید نہ ہو تو اس عمل خیر پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ درج ذیل حدیث میں بھی آرہا ہے۔ ③ ”وثن“ اور ”صنم“ میں ایک فرق یہ ہے کہ ”صنم“ ایسے بت کو کہتے ہیں کہ جو مورتی ہو یعنی انسانی جتنے سے مشابہ ہو اور ”وثن“ بت کو بھی کہتے ہیں اور بتوں جیسے مشرکانہ اڈوں کو بھی جیسے درگاہ آستانے اور مقابر وغیرہ۔

۳۳۱۳- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُسَيْدٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ
۳۳۱۳- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص نے نذر مانی کہ

۳۳۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۷۷/۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۳۱۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۷۵، ۷۶، ح: ۱۳۴۰ من حديث داود بن رشيد به.

وہ مقام بوانہ پر ایک اونٹ ذبح کرے گا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: بے شک میں نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا وہاں جاہلیت کا کوئی بت تھا جس کی عبادت ہوتی رہی ہو؟“ صحابہ نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا وہ جگہ ان کی میلہ گاہ تھی؟“ صحابہ نے کہا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کر لے“ تحقیق ایسی نذر کی کوئی وفا نہیں جس میں اللہ کی نافرمانی ہو اور نہ اس کی جو انسان کی ملکیت میں نہ ہو۔“

قال: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ قَالَ: نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلًا بِبُؤَانَةٍ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلًا بِبُؤَانَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ كَانَ فِيهَا وَثْنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيْدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذِيرِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

فائدہ: ایسے مقامات جہاں اہل کفر و شرک اور اہل بدعت اپنے مخصوص اعمال سرانجام دیتے ہوں، قبیح سنت مسلمان کو ان جگہوں میں اللہ کی عبادت سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح وہ مخصوص ایام و تواریخ بھی جن میں ان لوگوں نے اپنی بدعات کو شہرت دے رکھی ہو ان میں ان کے سے اعمال خیر سے بچنا افضل ہے تاکہ ان سے اور ان کی بدعات سے براءت کا اظہار ہو۔

۳۳۱۴- حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تشریف لے گئے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے لوگوں کو سنا کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں آپ کو خوب نظر بھر کر دیکھتی رہی۔ پھر میرے ابا ان کے قریب ہوئے جبکہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے پاس ایک درہ تھا جیسے کہ مکتب کے معلم کے پاس ہوتا ہے۔ میں نے بدویوں کو اور لوگوں کو سنا جو کہہ رہے تھے الطَّبْطُبِيَّةُ الطَّبْطُبِيَّةُ (چلتے ہوئے پاؤں پڑنے کی آواز

۳۳۱۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيُّ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَارَةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهَا سَمِعَتْ مَيْمُونَةَ بِنْتَ كَرْدَمٍ قَالَتْ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي فِي حَجَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَسَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَجَعَلْتُ أَبْذُو بَصْرِي، فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ مَعَهُ دِرَّةٌ كَدِرَةٌ الْكُتَّابُ، فَسَمِعْتُ

طَبَّ يَكُوْزَا مَارَنِي كِي آواز۔) میرے ابا آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ کے قدم پکڑ لیے اور آپ کی رسالت کا اقرار کیا اور آپ کے پاس کھڑے رہے اور آپ کے ارشادات سنے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی ہے کہ اگر میرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی تو میں بوانہ کے سرے پر گھاٹی میں کئی بکریاں ذبح کروں گا۔ راوی کہتا ہے غالباً اس (میمونہ) نے پچاس کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا وہاں کوئی بت تھا؟“ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو تو نے اللہ کے لیے نذر مانی ہے اسے پورا کر۔“ چنانچہ میرے ابا نے بکریوں کو جمع کیا اور انہیں ذبح کرنے لگے تو ان میں سے ایک بکری بھاگ گئی تو وہ اسے ڈھونڈنے نکلے اور کہتے جاتے تھے: ”اے اللہ! مجھ سے میری نذر پوری کرا دے۔“ چنانچہ انہوں نے اسے پالیا اور پھر ذبح کر دیا۔

الْأَعْرَابَ وَالنَّاسَ يَقُولُونَ: الطَّبْطَبِيَّةُ الطَّبْطَبِيَّةُ، فَذَنَّا إِلَيْهِ أَبِي فَأَخَذَ بِقَدَمِهِ. قَالَتْ: فَأَقَرَّ لَهُ وَوَقَفَ فَاسْتَمَعَ مِنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي نَذَرْتُ إِنْ وُلِدَ لِي وَلَدٌ ذَكَرٌ أَنْ أَنْحَرَ عَلَى رَأْسِ بُوَانَةٍ فِي عَقَبَةِ مِنَ الشَّائِيَا عِدَّةً مِنَ الْغَنَمِ. قَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهَا قَالَتْ خَمْسِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ بِهَا مِنَ الْأَوْثَانِ شَيْءٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَأَوْفِ بِمَا نَذَرْتَ بِهِ لِلَّهِ». قَالَتْ: فَجَمَعَهَا فَجَعَلَ يَذْبَحُهَا فَأَنْفَلَتْ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَوْفِ عَنِّي نَذْرِي فَطَمَرَهَا فَذَبَحَهَا.



🌞 فائدہ: چاہیے کہ جہاں کی نذر مانی گئی ہو وہیں پوری کی جائے الایہ کہ کوئی مقام اس سے زیادہ افضل ہو جیسے کہ حرمین۔ تو افضل مقام پر بھی نذر پوری کی جاسکتی ہے۔

۳۳۱۵- جناب عمرو بن شعیب نے حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے اس نے اپنے والد سے اسی کی مانند روایت کیا۔ لیکن قدرے اختصار کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا وہاں کوئی بت تھا یا جاہلیت کا میلہ تھا؟“ کہا: کچھ بھی نہیں۔ میں نے کہا: میری اس والدہ کے ذمے نذر ہے اور پیدل چلنا۔ کیا میں اسے اس کی طرف سے قضا ادا کروں؟ (اور بالفاظ ابن بشار) کیا ہم اس کی

۳۳۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَرْدَمَ بْنِ سَفْيَانَ، عَنْ أَبِيهَا نَحْوَهُ، مُخْتَصِرٌ شَيْءٌ مِنْهُ قَالَ: «هَلْ بِهَا وَثَنٌ أَوْ عَيْدٌ مِنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لَا. قُلْتُ: إِنَّ أُمِّي هَذِهِ عَلَيْهَا نَذْرٌ

وَمَنْشِي أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا، وَرُبَّمَا قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ: أَنْقَضِيهِ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

(المعجم ۲۱) - باب النذر فيما لا يملك (التحفة ۲۸)

باب: ۲۱- آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں

۳۳۱۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي فِلَالَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَتْ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عَقِيلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ، قَالَ: فَأَسِرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي وَثَاقٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! عَلَامَ تَأْخُذْنِي وَتَأْخُذُ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ قَالَ: «تَأْخُذُكَ بِجَرِيرَةِ حُلْفَائِكَ ثَقِيفٍ»، قَالَ: وَكَانَ ثَقِيفٌ قَدْ أَسْرُوا رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: وَقَدْ قَالَ فِيمَا قَالَ: وَأَنَا مُسْلِمٌ، أَوْ قَالَ: وَقَدْ أَسْلَمْتُ، فَلَمَّا مَضَى النَّبِيُّ ﷺ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَهَمْتُ هَذَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى - نَادَاهُ يَامُحَمَّدُ! يَامُحَمَّدُ! قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ رَجِيمًا رَفِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قَالَ: «لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ» - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ

۳۳۱۶- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کی) عضباء اونٹنی (پہلے) بنو عقیل کے ایک آدمی کے پاس تھی اور یہ حاجیوں کی سب سواریوں سے آگے رہتی تھی۔ چنانچہ وہ آدمی قید کر لیا گیا اور نبی ﷺ کے حضور پیش کیا گیا جبکہ وہ بندھا ہوا تھا اور نبی ﷺ اپنے گدھے پر تھے اس پر ایک کپڑا ڈالا گیا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد! تم نے مجھے کیوں پکڑا ہے اور اس اونٹنی کو بھی جو حاجیوں کی سواریوں سے آگے رہتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہم نے تجھے تیرے حلفاء بنو ثقیف کے جرم میں پکڑا ہے۔“ راوی نے کہا: بنو ثقیف نے نبی ﷺ کے دو صحابہ کو قید کر لیا تھا۔ اس آدمی نے دوران گفتگو یہ بھی کہا: میں مسلمان ہو چکا یا کہا: میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پھر جب نبی ﷺ چل دیے امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: میں نے حدیث کا یہ حصہ محمد بن عیسیٰ سے سمجھا ہے اس شخص نے پکارا اے محمد! اے محمد! اور نبی ﷺ بہت ہی رحیم اور نرم دل تھے تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: بے شک میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو یہ بات اس وقت کہتا جب تو اپنے معاملے کا مالک تھا تو کامل طور پر فلاح پا جاتا“ امام ابو داؤد

- قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي،
 إِنِّي ظَمَانٌ فَأَسْقِنِي، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ
 ﷺ: «هَذِهِ حَاجَتُكَ»، أَوْ قَالَ: «هَذِهِ
 حَاجَتُهُ». قَالَ: فَفُودِي الرَّجُلُ بَعْدُ
 بِالرَّجُلَيْنِ، قَالَ: وَحَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 الْعَضْبَاءَ لِرَحْلِهِ، قَالَ: فَأَغَارَ الْمُشْرِكُونَ
 عَلَى سَرَحِ الْمَدِينَةِ. فَذَهَبُوا بِالْعَضْبَاءِ،
 فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهَا وَأَسْرُوا امْرَأَةً مِنَ
 الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: فَكَانُوا إِذَا كَانَ اللَّيْلُ
 يُرِيحُونَ إِبْلَهُمْ فِي أَفْيَئَتِهِمْ، قَالَ: فَتَوَمَّوْا
 لَيْلَةً وَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَجَعَلَتْ لَا تَضَعُ يَدَهَا
 عَلَى بَعِيرٍ إِلَّا رَعَا حَتَّى أَتَتْ عَلَى
 الْعَضْبَاءِ، قَالَ: فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةِ ذُلُولٍ
 مُجَرَّسَةٍ، قَالَ: فَرَكِبَتْهَا ثُمَّ جَعَلَتْ لَهِ
 عَلَيْهَا إِنْ نَجَّاهَا اللَّهُ لَتَنَحْرَنَهَا قَالَ: فَلَمَّا
 قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ عُرِفَتِ النَّاقَةُ نَاقَةَ النَّبِيِّ
 ﷺ، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ، فَأَرْسَلَ
 إِلَيْهَا، فَجِيءَ بِهَا وَأُخْبِرَ بِتَذْرِهَا، فَقَالَ:
 «بِئْسَ مَا جَزَّئَهَا - أَوْ جَزَّيْتَهَا - إِنْ اللَّهُ
 أَنْجَاهَا عَلَيْهَا لَتَنَحْرَنَهَا، لَا وَفَاءَ لِنَذْرِ فِي
 مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».



ﷺ نے کہا: میں پھر سلیمان کی روایت کی طرف لوٹتا
 ہوں..... اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں بھوکا ہوں مجھے
 کھانا کھلاؤ۔ میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ۔ نبی ﷺ
 نے فرمایا: ”(ہاں) یہ تیری حاجت (برحق) ہے۔“ یا
 فرمایا: ”یہ اس کی ضرورت ہے۔“ الغرض اسے بعد میں
 دو آدمیوں کے فدیے میں چھوڑا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ
 نے عضباء اونٹنی کو اپنی سواری کے لیے روک لیا۔ راوی
 نے بیان کیا کہ اس کے بعد مشرکین نے مدینہ کے باہر
 چرتے جانوروں پر ڈاکہ ڈالا اور عضباء اونٹنی کو بھی لے
 گئے۔ جب وہ اسے لے گئے تھے تو مسلمانوں کی ایک
 عورت کو بھی قید کر کے لے گئے۔ وہ لوگ رات کے
 وقت اپنے اونٹوں کو اپنے بازوؤں میں چھوڑ دیتے تھے۔
 ایک رات ان پر نیند طاری کر دی گئی تو وہ عورت اٹھی
 (کہ فرار ہو جائے) تو جس اونٹ پر بھی وہ ہاتھ رکھتی وہ
 بلبلائے لگتا حتیٰ کہ عضباء اونٹنی کے پاس آئی تو گویا ایک
 نرم خور اس سفر کی عادی اونٹنی کے پاس آگئی (اور وہ بلبلائی
 نہیں) تو وہ اس پر سوار ہو گئی۔ پھر اس نے اپنے لیے یہ
 نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے نجات دے دی تو وہ اس
 اونٹنی کو بالضرور ذبح کر دے گی۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچی
 تو اونٹنی پہچان لی گئی کہ یہ نبی ﷺ کی ہے۔ پس نبی ﷺ
 کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے اسے بلوایا اسے لایا گیا۔
 اور اس کی نذر کے متعلق بتایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ”اس نے اسے بہت برابر دیا۔“ یا فرمایا: ”تو نے اسے
 بہت برابر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے ذریعے
 سے نجات دی اور یہ اسے نحر کرنے چلی ہے۔ جس کام

میں اللہ کی معصیت ہو یا ایسی چیز جس کا انسان مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ خاتون حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھی۔

فائدہ: اس واقعہ میں چونکہ یہ خاتون اس اونٹنی کی مالک نہ تھی اس لیے اس کی نذر لغو قرار دی گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اضطراری صورت میں عورت اکیلے سفر کر سکتی ہے۔

(المعجم ۲۳) - باب مَنْ نَذَرَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمَالِهِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۳- جو یہ نذر مانے کہ سب مال صدقہ کر دے گا

635

۳۳۱۷- جناب عبداللہ بن کعب جو اپنے والد کے ناپینا ہو جانے کے بعد ان کے قائد ہوا کرتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس کے والد (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے لیے اپنا مال صدقہ کر دوں اور اس سے دست بردار ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔“ تو اس نے کہا: میں اپنا وہ حصہ جو خیر والا ہے اپنے پاس رکھتا ہوں۔

۳۳۱۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ»، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بَخِيرَ.

فائدہ: کسی گناہ اور تقصیر کی توبہ میں صدقہ کرنا بہت افضل عمل ہے۔ لیکن انسان خالی ہاتھ ہو کر رہ جائے یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ البتہ صدیقین کے لیے جائز ہے جو اس کے نتائج کو بخیر و خوبی برداشت کر سکتے ہیں۔ جس کی مثال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

۳۳۱۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإيمان والنذور، باب إذا أهدى ماله على وجه النذر، ح: ۳۸۵۵ عن سليمان بن داود، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ۴۴۱۸، ومسلم، ح: ۲۷۶۹.

نذر سے متعلق احکام و مسائل

۲۱- کتاب الایمان والنذور

۳۳۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : ۳۳۱۸- جناب عبداللہ بن کعب بن مالک نے
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ اپنے والد سے روایت کیا کہ جب ان کی توبہ قبول ہوگئی تو
شِهَابٍ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنے مال
مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی
تَبَّ عَلَيْهِ : إِنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي، فَذَكَرَ مانند [خَيْرَ لَكَ] تک بیان کیا۔
نَحْوَهُ إِلَيَّ : «خَيْرَ لَكَ».

۳۳۱۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ : ۳۳۱۹- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ
ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ سے کہا یا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے یا کسی اور نے کہ میری توبہ کا
ﷺ أَوْ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ مَنْ شَاءَ اللَّهُ : إِنْ مِنْ شُکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا آبائی گھر جس میں مجھ سے یہ
تَوْبَتِي أَنْ أَهْجَرَ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ گناہ ہوا ہے چھوڑ دوں اور صدقہ کر کے اپنے سب مال
فِيهَا الذَّنْبَ، وَأَنْ أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي كُلِّهِ سے دست بردار ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیسرا
صَدَقَهُ. قَالَ : «يُجْزِي عَنْكَ الثُّلُثُ».



🌞 فائدہ: حضرت ابولبابہ (رفاعہ بن عبدالمذر رضی اللہ عنہ) کا قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بنو قریظہ کا محاصرہ کیا
اور یہ لوگ (بنو قریظہ) قبیلہ اوس کے حلیف تھے تو انہوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کہ آیا ہم حضرت سعد
بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا حکم بنائیں یا نہ؟ تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اشارے سے کہا کہ انجام قتل ہوگا۔ مگر انہی لحوں انہیں احساس
ہو گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کی ہے۔ چنانچہ واپس آئے تو اپنے آپ کو مسجد کے
ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی کہ اپنے آپ کو اس وقت تک نہیں کھولیں گے جب تک کہ اللہ عزوجل ان کی
توبہ قبول نہ فرمائے۔ بالآخر ایک ہفتہ بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ (اسد الغابہ)

۳۳۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ : ۳۳۲۰- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ کا بیان ہے کہ مذکورہ واقعہ حضرت ابولبابہ کا ہے اور اس

۳۳۱۸- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۳۳۱۹- تخریج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ۶۸/۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۳۲۰- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۶۸/۱۰ من حديث أبي داود به، السند مرسل، وانظر، ح: ۳۳۱۷ والذی بعده، وهو بهما صحیح.

کے ہم معنی بیان کیا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَبُو لُبَابَةَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْقِصَّةُ لِأَبِي لُبَابَةَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے یونس نے بواسطہ ابن شہاب زہری بنی سائب بن ابی لبابہ کے کسی فرد سے اور ایسے ہی زبیدی نے بواسطہ زہری حسین بن سائب بن ابی لبابہ سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ بَعْضِ بَنِي السَّائِبِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ مِثْلَهُ.

۳۳۲۱- جناب عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب اپنے والد سے وہ دادا سے اپنے قصے میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کا اللہ کے لیے شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: آدھا مال۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا: تہائی مال۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ تو میں نے کہا: میں اپنا خیر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

۳۳۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ فِي قِصَّتِهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ مِنْ تَوْبَتِي إِلَى اللَّهِ أَنْ أَخْرَجَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَدَقَةً. قَالَ: «لَا». قُلْتُ: فَنِصْفَهُ. قَالَ: «لَا». قُلْتُ: فَثُلُثُهُ. قَالَ: «نَعَمْ». قُلْتُ: فَإِنِّي سَأَمْسِكُ سَهْمِي مِنْ خَيْرٍ.

☀ فائدہ: جس شخص نے اپنا کل مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کی نذر اس طرح پوری کی جائے کہ اس کا تہائی مال صدقہ کر دیا جائے۔

باب: ۲۵- جو شخص ایسی نذر مان لے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو

(المعجم ۲۵) - باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيقُهُ (التحفة ۳۰)

۳۳۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۳۳۲۲- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ

۳۳۲۱- تخریج: [حسن] انظر، ج: ۳۳۱۷، وللحديث شواهد.

۳۳۲۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۴۵/۱۰ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ج: ۲۱۲۸* ❦

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی غیر معین نذر مانی ہو اس کا کفارہ قسم والا ہے اور جس نے کسی گناہ کے کام کی نذر مان لی ہو تو اس کا کفارہ قسم والا ہے اور جس نے کوئی ایسی نذر مان لی ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا کفارہ قسم والا ہے اور جس نے ایسی نذر مانی ہو جس کی وہ طاقت رکھتا ہو تو اسے پورا کرے۔“

التَّيْسِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي فُدَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يَسْمِهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا فِي مَعْصِيَةٍ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يَطِيقُهُ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَطَاقَهُ فَلْيَفِ بِهِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو وکیع وغیرہ نے عبد اللہ بن سعید بن ابی الہند سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف قرار دیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ وَكَيْعٌ وَغَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي الْهِنْدِ أَوْقَفُوهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ.



☀ فائدہ: یہ روایت موقوف ہے۔ اس لیے مرفوع کے مقابلے میں حجت نہیں۔ صحیح مرفوع روایات سے جو ثابت ہے اس کا خلاصہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر معین نذر نیکی سے متعلق ہو، لیکن اس پر عمل طاقت و وسعت سے باہر ہو تو اس میں قسم کا کفارہ ہے اور اگر وہ انسانی طاقت و وسعت کے اندر ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے چاہے اس کا تعلق بدن سے ہو یا مال سے۔ اور اگر وہ نذر کسی معصیت کی ہو تو اسے پورا نہ کرنا واجب ہے۔ لیکن اس میں کفارے کی ادائیگی ضروری نہیں۔ اگر اس نذر کا تعلق مباح (جائز) امر سے ہو اور وہ انسانی طاقت سے بالا بھی نہ ہو تو وہ نذر بھی منعقد ہو جائے گی اور اس میں کفارے کی ادائیگی بھی لازمی ہوگی جیسے پیدل حج کرنے والی صحابیہ کو آپ نے پیدل حج پر جانے سے منع فرمایا اور اسے سوار ہونے کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور اگر وہ کام انسانی طاقت سے بالا ہو تو اس میں کفارہ واجب ہے۔ (نبیل الاوطار، ابواب الایمان و کفارتہا، باب من نذر نذراً لم یسمہ ولا یطیقہ، ۲۷۸/۸)

(المعجم . . .) - باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يَسْمِهِ (التحفة ۳۱) باب :- جس نے کوئی غیر معین نذر مانی ہو

۳۳۲۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نذر کا کفارہ قسم والا ہے۔“

۳۳۲۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عُلْقَمَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو عمرو بن حارث نے بھی بواسطہ کعب بن علقمہ ابن شماسہ سے اور اس نے حضرت عقبہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُلْقَمَةَ، عَنْ ابْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ.

۳۳۲۴- کعب بن علقمہ نے ابن شماسہ سے سنا اس نے ابوالخیر سے روایت کیا اس نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

۳۳۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عُلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِمَاسَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

🌟 فائدہ: ایسی صورت میں اصحاب الحدیث کہتے ہیں کہ اگر اس نے نیک کام کا ارادہ کیا ہو تو اسے نذر پوری کرنے یا کفارہ دینے میں اختیار ہے اور اگر کسی غلط کام کا ارادہ تھا تو کفارہ دے۔

باب:- جس نے جاہلیت کے ایام میں نذر مانی ہو پھر مسلمان ہو جائے

(المعجم . . .) - بَابُ نَذْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَدْرَكَ الْإِسْلَامَ (التحفة ۳۲)

۳۳۲۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے جاہلیت میں نذر مانی

۳۳۲۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۳۲۳- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، النذور والایمان، باب ماجاء في كفارة النذر إذا لم يسم، ح: ۱۵۲۸ من حديث أبي بكر بن عباس به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه مسلم، ح: ۱۶۴۵ من طريق آخر عن أبي الخير به.
۳۳۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، النذر، باب في كفارة النذر، ح: ۱۶۴۵ من حديث كعب بن علقمة به.
۳۳۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف ليلاً، ح: ۲۰۳۲، ومسلم، الایمان، باب نذر لكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح: ۱۶۵۶ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۱/ ۳۷.



۲۱- کتاب الایمان والندور

ندرسے متعلق احکام ومسائل

نَافِعُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: تَحِيَّ كُمْ مَسْجِدَ حَرَامٍ فِي إِحْدَى رَيَاتِ كُفَىٰ اِعْتِكَافِ كُرُوفِ
 يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لَيْلَةً، فَقَالَ
 لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

☀ فائدہ: حق بات کی نذر اگر حالت کفر میں بھی مانی ہو تو اسے پورا کرنا ضروری ہے۔



خرید و فروخت کے احکام و مسائل

تجارت، نفع کی امید پر اشیائے ضرورت خریدنے اور جہاں ضرورت ہو وہاں لے جا کر بیچنے کا نام ہے۔ یہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ علم معیشت کے مطابق تجارت دولت کی گردش اور روزگاری فراہمی میں اہم ترین کردار ادا کرتی ہے۔ اسلام نے صدق و امانت کی شرط کے ساتھ اسے اونچے درجے کا عمل صالح قرار دیا ہے۔

حرص اور لالچ کے مارے ہوئے لوگوں نے دنیا کے ہر اچھے عمل کی طرح تجارت جیسے مفید عمل کو بھی لوٹ مار، دوسروں کا حق غصب کرنے، ناجائز مفاد حاصل کرنے اور دھوکے سے دولت سمیٹنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ جدید سوسائٹی نے تو بعض استحصالی طریقوں (مثلاً سود) کو اپنی معیشت کا بنیادی اصول بنا لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تجارت کے نام پر لوٹ مار کے کھلے راستوں کے ساتھ ساتھ ان تمام مخفی استحصالی راستوں کا دروازہ بھی بند کر دیا جو تجارت کو عدل سے ہٹا کر ظلم و عدوان پر استوار کرتے ہیں۔

تاریخ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہلی اور آخری ہستی ہیں جنہوں نے زندگی کے باقی شعبوں کی

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

طرح عمل تجارت کو استحصال اور لوٹ مار سے مکمل طور پر پاک صاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے انتہائی باریک بینی سے رائج نظام تجارت کا جائزہ لے کر وحی کی روشنی میں اس کی قطعی حدود کا تعین فرما دیا۔ ان حدود کے اندر رہتے ہوئے عمل تجارت ہر طرح کے ظلم و جور سے پاک رہتا ہے اور اس کی منفعت کا دائرہ بے حد وسیع ہو جاتا ہے۔

تجارت کے عمل میں خریدار، فروخت کرنے والا، مال تجارت اور معاہدہ تجارت بنیادی اجزاء ہیں۔ معاہدہ تجارت کے حوالے سے قرآن مجید نے ”تراضی“ کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ تراضی، بیع کے ہر پہلو پر مطلع ہو کر دونوں فریقوں کے اپنے اپنے آزاد فیصلے سے رضامند ہونے کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے ذریعے سے تجارت کے مندرجہ ذیل بنیادی اصول سامنے آتے ہیں:

① تجارت کی بنیاد تراضی (باہمی رضامندی) ہے۔ اگر کسی طور پر باہمی رضامندی میں خلل موجود ہو تو بیع جائز نہیں ہوگی۔

② معاہدہ بیع کے دونوں فریق (خریدار، فروخت کرنے والا) فیصلے میں آزاد ہر پہلو پر مطلع اور معاہدہ بیع کے حقیقی نتائج سے آگاہ ہونے چاہئیں اگر ایسا نہیں تو تجارت کا عمل درست نہ ہوگا۔

③ معاہدہ بیع میں ایسی شرائط کی کوئی گنجائش نہیں جو معاہدہ کو خواہ مخواہ پیچیدہ بناتی ہیں یا کسی فریق کو ناروا پابندیوں میں جکڑتی ہیں یا کسی ایک فریق کے جائز مفادات کی قیمت پر دوسرے کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ ایسی شرائط سے معاہدہ بیع فاسد ہو جائے گا۔

④ اگر ایک فریق نے دوسرے کو بے خبر رکھا، دھوکا دیا یا کسی طور پر اسے مجبور کیا تو بیع جائز نہ ہوگی۔

⑤ اگر مال تجارت کی مقدار یا اس کی افادیت کے تعین میں شبہ ہو اس کی بنیادی صفات کے بارے میں کچھ پہلو مبہم ہوں، اس کا حصول اور اس سے فائدہ اٹھانے کا معاملہ مخدوش ہو یا اس میں کوئی ایسی خرابی پیدا ہو چکی ہو جو پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی تو ایسی بیع جائز نہیں ہوگی۔

⑥ مال تجارت حلال، کسی نہ کسی طرح فائدہ مند اور ہر قسم کے خفیہ عیب سے پاک ہونا چاہیے۔ اگر سرے سے مال تجارت حرام یا غیر مفید ہو یا اس کے عیب کو چھپایا گیا ہو تو اس کی تجارت روافی نہیں دی جائے گی۔

⑦ تجارت ایک مثبت عمل ہے اس سے تمام فریقوں کا مفاد محفوظ ہونا چاہیے، اگر معاہدہ بیع محسوس یا غیر محسوس طریق پر کسی ایک فریق کے استحصال پر منتج ہو سکتا ہو یا ظاہراً باہمی رضامندی کے باوجود محسوس یا غیر



۶۔ کتاب البیوع ۔ خرید و فروخت کے احکام و مسائل

محسوس طریقے سے ظلم کا سبب ہو تو بیع درست نہیں ہوگی۔

- ⑤ اگر خرید و فروخت کا عمل مکمل ہونے کے بعد کسی فریق کو اپنی آمادگی حتمی محسوس نہیں ہوئی اور وہ بیع سے پیچھے ہٹنا چاہتا ہو تو انصاف اور تراضی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ہٹنے کا موقع دیا جائے۔
- ⑥ اگر باہمی خرید و فروخت میں سودی معاملات داخل ہو جائیں تو پھر بھی تجارت جائز نہ ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے بیوع کے حوالے سے جو حدود متعین فرمائی ہیں ان کے ذریعے سے خرید و فروخت کا پورا نظام ہر قسم کے ظلم و جور سے پاک اور مکمل طور پر انسانی فائدے کا ضامن بن جاتا ہے۔ ان کے نتیجے میں بازار یا منڈی کا ماحول حد درجہ سازگار ہو جاتا ہے اور معیشت میں بے انتہا وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ تاریخی طور پر یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس سوسائٹی میں بھی تجارت کے بنیادی اسلامی اصولوں پر عمل ہوتا ہے، وہاں معیشت بہت مستحکم ہو جاتی ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں جو احادیث جمع کی ہیں ان کے ذریعے سے اسلام کے نظام خرید و فروخت کے نمایاں پہلو واضح ہو جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۲) - كِتَابُ الْبَيْعِ (التحفة ۱۷)

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

باب ۱- تجارت جس کے ساتھ قسم اور لغو باتیں مخلوط ہو جائیں

(المعجم ۱) - بَابُ فِي التَّجَارَةِ يُخَالِطُهَا الْحَلْفُ وَاللَّغْوُ (التحفة ۱)

۳۳۲۶- حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم تاجروں کو [سماسیرہ] (دلال) کہا جاتا تھا تو نبی ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہمیں اس سے بہتر نام دیا اور فرمایا: ”اے تاجروں کی جماعت! خرید و فروخت اور لین دین میں بہت سی بے جا باتیں ہوتی ہیں اور قسمیں بھی کھائی جاتی ہیں تو اس میں صدقہ ملا لیا کرو۔“

۳۳۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرْزَةَ قَالَ: كُنَّا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نُسَمَّى السَّمَايِرَةَ، فَمَرَّ بِنَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التَّجَارِ! إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

☀️ فائدہ: یعنی مال صدقہ کرتے رہنا مذکورہ غلط باتوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۴) ”نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔“ خرید و فروخت کے دوران میں دونوں فریقوں کو اپنی اپنی جگہ آزادی سے جانچ پڑتال اور غور و خوض کر کے فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن عموماً دوکاندار جو کاروباری معاملات میں زیادہ تجربہ کار ہوتے ہیں جھوٹ، طمع سازی اور چکی چڑی باتوں کے ذریعے سے خریدار کے آزاد فیصلے پر اثر انداز ہو جاتے ہیں۔ قسم بھی خواہ بچی ہو یا جھوٹی دوسرے فریق کے فیصلے میں جھکاؤ پیدا کرتی

۳۳۲۶- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب التوقي في التجارة، ح: ۲۱۴۵ من حديث أبي معاوية الضرير به، ورواه النسائي، ح: ۳۸۲۸، ۳۸۲۹، والترمذي، ح: ۱۲۰۸، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۵۷، والحاكم: ۵/۲، ووافقه الذهبي * الأعمش صرح بالسماع عند الطحاوي في مشكل الآثار: ۱۴، ۱۳/۳، وتابعه جماعة.



ہے۔ چیز کو بیچنے کے لیے یہ حربے کبھی اتنے سنگین ہوتے ہیں کہ شریعت کی رو سے حرام قرار پاتے ہیں اور کبھی یہ حربے بلکہ پھلکے اور کم ضرر رساں ہوتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں اس لیے تاجروں کو صدقہ کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی دور ہو سکے۔ آگے باب ۶ حدیث: ۳۳۳۵ میں اسی بات کو نبی ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے: ”قسم سودا زیادہ فروخت کرنے کا ذریعہ ہے مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے (قسم برکت کو مٹا دیتی ہے)۔“

۳۳۲۷- حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا: ”لین دین اور تجارتی امور طے کرتے ہوئے جھوٹ اور قسم شامل ہو جاتی ہے۔“ عبد اللہ الزہری نے ”لغو اور جھوٹ“ کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

۳۳۲۷- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْبَسْطَامِيُّ وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَغْنَيْنَ وَعَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ ابْنِ أَبِي غَرْزَةَ بِمَعْنَاهُ قَالَ: يَحْضُرُهُ الْكِذْبُ وَالْحَلْفُ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ الزُّهْرِيُّ: اللَّغْوُ وَالْكَذِبُ.

باب: ۲- معادن (کانوں) سے مال نکالنا

(المعجم ۲) - بَابُ: فِي اسْتِخْرَاجِ

الْمَعَادِنِ (التحفة ۲)

۳۳۲۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنے مقروض کے ساتھ چمٹ گیا جس نے اس کے دس دینار دینے تھے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک تو مجھے دے نہیں دیتا میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا! سوائے اس کے کہ تو کوئی ضامن یا کفیل لے آئے۔ تو نبی ﷺ نے وہ اپنے ذمے لے لیے۔ پھر وہ آدمی حسب

۳۳۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَزِمَ غَرِيمًا لَهُ بِعَشْرَةِ دَنَانِيرَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا أَفَارِقُكَ حَتَّى تَقْضِيَنِي أَوْ تَأْتِيَنِي بِحَمِيلٍ،

۳۳۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب في الحلف والكذب لمن لم يعتقد اليمين بقلبه، ح: ۳۸۲۹ من حديث سفیان به، وانظر الحديث السابق.

۳۳۲۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب الكفالة، ح: ۲۴۰۶ من حديث عبد العزيز الدراوردي به.

قال: فَتَحَمَّلَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَاهُ بِقَدَرٍ مَا وَعَدَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هَذَا الذَّهَبَ؟» قَالَ: مِنْ مَعْدِنٍ، قَالَ: «لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهَا، لَيْسَ فِيهَا خَيْرٌ»، فَقَضَاهَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

وعدہ مال لے کر آیا تو نبی ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ”تمہیں یہ سونا کہاں سے مل گیا ہے؟“ اس نے کہا: ایک کان سے۔ آپ نے فرمایا: ”ہمیں اس کی ضرورت نہیں (اور) اس میں خیر نہیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے قرض ادا فرمادیا۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① معادن (کانوں) سے اسلامی حکومت کی اجازت سے شرعی شرائط کے مطابق مال نکالنا جائز ہے۔ ② اس شخص کو جو سونا کان سے ملا تھا اس کا طریق حصول غیر واضح تھا اس لیے یقینی طور پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ اس کا جائز مالک ہے یا نہیں اس لیے آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ ③ مقرض جب قرض ادا نہ کر رہا ہو تو چٹ کر مطالبہ کرنا مباح ہے۔ ④ مسلمان مقرض کی مدد کرنا اس کا کفیل یا ضامن بن جانا بہت بڑا احسان اور نیکی کا کام ہے۔

(المعجم ۳) - **بَابُ: فِي اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ (التحفة ۳)**

باب: ۳- شہات سے بچنے کی تاکید

۳۳۲۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: أَخْبَرَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: وَلَا أَسْمَعُ أَحَدًا بَعْدَهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَلَالَ بَيْنَ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيْنَ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُتَشَابِهَاتٌ» أَحْيَانًا يَقُولُ «مُشْتَبِهَةٌ» وَسَأْضِرُّ لَكُمْ فِي ذَلِكَ مَثَلًا، إِنَّ اللَّهَ حَمَى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ وَإِنَّهُ مَنْ يَزَعِ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُخَالِطَهُ وَإِنَّهُ مَنْ يُخَالِطُ الرِّبِّيَّةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ.

۳۳۲۹- جناب شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان کے بعد کسی اور سے سننے کی مجھے کوئی حاجت نہیں (کیونکہ وہ ایک سچے صحابی تھے) کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے مابین کئی امور شبہ والے ہیں۔ میں تمہیں اس کی بابت مثال بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک چراگاہ ہے (محفوظ مخصوص علاقہ جسے رکھ یا محفوظ کہا جاتا ہے) اور اللہ کی رکھ اور اس کا محفوظ وہی ہے جو اس نے حرام کیا ہے جو شخص اس محفوظ علاقے کے قریب اپنے جانور چرائے گا قریب ہے کہ وہ اس میں جا



۳۳۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: الحلال بين، والحرام بين، وبينهما مشبهات، ح: ۲۰۵۱ من حديث ابن عون، ومسلم، المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح: ۱۵۹۹ من حديث الشعبي به.

پڑے۔ اور جو شک والی باتوں میں پڑتا ہے قریب ہے کہ وہ ان میں (بے دھڑک) جرأت کرنے لگے۔“

۳۳۳۰- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ یہ حدیث بیان فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اور ان (حلال و حرام) کے درمیان کچھ شبہ والی چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، تو جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنی عزت اور اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور جو شبہ والی چیزوں میں جا پڑا وہ حرام میں داخل ہوا۔“

۳۳۳۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «وَيَبْتَنِيهِمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ دِينَهُ وَعِرْضَهُ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① جو چیزیں بعض وجہ سے ناجائز ہوں اور بعض دوسرے وجہ سے ان کے حلال ہونے کا بھی امکان ہو اور معاملہ صاف اور واضح نہ ہو تو اس سے بچنا چاہیے کہ کہیں حرام کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ ② اگر کوئی شخص مشکوک چیز سے پرہیز نہ کرے تو اس جرأت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی دن صریح حرام میں جا گرتا ہے۔ ③ محمد بن صالح البہاشی امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طرسوس میں بیس سال مقیم رہا اور مسند لکھی، میں نے چار ہزار احادیث لکھیں اور پھر غور کیا تو دیکھا کہ ان کا مدار صرف چار احادیث پر ہے۔ پہلی ان میں سے یہی حدیث ہے: [الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيِّنٌ] (صحیح البخاری، الإیمان، حدیث: ۵۲، وصحیح مسلم، المساقاة، حدیث: ۱۵۹۹) دوسری: [أَنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحیح البخاری، بدء الوحي، حدیث: ۱) تیسری: [إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا] (صحیح مسلم، الزکاة، حدیث: ۱۰۱۵) اور چوتھی یہ ہے: [مَنْ حُسِنَ إِسْلَامُ الْمَرْءِ تَرَكُهُ مَا لَا يَنْبَغِيهِ] (جامع الترمذی، الزهد، حدیث: ۲۳۱۷)

۳۳۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً ایک وقت آنے والا

۳۳۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبَادُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ:

۳۳۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۵۹۹ من حديث عيسى بن يونس، والبخاري، الإیمان، باب فضل من استبرأ لدينه، ح: ۵۲ من حديث زكريا به.

۳۳۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب اجتناب الشبهات في الكسب، ح: ۴۴۶، وابن ماجه، ح: ۲۲۷۸ من حديث داود بن أبي هند به * الحسن البصري عن ع، والجمهور على أنه لم يسمع من أبي هريرة رضي الله عنه.

ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی نہ بچے گا جو سود نہ کھاتا ہو پس اگر کسی نے نہ بھی کھایا تب بھی اس کی بھاپ تو اسے پہنچے گی۔“ ابن عسٰی نے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں: ”اس کا کچھ غبار اسے پہنچے گا۔“

سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ مِنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ح: وَحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ وَهَذَا لَفْظُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبَا فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ». قَالَ ابْنُ عِيسَى: «أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ».

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت سداضعیف ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ ”قیامت تک ایک گروہ ایسا ضرور باقی رہے گا جو حق پر غالب اور کاربند رہے گا۔“ مذکورہ بالا روایت میں عمومی احوال معیشت کی طرف اشارہ ہے جس کا اب عملی مشاہدہ ہو رہا ہے کہ پوری معیشت کو سود کے شکنجے میں جکڑ دیا گیا ہے اور اس سے بچنا انتہائی عزیمت کا کام ہے۔ اور پوری طرح بچنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔



۳۳۳۲- جناب عاصم بن کلیب اپنے والد سے وہ ایک انصاری جوان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبر پر دیکھا آپ قبر کھودنے والے کو ہدایت دے رہے تھے: ”پائنتی کی طرف سے کھلی کرو سر کی طرف سے کھلی کرو۔“ جب آپ واپس ہوئے تو آپ کو ایک عورت کی طرف سے دعوت دینے والا ملا۔ تو آپ ﷺ اس کے ہاں تشریف لے آئے کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا پھر لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھانے لگے۔ ہمارے بڑوں نے دیکھا کہ آپ ایک ہی القمہ اپنے منہ میں گھمائے جا رہے ہیں

۳۳۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ «أَوْسِعْ مِنْ قَبْلِ رَجُلِيهِ أَوْسِعْ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ»، فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ ذَاعِي امْرَأَةٍ، فَجَاءَ فَجِيءً بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ، ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوا فَظَرَّ أَبَاؤُنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَلُوكُ لُقْمَةً فِي فَمِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا»،

۳۳۳۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/۲۹۳، ۲۹۴ من حديث عاصم بن كليب به.

فَارْسَلَتْ الْمَرْأَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيعِ يَشْتَرِي لِي شَاةً فَلَمْ أَجِدْ فَارْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدْ اشْتَرَى شَاةً أَنْ أَرْسِلَ إِلَيَّ بِهَا بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوْجَدْ فَارْسَلْتُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيَّ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَطْعِمِيهِ الْأَسَارَى».

(مگر نگلتے نہیں) آپ نے فرمایا: ”میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہے۔“ پھر (اس عورت کو بلوایا گیا تو) اس نے پیغام بھیجوا یا: اے اللہ کے رسول! میں نے بقیع کی طرف آدمی بھیجا کہ میرے لیے بکری خرید لائے مگر نہیں ملی۔ پھر میں نے اپنے ہمسائے کی طرف بھیجا جس نے ایک بکری خریدی تھی میں نے کہلوا یا کہ اسی قیمت پر بکری مجھے دے دے مگر وہ بھی نہیں ملا۔ تب میں نے اس آدمی کی بیوی کو کہلوا بھیجا تو اس نے مجھے یہ بھیج دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کے تصرف نے اس بیع کو مشتبہ بنا دیا تھا ② جس مال میں کسی حد تک اشتباہ ہو اسے خود استعمال نہیں کرنا چاہیے البتہ اسے قیدیوں اور فقراء پر صدقہ کیا جاسکتا ہے ورنہ وہ مکمل طور پر ضائع ہو جائے گا۔

باب: ۴- سود کھانے کھلانے کی وعید

(المعجم ۴) - بَابُ فِي أَكْلِ الرِّبَا وَمُوكَلِّهِ (التحفة ۴)

۳۳۳۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے، کھلانے، اس کے گواہ اور لکھنے والے (سب) پر لعنت فرمائی ہے۔

۳۳۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْلَ الرِّبَا وَمُوكَلَّهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ.

فائدہ: سود لینا دینا اور باطل کا کسی طرح سے تعاون کرنا حرام ہے۔ بالخصوص سودی معاملہ لعنت کا کام ہے۔

باب: ۵- سود کی رقم چھوڑ دینے کا بیان

(المعجم ۵) - بَابُ فِي وَضْعِ الرِّبَا (التحفة ۵)

۳۳۳۳- [تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في أكل الربا، ح: ۱۲۰۶ من حديث سماك ابن حرب به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۲۷۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۱۲.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

۳۳۳۴- جناب سلیمان بن عمرو اپنے والد (عمر و بن احوص جُشَمی رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”خبردار! جاہلیت کے تمام سود باطل کیے جاتے ہیں تمہارے لیے تمہارا اصل مال ہے، ظلم کرو نہ ظلم کیے جاؤ“ خبردار! جاہلیت کے تمام خون باطل کیے جاتے ہیں اور سب سے پہلا خون جو میں ختم کر رہا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جو بنو لیث میں دودھ پیتا بچہ تھا اور بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔“ راوی نے بیان کیا دیا۔“ سب حاضرین نے کہا: ہاں۔ آپ نے قین بار کہلوا یا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! گواہ رہنا۔“ قین بار کہا۔

۳۳۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا شَيْبٌ بْنُ عَرَفَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُولُ: «أَلَا إِنَّ كُلَّ رَبَا مِنْ رَبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، لَكُمْ رُؤُوسٌ أَمْوَالُكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضْعَ مِنْهَا دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلْتَهُ هَذَا قَالَ: اللَّهُمَّ! هَلْ بَلَغْتُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: «اللَّهُمَّ! اشْهَدْ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.



فوائد و مسائل: ① سود لینا بلاشبہ حرام ہے البتہ یہ سود کا سرمایہ جو بنکوں کے پاس ہوتا ہے سودی نظام کے ذریعے سے مجموعی قومی دولت سے ہتھیایا ہوا ہوتا ہے اس لیے اگر بنک میں کوئی سود بننا ہو تو اسے لے کر عام شہری ضروریات میں خرچ کر دیا جائے مثلاً ہسپتال، سکول، سڑک اور پبل وغیرہ کی تعمیر یا کسی ایسے شخص کو دے دیا جائے جو کسی دوسرے ایسے مرض کے پھندے میں پھنس گیا ہو۔ چونکہ یہ مملکت کی رقم ہوتی ہے اس لیے اسے مملکت کے عام شہریوں کے لیے بلا تخصیص مسلم و کافر خرچ کیا جانا چاہیے۔ (افادات حضرت الشیخ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ) اس رقم کو ان ظالموں کے لیے چھوڑ دینا خلاف مصلحت ہے۔ واللہ اعلم۔ ② اہل قیادت کے لیے اس میں عظیم درس ہے کہ قیادت اور دعوت کے معاملے میں اپنا اور اپنے اقارب کا دامن بالخصوص صاف رکھا جائے ورنہ عام لوگوں کی طرف سے تنقید کا نشانہ بننا پڑتا ہے اور دعوت بھی مقبول نہیں ہوتی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے یہاں رباعی کے حوالے سے دو احادیث ذکر کی ہیں۔ پہلی میں سود کے لین دین میں حصہ لینے والے تمام فریقوں پر لعنت کی گئی ہے اور دوسری میں یہ ہے کہ اگر کوئی سودی لین دین موجود ہے تو صرف اصل زر کی وصولی ہوگی۔

۳۳۳۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ح: ۳۰۵۵ من حديث أبي الأحوص به. وقال الترمذي، ح: ۳۰۸۷ "حسن صحيح".

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ اصل زر سے زائد ہے وہ سود ہے۔ اور اس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ قرآن مجید میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں: ﴿فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلُمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (البقرہ: ۲۷۹) اس لیے یہ کہنا کہ سود جو یقیناً اصل زر سے زائد ہوتا ہے ربوا نہیں بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید کی آیت اور اس حدیث نے سود کی واضح تعریف کر دی ہے یعنی وہ جو اصل زر سے زائد مانگا جائے وہ سود ہے اور اس کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بنک اسی پیسے سے نفع کماتا ہے اس لیے بنک سے زائد لینا کیونکر حرام ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اس منافع کی تقسیم کا قائل ہے جو واقعتاً تجارت سے حاصل ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ منافع کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی طے کر لیا جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مال بطور قرض نہ دیا گیا ہو بلکہ تجارت میں شمولیت کے لیے دیا گیا ہو۔ تجارت کے نفع و نقصان کی ذمہ داری میں بھی سب شریک ہوں اس طرح اگر منافع حاصل ہو اور جتنا واقعتاً حاصل ہوا اسے طے شدہ نسبت سے تقسیم کر لیا جائے۔

جہاں تجارت میں شراکت داری کا معاہدہ نہ ہو، نفع ہونے نہ ہونے زیادہ ہونے یا کم ہونے کی کسی ذمہ داری میں دونوں فریق شامل نہ ہوں مال بطور قرض دیا جائے اور اس پر مقرر شرح سے زائد لینے کا معاہدہ کر لیا جائے حتیٰ کہ اگر تجارت میں نقصان ہو جائے تو بھی اصل زر بمع مقرر شدہ اضافہ ہر صورت میں وصول کیا جانا ہو تو یہی اصل زر پر اضافہ ہے جو سود اور قطعی حرام ہے۔ حدیث اور قرآن کی آیت میں ہے: ﴿لَا تَظْلُمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ تم اصل زر لے لو نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اصل زر سے زیادہ مانگ کر تم دوسرے فریق پر ظلم نہ کرو اور نہ اصل زر کی ادائیگی روک کر دوسرا فریق تم پر ظلم کرے۔

اب تو فریقین کے ایک دوسرے پر ظلم کی کئی نئی صورتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ بنک غریب لوگوں، بیواؤں، یتیموں کا مال لے کر اس سے بے پناہ منافع حاصل کرتا ہے چونکہ اکثر لین دین کرنسی کی بجائے محض چیک سے ہوتا ہے اس لیے کرنسی کا بڑا حصہ بنک کے پاس جوں کا توں محفوظ رہتا ہے۔ اسی محفوظ سرمایہ کی بنیاد پر بنک میں موجود کرنسی سے زیادہ کے قرضے اور کارڈ ایٹش کر دیے جاتے ہیں اور کئی گنا منافع حاصل ہوتا ہے۔ اتنا زیادہ منافع کمانے کے باوجود وہ اپنی بچتیں جمع کرانے والے غریب لوگوں، یتیموں اور بیواؤں کو اس میں سے برائے نام بہت تھوڑا سا منافع دے کر ان کا باقی ماندہ بڑا حصہ خود ہڑپ کر جاتا ہے۔ جو کچھ لوگوں کو دیا جاتا ہے وہ منافع تو کجا کرنسی کی قیمت میں وقتاً فوقتاً جو کمی جان بوجھ کر کی جاتی ہے اس کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح بنک جو سود دیتا ہے اس میں بھی ظلم کرتا ہے۔

یہ بڑی دھوکا دہی ہے۔ لوگوں کو جھانسا دیا جاتا ہے کہ ہم آپ کو کما کر منافع میں سے حصہ دے رہے ہیں یعنی تجارت کے منافع میں شریک کر رہے ہیں، لیکن ان سے معاہدہ تجارتی شراکت کا نہیں کیا جاتا کیونکہ اس طرح بہت زیادہ حصہ دینا پڑتا ہے۔ ان سے معاہدہ قرض اور سود کا کیا جاتا ہے۔ اس لوٹ مار اور فریب دہی کی واردات کو قانون اور حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۳۳ کی رو سے سودی بنکوں کی ملازمت بھی حرام ہے کیونکہ سودی کاروبار میں ہر طرح کی شرکت لکھنا گواہ بننا سب موجب لعنت ہے۔

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الِئِمِينِ
فِي الْبَيْعِ (التحفة ۶)

باب: ۶- خرید و فروخت میں قسمیں کھانا
ناجائز ہے

۳۳۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ
السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا
أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنبَسَةُ عَنْ
يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ
الْمُسَيَّبِ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ
لِلسَّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ»

وَقَالَ ابْنُ السَّرْحِ: «لِلْكَسْبِ»، وَقَالَ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ابن السرح نے [سَلْعَة] کی بجائے [كَسْب] کہا۔ اور سند میں یوں کہا: [عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة عن النبي ﷺ]

☀️ فائدہ: مسلمان تاجر کو چاہیے کہ بے ج قسمیں کھانے کی عادت تبدیل کرے اور صدقات دیا کرے تاکہ اس غلط عمل کا کفارہ ہوتا رہے۔

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي الرُّجْحَانِ فِي
الْوَزْنِ وَالْوَزْنِ بِالْأَجْرِ (التحفة ۷)

باب: ۷- جھکنا تولنے (کی ترغیب) اور مزدوری
لے کر مال تولنے کا بیان

۳۳۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:
حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ

۳۳۳۶- حضرت سید بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور مخزفہ عبدی رضی اللہ عنہ بحرین کے علاقہ ہجر سے کپڑا

۳۳۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع، ح: ۱۶۰۶ عن ابن السرح، والبخاري، البيوع، باب: ﴿يُمَحِّقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرِي الصَّدَقَاتِ...﴾ الخ، ح: ۲۰۸۷ من حديث يونس بن يزيد به.

۳۳۳۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرجحان في الوزن، ح: ۱۳۰۵ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۴۵۹۶، وابن ماجه، ح: ۲۲۲۰-۲۲۲۲، ۳۵۷۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۴۴۴، وابن الجارود، ح: ۵۵۹، وللحديث طرق.

لائے اور ہم اسے مکہ لے آئے تو رسول اللہ ﷺ چلتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے ہم سے ایک پاجامے کا سودا کیا جو ہم نے آپ کو بیچا اور وہاں ایک آدمی تھا جو مزدوری لے کر مال تولتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو لو اور جھکتا ہوا تولو۔“

حَرْبٌ، حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيِّ بَرًّا مِنْ هَجَرَ فَأَتَيْنَا بِهِ مَكَّةَ فَجَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ فَبِعْتَاهُ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «زِنْ وَأَرْجِحْ».

۳۳۳۷- حضرت ابو صفوان بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کرنے سے پہلے میں کے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ مگر اس میں ”مزدوری پر مال تولنے“ کا بیان نہیں ہے۔

۳۳۳۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى قَرِيبٌ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي صَفْوَانَ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ يَزِنُ بِالْأَجْرِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کو قیس نے (بھی) اسی طرح بیان کیا ہے جیسے کہ سفیان نے اور سفیان کا قول رائج ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ قَيْسٌ كَمَا قَالَ سُفْيَانٌ وَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ.

۳۳۳۸- ابن ابی رزمہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک شخص نے شعبہ سے کہا کہ سفیان نے آپ کی مخالفت کی ہے۔ تو انہوں نے کہا: تو نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ حالانکہ مجھے یحییٰ بن معین کی یہ بات پہنچی ہے کہ جو بھی سفیان کی مخالفت کرے تو بات سفیان کی رائج ہوگی۔

۳۳۳۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ لِّشُعْبَةَ: خَالَفَكَ سُفْيَانُ فَقَالَ: دَمَعْنِي. وَبَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ قَالَ: كُلُّ مَنْ خَالَفَ سُفْيَانَ فَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ.

۳۳۳۹- شعبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سفیان مجھ

۳۳۳۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۳۳۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب الرجحان في البيوع، ح: ۴۵۹۷ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ۳۰/۲، ۳۱ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۳۳۳۸- تخریج: [إسناده صحيح].

۳۳۳۹- تخریج: [إسناده صحيح].

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: كَانَ سُفْيَانُ سَعْدًا زَيْدًا حَافِظًا تَحْتَهُ.
أَحْفَظَ مِنِّي.

🌞 فائدہ: یعنی پہلی روایت جو حضرت سید بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راجح ہے۔

(المعجم ۸) - بَابُ: فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: بَابُ ۸- نَبِيُّ ﷺ كَا فَرَمَانِ هُوَ كَه "نَا پَنے كَا
«الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ الْمَدِينَةِ» (التحفة ۸) پیانہ (اہل) مدینہ ہی کا معتبر ہے

۳۳۴۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فریابی اور ابو احمد نے بھی سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے، ابن دکین نے ان دونوں کی متن میں موافقت کی ہے (نہ کہ سند میں) ابو احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام لیا ہے۔ ولید بن مسلم نے حنظلہ سے روایت کی تو کہا: وزن اہل مدینہ کا معتبر ہے اور مکیال اہل مکہ کا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْفَرِیَابِيُّ وَأَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ وَافَقَهُمَا فِي الْمَتْنِ، وَقَالَ أَبُو أَحْمَدَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَكَانَ: ابْنِ عُمَرَ. وَرَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ فَقَالَ: وَزْنُ الْمَدِينَةِ وَمِكْيَالُ مَكَّةَ.

🌞 فائدہ: شرعی ادائیگیوں (زکوٰۃ اور فطرانہ وغیرہ) میں وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور مد اور صاع اہل مدینہ کا۔ اشیاء کی مقدار کا تعین کرنے کے لیے ناپ تول کا نظام وجود میں آیا۔ یہ عمل تجارت کی انتہائی اہم اور بنیادی ضرورت ہے۔

۳۳۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزکوة، باب كم الصاع، ح: ۲۵۲۱/ب/ ۴۵۹۸ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۰۵، وابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۹۲۷ * سفیان الثوري عنن.

مختلف علاقوں کے ناپ تول کے پیمانوں کے ناموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ناپ تول کے لیے بنیادی اکائی قدرتی اشیاء کو بنایا گیا۔ برصغیر میں جو تولے چھٹانک سیر کا نظام رائج تھا اس کی بنیادی اکائی رتی تھی یہ ایک پودے کا سرخ رنگ کا بیج ہے۔ اب جو نظام دنیا کے بڑے حصے میں رائج ہے یعنی کلوگرام وغیرہ تو گرام پنپنے کے دانے کو کہتے ہیں جسے ابتدا میں بنیادی اکائی مانا گیا۔ اونس اور پاؤنڈ کا برطانوی نظام گرین (Grain) پر مبنی ہے جو غلہ بالخصوص مکئی کے دانے کو کہتے ہیں۔

پیمائش میں فٹ (پاؤں) یا ہاتھ وغیرہ کو بنیاد بنایا گیا۔ ظاہر ہے مکئی یا چنے کے ہر دانے کا وزن ایک سائیںس ہو سکتا۔ تعامل کے ساتھ اس کم از کم مقدار کو حتمی طور پر متعین کر لیا گیا اور اس طرح ایک ہی معیار کے تولنے کے باوجود وغیرہ وجود میں آئے۔ تعامل یا زیادہ سے زیادہ برتنے کا عمل ناپ تول کے نظام کی تکمیل میں اہم ترین کردار ادا کرتا ہے۔

چونکہ مدینہ ایک زرعی شہر تھا جہاں لین دین میں ناپ یا کیل رائج تھا۔ مدینہ کے تعامل نے اس نظام کو پختہ کر دیا تھا۔ اس لیے ناپ میں اہل مدینہ کے پیمانوں کو بنیادی معیار قرار دیا۔ مکہ ہر طرح کی اشیائے تجارت کا مرکز تھا جن میں قیمتی اشیاء بھی شامل تھیں۔ سونے چاندی خوشبودار مصالحے وغیرہ کا لین دین وزن سے ہوتا ہے۔ مکہ کے تعامل نے وزن کے نظام کو پختہ کر دیا تھا۔ اس لیے وزن میں مکہ کے تعامل (Practice) کو معیار قرار دیا۔

(المعجم ۹) - بَابُ: فِي التَّشْدِيدِ فِي الدِّينِ (التَّحْفَةُ ۹)

باب: ۹- قرضے کا معاملہ انتہائی سخت ہے

۳۳۴۱- حضرت سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور پوچھا: ”کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟“ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے دوبارہ پوچھا: ”کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟“ لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے سہ بارہ پوچھا: ”کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟“ تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میں ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”تجھے کیا مانع ہوا تھا کہ پہلی اور دوسری بار جواب نہیں دیا تھا؟ بلاشبہ میں نے تمہارے

۳۳۴۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سَمْعَانَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «هَلْنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: «هَلْنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ. ثُمَّ قَالَ: «هَلْنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي فِي الْمَرَّتَيْنِ


۳۳۴۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب التغليظ في الدين، ح: ۴۶۸۹ من حديث سعيد ابن مسروق به، وقال البخاري: "لا نعرف لمعان سماعاً من سمرة ولا للشعبي سماعاً منه".

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

لیے خیر ہی کا ارادہ کیا ہے۔ تمہارا ساتھی اپنے قرضے میں پکڑا ہوا ہے۔“ (سرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ) پھر میں نے اس شخص کو دیکھا کہ اس نے اس (مقروض) کی طرف سے سب ادا کر دیا حتیٰ کہ کوئی مطالبہ کرنے والا باقی نہ رہا۔

الْأَوَّلِينَ؟ أَمَا إِنِّي لَمْ أَنْوْءَ بِكُمْ إِلَّا خَيْرًا إِنَّ صَاحِبَكُمْ مَأْسُورٌ بِدَيْنِهِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَدَّى عَنْهُ حَتَّى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعَانُ بْنُ مُشْنَجٍ. امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (شعی کے شیخ کا نام) سمعان بن مُشْنَج ہے۔

 فائدہ: حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بالخصوص قرضے وغیرہ کی ادائیگی کے بغیر چھٹکارا بہت مشکل ہوگا۔ اور وارثوں پر حق ہے کہ اپنے مرنے والے کا قرضہ ادا کریں۔ آپ ﷺ کی طرف سے مقروض کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کا بھی یہی مقصد تھا کہ میت کا قرض فوراً ادا ہو جائے۔

۳۳۴۲- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے نزدیک اس کے منع کردہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندے پر جب موت آئے تو وہ مقروض ہو اور اس نے ادائیگی کے لیے کچھ نہ چھوڑا ہو۔“

۳۳۴۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكِبَائِرِ الَّتِي نَهَى اللَّهُ عَنْهَا: أَنْ يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدْعُ لَهُ قَضَاءً».

۳۳۴۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی ایسے آدمی کا جنازہ نہ پڑھایا کرتے تھے جس پر قرضہ باقی ہوتا، ایک میت کو لایا گیا تو آپ

۳۳۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

۳۳۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۹۲ من حديث سعيد بن أبي أيوب به * أبو عبد الله القرشي لم أجد من وثقه.

۳۳۴۳- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوة على من عليه دين، ح: ۱۹۶۴ من حديث عبد الرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۱۵۲۵۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۶۲، وابن الجارود، ح: ۱۱۱۱، وللحديث شواهد عند أحمد: ۳/ ۳۳۰، والحاكم: ۲/ ۵۸، ۵۷، وغيرهما، وانظر، ح: ۲۹۵۴.



نے پوچھا: ”کیا اس پر قرضہ ہے؟“ صحابہ نے کہا: ہاں دو دینار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ پھر حضرت ابوقادہ انصاریؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ میرے ذمے ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ پھر جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا تو آپ نے فرمایا: ”میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے قریب تر ہوں۔ سو جس نے کوئی قرضہ چھوڑا اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا ہو تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔“

جَابِرٌ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُصَلِّي عَلَى رَجُلٍ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتِ بِمَيْتٍ فَقَالَ: «أَعْلَيْهِ دَيْنٌ؟» قَالُوا: نَعَمْ دِينَارَانِ، قَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ»، فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ: هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيْ قِضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ».



۳۳۴۴- حضرت ابن عباسؓ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کیا اور کہا: نبی ﷺ نے ایک قافلے والوں سے کوئی چیز خریدی۔ اس وقت آپ کے پاس قیمت نہ تھی پھر آپ کو اس پر منافع دیا گیا تو آپ نے فروخت کر دی پھر آپ نے اس کا منافع بنو عبدالمطلب کی بیواؤں پر صدقہ کر دیا اور فرمایا: ”آئندہ میں کوئی چیز بھی خریدوں گا جب میرے پاس اس کی قیمت ہوگی۔“

۳۳۴۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شَرِيكِ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ رَفَعَهُ، قَالَ عُثْمَانُ: وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكِ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ قَالَ: اشْتَرَيْتُ مِنْ عَيْرٍ بَيْعًا وَلَيْسَ عِنْدَهُ ثَمَنُهُ، فَأَرْبَحُ فِيهِ فَبَاعَهُ، فَتَصَدَّقَ بِالرَّابِعِ عَلَى أَرَامِلِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ: «لَا أَشْتَرِي بَعْدَهَا شَيْئًا إِلَّا وَعِنْدِي ثَمَنُهُ».

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت سداضعیف ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ بعض اوقات تھوڑی دیر کا قرضہ بھی انسان کے لیے زحمت کا باعث بن جاتا ہے اس لیے جہاں تک ہو سکے انسان اس سے بچتا ہی رہے۔ اور اب صورت واقعہ یہ ہے کہ تاجرانہ تجارتی حرص میں طول طویل بھاری بھاری قرضے لینے سے نہیں ہچکچاتے اور پھر بعض اوقات اس پر انہیں سود وغیرہ بھی دینا پڑتا ہے۔ جو قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔

۳۳۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد ۲۳۵/۱ عن وكيع به، وصححه الحاكم ۲/۲۴، ووافقه الذهبي ۱۱ سلسلہ سماک عن عکرمہ ضعیفہ کما تقدم مراراً.

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي الْمَطْلِ

(التحفة ۱۰)

۳۳۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غنی آدمی کا قرضے کی ادائیگی کو ٹالے جانا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو کسی غنی کے حوالے کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات کو مان لے۔“

۳۳۴۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أَتَبَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ».

فائدہ: لیکن اگر کوئی نادار ہو اور قرضے کی ادائیگی میں فی الواقع اس سے تاخیر ہو رہی ہو تو وہ ظلم نہیں ہوگا نیز تعاون باہمی میں حوالہ قبول کر لینا افضل بات ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِي حُسْنِ

(القضاء (التحفة ۱۱)

باب: ۱۱- ادائیگی میں عمدگی کے بارے میں

۳۳۴۶- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ایک جوان اونٹ ادھار لیا، پھر آپ کے پاس صدقے کے اونٹ آ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کا (جوان) اونٹ ادا کر دوں۔ میں نے عرض کیا: گتے میں اس کے اونٹ سے عمدہ رباعی اونٹ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے وہی دے دو لوگوں میں بہترین وہی ہوتے ہیں جو ادائیگی میں بہترین ہوں۔“

۳۳۴۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً».

۳۳۴۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

۳۳۴۵- تخريج: أخرجه البخاري، الحوالات، باب الحوالة وهل يرجع في الحوالة؟، ح: ۲۲۸۷، ومسلم، المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة... الخ، ح: ۱۵۶۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۶۷۴.

۳۳۴۶- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب من استسلف شيئاً فقضى خيراً منه... الخ، ح: ۱۶۰۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۶۸۰.

۳۳۴۷- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة إذا قدم من سفر، ح: ۴۴۳ من حديث مسعر، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ۱۱۵/ ۱۱۶، بعد، ح: ۱۵۹۹ من حديث محارب بن دثار به.



حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ
دِيَّارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: تَوَاسَّ
كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِي
وَرَّادَنِي.

🌞 فائدہ: قرض ادا کرتے ہوئے اگر انسان اپنی خوشی سے کچھ مزید دے تو یہ احسان ہے، سود کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس حدیث کو بانک کے سود کے حامی اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ بانک اپنے گاہکوں سے احسان پر مبنی ایسا سلوک نہیں کرتے بلکہ اصل زر سے زائد کا معاہدہ طے ہوتا ہے جس کا لینا دینا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اس حدیث میں واضح ہے کہ قرض پر کوئی اضافہ طے نہ تھا نہ رسول اللہ ﷺ نے زائد دینے کا معاہدہ کیا تھا نہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مطالبہ تھا۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ فِي الصَّرْفِ

(التحفة ۱۲)

🌞 فائدہ: عام طور پر خرید و فروخت کرنسی کے ذریعے سے ہوتی ہے، ابتدائی دور میں بلکہ بعض دیہات میں آج کل بھی غلہ، کپاس وغیرہ دے کر ضرورت کی دوسری اشیاء حاصل کی جاتی ہیں۔ اس کو عربی میں ”مُقَايَضَه“ (Barter) کہا جاتا ہے۔ سونے کو سونے، چاندی کو چاندی یا ایک کرنسی کو اسی کرنسی کے بدلے خریدنے بیچنے کو عربی میں ”مُرَاطَلَه“ کہا جاتا ہے۔ سونے کو چاندی یا ایک کرنسی کو دوسری کے عوض خریدنے بیچنے کو ”صَرْف“ (Exchang) کہا جاتا ہے۔ تبادلے کے اعتبار سے بیوع کی یہی چار بنیادی صورتیں ہیں۔

مُرَاطَلَه میں شرط یہ ہے کہ تبادلے میں دونوں کی مقدار ایک جتنی ہو اور سودا نقد ہو۔ بنیادی غذائی اجناس کے مُقَايَضَه میں شرط یہ ہے کہ سودا نقد ہو اور ان کے باہمی تبادلے میں کمی بیشی نہ کی جائے۔ (اسلام نے ہم جنس اشیاء کے تبادلے میں کمی بیشی یا ادھار دونوں کو ربا قرار دیا ہے اس کو شرعی اصطلاح میں ربا الفضل کہا جاتا ہے۔)

بیع صرف یعنی سونے کو چاندی یا ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے عوض بیچنے کی صورت میں مقدار میں کمی بیشی جائز ہے۔ ایک سو گرام سونے کے بدلے کئی سو گرام چاندی یا ایک ریال کے بدلے کئی روپے خریدنا بیچنا درست ہے مگر ادھار کی اجازت نہیں۔ اگر آپ ریال کے عوض روپے خریدنا چاہتے ہیں تو جس وقت ریال دیں اسی وقت روپے حاصل کر لیں۔ اگر ایک طرف سے بھی تاخیر ہوئی تو اسلام کی رو سے یہ سود ہوگا۔ یہ آج کل کا عام مشاہدہ ہے کہ کرنسیوں کی شرح تبادلہ اور سونے چاندی کا ریٹ لمحہ بہ لمحہ بدلتا رہتا ہے، فوری تبادلہ نہ ہو اور ایک چیز دے کر اس کے بدلے دوسری چیز حاصل کرنے میں تاخیر ہوگئی تو ریٹ بدل چکا ہوگا۔ حدیث میں مذکورہ چار بنیادی غذائی اجناس کے ایک دوسرے کے ساتھ تبادلے میں بھی یہی حکم ہوگا یعنی کمی بیشی جائز ہوگی، ادھار جائز نہ ہوگا۔

کرنی کے بدلے اشیاء کی نقد خرید و فروخت تو ہر وقت بجا طور پر جاری رہتی ہے اس میں ادھار بھی جائز ہے مثلاً آپ قیمت نقد ادا کر دیتے ہیں اور چیز بعد میں لینا طے کرتے ہیں تو اسے بیع سلم کہتے ہیں یہ بیع بھی قطعی طور پر جائز ہے۔ (ماخوذ از فتح الباری، باب الورق بالذهب نسبیۃ) لیکن اگر قیمت اور منہں دونوں ادھار رکھے جائیں تو یہ جائز نہیں نہ اسے بیع سلم ہی کہا جاسکتا ہے۔

۳۳۴۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”سونے کے بدلے چاندی سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو گندم کے بدلے گندم سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو کھجور کے بدلے کھجور سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ جو کے بدلے جو سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔“

۳۳۴۹- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونے کے بدلے سونا ڈالا ہو یا ڈھلا ہوا (سکہ یا زیور) چاندی کے بدلے چاندی ڈالا ہو یا ڈھلا ہوا (سکہ) گندم کے بدلے گندم ایک مڈی کے بدلے ایک مڈی جو کے بدلے جو ایک مڈی کے بدلے ایک مڈی کھجور کھجور کے بدلے ایک مڈی کے بدلے ایک مڈی نمک کے بدلے نمک ایک مڈی کے بدلے ایک مڈی (بیچا جائے) جو زیادہ دے یا زیادہ لے اس نے سود کا معاملہ کیا۔ سونے کو چاندی کے بدلے بیچنا جب کہ چاندی زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں جبکہ

۳۳۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الذَّهَبُ بِالْفِضَّةِ رِبَاٌ إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبَاٌ إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبَاٌ إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبَاٌ إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۳۳۴۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تَبَرُّهَا وَعَيْنُهَا، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تَبَرُّهَا وَعَيْنُهَا، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ مُدِّي بِمُدِّي، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مُدِّي بِمُدِّي، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مُدِّي بِمُدِّي، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مُدِّي بِمُدِّي، فَمَنْ زَادَ أَوْ أَزَادَ فَقَدْ أَرَبَى».

۳۳۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الشعير بالشعير، ح: ۲۱۷۴ من حديث مالك به، ورواه مسلم، ح: ۱۵۸۶ من حديث ابن شهاب الزهري به.

۳۳۴۹- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الشعير بالشعير، ح: ۴۵۶۸ من حديث همام به، وانظر الحديث الآتي.



ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو لیکن ادھار نہیں۔ گندم کو جو کے بدلے بیچنا جبکہ جو زیادہ ہوں کوئی حرج نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو لیکن ادھار جائز نہیں۔“

وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ - وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُهُمَا - يَدًا يَدًا وَأَمَّا نَسِيئُهُ فَلَا، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ - وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُهُمَا - يَدًا يَدًا، وَأَمَّا نَسِيئُهُ فَلَا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ اور ہشام الدستوائی نے بواسطہ قتادہ مسلم بن یسار سے اس کی سند سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرُوبَةَ وَهَشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ بِإِسْنَادِهِ۔

۳۳۵۰- ابواشعث صنعانی نے یہ حدیث بواسطہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اضافہ یہ کیا: ”جب یہ انواع مختلف ہوں تو جیسے چاہو بیچو جبکہ معاملہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔“

۳۳۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْخَبَرِ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، وَزَادَ قَالَ: «فَإِذَا اخْتَلَفَ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَبَيْعُهُ كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا يَدًا»۔

فوائد و مسائل: ① ہم جن اشیاء کی باہمی خرید و فروخت کے بارے میں اسلام نے جو ضابطہ دیا ہے اس کے حوالے سے آج کل یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ اگر ایک جنس مثلاً کھجور بہتر قسم کی ہو اور دوسری گھنیا کوالٹی کی ہو تو دونوں کو ہم مقدار رکھنا کیسے قرین انصاف ہو سکتا ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے اسلام ہر صورت میں عدل و انصاف کو قائم رکھنا چاہتا ہے اسی لیے ان اشیاء کی خرید و فروخت میں جو انسانی غذا کا بنیادی حصہ ہیں خصوصیت کے ساتھ عدل پر زور دیا ہے۔
لہٰذا ہر نوع کی کھجور یا گندم بنیادی طور پر انسان کی بھوک مٹاتی ہے۔ اگر محض تنوع یا ذائقے میں فرق رکھنے کے لیے تبادلہ مقصود ہے تو بلا شک تبادلہ کر لو بھوک مٹانے میں دونوں برابر ہیں۔ تبادلے میں دونوں کی مقدار برابر رکھو یہی انصاف کا تقاضا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ غذائی ضرورت پوری کرنے میں ایک نوع دوسری سے بہتر ہے مثلاً یہ کہ ایک نوع کی نسبتاً کم مقدار دوسری نوع کی زیادہ مقدار کے برابر بھوک مٹاتی ہے یا ایک کا ذائقہ اتنا زیادہ بہتر ہے کہ دوسری نوع کی

۳۳۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ۱۵۸۷/۸۱ عن أبي بكر بن أبي شيبة به۔

زیادہ مقدار پہلی نوع کے مقابلے میں ہونی چاہیے تو عام آدمی کے پاس ایسا کوئی آلہ کوئی ترازو موجود نہیں جو عدل و انصاف کے مطابق ایک کوالٹی کے دوسری کوالٹی سے تبادلے میں دونوں کی مقداریں صحیح طور پر متعین کر سکے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کا حل یہ عطا فرمایا کہ گھٹیا کوالٹی کی نقدی کے ذریعے سے قیمت طے کر لو اور اسے نقدی کے عوض بیچ دو اسی طرح اعلیٰ کوالٹی کی قیمت بھی بذریعہ نقدی طے کر لو اور اسے نقدی کے عوض خرید لو۔ اس طرح عدل و انصاف کے تقاضے صحیح معنی میں پورے ہو جائیں گے۔ کوالٹی کا فرق کتنا ہے اس کو وزن یا ماپ کے ذریعے سے متعین نہیں کیا جاسکتا۔ قیمت کے ذریعے سے متعین کیا جاسکتا ہے۔ کوالٹی کے تعین کے لیے قیمت ہی ایک غیر جانبدار اور مناسب ترین ذریعہ ہے۔

لہٰذا اگر قیمت کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے، محض وزن میں کمی زیادتی کے ذریعے سے کام چلانے کی کوشش کی جائے تو دونوں میں سے کسی ایک فریق کا حق مارا جائے گا۔ کوالٹی کا فرق متعین کرنے کے لیے وزن کو معیار بنایا جائے تو ”نراضی“ یا باہمی رضامندی کے تقاضے بھی پورے نہیں ہوتے اسی لیے بیع جائز نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا اس سلسلے میں ایک اور سوال کافی عرصے سے زیر بحث چلا آ رہا ہے کہ برابری اور دست بدست تبادلے کی شرط محض ان چھ اشیاء کی خرید و فروخت میں ہے یا ان جیسی دوسری اشیاء کی بیع کے لیے بھی ہے۔ ”ظاہری (وہ لوگ جو قرآن یا حدیث کے ظاہری معنی تک محدود رہتے ہیں) حدیث میں مذکور محض ان چھ اشیاء کے لیے اس حکم کو محدود رکھتے ہیں باقی اشیاء میں اگر ہم جنس کا تبادلہ کی بیشی سے ہو یا ادھار ہو تو اسے ربو الفضل قرار نہیں دیتے۔ لیکن باقی تمام مکاتب فکر دوسری اشیاء کو بھی ان پر قیاس کرتے ہیں اور یہی درست نقطہ نظر ہے۔

لہٰذا پاکستان اور ارد گرد کے ممالک میں جس طرح گندم بنیادی غذائی جنس ہے اسی طرح مشرق بعید (ملائیشیا، انڈونیشیا، جاپان، کوریا وغیرہ) میں چاول خوارک کا بنیادی حصہ (Staple food) ہے۔ عرب اور ارد گرد کے ممالک میں جو حیثیت کھجور کی ہے پاکستان کے شمالی حصوں بلتستان وغیرہ میں وہی حیثیت خوبانی کی اور بحیرہ روم کے علاقوں میں کشمش کی ہے۔ اس لیے ان اشیاء کو گندم، جو اور کھجور پر قیاس کرنا چاہیے۔

لہٰذا قیاس کی بنیادی وجہ (علت قیاس) کے بارے میں البتہ مختلف مکاتب فکر میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما کے نزدیک سونا چاندی (نقدین) پر جن کے لین دین کا دار و مدار وزن پر ہے کسی اور چیز کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، البتہ باقی چار چیزوں پر قیاس ضروری ہے۔

لہٰذا امام مالک رحمہما کے نزدیک جو چیزیں غذا کا بنیادی حصہ ہیں اور ان کا ذخیرہ کیا جاسکتا ہے ان میں اگر ایک جنس کا تبادلہ اسی جنس سے کیا جا رہا ہے تو انہیں حدیث میں مذکور چار غذائی اشیاء پر قیاس کیا جائے گا اور ان کا سود نقد اور برابر کرنا ہوگا۔ امام شافعی رحمہما مطلقاً تمام غذائی اجناس کو ان چار پر قیاس کرتے ہیں۔

لہٰذا احناف کے ہاں حدیث میں مذکور چھ کی چھ اشیاء میں بنیادی وجہ قیاس یہ ہے کہ ان کا لین دین ناپ تول کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ شے جو ناپ کر یا تول کر بیچی جاتی ہے اس کا حکم وہی ہوگا جو حدیث میں چھ اشیاء



کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

لے امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تمام علمائے اہل بیت کی رائے یہی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مسلک انہیں سے لیا ہے۔ (نیل الاوطار: کتاب البیوع، باب ما یجری فیہ الربا)

لے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں سب سے زیادہ وسعت اور آسانی پائی جاتی ہے یعنی سونا چاندی یا کرنسی کے علاوہ ان اشیاء کو حدیث میں ذکر کردہ چار اشیاء پر قیاس کرنا چاہیے جو کسی جگہ انسانی غذا کا بنیادی حصہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرب میں بہت سی اشیاء موجود تھیں جن کا لین دین ناپ اور تول کے ذریعے سے ہوتا تھا آپ نے صرف ان چار اشیاء کا نام لیا ہے جو اس معاشرے کی بنیادی غذا تھیں۔ لیکن آپ نے ان میں سے کسی اور چیز کو ان چار چیزوں کے ساتھ شامل نہیں فرمایا۔

۵۰ حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انواع مختلف ہونے کی تفصیل بیان فرمادی ہے چاندی کے بدلے سونا جو کے بدلے گندم وغیرہ فروخت کی جائے تو کمی بیشی جائز ہے ادھار جائز نہیں۔ ۵۱ مڈی (میم پر پیش اور وال ساکن ہے) علاقہ شام اور مصر میں مروج غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ ہے جس میں ۲۲۵ صاع آتے ہیں۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي حِلْيَةِ السَّيْفِ باب: ۱۳- تلوار کے دستے کی چاندی کو تَبَاعُ بِالذَّرَاهِمِ (التحفة ۱۳)

چاندی کے روپوں سے بیچنا

۳۳۵۱- حضرت فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہار لایا گیا جس میں سونا اور گننے تھے۔ ابو بکر اور ابن مسعود نے کہا: سونے سے لٹکے ہوئے گننے تھے تو ایک آدمی نے اسے نو یا سات دینار میں خرید لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں (یہ خرید و فروخت درست نہیں) حتیٰ کہ تو ان گنوں اور سونے کو جدا جدا کر لے۔“ اس آدمی نے کہا: میں نے صرف قیمتی پتھر لینے چاہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں“ جب تک تو ان کو جدا جدا نہ کر لے۔“ چنانچہ اس نے اسے واپس کر دیا حتیٰ کہ انہیں جدا جدا کیا گیا۔ ابن

۳۳۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى وَأَبُو كُرَيْبٍ أَبُو شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ لُعْلَاءٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ مِنْ حَنْشٍ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا ذَهَبٌ خَرَزٌ - قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ مَنِيعٍ: فِيهَا خَرَزٌ مُعَلَّقَةٌ بِذَهَبٍ - ابْنَاهَا رَجُلٌ بِتِسْعَةِ نَانِيرٍ أَوْ بِسَبْعَةِ دَنَانِيرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

۳۳۵۱- تخريج: أخرجه مسلم، الماقاة، باب بيع القلادة فيها خرز وذهب، ح: ۱۵۹۱ عن محمد بن العلاء أبي

ريب به .

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

«لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ»، فَقَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ الْحِجَارَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُمَا»، قَالَ: فَرَدَّه حَتَّى مُيِّزَ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ ابْنُ عِيسَى: أَرَدْتُ التَّجَارَةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ فِي كِتَابِهِ: الْحِجَارَةُ [فَعْيَرُهُ فَقَالَ: التَّجَارَةُ].

۳۳۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ حَنْشِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرٍ قِلَادَةً بِاَثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا، فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَقَضَلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ اَثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تُبَاعُ حَتَّى تَفْصَلَ».

۳۳۵۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ الْجَلَّاحِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَنْشُ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرٍ نُبَايِعُ الْيَهُودَ الْوَقِيَّةَ مِنَ الذَّهَبِ بِالدِّيْنَارِ، قَالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ: بِالدِّيْنَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالدَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ».

۳۳۵۲- تخريج: أخرجه مسلم، ح: ۹۰/۱۵۹۱ عن قتيبة به، وانظر الحديث السابق.

۳۳۵۳- تخريج: أخرجه مسلم، ح: ۹۱/۱۵۹۱ عن قتيبة به، انظر، ح: ۳۳۵۱.



🌟 فائدہ: سونے کا تبادلہ سونے کے ساتھ یا چاندی کا چاندی کے ساتھ ہو تو وزن برابر برابر اور معاملہ نقد ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہوگا۔ سونا کسی دوسری چیز کے ساتھ غلط ہونے کی صورت میں علیحدہ کر لیا جائے۔ مخلوط اشیاء میں سونے یا چاندی کے صحیح وزن کا تعین اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ان کو الگ الگ نہ کر لیا جائے۔ پھر سونے یا چاندی کے ساتھ لگی ہوئی ہر چیز کی الگ قیمت بھی متعین ہو جائے گی اور سود کا امکان بھی نہ رہے گا۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي افْتِضَاءِ
الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ (التحفة ۱۴)

باب: ۱۴- چاندی کے بدلے سونا لینا

۳۳۵۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا تھا تو ایسے ہوتا کہ دیناروں میں سودا کرتا اور درہم وصول کرتا یا درہم میں سودا کرتا اور دینار وصول کرتا، انہیں ایک دوسرے کے بدلے میں لے لیا کرتا یا دے دیا کرتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ذرا ٹھہریے مجھے آپ سے ایک سوال کرنا ہے میں بقیع میں اونٹ بیچتا ہوں تو دیناروں سے سودا کر کے درہم وصول کر لیتا ہوں یا درہم سے سودا کر کے دینار لے لیتا ہوں۔ انہیں ایک دوسرے کے بدلے لیتا بھی ہوں اور دیتا بھی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں اگر تم اسی دن کے نرخ سے لو اور تمہارے جدا ہونے پر تم میں کوئی چیز باقی نہ ہو۔“ (حساب اس وقت بالکل بے باق ہو جائے۔)

۳۳۵۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالذَّنَانِيرِ وَأَخْذُ الدَّرَاهِمِ، وَأَبِيعُ بِالذَّرَاهِمِ وَأَخْذُ الذَّنَانِيرِ، أَخْذُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، وَأُعْطِي هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَوَيْدُكَ أَسْأَلُكَ إِنِّي أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالذَّنَانِيرِ وَأَخْذُ الدَّرَاهِمِ وَأَبِيعُ بِالذَّرَاهِمِ وَأَخْذُ الذَّنَانِيرِ، أَخْذُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ وَأُعْطِي هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسَعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَنْتَفِرَا وَيَبْتَئِكُمَا شَيْءٌ».

🌟 فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ مختلف کرنسیوں کا تبادلہ کی بیشی کے ساتھ جائز ہے لیکن لازم ہے کہ بازار میں جاری

۳۳۵۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الصرف، ح: ۱۲۴۲، والنسائي، ح: ۴۵۸۶ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۲۶۲، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۲۸، وابن الجارود، ح: ۶۵۵، والحاكم على شرط مسلم: ۴۴/۲، ووافقه الذهبي، ورواه شعبه عن سمالك به.

اس روز کے نرخ سے ہو اور لین دین نقد ہو ادھار نہ ہو۔

۳۳۵۵- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ سَنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ، لَمْ يَذْكُرْ: بِسَعْرِ يَوْمِهَا.

۳۳۵۵- جناب سناک نے اپنی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ پہلا سیاق زیادہ کامل ہے اور اس میں ”اس دن کے نرخ“ کا ذکر نہیں ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵- جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا

۳۳۵۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سُمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

۳۳۵۶- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچا جائے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ: فِي الرُّخَصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۶- جانور ادھار بیچنے کا جواز

۳۳۵۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَرِيشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُجَهَّزَ جَيْشًا

۳۳۵۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ لشکر کی تیاری کریں مگر اونٹ ختم ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ صدقہ کی اونٹیاں آنے تک ادھار لے لیں۔ چنانچہ وہ صدقہ کے آنے تک دو دو اونٹوں کے بدلے ایک ایک اونٹ حاصل کر لیا کرتے تھے۔

۳۳۵۵- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۳۵۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئة، ح: ۱۲۳۷ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۴۶۲۴، وابن ماجه، ح: ۲۲۷۰، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۱۱، ورواه شعبه عن قتادة به، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۱۱۳ وغيره.

۳۳۵۷- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۱/۲ من حديث عمرو بن حريش، والدارقطني: ۷۰/۳ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد.



فَمَدَّتْ الْإِبِلُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ فِي قِلَاصِ
الصَّدَقَةِ فَكَانَ يَأْخُذُ الْبَعِيرَ بِالْبُعَيْرَيْنِ إِلَى
إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار ہو تو جائز ہے جیسے کہ اس حدیث میں ہے مگر دونوں طرف سے ادھار بالکل ناجائز ہے۔ ② سابقہ باب کی حدیث سے بھی جانوروں کی جانوروں سے بیع میں کمی بیشی اور ایک طرف کے ادھار کا جواز واضح ہوتا ہے۔ یہ دونوں حدیثیں ان لوگوں کے خلاف حجت ہیں جو ناپ تول کی طرح گنتی کی اشیاء کو بھی رہا تعداد کو بھی رہا الفضل کی علت میں شامل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے [دِرْهَمًا بِدِرْهَمَيْنِ يَا دِينَارًا بِدَيْنَارَيْنِ] فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ درہم دو دینار کا انحصار وزن پر تھا۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ: فِي ذَلِكَ إِذَا كَانَ
يَدًا بِيَدٍ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- ایک جانور کو دو جانوروں کے
بدلے نقد بیچنا

۳۳۵۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ
الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: أَنَّ
اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ:
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى عَبْدًا بِعَبْدَيْنِ.

۳۳۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ
نے دو غلاموں کے بدلے ایک غلام خرید فرمایا۔

🌞 فائدہ: امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے طرز عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک غلام اور حیوان کی حیثیت یکساں ہے اسی لیے انہوں نے جانوروں کو بھی غلام ہی پر قیاس کر کے اس بات کا اثبات کیا ہے کہ جانوروں کے مبادلہ میں کمی بیشی جائز ہے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ: فِي الثَّمَرِ بِالثَّمَرِ
(التحفة ۱۸)

باب: ۱۸- کھجور کے تازہ پھل کو خشک کھجور
کے بدلے بیچنا

۳۳۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ زَيْدًا أَبَا

۳۳۵۹- جناب زید ابو عیاش نے حضرت سعد بن
ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ سفید گندم کو سلت (جو کی

۳۳۵۸- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه، متفاضلاً، ح: ۱۶۰۲ عن قتيبة به.
۳۳۵۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في النهي، عن المحاقلة والمزابنة،
ح: ۱۲۲۵، والنسائي، ح: ۴۵۴۹، وابن ماجه، ح: ۲۲۶۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۲/ ۶۲۴،
وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۵۷، والحاكم: ۳۸/ ۳۹، ووافقه الذهبي.



خرید و فروخت کے احکام و مسائل

ایک قسم) کے بدلے بیچنا کیسا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ان میں سے افضل کونسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ سفید گندم۔ تو انہوں نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ سے پوچھا گیا کہ خشک کھجور کو تازہ کھجور کے بدلے بیچنا کیسا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بھلا تازہ کھجور خشک ہونے پر کم ہو جاتی ہے؟“ صحابہ نے کہا: ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔

عَيَّاشٌ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْبِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْبَيْضَاءُ قَالَ: فَتَهَاؤُ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسْأَلُ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطْبِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيَنْفُصُ الرُّطْبُ إِذَا بَيْسَ؟» قَالُوا: نَعَمْ فَتَهَاؤُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اسماعیل بن امیہ نے مالک کی مانند روایت کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے قبل باب کی بابت اختلاف ہے۔ بعض نسخوں میں ”باب فی التمر بالتمر (کھجور کو کھجور کے بدلے بیچنا) ہے۔ تاہم اس بات میں بھی ”التمر“ سے مراد کھجور ہی کا پھل ہے۔ اس لیے اختلاف نسخ کے باوجود بات ایک ہی رہتی ہے۔



۳۳۶۰- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تازہ کھجور کو خشک کھجور کے بدلے ادھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

۳۳۶۰- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يُعْنِي ابْنَ سَلَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ أَبَا عَيَّاشٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الرُّطْبِ بِالتَّمْرِ نَسِيئَةً.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عمر بن ابوانس نے بنحو خروم کے ایک مولیٰ کے واسطے سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے اس مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنْسٍ عَنْ مَوْلَى لِبْنِي مَخْرُومٍ، عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۳۳۶۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۹۴/۵ من حديث أبي داود به * حديث عمران بن أبي أرواه الطحاوي في معاني الآثار: ۶/۴.

ﷺ نے تمر (خشک کھجور) کو تمر کے بدلے بیچنے کی اجازت دی مگر برابر برابر اور نقد ہو۔ اس حدیث میں آپ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ تازہ کھجور (رطب) کے بدلے خشک کھجور (تمر) کی بیع کی جاسکتی ہے تو آپ نے یہ بات سمجھا کر کہ خشک ہونے کے بعد کھجور کے وزن اور مقدار میں کمی ہو جاتی ہے اس بیع سے مکمل طور پر منع فرمادیا۔ اس حدیث کی رو سے تازہ کھجور کے بدلے خشک کھجور کی بیع برابر برابر اور نقد ہو تب بھی جائز نہ ہوگی۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي الْمَرْابَةِ
(التحفة ۱۹)

۳۳۶۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے درخت پر لگے کھجور کے پھل کو (خشک) کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے جبکہ خشک کی مقدار معلوم ہو۔ اور اسی طرح انگوروں کو کشمش کے بدلے بیچنا جبکہ کشمش کی مقدار معلوم ہو اور کھیتی کی بیع خشک گندم کے بدلے جبکہ اس کی مقدار معلوم ہو۔ (منوع ہے۔)

ﷺ فوائد و مسائل: ① درخت یا تیل پر لگے تازہ پھل کو جس کی مقدار متعین نہیں ہو سکتی اسی نوع کے خشک پھل سے بیچنا کہ خشک کی مقدار معلوم و معین ہو یا گندم وغیرہ کے کھیت کو خشک گندم کے عوض بیچنا [مزاہن] کہلاتا ہے۔ ② ایک جس کا باہمی تبادلہ کرتے ہوئے تازہ اور خشک یا عمدہ اور ردی کا فرق نہیں کیا جاسکتا۔ دونوں کا نقد اور برابر برابر تبادلہ کیا جائے یا پھر علیحدہ علیحدہ نقدی کے عوض بیچا جائے۔ البتہ ”عرایا“ جائز ہے۔ جیسے کہ ذکر آ رہا ہے۔ ③ اس میں ایک پہلو قدر کے غیر معلوم ہونے کا بھی ہے۔ کیونکہ درخت پر لگی کھجور کا حتمی وزن یا کیل ممکن نہیں۔ ④ تازہ کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے اور اس کی خشک کھجور کے عوض بیع کی ممانعت صراحت کے ساتھ آ چکی ہے۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ: فِي بَيْعِ الْعَرَايَا
(التحفة ۲۰)

۳۳۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: جناب خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے

۳۳۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ۱۵۴۲ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له: ۱۸۲/۶، ورواه البخاري، ح: ۲۱۷۱، ۲۲۰۵ من حديث نافع به.
۳۳۶۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الكرم بالزبيب، ح: ۴۵۴۱ من حديث عبد الله ابن وهب به، ورواه البخاري، ح: ۲۱۷۳، ومسلم، ح: ۱۵۳۹/۶۱ من حديث زيد بن ثابت به.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

والد (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرایا کی رخصت عنایت فرمائی، یعنی انسان خشک کھجور کا تازہ سے تبادلہ کر لے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ.

۳۳۶۳- حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تازہ کھجور کی خشک کھجور کے ساتھ بیع سے منع فرمایا ہے۔ لیکن عرایا کی رخصت دی ہے کہ انسان تازہ کھجور کا اندازہ کر کے (خشک کے بدلے خرید لے) تاکہ وہ لوگ تازہ کھجور کھا سکیں۔

۳۳۶۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَظْمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطْبًا.



670

🌞 فائدہ: عرایا عریہ کی جمع ہے اس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ عاریتاً کسی کو کھجور کے ایک یا دو درخت دے دینا۔ یہ حسن سلوک کا عمل ہے۔ جب اپنے باغ کے درختوں میں سے کوئی درخت عاریتاً مسلمانوں یا دوسرے مستحقین کو دیا جائے تو ان کا بار بار آنا جانا شاق گزر سکتا ہے۔ اپنے ہی دیے ہوئے درختوں کے تازہ پھل کا خشک کھجور سے تبادلہ رسول اللہ ﷺ نے جائز قرار دیا تاکہ حسن سلوک کا عمل بار بار آنے جانے کی زحمت کے سبب منقطع نہ ہو جائے۔ غیر متعین مقدار کے تازہ پھل کی خشک پھل سے بیع کو ممنوع قرار دیا گیا تو عرایا کے متعین اقدام کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ عرایا میں تازہ کھجور کا خشک کھجور سے تبادلہ کوئی تجارتی عمل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس اجازت کو پانچ وسق کی مقدار تک محدود فرما دیا ہے۔ (صحیح البخاری) باب بیع الثمر علی رؤوس النخل بالذهب أو الفضة' (حدیث: ۲۱۹۰)

باب: ۲۰- بیع عرایا میں مقدار کا بیان

(المعجم ۲۰) - بَابُ فِي مِقْدَارِ

الْعَرِيَّةِ (التحفة ۲۱)

۳۳۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:

۳۳۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بیع الثمر علی رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح: ۲۱۹۱، ومسلم، البيوع، باب تحریم بیع الرطب بالتمر إلا فی العرایا، ح: ۱۵۴۰ من حدیث سفیان بن عیینة به.

۳۳۶۴- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل یكون له ممر أو شرب فی حائط أو فی نخل، ح: ۲۳۸۲، ومسلم، البيوع، باب تحریم بیع الرطب بالتمر إلا فی العرایا، ح: ۱۵۴۱ من حدیث مالک به، وهو فی الموطأ (یحی): ۶۲۰/۲.

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ
مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ لَنَا الْقُفَيْطِيُّ فِيمَا
فَرَأَى عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي شَفِيَّانَ - قَالَ
أَبُو دَاوُدَ: وَاسْمُهُ قُزْمَانٌ مَوْلَى ابْنِ أَبِي
أَحْمَدَ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِيمَا دُونَ
خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ شَكَّ
دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ.

۳۳۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ
رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا میں پانچ وسق سے کم بیاباچ وسق
کی اجازت دی ہے۔ یہ شک داود بن حصین کو ہوا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ
حدیث میں چار وسق تک کا بیان آیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ جَابِرٍ إِلَى
أَرْبَعَةِ أَوْسُقٍ.

فائدہ: ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا اس حساب سے ایک وسق کا وزن تقریباً
۱۵۰ کلو اور پانچ وسق کا وزن تقریباً ۷۵۰ کلو تقریباً ۱۹ سمن ہوا اس دور میں ۵ وسق ایک اونٹ کا بوجھ سمجھا جاتا تھا۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ: فِي تَفْسِيرِ
الْعَرَايَا (التحفة ۲۲)

۳۳۶۵- جناب عبد ربہ بن سعید انصاری نے بیان
کیا کہ ”عرایا“ یہ ہے کہ انسان کسی کو کھجور کا کوئی درخت
دے دے یا باغ فروخت کرے تو اس میں سے ایک دو
درخت مستثنیٰ کر لے تاکہ تازہ پھل کھا سکے لیکن پھر اسے
خسک کھجور کے بدلے بیچ دے۔

۳۳۶۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ
لَهُمْدَانِيٌّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي
عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ
لَأَنْصَارِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: الْعَرِيَّةُ: الرَّجُلُ يُعْرِي
لِرَجُلٍ النَّخْلَةَ أَوْ الرَّجُلَ يَسْتَنْفِي مِنْ مَالِهِ
لِلنَّخْلَةِ وَالْأَنْتَيْنِ يَأْكُلُهَا فَيَبِيعُهَا بِتَمْرٍ.

۳۳۶۶- ابن اسحق نے بیان کیا کہ ”عرایا“ یہ ہے

۳۳۶۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

۳۳۶۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۵/ ۳۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۳۶۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۵/ ۳۱۰ من حديث أبي داود به.

۲۲- کتاب البیوع

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

کہ کوئی شخص کسی کو کھجوروں کے درخت ہبہ کرے مگر بعد ازاں ان لوگوں کا آنا جانا اسے شاق گزرے تو ان کے پھل کا اندازہ کر کے خشک کھجور کے بدلے خرید لے۔

باب: ۲۲- پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دینا

عَبْدَةُ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: الْعَرَايَا أَنْ يَهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ النَّخْلَاتِ فَيَشْتُرُ عَلَيْهِ أَنْ يَقُومَ عَلَيْهَا فَيَبِعُهَا بِمِثْلِ خَرْصِهَا.

(المعجم ۲۲) - بَابُ: فِي بَيْعِ الثَّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا (التحفة ۲۳)

۳۳۶۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فروخت کرنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع کیا ہے۔

۳۳۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُسْتَرِي.

۳۳۶۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کھجوروں کو زرد یا سرخ ہونے سے پہلے فروخت کر دیا جائے یا غلے کو جبکہ وہ بالیوں میں ہو حتیٰ کہ سفید ہو جائیں اور آفت زدگی سے محفوظ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے ایسے معاملے سے فروخت کرنے والے اور خریدار دونوں کو منع فرمایا ہے۔

۳۳۶۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْلٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ وَعَنِ السَّنْبَلِ حَتَّى يَبْيَضَ وَيَأْمَنَ الْعَاثَةُ، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُسْتَرِي.

۳۳۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ غنیمتوں کو تقسیم سے پہلے ہی فروخت کر دیا جائے یا کھجوروں کو فروخت کیا جائے حتیٰ کہ تمام عوارض

۳۳۶۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، عَنْ مَوْلَى لِقْرِيشٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:

۳۳۶۷- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ۲۱۹۴، ومسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع، ح: ۱۵۳۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۶۱۸/۲.

۳۳۶۸- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها . . . الخ، ح: ۱۵۳۵ من حديث إسماعيل ابن عليه به.

۳۳۶۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۸۷/۲ من حديث شعبة به مولى لقريش مجهول، قاله المنذري.



نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَنَائِمِ حَتَّى تُقَسَمَ، وَعَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تُحْرَزَ مِنْ كُلِّ عَارِضٍ وَأَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ بِغَيْرِ حِرَامٍ.

نہی رسول اللہ ﷺ عن بیع الغنائم حتی تقسم، وعن بیع النخل حتی تحرز من کل عارض، وأن یصلی الرجل بغير حرام۔

🌞 فائدہ: کر بند باندھنے کی تلقین اس لیے ہے کہ وہ لوگ شلوار بہت کم استعمال کرتے تھے اور چادر کو اگر اچھی طرح لپیٹا نہ گیا ہو تو اندیشہ رہتا ہے کہ انسان کہیں عریاں نہ ہو جائے۔ یہ خدشہ ہی نماز سے توجہ ہٹانے کے لیے کافی ہے۔

۳۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاء قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتَّى تُشَقَّقَ، قِيلَ: وَمَا تُشَقَّقُ؟ قَالَ: «تَحْمَارٌ وَتَصْفَارٌ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا».

۳۳۷۰- جناب سعید بن میناء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو "مشقح" سک پہنچنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ان کے "مشقح" ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جب کھجور سرخ یا زرد ہو جائے اور کھانے کے قابل ہو جائے۔

۳۳۷۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتَّى يَسْوَدَّ، وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتَّى يَسْتَدَّ.

۳۳۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انگوروں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سیاہ ہو جائیں اور کھیتی کو بیچنے سے روکا ہے حتیٰ کہ دانے سخت ہو جائیں۔

۳۳۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: يونس کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوالزناد

۳۳۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ۲۱۹۶ من حديث يحيى القطان، ومسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة... الخ، ح: ۸۴/۱۵۳۶ بعد، ح: ۱۵۴۳ من حديث سليم بن حيّان به.

۳۳۷۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها، ح: ۱۲۲۸ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۲۱۷، وصححه الحاكم على شرط مسلم ۱۹/۲، ووافقه الذهبي * حميد الطويل مدلس وعنعن.

۳۳۷۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱۴/۳ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري، ح: ۲۱۹۳، وانظر، ح: ۳۳۶۲.

سے پوچھا کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنا کیسا ہے اور اس بارے میں کیا آیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: جناب عروہ بن زبیر بواسطہ سہل بن ابی حمزہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کرتے تھے کہ لوگ پھلوں کو ان کی صلاحیت نمایاں ہونے سے پہلے فروخت کر دیا کرتے تھے۔ پھر جب لوگوں کے پکے پھل چننے کا وقت آتا اور ان کے تقاضا کرنے والے آتے تو خریدار کہتے کہ پھل کو سڑاؤ، جھڑاؤ اور آفت لگ گئی ہے اور اس طرح وہ سودے میں جیل و جھت کرتے، جب ان لوگوں کے مقدمات نبی ﷺ کے پاس بہت زیادہ آنے لگے تو نبی ﷺ نے انہیں بطور مشورہ فرمایا: ”اگر تم ان تنازعات سے باز نہیں آتے ہو تو اپنے پھل ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیچا ہی نہ کرو۔“

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الزِّنَادِ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهُ وَمَا ذُكِرَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حُزَيْمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَبْتَاعُونَ الثَّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهَا فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَخَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ: قَدْ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ وَأَصَابَهُ قُشَامٌ وَأَصَابَهُ مَرَضٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا، فَلَمَّا كَثُرَتْ خُصُومَتُهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كَالْمَسْورَةِ يُشِيرُ بِهَا: «فِيمَا لَا، فَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ» لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ وَاحْتِلَافِهِمْ.

☀️ فائدہ: ابتدا میں یہ ممانعت بطور مشورہ تھی جس طرح اس سے پہلے والی روایات کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر بعد میں اسے حکماً نافذ کر دیا گیا ہے۔

۳۳۷۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ کہ اسے درہم و دینار (نقد قیمت) ہی سے فروخت کیا جائے۔ الایہ کہ عرایا کی صورت ہو۔

۳۳۷۳- حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّلَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ، وَلَا يُبَاعُ إِلَّا بِالْذَّنَائِرِ أَوْ بِالْذَّرَاهِمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

(المعجم ۲۳) - بَابُ: فِي بَيْعِ السِّنِينِ
(التحفة ۲۴)

۳۳۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ۲۳۸۱، ومسلم، البیوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة... الخ، ح: ۱۵۳۶/۸۱، بعد، ح: ۱۵۴۳ من حديث سفیان به.

۳۳۷۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے متعدد سالوں کے لیے درختوں کے پھل بیچ دینے سے منع فرمایا ہے اور آفات سے نقصان کی تلانی کرائی۔

۳۳۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ السَّنِينِ وَوَضَعَ الْجَوَائِحَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی ﷺ سے تہائی تک تلانی کے بارے میں کوئی روایت درست نہیں یہ اہل مدینہ کی رائے ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَصَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الثُّلُثِ شَيْءٌ وَهُوَ رَأْيُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ.

۳۳۷۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ”بیع معاومہ“ (سالہا سال کے لیے بیع) سے منع فرمایا ہے جبکہ (ابو الزبیر اور سعید بن میناء میں سے کسی) ایک نے ”بیع السنین“ کا لفظ بیان کیا۔

۳۳۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمَعَاوِمَةِ، وَقَالَ أَحَدُهُمَا: بَيْعُ السَّنِينِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① کسی باغ یا مخصوص درختوں کے پھل کو کئی سالوں کے لیے پیشگی فروخت کرنا منع ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ ان پر پھل آئے گا بھی یا نہیں، کم آئے گا یا زیادہ۔ لیکن بیع مسلم (یا سلف) مختلف بیع ہے۔ اس میں خریدار باغ کو پیشگی رقم ادا کر دیتا ہے کہ موسم آنے پر فلاں پھل یا فلاں جنس اس معیار کی اتنی مقدار میں مہیا کرنا ہوگی تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ یہ کسی خاص کھیت یا خاص درخت یا باغ کی پیداوار کا سودا نہیں ہوتا بلکہ ایک خاص معیار کی جنس یا پھل کا سودا ہوتا ہے جو کہیں سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ ② اس وقت جو سودے ہو چکے تھے اور آفات کی وجہ سے پیداوار میں نقصان ہوا تھا ان کی تلانی کرائی گئی اور آئندہ کے لیے پھل وغیرہ قابل استعمال ہونے کے بعد بیع کرنے کا حکم دیا۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ: فِي بَيْعِ الْغَرَرِ
(التحفة ۲۵)

۳۳۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۳۳۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنًا

۳۳۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵۴/۱۷ بعد، ح: ۱۵۵۵ من حديث سفيان به مختصراً، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۰۹.

۳۳۷۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵۴ من حديث أبي الزبير به.

۳۳۷۶- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع الحصة وبيع الذي فيه غرر، ح: ۱۵۱۳ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ
الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى
عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ. زَادَ عُثْمَانُ: وَالْحَصَاةَ.

🌞 فائدہ: [بیع الحصاة] "کنکری پھینک کر بیع کرنا" یعنی خریدار یا فروخت کرنے والا کہے کہ جب میں یہ کنکری
پھینک دوں گا تو بیع پختہ ہو جائے گی۔ یا جس چیز پر بھی کنکری پڑی وہ دے دوں گا یا لے لوں گا خرید و فروخت کا یہ
انداز ممنوع ہے۔ آج کل بھی ایسا تجارتی ہے کہ آپ کا نشانہ جس چیز پر لگ جائے گا اتنی قیمت میں وہ آپ کی ہوگی۔

۳۳۷۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ
ابْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَهَذَا لَفْظُهُ قَالَ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لَيْسَتَيْنِ،
أَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمَلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ، وَأَمَّا
اللَّيْسَتَانِ فَاشْتِمَالُ الصَّمَاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ
الرَّجُلُ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ أَوْ
لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

۳۳۷۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ، زَادَ: فَاشْتِمَالُ

۳۳۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، الاستذنان، باب الجلوس كيف ما نيسر، ح: ۶۲۸۴ من حديث سفیان بن عیینہ
به، ورواه مسلم، ح: ۱۵۱۲ من حديث أبي سعيد الخدري به.

۳۳۷۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۳۴۲/۵ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۴۹۸۷، واختصره البخاري، ح: ۲۱۴۷ من حديث معمر به.



الصَّمَاءُ: أَنْ يَشْتَمَلَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، يَضَعُ طَرَفِي الثَّوْبِ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ وَيَبْرِزُ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ: إِذَا نَبَذْتُ إِلَيْكَ هَذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَالْمَلَامَسَةُ: أَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ وَلَا يَنْشُرُهُ وَلَا يَقْلِبُهُ، فَإِذَا مَسَّهُ وَجَبَ الْبَيْعُ.

مناذہ یہ ہے کہ یوں کہے: جب میں تیری طرف یہ کپڑا پھینک دوں تو بیع لازم ہوگئی۔ اور بیع ملامسہ یہ ہے کہ چیز کو صرف اپنا ہاتھ لگا دے اسے کھول کر یا الٹ پلٹ کرنے دیکھ سکے اور جب اسے ہاتھ لگا دیا تو بیع لازم ہوگئی۔



توضیح: ① [اشتمال الصماء] کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انسان سر سے پاؤں تک ایک ہی کپڑے میں لپیٹ جائے اور کوئی ہاتھ پاؤں اس سے باہر نہ ہو۔ اس میں کسی بھی جلدی میں نقصان ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے گر جائے اور سنبھل نہ سکے یا کسی کیڑے کوڑے وغیرہ سے اپنا دفاع نہ کر سکے وغیرہ۔ ② بیع مناذہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جانین اپنی اپنی چیز ایک دوسرے کی طرف پھینک کر تبادلہ کر لیں اور انہیں دیکھنے بھالنے اور سوچنے کا حق نہ ہو۔ ③ بیع ملامسہ میں ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ چیز کو محض ہاتھ لگانے ہی پر بیع کو پختہ سمجھ لیا جائے یا اندھیرے میں سودا ہو اور چھونے سے بیع لازم ہو جائے اور انسان چیز کو دیکھ بھال نہ سکے۔ الغرض اسلام نے ان امور سے منع فرما دیا ہے جن میں دھوکا اور فریب کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔



۳۳۷۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ خَدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ وَعَبْدِ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا.


۳۳۷۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ آگے سفیان اور عبد الرزاق کی احادیث (۳۳۷۸، ۳۳۷۷) کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۳۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبْلَةِ.

۳۳۸۰- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ جانور کے بچے کے بچے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

۳۳۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، اللباس، باب اشتمال الصماء، ح: ۵۸۲۰، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح: ۱۵۱۲ من حديث يونس بن يزيد به.

۳۳۸۰- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الغرر وحبل الحبله، ح: ۲۱۴۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۲/ ۶۵۳، ۶۵۴، ورواه مسلم، ح: ۱۵۱۴ من حديث نافع به.

 توضیح: [حبل الحبلة] ”حاملہ کا حمل“ اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی سودا کیا جاتا تو اس کی ادائیگی کے لیے ایک مجہول لمبی مدت مقرر کی جاتی کہ جب یہ اونٹنی مادہ بچہ جنے گی پھر وہ بڑی ہو کر حاملہ ہوگی تو اس وقت ادائیگی ہوگی۔ ایک مفہوم یہ بھی آتا ہے کہ میں تجھ سے اس حاملہ اونٹنی کے بچے کے بچے کی بیع کرتا ہوں۔ جیسے کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ اس میں دھوکا ہے۔ نہ معلوم یہ بچہ جنے گی یا نہیں اور پھر پیدا ہونے والا نہ ہوگا یا مادہ اور نہ معلوم وہ کب حاملہ ہو۔ اس حدیث میں اس جاہلی رواج کی بھی تردید اور ممانعت ہے جو ہمارے پنجاب اور سندھ کے بعض خاندانوں میں مروج ہے کہ یہ لوگ رشتے ناتے میں وٹہ سٹہ کرتے ہوئے جب مقابلے میں لڑکی موجود نہ ہو تو شرط کر لیتے ہیں کہ اس جوڑے سے آئندہ ہونے والی لڑکی ہمیں دینا ہوگی۔ اسے وہ لوگ ”پیٹ دیے“ یا ”بھیندا ساک“ (آئندہ پیدا ہونے والا رشتہ دینا) سے تعبیر کرتے ہیں۔

۳۳۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَالَ : وَحَبْلُ الْحَبْلَةِ : أَنْ تُتَّجَّ النَّاقَةُ بَطْنَهَا ثُمَّ تَحْمِلُ اللَّيْ تَنْجَتْ .
۳۳۸۱- جناب نافع نے بواسطہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی حدیث کی مانند روایت کیا اور کہا حبل الحبلة یہ ہے کہ یہ اونٹنی بچہ جنے گی پھر جب وہ پیدا ہونے والی اونٹنی حاملہ ہوگی (تو اُس وقت ادائیگی ہوگی۔)



باب: ۲۵- مجبور ہو کر بیع کرنا

(المعجم ۲۵) - بَابُ: فِي بَيْعِ الْمُضْطَرِّ (التحفة ۲۶)

۳۳۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ : أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ عَامِرٍ . قَالَ أَبُو دَاوُدَ : كَذَا قَالَ مُحَمَّدٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ قَالَ : خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، أَوْ قَالَ : قَالَ عَلِيٌّ : قَالَ ابْنُ عِيسَى : هَكَذَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ غَضُوضٌ يَعْضُضُ الْمُوسِرُ

۳۳۸۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جو کاٹ کھانے والا ہوگا صاحب وسعت (صاحب مال) اپنے مال کو اپنے دانتوں سے پکڑے ہوگا (کہ صدقہ کرے گا نہ قرضہ دے گا بلکہ بخیل بنارہے گا) حالانکہ اسے اس بات کا حکم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”آپس میں احسان کرنے کو مت بھولو۔“ اور مجبور لوگ (مجبوری کی وجہ سے) بیع

۳۳۸۱- تخریج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح: ۳۸۴۳، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة، ح: ۱۵۱۴ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۱۵/۲.
۳۳۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۱۶/۱ عن هشيم به، والحديث ضعفه البغوي في شرح السنة، ح: ۲۱۰۴ * شيخ من بني تميم مجهول.

عَلَى مَا فِي يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَسْوَأُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ [البقرة: ۲۳۷] وَيَبَايِعُ الْمُضْطَرُونَ، وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَبَيْعِ الْغَرَرِ وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ.

کریں گے حالانکہ نبی ﷺ نے مجبوری کی بیع سے منع فرمایا ہے اور دھوکے کی بیع اور پھلوں کے تیار ہو جانے سے پہلے انہیں فروخت کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت سندا ضعیف ہے۔ تاہم مجبوری کی بیع دو طرح سے ہے۔ کوئی ظالم کسی کو جبر و اکراہ سے اپنی چیز فروخت کرنے پر مجبور کر دے تو یہ بیع فاسد ہے۔ انسان مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کے لیے مجبوراً اپنی لازمی ضرورت کی چیزیں اونے پونے داموں فروخت کرنے لگے۔ یہ بیع ہو تو جاتی ہے مگر یہ بات آداب اسلامی کے خلاف ہے کہ اونے پونے ایسی چیزیں خریدی جائیں۔ مقروض کو مہلت دی جانی چاہیے اور اس کے ساتھ حتی الامکان تعاون کیا جانا چاہیے۔ جیسے کہ سورہ بقرہ آیت نمبر: ۲۳۷ میں آیا ہے۔ البتہ مقروض زائد از ضرورت چیزوں کو فروخت کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح حربی لوگوں کو بھی علی الاطلاق اپنی اشیاء بیچنے پر مجبور کرنا جائز نہیں تاہم اگر انہیں سزا دینا مقصود ہو تو سزا کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انہیں اپنی چیزیں بیچ کر نکل جانے کا حکم دے دیا جائے جس طرح ہولنصیر کے معاملے میں کیا گیا تھا۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ فِي الشَّرِكَةِ (التحفة ۲۷)

باب: ۲۶- شراکت کا بیان

۳۳۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْمُصْصَبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَانَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: أَنَا فَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمْ».

۳۳۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دو شریکوں (ساتھ داروں) کا تیسرا ہوں جب تک ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔“

🌞 فائدہ: اس کے علاوہ دیگر روایات سے بھی شراکت داری اور اس میں امانت اور دیانت کی تاکید و اہمیت ثابت ہے۔ اور ”اللہ تعالیٰ کا درمیان سے نکل جانا“ بطور استعارہ کے ہے یعنی برکت اٹھ جاتی ہے اور رزق کی روایت کے مطابق ”شیطان ان کے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔“ (عون المعبود)

۳۳۸۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۳/ ۳۴، ح: ۲۹۱۰ من حديث محمد بن سليمان المصيصي به، وصححه الحاكم: ۲/ ۵۲، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

باب: فِي الْمَضَارِبِ (المعجم ۲۷)

يُخَالِفُ (التحفة ۲۸)

۳۳۸۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ شَيْبِ بْنِ عَرْقَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَيُّ عَنْ عُرْوَةَ يَعْنِي ابْنَ الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ، قَالَ: أَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ دِينَارًا يَشْتَرِي بِهِ أَصْحَبَةً أَوْ شَاةً، فَاشْتَرَى شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ فَاتَاهُ بِشَاةٍ وَدِينَارٍ، فَذَعَا لَهُ بِالْبُرْكَةِ فِي بَيْعِهِ، فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى ثَرْبًا لَرَبِحَ فِيهِ.

۳۳۸۴- حضرت عروہ بن الجعد الباریقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اسے ایک دینار دیا کہ اس سے قربانی کا جانور یا بکری خرید لائے۔ اس نے دو بکریاں خرید لیں اور پھر ایک کو ایک دینار میں بیچ دیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس ایک بکری بھی لے آیا اور ایک دینار بھی۔ تو آپ ﷺ نے اس کو تجارت میں برکت کی دعا دی۔ چنانچہ اس کا حال ایسا ہو گیا کہ وہ مٹی بھی خریدتا تو اسے اس میں نفع ہوتا۔



فائدہ: جب مؤکل نے اپنے وکیل کو کسی خاص طرح سے پابند نہ کیا ہو تو اس طرح کا مفید تصرف جائز ہے۔ اس حدیث میں عمل تجارت کی فضیلت کا بیان بھی ہے۔



۳۳۸۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُؤَنِّدِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، هُوَ أَخُو حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ: أَخْبَرَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخَرَيْبِ عَنْ أَبِي لَيْبِدٍ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ بِهَذَا الْخَبَرِ وَلَفْظُهُ مُخْتَلَفٌ.

۳۳۸۵- ابولبید کہتے ہیں کہ عروہ باریقی رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی اور اس کے لفظ مختلف ہیں۔

۳۳۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي أَبُو حُصَيْنٍ عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ حَكِيمٍ

۳۳۸۶- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک دینار دے کر بھیجا کہ ان کے لیے قربانی خرید لائے۔ چنانچہ اس نے ایک

۳۳۸۴- تخریج: أخرجه البخاري، المناقب، باب: ۲۸، ح: ۳۶۴۲ من حديث سفیان به.

۳۳۸۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب الشراء والبيع الموقوفين، ح: ۱۲۵۸ من حديث سعيد بن زيد به تعليقاً، وانظر الحديث السابق.

۳۳۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۱۲/۶، ۱۱۳ من حديث أبي داود به * شيخ من أهل المدينة مجهول، ورواه الترمذي، ح: ۱۲۵۷ بسند ضعيف عن أبي حصين عن حبيب بن أبي ثابت عن حكيم به.

دینار میں جانور خریدا اور پھر اسے دودینار میں فروخت کر دیا اور پھر لوٹتے ہوئے ایک دینار میں دوسرا جانور خریدا۔ چنانچہ اس نے (جانور کے ساتھ) وہ دینار بھی نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو نبی ﷺ نے اسے صدقہ کر دیا اور اس کیلئے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔

باب: ۲۸- جب کوئی شخص کسی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تجارت کرے

حِزَامُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بَدِينَارٍ يَشْتَرِي لَهُ أَضْحِيَّةً فَاشْتَرَاهَا بِدِينَارٍ وَبَاعَهَا بِدِينَارَيْنِ، فَرَجَعَ فَاشْتَرَى لَهُ أَضْحِيَّةً بِدِينَارٍ وَجَاءَ بِدِينَارٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَتَصَدَّقَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَدَعَا لَهُ أَنْ يَبَارَكَ لَهُ فِي تِجَارَتِهِ.

(المعجم ۲۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَتَجَرَّرُ فِي مَالِ الرَّجُلِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ (التحفة ۲۹)

۳۳۸۷- جناب سالم بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”تم میں سے جو کوئی چاولوں کے ٹوپے والے کی مانند بن سکتا ہو تو بن جائے۔“ صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! یہ چاولوں کے ٹوپے والا کون ہے؟ تو آپ نے غار والوں کی حدیث بیان کی جب کہ ان پر ایک چٹان آپڑی تھی۔ تو ان میں سے ہر ایک نے کہا تھا کہ اپنا بہترین عمل بیان کرو۔ چنانچہ تیسرے آدمی نے کہا: ”اے اللہ! تو بخوبی جانتا ہے کہ میں ایک مزدور لایا اور اس کے ساتھ چاولوں کا ایک ٹوپہ مزدوری ملے گی۔ جب شام ہوئی تو میں نے اسے اس کا حق پیش کیا، مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو پھر میں نے انہیں کاشت کر دیا حتیٰ کہ اس کے لیے گائیں اور چرواہے اکٹھے کر لیے۔ پھر وہ مجھے ملا اور کہنے لگا کہ میرا حق مجھے دے دو۔ تو میں

۳۳۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْرَةَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ صَاحِبِ فَرْقِ الْأَرُزِّ فَلْيَكُنْ مِثْلَهُ». قَالُوا: وَمَنْ صَاحِبُ الْأَرُزِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَكَرَ حَدِيثَ الْغَارِ حِينَ سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْجَبَلُ، فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ: اذْكُرُوا أَحْسَنَ عَمَلِكُمْ قَالَ: «وَقَالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرْقِ أَرُزٍّ، فَلَمَّا أُمْسَيْتُ عَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهُ وَذَهَبَ فَتَمَرَّتْهُ لَهُ حَتَّى جَمَعْتُ لَهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا فَلَقَيْتَنِي فَقَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرِعَائِهَا فَخُذْهَا، فَذَهَبَ فَاسْتَأْجَرَهَا».

۳۳۸۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۱۶/۲ من حديث عمر بن حمزة به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، وحديثه في صحيح مسلم، وحديث الغار متفق عليه، البخاري، ح: ۲۲۷۲، ومسلم، ح: ۲۷۴۳ من حديث سالم عن أبيه به.

نے کہا: جاؤ یہ گائیں اور ان کے چرواہے لے جاؤ۔
چنانچہ وہ انہیں ہانک لے گیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ تفصیل سے صحیح بخاری میں وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الحرث والمزارعة، حدیث: ۲۳۳۳) ② غیر خواہی کی نیت سے مسلمان بھائی کے مال کو تحفظ اور فائدہ پہنچانے کے لیے اس کے مال کی بلا اجازت تجارت جائز ہے۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ: فِي الشَّرِكَةِ عَلَى
غَيْرِ رَأْسِ مَالٍ (التحفة ۳۰)

۳۳۸۸ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: ۳۳۸۸ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کی جنگ والے دن میں حضرت عمار اور سعد رضی اللہ عنہ نے آپس میں طے کیا کہ جو بھی ہمیں ملے گا ہم تینوں اس میں شریک ہوں گے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تو دو قیدی لے آئے مگر میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کچھ نہ لاسکے۔



🌞 فائدہ: دو تین یا زیادہ محنت کش افراد آپس میں یہ معاہدہ کر لیں کہ ہم جو بھی کمائیں گے وہ ہم میں مشترک ہوگا۔ اسے ”شرکۃ الأبدان“ کہتے ہیں۔ امام مالک سفیان ثوری رحمہ اللہ اور احناف اس کے قائل ہیں۔ جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ایک قول اس کے جواز کا ہے۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ: فِي الْمَزَارَعَةِ
(التحفة ۳۱)

🌞 فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے وضاحت سے ذکر فرمایا ہے کہ مدینہ کے تمام مہاجر گھرانے تہائی یا چوتھائی پر اپنی زمین کاشت کرنے کے لیے دیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعد بن مالک رضی اللہ عنہ، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر کے بیٹے قاسم اور عروہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان مزارعت پر زمین کاشت کراتے تھے۔ ائمہ میں سے حسن بصری، ابن سیرین، امام احمد، امام بخاری، امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ سبھی مزارعت کے جواز کے قائل ہیں، ان سب کی دلیل یہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے خود فتح خیبر کے بعد بیت المال کی

۳۳۸۸ - تخریج: [مسندہ ضعیف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب شركة الأبدان، ح: ۳۹۶۹ من حديث يحيى القطان به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۲۸۸ * أبو عبيدة لم يدرك أباه كما تقدم، ح: ۹۹۵.

زمین، جو کہ کچھ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی تھی اور کچھ نے کی صورت میں، خیبر کے یہودیوں کو مزارعت پر دی تھی۔ ان سے طے پایا تھا کہ وہ کاشت کریں گے اور پیداوار کا آدھا رسول اللہ ﷺ کو دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے لیے اسی آمدنی سے خرچہ مقرر کر رکھا تھا، ہر زوجہ محترمہ کو اتنی وسعت خشک کھجور اور بیس وسق جو ملتے تھے۔ خلفائے راشدین کے زمانے تک مزارعت پر عمل اسی طرح جاری رہا۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری، کتاب الحرث والمزارعة، باب: المزارعة بالشطر ونحوہ، و باب: المزارعة مع اليهود، و باب: إذا قال رب الأرض أقرک ما أقرک اللہ.....)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ اور بعد ازاں تمام خلفائے راشدین کے عہد تک اپنی کھیتیاں مزارعت پر دیتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے کرائے پر کھیتیاں دینے سے منع فرمایا تھا، انہوں نے کہا کہ میرے علم کے مطابق تو یہی ہے کہ عہد رسالت میں اسی طریق پر عمل رہا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ کہیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرما دیا ہو اور انہیں علم نہ ہوا ہو مزارعت کا طریق چھوڑ دیا۔ دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ کوئی انسان اپنی زمین اگر خود کاشت نہیں کر رہا تو کسی دوسرے کو کاشت کے لیے دیدے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول آپ کے الفاظ یہ ہیں: ”اگر تم میں سے کوئی (زمین) اپنے بھائی کو دیدے تو یہ اس پر متعین حصہ لینے سے بہتر ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی وساطت سے جو اجمالی حکم پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے بطور احسان دوسرے کو اپنی زمین کاشت کرنے کی جو تلقین کی، ان کی بنیاد پر عہد خلفائے راشدین کے بعد یہ بحث چل پڑی کہ مزارعت (بائی / ٹھیکہ) پر کاشت کرنے کی اجازت ہے بھی یا نہیں۔ آج کل بھی جب جاگیرداروں کے روایتی کروتو سامنے آتے ہیں تو یہ بحث پھر سے چھڑ جاتی ہے کہ جو زمین خود کاشت نہیں ہو سکتی وہ دوسروں کو کیوں نہ دے دی جائے؟ اور وہ احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں جو اختصار اور اجمال پر مبنی ہیں۔ وہ روایتیں جن سے مزارعت کو ممنوع ثابت کیا جاتا ہے وہ ساری مختصر روایات ہیں۔ زیادہ تر وہ حضرت رافع بن خدیج اور حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔ لیکن انہی دونوں حضرات سے مروی مفصل روایتیں حقیقت حال کو واضح کر دیتی ہیں۔ سنن ابوداؤد کے مشہور شارح امام خطابی رحمہ اللہ نے بطور خاص اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام ابوداؤد نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی جو مجمل روایت سب سے پہلے نقل کی ہے اس کی تفسیر حضرت رافع اور دیگر صحابہ کی ان احادیث سے ہوتی ہے جو تفصیل سے روایت کی گئی ہیں۔ امام ابوداؤد نے اس مسئلے کی تفہیم کے لیے یہ انداز اختیار کیا کہ پہلی حدیث حضرت رافع کے مجمل الفاظ پر مشتمل ہے اور ساتھ ہی حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مزارعت کی بجائے بلا معاوضہ دوسرے کو کاشت کے لیے دینے کی بات کی ہے تو مقصد یہ تھا کہ اپنی زمین بطور احسان دوسرے کو دینے کی فضیلت واضح ہو جائے۔ اگلی حدیث میں حضرت زید



بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ واضح کر دیا گیا کہ منع کے الفاظ جو حضرت رافع نے رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے وہ آپ کی پوری بات کا صرف آخری حصہ تھا جسے حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے پوری بات سمجھ لی۔

اس سے اگلی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مزارعت اس طرح کی جاتی تھی کہ کھیت کی نالیوں کے کنارے اور کھیت کے جو حصے پانی کے بہاؤ سے خود بخود سیراب ہو جاتے تھے انہیں مالک اپنے لیے خاص کر لیتا تھا، ظاہر ہے اس طرح کئی جھگڑے پیدا ہوئے تھے کہ زمین کا کتنا حصہ خود سیراب ہوا یا نالیوں کے کنارے کہاں تک کی پیداوار پر کاشت کار نے محنت نہیں کی وغیرہ ان جھگڑوں سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حصے پر کاشت کروانے کی بجائے نقدی کے عوض زمین دینے کی تلقین فرمائی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مزارعت مطلقاً ممنوع نہیں، ہاں اگر جھگڑوں کا خدشہ ہو تو نقد ٹھیکے پر زمین دینی چاہیے۔

اس سے اگلی روایت میں خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے مزارعت کی وہ صورت بیان کی ہے جو اسلام سے قبل رائج تھی اور اس میں کئی قباحتیں پیش آتی تھیں۔ اسی صورت کو اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین دینے والے پانی کے راستوں، چھوٹی نالیوں کے کناروں اور نالوں کے سرے پر واقع زمین کی پیداوار کو اپنے لیے مخصوص کر لیتے۔ پھر جب فصل پکتی تو کبھی ایک حصے کی پیداوار بہتر ہو جاتی اور دوسرے کی خراب اور کبھی اس کے برعکس حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”اس وقت مزارعت کی صرف یہی صورت معروف تھی۔“ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کی اس صورت سے منع فرمادیا اور وہ صورتیں اختیار کرنے کا حکم دیا جن میں حصے متعین اور محفوظ ہوں۔ اس سے اگلی حدیث میں خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے نقدی کے عوض کاشت کے لیے زمین دینے کی اجازت مروی ہے۔

امام ابوداؤد نے اس ترتیب کے ساتھ روایات بیان کرنے کے بعد جس سے مزارعت کی جائز صورتوں کی تفصیل واضح ہو گئی، باب ۳۱ میں ان تمام روایات کو ذکر کیا ہے جن میں مجمل طریق پر مزارعت کی پہلے سے رائج شدہ ناقص اور مبنی بر ظلم صورت ناجائز ٹھہرائی گئی ہے۔



۳۳۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۳۳۸۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم مزارعت (یعنی زمین بٹائی پر دینے) میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث طاؤس سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے

۳۳۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۳۳۸۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم مزارعت (یعنی زمین بٹائی پر دینے) میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث طاؤس سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے

وَلَكِنْ قَالَ: «لَيْمَنَحُ أَحَدَكُمْ أَرْضَهُ خَيْرٌ مِنْ مَنَعِ نَهْشٍ كَيْفَ فَرَمَايَا تَحَا: "تم اپنی زمین کسی کو عطیہ دے دو تو یہ محصول لینے سے بہتر ہے۔"

فائدہ: زمین کو بٹائی یا جسے پرو دینا حرام یا ناجائز نہیں، لیکن اگر بلا عوض دیدے تو بہتر ہے۔

۳۳۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ الْمَعْنَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمَّارٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَا وَاللَّهُ! أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ إِنَّمَا آتَاهُ رَجُلَانِ، قَالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْأَنْصَارِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: قَدْ اقْتَتَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ كَانَ هَذَا شَأْنُكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ» زَادَ مُسَدَّدٌ: فَسَمِعَ قَوْلَهُ «لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ».

۳۳۹۰- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرمائے۔ اللہ کی قسم! میں اس حدیث کو ان سے بہتر طور پر جانتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو شخص (مسدد کہتے ہیں دو انصاری) حاضر ہوئے اس (نکرے) کے بعد دونوں (کی روایتیں) متفق ہیں۔ دونوں مرنے مارنے پر تلے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہارا یہی حال ہے تو اپنے کھیت کرائے پر مت دیا کرو۔" مسدد نے مزید کہا: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اتنی سی بات سن لی: "اپنے کھیت کرائے پر مت دیا کرو۔"



فائدہ: یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی معاملے میں انہما الجھاؤ یا دھوکے اور ضرر کی کیفیت تازع پیدا کرتی ہے۔ اس لیے اس سے بچنے کے لیے مزارعت میں معاملہ کھلا شفاف اور واضح اور شریعت کی شرائط کے مطابق ہونا چاہیے یا پھر سرے سے یہ معاملہ کیا ہی نہ جائے۔

۳۳۹۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

۳۳۹۱- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم اپنی زمینیں کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے اور

۳۳۹۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب ما يكره من المزارعة، ح: ۲۴۶۱، والنسائي، ح: ۳۹۵۹ من حديث إسماعيل بن علية به، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ۳۴۲/۶.

۳۳۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء الأرض بالثلث والرابع... الخ، ح: ۳۹۲۵ من حديث إبراهيم بن سعد به، وله شواهد، انظر، ح: ۳۳۹۵ * محمد ابن عكرمة بن عبد الرحمن لم يوثقه غير ابن حبان، وح: ۳۳۹۵ يعني عنه.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

ساتھ ہی یہ طے ہوتا تھا کہ جو کچھ نالیوں پر پیدا ہوگا یا جس حصے کو از خود پانی پہنچتا ہو (تو وہ مالک کا ہوگا) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ اور حکم دیا کہ ہم اپنی زمین سونے یا چاندی (کرنسی) کے بدلے کرایہ پر دیں۔ (یعنی متعین رقم پر ٹھیکہ کر لیا کریں۔)

سَعِيدٌ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عِكْرَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ بِمَا عَلَى السَّوَاقِي مِنَ الزَّرْعِ وَمَا سَعِدَ بِالْمَاءِ مِنْهَا، فَتَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، وَأَمَرَنَا أَنْ نُكْرِيَهَا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ.

☀️ فائدہ: یہ روایت سداضعیف ہے تاہم ایک ہی کھیت کے مختلف حصوں کی پیداوار پر مختلف طریقوں سے حق رکھنا تنازع کا سبب بنتا ہے اس میں دونوں کے حقوق صحیح طور پر متعین بھی نہیں ہو پاتے اس لیے سارا حساب کتاب ایک ہی دفعہ کر کے متعین نقدی کے عوض کرایہ پر زمین وے دینے کی صورت اختیار کرنے کی تلقین کی گئی۔



۳۳۹۲- جناب حنظلہ بن قیس انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ زمین کو سونے یا چاندی (نقدی) کے عوض کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ دراصل لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس طرح کرتے تھے کہ جو کچھ پانی کے بہاؤ پر اور نالوں کے سروں پر ہوتا اس پر اور کچھ کھیتی پر معاملہ طے کرتے تھے۔ تو پھر ایسے ہوتا کہ یہ ضائع ہو جاتی وہ بیج رہتی یا وہ ضائع ہو جاتی اور یہ بیج رہتی لوگوں کو کرائے پر دینے کی بس یہی ایک صورت رائج تھی۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس معاملے سے ڈانٹ کر روک دیا۔ لیکن وہ عوض اور بدل جو معلوم و متعین ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۳۹۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، كِلَاهُمَا عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَاللَّفْظُ لِلْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرَقِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا، إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا عَلَى الْمَادْيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ، فَيَهْلِكُ هَذَا وَيَسْلَمُ هَذَا، وَيَسْلَمُ هَذَا وَيَهْلِكُ هَذَا، وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا

۳۳۹۲- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ۱۵۴۷/۱۱۶، بعد، ح: ۱۵۴۸ من حديث عيسى، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب كراء الأرض بالذهب والفضة، ح: ۲۳۴۶، ۲۳۴۷ من حديث ليث بن سعد به.

هَذَا، فَلِذَلِكَ زَجَرَ عَنْهُ، فَأَمَّا شَيْءٌ مَّضْمُونٌ
مَعْلُومٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

وَحَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ أَمُّهُ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ: عَنْ
حَنْظَلَةَ، عَنْ رَافِعٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ حَنْظَلَةَ نَحْوُهُ.

۳۳۹۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ رِبْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَافِعَ بْنَ
خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقَالَ: نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقُلْتُ
أَبِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ؟ فَقَالَ: أَمَّا بِالذَّهَبِ
وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

۳۳۹۳- جناب حنظلہ بن قیس انصاری کہتے ہیں کہ
انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ زمین کو
کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ
ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ میں
نے پوچھا کہ کیا سونے اور چاندی کے بدلے بھی منع
ہے؟ تو کہا کہ سونے اور چاندی کے بدلے میں کوئی
حرج نہیں۔

🌞 فائدہ: ان سب احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ زمیندار (مزارعت میں) ایک ہی کھیت میں اپنے اور مزارع کے
لیے الگ الگ حصوں کی پیداوار متعین کر لے تو اس طرح کی مزارعت ناجائز ہے۔ اور یہی وہ فاسد شرط ہے جس کی
موجودگی میں بٹائی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہ قباحۃ نہ ہو بلکہ زمین متعین رقم یعنی ٹھیکے پر دی جائے تو اس میں کوئی
حرج نہیں۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي
ذَلِكَ (التحفة ۳۲)

۳۳۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ

۳۳۹۴- جناب سالم بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس

۳۳۹۳- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ۱۵۴۷ من حديث مالك به، وهو
في الموطأ (يحيى) ۷۱۱/۲.

۳۳۹۴- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ۱۵۴۷ عن عبد الملك بن شعيب، والبخاري،
الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضاً في الزراعة والثمار، ح: ۲۳۴۵ من
حديث الليث بن سعد به.



ابن اللّٰثِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي أَرْضَهُ حَتَّى بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ خَدِيجٍ! مَاذَا تَحَدَّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ عَمِّي وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَاللَّهِ! لَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرَى، ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَدَثَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيُّوبُ وَعَبِيدُ اللَّهِ وَكَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَمَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَفْصِ بْنِ عِمَّانٍ الْحَنْفِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. وَكَذَلِكَ رَوَى زَيْدُ بْنُ أَبِي أَنَسَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَتَى رَافِعًا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمین کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے حتیٰ کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ تم زمین کو بٹائی پر دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا فرمان بیان کرتے ہو؟ تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اپنے دو چچوں سے سنا جو بدر میں شریک ہوئے تھے وہ گھر والوں سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے (بٹائی) پر دینے سے منع کیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو رسول اللہ ﷺ کے دور کے متعلق یہی معلوم ہے کہ اس دور میں زمین بٹائی پر دی جاتی تھی۔ مگر پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں (بعد میں) کوئی نئی بات نہ فرمادی ہو جس کا انہیں علم نہ ہو سکا ہو۔ چنانچہ اس بنا پر انہوں نے زمین بٹائی پر دینا ترک کر دی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ایوب، عبید اللہ، کثیر بن فرقہ اور مالک رحمہم نے بواسطہ نافع پھر رافع اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اور اوزاعی نے بواسطہ حفص بن عمنان حنفی، نافع سے انہوں نے رافع سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اور ایسے ہی زید بن ابی انیسہ نے بواسطہ حکم نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رافع کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا تم نے

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اور ایسے ہی عکرمہ بن عمار نے ابو الجاشی سے انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ نیز اوزاعی نے ابو الجاشی سے روایت کیا انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا ظہیر بن رافع سے انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا۔

اللہ ﷻ؟ قَالَ: نَعَمْ. وَكَذَا رَوَاهُ عِكْرِمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي النَّجَّاشِيِّ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَّاشِيِّ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ عَمِّهِ ظَهْرِ بْنِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو الجاشی کا نام عطاء بن ابن صہیب ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو النَّجَّاشِيِّ عَطَاءُ ابْنُ صُهَيْبٍ.

🌟 فوائد و مسائل: ① حق یہی ہے کہ دو ریوت، خلافت ابوبکر اور ایام عمر رضی اللہ عنہما میں یہودیوں کو خیر سے نکالے جانے کے وقت تک خیر کی زمینیں اور باغات بٹائی پر ان یہودیوں ہی کو دیے جاتے رہے تھے۔ ② مزارعت سے ممانعت کی احادیث تنزیہ اور استحباب پر محمول ہیں۔ یا ان ممنوعہ صورتوں سے متعلق ہیں جن کا ذکر پیچھے ہوا ہے۔ علی الاطلاق مزارعت ممنوع ہوتی تو طویل القدر معروف صحابہ کرام یہ معاملہ ہرگز نہ کرتے۔ ③ حضرت رافع بن خدیج جن سے مزارعت کی اجمالی ممانعت مروی ہے خود انہی سے یہ وضاحت بھی مروی ہے کہ نقدی کے عوض زمین کرائے پر دینے کی ممانعت نہیں۔ ④ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس عمل سے باز آ جانا احتیاط و تقویٰ کی بنا پر تھا۔ اور انہیں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی مجمل حدیث کا علم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا۔ ⑤ بعض محدثین کا ان روایات کو مضطرب کہنا محل نظر ہے۔ احادیث واضح کر دیتی ہیں کہ یہ اضطراب نہیں محض اجمال اور تفصیل کا فرق ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

(ارواء الغلیل، بحث حدیث: ۱۳۷۸)

۳۳۹۵- جناب سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ تو ان کے ایک چچا ان کے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس معاملے سے جو ہمارے لیے نفع آ رہا تھا منع فرما دیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی ہمارے

۳۳۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نَخَابِرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِهِ أَتَاهُ فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْرِ كَانَ لَنَا

۳۳۹۵- تخریج: آخر جہ مسلم، البیوع، باب کراء الأرض بالطعام، ح: ۱۵۴۸ من حدیث یعلی بن حکیم بہ.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

نَافِعًا . وَطَوَاعِيَهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَنْفَعُ لَنَا وَأَنْفَعُ .
 قَالَ : قُلْنَا : وَمَا ذَٰلِكَ ؟ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ : « مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيُزْرِعْهَا أَوْ
 لِيُزِرْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكَارِبَهَا بِثَلْثٍ وَلَا بِرُبْعٍ وَلَا
 بِطَعَامِ مُسَمًى » .

لے نفع آد اور سود مند ہے۔ ہم نے پوچھا: اور وہ کیا
 ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:
 ”جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ خود کاشت کرے یا
 اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے دے لیکن تہائی یا
 چوتھائی یا متعین غلے پر بٹائی پر نہ دے۔“

فائدہ: تہائی چوتھائی یا متعین غلے پر کرائے کی ایک ہی صورت مردہ تھی جس میں آبی گزرگا ہوں، نالیوں وغیرہ
 کی پیداوار مالک کے لیے مختص تھی۔ اسی صورت کو ممنوع قرار دیا گیا۔

۳۳۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ
 حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ : كَتَبَ
 إِلَيَّ يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ أَنِّي سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ
 ابْنَ يَسَارٍ بِمَعْنَى إِسْنَادِ عَبْدِ اللَّهِ وَحَدِيثِهِ .

۳۳۹۶- ایوب نے روایت کیا ہے کہ یعلیٰ بن حکیم
 نے مجھے لکھ بھیجا کہ میں نے سلیمان بن یسار سے سنا
 ہے اور عبید اللہ کی اسناد اور اس کی روایت کے ہم معنی
 بیان کیا۔

۳۳۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ دَرٍّ عَنْ
 مُجَاهِدٍ ، عَنْ ابْنِ رَافِعٍ بْنِ خَدِيجٍ ، عَنْ أَبِيهِ
 قَالَ : جَاءَنَا أَبُو رَافِعٍ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ
 ﷺ فَقَالَ : نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْرِ كَانَ
 يَرْفُقُ بِنَا . وَطَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَرْفَقُ
 بِنَا ، نَهَانَا أَنْ يَزْرَعَ أَحَدُنَا إِلَّا أَرْضًا يَمْلِكُ
 رَقَبَتَهَا أَوْ مَتِيحَةً يَمْنَحُهَا رَجُلٌ .

۳۳۹۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے
 اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ
 ﷺ کے ہاں سے ہمارے پاس آئے اور کہا کہ رسول
 اللہ ﷺ نے ہمیں ایک کام سے منع فرمادیا ہے جو
 ہمارے لیے بڑے نفع والا تھا، مگر اللہ اور اس کے رسول
 کی اطاعت میں ہمارے لیے بہت زیادہ نفع ہے۔ آپ
 نے ہمیں (کسی کی) زمین کاشت کرنے سے منع فرمادیا
 ہے سوائے اس کے کہ انسان خود اس کا مالک ہو یا کسی
 نے اس کو عطیہ دی ہو۔

فائدہ: یہی مروجہ غلط صورت کے بارے میں ہے۔

۳۳۹۶- تخریج: أخرجه مسلم من حديث حماد بن زيد به ، انظر الحديث السابق .

۳۳۹۷- تخریج: [إسناده صحيح] وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۳۴۷/۶، وأصله في صحيح مسلم،
 ج: ۱۵۵۰ .

۳۳۹۸- جناب اُسید بن ظہیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں ایک کام سے منع فرماتے ہیں جو تمہارے لیے نفع آ رہا تھا۔ مگر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تمہارے لیے اس سے بڑھ کر نفع آور ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمہیں بیانی پر کاشت کاری سے منع فرماتے ہیں۔ اور فرمایا ہے: ”جو کوئی اپنی زمین سے مستغنی ہو تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو عطیہ دے دے یا ویسے ہی چھوڑ دے۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ اور مفضل بن مہبل نے اسے منصور سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ شعبہ نے کہا کہ اُسید، حضرت رافع بن خدیج کے بھتیجے ہیں۔

۳۳۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ أَسِيدَ بْنَ ظَهِيرٍ قَالَ: جَاءَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا. وَطَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْفَعُ لَكُمْ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَقَالَ: «مَنْ اسْتَعْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلَيْمَنْحَهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدْعُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ شُعْبَةُ وَمُفَضَّلُ بْنُ مَهْلَهَلٍ عَنْ مَنْصُورٍ. قَالَ شُعْبَةُ: أَسِيدُ ابْنُ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

🌟 فائدہ: علامہ شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مختصر روایت ہوئی ہے۔ تفصیلی روایت میں اُسید بن ظہیر کا کلام یوں ہے: ”ہم میں سے جب کوئی اپنی زمین کو خود کاشت نہ کرنا چاہتا یا اس کا ضرورت مند ہوتا تو وہ اسے آدھی تہائی یا چوتھائی پر بیانی پر دے دیا کرتا تھا اور تین باتوں کی شرط ہوتی تھی کہ نالوں کے ساتھ ساتھ کاشت غلہ گاہنے کے بعد نیچے جو باقی رہے گا اور وہ قطعات جو نالوں سے سیراب ہوتے ہوں گے۔ (مالک کے ہوں گے) الخ“ (نیل الاوطار: ۳۱۲/۵- باب: فساد العقد اذا شرط احدهما لنفسه التين او بقعة بعينها ونحوه) ⑤ ویسے ہی چھوڑ دینے کی صورت میں بھی بہت سے فائدے ہیں اس زمین میں اُگنے والی گھاس جانور چرتے ہیں۔ فطری پودے اور ان میں رہنے والے چھوٹے بڑے جانور ماحولیات کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔

۳۳۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَطِيٍّ كَلَّمَ بِيَانٍ هُوَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ اسْتَعْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلَيْمَنْحَهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدْعُ».

۳۳۹۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب ما يكره من المزارعة، ح: ۲۴۶۰ من حديث سفيان، والنسائي، ح: ۳۸۹۵ من حديث منصور به * حديث شعبة رواه النسائي، ح: ۳۸۹۵، وحديث مفضل بن مهلهل أخرجه النسائي، ح: ۳۸۹۴.

۳۳۹۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء



يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ قَالَ: بَعَثَنِي عَمِّي أَنَا وَغُلَامًا لَهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قُلْنَا لَهُ: شَيْءٌ بَلَّغْنَا عَنْكَ فِي الْمَزَارَعَةِ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عَمَرَ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا حَتَّى بَلَّغَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ، فَأَتَاهُ فَأَخْبَرَهُ رَافِعٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى بَنِي حَارِثَةَ فَرَأَى زَرْعًا فِي أَرْضِ ظَهَيْرٍ، فَقَالَ: «مَا أَحْسَنَ زَرْعَ ظَهَيْرٍ»، قَالُوا: لَيْسَ لِظَهَيْرٍ، قَالَ: «الَيْسَ أَرْضُ ظَهَيْرٍ؟» قَالُوا: بَلَى وَلَكِنَّهُ زَرْعُ فُلَانٍ، قَالَ: «فَاحْذُوا زَرْعَكُمْ وَرُدُّوهُ عَلَيْهِ النَّفَقَةَ»، قَالَ رَافِعٌ: فَأَخَذْنَا زَرْعَنَا وَرَدَدْنَا إِلَيْهِ النَّفَقَةَ، قَالَ سَعِيدٌ: أَفَقِرَ أَخَاكَ أَوْ أَكْرَهَ بِالْدَّرَاهِمِ.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

مجھے اور اپنے غلام کو جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا اور ہم نے ان سے کہا: ہمیں آپ کی طرف سے مزارعت کے بارے میں ایک بات پہنچی ہے (وہ کیسے ہے؟) تو انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ انہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پہنچی تو وہ خود ان کے پاس گئے تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بنو حارثہ کے ہاں تشریف لائے تو ظہیر کی زمین میں کھیتی دیکھی۔ تو فرمایا: ”ظہیر کی کھیتی کیا خوب عمدہ ہے۔“ لوگوں نے کہا: یہ ظہیر کی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: ”کیا زمین ظہیر کی نہیں؟“ انہوں نے کہا: ہاں زمین تو اس کی ہے مگر فلاں نے کاشت کر رکھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”اپنی کھیتی لے لو اور اس کا خرچ اسے واپس کر دو۔“ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ ہم نے اپنی کھیتی لے لی اور اس کا خرچ اسے ادا کر دیا۔ سعید (بن مسیب) نے کہا: اپنے بھائی کو عطیہ دے دو یا دراہم کے بدلے کرائے پر دے دو۔

🌞 فائدہ: یہ زمین جس طرح حضرت رافع نے حدیث: ۳۳۹۲ میں خود بیان کیا اسی ایک مروجہ طریق کے مطابق دی گئی تھی جس میں ناجائز شرطیں تھیں، فریقین کے حصے واضح اور متعین نہ تھے اور لڑائی کا احتمال تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کا یہ معاہدہ منسوخ کرنے کا حکم دیا۔

۳۴۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۳۴۰۰- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

«الأرض بالثلث والرابع... الخ، ح: ۳۹۲۰ من حديث يحيى القطان به.

۳۴۰۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب المزارعة بالثلث والرابع، ح: ۲۴۴۹، والنسائي، ح: ۳۹۲۱ من حديث أبي الأحوص به.

ﷺ نے محافلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ (تعریف آگے آئے گی) آپ نے فرمایا: ”آدمی تین طرح سے ہی کاشت کاری کر سکتا ہے زمین آدمی کی اپنی ملکیت ہو تو اسے کاشت کرے یا کسی نے اسے عطیہ دی ہو تو کاشت کرے یا سونے چاندی کے بدلے کرایہ پر لی ہو۔“

عن سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْمُحَافَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقَالَ: «إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةً: رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا، وَرَجُلٌ مُنِيعٌ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِيعٌ، وَرَجُلٌ اسْتَكْرَى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ».

۳۴۰۱- عثمان بن سہل بن رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں یتیم تھا اور (اپنے دادا) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں تھا۔ میں نے ان کے ساتھ حج بھی کیا۔ میرا بھائی عمران بن سہل ان کے پاس آیا اور کہا کہ ہم نے اپنی زمین فلاں عورت کو دو سو درہم کے بدلے ٹھیکے پر دے دی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ نبی ﷺ نے زمین کرائے (ٹھیکے) پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

۳۴۰۱- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بْنِ يَعْقُوبَ الطَّلَقَانِيَّ، قُلْتُ لَهُ: حَدَّثَكُمْ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ أَبِي شُجَاعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: إِنِّي لَنَيْتُمْ فِي حَجَرِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَجَاءَهُ أَحِبِّي عِمْرَانُ ابْنُ سَهْلٍ فَقَالَ: أَكْرَيْتَنَا أَرْضَنَا فَلَانَةَ بِمَا تَنِي دِرْهَمٍ، فَقَالَ: دَعُهُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَى الْأَرْضِ.

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے مزارعت کی جس صورت کے ممنوع ہونے کی خبر دی ہے یہ ایسی ہی صورت پر دی گئی ہوگی اس لیے اسے منسوخ کرادیا۔

۳۴۰۲- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس نے زمین کاشت کر رکھی تھی کہ نبی ﷺ وہاں سے گزرے جب کہ وہ اسے پانی دے رہا تھا۔ تو آپ

۳۴۰۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا بُكَيْرٌ يَعْنِي ابْنَ عَامِرٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۴۰۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء الأرض بالثلث والرابع... الخ، ح: ۳۹۵۸ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "عيسى بن سهل بن رافع"، وهو الصواب، وعيسى هذا لم يوثقه غير ابن حبان.

۳۴۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۱۰۶/۴ من حديث الفضل بن دكين به، وصححه الحاكم: ۴۱/۲، وقال الذهبي: "بكسر ضعيف".

نے اس سے پوچھا: ”یہ کس نے کاشت کی ہے اور زمین کس کی ہے۔“ عرض کیا کہ کاشت میری ہے بیچ میرا ہے اور محنت بھی میری ہے مجھے آدھا حصہ ملے گا اور آدھا بنو قلاں کو۔ تو آپ نے فرمایا: ”تم دونوں نے سود کا معاملہ کیا“ زمین اس کے مالکوں کو واپس کر دو اور اپنا خرچ لے لو۔“

رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّهُ زَرَعَ أَرْضًا فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَسْقِيهَا فَسَأَلَهُ «لِمَنِ الزَّرْعُ وَلِمَنِ الْأَرْضُ؟» فَقَالَ: زَرَعِي يَبْذُرِي وَعَمَلِي لِي الشَّطْرُ وَلِنَبِيِّ فُلَانٍ الشَّطْرُ، فَقَالَ: «أَرَيْتُمَا فَرَدَّ الْأَرْضَ عَلَى أَهْلِهَا وَخَذَ نَفَقَتَكَ».

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن دوسری روایات کو ملا کر آپ کے فرمان ”تم دونوں نے سود کا معاملہ کیا“ سے واضح ہو جاتا ہے کہ نالیوں آبی گزر رگا ہوں وغیرہ کا معاہدہ کرنے سے پیداوار میں چونکہ فریقین کے حصے متعین نہیں ہوتے اور ربا کی طرح کوئی نہ کوئی فریق بغیر بدلے کے دوسرے کا حق لیتا ہے اس لیے یہ منع ہے۔

باب: ۳۲- بغیر اجازت کسی کی زمین کاشت کر لینا

(المعجم ۳۲) - بَابُ: فِي زَرْعِ الْأَرْضِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهَا (التحفة ۳۳)



۳۴۰۳- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی کی زمین مالکوں کی اجازت کے بغیر کاشت کی ہو اس کے لیے اس کھیتی میں سے کچھ نہیں۔ البتہ خرچہ لے سکتا ہے۔“

۳۴۰۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضٍ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهُ نَفَقَتُهُ».

فائدہ: کسی دوسرے کی ملکیتی زمین میں بلا اجازت تصرف جائز نہیں۔

باب: ۳۳- مخاברה (مزارعت/ بٹائی پر کاشتکاری) کا بیان

(المعجم ۳۳) - بَابُ: فِي الْمُخَابَرَةِ (التحفة ۳۴)

۳۴۰۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

۳۴۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۳۴۰۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء فيمن زرع في أرض قوم بغير إذنهم، ح: ۱۳۶۶ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۴۶۶ عطاء لم يسمع من رافع بن خديج رضي الله عنه، وأبو إسحاق عنعن.

۳۴۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة... الخ، ح: ۱۵۳۶/۸۵ بعد، ح: ۱۵۴۳ من حديث حماد بن زيد به.

کہ رسول اللہ ﷺ نے محافلہ مزایہ، مخابره اور معاومہ سے منع فرمایا ہے۔ ایک راوی نے (معاومہ کی بجائے) ”بیع السنین“ کہا۔ آپ ﷺ نے استثناء کر لینے سے بھی منع فرمایا ہے۔ البتہ عرایا کی رخصت دی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وَ مُسَدَّدٌ أَنَّ حَمَّادًا وَعَبْدَ الْوَارِثِ حَدَّثَانَاهُمْ، كُلُّهُمُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ عَنْ حَمَّادٍ: وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُحَافَلَةِ وَالْمَزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ، قَالَ عَنْ حَمَّادٍ: وَقَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمُعَاوَمَةِ، وَقَالَ الْآخَرُ: بَيْعِ السَّنِينَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا، وَعَنِ الثُّنَيَّا، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

☀ توضیحات: [مُحَافَلَه] اس کی تعریف کئی انداز میں کی گئی ہے۔ (۱) معلوم اور متعین غلے کے بدلے کھڑی بھیتی کی بیع کر دینا۔ (۲) جو امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرمائی غلہ ابھی بالیوں ہی میں ہو اور اس کی بیع کر دینا۔ یہ صحیح ترین تعریف ہے۔ [مُزَابَنَه] درختوں پر لگی کھجوروں یا بیلوں پر لگے انگوروں کو اس جنس کے متعین پھل سے فروخت کر دینا۔ یہ صحیح ترین تعریف ہے۔ (الصحيحين) [مُخَابَرَه] مزارعت کے ہم معنی ہے۔ بلکہ مُسَافَاة، مُزَارَعَة اور مُخَابَرَه تینوں ایک ہی معنی میں ہیں۔ [بیع السنین / مُعَاوَمَه] کسی باغ یا متعین درختوں کے پھل کو کئی سالوں کے لیے فروخت کر دینا۔ اس صورت میں کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ پیداوار کیسی ہوگی بیماریاں لگیں گی یا نہ لگیں گی وغیرہ۔ [عرایا] کا بیان تفصیل سے پیچھے گزرا ہے۔ (حدیث: ۳۳۶۲) [اِسْتِثْنَاء] باغ مع پھل فروخت کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم بھی اس میں سے کھاتے رہیں گے۔ یا تین درخت یا پانچ درخت ہم فروخت نہیں کرتے۔ مگر ان درختوں کی تعیین نہ کی جائے تو اس طرح غیر معین اور مجہول مقدار یا درختوں کا استثناء ناجائز ہے۔ معلوم اور متعین ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۳۴۰۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزایہ، محافلہ اور استثناء کر لینے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ معلوم اور متعین ہو۔

۳۴۰۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يَزِيدَ السَّيَّارِيُّ أَبُو حَفْصٍ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَزَابَنَةِ وَعَنِ

۳۴۰۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في النهي عن الثبنا، ح: ۱۲۹۰ من حديث عباد بن العوام به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه النسائي، ح: ۴۶۳۷.

الْمُحَاقَلَةُ وَعَنِ الثُّنْيَا إِلَّا أَنْ يُعْلَمَ.

۳۴۰۶- جناب ابوالزبیرؓ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص مخابرہ (مزارعت) نہ چھوڑے تو اسے چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار رہے۔

۳۴۰۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ رَجَاءٍ يَعْنِي الْمَكِّيَّ، قَالَ: ابْنُ خُثَيْمٍ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَمْ يَذِرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيُؤَذِّنْ بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ».

۳۴۰۷- حضرت زید بن ثابتؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے۔ (ثابت بن حجاج نے پوچھا کہ) مخابرہ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: یہ کہ تو زمین کو آدھی تہائی یا چوتھائی پر حاصل کر لے۔

۳۴۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ. قُلْتُ: وَمَا الْمُخَابَرَةُ؟ قَالَ: «أَنْ تَأْخُذَ الْأَرْضَ بِنِصْفٍ أَوْ ثُلُثٍ أَوْ رُبُعٍ».

☀ فائدہ: یعنی جب فاسد شرطیں ہوں تو منع ہے ورنہ کوئی حرج نہیں جیسے کہ تفصیل سے پیچھے بیان ہوا ہے۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ فِي الْمُسَاقَاةِ
(التحفة ۳۵)

۳۴۰۸- حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیر سے معاملہ طے فرمایا تھا کہ جو پھل یا کھیتی آئے گی اس میں سے آدھا انہیں ملے گا۔

۳۴۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ

۳۴۰۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۱۰۷/۴ من حديث يحيى بن معين به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۸۶/۲. ووافقه الذهبي.

۳۴۰۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۷/۵ من حديث جعفر بن برقان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۳۴۶/۶.

۳۴۰۸- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ۱۵۵۱ عن أحمد بن حنبل، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب: إذا لم يشترط السنين في المزارعة، ح: ۲۳۲۹ من حديث يحيى القطان به.

خَبِيرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

🌞 فائدہ: مساقت بھی مزارعت اور تجارت کی طرح کا معاملہ ہے۔ مگر اسے کھجوروں اور انگوروں وغیرہ کے بانات سے خاص کیا جاتا ہے کہ کھجوروں کا مالک کسی سے طے کر لے کہ وہ ان میں محنت کرے سیراب کرے تو اسے ایک خاص متعین حصہ پھل ملے گا۔ جیسے کہ مزارعت میں ہوتا ہے۔ خیبر میں باغوں کی خدمت کا معاہدہ مساقت اور کھیتی کا معاہدہ مزارعت تھا۔ خیبر والی صورت نئی متعارف کردہ جائز صورت تھی۔ سابقہ جاہلی صورت کو اسلام نے حرام قرار دیا۔

۳۴۰۹ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

ﷺ نے خیبر کی کھجوریں اور وہاں کی زمینیں اہل خیبر کو اس شرط پر دے دی تھیں کہ وہ ان میں اپنے خرچ پر محنت کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کا آدھا پھل ملے گا۔

۳۴۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

اللَّيْثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ غَنْجٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَعْتَمِلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَأَنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَطْرَ ثَمَرَتِهَا.

۳۴۱۰ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا اور شرط کی کہ مسلمان اس کی زمین اور اس کے سونے چاندی کے مالک ہیں۔ تو خیبر والوں نے کہا کہ ہم آپ کی نسبت زمین کے زیادہ ماہر ہیں۔ آپ یہ ہمیں دے دیں اور شرط یہ رہی کہ آدھا ہم آپ کو دیں گے اور آدھا خود رکھیں گے۔ چنانچہ آپ نے اس شرط پر زمین انہیں دے دی۔ پھر جب پھل چننے کا موسم آیا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا جو کھجوروں کے پھل کا اندازہ لگا کر آئے اور اس عمل کو اہل مدینہ [خرص]

۳۴۱۰ - حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ

الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: افْتَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ وَاشْتَرَطَ أَنَّ لَهُ الْأَرْضَ وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ. قَالَ أَهْلُ خَيْبَرَ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِالْأَرْضِ مِنْكُمْ فَأَعْطَيْنَاهَا عَلَى أَنَّ لَكُمْ نِصْفَ الثَّمَرَةِ وَلَنَا نِصْفٌ، فَرَزَعَهُمْ أَنَّهُ أَعْطَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ، فَلَمَّا كَانَ حِينُ يُضْرَمُ النَّخْلُ بَعَثَ إِلَيْهِمْ

۳۴۰۹ - تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۵/۱۵۵۱ من حديث الليث بن سعد، انظر الحديث السابق.

۳۴۱۰ - تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزکوة، باب خرص النخل والعنب، ح: ۱۸۲۰ من حديث عمر بن أبوب به.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

”اندازہ لگانا“ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فلاں باغ میں اس قدر ہے اور فلاں میں اس قدر۔ تو انہوں نے کہا: اے ابن رواحہ! تو نے ہم پر زیادہ لگا دیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ان پھلوں کا جو اندازہ لگایا ہے اس کا میں ذمے دار ہوں میں اس کا نصف تمہیں دیتا ہوں۔ یہودیوں نے کہا: یہی وہ حق (اور عدل) ہے جس سے آسمان و زمین قائم ہیں جو آپ نے کہا ہم اس کے لینے پر راضی ہیں۔

۳۴۱۱۔ جعفر بن برقان نے اپنی مذکورہ سند سے اس حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور [فَحَزَرَ] کا لفظ استعمال کیا۔ اور [وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَ بَيْضَاءَ] کے بعد یعنی [الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ لَهُ] بھی کہا۔

۳۴۱۲۔ جناب مقسم نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ نے خیبر فتح کر لیا۔ اور زید کی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس کے لفظ تھے [فَحَزَرَ النَّخْلَ] ”پھل کی مقدار کا اندازہ لگایا“ اور کہا: (اگر تم اس اندازے پر مطمئن نہیں ہو تو) پھل کی ترائی میں کرلوں گا اور جو میں نے کہا ہے اس کا آدھا تمہیں دے دوں گا۔“

باب: ۳۵۔ درختوں پر لگے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگانا

۳۴۱۳۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَحَزَرَ عَلَيْهِمُ النَّخْلَ وَهُوَ الَّذِي يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ الْخَرْصَ، فَقَالَ فِي ذَهْ كَذَا وَكَذَا قَالُوا: أَكْثَرَتْ عَلَيْنَا يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! قَالَ: فَأَنَا أَلْيَ حَزَرَ النَّخْلِ وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ، قَالُوا: هَذَا الْحَقُّ وَبِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ قَدْ رَضِينَا أَنْ نَأْخُذَهُ بِالَّذِي قُلْتُ.

۳۴۱۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: فَحَزَرَ وَقَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ «وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ»، يَعْنِي الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ لَهُ.

۳۴۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أَخْبَرَنَا كَثِيرٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ: أَخْبَرَنَا مَيْمُونٌ عَنْ مِقْسَمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ زَيْدٍ قَالَ: فَحَزَرَ النَّخْلَ وَقَالَ: فَأَنَا أَلْيَ جِذَاذِ النَّخْلِ وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ.

(المعجم ۳۵) - بَابُ: فِي الْخَرْصِ (التحفة ۳۶)

۳۴۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ:

۳۴۱۱۔ تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۹/ ۱۴۱ من حديث أبي داود.

۳۴۱۲۔ تخریج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

۳۴۱۳۔ تخریج: [ضعيف] تقدم، ح: ۱۶۰۶.



ہیں کہ جب کھجوریں پکنے کے قریب آئیں تو ان کے کھائے جانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرماتے وہ ان کے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگاتے۔ پھر وہ یہودیوں کو اختیار دیتے کہ وہ یا تو اس اندازہ کردہ مقدار سے اپنا حصہ لے لیں یا مسلمانوں کو دے دیں اور یہ سب اس لیے ہوتا کہ پھل کھائے جانے سے پہلے اس کی زکوٰۃ (عشر) کا حساب لگایا جا سکے اور تقسیم کیا جاسکے۔

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرْتُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ يُخَيِّرُ الْيَهُودَ بِأَخْذُونَهُ بِذَلِكَ الْخَرْصِ أَمْ يَدْفَعُونَهُ إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ الْخَرْصِ لِكَيْ تُحْصَى الزَّكَاةُ قَبْلَ أَنْ تُؤْكَلَ الثَّمَارُ وَتُفَرَّقَ.

🌟 فائدہ: مذکورہ روایت اور اوپر بیان کردہ دیگر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اس فن میں ماہر تھے اور یہ کہ ایک مبنی بر انصاف طریقہ کار کے مطابق پیداوار تقسیم کی جاتی تھی۔



۳۴۱۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ عزوجل نے خیر اپنے رسول کو بطور نے عنایت فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اس کی زمینوں پر ویسے ہی رہنے دیا جیسے کہ وہ پہلے تھے اور ان کے اور اپنے درمیان متعین حصے طے کر لیے۔ چنانچہ آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا جنہوں نے ان پر پھلوں کا اندازہ لگایا۔

۳۴۱۴- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا أَقَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ خَيْرَ فَأَقْرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَا كَانُوا، وَجَعَلَهَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَبَعَثَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ.

۳۴۱۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار سق کا اندازہ لگایا تھا۔ اور پھر جب یہودیوں کو اختیار دیا تو انہوں نے پھل لے لیا اور ان کے ذمے (مسلمانوں کا) بیس ہزار

۳۴۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: خَرَصَهَا

۳۴۱۴- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۳۶۷ عن محمد بن سابق به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ۳۷ * أبو الزبير نعتن في هذا اللفظ، والحديث الآتي بغني عن هذا الحديث. ۳۴۱۵- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳/۱۹۴، ۱۹۵، ح: ۱۰۵۶۱ عن محمد بن بكر به، وهو في مسند أحمد: ۳/۲۹۶، ومصنف عبد الرزاق، ح: ۷۲۰۵، وانظر الحديث السابق.

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

۲۲- کتاب البیوع

ابْنُ رَوَاحَةَ أَرْبَعِينَ أَلْفَ وَسَقٍ وَزَعَمَ أَنَّ
الْيَهُودَ لَمَّا خَيَّرَهُمْ ابْنُ رَوَاحَةَ أَخَذُوا الثَّمَرَ
وَعَلَيْهِمْ عِشْرُونَ أَلْفَ وَسَقٍ .



اجارے کے احکام و مسائل

اجارہ اور اجردوں کا بنیادی مفہوم اجرت پر کچھ دینا ہے۔ قرآن مجید نے اجرت کے الفاظ حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باہمی معاہدے کے ساتھ ساتھ دودھ پلانے والی عورت کے حق کے لیے بھی استعمال کیے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ أَرْضُكُمْ لَكُمْ فَأَتُوا هُنَّ أَجُورَهُنَّ﴾ (الطلاق: ۶) نیز اسی حوالے سے سورۃ البقرہ کی ۲۳۳ نمبر آیت دیکھیے۔

فقہاء نے اجارہ کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اجارہ کسی چیز کو اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے متعین عوض (اجرت) کے بدلے مقررہ مدت کے لیے اس کی منفعت دوسرے کو دینے کا نام ہے۔ جس طرح گھر اور سواری کرائے پر دی جاتی ہے یا جس طرح کوئی مزدور اجرت پر اپنی خدمات فروخت کرتا ہے۔ ان فقہاء کے نزدیک پھل دار درخت یا انگور کی بیل کرائے پر نہیں چڑھائی جاسکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے درخت یا بیل کا پھل دوسرے کو ملتا ہے اور وہ منفعت نہیں ”ایک چیز“ ہے جس کی ملکیت دوسرے کو منتقل ہوتی ہے۔ نیز حاصل کرنے والا اسے صرف کرڈالتا ہے۔

اسی طرح ان کے نزدیک دودھ دینے والے جانور دودھ وغیرہ کے لیے کرائے پر نہیں دیے جاسکتے کیونکہ دودھ منفعت نہیں ”ایک چیز“ ہے جو دوسرے کی ملکیت میں جا کر صرف ہو جاتی ہے۔ (فقہ السنۃ :

۱۱۹/۳، الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۷۳۳/۳)

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک اجارے کی جو تعریف فقہاء نے کی ہے اس میں دودھ پلانے والی عورت کے حق الخدمت کو اجرت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جبکہ قرآن نے اس کو ”اجر“ قرار دیا ہے۔ اس لیے فقہاء کی بیان کردہ تعریف درست نہیں۔ فقہاء نے تو اپنی وضع کردہ تعریف پر اصرار کرتے ہوئے المآثر آن کے حکم کو خلاف قیاس قرار دے دیا ہے اور کئی قسم کی تاویلیں اختیار کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مرضعہ کو اجرت دودھ کی نہیں بلکہ بچے کو گود میں لینے اور سینے سے لگانے وغیرہ کی دی جاتی ہے۔ دودھ اصل مقصود ہی نہیں وہ ویسے ہی بچے کو حاصل ہو جاتا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ یہ تاویلیں نقل کر کے کہتے ہیں کہ ”ان حضرات نے حقائق کو اُلٹ دیا ہے۔ مقصود (یعنی بچے کا بطور غذا دودھ پینا) کو ذریعہ قرار دے دیا ہے اور ذریعے (گود میں اٹھانا، سینے سے لگانا) کو مقصد بنا دیا ہے۔ (اعلام الموقعین: ۲۲۲/۲ ملخصاً) اس میں کوئی شک نہیں کہ فقہی تعریض انسانی کاوش ہیں۔ جس میں غلطی کا امکان موجود رہتا ہے۔ اجارے کی تعریف کرتے ہوئے قرآن نے جہاں اجر کا لفظ بولا ہے، تعریف وضع کرتے ہوئے اس کو پیش نظر رکھنا چاہیے تھا۔ کیونکہ قیاس تو ہوتا ہی نص قرآن یا نص حدیث کی بنیاد پر ہے۔ یہ بات کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے کہ خود تعریف کر کے قرآن کے کسی حکم کو خلاف قیاس قرار دے دیا جائے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اصول کہ اجارہ منفعت کا معاہدہ ہے عین یا چیز کا نہیں سرے ہی سے غلط ہے۔ ان کے اپنے الفاظ میں: ”اس اصل پر نہ قرآن دلالت کرتا ہے نہ سنت نہ اجماع اور نہ قیاس صحیح۔“ ان کے نزدیک جس طرح اصل چیز کے باقی رہتے ہوئے اس کے منافع سے استفادے کا معاہدہ اجارہ ہوتا ہے اسی طرح اصل چیز کے باقی رہتے ہوئے ان اشیاء کے بارے میں معاہدہ بھی جو بتدریج اس سے حاصل ہوتی رہتی ہیں اجارہ ہی کہلاتا ہے۔ اسی طرح ان کے نقطہ نظر کے مطابق درخت یا دودھ دینے والے جانور کو اجارہ (کرایہ) پر دینا درست ہوگا۔ کیونکہ قرآن نے دودھ پلانے والی (مرضعہ) کے حق خدمت کو خود ”اجر“ قرار دیا ہے۔ (اعلام الموقعین، فصل إجارة الظئر، ص: ۳۱-۳۲)

امام ابن حزم رحمہ اللہ کا موقف اگرچہ وہ نہیں جو ابن قیم رحمہ اللہ کا ہے لیکن اعتراض کی حد تک دونوں میں اتفاق نظر آتا ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام مالک دودھ کے لیے ایک یا دو بھیڑوں کو اجارے پر دینا ناجائز سمجھتے ہیں لیکن دودھ ہی کے لیے پورا ریوڑ اجارے پر دینے کی اجازت دیتے ہیں۔ جبکہ اس معاملے میں صحیح ترین قیاس یہ ہے کہ ”دودھ کی غرض سے ایک بھیڑ کے اجارے کو رضاعت کے لیے دودھ پلانے والی کی اجرت پر قیاس کیا جائے۔“ (المحلی: ۱۸۹/۸) امام ابن قیم رحمہ اللہ کا استدلال اور ان کی تعریف باقی فقہاء کی وضع کی ہوئی تعریف کے بالمقابل قیاس صحیح اور قرآن مجید کے قریب تر ہے۔

جدید اسلامی بنکاری میں لیزنگ (Leasing) کو اجارہ قرار دیا جا رہا ہے اور اس تصور کو مغربی ممالک کے بینکوں میں بھی وسیع پیمانے پر اختیار کیا گیا ہے۔

بینکوں کے طریق کار کے مطابق چیز قانونی طور مالک ہی کی ملکیت رہتی ہے۔ استعمال کے حقوق البتہ لینے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔ اجرت یا کرایہ اس طرح مقرر کیا جاتا ہے کہ بینک اپنے اثاثے کی قیمت کچھ منافع سمیت مقررہ مدت میں بالاقساط وصول کر لیتا ہے۔ یہ مدت عام طور پر وہی ہوتی ہے جو چیز بنانے والے کے مطابق یا عرف عام میں اس چیز کی طبعی عمر ہوتی ہے۔ مدت پوری ہونے سے پہلے اگر معاہدہ منسوخ نہیں ہوا تو کامیابی سے معاہدہ پورا ہونے کے بعد وہ چیز استعمال کرنے والے ہی کو دے دی جاتی ہے کیونکہ بینک کے نزدیک اس کی طبعی عمر پوری ہو جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل) کار وغیرہ کی لیزنگ اسلامی طریقے پر اسی صورت کے مطابق کی جاسکتی ہے۔ اس کو بینک فنانس لیز کہتے ہیں۔

اگر کوئی چیز کم یا درمیانی مدت کے لیے اجارہ پر استعمال کے لیے دی جائے اور جب ایک استعمال کرنے والے کے ساتھ معاہدے کی مدت ختم ہو جائے تو مالک چیز اس سے واپس لے کر کسی دوسرے کو استعمال کے لیے اجارے پر دے دے تو اس کو بینک استعمالی اجارہ کہتے ہیں۔

ہمارے ہاں بینکوں میں جن معاہدوں کو اجارے پر مبنی قرار دیا جا رہا ہے ان میں اجارے کی شرعی شرائط میں سے بعض کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اجارے کی اسلامی صورت کے مطابق اجرت یا کرایہ پر دی گئی چیز کو لاحق ہونے والے خطرات اور نقصانات کا ذمہ دار مالک ہوتا ہے، چیز لینے والے پر اس سلسلے میں کوئی

... کتاب الإجارة

اجارے کے احکام و مسائل

بار نہیں ڈالا جاسکتا۔ جبکہ آج کل بنک یہ ذمہ داری اجارے پر چیز لینے والے فریق پر ڈال دیتے ہیں۔ اگر اس قباحت کو درست کر لیا جائے تو بنک کا معاہدہ اجارہ شرعاً درست ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر امام ابن قیم رحمہ اللہ کی وسیع تر تعریف کو قبول کر لیا جائے (جو کہ درحقیقت صحیح ترین تعریف ہے) تو اسلامی بنکاری کا دائرہ بد آسانی زرعی میدانوں تک پھیلا یا جاسکتا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ترتیب کی مناسبت سے کتاب الاجارہ کو کتاب البیوع کے وسط میں رکھا ہے۔ تقریباً گیارہ ابواب میں ذکر کی گئی احادیث مبارکہ معاہدہ اجارہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ زیادہ تر احادیث اجرت پر مختلف خدمات (معلم کی خدمات، معالج کی خدمات وغیرہ) حاصل کرنے کے بارے میں ہیں۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ کس طرح کی خدمات میں اجارہ جائز ہوگا اور کس طرح کی خدمات میں ناجائز ہوگا۔ ان احادیث کے ذریعے سے معاہدہ اجارہ کے مختلف پہلوؤں پر کیا روشنی پڑتی ہے۔ اس کی تفصیل احادیث کے مطالب کے ضمن میں آئے گی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ...) كِتَابُ الْإِجَارَةِ (التحفة ...)

اجارے کے احکام و مسائل

(المعجم ۳۶) - بَابُ: فِي كَسْبِ
الْمُعَلِّمِ (التحفة ۳۷)

باب: ۳۶- تعلیم دینے والے کی کمائی کا بیان

۳۴۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّوَّاسِيُّ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ وَأُرْمِي عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تَبْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَأَسْأَلَنَّهُ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَجُلٌ أَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ أَعْلَمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ وَأُرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى. قَالَ: «إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تُطَوِّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَأَقْبِلْهَا».

۳۴۱۶- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے کچھ افراد کو قرآن پڑھایا اور لکھنا سکھایا۔ تو ان میں سے ایک شخص نے مجھے ایک قوس (کمان) ہڈی بنا دی۔ میں نے (دل میں) کہا: یہ کوئی اہم مال بھی نہیں ہے اور میں جہاد میں اس کے ذریعے سے تیر اندازی ہی کر سکتا ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں اور اس کے متعلق پوچھتا ہوں۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایک آدمی نے ایک کمان ہدیہ کی ہے جسے میں نے لکھنا سکھایا اور قرآن پڑھایا ہے۔ اور یہ کوئی اہم مال بھی نہیں، میں اس کے ذریعے سے جہاد میں تیر اندازی ہی کر سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ تمہیں آگ کا طوق پہنایا جائے تو اسے قبول کرلو۔“

۳۴۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الأجر على تعليم القرآن، ح: ۲۱۵۷ من حديث وكيع به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۲۲۶/۶، وصححه الحاكم: ۴۱/۲، ۴۲، ووافقه الذهبي.

تعلیم دینے والے کی کمائی سے متعلق احکام ومسائل

۳۴۱۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ: قَالَ عَمْرُو: وَحَدَّثَنِي عَبَادَةُ بْنُ نُسَيْبٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ نَحْوُ هَذَا الْخَبَرِ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ، فَقُلْتُ: مَا تَرَى فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «جَمْرَةٌ بَيْنَ كَتِفَيْكَ تَقْلُدُهَا أَوْ تَعْلَقُهَا».

۳۴۱۷- جناب جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا اور پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”یہ انگارہ ہے جسے تو نے اپنے کندھوں کے درمیان ڈال لیا ہے۔“



فائدہ: معلم (قرآن) کی کمائی: قرآن مجید کی تعلیم دینے والے کی اجرت پر فقہاء نے طویل بحثیں کی ہیں۔ مختلف روایات، عمل صحابہ اور آثارِ سلف کو سامنے رکھا جائے تو قرآن مجید کی تعلیم کے حوالے سے تین صورتیں سامنے آتی ہیں: ① قرآن مجید کی تعلیم مسلمان معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے، تمام ایسے لوگ جو قرآن مجید کا علم رکھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے کام کاج سے وقت نکال کر قرآن مجید کی تعلیم دیں جس طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ یہ عمل خالصتاً لوجہ اللہ ہونا چاہیے۔ اس پر کسی طرح کی اجرت لینا ناجائز ہے۔ اس باب کی دونوں حدیثوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ لیکن دوسری روایات سے اس کا جواز ثابت ہے، جیسے حضرات صحابہ کا ایک سفر میں دم کر کے اس کے بدلے میں بکریاں لینے کا واقعہ ہے جس کی نبی ﷺ نے نفی نہیں فرمائی، بلکہ اس کی توثیق فرما کر اس کی تحسین فرمائی۔ (صحیح البخاری، الإجارة، باب ما يعطى فى الرقية) یہ واقعہ یہاں بھی اگلے باب میں آ رہا ہے۔ ان دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ تعلیم قرآن پر اس شخص کا اجرت لینا مستحسن نہیں جو اس سے بے نیاز ہو۔ تاہم دوسرے لوگوں کے لیے اس کے جواز سے مفر نہیں۔ بالخصوص جب کہ موجودہ مسلمان ممالک میں حکومتی سطح پر تعلیم و تدریس قرآن کا قطعاً کوئی اہتمام نہیں ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی کہ بعد کے زمانوں میں لوگ قرآن مجید پڑھ کر اس کے ذریعے لوگوں سے سوال کیا کریں گے۔ (جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب ۲۵) اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جن کا پیشہ ہی مانگنا ہوتا ہے۔ بھیک کے لیے قرآن کو استعمال کرنا چونکہ قرآن کی عظمت و حرمت کے منافی ہے اس لیے واقعی یہ انداز مذموم اور حرام ہے۔ ③ اگر کوئی حکومت یا ادارہ محسوس کرے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے لیے عمومی کوششیں ناکافی ہیں اور وہ ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کریں جو دیگر ذرائع معاش کو ترک کر کے صرف اسی

۳۴۱۷- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۲۵/۶ من حديث أبي داود، وأحمد:

۳۲۴/۵ من حديث بشر بن عبد الله به.

کام میں مشغول ہو جائیں اور ہمہ وقت مدارس وغیرہ میں قرآن مجید کی تعلیم دیں تو ان کے لیے مناسب وظیفہ معاش مقرر کرنا جائز ہے۔ جس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ انتظام کیا تھا کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ، معاذ بن جبل اور ابوالدرداءؓ کی خدمات حاصل کر کے انہیں شام بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور فقہ سکھائیں۔ (اسد الغابہ: ۳) تذکرہ حضرت عبادہ بن صامتؓ (رضی اللہ عنہ) حضرت عمران بن حصینؓ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دین سکھانے کے لیے بصرہ روانہ فرمایا۔ (اسد الغابہ: ۳) تذکرہ حضرت عمران بن حصینؓ (رضی اللہ عنہ) یہ بات قابل غور ہے کہ اپنے طور پر قرآن پڑھانے کی اجرت سے منع کرنے کی روایات حضرت عمران بن حصینؓ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ ہی سے منقول ہیں۔ یہی حضرات قرآن مجید کی قراءت اور تعلیم کی طرف متوجہ تھے اور یقیناً اس پر کوئی اجرت قبول نہ فرماتے تھے، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ حکومت کی طرف سے ان کی خدمات حاصل کیں تو انہوں نے یہ منصب قبول کر لیا۔

باب: ۳۷- طبیہوں کی کمائی کا بیان

(المعجم ۳۷) - بَابُ: فِي كَسْبِ

الْأَطْيَاءِ (التحفة ۳۸)

۳۴۱۸- حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ اصحاب نبی ﷺ کی ایک جماعت سفر میں گئی۔ انہوں نے ایک عرب قبیلہ کے ہاں پڑاؤ کیا اور ان سے ضیافت طلب کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر ایسے ہوا کہ اس قبیلے کے سردار کو (بچھو وغیرہ نے) ڈنک مار دیا۔ انہوں نے اس کا ہر طرح سے علاج کیا، مگر اسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تو ان میں سے کسی نے کہا: اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو تمہارے ہاں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں، شاید ان میں کسی کے پاس کوئی چیز ہو جو تمہارے آدمی کے لیے مفید ہو۔ (تو بعض آدمی آئے) اور کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو وغیرہ نے ڈنک مار دیا ہے اور ہم نے اس کا ہر طرح سے علاج معالجہ کیا ہے مگر اسے فائدہ نہیں ہوا۔ تو کیا تم میں

۳۴۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ: أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ انْطَلَقُوا فِي سَفَرَةٍ سَافَرُواهَا فَتَزَلُّوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، قَالَ: فَلَدَغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ، فَشَفَّوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَكُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَيِّدَنَا لَدَغَ فَشَفَّيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ فَلَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ

۳۴۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب ما يعطي في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ح: ۲۲۷۶ من حديث أبي عوانة، ومسلم، السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ح: ۲۲۰۱ من حديث أبي بشر به.

سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جو ہمارے آدمی کے لیے مفید ہو؟ ان کا مقصد دم تھا۔ صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا: میں دم کرتا ہوں۔ لیکن ہم نے تم سے ضیافت طلب کی تھی جس کا تم نے انکار کر دیا تو میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم کوئی عوض نہ دو۔ چنانچہ انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینا طے کیا۔ پھر وہ صحابی اس کے پاس گئے اور اس پر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ وہ اس دوران میں اس پر (ہلکا ہلکا) لعاب بھی پھونکتے جاتے تھے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو گیا گویا کہ کسی بندھن سے کھل گیا ہو۔ تو انہوں نے جو معاوضہ طے کیا تھا وہ دے دیا (بکریاں حوالے کر دیں۔) ساتھیوں نے کہا کہ انہیں آپس میں تقسیم کر لیں تو جس نے دم کیا تھا اس نے کہا: ایسے مت کرو حتیٰ کہ پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے مشورہ کریں۔ چنانچہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ کو یہ قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ”تمہیں کہاں سے خبر ہوئی تھی کہ یہ دم بھی ہے؟ تم نے بہت خوب کیا۔ میرا بھی اس میں حصہ رکھو۔“

شَيْءٌ يَشْفِي صَاحِبَنَا - يَعْنِي رُقِيَّةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنِّي لَأَرْقِي وَلَكِنْ اسْتَصَفْنَاكُمْ فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُصَيِّفُونَا، مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعَلًا. فَجَعَلُوا لَهُ قُطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَيَنْفُلُ حَتَّى بَرِيَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، قَالَ: فَأَوْفَاهُمْ جُعَلَهُ الَّذِي صَالَحُوهُ عَلَيْهِ، فَقَالُوا: اقْتَسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقَى: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَتَأْمُرُهُ، فَغَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ. أَحْسَنْتُمْ وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ».



۳۴۱۹- معبد بن سیرین نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی۔

۳۴۱۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَخِيهِ مَعْبِدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۳۴۱۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث يزيد بن هارون، انظر الحديث السابق، والبخاري، فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الكتاب، ح: ۵۰۰۷ من حديث هشام بن حسان به.

۳۴۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ. فَأَرَقِيَ لَنَا هَذَا الرَّجُلُ فَأَتَوْهُ بِرَجُلٍ مَعْتُوهِ فِي الْقِيُودِ. فَرَفَاهُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدُوَّةً وَعَشِيَّةً وَكُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ، ثُمَّ نَقَلَ، فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَهُ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلْ فَلَعَمْرِي لِمَنْ أَكَلَ بِرُفْقَةٍ بَاطِلٍ، لَقَدْ أَكَلْتُ بِرُفْقَةٍ حَقٍّ».

پچھنے لگانے والے کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۲۰- جناب خارجہ بن صلت نے اپنے چچا (حضرت علاقہ بن صحر تمیمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے تو وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا: تم اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کے پاس سے خیر (قرآن اور ذکر اللہ) لے کر آئے ہو چنانچہ ہمارے اس شخص پر دم کر دو۔ پھر وہ لوگ ان کے پاس ایک مجنون (دیوانے) کو لائے جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے تین دن تک صبح شام سورۃ فاتحہ کا دم کیا وہ جب بھی اسے ختم کرتے تو اپنا لعاب جمع کرتے اور اس پر پھونک دیتے۔ پھر وہ ایسے ہو گیا جیسے کہ بندھن سے کھول دیا گیا ہو۔ ان لوگوں نے ان کو کچھ دیا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ سب بیان کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ قسم میری عمر کی! لوگ باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں اور تم نے حق سچ دم سے کھایا ہے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① (طبابت) علاج معالجہ ایک مشروع اور جائز فن اور حلال کسب ہے اس میں قرآن کے ذریعے سے دم کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ ② فاتحہ اور دیگر آیات قرآنی کو بطور علاج دم کرنا کرنا جائز ہے اور جسم پر پھونک مارنا جب کہ اس میں لعاب کی آمیزش ہو مباح ہے۔ ③ اس پر طے والامعاوضہ بھی حلال اور طیب ہے۔ مگر محض (طب روحانی ہی کو) کسب بنالینا سلف سے ثابت نہیں۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے رزق کے معاملے میں انتہائی محتاط ہوا کرتے تھے اور یہی چیز ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ رزق حلال کھائے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا اپنی عمر کی قسم کھانا آپ ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہے آپ نے اسی طرح اپنی عمر کی قسم کھائی جس طرح قرآن مجید میں ہے: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الحجر: ۷۲) ”آپ کی عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدستی میں سرگرداں ہیں۔“

(المعجم ۳۸) - بَابُ: فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ (التحفة ۳۹)

باب: ۳۸- پچھنے لگانے والے کی کمائی کا بیان

۳۴۲۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۱۱/۵، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۸۷۶ من حديث شعبة به عنه هو علاقہ بن صحر رضی اللہ عنہ.

پچھنے لگانے والے کی کمائی سے متعلق احکام ومسائل

۳۴۲۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”سیکنی لگانے والے کی کمائی
عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ قَارِظٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ ناپسندیدہ ہے، کتے کی قیمت خبیث ہے اور بدکار عورت
يَزِيدَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ کی خریچی خبیث ہے۔“
قال: «كَسَبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَكَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ».

🌞 فوائد ومسائل: ① اس باب میں آپ ﷺ سے یہ منقول ہے کہ پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔ اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے پچھنے لگو کر لگانے والے کو ایک صاع مجبور دینے کا حکم دیا۔ یہ بھی ہے کہ حضرت ابن محیصہ کے دادا نے ایسی کمائی کے بارے میں مسلسل سوال کیا تو آپ نے انہیں اس طرح کی کمائی اونٹ یا غلام کو کھلانے کی اجازت دی۔ پچھنے لگانے میں چونکہ ایک صورت یہ ہوتی تھی کہ منہ سے مریض کا خون چوسا جاتا تھا لہذا اس نسبت سے اسے خبیث یعنی ناپسندیدہ کہا گیا ہے، ورنہ یہ مطلقاً حرام نہیں۔ ایسا ہوتا تو آپ پچھنے لگانے والے کو خود عطا کرتے نہ ایسی کمائی اونٹ یا غلام کو کھلانے ہی کی اجازت دیتے۔ یہ امکان بھی ہے کہ پچھنے لگانے والے جسم سے نکلا ہوا خون فروخت کر دیتے تھے۔ (نیل الاوطار: ۳۲۱/۵) کتا چونکہ حرام جانور ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ البتہ بعض لوگ شکاری کتا (کلب معلّم) خریدنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ⑤ زنا کاری سے حاصل شدہ آمدنی کے حرام ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

۳۴۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ مُحَيْصَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي إِجَارَةِ الْحَجَّامِ، فَنَهَاها عَنْهَا، فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حَتَّى أَمَرَهُ أَنْ اغْلِقَ نَاصِحَكَ وَرَقِيقَكَ.

۳۴۲۲- جناب ابن محیصہ (حرام بن سعد بن محیصہ) اپنے والد (یعنی دادا) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے (محیصہ رضی اللہ عنہ نے) رسول اللہ ﷺ سے پچھنے لگانے کی اجرت کے متعلق دریافت کیا، تو آپ نے انہیں منع فرما دیا۔ وہ پھر بھی آپ سے سوال کرتے اور اجازت چاہتے رہے حتیٰ کہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ اسے اپنی اونٹنی اور اپنے غلام کو کھلا دے۔

۳۴۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب، وحلوان الكاهن... الخ، ح: ۱۵۶۸ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۳۴۲۲- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في كسب الحمام، ح: ۱۲۷۷ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۱۶۶، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۷۴/۲، وسقط منه: "عن أبيه"، وهو غلط.

لونڈیوں کی کمائی سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۲۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ
يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ، وَلَوْ عَلِمَهُ خَيْبًا لَمْ
يُعْطِهِ.

۳۴۲۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپنے لگوائے اور حجام کو اس کی
اجرت دی۔ اگر یہ کام یا اجرت خبیث (حرام) ہوتی تو
اسے نہ دیتے۔

🌞 فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے مذکورہ بالا حدیث نمبر ۳۴۲۱ میں وارد لفظ ”خبیث“ کا ترجمہ واضح
ہو گیا ہے۔

۳۴۲۴- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ
قَالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرَ
لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا
عَنْهُ مِنْ خُرَاجِهِ.

۳۴۲۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ جناب ابوطیبہ نے رسول اللہ ﷺ کو
چھپنے لگائے تو آپ نے اسے ایک صاع کھجور دینے کا حکم
دیا۔ اور اس کے مالکوں سے سفارش فرمائی کہ اس پر لاگو
خراج میں تخفیف کریں۔

(المعجم ۳۹) - بَابُ فِي كَسْبِ
الْإِمَاءِ (التحفة ۴۰)

باب: ۳۹- لونڈیوں سے بدکاری کرا کے
مال حاصل کرنا

۳۴۲۵- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:
حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
جُحَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ سَمِعَ أَبَا
هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ
كَسْبِ الْإِمَاءِ.

۳۴۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ
ﷺ نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

🌞 فائدہ: یعنی لونڈی جب بدکاری یا گانے بجانے سے مال کماتی ہو تو سراسر حرام ہے۔

۳۴۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب خراج الحجام، ح: ۲۲۷۹ عن مسدد به.
۳۴۲۴- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب ذكر الحجام، ح: ۲۱۰۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۹۷۴/۲، ورواه مسلم، ح: ۱۵۷۷ من حديث حميد الطويل به.
۳۴۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب كسب البغي والإماء، ح: ۲۲۸۳ من حديث شعبة به.

.. کتاب الإجارة

کاہن کے ”نذرانے“ سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۲۶- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ قَالَ: جَاءَ رَافِعُ بْنُ رِفَاعَةَ إِلَى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لَقَدْ نَهَانَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ الْيَوْمَ فَذَكَرَ أَشْيَاءَ، وَنَهَانَا عَنْ كَسْبِ الْأَمَةِ إِلَّا مَا عَمِلَتْ يَدَيْهَا، وَقَالَ هَكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْخَبَزِ وَالْغَزَلِ وَالنَّفْسِ.

۳۴۲۶- جناب طارق بن عبد الرحمن قرشی نے بیان کیا کہ جناب رافع بن رفاعہ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک مجلس میں آئے اور کہا کہ آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا ہے اور کئی چیزیں ذکر کیں اور ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ نے ہمیں لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے جو اس کے ہاتھ کی کمائی ہو۔ اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مثلاً روٹی پکائے اون کا تے یا دھکے۔

🌞 فائدہ: عورتوں کے لیے گھریلو دستکاریاں ایک اچھا مشغلہ ہیں۔ انہیں اس میں مہارت حاصل کرنی چاہیے تاکہ وہ ان میں مشغول رہیں اور دیگر لغویات سے محفوظ رہیں۔



۳۴۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُذَيْكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ هُرَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ هُوَ ابْنُ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْأَمَةِ حَتَّى يُعْلَمَ مِنْ أَيْنَ هُوَ.

۳۴۲۷- جناب رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ جانا جائے کہ کہاں سے کمایا ہے۔

🌞 فائدہ: مالک کو علم ہونا چاہیے کہ اس کے کارندے یا بچے کہاں سے کس کس طرح سے کمائی کر کے لاتے ہیں، تاکہ حلال و طیب کا یقین ہو اور مشکوک و حرام سے بچاؤ اور بچایا جاسکے۔

(المعجم . . .) - باب حُلُولِ الْكَاهِنِ (التحفة ۴۱) باب: کاہن کا ”نذرانہ“ (حرام ہے)

۳۴۲۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ

۳۴۲۸- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۳۴۲۶- [حسن] أخرجه أحمد: ۳۴۱/۴ عن هاشم بن القاسم به، وصححه الحاكم: ۴۲/۲، وتعبه الذهبي، والصابغ خلافة، وله شواهد.

۳۴۲۷- [حسن] أخرجه الحاكم: ۴۲/۲ من حديث أحمد بن صالح به، وللحديث شواهد، وهو با حسن.

۳۴۲۸- [حسن] أخرجه البخاري، الطب، باب الكهانة، ح: ۵۷۶۱، ومسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلول الكاهن . . . الخ، ح: ۱۵۶۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

جانور کو جفتی کرانے کی اجرت سے متعلق احکام و مسائل

الرُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى
عَنْ تَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ
الْكَاهِنِ.

☀ فائدہ: کاہن وہ ہیں جو لوگوں کو مستقبل کی خبریں اور قسمت کے احوال بتاتے ہیں یہ کذاب لوگ ہوتے ہیں ان کے پاس جانا ہی حرام ہے۔ اگر کوئی ان کی پیش گوئی کو سچ مانے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم، السلام، حدیث: ۲۳۳۰) انہیں کچھ دینا بھی حرام ہے اور ان کی اپنی کمائی بھی حرام ہے۔

(المعجم ۴۰) - بَابُ: فِي عَسَبِ
الفحل (التحفة ۴۲)

۳۴۲۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ:
أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ
نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَنْ عَسَبِ الْفَحْلِ.

۳۴۲۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے جانور کو جفتی کرانے کی قیمت سے منع
فرمایا ہے۔

☀ فائدہ: مویشی پالنے والے جانتے ہیں کہ چراگا ہوں میں ریوڑوں کے ریوڑ چرتے پھرتے ہیں اور فطری طریقے
پر جانوروں کا ملاپ ہوتا رہتا ہے۔ اس عمل کی اجرت یا قیمت نہ ملے ہو سکتی ہے نہ اس کی اجرت وصول کرنے کی غرض
سے جانوروں کو فطری ملاپ سے روکنا روا ہے۔ حدیث مبارک: ”مادہ جانوروں کا حق ہے کہ نہ جانور ان سے ملاپ
کریں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۹۸۸) اسی چیز پر دلالت کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس پر قیمت یا اجرت طلب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ ایک صحابی نے جب اصرار سے
پوچھا کہ ہم جب (طلب کرنے پر) اپنا نر جانور لے جاتے ہیں تو وہاں ہمارا اکرام کیا جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ ہدیہ پیش
کیا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔ اس اجازت سے پتہ چلتا ہے کہ باقاعدہ خرید و فروخت سے
ہٹ کر جانور رکھنے والوں کی سہولت کیلئے لین دین کا جو رواج موجود ہے اسے ختم کر کے ستم کو خراب کرنا مقصود نہیں۔
چراگا ہوں کو چھوڑ کر باقی جگہوں پر بعض اوقات نر جانور آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اس صورت کو سامنے
رکھ کر امام مالک رحمہ اللہ نے نسل کے زیاں سے بچنے کے لیے اس کی اجازت دی ہے۔ (فتح الباری: ۵۸۲/۳)

جب سے جانوروں کے مالکوں میں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ دودھ وغیرہ کے حصول کے لیے اچھی نسل

... کتاب الإجارة

سناروں کی کمائی سے متعلق احکام ومسائل

کے جانوروں کی پیدائش ضروری ہے تو اچھی نسل کے نروں کی مانگ بڑھ گئی ہے بلکہ اب تو مصنوعی نسل کشی کا جدید طریقہ رائج ہو گیا ہے۔ اب اچھی نسل کے نر اسی غرض سے پالے جاتے ہیں ان پر خرچ کیا جاتا ہے اور ان سے حاصل ہونے والے مادے سے مصنوعی طور پر نسل کشی کی جاتی ہے۔ اگر اس کے لیے باقاعدہ قیمت یا اجرت کا تعین کرنے کی بجائے ”اکرام“ کے تحت لین دین کا طریقہ رائج ہو جائے تو شرعاً اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ قدیم فقہاء اور مفسرین نے ملاپ کے عمل پر اجرت یا قیمت نہ لینے کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ جس چیز کی اجرت لی جا رہی ہے اس کی نہ مقدار کا تعین ہو سکتا ہے نہ اس کی فراہمی یقینی ہوتی ہے اس لیے یہ غیر معلوم اور غیر یقینی چیز کی اجرت ہوگی۔ جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

اگر حرمت کی وجہ صحیح تسلیم کر لی جائے تو مصنوعی نسل کشی کے طریقوں کی وجہ سے اب یہ غیر معلوم اور غیر یقینی چیز نہیں رہی۔ جدید تکنیک کے ذریعے سے باقاعدہ متعین مقدار میں نر جانور کا مواد مادہ جانور کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تو اجرت کا بھی جواز پیدا ہو سکتا ہے۔

یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ خود مصنوعی نسل کشی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواز پر تاہیر (کھجور کے پھل دینے والے درختوں پر نہ کھجور کا پورا لڑاؤ لانا) کی حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو پیداوار حاصل کرنے کے اس مصنوعی طریقے کو آپ نے فطری طور پر ناپسند فرمایا اور اس سے روک دیا لیکن جب معلوم ہوا کہ اس سے کھجوروں کی پیداوار کم ہوگئی ہے تو آپ نے باقاعدہ اس کی اجازت دے دی۔ اس حدیث کی رو سے نر جانور کا مصنوعی طریقے سے مادہ تک پہنچانے کا طریقہ اختیار کرنے کی اجازت موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان تجارتی طریقوں کی بجائے فطری طریقوں کو رائج کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ رفاه عامہ کی غرض سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں تاکہ فطری طریقوں سے اعلیٰ نسل کے جانور حاصل ہوں اور لوگ تجارتی بنیادوں پر اس کا انتظام کرنے کی مجبوری سے بچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ”جانوروں کے حق“ کے حوالے سے جو اشارہ فرمایا ہے وہ رفق بالحيوانات (جانوروں سے نرمی کا سلوک کرنا) کی بہترین مثال ہے۔ ان حقوق کو پورا کرنے کی بھی یہی صورت ہے کہ حکومتیں بڑے پیمانے پر اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں۔

(المعجم ۴۱) - باب: فِي الصَّائِغِ

باب: ۴۱- سناروں کی کمائی کا بیان

(التحفة ۴۳)

۳۴۳۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۳۴۳۰- جناب ابوماجدہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک

۳۴۳۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۲۷/۶ من حديث حماد بن سلمة به * أبو ماجدة مجهول، وقال البخاري: "هو حديث مرسل، لم يصح إسناده".

سناروں کی کمائی سے متعلق احکام ومسائل

لڑکے کا کان کاٹ لیا۔ یا میرے کان سے کچھ کاٹ لیا گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حج کرتے ہوئے ہمارے ہاں آئے۔ ہم ان کے ہاں جمع ہو گئے تو انہوں نے ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ اس میں قصاص ہے، حجام کو بلاؤ جو اس سے قصاص لے۔ جب حجام کو بلایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: ”میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام بہہ کیا ہے، امید ہے کہ وہ اس کے لیے بابرکت ثابت ہوگا“ اور میں نے اس سے کہا ہے کہ اسے کسی حجام سنار یا قصاب کے حوالے نہ کرنا۔“

حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ قَالَ: قَطَعْتُ مِنْ أُذُنِ غُلامٍ، أَوْ قُطِعَ مِنْ أُذُنِي، فَقَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ حَاجًّا، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَرَفَعْنَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ هَذَا قَدْ بَلَغَ الْقِصَاصَ ادْعُوا لِي حَجَّامًا لِيَقْتَصَّ مِنْهُ، فَلَمَّا دُعِيَ الْحَجَّامُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنِّي وَهَبْتُ لِخَالَاتِي غُلامًا، وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَارِكَ لَهَا فِيهِ، فَقُلْتُ لَهَا: لَا تُسَلِّمِيهِ حَجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قِصَّابًا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ابْنُ مَاجِدَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

۳۴۳۱- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۳۴۳۲- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ نے ابن اسحق سے روایت میں کہا ”ابن ماجدہ بنو سہم کا فرد تھا اور اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔“

۳۴۳۱- ابو ماجدہ (ابن ماجدہ) سہمی نے بواسطہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے اسی حدیث کی مانند روایت کیا۔

۳۴۳۲- ابن ماجدہ سہمی نے بواسطہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کیا۔

۳۴۳۱- تخریج: [ضعیف] انظر الحديث السابق.

۳۴۳۲- تخریج: [ضعیف] انظر الحديث السابقين، وأخرجه البيهقي: ۶/ ۱۲۸ من حديث أبي داود به.

... کتاب الإجارة

فروخت ہونے والے مال دار غلام سے متعلق احکام و مسائل

الْحَرَقِيُّ عَنْ ابْنِ مَاجِدَةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي
سَهْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ:
سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِمَعْنَاهُ.

☀ فائدہ: مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔ سونے چاندی کی بیچ کرنے والے اور اس کے زیورات بنانے والے (یعنی سار) نبی ﷺ کے دور میں موجود تھے۔ آپ سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی رہے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حرم مکہ کی اذخر (گھاس) کے حلال رکھے جانے کی ایک علت یہی بیان کی تھی کہ یہ ہمارے گھروں میں استعمال ہوتی ہے اور صراف لوگ بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی طرح سے ثابت ہے کہ سار کی کمائی امانت و دیانت کی شرط پر ایک حلال کمائی ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔ عیب تو خیانت اور جھوٹ میں ہے خواہ کسی میں ہو کہیں بھی ہو۔ (صحیح البخاری، البيوع، باب ما قيل في الصَّوَاغ)

(المعجم ٤٢) - بَابُ: فِي الْعَبْدِ يَبَاعُ
وَلَهُ مَالٌ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۲- مال دار غلام جو فروخت کیا
جار ہا ہو



۳۴۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ،
عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَاعَ عَبْدًا
وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ
الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا فَالْثَّمَرَةُ
لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۳۴۳۳- حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت
عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں
کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی غلام بیچا اور اس
کے پاس مال بھی ہو تو یہ مال اس کے فروخت کرنے
والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔ اور جس نے
تائیر شدہ کھجور بیچی تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہوگا الا یہ کہ
خریدار شرط کر لے۔“

☀ توضیح: کھجوروں پر پھل آنے سے پہلے ان کی خاص انداز سے اصلاح کی جاتی ہے اور مادہ کھجوروں میں نرکا بور
وغیرہ ڈالا جاتا ہے اسے تائیر (بورڈا) یا پیوند کاری) کہتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ اگر غیر تائیر شدہ کھجور
بیچی گئی ہو اور اس پر پھل ہو تو وہ خریدار کا ہوگا۔

۳۴۳۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
۳۴۳۴- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ

۳۴۳۳- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح: ۱۵۴۳ من حديث سفیان بن عیینة به،
وهو في مسند أحمد ۹/۲، ورواه البخاري، ح: ۲۳۷۹ من حديث الزهري به.

۳۴۳۴- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ۴۴

منڈی میں مال لانے والوں سے راستے ہی میں سودا کر لینے کا بیان

ﷺ سے غلام کا قصہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے کھجور کا مسئلہ بیان کیا۔

عن نافع، عن ابن عمر، عن رسول الله ﷺ بَقْصَةِ الْعَبْدِ، وَعَنْ نَافِعٍ،
عن ابن عمر عن النبي ﷺ بَقْصَةِ النَّحْلِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زہری اور نافع نے چار احادیث میں اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَاخْتَلَفَ الزُّهْرِيُّ وَنَافِعٌ فِي أَرْبَعَةِ أَحَادِيثَ هَذَا أَحَدُهَا.

۳۴۳۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غلام فروخت کیا اور اس کے پاس مال ہو تو اس کا مال فروخت کرنے والے کا ہوگا سوائے اس کے کہ خریدار شرط کر لے۔

۳۴۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَأَلْمَالَ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

فائدہ: یعنی بیچتے ہوئے اصل بکنے والی چیز کے ساتھ کچھ اور وابستہ ہے تو وہ از خود خریداری کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ ایسے زوائد پہلے مالک کے ہیں۔ ہاں اگر بیچ کے دوران میں یہ طے ہو جائے کہ اصل چیز مع زوائد بیچی جا رہی ہے تو پھر یہ خریداری ہوگی۔

باب: ۴۳- منڈی میں مال لانے والوں سے راستے ہی میں سودا کر لینا

(المعجم ۴۳) - بَابُ: فِي التَّلَقِّي (التحفة ۴۵)

۳۴۳۶- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ سامان لانے والوں سے راستے میں ملوحتی کہ اسے منڈی میں اتار لیا جائے۔“

۳۴۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا

۴۴ ح: ۲۳۷۹، ومسلم، انظر الحديث السابق، من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۶۱۷.

۳۴۳۵- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۰۱ من حديث سفيان بن عيينة به، وانظر، ح: ۳۴۳۳ فهو شاهد له.
۳۴۳۶- تخريج: أخرجه البخاري، البيهقي، باب: لا يبيع على بيع أخيه... الخ، ح: ۲۱۳۹ وح: ۲۱۶۵، ومسلم، البيهقي، باب: تحريم بيع الرجل على بيع أخيه... الخ، ح: ۱۴۱۲ بعد، ح: ۱۵۱۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۶۸۳.

... کتاب الإجارة

دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھانے سے متعلق احکام و مسائل

تَلَقَّوْا السَّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا الْأَسْوَاقُ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① جب دو شخص آپس میں کوئی سودا طے کر رہے ہوں تو کسی تیسرے کو اجازت نہیں کہ ان کے سودے میں دخل دے کر اسے خراب کر دے یا خود خرید لے۔ ② دوسرے مسئلے کی وضاحت درج ذیل حدیث میں آئی ہے۔

۳۴۳۷- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرِو الرَّقَّيِّ عَنْ أُيُوبَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ تَلَقِّي الْجَلْبِ، فَإِنْ تَلَقَّاهُ مُتَلَقٍّ مُشْتَرٍ فَاشْتَرَاهُ فَصَاحِبُ السَّلْعَةِ بِالْخِيَارِ إِذَا وَرَدَتِ السُّوقُ.

۳۴۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ منڈی میں سامان لانے والوں سے راستے ہی میں ملاقات کی جائے۔ (یعنی سامان خرید لیا جائے) اگر کوئی خریدار اس سے ملا ہو اور سامان خرید ا ہو تو مال والے کو بازار میں آنے کے بعد اختیار ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سُفْيَانُ: لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ أَنْ يَقُولَ إِنْ عِنْدِي خَيْرٌ مِنْهُ بِعَشْرَةٍ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا سفیان رحمہ اللہ نے کہا: کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے یعنی یوں کہے کہ میرے پاس اس سے دس گنا بہتر ہے۔ (ایسا کہنا جائز نہیں۔)

🌞 فائدہ: راستے میں مال لانے والے سے مل کر سودا کرنے کا عموماً مقصد یہی ہوتا ہے کہ بازار سے کم قیمت پر خرید لیا جائے اور بازار کا بھاؤ مالک کے علم ہی میں نہ آئے۔ یہ طریقہ تجارت کے آزادانہ طور پر جاری رہنے میں رکاوٹ ہے۔ مارکیٹ کے عوامل میں اس طرح کی مداخلت ممنوع ہے۔ دوسرے مسلمان بھائی کی بے خبری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ہے جو مذموم ہے۔ اس لیے ممانعت کے ساتھ ہی یہ طے کر دیا گیا کہ اگر راستے میں سودا طے ہوا اور اس کے بعد بیچنے والے کو پتہ چل گیا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے تو اسے بیچ واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

(المعجم ۴۴) - بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجَشِ (التحفة ۴۶)

باب: ۴۴- دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھا کر لگانا

۳۴۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ

۳۴۳۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۴۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في كراهية تلقي البيوع، ح: ۱۲۲۱ من حديث عبيد الله بن عمرو به، وقال: "حسن غريب"، ورواه مسلم، ح: ۱۵۱۹ من حديث محمد بن سيرين به.

۳۴۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، البيهقي، باب: لا يبيع على بيع أخيه... الخ، ح: ۲۱۴۰، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ۱۴۱۳ من حديث سفیان بن عیینة به.

شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے کی ممانعت کا بیان

السرّح: حدثنا سفیان عن الزهري، عن رسول الله ﷺ نے فرمایا: ”سودے پر دھوکا دینے کے سعید بن المسيّب، عن أبي هريرة قال: لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر قیمت نہ لگاؤ۔“ قال رسول الله ﷺ: «لَا تَنَاجُشُوا».

🌞 فوائد و مسائل: ① [نَجَش] کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص بظاہر خریدار بن کر معاملہ کرنے والوں کے درمیان قیمت زیادہ دینے کی پیش کش کر دے حالانکہ وہ حقیقی خریدار نہ ہو۔ اور حقیقی خریدار اس دھوکے میں آ کر کہ لوگ زیادہ دے رہے ہیں، زیادہ قیمت کے عوض خریدنے پر آمادہ ہو جائے۔ بعض اوقات اس قسم کے لوگ خود دکانداروں کی طرف سے بازار میں گھوم رہے ہوتے ہیں۔ یہ عمل اسلامی امانت و دیانت کے خلاف ہے، منڈی کے عوائل کی آزادی میں رکاوٹ ہے اور دھوکا ہے اس لیے حرام ہے۔ ② البتہ نیلام عام (بیع من یزید) میں حقیقی خریدار ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی دیں تو یہ جائز ہے۔

باب: ۴۵ - شہری کو دیہاتی کا مال بیچنا منع ہے (المعجم ۴۵) - بَابُ: فِي النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ (التحفة ۴۷)

۳۴۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول الله ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کا کام کرے۔ (طاوس کہتے ہیں:) میں نے وضاحت چاہی کہ اس کا کیا مفہوم ہے؟ تو کہا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے دلال نہ بنے۔

۳۴۴۰- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زُهَيْرٌ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ يُونُسَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ»

۳۴۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: هل يبيع حاضر لباد بغير أجر؟... الخ، ح: ۲۱۵۸، ومسلم، البيوع، باب: تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ۱۵۲۱ من حديث معمر به.

۳۴۴۰- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب: بيع الحاضر للبادي، ح: ۴۴۹۷ من حديث يونس بن عبيد به، ورواه البخاري، ح: ۲۱۶۱، ومسلم، ح: ۱۵۲۳ من حديث أنس به.



شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے کی ممانعت کا بیان

حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ» .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ، وَهِيَ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لَا يَبِيعُ لَهُ شَيْئًا وَلَا يَتَّاعُ لَهُ شَيْئًا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حفص بن عمر سے سنا، انہوں نے کہا: ہمیں ابو ہلال نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے محمد (ابن سیرین) حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے بیان کرتے تھے کہ [لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ] کا کلمہ جامع معنی رکھتا ہے۔ یعنی شہری، دیہاتی کے لیے کوئی چیز بیچنے نہ کوئی چیز خریدے۔

🌞 فائدہ: اس باب میں مذکور احادیث سے دلالی کے مسئلے پر روشنی پڑتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شہری، دیہاتی کے لیے اس کی لائی ہوئی اشیاء فروخت نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا مطلب ہے شہری دیہاتی کا دلال نہ بنے۔ باب کی آخری حدیث میں اس کی حکمت یہ بتائی گئی کہ لوگوں کی خرید و فروخت کے معاملے میں مداخلت نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے۔ یہ مارکیٹ کی قوتوں کو آزاد رکھنے کی تلقین ہے۔ آپ ﷺ نے اسی وجہ سے قیمتیں مقرر کر دینے کو روانہ سمجھا بلکہ قیمتوں کو رسد اور طلب کے فطری توازن کا نتیجہ قرار دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ دیہات سے ضرورت کی اشیاء شہر میں لاتے ہیں ان کو لالچ دے کر اپنی کوششوں سے قیمتوں میں اضافہ کروانا اور پھر اس میں حصہ دار بننا بنیادی طور پر آزاد مارکیٹ میں ناپسندیدہ مداخلت ہے، اس سے اشیاء ضرورت ناروا طور پر مہنگی ہوتی ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔ دوسری طرف ابو داود ہی کی کتاب النبیوع کی پہلی حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بازار جا کر دالوں کو سمسار کی بجائے جو ایک عجیب لفظ ہے زیادہ قابل احترام نام تاجر سے پکارا جس پر یہ حضرات بہت خوش ہوئے۔ آپ نے ان کو تلقین فرمائی کہ بیع و شراء کے معاملے میں انسان سے کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں اس لیے تم لوگوں کو صدقہ کرتے رہنا چاہیے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دلالی بطور ایک باقاعدہ ادارے کے موجود تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو ختم نہ فرمایا۔ شہروں میں بڑے پیمانے پر اشیاء صرف دور دراز سے آتی ہیں۔ جب مال کے ساتھ تاجر خود موجود نہ ہو یا مال اتنا ہو کہ سارا وہ خود نہ بیچ سکتا ہو یا مقامی زبانوں، تجارتی اصطلاحوں، طور طریقوں اور مقامی تجارتی پارٹیوں کے قابل اعتبار ہونے نہ ہونے کے بارے میں ناواقفیت کے سبب مال لانے والوں کو شدید مشکلات درپیش ہوں تو ان کے لیے مقامی دلال یا ایجنٹ کی خدمات ضروری ہیں ورنہ وہ اپنا مال منڈی میں نہ بھیجیں گے۔ اسی لیے اس کا روبرو کو ختم نہیں کیا جاسکتا نہ رسول اللہ ﷺ نے دالوں کو کاروبار ختم کرنے کا حکم ہی دیا ہے۔ بظاہر دونوں باتیں ایک دوسرے سے متضاد نظر آتی ہیں۔ لیکن دونوں کو اپنے مقام پر رکھ کر دیکھا جائے تو حقیقتاً کوئی تضاد نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے سمسار کے کاروبار کو بند کرنے کا حکم دینے کی بجائے اس کا روبرو کے ایک حصے کے بارے میں فرمایا کہ

کوئی شہری دیہاتی کی طرف سے نہ بیچے یعنی دوسرے علاقوں کے شہری تاجر دلالوں کی خدمات سے مستفید ہو سکتے ہیں البتہ شہر کے ارد گرد کے لوگ جو اپنی اپنی زرعی پیداوار شہر میں بیچنے کے لیے لے کر آتے ہیں ان کے معاملے میں مداخلت نہ کی جائے تاکہ ان اشیاء کی خرید و فروخت فطری طریقے پر جاری رہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے۔ ہمارے فقہانے آپ کے اس فرمان: ”اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے“ کا محض یہ مطلب لیا ہے کہ دیہات سے اشیاء لانے والے افراد منڈی میں سستی بیچ جایا کریں گے تو اس میں شہروالوں کی اجتماعی بھلائی ہوگی۔ آج کل جو کچھ سامنے آتا ہے وہ اس کے برعکس ہے۔ بلدیاتی اداروں نے دیہات سے تھوڑی مقدار میں اشیاء لانے والوں کو قانوناً مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی اشیاء دلالوں کے ذریعے سے فروخت کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایک طرف تو عام گاہک کے لیے چیزیں مہنگی ہو گئیں۔ دوسری طرف دیہاتیوں کو ان کی پیداوار کی بہت کم قیمت ملتی ہے۔ سارا منافع درمیان کے لوگ لے جاتے ہیں۔ روزمرہ کی اشیاء جن کی دیہات سے رسد جاری رہتی ہے اگر دلالوں کی مداخلت سے الگ کر دی جائیں جس طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے تو دونوں فریقوں کو بے حد فائدہ پہنچے گا۔ یہی آپ ﷺ کے فرمان: ”مداخلت نہ کرو اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے“ کا حقیقی مفہوم ہے۔

۳۴۴۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: اَعْرَابِيٌّ حَدَّثَنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَالِمِ الْمَكِّيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا حَدَّثَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ بِحُلُوبَةٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَزَلَّ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ خَاضِرٌ لِبَايَدٍ وَلَكِنْ أَذْهَبَ إِلَى السُّوقِ فَانْظُرْ مَنْ يَبَايِعُكَ فَشَاوِرْنِي حَتَّى أَمُرَكَ وَأَنْهَاكَ.

۳۴۴۱- جناب سالم مکی سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ان سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی ایک دودھ والی اونٹنی لایا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرا (اور چاہا کہ طلحہ اسے فروخت کر دیں) تو طلحہ نے کہا: بے شک نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے فروخت کرے۔ لیکن تم خود بازار جاؤ اور دیکھو کہ کون تم سے خریدنا چاہتا ہے۔ پھر مجھ سے مشورہ کر لینا حتیٰ کہ میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم نے اس سے سودا کرنا ہے یا نہیں۔

☀ فائدہ: یہ روایت سداضعیف ہے۔ تاہم اس میں شبہ نہیں کہ خیر القرون میں مسلمان اتباع رسول ﷺ اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی میں بہت ہی اونچے درجے پر تھے۔ اس واقعے میں نبی ﷺ کے فرمان کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کا بھی پورا اہتمام ہے۔

۳۴۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى الموصلي في مسنده، ح: ۶۴۳ من حديث حماد بن سلمة به * ابن إسحاق عن، وللحديث علة عند البزار في البحر الزخار: ۱۶۹/۳، ۱۷۰.

دودھ روکے ہوئے جانور کی خرید و فروخت سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَذَرَوْا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ».

۳۴۴۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت نہ کرے۔ لوگوں کو چھوڑ دو اللہ بعض کو بعض سے رزق دیتا ہے۔“

(المعجم ۴۶) - باب مَنِ اشْتَرَى مُصْرَاةً فَكَرِهَهَا (التحفة ۴۸)

باب: ۴۶- اگر کسی نے دودھ روکا ہوا جانور خرید لیا ہو اور پھر وہ اسے پسند نہ آئے تو.....؟

۳۴۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَلْقُوا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْعَنَمَ، فَمَنْ ابْتَاَعَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ».

۳۴۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(منڈی میں پہنچنے سے پہلے) خریداری کے لیے قافلوں سے مت ملو۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اونٹنی یا بکری کا دودھ مت روکو۔ جس نے اس قسم کا جانور خرید لیا ہو تو دودھ وہ لینے کے بعد اسے دو باتوں کا اختیار ہے اگر وہ پسند ہو تو رکھ لے اور اگر پسند نہ آئے تو اسے لوٹا دے اور ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے۔“

☀ فائدہ: مذکورہ باب میں بنیادی طور پر یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ زیادہ قیمت حاصل کرنے کے لیے دودھ دینے والے جانور کا دودھ روکنا تاکہ گاہک اسے زیادہ دودھ دینے والا جانور سمجھ کر زیادہ قیمت دے کر خرید کر کوٹین دن تک آزمانے کی اجازت ہے اگر وہ ایسا جانور نہ رکھنا چاہے تو واپس کر کے اپنی قیمت لے سکتا ہے۔ البتہ وہ دودھ جو جانور کے تھنوں میں خریداری کے وقت سے پہلے کا تھا اور بیع مکمل ہونے کی صورت میں بیچنے والے کی طرف سے اپنی مرضی کے ساتھ چھوڑ دیا گیا تھا اس کی حق وہی بھی ضروری ہے۔ اپنی پوری قیمت کی واپسی کے بعد خریدار کا اس پر حق باقی نہیں رہا۔ انصاف کے اعلیٰ معیار کے مطابق خریدار کو اس کے بدلے میں ایک صاع (تقریباً ڈھائی کلو) کھجور ادا کرنی چاہیے۔

۳۴۴۲- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ۱۵۲۲ من حديث زهير بن معاوية به.

۳۴۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقر... الخ، ح: ۲۱۵۰، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه... الخ، ح: ۱۱/۱۵۱۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۶۸۳، ۶۸۴.

دودھ روکے ہوئے جانور کی خرید و فروخت سے متعلق احکام و مسائل

عرب میں کھجور مقامی طور پر پیدا ہوتی تھی اور سستی تھی گندم خصوصاً عمدہ قسم کی باہر سے لائی جاتی تھی اس لیے مہنگی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے عام غذائی جنس دینے کا حکم دیا کہ سراء یعنی بڑھیا گندم دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ واپس کرنے والے سے زیادہ بہتر غذا کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا فتوہ بھی یہی ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ (فتح الباری، کتاب البیوع، باب النہی للبائع ان لا یحفل.....) صرف احناف میں سے بعض کی رائے اس کے مخالف ہے جبکہ امام زفر رحمہ اللہ ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی جمہور ہی کے ساتھ ہیں۔ البتہ امام ابو یوسف ہر صورت کھجور کا صاع دینے کی پابندی سے اختلاف رکھتے ہوئے اس کی قیمت ادا کرنے کو بھی روا سمجھتے ہیں۔ (فتح الباری، کتاب البیوع، باب النہی للبائع ان لا یحفل.....) اب اسلام بہت دور تک پھیل چکا ہے۔ انڈونیشیا، تائیچیر یا جیسے ممالک میں کھجور دستیاب ہی نہیں، اس لیے اس علاقے کی بآسانی دستیاب غذائی جنس کھجور کے قائم مقام ہوگی۔ اور جس طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا نقطہ نظر ہے، ایسی جنس کی قیمت ادا کر دینا بھی درست ہوگا۔ واللہ اعلم



۳۴۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا تو اسے تین دن تک اختیار ہے اگر وہ چاہے تو واپس کر دے اور ایک صاع طعام بھی ساتھ لوٹائے، لیکن سراء (عمدہ گندم) نہ ہو۔“

۳۴۴۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَهْشَامٍ وَحَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اشْتَرَى شَاءَ مُصْرَاءَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ».

۳۴۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا پھر اسے دو ہا تو اگر پسند ہو تو رکھ لے ورنہ (واپس کر دے اور) اس کے دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور (مالک کو دینا) ہے۔“

۳۴۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَخْلَدٍ التَّمِيمِيُّ : حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ : أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ : حَدَّثَنِي زَيْدٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ اشْتَرَى

۳۴۴۴- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب حكم بيع المصرة، ح: ۱۵۲۴ من حديث أيوب السخيتاني عن

محمد بن سيرين به .

۳۴۴۵- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إن شاء رد المصرة وفي حلبتها صاع من تمر، ح: ۲۱۵۱ من

حديث مكِّي بن إبراهيم به .

عَنْمَا مُصْرَةً اخْتَلَبَهَا ، فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا
وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلَبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ .

☀ فائدہ: فرامین رسول ﷺ بلا چون و چرا واجب التعمیل ہیں۔ انہیں اپنی رائے اور ظن و تخمین سے روکنا کسی مسلمان کے لائق نہیں۔

۳۴۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرِ التَّمِيمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ ابْتَاعَ مُحَفَلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا مِثْلَ أَوْ مِثْلَي لَبَنِهَا قَمَحًا» .

۳۴۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسا جانور خریدا جس کا دودھ روکا گیا تھا تو اسے تین دن تک اختیار ہے۔ اگر اسے واپس کرے تو اس کے دودھ کے بقدر یا اس سے دوگنی گندم بھی واپس کرے۔“

☀ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے صحیح مسئلہ وہی ہے جو اس سے پہلی حدیث میں بیان ہوا۔

(المعجم ۴۷) - بَابُ: فِي النِّهْيِ عَنْ الْحُكْرَةِ (التحفة ۴۹)

باب: ۴۷- ذخیرہ اندوزی منع ہے

۳۴۴۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي مَعْمَرٍ أَحَدِ بَنِي عَلِيٍّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِيءٌ» ، فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ: فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ، قَالَ: وَمَعْمَرٌ كَانَ يَحْتَكِرُ.

۳۴۴۷- حضرت معمر بن ابی معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ بنو عدی بن کعب کے فرد ہیں یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی نافرمان اور گناہ گار آدمی ہی ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے۔“ (محمد بن عمرو نے کہا: میں نے جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بھی تو ذخیرہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت معمر رضی اللہ عنہ بھی ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ: مَا

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد رضی اللہ عنہ

۳۴۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب بيع المصراة، ح: ۲۲۴۰ من حديث عبد الواحد به * صدقة بن سعيد وجميع ضعيفان، ضعفهما الجمهور .

۳۴۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم الاحتكار في الأقوات، ح: ۱۶۰۵ من حديث خالد به .

الْحُكْرَةُ؟ قَالَ: مَا فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ. سے پوچھا کہ حُكْرَةُ (ذخیرہ اندوزی) کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ چیزیں جن پر لوگوں کی گزران ہو (ان کا ذخیرہ کرنا منع ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: إِمَامُ الْبُخَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْزَاعِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَيَّ أَنَّهُ: ”ذخیرہ اندوز وہ ہوتا ہے جو بازار آتا جاتا رہے۔ (بازار پر نظر رکھے اور اہم چیزیں خرید کر روک لے۔)

فائدہ: ایسی تمام چیزیں جن پر انسانوں یا ان کے جانوروں کی گزران ہو اور وہ کسی کے پاس فروخت کے لیے رکھی ہوں اور بازار میں ان کی قلت ہو جائے پھر انہیں اس غرض سے روک رکھے کہ مزید مہنگی ہوں گی تو فروخت کروں گا ”ذخیرہ اندوزی“ ہے جس کی حرمت آئی ہے۔ اگر بازار میں وہ چیز حسب طلب موجود ہو یا کسی نے اپنی ضرورت کے لیے رکھی ہو تو اسے روکنا ممنوع ذخیرہ اندوزی نہیں ہے۔ قلت اور قحط کے ایام میں روکنا حرام ہے۔ جناب سعید بن مسیب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اور حضرت معمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا عمل بھی اس دوسری صورت کے مطابق تھا۔ بعض ائمہ کرام بنیادی غذاؤں کے علاوہ پھلوں اور دوسری چیزوں کو روک رکھنا مباح سمجھتے ہیں۔

۳۴۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَبَاصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْقَيَّاصِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: لَيْسَ فِي التَّمْرِ حُكْرَةٌ. ۳۴۴۸- جناب قتادہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا کہ کھجور میں ذخیرہ اندوزی (روک رکھنا جائز) نہیں ہے۔

قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قَالَ عَنِ الْحَسَنِ، فَقُلْنَا لَهُ: لَا تَقُلْ عَنِ الْحَسَنِ. ابنِ ثَنِي نے حسن بصری سے بھی یہی بات بیان کی تو ہم نے اس سے کہا: حسن کے متعلق یہ نہ کہیں۔ (یعنی اس بات کی نسبت ان کی طرف نہ کریں۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَنَا بِأَطْلٍ. إِمَامُ الْبُخَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَيَّ أَنَّهُ: ”یہ روایت ہمارے نزدیک باطل ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَحْتَكِرُ النَّوَى وَالْخَبْطَ وَالْبَزَرَ. إِمَامُ الْبُخَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَزِيدُ فَرَمَاتے ہیں کہ جناب سعید بن مسیب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ گٹھلی دار پھل (کھجور اور کشمش وغیرہ) پتے (جانوروں کا چارا) اور (قابل کاشت) بیج ذخیرہ رکھتے تھے۔

کرنی کو خراب کرنے اور توڑنے سے متعلق احکام و مسائل

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے احمد بن یونس رحمہ اللہ سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے جناب سفیان سے برسم حجازی (جانوروں کے چارے) کو دبانے (روکنے) کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ لوگ (صحابہ کرام) ذخیرہ اندوزی کو مکروہ سمجھتے تھے۔ میں نے ابو بکر بن عیاش سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ذخیرہ کر سکتے ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ يُونُسَ قَالَ: سَأَلْتُ سُفْيَانَ عَنْ كَبْسِ الْقَتِّ قَالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ الْحُكْرَةَ، وَسَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ ابْنَ الْعِيَّاشِ فَقَالَ: أَكْبِسُهُ.

فائدہ: ان تمام آثار کے ذکر سے امام ابو داود رحمہ اللہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ انہی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی ممنوع ہے جن کا تعلق انسانوں یا جانوروں کی بنیادی غذا سے ہے۔

(المعجم ۴۸) - بَابُ: فِي كَسْرِ الدَّرَاهِمِ (التحفة ۵۰)

۳۴۴۹- جناب علقمہ بن عبد اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں رائج الوقت سکے کو توڑنے سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ کوئی خاص ضرورت ہو۔

۳۴۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَاءٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُكْسَرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةُ بَيْنَهُمْ إِلَّا مِنْ بَأْسٍ.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے مہر شدہ سکوں کو عام دھات میں ڈھال لینا جائز نہیں یا یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ سکوں کو تعامل (کرنسی) کے علاوہ اور انداز سے بھی استعمال کرتے ہیں، تو یہ سب درست نہیں۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو لین دین میں پریشانی ہوتی ہے۔ کرنسی نوٹوں کو خراب کرنا بھی از حد معیوب بات ہے۔

(المعجم ۴۹) - بَابُ: فِي التَّسْعِيرِ (التحفة ۵۱)

باب: ۴۹- نرخ مقرر کرنا

۳۴۴۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن كسر الدراهم والدنانير، ح: ۲۲۶۳ من حديث المعتمر به، وهو في مسند أحمد: ۴۱۹/۳ * محمد بن فضاء ضعيف، وأبوه مجهول.




نرخ مقرر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! نرخ مقرر فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ میں دعا کروں گا (کہ اللہ تعالیٰ ارزانی فرمادے۔)“ پھر ایک اور آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! نرخ مقرر فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ اللہ ہی گھٹاتا اور بڑھاتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ کسی کو مجھ پر ظلم کا دعویٰ نہ ہوگا۔“

۳۴۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ: أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ بِلَالٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! سَعَّرَ، فَقَالَ: «بَلْ أَدْعُو»، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! سَعَّرَ، فَقَالَ: «بَلْ اللَّهُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أُلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ لَأَحَدٍ عِنْدِي مَظْلَمَةٌ».

۳۴۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! نرخ بہت بڑھ گئے ہیں لہذا آپ نرخ مقرر فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ عز و جل ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے وہی تنگی کرنے والا وسعت دینے والا روزی رسا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ تم میں سے کوئی بھی مجھ پر کسی خون یا مال کے معاملے میں کوئی مطالبہ نہ رکھتا ہوگا۔“

۳۴۵۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَقَتَادَةُ وَحُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! غَلَا السَّعْرُ فَسَعَّرَ لَنَا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أُلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ».

 فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے قیمتوں کو مارکیٹ فورسز، خصوصاً رسد و طلب کے فطری توازن کے مطابق رکھنے پر زور دیا اور مہنگائی کے باوجود قیمتیں مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کا یہ فرمان کہ اللہ ہی (چیزوں کی رسد) گھٹانے بڑھانے والا ہے۔ موجودہ اکناسکس کے تصورات سے صدیوں پہلے علم کی بات ہے۔ آپ نے اس کے ذریعے سے معیشت کا ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے اور منڈی کے عوامل کے آزاد رہنے کو انصاف اور عدل قرار دیا۔ قیمتوں کے تقرر سے کسی نہ کسی کا حق ضرور مارا جاتا ہے، اس لیے اس سے اجتناب کا حکم دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا

۳۴۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۲۷ من حديث سليمان بن بلال به .

۳۴۵۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ماجاء في التسعير، ح: ۱۳۱۴، وابن ماجه، ح: ۲۲۰۰ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

... کتاب الإجارة

دھوکا دینے اور ملاوٹ کرنے کی حرمت کا بیان

ہے کہ مہنگائی کا علاج یہ ہے کہ اشیاء کی رسد میں برکت ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کا مفہوم یہی ہے کہ وہ چیزوں کی پیداوار میں برکت عطا کرے اور ضرورت پوری کرنے کا متبادل انتظام کر دے۔ حکومت کو یہی کرنا چاہیے کہ وہ مہنگائی توڑنے کے لیے رسد میں اضافے کی کوشش کرے اور متبادل طریقے تلاش کرے۔ یہ مہنگائی کا کامیاب علاج ہے جبکہ قیمتیں مقرر کرنے کے باوجود منڈی میں ان پر عمل نہیں ہوتا اور چیزوں کی چور بازاری شروع ہو جاتی ہے جن سے لوگوں کی اذیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

باب: ۵۰- دھوکا دینا اور ملاوٹ کرنا
حرام ہے

(المعجم ۵۰) - بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ
الْغَشِّ (التحفة ۵۲)

۳۴۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیسے بیچ رہے ہو؟ اس نے بتا دیا۔ پھر آپ پر وحی کی گئی کہ اپنا ہاتھ اس غلے میں ڈالو۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا تو اسے گیلا پایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دھوکا دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔“

۳۴۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ: كَيْفَ تَبِيعُ، فَأَخْبَرَهُ، فَأَوْحَى إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ».

۳۴۵۳- یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جناب سفیان رضی اللہ عنہ ناپسند کرتے تھے کہ [لَيْسَ مِنَّا] کی تفسیر [لَيْسَ مِثْلَنَا] سے کی جائے۔

۳۴۵۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ يَحْيَى قَالَ: كَانَ سُفْيَانٌ يَكْرَهُ هَذَا التَّفْسِيرَ لَيْسَ مِنَّا: لَيْسَ مِثْلَنَا.

☀️ فائدہ: [لَيْسَ مِنَّا] کا معنی ہے ”ہم میں سے نہیں۔“ اور [لَيْسَ مِثْلَنَا] کے معنی ہیں۔ ”ہماری مثل اور ہمارے جیسا نہیں۔“ اور امام سفیان رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ غلط کام سے ڈرانے اور روکنے کے لیے شدت اور سختی ہی مفید ہوتی ہے اس لیے آپ ﷺ کے الفاظ کی نرم نرم تعبیر ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ ان الفاظ کو ایسے ہی بیان کرنا چاہیے جیسے کہہ گئے ہیں۔

۳۴۵۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن الغش، ح: ۲۲۲۴ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في مسند أحمد: ۲/۲۴۲، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۸/۹، ووافقه الذهبي، وأصله عند مسلم، ح: ۱۰۲.

۳۴۵۳- تخریج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود.

بیع میں فریقین کے اختیار سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۵۱- بیع میں لینے دینے والوں کے لیے

اختیار کا بیان

(المعجم ۵۱) - بَابُ: فِي خِيَارِ

الْمُتَبَايِعِينَ (التحفة ۵۳)

۳۴۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خریدنے اور بیچنے والوں میں دونوں کو اختیار حاصل ہوتا ہے (کہ وہ اپنے سودے کو منسوخ کر دیں) جب تک کہ جدا نہ ہو جائیں۔ سوائے اس کے کہ سودا ہی اختیار کا ہو۔ (یعنی جدا ہونے کے بعد کی جتنی زیادہ یا کم مدت وہ آپس میں طے کر لیں، اختیار قائم رہے گا۔)

۳۴۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

🌞 فائدہ: اسے اصطلاحاً ”خیار مجلس“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا تعلق بیع کی جگہ سے علیحدہ علیحدہ ہو جانے سے ہے نہ کہ بیع کا موضوع بدلنے سے۔ البتہ اگر کم یا زیادہ کسی متعین مدت تک کے لیے اختیار کا فیصلہ کر لیا گیا ہو تو الگ بات ہے۔ ایسی صورت میں متعین مدت ہی معتبر ہوگی۔

۳۴۵۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اس حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ فرمایا: ”یا کوئی دوسرے کو یوں کہہ دے کہ (ابھی) پسند کر لو۔“

۳۴۵۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ».

🌞 فائدہ: سودا کرتے ہوئے دکاندار یا خریداریوں کہہ دے کہ ابھی دیکھ لو پسند کر لو۔ اور دوسرے نے اسے پسند کر لیا تو سودا ہو جائے گا اور منسوخ کرنے کا حق نہ رہے گا، خواہ ان کی مجلس کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو جائے۔

۳۴۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے

۳۴۵۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۳۴۵۴- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ۲۱۱۱، ومسلم، البيوع، باب: ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ۱۵۳۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۶۷۱ / ۲.

۳۴۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا لم يوقت الخيار، هل يجوز البيع؟ ح: ۲۱۰۹، ومسلم، البيوع، باب: ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ۱۵۳۱ من حديث حماد بن زيد عن أيوب السخيتاني به * حماد هذا هو ابن سلمة.

۳۴۵۶- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب: ما جاء: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ۱۲۴۷،



تبع میں فریقین کے اختیار سے متعلق احکام و مسائل

روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو بیع کرنے والوں کا جدا ہونے سے پہلے تک اختیار باقی رہتا ہے الا یہ کہ سودے میں اختیار طے کر لیا گیا ہو، اور کسی کے لیے بھی حلال نہیں کہ سودا واپس کر لیے جانے کے اندیشے کی وجہ سے ارادتا اپنے ساتھی کو چھوڑ کر چلا جائے۔“

۳۴۵۷- جناب ابو الوضیٰ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوے میں گئے تو ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا۔ ہمارے ایک ساتھی نے دوسرے کو غلام کے بدلے میں اپنا گھوڑا بیچا، پھر وہ دونوں باقی دن اور رات اکٹھے ہی رہے۔ جب اگلا دن ہوا اور کوچ کا وقت آ گیا تو گھوڑے کا خریدار اپنے گھوڑے کی طرف اٹھا اور زین رکھ کر اسے تیار کرنے لگا تو بیچنے والے کو اپنے سودے پر ندامت ہوئی اور اس کے پاس آیا اور سودا منسوخ کرنے کی بات کرنے لگا، لیکن گھوڑا لینے والے نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان (حکم) حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں لشکر کی ایک طرف حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: کیا تم راضی ہو کہ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کر دوں جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”دو سودا کرنے والے جب تک

اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمُتَبَايَعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفْقَةُ خِيَارٍ، وَلَا يَجِلُّ لَهُ أَنْ يَفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةً أَنْ يَسْتَقِيلَهُ».

۳۴۵۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ أَبِي الْوَضِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا غَزْوَةً لَنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَبَاعَ صَاحِبُ لَنَا فَرَسًا بِغُلَامٍ، ثُمَّ أَقَامَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَيْهِمَا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا مِنَ الْغَدِ حَضَرَ الرَّجُلُ قَامَ إِلَى فَرَسِهِ يُسْرِجُهُ فَنَدِمَ فَأَتَى الرَّجُلَ وَأَخَذَهُ بِالْبَيْعِ فَأَبَى الرَّجُلُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَبُو بَرْزَةَ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْنَا أَبَا بَرْزَةَ فِي نَاحِيَةِ الْعَسْكَرِ فَقَالَ لَهُ هَذِهِ الْقِصَّةُ، فَقَالَ: أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا».



۴۴۸۸: ح: كلاهما عن قتبية به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۲۰ * ابن عجلان تابعه بکیر بن عبد الله بن الأشج عند الدارقطني: ۵۰/۳، وذكر السماع المسلسل.

۳۴۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ۲۱۸۲ من حديث حماد بن زيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۱۹.

علیحدہ علیحدہ نہ ہو جائیں (سودا منسوخ کرنے کا) انہیں اختیار رہتا ہے۔“

قَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَ جَمِيلٌ
 هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ نے کہا کہ جمیل (بن مرہ) نے بیان
 کیا کہ حضرت ابو بزرہؓ نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ تم جدا
 جدا ہوئے ہو۔

فائدہ: حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں معاملہ کرنے والوں کی دن رات کی طویل مجلس کو ایک ہی مجلس قرار دیا اور بیع فسخ کرادی۔ حالانکہ اس دوران میں ان دونوں نے سودے کے بعد بے شمار دوسرے لوازمات پر بات چیت کی ہوگی۔ لیکن حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ نے دونوں کے ایک جگہ رہنے ہی کو ایک مجلس قرار دیا۔

۳۴۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ
الْجَرَّارِيُّ قَالَ: مَرَّوَانُ الْفَزَارِيُّ أَخْبَرَنَا
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: كَانَ أَبُو زُرْعَةَ
إِذَا بَايَعَ رَجُلًا خَيْرَهُ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ:
خَيْرَنِي فَيَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَفْتَرِقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا
عَنْ تَرَاضٍ».

۳۴۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْحَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيْنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا حَاتِي هُـ»۔

٣٤٥٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في خيار المتبايعين، ح: ١٢٤٨ من حديث يحيى بن أيوب به، وقال: "غريب".

٣٤٥٩- **تخريج:** أخرجه البخاري، البيهقي، باب: إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحنا، ح: ٢٠٧٩، ومسلم، البيهقي، باب الصدق في البيع والبيان، ح: ١٥٣٢ من حديث شعبة به.

وَكَذَبًا مُّحَقَّتِ الْبَرَكَةُ مِنْ بَيْعِهِمَا .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَحَمَّادٌ، وَأَمَّا هَمَّامٌ فَقَالَ: «حَتَّى يَتَمَرَّقَا أَوْ يَخْتَارَا» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ اور حماد نے (قنادہ سے) ایسے ہی روایت کیا ہے۔ لیکن ہمام نے (قنادہ سے) روایت کرتے ہوئے کہا: ”حتیٰ“ کہ دونوں جدا جدا ہو جائیں یا اختیار کرنے کی شرط کر لیں۔“ یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

فائدہ: خلاصہ ان روایات کا یہ ہے کہ خریدار اور مالک جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں مالک اور خریدار دونوں کو سودا فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ جدائی سے مراد صرف گفتگو کا اختتام نہیں ہے بلکہ جسمانی طور پر جدائی ہے۔ تاہم اختیار کی مہلت طے ہو جائے تو اور بات ہے پھر اس مہلت تک اختیار باقی رہتا ہے۔

(المعجم ۵۲) - بَابُ فِي فَضْلِ
الإِقَالَةِ (التحفة ۵۴)



۳۴۶۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: ۳۴۶۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
أَخْبَرَنَا حَفْصٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَسولِ اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کا سودا
صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
واپس کر لیا“ اللہ اس کی لغزشیں واپس کر لے گا۔“ (یعنی
عَلَيْهِ: «مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَ اللَّهُ عَشْرَتَهُ» . معاف فرما دے گا۔)

فائدہ: جب بیع شرعی اصولوں کے تحت ہوئی سودا قطعیت سے طے ہو گیا اور ایک دھوکا ختم ہو گیا تو اس کے بیچنے والا شرعاً واپسی کا پابند نہیں لیکن اخلاق اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ دوسرا فریق راضی نہیں تو سودا واپس کر لیا جائے کیونکہ تجارت کی بنیاد ہی باہمی رضامندی پر ہے۔ اس حدیث میں بیان کردہ امر کی فضیلت کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں جس دکان دار کا سودا سچا اور کھرا ہو اور اس نے بیچا بھی مناسب نفع کے ساتھ ہوا ہے سودا واپس کر لینے میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ صرف وہی دکاندار سودا واپس لینے سے انکار کرتا ہے جس کا سودا کھوٹا ہو یا اس نے بہت زیادہ منافع لے کر بیچا ہو اس طرح گویا سودا واپس کر لینے کی فضیلت بیان کرنے میں بالواسطہ اس امر کی ترغیب ہے کہ دکاندار سودا بھی صحیح رکھیں اور بیچیں بھی مناسب نفع کے ساتھ تاکہ کوئی واپس کرنا چاہے تو اسے واپس لینے میں تامل نہ ہو۔

۳۴۶۰ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد الله بن أحمد: ۲/ ۲۵۲، ح: ۷۴۲۵ عن يحيى بن معين به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۱۹۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۰۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۴۵، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۱۰۴ وغيره .

ایک سودے میں دوسو دے کرنے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ۵۳) - بَابُ: فِيمَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ
باب: ۵۳- ایک سودے میں دوسو دے کرنا
فِي بَيْعَةٍ (التحفة ۵۵)

۳۴۶۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
عن يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو،
عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَاعَ
بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْ كَسَهُمَا أَوْ الرِّبَا».

۳۳۶۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایک سودے میں دو
سودے کیے تو اس کے لیے ان میں سے یا تو کم قیمت
ہے یا سود ہے۔“

 توضیح: اس کی وضاحت میں فقہائے کرام یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ اس چیز کی نقد قیمت سو روپیہ اور ادھار دو سو روپیہ ہے اور وہ دونوں معاملہ کر لیں لیکن نقد یا ادھار میں سے کوئی سی صورت وضاحت سے متعین نہ کریں تو یہ ایک سودے میں دوسو دے ہوں گے۔ اس میں چونکہ ایک قیمت متعین نہیں ہوتی اس لیے بیع فاسد ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں تمہیں یہ چیز سو روپے میں فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تم اپنی فلاں چیز پچاس روپے میں مجھے فروخت کرو۔ یہ بھی ایک سودے میں دوسو دے ہیں اور غرض دوسرے کی چیز سستی لینا ہے۔ اس میں سود کا عنصر شامل ہے۔ یہ صورت بھی مذکورہ بالا باب میں بیان کردہ صورت کی طرح سود کا ایک حیلے کے طور پر اختیار کرنا ہے۔ علامہ ابن الاثیر ؒ نے ایک سودے میں دو سودوں کی ایک صورت یہ بھی لکھی ہے کہ کسی ایک نے دوسرے کو پانچ سو روپے دیے ہوں کہ ایک مہینے بعد مجھے گندم کی بوری دے دینا۔ مگر وقت آنے پر وہ گندم نہ دے سکے تو دوسرا پہلے سے کہے کہ تم مجھے وہ بوری فروخت کر دو میں ایک مہینے بعد تمہیں دو بوریاں دوں گا۔ یہ تو صریح سود ہے نیز ایک معدوم شے کی بیع بھی ہے جو جائز نہیں۔ خیال رہے کہ پہلی صورت میں اگر دونوں فریق کسی ایک قیمت پر متفق ہو کر علیحدہ ہوں تو کوئی حرج نہیں یہ بیع بالکل صحیح ہوگی۔ علماء و فقہاء کی اکثریت اس کے جواز کی قائل ہے۔ بنا بریں ان فقہاء کے نزدیک نقد و ادھار کی قیمت میں فرق جائز ہے اور اسی طرح قسطوں پر کاروبار بھی جائز ہے۔ تاہم علماء کا ایک گروہ اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک نقد و ادھار کی قیمت کا فرق حدیث کے الفاظ [فَلَهُ أَوْ كَسَهُمَا أَوْ الرِّبَا] کی رو سے ربا کا واضح احتمال اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس لیے قسطوں کا کاروبار ربا (سود) کے شاہجے سے پاک نہیں ہے۔ جب ایسا ہے تو اس کاروبار سے بچنا بہر حال بہتر ہے۔ اسی طرح قسطوں پر اشیا کا خریدنا بھی خلاف اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۴۶۱- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه البيهقي: ۳۴۳/۵ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۱۰، والحاكم على شرط مسلم: ۴۵/۲، ووافقه الذهبي، ورواه الترمذي، ح: ۱۲۳۱، والنسائي: ۷/۲۹۵، ح: ۴۶۳۶ بلفظ "نهى عن بيعتين في ببيعة"، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

(المعجم ۵۴) - بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنِ
الْعَيْنَةِ (التحفة ۵۶)

۳۴۶۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جب تم عینہ کی بیع کرنے لگو گے، بیلوں کی دھڑکیوں پڑو گے، کھیتی باڑی ہی پر مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو کسی طرح زائل نہ ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ۔“

۳۴۶۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي حَيَّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، ح: وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التَّنِيسِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى الْبُرْلُوسِيُّ: حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ إِسْحَاقَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ سُلَيْمَانُ: عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْخُرَّاسَانِيِّ أَنَّ عَطَاءَ الْخُرَّاسَانِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعَيْنَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ».



امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث جعفر (بن مسافر) کی ہے اور لفظ بھی اسی کے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْإِخْبَارُ لِجَعْفَرٍ وَهَذَا لَفْظُهُ.

🌞 فائدہ و مسائل: ① بیع عینہ (عین کی زیر کے ساتھ) کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو ادھار قیمت پر مال حوالے کر دے مگر قیمت وصول کرنے سے پہلے ہی اس سے وہی مال دوبارہ خرید لے اور اپنی قیمت فروخت سے کم میں خرید لے اور پھر زائد قیمت وصول کر لے۔ ② بلاشبہ امت مسلمہ کی ذلت و کمبختی انہی اسباب کی وجہ سے ہے خصوصاً حیلوں سے سود کو اپنانا اور ترک جہاد جس طرح کہ فرمان رسول اللہ ﷺ میں ذکر ہوا ہے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله.

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِي السَّلَفِ
(التحفة ۵۷)

باب: ۵۵- بیع سلم یا سلف کا بیان

۳۴۶۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ۱۹۹۸/۵ من حديث جعفر بن مسافر به * إسهاق ابن أسيد ضعيف على الراجح، وللمحدث شواهد ضعيفة.

🌞 بیع سلم یا بیع سلف کی تعریف عموماً یہ کی جاتی ہے کہ قیمت پہلے ادا کر دی جائے اور اس کے بدلے مال جس کا وزن، ناپ وغیرہ پوری طرح معلوم ہوں، مقررہ مدت تک مہیا کرنا ہو اور اس کے مہیا کرنے کی ذمہ داری فروخت کرنے والے پر ہو۔ بعض علماء بیع سلم کو نسیدہ (ادھار) کی محض ایک قسم قرار دے کر دوسری قسم کے لیے جس میں نقدی کی ادائیگی ادھار ہو، بیع مؤجل کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ یہ نسبتاً بعد کے زمانے کی اصطلاح ہے جو عہد نبوت اور قرون اولیٰ میں استعمال نہیں ہوئی۔ اس دور میں سلف یا سلم ہی کی اصطلاح دونوں طرح کی ادھار بیع کے لیے استعمال ہوئی، چاہے مؤخر نقدی ہو یا چیز۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس سلسلے میں قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بیع سلف (سلم) جس میں فراہمی کی ذمہ داری لی گئی ہو اور مدت متعین ہو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾ (البقرہ: ۲۸۲) ”اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کے ساتھ مقررہ مدت تک ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو۔“ یہ حدیث شیخین کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ (مسند دك حاکم، كتاب التفسير: ۲/۲۸۶) اس استدلال سے معلوم ہوا کہ آیت مدائنه قرض کے لین دین کے بارے میں ہے۔ چاہے قیمت مؤخر اور مال مقدم ہو یا قیمت مقدم اور مال مؤخر ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ”باب الكفيل في السلم“ کے تحت ایک ہی حدیث ذکر فرمائی ہے جو یہ ہے: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے طعام (کھانے کی جنس) ادھار خرید فرمائی اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔“ (صحیح البخاری، السلم، حدیث: ۲۲۵۱) اس سے بھی یہی پتہ چلا کہ چاہے قیمت مؤخر ہو تو یہ بیع سلم ہی ہے۔ حقیقت میں جب تجارتی لین دین میں سونے چاندی درہم و دینار کا کسی بھی دوسری چیز سے تبادلہ کیا جاتا ہے تو دونوں فریق اپنا اپنا مال دوسرے مال کے عوض بیچ رہے ہوتے ہیں دونوں اشیاء ایک دوسرے کی قیمت ہیں۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں فریقوں کو ”المیعان“ کہا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے: [لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ، وَالدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ] ”ایک دینار دو دینار کے بدلے اور ایک درہم دو درہم کے بدلے فروخت نہ کرو۔“ (صحیح مسلم، المساقاة، باب الربا، حدیث: ۱۵۸۵) یعنی درہم و دینار قیمت بھی ہیں اور جنس تجارت بھی۔

قرآن مجید نے مذکورہ بالا آیت میں جس طرح ادھار یا نسیدہ پر مبنی تمام معاملات کے لیے ”دین“ کی اصطلاح استعمال کی ہے اسی طرح نقد لین دین کو ”تجارة حاضرة“ کہا ہے۔ دونوں صورتوں کی بیع کے احکامات الگ الگ ہیں۔ سلم / سلف جس میں ایک طرف نقد ہو اور دوسری طرف ادھار تو اس کے لیے شرط ہے کہ جس چیز کی بھی ادائیگی متعینہ مدت تک مؤخر کی گئی ہے اس کا وزن ناپ وغیرہ متعین طور پر معلوم ہوں۔

ادھار بیع کے بالمقابل ”تجارة حاضرة“ ہے۔ اس پر وہ احکام نافذ نہیں جو ادھار بیع کے لیے ہیں۔ اس کے الگ



احکامات ہیں۔ ان میں سے اہم ترین یہ ہے کہ ”تجارة حاضرة“ کی کوئی بھی صورت ہو، اس میں ایسی چیز کا سود نہیں کیا جاسکتا جو پاس نہ ہو۔ جو چیز پاس نہیں ہے وہ اگر ناپ تول کی تعین کے ساتھ ایک خاص اور متعین مدت تک مہیا کی جاسکتی ہے تو اس کا لین دین بیع سلم کی صورت میں ہوگا۔ اس طرح دونوں فریق مستقبل کے متعین وقت میں مؤخر شدہ چیز کی رسد و طلب کا اندازہ کر سکیں گے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: فقہ السنۃ: المسلم)

بیع سلم، اسلامی بینکنگ کے لیے سود کا ایک آسان اور مٹی برانصاف متبادل فراہم کرتی ہے۔ اسلامی بینکنگ میں مستقبل کے کاروبار کے حوالے سے جتنی صورتیں اختیار کی جارہی ہیں ان کی بنیاد بیع سلم پر ہے۔ ان صورتوں میں سب سے زیادہ مقبول صورت کو ”مراہجہ“ کہا گیا ہے۔ اگرچہ کتاب و سنت میں اس اصطلاح کا تذکرہ موجود نہیں لیکن نسبتاً بعد کے دور کی فقہ اور لغت میں مراہجہ سے مراد وہ بیع ہے جس میں ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے جتنی قیمت پر چیز لی ہے تم اس پر اتنے فی صد منافع دے کر مجھ سے لے لو۔ مثلاً ہر دس درہم پر ایک درہم منافع دو۔ (لسان العرب) اس شرح منافع کو آج کل ہم دس فیصد کہیں گے۔ مراہجہ کے لیے بنکوں کے شریعت بورڈ کے ممبران نے بہت سی شروط ذکر کی ہیں، مثلاً یہ کہ سابقہ قیمت معلوم اور متعین ہو، اضافی اخراجات اگر شامل کرنے ہوں تو وہ بھی متعین صورت میں بتا دیے جائیں، نفع کی شرح طے کی جائے، قیمت میں جو کچھ لیا جا رہا ہے اس کا بھی صحیح طور پر تعین ہو وغیرہ۔ یہ شرائط کسی ایک انفرادی بیع کے لیے تو مناسب ہیں لیکن بنک جس طرح ایک ہی شرح منافع مقرر کر کے ہر قسم کے معاملات اسی کے مطابق طے کرتے ہیں تو اس طریقے میں ان صورتوں میں جو اسلامی کہلاتی ہیں اور ان صورتوں میں جو سودی ہیں، کوئی فرق نہیں رہتا۔ بیع مراہجہ میں گھر، گاڑی یا مشین وغیرہ لینے والے کے لیے اصل قیمت پر دس بارہ فیصد منافع کا اضافہ کر کے قیمت متعین کی جائے یا دس فیصد سالانہ شرح سود کی بنیاد پر قیمت کا تعین کیا جائے نتیجہ ایک ہی رہتا ہے۔ اس لیے یہ بات تقریباً ہر انسان کی زبان پر ہے کہ مراہجہ کا مارک اپ (نفع، یا اضافہ) اصل میں وہی سود ہے جو بنک وصول کرتے ہیں صرف نام بدل دیا گیا ہے۔ جب قسطیں ختم ہونے کا وقت آتا ہے تو کچھ اقساط باقی ہونے کی صورت میں جرمانہ بھی وصول کیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں بنک والے تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسے ہم اپنی آمدنی میں شامل نہیں کرتے، فلان عامہ کے لیے صرف کرتے ہیں لیکن ایک عام گاہک اس جرمانے کو بقیہ جات ادا نہ ہونے والی رقم کا سود قرار دیتا ہے۔ اور اسے بنک کا ایک فریب یا دھوکا سمجھتا ہے۔

بنکاری کو صحیح اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا ہے تو مراہجہ کی بنیاد پر شرح منافع متعین کرنے کی بجائے حقیقی صورت میں بیع سلم کو اختیار کیا جائے یعنی کسی خاص شرح سے منافع لینے کی بجائے مندی کے عوامل، مستقبل میں متعینہ وقت پر ہر مطلوبہ چیز کی رسد و طلب، موجودہ رسد و طلب، کرنسی کی قیمت کے اتار چڑھاؤ اور کم وقت میں زیادہ فروخت کے منافع کو پیش نظر رکھا جائے اور اس بنیاد پر ہر قسم کی قیمت الگ الگ متعین کی جائے۔

مراہجہ کی بجائے اسلامی بنکاری کے نظام میں اجارہ (Leasing) مشارکہ مضاربہ، اسھناع (آڈر پر مال تیار



کرنا) کے طریقے زیادہ سے زیادہ رائج کرنے چاہئیں۔ یہ سب اگر شرعی شروط کے مطابق ہوں تو نہ صرف قابل قبول ہیں بلکہ اسلامی نظام بنکاری کے لیے زیادہ مناسب اور مفید ہیں۔ ان کی تفصیل اور شرائط اپنے اپنے مقام پر آئیں گی۔

۳۴۶۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں پایا کہ وہ کھجوروں میں ایک ایک دو دو اور تین تین سال کے لیے بیع سلف کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی کھجوروں میں بیع سلف کرے تو اسے چاہیے کہ اس کا ناپ معلوم ہو، وزن معلوم ہو اور مدت بھی معلوم ہو۔“

۳۴۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

☀️ فائدہ: عبادات اور معاملات میں معروف فقہی قاعدہ ہے کہ عبادات میں اصل منع ہے۔ یعنی کوئی عبادت نہیں کی جاسکتی سوائے اس کے جس کی شریعت اجازت دے۔ اور معاملات (جو لوگوں میں جاری و ساری ہوں) اصلاً حلال اور جائز ہیں الا یہ کہ کسی معاملے کے متعلق شریعت منع کر دے۔ بیع سلف یا سلم پہلے سے لوگوں کا معمول تھی جس کی نبی ﷺ نے توثیق فرمائی تاہم یہ پابندی لگائی کہ مال کی صفت، بھرتی یا وزن اور مدت معلوم و متعین ہو۔ اس کے بغیر بیع سلم جائز نہیں ہوگی۔

۳۴۶۴- محمد بن مجالد (یا عبد اللہ بن مجالد) نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ اور ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا بیع سلف کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو انہوں نے مجھے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا: بلاشبہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور بعد ازاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

۳۴۶۴- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مُجَالِدٍ قَالَ: اخْتَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ فِي السَّلَفِ، فَبَعَثُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: إِنْ كُنَّا نُسْلِفُ عَلَى عَهْدِ

۳۴۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ۲۲۴۰، ومسلم، المساقاة، باب السلم، ح: ۱۶۰۴ من حديث سفيان به.

۳۴۶۴- تخریج: أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ۲۲۴۳ عن حفص بن عمر به.

بیع سلم یا سلف سے متعلق احکام و مسائل

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گندم جو، کھجور اور کشمش کی بیع بطور بیع سلف کیا کرتے تھے۔ ابن کثیر نے مزید کہا: ہم ان لوگوں سے بیع کرتے تھے جن کے پاس یہ مال نہیں ہوتا تھا۔ (حفص بن عمر اور ابن کثیر) دونوں نے بالاتفاق کہا پھر میں نے (یعنی محمد بن مجالد یا عبد اللہ بن مجالد نے) عبد الرحمن بن ابزی سے بھی پوچھا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي الْجَنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّيْبِ. زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ: إِلَى قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ: وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزَى فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ.

فائدہ: بیع سلف کرنے والے کے متعلق یہ اعتماد ہونا چاہیے کہ وہ صادق و امین آدمی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ فی الوقت وہ ان چیزوں کا مالک بھی ہو، موسم اور وقت پر ان چیزوں کا ملنا معروف ہونا چاہیے۔

۳۴۶۵- یحییٰ اور (عبد الرحمن) ابن مہدی دونوں نے بواسطہ شعبہ عبد اللہ بن ابی المجالد سے روایت کیا۔ جبکہ عبد الرحمن نے صرف ابن ابی المجالد کہا اور یہ حدیث بیان کی اور کہا ہم ایسے لوگوں سے معاملہ کرتے تھے کہ یہ چیزیں ان کے پاس نہ ہوتیں تھیں۔

۳۴۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: عَنْ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: عِنْدَ قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالصَّوَابُ: ابْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ وَشُعْبَةُ أَخْطَأَ فِيهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ابن ابی المجالد“ ہی صحیح ہے اور اس میں شعبہ سے خطا ہوئی ہے۔

فائدہ: وہ خطایہ ہے کہ شعبہ نے عبد اللہ بن مجالد کہا ہے جب کہ اصل نام عبد اللہ بن ابی المجالد ہے اسے ابو المجالد بھی کہہ لیتے ہیں۔

۳۴۶۶- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شام کی طرف جہاد کا سفر کیا تو وہاں کے نبطی لوگ ہمارے پاس آتے اور پھر ہم ان سے بیع سلف کی صورت میں گندم اور

۳۴۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي غَنِيَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ

۳۴۶۵- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۳۴۶۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ۴۴/۲، ۴۵ من حديث عبد الملك بن أبي غنينة، وصححه، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق هو سليمان بن أبي سليمان الشيباني.

بیع سلم یا سلف سے متعلق احکام و مسائل

تیل کا سودا معلوم قیمت اور معلوم مدت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا: کیا ان لوگوں سے خریدتے تھے جن کے پاس یہ چیزیں ہوتی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہم ان سے یہ نہیں پوچھا کرتے تھے۔

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الشَّامَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَتُسَلِّفُهُمْ فِي الْبُرِّ وَالزَّيْتِ سِعْرًا مَعْلُومًا وَأَجَلًا مَعْلُومًا فَقِيلَ لَهُ: مِمَّنْ لَهُ ذَلِكَ؟ قَالَ: مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ.

باب: ۵۶- مخصوص درخت یا باغ کی

بیع سلم جائز نہیں

(المعجم ۵۶) - بَابُ: فِي السَّلْمِ فِي

ثَمَرَةٍ بِعَيْنِهَا (التحفة ۵۸)

۳۴۶۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک کھجور کے پھل کی بیع سلم (سلف) کر لی لیکن اس سال اس پر کوئی پھل نہ آیا تو وہ اپنا جھگڑا لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے (کھجور والے سے) فرمایا: ”تم کیونکر اس کا مال حلال سمجھتے ہو؟ اس کا مال اسے واپس کر دو۔“ پھر فرمایا: ”کھجور (یا باغ) کی بیع سلم مت کرو یہاں تک کہ پھل استعمال کے قابل ہو جائے۔“ (خاص درخت یا خاص باغ مراد ہے۔)

۳۴۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ نَجْرَانِيٍّ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا أَسْلَفَ رَجُلًا فِي نَخْلٍ فَلَمْ تُخْرَجْ تِلْكَ السَّنَةُ شَيْئًا فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «بِمَا تَسْتَحِلُّ مَالَهُ أُرَدُّ عَلَيْهِ مَالَهُ»، ثُمَّ قَالَ: «لَا تُسَلِّفُوا فِي النَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ تاجر اگر مطلوبہ مال مہیا کرنے سے عاجز رہے تو صرف وصول کردہ قیمت واپس کی جائے گی۔ ② خاص درخت یا باغ کی بیع سلم سے اس لیے روک دیا کہ اس میں نقصان کا پہلو موجود ہے یہ نہیں اس پر پھل آئے گا یا نہیں کم آئے گا یا زیادہ؟ اس لیے عمومی معاملہ ہونا چاہیے نہ کہ خاص۔

باب: ۵۷- بیع سلف میں فروخت شدہ چیز

کو تبدیل نہ کیا جائے

(المعجم ۵۷) - بَابُ السَّلْفِ يُحَوَّلُ

(التحفة ۵۹)

۳۴۶۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

۳۴۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى:

۳۴۶۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۵/۲ من حديث سفیان، وابن ماجه، ح: ۲۲۸۴ من حديث أبي إسحاق السبيعي به * رجل نجراني مجهول.

۳۴۶۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من أسلم في شيء فلا يصرفه إلى غيره، ۴۴

... کتاب الإجارة - خریدار کے نقصان کی تلافی سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَطِيَّةَ الطَّائِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفُهُ إِلَى غَيْرِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی چیز میں بیع سلف کی ہو تو اسے دوسری سے نہ بدلے۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ایسی صورت میں مال بیچنے والا وقت مقررہ پر مال مہیا کرنے سے فی الواقع معذور رہے تو حاصل کردہ رقم واپس کر دے۔ یا مناسب انداز میں صلح کر لیں۔

(المعجم ۵۸) - بَابُ: فِي وَضْعِ الْجَائِزَةِ (التحفة ۶۰)

باب: ۵۸- اگر کھیت یا باغ میں آفت آ جائے تو خریدار کے نقصان کی تلافی کی جائے

۳۴۶۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ثَمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ»، فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ».

۳۴۶۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے پھل خریدے جو آفت کا شکار ہو گئے۔ سو اس پر قرضہ بہت زیادہ ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے صدقہ دو۔“ لوگوں نے اس کو صدقہ دیا لیکن وہ اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے پورا نہ ہو سکا تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ”جو پاتے ہو لے لو تمہارے لیے بس یہی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اسلامی معاشرے کی تنظیم اس طرح کی جاتی ہے کہ صدقات کو عام اور سود کو ختم کیا جائے۔ بخلاف لادین اور ملحد معاشرے کے اس میں سود کو بڑھایا جاتا ہے اور صدقات کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں ہوتا۔ ② جو شخص قرض میں دب جائے اس کے ساتھ خاص تعاون کرنا واجب ہے۔ ③ مفلس اور دیوالیہ ہو جانے والے سے اس کے قرض خواہ اپنے قرضے کی نسبت سے حاضر و موجود مال میں سے حصہ لے سکیں گے باقی کا وہ مطالبہ نہیں کر سکتے۔ ④ باغ یا کھیت کی بیع جب شرعی اصولوں کے تحت ہوئی ہو تو نقصان کی تلافی کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

۴۴ ح: ۲۲۸۳ من حدیث ابی بدر بہ * عطیة بن سعد ضعیف، تقدم، ح: ۴۵۲.

۳۴۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضوع في الدين، ح: ۱۵۵۶ عن قتية به.

خريدار کے نقصان کی تلافی سے متعلق احکام ومسائل

۳۴۷۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اپنے بھائی کو کھجور بیچے اور پھر اس میں آفت آجائے تو اس سے کچھ لینا تیرے لیے حلال نہیں، حق کے بغیر اپنے بھائی کا مال لینا تیرے لیے کیونکر روا ہو سکتا ہے؟“

۳۴۷۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ الْمَعْنَى أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ، أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ بَعْتَ مِنْ أَخِيكَ تَمَرًا فَأَصَابَتْهَا جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمِ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ».

فائدہ: نبی ﷺ نے درختوں کے پھل کی بیج اس وقت کرنے کا حکم دیا جب وہ پھل آفتوں سے محفوظ ہو چکا ہو۔ اگر بیج میں مسنون شرطوں کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو تو اس قسم کے نقصان کی تلافی واجب ہے۔ اگر بنیادی طور پر بیج صحیح ہو اور آفتوں سے محفوظ ہو جانے کے وقت کے بعد کی جائے تو تلافی کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

(المعجم ۵۹) - بَابُ: فِي تَفْسِيرِ الْجَائِحَةِ (التحفة ۶۱)

۳۴۷۱- جناب عطاء رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آفت سے مراد (وہ) تمام ظاہری اسباب ہیں، مثلاً بارش، ژالہ باری، مٹی، دل آندھی یا آگ لگنا وغیرہ (جو کھیت یا مال کو ضائع کر دیں)۔

۳۴۷۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: الْجَوَائِحُ كُلُّ ظَاهِرٍ مُفْسِدٍ مِنْ مَطَرٍ أَوْ بَرَدٍ أَوْ جَرَادٍ أَوْ رِيحٍ أَوْ حَرِيقٍ.

فائدہ: آفات تین طرح کی ہو سکتی ہیں: ① جو فصل یا پھل کو کسی نہ کسی طرح قابل استعمال ہونے کے مرحلے پر لگتی ہیں یہ قدرتی بیماریاں ہیں جب فصل یا پھل اس مرحلے میں ہو تو اسے بیچنا منع ہے۔ ② پھل پکنے کے قریب ہو تا ہے تو بعض پھلوں (مثلاً کھجور) کا رنگ بدلنے لگتا ہے اس مرحلے پر درختوں پر لگے ہوئے پھل بیچنا جائز ہے۔ اب ان کو یا تو

۳۴۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، الماقة، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵۴ من حديث ابن وهب به.

۳۴۷۱- تخریج: [إسناده حسن] انفرد به أبو داود.

پانی سے روکنے کی ممانعت کا بیان

بارش، زالہ باری، آندھی وغیرہ سے نقصان ہوگا اور اس صورت میں پھل کسی نہ کسی طرح قابل استعمال ہو چکا ہوگا اور مکمل تباہی سے بچاؤ ہو سکے گا۔ ⑤ یا تیسری صورت ٹڈی دل، آگ وغیرہ کی آفات کی ہے۔ اس صورت میں مکمل تباہی ہوگی۔ ایسی تباہی کی صورت میں مالک کا بھی فرض ہے کہ تلافی میں شریک ہو۔

۳۴۷۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: جَنَابُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَأْتِ بِإِثْبَاتٍ لِمَا كُنَّا نَقُولُ أَنَّ الْإِجَارَةَ تَحْتَاطُّ بِمَنْعِ الْمَاءِ مِنَ الْغَلَبَةِ. أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: لَا جَائِزَةَ فِيمَا أُصِيبَ دُونَ ثُلُثِ رَأْسِ الْمَالِ. قَالَ يَحْيَى: وَذَلِكَ فِي سَنَةِ الْمُسْلِمِينَ.

(المعجم ۶۰) - بَابُ: فِي مَنَعِ الْمَاءِ
(التحفة ۶۲)

۳۴۷۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَاءُ».

توضیح: صحراؤں، عام چراگاہوں اور راستوں پر عام کنویں، چشمے یا تالاب ہوتے تھے۔ چرواہے وہاں آکر جانوروں کو پانی پلاتے، آرام کرتے اور اپنے جانوروں کو چراتے تھے۔ پہلے آنے والے بعض اوقات بعد میں آنے والوں کو بقیہ پانی سے منع کر دیتا تھا اور غرض یہ ہوتی تھی کہ جب پانی نہ ملے گا تو لوگ بھی ادھر کا رخ نہیں کریں گے اور اس طرح ارد گرد کی چراگاہ کی گھاس اس کے اپنے جانوروں کے لیے محفوظ رہے گی، ایسا کرنا ناجائز ہے۔ البتہ اگر کنواں، ٹیوب ویل یا تالاب وغیرہ ذاتی ہو اور اس پر اس نے خرچ کیا ہو تو دوسروں کو روک سکتا ہے۔ لیکن اسلامی اخلاق و آداب کا خیال رکھنا پھر بھی ضروری ہے۔

۳۴۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَأْتِ بِإِثْبَاتٍ لِمَا كُنَّا نَقُولُ أَنَّ الْإِجَارَةَ تَحْتَاطُّ بِمَنْعِ الْمَاءِ مِنَ الْغَلَبَةِ.

۳۴۷۲- تخریج: [إسناده حسن].

۳۴۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، ح: ۲۳۵۳، ومسلم، ح: ۱۵۶۶ من حديث الأعرج عن أبي هريرة به.

۳۴۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب اليمين بعد العصر، ح: ۲۶۷۲، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية... الخ، ح: ۱۰۸ من حديث الأعمش به.

پانی سے روکنے کی ممانعت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے آدمیوں سے اللہ عزوجل قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا: ایک وہ آدمی جس نے کسی مسافر سے اپنا بقیہ پانی روک لیا ہو۔ دوسرا وہ جس نے عصر کے بعد کسی سودے پر جھوٹی قسم کھائی ہو اور تیسرا وہ جس نے امام (اعلیٰ) سے بیعت کی ہو اگر وہ اسے (دنیا کا مال) دیتا رہے تو اس کا وفادار رہے اور اگر نہ دے تو وفانہ کرے۔“

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ فَضْلَ مَاءٍ عِنْدَهُ، وَرَجُلٌ خَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ - يَعْنِي تَكَاذِبًا - وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا، فَإِنْ أَعْطَاهُ وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① بقیہ پانی کو مسافروں سے روک لینا انتہائی شقاوت اور بے مروتی ہے۔ ② عصر سے مغرب تک کا وقت قربت الہی کا محبوب وقت ہے اس وقت میں جھوٹی قسم کی جو کہ کبیرہ گناہ ہے برائی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ③ امام المسلمین سے حق وعدل کے امور میں ہر حال میں وفا کرنا واجب ہے خواہ اس کی طرف سے کچھ ملے یا نہ ملے۔ موجودہ دور میں سیاسی غیر سیاسی اور بعض مذہبی لوگوں میں بھی وابستگیاں بدلنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اب سیاسی وابستگی کی بنیاد نہ اس بات پر ہے کہ مقصد اور نظریہ ایک ہے نہ اس بات پر کہ پختہ عہد معاہدے ہو چکے ہیں جن کو چھوڑنا برائی ہے۔ اب صرف مفادات کو پیش نظر رکھ کر لوگ خود کو منڈی میں پیش کر دیتے ہیں۔ ④ صحیحین کی روایت ہے کہ جھوٹی قسم سے مال تو ہک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔ (صحیح البخاری، البیوع، حدیث: ۲۰۸۷ و صحیح مسلم، المساقاة، حدیث: ۱۶۰۶)

۳۴۷۵- جناب اعمش نے اس روایت کو اپنی سند

سے اسی حدیث کے ہم معنی بیان کیا، کہا: ”اور اللہ ایسے لوگوں کو پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“ اور فروخت کے سامان کے بارے میں کہا کہ یوں کہے: ”اللہ کی قسم! مجھے اس کا اتنا اتنا دیا گیا (مگر میں نے نہیں دیا لیکن تمہیں کم میں دے رہا ہوں) اور دوسرا اس کو (اس کی اس بات میں) سچا سمجھے اور اسے خرید لے۔“

۳۴۷۶- بھیسہ نامی ایک خاتون اپنے والد سے

۳۴۷۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: «وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» وَقَالَ فِي السِّلْعَةِ: «بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذًا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الْآخَرُ وَأَخَذَهَا».

۳۴۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:

۳۴۷۵- تخریج: [صحیح] من حدیث جریر بہ، انظر الحديث السابق.

۳۴۷۶- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۱۶۶۹.

... کتاب الإجارة

پانی سے روکنے کی ممانعت کا بیان

روایت کرتی ہے کہ میرے والد نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت لی۔ پھر وہ آپ کی قیص کے اندر سے ہو کر آپ کو چٹ گیا اور آپ کو چومنے لگا۔ پھر کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”پانی کا۔“ پھر کہا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نمک کا۔“ اس نے پھر حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نمک کا۔“ اس نے پھر حلال نہیں؟ اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روک لینا حلال نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بھلائی کرتے رہنے میں تمہارے لیے خیر ہے۔“

حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا كَثْمَسٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ مَظْطُورٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ عَنْ أَبِيهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيِّ ﷺ، فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ، فَجَعَلَ يُقْبَلُ وَيَلْتَزِمُ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مِنْعُهُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ». قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مِنْعُهُ؟ قَالَ: «الْمِلْحُ». قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مِنْعُهُ؟ قَالَ: «إِنْ تَفَعَّلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ».

☀️ ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ پانی یا نمک جیسی چیزوں میں بخل کرنا بہت بری بات ہے۔



۳۴۷۷-۳۴۷۸- مہاجرین صحابہ میں سے کسی سے روایت ہے اس نے کہا میں نے نبی ﷺ کے ساتھ تین بار جہاد میں شرکت کی ہے۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”مسلمان تین چیزوں میں ایک دوسرے کے شریک ہیں گھاس پانی اور آگ۔“

۳۴۷۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ اللَّوْلُؤِيُّ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ جَبَّانَ بْنِ زَيْدٍ الشَّرْعِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَرْنٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَيْسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو خِدَاشٍ وَهَذَا لَفْظُ عَلِيٍّ: عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا أَسْمَعُهُ يَقُولُ: «الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلَالِ وَالنَّارِ».

☀️ فائدہ: گھاس اور پانی جب عام چراگاہ اور صحرا میں قدرتی ہوں تو خود قابض ہو کر دوسروں کو اس سے روکنا جائز نہیں۔ اس طرح جلتی آگ سے کوئی کوئلہ لے جائے یا آگ جلانے تو روکنا روا نہیں۔

(المعجم ۶۱) - **بَابُ: فِي بَيْعِ فَضْلِ**
الْمَاءِ (التحفة ۶۳)

۳۴۷۸- حضرت ایاس بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔

۳۴۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ، عَنْ إِيَّاسِ بْنِ عَبْدِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.

☀ فائدہ: اس سے مراد صحرا اور عام چراگاہوں میں پائے جانے والے تالابوں، کنوؤں یا چشموں کا پانی ہے، نہ کہ کسی کی ذاتی ملکیت والی زمین میں محنت و مشقت سے نکالا جانے والا پانی۔

(المعجم ۶۲) - **بَابُ: فِي ثَمَنِ السَّنُورِ**
(التحفة ۶۴)

باب: ۶۲- بلے (اور بلی) کی خرید و فروخت جائز نہیں

۳۴۷۹- حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے اور بلے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

۳۴۷۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى: وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: أَخْبَرَنَا عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسَّنُورِ.

۳۴۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: ۳۴۸۰- حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ نبی

۳۴۷۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في بيع فضل الماء، ح: ۱۲۷۱ من حديث داود بن عبد الرحمن به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۴۶۶۶، وابن ماجه، ح: ۲۴۷۶، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۹۴، والحاكم على شرط مسلم: ۶۱، ۴۴/۲، ووافقه الذهبي.

۳۴۷۹- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح: ۱۲۷۹ عن علي بن بحر به، وقال: "في إسناده اضطراب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۸۰، والحاكم على شرط مسلم: ۳۴/۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وأصله عند مسلم، ح: ۱۵۶۹.

۳۴۸۰- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح: ۱۲۸۰، وابن ماجه، ح: ۳۲۵۰ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مسند أحمد: ۳/ ۲۹۷، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

... کتاب الإجارة

کتوں کی قیمت لینے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ زَيْدٍ
الصَّنْعَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ:
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهَرَّةِ.

(المعجم ۶۳) - بَابُ: فِي أَثْمَانِ
الْكِلَابِ (التحفة ۶۵)

۳۴۸۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ
وَحُلُوانِ الْكَاهِنِ.

۳۴۸۱- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے
بیان کیا کہ آپ نے کتے کی قیمت زانیہ کی خرچی اور
کاہن کے نذرانے سے منع فرمایا ہے۔

☀ فائدہ: اس حدیث میں ”کتے“ کا لفظ اگرچہ عام ہے، شکاری ہو یا غیر شکاری یا جاسوسی وغیرہ کے لیے ہو۔ اس عموم
سے سب کی خرید و فروخت ناجائز ہونی چاہیے۔ لیکن اس عموم سے دوسرے دلائل کی رو سے وہ کتے مستثنیٰ ہو جائیں
گے جن کے رکھنے کو احادیث میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ جیسے شکار کے لیے رکھوالی کے لیے یا جیسے آج کل جاسوسی
وغیرہ کے لیے کتے رکھنا ہے۔ جب ان کا رکھنا جائز ہے تو ان کی خرید و فروخت بھی یقیناً جائز ہوگی، کیونکہ اس کے بغیر
مذکورہ کاموں کے لیے کتوں کا ملنا ناممکن ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث میں استثنا بھی آیا ہے، جیسے حدیث
ہے: [نہی عن ثمن الكلب والسنور الا كلب صيد] (صحيح سنن النسائي) حدیث: ۳۶۸۲
والصحيحة حدیث: ۳۴۸۰ ”رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے“ سوائے شکاری کتے
کے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ شکاری کتے کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اور اس کے جواز کی جو علت ہے وہ واضح ہے اسی
علت کی وجہ سے رکھوالی اور جاسوسی وغیرہ مقاصد کے لیے بھی کتوں کی خرید و فروخت جائز ہوگی۔ واللہ اعلم۔

۳۴۸۲- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو
تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ
عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ حَبْتَرٍ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۳۴۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا
ہے۔ اور اگر وہ (بیچنے والا) کتے کی قیمت کا مطالبہ کرنے
آئے تو اس کی ہتھیلی مٹی سے بھر دو۔

۳۴۸۱- تخریج: [صحيح] تقدم، ح: ۳۴۲۸.

۳۴۸۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۷۸/۱ من حديث عبيد الله بن عمرو به * عبد الكريم
العجزي.



عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَإِنْ جَاءَ يَطْلُبُ ثَمَنُ
الْكَلْبِ فَأَمْلَأْ كَفَّهُ تَرَابًا .

۳۴۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ :
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : أَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ
أَنَّ أَبَاهُ قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ
ثَمَنِ الْكَلْبِ .

۳۴۸۳- جناب عون بن ابو جحیفہ اپنے والد
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی
قیمت سے منع فرمایا ہے۔

۳۴۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ :
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ : حَدَّثَنِي مَعْرُوفُ بْنُ
سُوَيْدٍ الْجُدَامِيُّ ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبَاحٍ
الْلَّخْمِيِّ حَدَّثَهُ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ :
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ
وَلَا حُلُوانُ الْكَاهِنِ ، وَلَا مَهْرُ الْبَغِيِّ» .

۳۴۸۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتے کی قیمت“ کا ہن کا نذرانہ
اور زانیہ کی خرچی حلال نہیں۔“

🌞 فائدہ: اسلام اپنے معاشرے کو ان تمام نجاستوں اور قباحتوں سے پاک رکھنا چاہتا ہے جو کتا پرست معاشرے کا
خاصہ ہیں۔ اس غرض سے اسلام نے اس کی خرید و فروخت کو سختی سے روک دیا ہے۔

(المعجم ۶۴) - بَابُ: فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ
وَالْمَيْتَةِ (التحفة ۶۶)

باب: ۶۴- شراب اور مردار کی خرید و فروخت
حرام ہے

۳۴۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ
صَالِحٍ ، عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ بُحَيْثٍ ، عَنْ

۳۴۸۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے
شراب اور اس کی قیمت (یعنی خرید و فروخت) کو حرام کیا

۳۴۸۳- تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه أحمد : ۷۸ / ۳ عن أبي الوليد الطيالسي به ، ورواه البخاري ، ح : ۲۲۳۸
من حديث شعبة به مطولاً .

۳۴۸۴- تخریج : [إسناده حسن] أخرجه النسائي ، الصيد ، باب النهي عن ثمن الكلب ، ح : ۴۲۹۸ من حديث ابن
وهب به .

۳۴۸۵- تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي : ۱۲ / ۶ من حديث أبي داود به ، وحسنه ابن الملقن في تحفة
المحتاج ، ح : ۱۱۷۹ ، وقال الطبراني في الأوسط ، ح : ۱۱۶ "نفرد به ، ابن وهب " وهذا لا يضر .

شراب اور مردار کی خرید و فروخت کی حرمت کا بیان

ہے مردار اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔ خنزیر اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔“

أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَثَمَنَهَا وَحَرَّمَ الْمَيْتَةَ وَثَمَنَهَا، وَحَرَّمَ الْخِنْزِيرَ وَثَمَنَهُ».

۳۴۸۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال جبکہ آپ مکہ ہی میں تھے سنا آپ فرما رہے تھے: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام ٹھہرائی ہے۔“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے متعلق فرمائیں کہ اسے کشتیوں کے تختوں اور چڑوں پر استعمال کیا جاتا ہے اور لوگ اسے چراغوں میں بھی جلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں یہ حرام ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے اللہ تعالیٰ نے جب ان پر اس (مردار) کی چربی حرام کر دی تو انہوں نے اسے کھلا کر بیچنا شروع کر دیا اور پھر اس کی قیمت کھانے لگے۔“

۳۴۸۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ»، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا الشُّفْنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبَحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا هُوَ حَرَامٌ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».



🌞 فوائد ومسائل: ① وہ اشیا جن کا استعمال جائز نہ ہو ان کی تجارت کس طرح جائز قرار دی جاسکتی ہے؟ اس

حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شراب حرام ہے۔ ادویات میں بھی اس کا استعمال حرام ہے اور اس کی تجارت بھی حرام ہے۔ ② مردار جانور کا گوشت یا اس کی ہڈیاں فروخت کرنا حرام ہے۔ البتہ (حلال جانوروں کا) چمڑا ننگے جانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بیچ بھی جائز ہے۔ ③ خنزیر زندہ ہو یا مردہ اس کے تمام اجزاء نجس اور حرام ہیں مردار کی ہڈیوں سے حاصل ہونے والے مواد بھی حرام ہیں ان حرام اشیا کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی۔ ④ مردار کی چربی کو چراغ میں جلانا جائز ہے لیکن فروخت کرنا قطعاً درست نہیں۔ ⑤ بت اور ذی روح اشیا کی تماثل (جسمے) لکڑی، لوہے، مٹی، پتھر یا پلاسٹک وغیرہ کی ہوں خواہ بچوں کے کھلونے ہی کیوں نہ ہوں ان کا بیانا اور تجارت کرنا حرام

۳۴۸۶- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ح: ۲۲۳۶، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح: ۱۵۸۱ عن قتية به.

شراب اور مردار کی خرید و فروخت کی حرمت کا بیان

ہے۔ چھوٹے بچے بچیاں اگر گھروں میں از خود بنالیں اور ان کی آنکھیں ناک، کان وغیرہ نہ ہوں محض ہیولے کی صورت ہوں تو رخصت دی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک گھوڑا بنایا تھا۔ ① ایسے تمام حیلے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں حرام ہیں۔ نام تبدیل کر دینے سے حکم تبدیل نہیں ہوتا اور حیلوں سے کام نہ لانا یہودیوں کی صفت ہے۔

۳۴۸۷- یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مجھے اسی کی مانند لکھ بھیجی مگر اس میں [هُوَ حَرَامٌ] کا لفظ نہیں تھا۔

۳۴۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ، لَمْ يَقُلْ: «هُوَ حَرَامٌ».

۳۴۸۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بیت اللہ میں) حجر اسود کے پاس بیٹھ دیکھا۔ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور ہنس دیے۔ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے..... تین بار فرمایا..... اللہ تعالیٰ نے ان پر چریوں کا استعمال حرام کر دیا تو انہوں نے اسے پہچنا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کر دیتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتا ہے۔“

۳۴۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَنَّ بَشَرَ بْنَ الْمُفَضَّلِ وَخَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَاهُمَا، الْمُعْنَى، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ بَرَكَةَ، قَالَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: عَنْ بَرَكَةَ أَبِي الْوَلِيدِ، ثُمَّ اتَّفَقَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا عِنْدَ الرُّكْنِ، قَالَ: فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَضَحِكَ فَقَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ» ثَلَاثًا، «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَبَاغَوْهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكَلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ».

خالد بن عبد اللہ الطحان کی روایت میں: [رَأَيْتُ] ”میں نے دیکھا“ کا جملہ نہیں ہے۔ اور «لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ» کی بجائے «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ» کہا: یعنی

وَلَمْ يَقُلْ فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الطَّحَّانِ: «رَأَيْتُ»، وَقَالَ: «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ».

۳۴۸۷- تخریج: أخرجه البخاري، تعليقاً، ومسلم، كلاهما من حديث أبي عاصم به، انظر الحديث السابق.

۳۴۸۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۴۷/۱ من حديث خالد الحذاء به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۱۷۷.

غلو غیرہ قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے۔“

۳۴۸۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شراب بیچتا ہے اسے چاہیے کہ خنزیر کو (کھانا) حلال سمجھے۔“

۳۴۸۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ وَوَكَيْعٌ عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرِو الْجَعْفَرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ بَيَانَ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُسْقِصِ الْخَنَازِيرَ».

www.KitaboSunnat.com

۳۴۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور انہیں ہم پر پڑھا اور فرمایا: ”شراب کی تجارت حرام کر دی گئی ہے۔“

۳۴۹۰- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا وَقَالَ: «حُرِّمَتِ التَّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ».

۳۴۹۱- جناب اعمش رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے اس حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ آخری آیات جو سووے متعلق ہیں۔ (جب وہ نازل ہوئیں)

۳۴۹۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: الْآيَاتُ الْأَوَاخِرُ فِي الرِّبَا.

🌞 فائدہ: اس سے مراد سورہ بقرہ کی آیات نمبر ۲۷۵ سے لے کر ۲۸۱ تک ہیں۔ ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ..... وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

(المعجم ۶۵) - بَابُ: فِي بَيْعِ الطَّعَامِ
قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى (التحفة ۶۷)
باب: ۶۵- غلہ اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ہی فروخت کرنا

۳۴۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۵۳ عن وكيع به عمر بن بيان روى عنه جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان، وقال أبو حاتم: 'معروف'.

۳۴۹۰- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب تحريم التجارة في الخمر، ح: ۲۲۲۶ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح: ۱۵۸۰ من حديث سليمان الأعمش به.

۳۴۹۱- تخریج: أخرجه مسلم من حديث أبي معاوية الضرير به، انظر الحديث السابق.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غلہ وغیرہ قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے متعلق احکام ومسائل

۳۴۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ ابْتِاعَ طَعَامًا فَلَا يَبْعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۳۴۹۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی غلہ (طعام) خریدا ہو تو اسے اپنے قبضے میں لیے بغیر فروخت نہ کرے۔“

۳۴۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعُهُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِإِتْقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلِ أَنْ نَبْعُهُ. يَعْنِي جُرَافًا.

۳۴۹۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم غلہ خریدا کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ ہمارے پاس آدمی بھیجتے جو ہمیں حکم دیتا کہ ہم اسے فروخت کرنے سے پہلے خریدنے کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر لیں۔ یعنی اندازے سے (جو) خرید و فروخت کرتے تھے (اس سے منع کر دیا گیا)۔

۳۴۹۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ [عُبَيْدِ اللَّهِ] قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ جُرَافًا بِأَعْلَى السُّوقِ، فَتَهَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبْعُوهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ.

۳۴۹۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ منڈی کی بالائی جانب اندازے سے غلہ خریدتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فروخت کرنے سے منع فرما دیا، یہاں تک کہ وہ اسے دوسری جگہ منتقل کر لیں۔

🌞 **فائدہ:** [جُرَافًا] کے معنی ہیں کہ اس کا کیل (ناپ) یا وزن متعین نہ ہوتا تھا بلکہ ویسے ہی ایک ڈھیر کا سودا کر لیا جاتا تھا اور پھر اسے ویسے ہی تولے بغیر اور قبضے میں لیے بغیر ڈھیر ہی کی شکل میں فروخت کر دیا جاتا تھا۔ اسے بعض حضرات نے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن احادیث کے الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ غلہ ناپ تول کر لیا جائے یا ڈھیری کی شکل میں، اسے قبضے میں لیے بغیر یا ناپ تول کے بغیر بیچنا جائز نہیں۔ اور ڈھیری کا قبضہ یہی ہے کہ اسے دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔

۳۴۹۲- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض... الخ، ح: ۲۱۳۶، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۱۵۲۶ عن عبد الله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۴۰/۲.

۳۴۹۳- تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۱۵۲۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۴۱/۲، ورواه البخاري، ح: ۲۱۲۳ من حديث نافع به.

۳۴۹۴- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب منتهى التلقي، ح: ۲۱۶۷ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ۱۵۲۶/۳۴ من حديث عبيد الله به، انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ۱۵/۲.

غلہ وغیرہ قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۹۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا،
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ الْمُنْذِرِ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جس نے متعین کیل
ابن عُيَيْدٍ الْمَدِينِيِّ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ (ناپ) میں غلہ خریدا ہو تو اسے قبضے میں لیے بغیر آگے
حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رُسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ أَحَدٌ طَعَامًا
اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

۳۴۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ وَهْبٍ وَعُثْمَانُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ،
عن ابنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ ابْتِئَاعَ طَعَامًا
فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ» زَادَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لِمَ؟ قَالَ: أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ
يَتَبَاغُونَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامِ مُرَجَّجِي. حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غلہ خریدا ہو تو اسے فروخت نہ کرے حتیٰ کہ ناپ لے۔“ (اپنے قبضے میں
لے لے۔) (راوی) ابو بکر نے مزید کہا کہ طاووس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ایسا
کیوں ہے؟ انہوں نے کہا: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ لوگ اسے سونے کے بدلے خرید لیتے ہیں، حالانکہ وہ (غلہ)
ابھی بہت دور ہوتا ہے۔ (فروخت کرنے والے کے پاس پہنچائی نہیں ہوتا۔)

☀ فائدہ: ان تعلیمات کی حکمتیں واضح ہیں مقصد یہ ہے کہ منڈی میں جمود نہ رہے۔ مال اور سرمایہ حرکت میں آئے۔
مزدوروں کو مزدوری اور لوگوں کو رزق آسانی اور ارزانی سے ملے۔ آج کل اشیاء کے ہنگے ہونے کا بڑا سبب ہی یہ ہے
کہ مال ایک جگہ سٹور میں پڑا ہوتا ہے اور سرمایہ دار اسے وہیں ایک دوسرے کو فروخت کرتے چلے جاتے ہیں یا مال
ابھی ایک خریدار کے قبضے میں آیا نہیں ہوتا کہ وہ اسے آگے فروخت کر دیتا ہے اور وہ پھر اسے آگے فروخت کر دیتا ہے۔
یہ سب صورتیں شرعی اصولوں سے متصادم ہیں اور ان کا حاصل کم توڑ مہنگائی ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ.

۳۴۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ ۳۴۹۸- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے
۳۴۹۵- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه النسائي، البيهقي، باب النهي عن بيع ما اشتري من الطعام بكيل حتى
يستوفي، ح: ۴۶۰۸ من حديث ابن وهب به * عمرو هو ابن الحارث، ومنذر بن عبيد، وثقه ابن حبان وحده،
والحديث الآتي يغني عن حديثه.
۳۴۹۶- تخریج: أخرجه مسلم، البيهقي، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ۳۱/۱۵۲۵ عن أبي بكر بن أبي
شيبه به، وهو في المصنف له: ۳۶۹/۶، ورواه البخاري، ح: ۲۱۳۲ من حديث ابن طاووس به.
۳۴۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۵۲۵ من حديث حماد بن زيد، انظر الحديث السابق، والبخاري، البيهقي، ۴۴

غلہ وغیرہ قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے متعلق احکام ومسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی غلہ خریدے تو جب تک اسے اپنے قبضے میں نہ لے لے فروخت نہ کرے۔“ سلیمان بن حرب کے لفظ تھے: [حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ] مسدو نے اضافہ کیا کہ طاؤس نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اور میرا خیال ہے کہ ہر چیز طعام (غلے) کی طرح ہے۔ (یعنی خرید کردہ چیز کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہیں کرنا چاہیے، خواہ اس کی نوعیت کوئی ہو۔)

حَرْبٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ - وَهَذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ». قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: «حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ». زَادَ مُسَدَّدٌ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَحْبَبُ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَ الطَّعَامِ.

۳۴۹۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اگر کوئی غلے کا ڈھیر خریدتا اور پھر وہیں فروخت کر دیتا تو اس پر اسے سزا دی جاتی تھی حتیٰ کہ اپنی منزل پر لے جائے۔

۳۴۹۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوْا الطَّعَامَ جُزْأً أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُبْلِغَهُ إِلَى رَحْلِهِ.

۳۴۹۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے بازار میں تیل خریدا۔ جب میں نے اسے وصول کر لیا تو مجھے ایک آدمی ملا اور اس نے مجھے عمدہ منافع کی پیشکش کی۔ میں نے چاہا کہ (اسے قبول کرتے ہوئے) اس کے ہاتھ پر ہاتھ ماروں۔ تو ایک شخص نے میرے پیچھے سے میرا بازو پکڑ لیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت

۳۴۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِدٍ الْوُهَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ابْتِغَتْ زَيْتًا فِي السُّوقِ فَلَمَّا اسْتَوْجَبْتُهُ لِنَفْسِي لَقِينِي رَجُلٌ فَأَعْطَانِي بِهِ رِبْحًا حَسَنًا

۴۴ باب بيع الطعام قبل أن يقبض ... الخ، ح: ۲۱۳۵ من حديث عمرو بن دينار به .

۳۴۹۸- تخریج: أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والأدب؟ ح: ۶۸۵۲، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع السبع قبل القبض، ح: ۱۵۲۷/۳۷ من حديث معمر به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۴۵۹۸.

۳۴۹۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۹۱/۵ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۲۰.

خرید و فروخت کے وقت دھوکا نہ کرنے کی تصریح کا بیان

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا: جہاں تم نے اسے خریدا ہے اسی جگہ مت بیچو حتیٰ کہ اپنی منزل پر لے جاؤ۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خریدنے کی جگہ ہی پر اس مال کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ تاجر اسے اپنی اپنی منزل پر لے جائیں۔

فَارَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى يَدِهِ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي بِذِرَاعِي فَالْتَفْتُ فَإِذَا زَيْدٌ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتَعْتَهُ حَتَّى تَحْوِزَهُ إِلَى رَحْلِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُبَاعَ السَّلْعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتَّى يَحْوِزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منڈی اور بازار میں بھی فرامین رسول ﷺ پر سختی سے عمل کرتے اور کراتے تھے۔

(المعجم ۶۶) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ
عِنْدَ الْبَيْعِ لَا خِلَابَةَ (التحفة ۶۸)

باب: ۶۶- جو شخص معاملہ کرتے ہوئے کہہ دے
کہ ”دھوکا اور فریب نہیں“

۳۵۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ» فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ.

۳۵۰۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ لوگ خرید و فروخت میں مجھے دھوکا دے جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”جب تم معاملہ کرو تو یوں کہہ دیا کرو کہ ”دھوکا فریب نہیں۔“ چنانچہ وہ سودا کرتے ہوئے کہا کرتا تھا: [لَا خِلَابَةَ] ”دھوکا فریب نہیں۔“

فائدہ: اس شرط اور صراحت کے ساتھ اگر بعد میں واضح ہو کہ دوسرے فریق نے کوئی دھوکا دیا ہے تو اسے بیع فسخ کرنے کا حق حاصل رہے گا۔

۳۵۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَضْرَتِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ» فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ.

۳۵۰۰- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يكره من الخداع في البيع، ح: ۲۱۱۷ من حديث مالك، ومسلم، البيوع، باب من يخدع في البيع، ح: ۱۵۳۳ من حديث عبد الله بن دينار به، وهو في الموطأ (يحيى) ۶۸۵/۲. ۳۵۰۱- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء فيمن يخدع في البيع، ح: ۱۲۵۰، والنسائي، ح: ۴۴۹۰، وابن ماجه، ح: ۲۳۵۴ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۶۸، والحاكم على شرط الشيخين: ۱۰۱/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.



کرنے میں سادہ اور کمزور تھا۔ اس کے گھر والے نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! فلاں پر پابندی لگا دیجیے۔ وہ خرید و فروخت کرتا ہے حالانکہ وہ معاملہ طے کرنے میں بہت کمزور ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے بلایا اور خرید و فروخت سے منع فرمایا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کام سے رہ نہیں سکتا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم خرید و فروخت نہیں چھوڑ سکتے، تو کہا کرو: لاؤ اور لو (معاملہ نقد کرو) اور دھوکا فریب نہیں۔“ ابو ثور نے [أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ] کی بجائے [عَنْ سَعِيدٍ] کہا۔

الْكَلْبِيُّ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: قَالَ مُحَمَّدٌ: عَبْدُ الْوَهَّابِ ابْنُ عَطَاءٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِي عَقْدَتِهِ ضَعْفٌ. فَأَتَى أَهْلَهُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! احْجِرْ عَلَى فُلَانٍ فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِي عَقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَهَاها عَنْ الْبَيْعِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكٍ لِلْبَيْعِ، فَقُلْ: هَاءَ وَهَاءَ وَلَا خِلَابَةَ». قَالَ أَبُو ثَوْرٍ عَنْ سَعِيدٍ.

باب ۶۷- پیشگی دیا ہوا بیعانہ مار لینا جائز نہیں

(المعجم ۶۷) - بَابُ فِي الْعُرْبَانِ

(التحفة ۶۹)

۳۵۰۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے [بیع العُربان] سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: اس کی صورت جیسے کہ ہم سمجھتے ہیں یہ ہے..... اور اللہ بہتر جانتا ہے..... کوئی کسی سے غلام خریدے یا جانور کرایہ پر لے، پھر اس سے کہے کہ میں تجھے ایک دینار دیے جاتا ہوں اگر میں نے یہ سودایا کرائے پر لینا چھوڑ

۳۵۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ فِيمَا نَرَى وَاللَّهِ أَعْلَمُ أَنَّ يَشْتَرِي الرَّجُلُ الْعَبْدَ أَوْ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ ثُمَّ يَقُولُ: أُعْطِيكَ دِينَارًا عَلَى أَنِّي إِنْ

۳۵۰۲- [تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب بیع العربان، ح: ۲۱۹۲ من حدیث مالک به * المبلغ هو ابن لهیعة (التمهید: ۱۷۷/۲۴)، وصرح بالسماع، وتابعه الحارث بن عبد الرحمن بن أبي ذباب كما في البيهقي: ۳۴۳/۵، وسنده حسن، وهو في الموطأ (یحیی): ۶۰۹/۲، والتمهید: ۱۷۶/۲۴، والاستذکار، ح: ۱۲۵۱، والزرقانی، ح: ۱۳۳۱ مالک عن الثقة عنده عن عمرو بن شعيب به... الخ.

جو چیز موجود اور قبضے میں نہ ہو اسے فروخت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

تَرَكْتُ السَّلْعَةَ أَوْ الْكَرَاءَ فَمَا أَعْطَيْتُكَ لَكَ . دیا (نہ لیا) تو جو میں نے تجھے دیا یہ تیرا ہوا۔ (ورنہ اصل قیمت میں شمار ہوگا۔)

(المعجم ۶۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ (التحفة ۷۰)

باب: ۶۸- جو چیز انسان کے پاس نہ ہو اس کا فروخت کرنا

۳۵۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَرِيدُ مِنِّي التَّبَعِ لَيْسَ عِنْدِي، أَفَأَتْبَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ؟ فَقَالَ: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

۳۵۰۳- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز خریدنی چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی، تو کیا میں اس کے لیے بازار سے خرید لوں؟ آپ نے فرمایا: ”جو تیرے پاس نہیں ہے وہ مت بیچ۔“

🌞 توضیح: ① دکاندار بعض اوقات اپنے گاہکوں کی کئی مطلوبہ چیزیں جو ان کے پاس نہیں ہوتیں اسی وقت بازار سے منگوا کر دیتے ہیں اور مقدمہ یہ ہوتا ہے کہ یہ گاہک بس ان ہی سے متعلق رہے یہ صورت جائز نہیں۔ وہی سودا بیچنا چاہیے جو موجود ہو۔ الایہ کہ گاہک از خود دکاندار سے چیز منگوا کر دینے کا مطالبہ کرے۔ ② کوئی جانور جو بھاگ گیا ہو اسے فروخت کر دینا یا کوئی مال فریقین میں متنازع ہو تو فیصلہ اور قبضہ ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دینا جائز نہیں۔ ③ کوئی چیز خرید رکھی ہو مگر وصول نہ کی ہو اور قبضے میں نہ آئی ہو تو اس کو بیچنا ناجائز ہے۔ خیال رہے کہ معروف تجارتی طریق پر بیع سلف (سلم) کا معاملہ جائز ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

۳۵۰۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

۳۵۰۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (بن العاص) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ادھار اور بیع اور ایک بیع میں دو شرطیں حلال نہیں ہیں اور اس چیز کا نفع

۳۵۰۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في كراهية بيع ماليس عنده، ح: ۱۲۳۲، وابن ماجه، ح: ۲۱۸۷، والنسائي، ح: ۴۶۱۷ من حديث أبي بشر به، وقال الترمذي: "حسن"، وله طرق عند ابن الجارود، ح: ۶۰۲ وغيره.

۳۵۰۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في كراهية بيع ماليس عنده، ح: ۱۲۳۴، وابن ماجه، ح: ۲۱۸۸ من حديث إسماعيل، والنسائي، ح: ۴۶۱۵ من حديث أيوب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۰۱، والحاكم، ۱۷/۲، ووافقه الذهبي.

خرید و فروخت کے وقت شرط کر لینے سے متعلق احکام و مسائل

أَبِيهِ حَتَّى ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ سَلْفٌ وَبَيْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رِبْحٌ مَا لَمْ يُضْمَنْ، وَلَا بَيْعٌ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

بھی حلال نہیں جو تیری اپنی ضمانت میں نہیں اور جو چیز تیرے پاس (یعنی قبضے میں) نہ ہو اسے مت فروخت کر۔

🌞 توضیح: ادھار اور بیع: اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص نقد اور ادھار کی قیمتوں میں فرق کو ناجائز سمجھتا ہے لیکن حیلے سے یہ انداز اختیار کرے کہ کوئی چیز خریدے مگر رقم پاس نہ ہو تو پھر اسی دکاندار تا جر سے رقم ادھار لے لے تاکہ بیع کی قیمت ادا کر دے۔ ایک صورت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ میں تین لاکھ کا یہ مکان تجھے دو لاکھ میں دیتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے پانچ لاکھ ادھار دے یا میں تجھے یہ غلام پچاس دینار میں بیچتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے ایک ہزار درہم ادھار دے وغیرہ۔ اور اس میں بنیادی علت ربا (سود) ہے۔

ایک بیع میں دو شرطیں: مثلاً میں تجھے یہ چیز فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ آگے فروخت نہ کرے اور نہ ہیہ کرے۔ یا یہ کپڑا فروخت کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ میں ہی سلوا دوں گا اور دھلوا بھی دوں گا۔ بعض علماء نے [بیعۃ فی بیعتین] کو بھی اسی میں شمار کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے گزشتہ حدیث: ۳۴۶۱ کے فوائد۔ باقی کی تفصیل پچھلی حدیث کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(المعجم ۶۹) - بَابُ: فِي شَرْطٍ فِي بَيْعٍ (التحفة ۷۱)

باب: ۶۹- بیع میں ایک شرط کر لینا

۳۵۰۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ زَكَرِيَّا، أَخْبَرَنَا عَامِرٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَعَثَهُ يَعْني بَعِيرَهُ، مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاشْتَرَطْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي، قَالَ فِي آخِرِهِ: «تُرَانِي إِنَّمَا مَا كَسَبْتَ لَا ذَهَبَ بِجَمَلِكَ؟ خُذْ جَمَلَكَ وَثَمَنَهُ فَهَمَّا لَكَ».

۳۵۰۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنا اونٹ فروخت کیا اور ان سے شرط کر لی کہ میں اپنے گھریب تک اس پر سواری کروں گا۔ اس حدیث کے آخر میں کہا: (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہارا نقصان کیا ہے تاکہ میں تمہارا اونٹ لے لوں؟ جاؤ! اونٹ بھی لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی۔ دونوں ہی تمہارے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بیع میں اس کے کچھ دیر تک استعمال کی ایک شرط کر لینا جائز ہے۔ ② اگر ایسے ہی احسان کرنا

۳۵۰۵- تخریج: أخرجه البخاري، الشروط، باب: إذا اشترط البائع ظهر الدابة إلى مكان مسمى جاز، ح: ۲۷۱۸، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ۷۱۵، بعد، ح: ۱۵۹۹ من حديث زكريا به.

غلام کی بیع سے متعلق احکام و مسائل

مقصود ہو تو صاحب ضرورت کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ فرمایا۔

باب: ۷۰۔ غلام کی بیع اور اس کی

(المعجم ۷۰) - بَابُ: فِي عَهْدَةِ

سلامتی کی ضمانت

الرَّقِيقِ (التحفة ۷۲)

۳۵۰۶۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلام کی بیع اور اس کی سلامتی کی ضمانت تین دن تک ہے۔“ (توضیح درج ذیل ہے۔)

۳۵۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «عَهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ».

۳۵۰۷۔ جناب قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: اگر تین دن (دن) رات تک اس میں کسی عیب سے مطلع ہوا تو گواہ پیش کیے بغیر ہی اسے واپس کر سکے گا۔ اور اگر تین دن کے بعد مطلع ہوا تو اسے گواہ پیش کرنا ہوگا کہ جب اسے خریدا تھا تو اس میں یہ عیب تھا۔

۳۵۰۷۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زَادَ: «إِنْ وَجَدَ دَاءً فِي الثَّلَاثِ لَيَالِي رَدَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، وَإِنْ وَجَدَ دَاءً بَعْدَ الثَّلَاثِ كُلَّفَ الْبَيِّنَةَ أَنَّهُ اشْتَرَاهُ وَبِهِ هَذَا الدَّاءُ».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ توضیح جناب قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا التَّفْسِيرُ مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ.

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم علماء کی عام رائے یہی ہے کہ اگر کوئی شخص غلام خریدے لیکن اس میں کوئی عیب نکل آئے تو تین دن کے اندر اسے واپس کیا جاسکتا ہے اور مالک کے لیے ضروری ہوگا کہ اسے واپس لے لے کیونکہ وہ اس بات کا ضامن ہے کہ جس غلام کو وہ بیچ رہا ہے وہ صحیح ہو اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہو۔

باب: ۷۱۔ غلام خریدا اور اسے کام پر لگایا بعد ازاں اس کے عیب پر مطلع ہوا

(المعجم ۷۱) - بَابُ: فِيمَنْ اشْتَرَى

عَبْدًا فَاسْتَعْمَلَهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا

(التحفة ۷۳)

۳۵۰۶۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، باب التجارات، باب عهد الرقيق، ح: ۲۲۴۵ من حديث الحسن البصري به، وقال المنذري: "هذا منقطع، فإن الحسن لم يصح له سماع من عقبه"، وله طريق آخر ضعيف عند ابن ماجه، ح: ۲۲۴۴.

۳۵۰۷۔ تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.



غلام کی بیچ سے متعلق احکام ومسائل

۳۵۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: ۳۵۰۸- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آمدنی کا حق دار وہی ہے جو ضامن ہو۔“
خُفَافٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْخَرَجُ بِالضَّمَانِ».

🌞 توضیح: غلام نے جو کچھ کمایا وہ خریدار کا ہے۔ اس مدت میں اگر اس کے کسی عیب پر مطلع ہوا اور اسے واپس کیا تو صرف غلام واپس ہوگا اس کی کمائی نہیں کیونکہ بالفرض اگر ان دنوں میں غلام مر جاتا تو یہ نقصان خریداری کا ہوتا۔

۳۵۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ۳۵۰۹- جناب خالد بن خفاف غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میری ایک غلام میں شراکت تھی میں نے اسے کام پر لگایا جبکہ میرا ساتھی غائب تھا۔ تو وہ غلام میرے لیے کما کر لایا۔ میرے شریک نے اپنے حصے کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کیا اور مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کر دیا۔ تو قاضی نے مجھ سے کہا کہ میں اس کا حصہ ادا کر دوں۔ چنانچہ میں حضرت عروہ بن زبیر کے پاس آیا اور واقعہ انہیں بتایا تو وہ قاضی کے پاس گئے اور اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”آمدنی کا وہی حق دار ہوتا ہے جو ضامن ہو۔“

🌞 توضیح: اس صورت میں غالباً خالد نے اپنے شریک سے اتفاق کیے بغیر کام کروایا۔ اس لیے غلام ان کی ضمان میں ہو گیا۔ اگر شریک سے اتفاق کیا گیا ہوتا تو پھر وہ بھی اس کی آمدنی میں حصہ دار ہوتا۔ (از ترجمہ: علامہ وحید الزمان)

۳۵۱۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ: ۳۵۱۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی

۳۵۰۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء فيمن يشتري العبد... الخ، ح: ۱۲۸۵، وابن ماجه، ح: ۲۲۴۲، والنسائي، ح: ۴۴۹۵ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۲۵، وابن الجارود، ح: ۶۲۷.
۳۵۰۹- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۵۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الخراج بالضمان، ح: ۲۲۴۳ من حديث مسلم بن خالد به، وهو ضعيف، وتابعه خالد بن مهران مقتصرًا على المرفوع فقط، (تاريخ بغداد: ۸/ ۲۹۷، ۲۹۸)، ۴۱.

خریدار اور فروخت کنندہ کے مابین اختلاف کے حل کا بیان

ہیں کہ ایک شخص نے غلام خریداً پھر جب تک اللہ نے چاہا وہ اس کے پاس رہا۔ بعد ازاں اسے غلام کے کسی عیب کی خبر ہوئی تو وہ اس کا معاملہ نبی ﷺ کے پاس لے گیا۔ آپ نے اسے بیچنے والے کو واپس کر دیا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے غلام سے آمدنی بھی لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آمدنی کا وہی حق دار ہوتا ہے جو ضامن ہو۔“

حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الرِّزْجِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ غُلَامًا فَأَقَامَ عِنْدَهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُقِيمَ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا فَخَاصَمَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَرَدَهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ اسْتَعْلَ غُلَامِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْخَرَجُ بِالضَّمَانِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا إِسْنَادٌ لَيْسَ بِذَلِكَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند معیاری نہیں ہے۔

(المعجم ۷۲) - بَابُ: إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَالْمِيعُ قَانِمٌ (التحفة ۷۴)

باب: ۷۲- جب خریدار اور فروخت کرنے والے میں اختلاف ہو جائے اور چیز موجود ہو

۳۵۱۱- جناب عبدالرحمن بن قیس بن محمد بن اشعث اپنے والد (قیس) سے اور وہ عبدالرحمن کے دادا (محمد) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیس ہزار میں کچھ غلام خریدے جو کہ خمس کے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قیمت لینے کے لیے آدمی بھیجا تو اس نے کہا کہ میں نے انہیں دس ہزار میں لیا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کسی آدمی کو منتخب کرلو جو ہم میں فیصلہ کر دے۔ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ خود ہی میرے اور اپنے درمیان فیصلہ

۳۵۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ: أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ أَبِي عَمِيْسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: «اشْتَرَى الْأَشْعَثُ رَقِيقًا مِنْ رَقِيقِ الْخُمْسِ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بِعِشْرِينَ أَلْفًا، فَأَرْسَلَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَيْهِ فِي ثَمَنِهِمْ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَخَذْتُهُمْ بِعِشْرَةِ آلَافٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَاخْتَرُ رَجُلًا يَكُونُ

والسند إليه ضعيف، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۲۶، وابن الجارود، ح: ۶۲۶، والحاكم: ۱۵/۲، ووافقه الذهبي، وأعله الترمذي، ح: ۱۲۸۶، والحديث السابق برقم: ۳۵۰۸ يغني عنه.

۳۵۱۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب خلاف المتبايعين في الثمن، ح: ۴۶۵۲ من حديث عمر ابن حفص بن غياث به، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۲۵، والحاكم: ۴۵/۲، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن الجارود، ح: ۶۲۴ وغيره.



کردیں۔ تو حضرت عبداللہ ﷺ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جب خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان اختلاف ہو جائے اور ان میں کوئی گواہ نہ ہو تو بات فروخت کرنے والے کی معتبر ہوگی یا وہ دونوں ہی سودا چھوڑ دیں۔“

بَيْنِي وَبَيْنَكَ. قَالَ الْأَشْعَثُ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِكَ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السَّلْعَةِ أَوْ يَتَارَكَانِ».

🌞 فائدہ: اس میں اختلاف کے خاتمے کے لیے ایک مناسب طریقہ تجویز کیا گیا ہے۔

۳۵۱۲- جناب قاسم بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کو غلام بیچے۔ اور الفاظ میں کمی بیشی ہے۔ مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۵۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ بَاعَ مِنَ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ رَقِيقًا فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْكَلامُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ.

(المعجم ۷۳) - بَابُ فِي الشَّفْعَةِ

(التحفة ۷۵)

باب: ۷۳- شفعہ کا بیان

۳۵۱۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شفعہ ہر مشترک زمین یا باغ میں ہے اسے اپنے شریک کو خبر دیے بغیر فروخت کرنا درست نہیں۔ اگر (بلا اطلاع) فروخت کر دیا ہو تو وہ شریک ہی زیادہ حقدار ہے حتیٰ کہ وہ دوسرے کے لیے اجازت دے دے۔“

۳۵۱۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّفْعَةُ فِي كُلِّ شَرِكٍ رَبْعَةٌ أَوْ حَاطِطٌ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكُهُ، فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ».

۳۵۱۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۵۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۳۵۱۲- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب: البيعان يخلطان، ح: ۲۱۸۶ من حديث هشيم به، ورواه عمر بن قيس الحاصر عن القاسم بن عبد الرحمن به، (الدارقطني: ۲۰/۳)، وللحديث شواهد.

۳۵۱۳- تخریج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الشفعة، ح: ۱۶۰۸ من حديث ابن جريج به.

۳۵۱۴- تخریج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح: ۶۹۷۶ من حديث معمر به، وهو في مسند أحمد: ۲۹۶/۳، ومصنف عبد الرزاق، ح: ۱۴۳۹۱، ومن طريقه رواه الترمذي، ح: ۱۳۱۲، وقال: "حسن صحيح".

شفعے سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مشترک غیر تقسیم شدہ چیز میں شفعہ رکھا ہے، لیکن جب حدود متعین ہو جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقَسِّمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۳۵۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب زمین تقسیم ہو جائے اور حدود متعین ہو جائیں تو اس میں کوئی شفعہ نہیں۔“

۳۵۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَوْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَوْ عَنْهُمَا جَمِيعًا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا فُصِّمَتِ الْأَرْضُ وَحُدَّتْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا».

۳۵۱۶- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”ہمسایہ اپنے قرب کی بنا پر زیادہ حق دار ہوتا ہے۔“

۳۵۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ: سَمِعَ عَمْرُو بْنُ الشَّرِيدِ: سَمِعَ أَبَا رَافِعٍ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ».

۳۵۱۷- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”گھر کا ہمسایہ ہمسائے کے گھر یا زمین کا زیادہ

۳۵۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ

۳۵۱۵- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۰۴/۶ من حديث الحسن بن الربيع به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۴۹۷ من طريق آخر عن الزهري به، والحديث السابق شاهد له.

۳۵۱۶- تخریج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح: ۶۹۷۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

۳۵۱۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الشفعة، ح: ۱۳۶۸ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۴۴.



سَمُرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: «جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ حَقْدَارِهِ»
بِدَارِ الْجَارِ أَوْ الْأَرْضِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① شفعہ، شَفَعَ سے ماخوذ ہے اور لغت میں اس کے معنی جوڑا ہونا، اضافہ کرنا اور اعانت کرنا آتے ہیں۔ شرعیہ ہے کہ ”مشرک یا ملحق زمین و مکان کو فروخت کرتے وقت شریک ساتھی کو جو حق خریداری کا اولین حق رکھتا تھا بتائے بغیر کسی اور کو منتقل کر دیا گیا ہو تو اسے واپس لوٹانا“ شفعہ کہلاتا ہے بشرطیکہ قیمت وہی ہو جو اجنبی نے دی ہو۔ ② حدیث: ۱۵۱۶ اور ۱۳۵۱۵ میں ہمسائے سے مراد شریک ہے جیسا کہ متعدد روایات میں صراحت ہے۔ اسی کی تائید حدیث: ۳۵۱۸ سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں وضاحت ہے کہ جس ہمسائے کا راستہ ایک ہو وہی ہمسایہ شفعہ کا حق دار ہوگا۔ اگر راستہ مشترک نہ ہو بلکہ الگ الگ ہو ایک دوسرے کی حدود متعین ہوں تو پھر محض ہمسایہ ہونے کی بنا پر وہ شفعہ کا حق دار نہیں ہوگا۔ شفعہ کا حق دار صرف وہی ہوگا جو زمین یا باغ میں شریک ہوگا۔

۳۵۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِشَفْعَةِ جَارِهِ يُنْتَظَرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِدًا».

۳۵۱۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمسایہ ہمسائے پر شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کیا جائے بشرطیکہ ان کا راستہ ایک ہو۔“

(المعجم ۷۴) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُفْلَسُ
فَيَجِدُ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بَعَيْنِهِ عِنْدَهُ
باب: ۴- اگر کوئی کنگال اور دیوالیہ ہو جائے اور قرض خواہ بعینہ اپنا مال اس کے پاس پائے
(التحفة ۷۶)

۳۵۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الثَّوْمَلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ الْمَعْنَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي

۳۵۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی کنگال اور مفلس ہو جائے اور پھر کوئی (مال دینے والا) اپنا مال اس کے پاس بعینہ

۳۵۱۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الشفعة، باب الشفعة بالجوار، ح: ۳۴۹۴ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۰۳، وقال الترمذي، ح: ۱۳۶۹ "حسن غريب".

۳۵۱۹- تخریج: أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا وجد ماله عند مفلس في البيع . . . الخ، ح: ۲۴۰۲، ومسلم، المساواة، باب من أدرك ما باعه عند المشتري وقد أفلس فله الرجوع فيه، ح: ۱۵۵۹ النسخة الهندية: ۱۷/۲ من حديث زهير به، وهو ابن معاوية الجعفي أبو خيثمة، والحديث في الموطأ (يحيى): ۶۷۸/۲، ووقع في بعض نسخ صحيح مسلم "زهير بن حرب"، وهو خطأ.

۰۰۰ کتاب الإجارة

خریدار اور فروخت کنندہ سے متعلق احکام و مسائل

پائے، تو دوسروں کی نسبت وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔“
 عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ
 عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَذْرَكَ
 الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

🌞 فائدہ: حدیث میں مذکور صورت میں اگر بائع (فروخت کنندہ) نے کوئی قیمت وصول نہ کی ہو اور مال بعینہ موجود ہو تو بیع صحیح سمجھی جائے گی اور مال واپس ہوگا۔ اگر اس مال میں کوئی تصرف کیا گیا ہو تو دیگر قرض خواہ بھی اس میں سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں۔

۳۵۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
 عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ
 ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ
 مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ وَلَمْ يَقْبِضْ
 الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا فَوَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ
 فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُشْتَرِي
 فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَسْوَدُ الْغُرَمَاءِ».

۳۵۲۰- جناب ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس
 نے کوئی مال بیچا ہو اور پھر خریدار کنگال ہو گیا ہو اور بیچنے
 والے نے اس کی کوئی قیمت وصول نہ کی ہو پھر وہ اپنے
 مال کو اس کے پاس بعینہ پائے، تو وہی اس کا زیادہ حقدار
 ہوگا، اگر خریدار فوت ہو جائے تو مال والا دیگر قرض
 خواہوں کے ساتھ برابر ہوگا۔“

۳۵۲۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ:
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي
 يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو
 بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ
 هِشَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَى
 حَدِيثِ مَالِكٍ. زَادَ: «وَإِنْ كَانَ قَدْ قَضَى

۳۵۲۱- جناب ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث رضی اللہ عنہ
 نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... (مذکورہ
 بالا) حدیث مالک (۳۵۲۰ نمبر) کے ہم معنی روایت کیا۔
 اس میں مزید کہا: ”اگر اس کی کچھ قیمت وصول نہ ہو تو
 پھر وہ اس میں دیگر قرض خواہوں کے برابر حق رکھتا ہوگا۔“

۳۵۲۰- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۷۸/۲.

۳۵۲۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين، ورواه ابن ماجه، الاحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس، ح: ۲۳۵۹ من حديث ابن شهاب الزهري به.

خریدار اور فروخت کنندہ سے متعلق احکام و مسائل

مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهُوَ أَسْوَةُ الْغُرَمَاءِ فِيهَا. [قال أبو بكر: وَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ مَنْ تَوَفَّى وَعِنْدَهُ سِلْعَةٌ رَجُلٍ بِعَيْنِهَا لَمْ يَقْضِ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا، فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ أَسْوَةُ الْغُرَمَاءِ فِيهَا].

ابوبکر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ”جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے پاس کسی شخص کا مال بعینہ موجود ہو اس نے اس کو کوئی قیمت بھی ادا نہ کی ہو تو صاحب مال دوسرے قرض خواہوں جیسے سلوک کا مستحق ہوگا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ مَالِكٍ أَصَحُّ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مالک کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ (یعنی حدیث: ۳۵۲۰)

۳۵۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، يَعْنِي الْخَبَائِرِيَّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عِيَّاشٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو الْهَدَلِ الْجَمَصِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، قَالَ: «إِنْ كَانَ قَضَاءُ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ أَسْوَةُ الْغُرَمَاءِ، وَإِلَّا فَمَا بَقِيَ مِنْهُ هَلَكَ وَعِنْدَهُ مَتَاعٌ أَمْرِي بِعَيْنِهِ افْتَضَى مِنْهُ شَيْئًا أَوْ لَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ أَسْوَةُ الْغُرَمَاءِ».

۳۵۲۲- جناب ابوبکر بن عبدالرحمن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مانند بیان کیا: ”اگر اس کی قیمت سے کچھ وصول کر لیا ہو تو باقی میں وہ دیگر قرض خواہوں کے برابر ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص ہلاک ہو جائے اور اس کے پاس کسی کا مال بعینہ موجود ہو وہ خواہ اس کی قیمت وصول کر چکا ہو یا نہ تو وہ باقی قرض خواہوں کے ساتھ ہوگا۔“

۳۵۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۳۵۲۳- جناب عمر بن غلہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

۳۵۲۲- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۳۵۱۹ والذي بعده، وأخرجه البيهقي: ۶/ ۴۷ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۳۱، وللحديث شواهد.

۳۵۲۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس، ح: ۲۳۶۰ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وهو في مسند الطيالسي، ح: ۲۳۷۵، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۳۴، والحاكم: ۵۰/ ۲، ووافقه الذهبي * أبوالمعتمر وثقه غير واحد بتصحيح حديثه، وهو حسن الحديث.

لا چار ضعیف اور متروک جانور سے متعلق احکام و مسائل

اپنے ایک صاحب کے سلسلے میں جو مفلس ہو گیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا: میں ہر صورت رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا۔ (فرمایا: جو شخص مفلس یا فوت ہو جائے اور مال والا بعینہ اپنا مال اس کے پاس پائے تو وہی اس مال کا زیادہ حقدار ہوگا۔

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ قَالَ: أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَفْلَسَ، فَقَالَ: لَا قَاضِيَنَّ فِيكُمْ بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَفْلَسَ أَوْ مَاتَ فَوَجَدَ رَجُلٌ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ».

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کون اس حدیث کو قبول کرے گا۔ (راوی حدیث) ابوالمعتمر کون ہے؟ یعنی ہم اس کو نہیں جانتے۔

[قال أبو داود: مَنْ يَأْخُذُ بِهَذَا، أَبُو الْمُعْتَمِرِ مِنْ هُوَ؟ أَيْ لَا نَعْرِفُهُ].

فائدہ: اس حدیث میں بغیر شرط کے قرض خواہ کو اپنا مال لے جانے کی اجازت مذکور ہے۔ پچھلی احادیث میں جو صحیح ہیں اس کی شرطیں بیان ہوئی ہیں کہ لینے والا زندہ ہو اور چیز دینے والے نے قیمت کا کچھ حصہ بھی وصول نہ کیا ہو تو بعینہ اپنا مال لے جاسکتا ہے۔ ورنہ ایسا قرض خواہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ ہوگا اور اسی شرح سے حصہ پائے گا۔ امام ابو داود نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد واضح کر دیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس سے پڑھنے والے کو پتہ چل جائے گا کہ جو لوگ اس حدیث کی بنا پر اپنی چیز لے جانے کا دعویٰ کریں یا فتویٰ دیں تو قابل قبول نہ ہوگا کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ تاہم بعض حضرات نے اس حدیث کی تحسین کی ہے۔ اس صورت میں اس کے عموم کو گزشتہ احادیث کی رو سے خاص کر دیا جائے گا یعنی واپسی کے لیے ان شرطوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا جو دوسری احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

باب: ۷۵۔ جس نے کسی لا چار ضعیف متروک جانور کو صحت مند بنالیا ہو تو؟

(المعجم ۷۵) - بَابُ: فِيمَنْ أَحْيَا حَسِيرًا (التحفة ۷۷)

۳۵۲۴- جناب عامر شععی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جسے کوئی ایسا جانور ملا ہو کہ اس کے مالک اس کو چارہ دینے سے عاجز آگئے ہوں اور پھر انہوں نے اسے چھوڑ دیا ہو تو جو کوئی اسے لے لے اور

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَمِيرِيِّ، عَنْ الشَّعْبِيِّ

۳۵۲۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۶۸/۳، والبيهقي: ۱۹۸/۶ من حديث أبي داود به * عبید اللہ بن حمید مجهول الحال، روى عنه جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان.

لا چار ضعیف اور متروک جانور سے متعلق احکام و مسائل

اسے زندہ کر لے تو وہ اسی کا ہوا۔“

وَقَالَ: عَنْ أَبَانَ أَنَّ عَامِرَ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ وَجَدَ دَابَّةً قَدْ عَجَزَ عَنْهَا أَهْلُهَا أَنْ يَغْلُفُوهَا فَسَبَّوْهَا فَأَخَذَهَا فَأَحْيَاهَا فَهِيَ لَهُ».

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ) ابان کی حدیث میں فرماتے ہیں: عبید اللہ (بن حمید) کہتے ہیں: میں نے جناب عامر سے پوچھا کہ یہ کس سے مروی ہے؟ تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے کئی ایک صحابہ کرام سے۔

قَالَ فِي حَدِيثِ أَبَانَ: قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَقُلْتُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت جناب حماد کی ہے اور واضح اور کامل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ حَمَّادٍ، وَهُوَ أَتَمُّ وَأَتَمُّ.

۳۵۲۵- جناب شععی رحمہ اللہ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی تباہ حال جانور کو چھوڑ دیا ہو اور کوئی دوسرا اسے زندہ کر لے (یعنی علاج معالجہ اور خدمت سے) تو یہ اس کا ہوا جس نے اسے زندہ کیا۔“

۳۵۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَمَّادٍ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ حُمَيْدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ دَابَّةً بِمَهْلِكٍ فَأَحْيَاهَا رَجُلٌ فَهِيَ لِمَنْ أَحْيَاهَا».

🌞 فائدہ: یہ الگ باب باندھ کر اس مسئلے کو صرف امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے نمایاں کیا ہے۔ اس کے تحت مذکورہ احادیث بھی امام ابوداؤد ہی کی سند سے دوسرے محدثین تک پہنچی ہیں۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی جانور بالکل موت کے منہ میں پہنچ چکا ہو اس کی زندگی کی امید ختم ہو چکی ہو اور مالک نے اس سے ہاتھ اٹھا لیا ہو تو جو کوئی اسے علاج اور خدمت کے ذریعے سے تندرست کر لے وہ اسی کا ہو جائے گا۔ بنیادی اصول یہ ہوا کہ کسی جاندار کی زندگی ختم ہوتی دکھائی دے اور پہلے مالک نے اسے چھوڑ دیا ہو تو جو اس کو موت سے بچا کر اس کی زندگی کا تسلسل قائم کر لے گا وہ آئندہ کے لیے اس کو استعمال کرے گا۔

⑤ اعضا کی پیوند کاری کا مسئلہ: اپنے اعضا کے بارے میں بعض لوگ وصیت کر جاتے ہیں کہ موت کے بعد دوسرے

. . . کتاب الإجارة

لاچار ضعیف اور متروک جانور سے متعلق احکام و مسائل

ضرورت مندوں کو دے دیے جائیں۔ اس پر بحث و تحقیق جاری ہے۔ اکثر علماء اس کے جواز کے قائل ہیں لیکن جواز کا یہ فتویٰ ضرورت اور مصلحت انسانی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ (جدید فقہی مسائل، مولانا خالد سیف رحمانی، ص: ۲۱۰ تا ۲۱۳) اس کے جواز کے لیے باقاعدہ قیاس صحیح کی کوئی صورت تو اب تک سامنے نہیں آئی۔ صرف یہی کہا جاتا ہے کہ آنکھیں اور گردے وغیرہ انسان کے مرنے کے بعد یقینی طور پر ختم ہو کر مٹی میں مل جانے ہوتے ہیں۔ ان کو اگر اس طرح محفوظ کر لیا جائے کہ ان سے دوسرے انسان فائدہ اٹھالیں، تو اچھی بات ہی ہے۔ جو اہل علم اس کے جواز کے مخالف ہیں ان کی طرف سے یہ نکات اٹھائے جاتے ہیں:

تلبہ مرنے والا کس طرح اپنا عضو دوسرے کے حوالے کرنے کی وصیت کر سکتا ہے جبکہ وہ خود اس عضو کا مالک نہیں ہوتا۔ انسان اپنی جان کا بھی مالک نہیں۔ اسی لیے وہ اپنی جان نہیں لے سکتا۔ انسان اپنی صوابدید پر اپنے اعضا کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس سلسلے میں صحیح مسلم کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ ”حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو پیش کش کی تھی کہ مکہ سے ہجرت کر کے بنودوس کے محفوظ قلعے میں تشریف لے آئیں لیکن یہ سعادت اللہ نے انصار کے لیے مقدر فرمائی تھی اس لیے آپ نے یہ پیش کش قبول نہ کی اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ آپ کی ہجرت کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ بھی اپنی قوم کے ایک ساتھی کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ یہ ساتھی شدید بیماری میں مبتلا ہو گئے اور تکلیف برداشت نہ کر سکے تو اپنا نیزہ اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں کی رگیں کاٹ ڈالیں۔ دونوں ہاتھوں سے خون ابل پڑا اور اسی حالت میں ان کی موت واقع ہو گئی۔ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے خواب میں انہیں اچھی حالت میں دیکھا، البتہ انہوں نے اپنے ہاتھ ڈھانپ رکھے تھے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ انہوں نے جواب دیا: اپنے نبی کی طرف میری ہجرت کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔ حضرت طفیل نے پھر پوچھا: مجھے نظر آ رہا ہے کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ڈھانپے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: مجھ سے کہہ دیا گیا کہ ”جو تو نے خود بگاڑا ہے اسے ہم ٹھیک نہیں کریں گے۔“ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کیا تو آپ نے دعا فرمائی: ”اے میرے اللہ! اس کے دونوں ہاتھوں کو (بھی) بخش دے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی ان قاتل نفسه لا یکفر، حدیث: ۱۱۶)

لہٰذا بظاہر یہ کافی وقیع اعتراض ہے لیکن جہاں تک ملکیت کا تعلق ہے یہ ثابت شدہ بات ہے کہ کسی انسان کا کوئی عضو ضائع کر دیا جائے تو اس عضو کی دیت اسی انسان کو دی جاتی ہے۔ خون بہا بھی اس کے اپنے چھوڑے ہوئے ترے کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اپنے اعضا کی ملکیت بھی اسی طرح انسان کو ملی ہوتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دوسری نعمتوں کی ملکیت اسے تفویض کر دی گئی ہوتی ہے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھی صحابی کا عمل یہ نہ تھا کہ انہوں نے موت کے منہ میں جاتے ہوئے اپنے کسی عضو کو بچا لیا ہو بلکہ اس کے بالکل برعکس تھا کہ زندہ ہاتھوں کی رگیں کاٹ کر ہاتھوں کو اور خود کو موت کے سپرد کر دیا اس لیے ان کا عمل غلط تھا۔ کسی شخص کا وہ عمل جو اس کے برعکس ہے یعنی موت آ جانے کے بعد اپنے اعضا کو بچا کر ان کی زندگی برقرار رکھنے کی اجازت دے تو امید ہے کہ اس کا یہ عمل ناپسندیدہ نہیں



بلکہ پسندیدہ ٹھہرے گا۔

تلبہ اعضا کی وصیت کو ناجائز قرار دینے والوں کا دوسرا نکتہ اس حدیث کے حوالے سے ہے کہ [كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ] (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۶۱۷) ”مردے کی ہڈی توڑنا گناہ میں زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔“ اس پر تمام اعضا کو قیاس کیا جائے گا۔ اور جس طرح زندہ کا عضو نکالنا گناہ ہے اسی طرح مردہ کا عضو نکالنا بھی گناہ ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مردہ انسان کی ہڈی توڑنے یا مردے کی آنکھ، کان، ناک کاٹ کر لاش کا مسخ کرنا اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنا زندہ کے ساتھ ایسا سلوک کرنا گناہ ہے۔ یہ ایک مجرمانہ عمل ہے، اس میں (زندہ یا مردہ حالت میں) دوسرے کی اہانت اور اپنے احساس کے مطابق اس کو اذیت دینے کی مکروہ خواہش کا ذکر فرما ہے۔ جس پر وہ یقیناً سخت عذاب کا مستحق ہے۔ اس کے برعکس اگر زندگی میں کسی کا کوئی عضو مردہ ہو جائے جس طرح گنگرین (ماس خورہ وغیرہ کی بیماری) لگنے سے ہاتھ پاؤں وغیرہ مردہ ہو جاتے ہیں تو مردہ اور زندہ کو الگ کر کے مردہ حصے کو دفن کرنا اور جسم کے باقی زندہ حصے کو بچانا ضروری ہے، کیونکہ اس عمل کا مقصد اہانت یا اذیت کے برعکس زندہ حصے کی حفاظت ہے تو ایسا قطع عضو مطلوب ہوگا اور اس کوشش پر اجر و ثواب ملے گا۔ مرنے والے کے ایسے اعضا کو الگ کر لینا جن کو زندہ رکھا جاسکتا ہے اسی پسندیدہ اور ثواب کے عمل سے مشابہ ہے۔ یہ اہانت کے مقصد سے عضو کاٹنے والے کے عمل سے مشابہ نہیں بلکہ اس سے یکسر مختلف عمل ہے۔

تلبہ قصاص میں مجرم کا عضو کاٹ دینا عین تقاضائے اسلام ہے، کیونکہ یہ ایذا یا اہانت کے لیے نہیں بلکہ جس طرح اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاتٌ﴾ ”قصاص (بدلہ لینے) میں تمہارے لیے زندگی ہے۔“ یہ عمل مجموعی حیثیت سے حفاظت حیات کے لیے ہے، اسی لیے مطلوب ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ محض عضو کاٹنا جرم نہیں بلکہ غلط مقصد کے لیے کاٹنا جرم اور اچھے مقصد کے لیے کاٹنا پسندیدہ ہے۔ انسان کے جسم کو کاٹنا کٹ لگانا جرم ہے لیکن جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ وَشَرْطَةُ مُحْسِنٍ (بخاری، صحيح البخاری، كتاب الطب، باب الشفاء في ثلاث، حدیث: ۵۶۸۰) ”شفا تین چیزوں میں ہے: جراح کے نشتر میں.....“ اگر علاج کے لیے جسم کو کاٹا جائے تو یہ جرم نہیں اچھا عمل ہوگا۔ حفاظت حیات، شفا وغیرہ کے اعلیٰ مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مرنے والے کی وصیت کے مطابق مرنے کے بعد مردہ جسم سے اعضا کو نکال کر انہیں زندہ رکھنے کے عمل کو جرم کے طور پر عضو نکالنے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس عمل یعنی مردہ حصے کو الگ کر کے بچ سکنے والے اعضا کو بچانے پر قیاس کیا جائے گا۔ اعضا کی پیوند کاری کی ایک صورت یہ ہے کہ زندہ انسان اپنا ایک گردہ دوسرے کو دے دیتا ہے اور ایک گردے کے ساتھ نارمل زندگی گزارتا ہے۔ اگر فیصلہ نیت کو سامنے رکھ کر کیا جائے تو یہ خود اذیتی یا خود کو نقصان پہنچانے والا مجرمانہ عمل نہیں بلکہ اعلیٰ ترین ایثار سے کام لے کر ایک انسان کی زندگی بچانے کا انتہائی قابل احترام عمل ہے اور فرمان الہی: ﴿مَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَى النَّاسَ جَمِيعًا﴾ ”جس نے ایک انسان کی زندگی بچائی اس نے گویا ساری انسانیت کی زندگی بچائی“ کی رو سے ان شاء اللہ قابل تحسین ہی ہوگا۔

گروی رکھنے کے احکام و مسائل

(المعجم ۷۶) - بَابُ: فِي الرِّهْنِ باب: ۷۶- گروی رکھنے کے احکام و مسائل
(التحفة ۷۸)

☀ فائدہ: قرضہ لینے والا قرضہ دینے والے کو اپنے قرض کی ضمانت کے طور پر کوئی مال وغیرہ دے تو اسے رہن رکھنا اور گروی رکھنا کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنٌ مَّقْبُوضَةٌ﴾ (البقرہ: ۲۸۳) ”اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو“، اقامت میں بھی رہن ہو سکتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے اپنے عمل سے ثابت ہے۔

۳۵۲۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَبَنُ الدَّرِّ يُحْلَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَالظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَحْلَبُ وَيُرْكَبُ النَّفَقَةُ».

۳۵۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”دودھ والے جانور کا دودھ نکالا جائے گا جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو اس خرچ کے عوض جو اس پر ہوتا ہے۔ اور سواری والے جانور پر سواری کی جائے گی جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو اس خرچ کے عوض جو اس پر ہوتا ہے۔ جو شخص سواری کرتا ہے اور دودھ نکالتا ہے خرچ بھی اسی پر ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عِنْدَنَا صَحِيحٌ. امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ (مزعومہ فقہی اصولوں کے برخلاف حدیث برحق ہے۔)

☀ فائدہ: رہن قبضہ میں رکھنے والا جب جانور پر خرچ کرے گا تو اس سے فائدہ بھی حاصل کر سکتا ہے خواہ مالک نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ لیکن یہ حکم صرف جانداروں کے بارے میں ہے۔ مکان، گاڑی یا زمین وغیرہ میں یہ حکم جاری نہیں ہوگا اگر کسی نے مکان گروی لیا ہو تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اس لیے نہ کرایہ پردے کر اس کا کرایہ کھائے نہ خود رہائش اختیار کرے دونوں صورتوں میں کرایہ مالک مکان کو ادا کرے۔ مکان دکان کو جانور پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ (دیگر تفصیلات کتب فقہ میں دیکھی جائیں)

۳۵۲۷- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ۳۵۲۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی

۳۵۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الرهن، باب: الرهن مركوب ومحلوب، ح: ۲۵۱۲ من حديث عبد الله بن المبارك به.

۳۵۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن جرير في تفسيره: ۹۲/۱۱ من حديث جرير به، والسند منقطع، وله شاهد حسن عند أبي يعلى، ح: ۶۱۱۰، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۱۳۶، وابن حبان، ح: ۲۵۰۸.

اولاد کی کمائی میں تصرف سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو نبی ہوں گے نہ شہید، مگر قیامت کے روز اللہ کے ہاں (بلند) مراتب و منازل کی وجہ سے انبیاء و شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بتائیں وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں اللہ کی کتاب (یا اللہ کے ساتھ محبت) کی بنا پر محبت کرتے تھے۔ حالانکہ ان کا آپس میں کوئی رشتہ نہ تھا یا مالی لین دین نہ تھا۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ جب لوگ زندہ ہو رہے ہوں گے، تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ جب لوگ غمگین و پریشان ہو رہے ہوں گے، تو انہیں کوئی غم اور پریشانی نہ ہوگی۔“ آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ ”آگاہ رہو! اللہ کے ولیوں کو کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غم کھائیں گے۔“

وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأَنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَاللَّهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَتُورُّ وَإِنَّهُمْ لَعَلَى نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزَنَ النَّاسُ»، وَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [يونس: ۶۲].

🌞 فائدہ: اس حدیث کا کتاب الرحمن سے بظاہر کوئی ربط معلوم نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ اہل ایمان آپس میں اللہ فی اللہ محبت کی بنا پر بخوشی ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے پر کامل اعتماد ہوتا ہے۔ اور رہن لینا دینا کوئی واجب نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَإِنْ آمَنَ بِبَعْضِكُمْ بَعْضًا فُلْيُودِ الَّذِي أَوْثَقَ أَمَانَتَهُ﴾ (البقرہ: ۲۸۳) ”اور اگر تم میں سے کوئی دوسرے پر اعتبار کرے تو جس شخص پر اعتبار کیا گیا ہو اسے چاہیے کہ دوسرے کی امانت واپس ادا کر دے۔“ یعنی رہن (گروہی) رکھنا ایک دوسرے پر عدم اعتماد اور امانت و دیانت کے فقدان کی دلیل ہے۔ جہاں اس کے برعکس صورت حال ہوگی یعنی ایک دوسرے کی امانت و دیانت پر اعتماد ہوگا وہاں رہن کے بغیر بھی قرض کے لینے دینے میں نقصان کا خطرہ نہیں ہوگا۔ اور ایسا ہی معاشرہ اسلام کا مثالی معاشرہ ہے، اس حدیث میں اسی معاشرے کی طرف اشارہ ہے۔

باب: ۷۷- باپ اپنے بیٹے کی کمائی کھا سکتا ہے

(المعجم ۷۷) - بَابُ الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ (التحفة ۷۹)

۳۵۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ: فِي حَجَرِي يَتِيمٌ أَفَأَكُلُ مِنْ مَالِهِ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَطْيَبِ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ، مِنْ كَسْبِهِ، وَوَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ».

اولاد کی کمائی میں تصرف سے متعلق احکام و مسائل

۳۵۲۸- عمارہ بن عمیر کی پھوپھی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ایک یتیم میری کفالت میں ہے، کیا میں اس کے مال میں سے کھا سکتی ہوں؟ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”انتہائی پاکیزہ مال جو انسان کھاتا ہے وہی ہے جو اس کی اپنی کمائی کا ہو انسان کی اولاد اس کی اپنی کمائی ہی ہے۔“

۳۵۲۹- عمارہ بن عمیر اپنی والدہ سے، وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی اولاد اس کی اپنی کمائی ہے، بلکہ بہترین کمائی ہے چنانچہ تم ان کے مالوں میں سے کھا سکتے ہو۔“

۳۵۲۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان نے اس روایت میں زیادہ کیا ہے۔ (تم ان کی کمائی کھا سکتے ہو) ”جب تم ضرورت مند ہو۔“ مگر یہ اضافہ منکر (ضعیف) ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ زَادَ فِيهِ: «إِذَا احْتَجَجْتُمْ» وَهُوَ مُنْكَرٌ.

۳۵۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْهَالِ: جَنَابُ عَمْرِو بْنِ شَيْبٍ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

۳۵۲۸- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي في الكبرى: ٤/٤، ح: ٦٠٤٣ من حديث يحيى القطان عن سفيان الثوري به، ووقع في المعجب، ح: ٤٤٥٤ وهم، ورواه الترمذي، ح: ١٣٥٨، وقال: "حسن صحيح"، وابن ماجه، ح: ٢٢٩٠ من حديث عماره به، وانظر الحديث الآتي.

۳۵۲۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الطيالسي، ح: ١٥٨٠ عن شعبة به، ومن طريقه رواه البيهقي: ٤٨/٧، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤٦/٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي: ٣٥٣٠.

۳۵۳۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢١٤/٢ من حديث يزيد بن زريع به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٢٩٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٩٥.



غصب شدہ چوری شدہ یا گم شدہ ملکیت سے متعلق احکام و مسائل

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال ہے اور اولاد بھی اور میرا والد میرے مال کا ضرورت مند رہتا (یعنی لیتا رہتا) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے۔ بے شک تمہاری اولاد میں تمہاری بہترین کمائی ہیں چنانچہ تم اپنی اولادوں کی کمائی سے کھا سکتے ہو۔“

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ الْمُعَلَّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا، وَإِنَّ وَالِدِي يَجْتَنَحُ مَالِي. قَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ».

🌞 فائدہ: اسلامی تعلیمات خاندانی کا ایک کواحد مضبوط بنانے کی داعی ہیں۔ اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کی کفالت کریں اور اسے اپنی سعادت جانیں۔ اور والدین کو بھی بغیر کسی اجازت کے اپنی اولاد کی کمائی سے اپنی لازمی ضروریات پوری کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اس معاملے میں کسی جانب سے بھی افراط و تفریط نہیں ہونی چاہیے۔ اس حدیث سے یہ مفہوم کشید کرنا جائز نہیں کہ بیٹے کا مال کلی طور پر باپ ہی کا ہے۔ بلکہ اسی حد تک جائز ہے کہ اپنی لازمی ضروریات لے لے۔ اللہ کی شریعت میں ان دونوں کی ملکیت اور تصرف علیحدہ علیحدہ ہے۔ اسی بنا پر ان میں وراثت چلتی ہے اگر ملکیت اور تصرف میں فرق نہ ہو تو وراثت کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔ حدیث کا مقصد بنیادی لازمی ضروریات کا حاصل کرنا ہے نہ کہ اولاد کی کمائی کو بے دردی سے خرچ کر کے اسے اجازت نا۔ واللہ اعلم۔ نیز یہ کمائی اس صورت میں حلال ہوگی جب اولاد کی کمائی کا مصدر حلال اور طیب ہوگا۔

باب: ۷۸- جب کوئی شخص اپنا مال بعینہ کسی کے پاس پائے؟

(المعجم ۷۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَحْدُ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ (التحفة ۸۰)

۳۵۳۱- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا مال بعینہ کسی کے پاس پائے تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے (لہذا وہ لے لے) اور (جس کے پاس یہ پایا گیا ہے) اسے چاہیے کہ اپنے بیچنے والے کے درپے ہو (اس پر دعویٰ کرے)۔“

۳۵۳۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ السَّائِبِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ وَيَتَّبِعُ الْبَيْعَ مِنْ بَاعِهِ».

🌞 فائدہ: کوئی غصب شدہ چوری شدہ یا گمشدہ مال اگر کسی کے پاس ملے تو وہ اصل مالک کا حق ہے۔ یعنی خریدار تو وہ

۳۵۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيهقي، باب الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق، ح: ۴۶۸۵ من حديث عمرو بن عون * قتادة عن.

قبضہ میں آئے ہوئے مال میں سے اپنے حق کے بقدر لے لینے کا بیان

مال اصل مالک کو دے دے اور اپنا نقصان یعنی اس مال کی قیمت اس سے وصول کرے جس سے اس نے خریدا تھا۔

(المعجم ۷۹) - **بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ** باب: ۷۹- جو کوئی قبضہ میں آئے مال میں سے

حَقُّهُ مِنْ تَحْتِ يَدِهِ (التحفة ۸۱) اپنے حق کے بقدر لے لے تو؟

۳۵۳۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

ہے کہ ہندام معاویہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: بے شک (میرا شوہر) ابوسفیان بخیل آدمی ہے اور مجھے اس قدر نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو۔ اگر میں اس کے مال میں سے کچھ لے لوں تو کیا مجھے کوئی گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس قدر لے لیا کرو جو دستور کے مطابق تجھے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو۔“

۳۵۳۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا أُمَّ مُعَاوِيَةَ جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَإِنَّهُ لَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَنَبِيٍّ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَخْذُ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا. قَالَ: «أُخْذِي مَا يَكْفِيكَ وَبَسْكَ بِالْمَعْرُوفِ».



فوائد ومسائل: ① بیوی اور بچوں کا خرچ شوہر کے ذمے ہے اور اس پر واجب ہے کہ دستور کے مطابق مہیا کرے۔ ② مصلحت کی غرض سے زوجین یا احباب ایک دوسرے کے بعض عیب ذکر کریں تو جائز ہے۔ ③ بعض اوقات قاضی اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر گواہ طلب کیے بغیر بھی فیصلہ دے سکتا ہے۔ ④ اگر کوئی شخص کسی کا حق ادا نہ کر رہا ہو تو جائز ہے کہ اس کے امانتی مال میں سے اپنے حق کے برابر لے لے۔ (خطابی- نیز دیکھیے حدیث: ۳۵۳۳)

۳۵۳۳- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان

کیا کہ ہند نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک (میرا شوہر) ابوسفیان بخیل آدمی ہے۔ میں اگر اس کے مال میں سے اس کے عیال (بچوں) پر اس کی اجازت کے بغیر خرچ کروں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دستور کے مطابق خرچ کرو تو“

۳۵۳۳- حَدَّثَنَا حُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمَسِّكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أَنْفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ

۳۵۳۲- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب من أجرى أمر الأمصارع على ما يتعارفون بينهم في البيوع والإجارة

... الخ، ح: ۲۲۱۱، ومسلم، الأفضية، باب قضية هند، ح: ۱۷۱۴ من حديث هشام بن عروة به.

۳۵۳۳- تخریج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق،

ح: ۱۶۶۱۲، ورواه البخاري، ح: ۳۸۲۵ من حديث الزهري به.

قبضے میں آئے ہوئے مال میں سے اپنے حق کے بقدر لے لینے کا بیان

مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حَرَجَ تَمْرُكُوئِي حَرَجَ نَبِيٍّ»
عَلَيْكَ أَنْ تُنْفِقِي بِالْمَعْرُوفِ.

۳۵۳۴- جناب یوسف بن ماہک کی کا بیان ہے کہ فلاں آدمی کئی تیسوں کا سرپرست تھا اور میں اس کا خرچ لکھا کرتا تھا۔ ان تیسوں نے اسے ایک ہزار درہم کا مغالطہ دیا جو اس نے ان کو ادا کر دیا۔ پھر میں نے (کاتب نے) ان کے مال میں دو گنا پایا۔ میں نے اس سے کہا: وہ ہزار جو انہوں نے تجھ سے (مغالطہ دے کر) لیے ہیں نکال لو۔ اس (ولی) نے کہا: نہیں۔ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا: جو تجھے امین بنائے تو اس کی امانت اسے واپس کر دے اور جو تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر۔“

۳۵۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ يَعْنِي الطَّوِيلَ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ الْمَكِّيِّ قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ لِفُلَانٍ نَفَقَةَ أَهْلِي كَانُوا وَلَهُمْ فَعَاظُوهُ بِالْفِ دِرْهَمٍ فَأَدَاَهَا إِلَيْهِمْ فَأَذْرَكْتُ لَهُمْ مِنْ مَالِهِمْ مِثْلَهَا. قَالَ: قُلْتُ: أَفَبِضِ الْأَلْفِ الَّذِي ذَهَبُوا بِهِ مِنْكَ. قَالَ: لَا. حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

۳۵۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تجھے امین بنائے تو اس کی امانت اسے ادا کر دے اور جو تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر۔“

۳۵۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: أَخْبَرَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَامٍ عَنْ شَرِيكَ: قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: وَقَفِسَ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

☀️ فائدہ: عام قسم کے معاملات میں اگر کوئی کسی پر زیادتی کرے تو ادا لے کا بدلہ لیا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم نے ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا﴾ (الشوری: ۴۰) ”برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔“ کے قاعدے سے اس کی اجازت دی ہے مگر ایسے حقوق جن میں حدود لاگو ہوتی ہیں ان کا فیصلہ کرنا حاکم کا کام ہے۔ اسی طرح خیانت کا

۳۵۳۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد ۴۱۴/۳ من حديث حميد الطويل به، وعنن، والحديث الآتي يغني عنه.

۳۵۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب: أد الأمانة إلى من ائتمنك، ح: ۱۲۶۴ من حديث طلق بن غنم به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم ۴۶/۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًا كلها ضعيفة * شريك مدلس وعنن، وقيس ضعيف.

معاملہ بھی خاص ہے کہ اگر کسی نے ظلم سے حق مار لیا ہو اور واپس کرنے سے انکاری ہو اور پھر اتفاق سے اس کی کوئی امانت یا عاریت مظلوم کے ہاتھ آ جائے تو کیا وہ اپنا حق رکھ کر واپس کرے یا امانت پوری طرح واپس کر دے۔ احادیث مندرجہ بالا خیانت کی اجازت نہیں دیتیں اور خیانت ہمیشہ دھوکے اور چوری سے ہوتی ہے، تو کسی مسلمان کو اس کی عام اجازت نہیں دی جاسکتی۔ البتہ اگر صراحت کر دے کہ میں اپنا فلاں حق وصول کر رہا ہوں تو جائز ہوگا۔

(المعجم ۸۰) - بَابُ: فِي قَبُولِ
الْهَدَايَا (التحفة ۸۲)

۳۵۳۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرَّوَّاسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى، هُوَ ابْنُ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّعِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا.

۳۵۳۶- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدل بھی دیا کرتے تھے۔

☀ فائدہ: مسنون اور مستحب ہے کہ انسان ہدیے کا معقول بدل دیا کرے اس سے طرفین میں محبت بڑھتی ہے۔ اگر مالی طور پر کچھ نہ دے سکے تو بہت زیادہ شکریہ ادا کرے۔ (سنن ابی داود، الأدب، حدیث: ۴۸۱۱ وما بعد) اور حدیث میں یہ بھی ہے: ”جس نے اپنے محسن کو [خِزَاكُ اللّٰهِ خَيْرًا] کہہ دیا تو اس نے اس کی بہت تعریف کی۔“ (جامع الترمذی، البر والصلة، حدیث: ۲۰۳۵) ہدیہ (عطیہ) اور ہبہ میں یہ فرق ہے کہ ہدیہ دینے والا اُس شخص کے قریب ہونا چاہتا ہے جس کو وہ ہدیہ دیتا ہے۔ جب کہ ہبہ میں یہ غرض نہیں ہوتی۔

۳۵۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّاظِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں آج کے بعد کسی کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا سوائے اس کے کہ کوئی مہاجر قریشی ہو یا انصاری یا دوسی یا ثقفی۔“

۳۵۳۶- تخریج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب المكافأة في الهبة، ح: ۲۵۸۵ من حديث عيسى بن يونس به.

۳۵۳۷- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، المناقب، باب في ثقیف وبنی حنیفة، ح: ۳۹۴۶ من حديث محمد ابن إسحاق به، وقال: "حسن" ورواه ابن عجلان وغيره عن سعيد المقبري به، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح: ۱۱۴۵ وغيره، وهو بها صحيح.

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَأَيْمُ اللَّهِ لَا أَقْبَلُ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا مِنْ أَحَدٍ هَدِيَّةً إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُهَاجِرًا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا أَوْ دَوْسِيًّا أَوْ ثَقَفِيًّا».

🌞 فائدہ: دراصل بعض لوگ بہت زیادہ بدلہ لینے کی غرض سے نبی ﷺ کو ہدیہ دینے لگے تھے۔ تب آپ نے یہ عزم ظاہر فرمایا اور مذکورہ خاندانوں کے لوگ طبعاً غنی تھے اور ان میں بالعموم طمع نہیں ہوتی تھی۔

(المعجم (۸۱) - باب الرجوع في الهبة باب: ۸۱- ہدیہ دے کر واپس لے لینا

(التحفة ۸۳)

۳۵۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہدیہ دے کر واپس لے لینے والا ایسے ہے جیسے کوئی قے کرے اور پھر اسے کھالے۔“

۳۵۳۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْتِهِ».

ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں: قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم تو قے کو حرام سمجھتے ہیں۔

قَالَ هَمَّامٌ وَقَالَ قَتَادَةُ: وَلَا نَعْلَمُ الْقَيَّءَ إِلَّا حَرَامًا.

۳۵۳۹- حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کو حلال نہیں کہ کوئی عطیہ دے یا ہدیہ اور پھر اسے واپس لوٹا لے۔ سوائے باپ کے جو وہ اپنے بیٹے کو دے (تو واپس لے سکتا ہے)۔ اس شخص کی مثال جو عطیہ دے کر واپس

۳۵۳۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلَّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً أَوْ يَهَبَ هِبَةً فَيَرْجِعَ

۳۵۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقه، ح: ۲۶۲۱ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض... الخ، ح: ۷/۱۶۲۲ من حديث شعبة به.

۳۵۳۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في كراهية الرجوع في الهبة، ح: ۱۲۹۹ من حديث حسين المعلم به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ۳۷۲۰، وابن ماجه، ح: ۲۳۷۷، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۹۴، والحاكم، ۴۶/۲، ووافقه الذهبي.

ہدیہ سے متعلق احکام ومسائل

فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثْلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَإِذَا شَبِعَ فَأَدَّى ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ» .
لے لیتا ہے اس کتے کی سی ہے جو کھاتا ہے جب پیٹ بھر جائے تو قے کر دیتا ہے اور پھر دوبارہ اسی کو کھانے لگ جاتا ہے۔“



فائدہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ [لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوِي] (صحیح البخاری) الہیہ و فضلہا والتحریر علیہا حدیث: (۲۱۲۲) ”گندی مثال ہمارے لیے نہیں۔“ یعنی کسی صاحب ایمان کے لیے اس طرح کا ہونا قطعاً ٹھیک نہیں۔ تاہم باپ بیٹے کا رشتہ ایک خصوصیت رکھتا ہے اس بنا پر صرف باپ کو اس کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ بیٹے کو ہدیہ دے کر واپس لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بیٹے کے مال پر باپ کا استحقاق بھی اس طرح ہے کہ گویا وہی اس کا مالک ہے۔

۳۵۴۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: [أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ] أَخْبَرَنِي أَسَمَةُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّ عَمْرَوَ بْنَ شُعَيْبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَثْلُ الَّذِي يَسْتَرِدُّ مَا وَهَبَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَبْقِيءُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيَوْقِفْ، فَلْيَعْرِفْ بِمَا اسْتَرَدَّ، ثُمَّ لِيَدْفَعْ إِلَيْهِ مَا وَهَبَ» .
۳۵۴۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہدیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے جو قے کرتا اور پھر دوبارہ اسے کھانے لگتا ہے۔ تو جب کوئی ہبہ کرنے والا اپنا عطیہ واپس لینے لگے تو اسے برسرعام کھڑا کیا جائے اور جو واپس لے رہا ہو اس کے متعلق پوچھا جائے پھر وہ چیز اسے واپس دے دی جائے۔“



فائدہ: ہدیہ دے کر واپس لینا اخلاق و مروت کے منافی ہے۔ علاوہ ازیں کسی کو از خود دے کر اس سے واپس لینا اس کے لیے بے عزتی اور تکلیف کا باعث ہے۔ بنا بریں اس عمل کی حوصلہ شکنی کے لیے یہ حکم دیا گیا کہ سب کے سامنے اس سے پوچھا جائے کہ دینے اور دے کر لینے کا مقصد کیا ہے؟ ایسا تو نہیں کہ دوسرے کی تذلیل مقصود ہو؟ اور یہ ارشاد تخذیر کے لیے ہے۔ یعنی اس مذموم فعل کی شاعت کو مزید واضح کرنے کے لیے تاکہ انسان اس طرح کرنے سے بچے۔

باب: ۸۲- کوئی کام کر دینے پر ہدیہ لینا (المعجم ۸۲) - بَابُ: فِي الْهَدِيَّةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ۸۴)

۳۵۴۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بن ۳۵۴۱- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی

۳۵۴۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۵ / ۲ من حديث أسامة بن زيد به .

۳۵۴۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۶۱ / ۵ من حديث عبيد الله بن أبي جعفر به .

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے کسی بھائی کی سفارش کی اور پھر اسے اس پر کوئی ہدیہ دیا تو اگر اس نے اسے قبول کر لیا تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔“

السَّرْح: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ شَفَاعَةً فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرَّبِّ».

🌞 فائدہ: مسلمان بھائی کے جائز حق کے بارے میں سفارش کرنا یا درست کاموں میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا اسلامی شرعی حق ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کا بہت اجر ہے۔ ایسے کام پر ہدیہ قبول کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ بلکہ اس طرح سارا اجر و ثواب غارت ہو جاتا ہے۔ یہ رشوت ستانی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔

باب: ۸۳- باپ کا عطیہ دینے میں اپنے کسی بچے کو ترجیح دینا؟

(المعجم ۸۳) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُفْضَلُ بَعْضُ وَلَدِهِ فِي التَّحْلِ (التحفة ۸۵)

۳۵۴۲- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک عطیہ دیا۔ اسماعیل بن سالم نے یوں کہا: دوسرے بچوں کے مقابلے میں مجھے اپنا ایک غلام عطیہ کیا۔ پس میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں اس عطیے پر گواہ بنا لو۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو گواہ بنانے کے لیے یہ بات بتائی اور کہا کہ میں نے اپنے بیٹے نعمان کو عطیہ دیا ہے اور (میری اہلیہ) عمرہ نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ ﷺ کو اس پر گواہ بنا لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا تیرے اس کے علاوہ اور بھی بچے ہیں؟“ کہا کہ ہاں۔ فرمایا: ”تو

۳۵۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ: وَأَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ: وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ الشَّعْبِيِّ: وَأَنْبَأَنَا مُجَالِدٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَنْحَلَنِي أَبِي نُحْلًا - قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ: نَحَلَهُ غُلَامًا لَهُ - قَالَ: فَقَالَتْ لَهُ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ أَلَّتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَشْهَدُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ. قَالَ فَقَالَ لَهُ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي النُّعْمَانَ نُحْلًا وَإِنَّ عَمْرَةَ سَأَلَتْنِي أَنْ

۳۵۴۲- تخريج: [إسناده ضعيف] إلا قوله "إن لهم عليك من الحق ... أن يروك" فلم أجد له شاهدًا، والباقي صحيح، وهو في مسند أحمد: ۲۷۰/۴، ورواه مسلم، ح: ۱۷/۱۶۲۳ من حديث داود بن أبي هند، والبخاري، ح: ۲۵۸۷ من حديث الشعبي به * مجالد ضعيف.

... کتاب الإجارة

عطیہ سے متعلق احکام و مسائل

کیا تو نے ان سب کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے جو نعمان کو دیا ہے؟“ کہا: نہیں۔ یہاں بعض محدثین کے لفظ ہیں: ”یہ ظلم ہے۔“ اور بعض نے کہا: ”یہ مجبوری اور لا چاری کا معاملہ ہے۔ (خوشی کا نہیں ورنہ تو سبھی کو دیتا) اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالے۔“ مغیرہ کی روایت میں ہے: ”کیا تجھے پسند نہیں کہ تیرے ساتھ خدمت اور احسان کرنے میں سب بچے برابر ہوں؟“ کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالے۔“ مجاہد کے الفاظ ہیں: ”ان کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو ان سب میں عدل کرے جیسے کہ ان سب پر لازم ہے کہ تیری خدمت کریں۔“

أَشْهَدَكَ عَلَى ذَلِكَ. قَالَ: فَقَالَ: «أَلَيْكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «فَكُلُّهُمْ أُعْطِيتَ مِثْلَ مَا أُعْطِيتَ النُّعْمَانُ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ: «هَذَا جَوْرٌ»، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «هَذَا تَلَجِئَةٌ فَأَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي»، قَالَ مُغِيرَةُ فِي حَدِيثِهِ: «أَلَيْسَ بِسُرِّكَ أَنْ يَكُونُوا لَكَ فِي الْبَرِّ وَاللُّطْفِ سِوَاهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي» - وَذَكَرَ مُجَاهِدٌ فِي حَدِيثِهِ: «إِنَّ لَهُمْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدِلَ بَيْنَهُمْ كَمَا أَنَّ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَبْرُوكَ».



امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: بعض راویوں نے [اَكُلَّ بَيْنِكَ؟] کہا اور بعض نے [وَلَدِكَ] کہا۔ ابن ابی خالد نے شعبی سے روایت کرتے ہوئے کہا: [أَلَيْكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟] ”کیا تیرے اس کے علاوہ بھی بیٹے ہیں؟“ اور ابو الضحیٰ نے حضرت نعمان بن بشیر رحمہ اللہ سے روایت کیا [أَلَيْكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَعْضُهُمْ: «أَكُلَّ بَيْنِكَ؟» وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «وَلَدِكَ»، وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيهِ: «أَلَيْكَ بَنُونَ سِوَاهُ»، وَقَالَ أَبُو الضُّحَى عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: «أَلَيْكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟».

🌞 فوائد و مسائل: ① والدین پر واجب ہے کہ عطیہ و ہدیہ کے سلسلے میں سب اولاد کو کے اور لڑکیوں میں بلا امتیاز برابری رکھیں۔ اور اگر کوئی بچہ زیادہ خدمت کرتا ہو تو وہ اس کی اپنی سعادت ہے جس کا اجرا سے اللہ کے ہاں ملے گا۔ علاوہ ازیں اسے ماں باپ کی شفقت اور دعائیں بھی زیادہ حاصل ہوں گی، لیکن والدین مالی لحاظ سے اسے دوسروں پر ترجیح نہیں دے سکتے اگر ایسا کریں گے تو یہ ظلم ہوگا۔ ② اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کی خدمت اور احسان مندی کو سعادت جانیں اور اس طرح مت سوچیں کہ فلاں تو کرتا نہیں۔ بلکہ یوں سوچیں کہ یہ خدمت میں نے ہی کرنی ہے۔ ③ ظلم کا گواہ بننا بھی ناجائز اور گناہ میں تعاون ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِلْمِ وَالْعُدُوَانِ﴾ (المائدة: ۲) یعنی ”گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔“ ④ داعی اور مربی پر

لازم ہے کہ حق سمجھانے میں مخاطب کو فکری اور نظری اعتبار سے قائل اور مطمئن کرے۔ ⑤ اس روایت میں مجالد کے الفاظ کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

۳۵۴۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک غلام عطا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”یہ غلام کیا اور کیسا ہے؟“ میں نے عرض کیا کہ یہ میرا غلام ہے، میرے والد نے مجھے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا اس نے تیرے سب بھائیوں کو اسی طرح دیا ہے جیسے تجھے دیا ہے؟“ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اسے واپس کر دے۔“

۳۵۴۳- حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: أَعْطَاهُ أَبُوهُ غُلَامًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا هَذَا الْغُلَامُ؟» قَالَ: غُلَامِي أَعْطَانِيهِ أَبِي، قَالَ: «فَكُلْ إِخْوَتِكَ أَعْطَى كَمَا أَعْطَاكَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارُدُّهُ».

☀ فائدہ: ظلم کا مال بلا طلب بھی ملے تو نہیں لینا چاہیے۔ بلکہ واپس کر دیا جائے۔ قبول کر لینے میں ظالم اور اس کے معاملے کی تائید و توثیق اور اس کی معاونت ہے۔ اور واپس کر دینے میں اس سے براءت اور اس کی حوصلہ شکنی ہے۔

۳۵۴۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی اولاد میں عدل کرو، اپنی اولاد میں عدل کرو۔“

۳۵۴۴- حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ الْمُهَلَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ، اعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ».

☀ فائدہ: جب کوئی شخص اپنی اولاد کو عطیہ دینا چاہے تو لازم ہے کہ لڑکے لڑکی خدمت گزار غیر خدمت گزار چھوٹے بڑے عالم جاہل اور عاقل غنی و غریہ میں کوئی تیز نہ کرے کسی کو محروم نہ رکھے اور جس قدر ممکن ہو سب کو برابر دے۔ البتہ اگر عطیہ یا ہدیے کی بجائے کسی شخص کی سرے سے نیت ہی یہ ہو کہ اس کے مرنے کے بعد جو کچھ ترکہ یا ورثہ ہوگا اسے موت سے پہلے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس صورت میں ورثے کے بارے میں اللہ کے احکام کی پابندی لازمی ہوگی۔

(المغنی لابن قدامہ، کتاب الہبۃ والعطیۃ، المفاضلۃ أو التخصیص بین الأولاد و حکمہا.....) اگر

۳۵۴۳- تخریج: أخرجه مسلم، الہبات، باب کراهۃ تفضیل بعض الأولاد فی الہبۃ، ح: ۱۶۲۳/۱۲ من حدیث جریر بہ۔
۳۵۴۴- تخریج: [إسناده صحیح] أخرجه النسائي، النحل، باب ذکر اختلاف ألفاظ الناقلین لخبر نعمان بن بشیر فی النحل، ح: ۳۷۱۷ عن سلیمان بن حرب بہ۔

پابندی نہ کی گئی تو زندگی میں تقسیم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصوں میں کمی بیشی کرنے کا ایک حیلہ قرار پائے گی جو کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں۔ عطاء شریح، اسحاق اور محمد بن حسن جیسے فقہاء تو زندگی میں دیے جانے والے عام عطیے کو بھی وراثت کے حصوں کے مطابق تقسیم کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ (المغنی لابن قدامہ: کتاب الہبۃ و العطیۃ، بیان من یقبض الہبۃ للصبی.....) لیکن ان کی رائے سے اتفاق کرنا اس لیے ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”عطیہ دیتے ہوئے اپنی اولاد میں مساوات رکھو اگر میں نے کسی کو ترجیح دینی ہوتی تو عورتوں کو ترجیح دیتا۔“ (فتح الباری، کتاب الہبۃ وفضلہا، باب الإشہاد فی الہبۃ) کسی بچے کو عاق کہہ کر محروم کرنا بھی جائز نہیں ہاں خدا نخواستہ کوئی دائرۃ اسلام سے نکل جائے تو نہ وہ وارث بن سکتا ہے نہ اس کا ورثہ مسلمان لے سکتا ہے۔

۳۵۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَتْ امْرَأَةٌ بَنِيِيرٍ: أَنْحَلَ ابْنِي غُلَامًا وَأَشْهَدُ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَتَهُ فُلَانٍ سَأَلَتْنِي أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامًا، فَقَالَتْ لِي: أَشْهَدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «لَهُ إِخْوَةٌ؟» فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَكُلُّهُمْ أُعْطِيَتْ مِثْلَ مَا أُعْطِيَتْ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَيْسَ يَصْلُحَ هَذَا وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى الْحَقِّ».

۳۵۴۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا: آپ میرے اس بیٹے کو اپنا غلام ہدیہ کر دیں اور میری خاطر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بھی بنائیں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ فلاں کی دختر (اس کی اپنی بیوی عمرہ بنت رواحہ) نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو ایک غلام دوں اور اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بناؤں۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا اس کے اور بھائی ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں! آپ نے پوچھا: ”کیا ان سب کو بھی تو نے اس جیسا (غلام) دیا ہے جیسا اس کو دیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: ”یہ درست نہیں ہے اور میں صرف حق کو گواہ بناتا ہوں۔“



فائدہ: اہم معاملات میں گواہ بنالیا مستحب ہے اور گواہی ہمیشہ حق و انصاف پر دینی چاہیے۔ کسی ظلم کے معاملے پر گواہ بننا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

(المعجم ۸۴) - بَابُ فِي عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ
بَابُ ۸۴- بیوی کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا

۳۵۴۵- تخريج: أخرجه مسلم، الہبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الہبۃ، ح: ۱۶۲۴ من حديث زهير بن معاوية به.

۳۵۴۶- جناب عمرو بن شعيب اپنے والد سے وہ

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کسی عورت کی عصمت کا مالک بن جائے (یعنی عورت اس کے نکاح میں آجائے) تو اس عورت کو جائز نہیں کہ اپنے ذاتی مال میں بھی تصرف کرے۔“

۳۵۴۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ وَحَبِيبِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ أَمْرٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا».

🌞 فائدہ: شوہر کے مال میں تصرف کے لیے واجب ہے کہ اس کی اجازت سے ہو۔ اور عورت کا اپنے مال میں تصرف بھی شوہر کی موافقت سے ہو تو بہت عمدہ ہے۔ ورنہ بلا اجازت بھی خیر کے معاملات میں تصرف کر سکتی ہے جیسے کہ صحابیات کو صدقات کی ترغیب دی جاتی تھی تو وہ صدقات دیتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ قبول فرماتے تھے۔

۳۵۴۷- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا جائز نہیں۔“

۳۵۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا

خَالِدٌ، يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا».

🌞 فائدہ: یعنی شوہر کے مال میں سے کیونکہ عورت اس کی امین ہوتی ہے۔ اور یہ ممانعت اس وقت اور مؤکد ہو جاتی ہے جب عورت مالی معاملات میں نادان ہو۔

باب: ۸۵- عمری یعنی زندگی بھر کے لیے عطا کر دینا

(المعجم ۸۵) - بَابُ فِي الْعُمَرَى

(التحفة ۸۷)

۳۵۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت

۳۵۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

۳۵۴۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العمري، باب عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح: ۳۷۸۷ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۲۶۶، والحاكم، ۴۷/۲، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ۲۳۸۸.

۳۵۴۷- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، الزكوة، باب عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح: ۲۵۴۱ من حديث خالد بن الحارث به.

۳۵۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمري والرقبي، ح: ۲۶۲۶ من حديث همام، ومسلم، الهبات، باب العمري، ح: ۱۶۲۶ من حديث قتادة به.

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْعُمَرَى جَائِزَةٌ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”عمری (عمر بھر کے لیے دیا گیا عطیہ) ہمیشہ ہمیش کے لیے (محبوب لہ کا) ہو جاتا ہے۔“

☀ فائدہ: اس حدیث میں [جائزہ] کے معنی [مَاضِيَّة وَ مُسْتَمِرَّة] ہیں یعنی مرنے کے بعد محبوب لہ (جس کو ہمہ کیا گیا) کی اولاد اس کی وارث ہوگی۔ خواہ وہ اولاد کا ذکر کرے یا نہ کرے جیسے کہ آگے والی احادیث سے واضح ہے۔

۳۵۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۳۵۴۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل بیان کیا ہے۔

۳۵۵۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «الْعُمَرَى لِمَنْ وَهَبَتْ لَهُ».

۳۵۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”عمری اسی کے لیے باقی رہے گا جس کو عطیہ دیا گیا ہو۔“

۳۵۵۱- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَائِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَعْمَرَ عُمَرَى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

۳۵۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے زندگی بھر کے لیے کوئی عطیہ دیا گیا تو یہ اس کا اور اس کے وارثوں کا ہوا۔ اس (عطیہ) کے وارث وہی ہوں گے جو اس کی اولاد میں سے اس کے وارث ہوں گے۔“

۳۵۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي

۳۵۵۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی

۳۵۴۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في العمرى، ح: ۱۳۴۹ من حديث قتادة به.

۳۵۵۰- تخریج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرى والرقبى، ح: ۲۶۲۵، ومسلم، الهبات، باب العمرى، ح: ۱۶۲۵ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۳۵۵۱- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، العمرى، باب ذكر الاختلاف على الزهري فيه، ح: ۳۷۷۱ من حديث الأوزاعي به، وللحديث شواهد.

۳۵۵۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي ۱۷۳/۶ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ۳۷۷۲، وانظر

الْحَوَارِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعُرْوَةَ، عَنْ
جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ.
امام ابو داود و ترمذی فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد نے
بواسطہ زہری ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ
سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

☀ فائدہ: مذکورہ اور درج ذیل باب کی تمام احادیث پر نظر ڈالنے سے یہی واضح ہوتا ہے کہ ”عمر بھر کے لیے عطیہ“
دینے والے نے مہوب لہ کی اولاد کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ اس کی اولاد کو منتقل ہو جائے گا۔ اگر دینے والا بالفرض عمر
بھر کی صراحت کر بھی دے تو بقول بعض شراح و فقہاء یہ شرط لغو ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور یہی رائج ہے۔
(ان شاء اللہ) تاہم فقہاء میں بعض ایسے بھی ہیں جو اسے ”عاریت“ کے مفہوم میں باور کرتے ہوئے واپس
ہوجانے کے قائل ہیں۔

(المعجم ۸۶) - باب مَنْ قَالَ فِيهِ وَلَعَقْبِهِ
(التحفة ۸۸) باب: ۸۵- جس شخص نے عمری کے ہدیے میں
(مہوب لہ کی) اولاد کے لیے بھی صراحت کی ہو

۳۵۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ
فَارِسٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ
ابْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ يَعْنِي ابْنَ أَنَسٍ، عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا
رَجُلٍ أَعْمَرَ عُمُرِي لَهُ وَلَعَقْبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي
يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا لِأَنَّهُ
أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ».

۳۵۵۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی کو اور اس کی
اولاد کو عمر بھر کے لیے عطیہ دیا گیا ہو تو یہ اسی کا ہوا جس کو
دیا گیا ہو۔ یہ دینے والے کو واپس نہیں لوٹے گا، کیونکہ
اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت چل نکلی ہے۔“

◀ الحديث السابق.

۳۵۵۳- تخریج: أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرى، ح: ۱۶۲۵ من حديث مالك به، وهو في
الموطأ (يحيى): ۷۵۶/۲، وانظر، ح: ۳۵۵۰.

۳۵۵۴- جناب ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا ہے۔

۳۵۵۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: [حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ:] حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جیسا کہ اس روایت کو عقیل اور یزید بن ابی حبیب نے بواسطہ ابن شہاب اسی طرح روایت کیا ہے۔ البتہ اوزاعی کے الفاظ میں اختلاف ہے جو کہ ابن شہاب سے نقل ہوئے ہیں۔ اور فلیح بن سلیمان نے حدیث مالک کی طرح روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، وَاخْتَلَفَ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ فِي لَفْظِهِ وَرَوَاهُ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِثْلَ ذَلِكَ.

۳۵۵۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”عمری جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمیشہ کے لیے) نافذ قرار دیا ہے وہی ہے کہ یوں کہے: ”یہ تیرے لیے ہے اور تیری اولاد کے لیے ہے۔“ اور جب یوں کہے: ”تیرے جیتے جی یہ تیرے لیے ہے۔“ تو یہ اس کے مالک کو لوٹ آئے گا۔

۳۵۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّمَا الْعُمَرَى الَّتِي أَجَارَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ: هِيَ لَكَ وَلِعَقِيبِكَ، فَإِذَا قَالَ: هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا.



فائدہ: یہ وضاحت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اپنا فہم ہے۔ ورنہ دیگر صریح مرفوع احادیث میں [وَلِعَقِيبِكَ] ”تیری اولاد کے لیے“ کی شرط مذکور نہیں ہے۔

۳۵۵۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رُفِئِي يَاعُمَرَى كَے انداز میں ہدیہ مت کیا کرو۔ جسے کوئی چیز بطور رقبی یا عمری دی گئی ہو تو یہ

۳۵۵۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

۳۵۵۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.
 ۳۵۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، الهيات، باب العمرى، ح: ۲۳/۱۶۲۵ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۱۶۸۸۷، ومسند أحمد ۲/۲۹۴.
 ۳۵۵۶- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، العمرى، باب ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرى، ح: ۳۷۶۲ من حديث سفیان بن عیینة به، ومسلم، ح: ۳۱/۱۶۲۵ من حديث عطاء به، انظر الحديث السابق.

«لَا تُرْقِبُوا وَلَا تُعْمِرُوا فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا أَوْ اس کے وارثوں کی ہوگئی۔ (یعنی جسے دی گئی ہو۔)»
أَعْمَرَهُ فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ .

☀️ فائدہ: [رقبى] میں اس انداز سے ہدیہ دیا جاتا ہے کہ کہے: ”جیتے جی یہ چیز استعمال کرتے رہو۔ اگر تو پہلے فوت ہو گیا تو مجھے واپس ہوگی ورنہ تیری ہوگی۔“ بلاشبہ اس قدر طویل مدت تک ایک چیز پر متصرف رہنے کی وجہ سے انسان اس سے مانوس ہو جاتا ہے جسے بعد ازاں واپس کرنا فتنے کا باعث بنتا ہے اس لیے یا تو ہدیہ کی طور پر دے دینا چاہیے یا پھر مناسب مدت کے بعد واپس لے لے۔ بنا بریں عمری یا رقبى کے نام سے جو ہدیہ دیا جائے گا وہ ہمیشہ کے لیے موهوب لکا ہو جائے گا۔ رائج مذہب یہی ہے۔

۳۵۵۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا جسے اس کے بیٹے نے کھجوروں کا ایک باغ عطیہ دے رکھا تھا اور وہ فوت ہوگئی تو بیٹے نے کہا کہ میں نے یہ اسے اس کی زندگی تک کے لیے دیا تھا۔ اس (دینے والے) کے دوسرے بھائی بھی تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ زندگی میں اس کے لیے تھا تو موت کے بعد بھی اسی کا ہے۔“ بیٹے نے کہا: میں نے یہ اس کو صدقہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تو یہ تجھ سے اور بھی زیادہ دور ہے۔“ (کہ صدقہ دے کر واپس لیتے ہو!)

۳۵۵۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ طَارِقِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْطَاهَا ابْنُهَا حَدِيقَةً مِنْ نَخْلٍ فَمَاتَتْ فَقَالَ ابْنُهَا: إِنَّمَا أُعْطِيْتُهَا حَيَاتَهَا. وَلَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هِيَ لَهَا حَيَاتُهَا وَمَوْتُهَا». قَالَ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا. قَالَ: «ذَلِكَ أَبْعَدُ لَكَ».

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ عمری یا رقبى واپس نہیں ہوتا اور بالخصوص جب صدقہ کیا ہو۔

باب: ۸۷- رقبى کے احکام و مسائل

(المعجم ۸۷) - باب: في الرقبى

(التحفة ۸۹)

۳۵۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ

۳۵۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا

۳۵۵۷- تخریج: [مسند ضعیف] أخرجه البيهقي: ۱۷۴/۶ من حديث عثمان بن أبي شيبة به * سفيان الثوري وحبيب بن أبي ثابت عننا .

۳۵۵۸- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء في الرقبى، ح: ۱۳۵۱ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۰۳، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۸۳.

مانگنے کی چیز پر رمضان سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”عمری اور رقی کے ہدیے ان کے اہل کے ہو جاتے ہیں۔“ (جنہیں دیے گئے ہوں۔ واپس نہیں ہو سکتے۔)

۳۵۵۹- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے زندگی بھر کے لیے کوئی ہدیہ کیا ہو تو زندگی اور موت دونوں صورتوں میں اس کا ہے جس کو دیا گیا ہے۔ اور رقی (کا ہدیہ) نہ کیا کرو۔ جس نے کوئی چیز اس انداز میں دی ہو تو اس کا راستہ وہی ہے۔“ (یعنی جس کو دے دی ہو اسی کی وراثت میں جائے گی۔)

۳۵۶۰- جناب مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمری یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے سے یوں کہے: ”جب تک تو زندہ ہے یہ تیرے لیے ہے۔“ پس جب یوں کہہ دیا تو یہ اس کی ہوئی اور (بعد ازاں) اس کے وارثوں کی ہے۔ اور رقی یہ ہے کہ انسان دوسرے سے کہے: ”یہ چیز ہم میں سے بعد میں مرنے والے کے لیے ہے۔“ (اگر تو پہلے مر گیا تو میری ہوگی ورنہ تیری رہی۔)

هُسَيْمٌ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرَّقْبَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا».

۳۵۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَعْقِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهِ مَحْيَاهُ وَمَمَاتُهُ، وَلَا تَرُقُّبُوا فَمَنْ أَرَقَّبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُهُ».

۳۵۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: الْعُمْرَى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ هُوَ لَكَ مَا عَشْتُ، فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ فَهُوَ لَهُ وَلَوْ رَقَّبْتِهِ، وَالرَّقْبَى هُوَ أَنْ يَقُولَ الْإِنْسَانُ: هُوَ لِلْآخِرِ مِنِّي وَمِنْكَ.

فائدہ: [رقبی] کی وضاحت اوپر حدیث: ۳۵۵۶ میں ہو چکی ہے۔

باب: ۸۸- مانگنے کی چیز پر رمضان (ادائیگی کی ضمانت) کا مسئلہ

(المعجم ۸۸) - بَابُ: فِي تَضْمِينِ الْعَارِيَةِ (التحفة ۹۰)

۳۵۶۱- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: نبی ﷺ

۳۵۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ:

۳۵۵۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب العمرى، ح: ۲۳۸۱ من حديث عمرو بن دينار به.

۳۵۶۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۷۶/۶ من حديث أبي داود به.

۳۵۶۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في أن العارية مؤداة، ح: ۱۲۶۶، وابن

ماجه، ح: ۲۴۰۰ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۲۴، والحاكم على شرط ۴۴



حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ
فَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سُمُرَةَ عَنْ
لَنَبِيِّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذْتُ حَتَّى
تَوَدِّي»، ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ فَقَالَ: هُوَ
مِنْكَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ.

نے فرمایا: ”ہاتھ کے ذمے ہے جو اس نے لیا حتیٰ کہ
اسے ادا کر دے۔“ پھر حسن (بصری رحمہ اللہ) بھول گئے
اور کہا: عاریتاً لینے والا تمہارا امانت دار ہے اس پر کوئی
ضمانت نہیں۔

☀ فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے۔ اور حق یہ ہے کہ عاریتاً لی ہوئی کوئی چیز ضائع ہو جانے پر اس کی ضمان دینی ہوگی۔

۳۵۶۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ
وَسَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
هَارُونَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ
رُفَيْعٍ، عَنْ أُمِّيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ أُمِّيَّةَ، عَنْ
أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعَارَ مِنْهُ أَذْرُعًا
يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ: أَعْصَبُ يَا مُحَمَّدُ؟ فَقَالَ:
«لَا. بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ».

۳۵۶۲- حضرت صفوان بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے غزوہ حنین کے موقع
پر زبردستی عاریتاً طلب کیں تو اس نے کہا: اے محمد! کیا
زبردستی لینا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ عاریتاً
ہیں (اگر ضائع ہوئیں تو) ہم ان کا عوض دیں گے۔“

قال أبو داود: هَذِهِ رِوَايَةٌ يَزِيدُ بْنُ بَعْدَادٍ،
وَفِي رِوَايَتِهِ بِوَاسِطَةِ تَغْيِيرٍ عَلَى غَيْرِ هَذَا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یزید (بن ہارون)
کی یہ روایت بغداد کی ہے لیکن واسطہ میں جب یہ روایت
بیان کی تو الفاظ اس سے مختلف تھے۔

۳۵۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ
أَنَاسٍ مِنْ آلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَا صَفْوَانُ! هَلْ عِنْدَكَ مِنْ

۳۵۶۳- عبد اللہ بن صفوان کے خاندان کے بعض
افراد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:
”اے صفوان! کیا تیرے پاس اسلحہ ہے؟“ اس نے کہا:
عاریتاً زبردستی کے طور پر؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ

البخاري: ۴۷/۲، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۳۵۶۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۰/۳ عن يزيد بن هارون به، ورواه النسائي في الكبرى،
ح: ۵۷۷۹ * ورواه قيس بن الربيع عن عبد العزيز بن ربيع به، والدارقطني: ۴۰/۳، وللحديث شواهد ضعيفة *
شريك عن، وقيس ضعيف.

۳۵۶۳- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۸۹/۶ و ۱۸/۷ من حديث أبي داود
به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۱۴۳/۶، ۱۴۴ * فيه أناس لا يعرفون.

مانگنے کی چیز پر زمان سے متعلق احکام و مسائل

عاریت کے طور پر۔“ چنانچہ اس نے تمیں سے چالیس کے درمیان زرہیں عاریتاً دیں۔ اور رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین میں گئے۔ سو جب مشرکین پسپا ہو گئے اور صفوان کی زرہیں اکٹھی کی گئیں تو ان میں سے چند زرہیں گم تھیں۔ تو نبی ﷺ نے صفوان سے فرمایا: ”ہم تیری زرہوں میں سے کچھ گم پاتے ہیں تو کیا ان کا تاوان ادا کریں؟“ اس نے کہا: نہیں! اللہ کے رسول! آج میرے دل میں اسلام کی وہ رغبت ہے جو اس دن نہ تھی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے یہ زرہیں عاریتاً اسلام لانے سے پہلے دی تھیں مگر بعد ازاں مسلمان ہو گیا تھا۔

سِلَاح؟ قال: عَارِيَّةٌ أَمْ غَضْبًا؟ قال: «لَا، بَلْ عَارِيَّةٌ»، فَأَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الْأَرْبَعِينَ دِرْعًا، وَغَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُنَيْنًا، فَلَمَّا هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ جُمِعَتْ دُرُوعُ صَفْوَانَ فَفَقَدَ مِنْهَا أَذْرَاعًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَصَفْوَانَ: «إِنَّا قَدْ فَقَدْنَا مِنْ أَذْرَاعِكَ أَذْرَاعًا فَهَلْ نَعْرَمُ لَكَ؟» قَالَ: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِأَنَّ فِي قَلْبِي الْيَوْمَ مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَعَارَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ ثُمَّ أَسْلَمَ.



فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم عاریتاً دینے والا اگر اپنا تاوان معاف کر دے تو چھوڑنا اس کا حق ہے۔
طلب کرے تو دینا ہوگا۔

۳۵۶۴- آل صفوان کے بعض لوگوں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے زرہیں عاریتاً دی تھیں۔ اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۵۶۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ نَاسٍ مِنْ آلِ صَفْوَانَ قَالَ: اسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۳۵۶۵- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا

۳۵۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ:

۳۵۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ۸۹/۶ من حديث مسدده * فيه ناس مجاهيل.

۳۵۶۵- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب العارية، ح: ۲۳۹۸، والترمذي، ح: ۱۲۶۵، ۶۷۰، من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۵/۲۶۷، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۲۳، وللحديث شواهد.

جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے اس کے تاوان کا بیان

ہے تو اب کسی وارث کے لیے وصیت نہیں، اور کوئی عورت اپنے گھر میں سے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! طعام بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ تو ہمارے افضل اموال میں سے ہوتا ہے۔“ پھر فرمایا: ”مانگے کی چیز واپس کرنا ہوگی۔ اور دودھ کا جانور جو عطیہ دیا گیا ہو، لوٹایا جاتا ہے۔ قرض ادا کرنا لازم ہے اور ضامن آدمی ذمہ ادا کریگا۔“

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ عَطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِبَوَارِثٍ وَلَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ رَوْحِهَا». قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَا الطَّعَامُ؟ قَالَ: «ذَلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا»، ثُمَّ قَالَ: «الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاءٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالَّذِينَ مَقْضِي، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ».

۳۵۶- جناب صفوان بن یعلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جب میرا آدمی تیرے پاس آئے تو اسے تیس زرہیں اور تیس اونٹ دے دینا۔“ تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (یہ عاریت) خنمان ہوگی یا اسے واپس ادا کریں گے؟ فرمایا: ”واپس ادا کر س گے۔“

٣٥٦٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسَمَّرِ
الْعُضْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا
هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ،
عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ
لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَتَيْتَكَ رُسُلِي
فَأَعْطِهِمْ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا».
قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَارِيَّةٌ مَضْمُونَةٌ
أَوْ غَارِيَّةٌ مُؤَدَّاءُ. قَالَ: «بَلَّ مُؤَدَّاءُ».

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حبان ہلال الرائی کے ماموں ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَبَّانُ خَالُ هِلَالِ الرَّائِي.

باب: ۸۹- جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے
تو اس کی مثل تاوان دے

(المعجم ٨٩) - **بَابُ: فِيمَنْ أَفْسَدَ شَيْئًا**
يُغْرَمُ مِثْلُهُ (التحفة ٩١)

۳۵۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
ابن ابی اہلبہ کے گھر میں تھے کہ امہات المؤمنین

ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ ٣٥٦٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛

٣٥٦٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٥٧٧٦ عن إبراهيم بن المستمير به، ورواه أحمد: ٢٢٢/٤ من حديث همام به، وللحديث شواهد، انظر: ٣٥٦٤ * قتادة عتقن، وللحديث شواهد ضعيفة، انظر، ح: ٣٥٦٤.

٣٥٦٧- تخريج: أخرجه البخاري، المظالم، باب: إذا كسر قصعةً أو شيئاً لغيره، ح: ٢٤٨١ عن مسدده.

جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے اس کے تاوان کا بیان

میں سے کسی دوسری نے خادمہ کے ہاتھ (ان کی خدمت میں) ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا۔ گھر والی نے اپنا ہاتھ مارا اور پیالہ توڑ دیا۔ ابن شنی نے بیان کیا۔ تو نبی ﷺ نے ٹوٹے ہوئے دونوں ٹکڑے پکڑے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا اور کھانا اس میں ڈالنے لگے اور فرماتے جاتے تھے: ”تمہاری ماں کو غیرت آگئی ہے۔“ ابن شنی نے اضافہ کیا۔ ”کھاؤ۔“ چنانچہ سب نے کھایا۔ حتیٰ کہ وہ (اہلیہ) پیالہ لے کر آگئی جو اس کے گھر میں تھا۔ (ہم مسد کی حدیث کے الفاظ کی طرف رجوع کرتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ۔“ اور آپ نے خادمہ کو پیالے کے لیے روکے رکھا حتیٰ کہ وہ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ پھر آپ نے صحیح سالم پیالہ خادمہ کے حوالے کیا اور ٹوٹا ہوا گھر میں رکھ لیا۔

عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقِصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ. قَالَ: فَضَرَبَتْ يَدَهَا فَكَسَرَتْ الْقِصْعَةَ. قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُمُكُمْ». زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى: «كُلُوا»، فَأَكَلُوا حَتَّى جَاءَتْ قِصْعَتُهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى لَفْظِ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ قَالَ: «كُلُوا»، وَحَبَسَ الرَّسُولُ وَالْقِصْعَةَ حَتَّى فَرَعُوا فَذَفَعَ الْقِصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِهِ.



🌞 فوائد و مسائل: ① کسی دوسرے کی کوئی چیز ضائع کر دینے کی صورت میں اس کا عوض یا بدل دینا لازم ہے۔

② کھانا گر جائے تو صاف تھرا کھانا اٹھا کر کھالینا چاہیے۔ ③ کسی عزیز یا ساتھی کی تلخی وغیرہ کا سبب بیان کر دیا جائے یا عمدہ تاویل کر دی جائے تو اس کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔

۳۵۶۸- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو صیفہ رضی اللہ عنہا جیسا کھانا بنانے والی ہو۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ کی خدمت میں (میرے گھر میں) بھیج دیا۔ مجھے اس پر طیش آ گیا تو میں نے برتن توڑ دیا۔ پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کا کیا کفارہ ہے جو میں نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”برتن کے بدلے

۳۵۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي فُلَيْتُ الْعَامِرِيُّ عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دُبَا جَةَ قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ صَانِعًا طَعَامًا مِثْلَ صَفِيَّةَ صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا، فَبَعَثَتْ بِهِ فَأَخَذَنِي أَفْكَلٌ فَكَسَرْتُ الْإِنَاءَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْتُ؟ قَالَ: «إِنَاءٌ مِثْلُ إِنَاءٍ».

۳۵۶۸- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه النسائي، عشرة النساء، باب الغيرة، ح: ۳۴۰۹ من حديث سفيان الثوري به * جسرۃ مختلف فيها، وحديثها حسن على الراجح.

... کتاب الإجارة

وَطَعَامٌ مِثْلَ طَعَامٍ».

(المعجم ۹۰) - باب المَواشي تَفْسِیدُ

رَزَعِ قَوْمٍ (التحفة ۹۲)

۳۵۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحِیْصَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ نَاقَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْهُ عَلَيْهِمْ، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَهْلِ الْأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ.

۳۵۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْفَرِيَابِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحِیْصَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ ضَارِيَةٌ فَدَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فِيهِ، فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا فَقَضَى: أَنَّ حِفْظَ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنَّ حِفْظَ الْمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنَّ عَلَى أَهْلِ الْمَاشِيَةِ مَا أَصَابَتْ مَاشِيَتُهُمْ بِاللَّيْلِ.

جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے اس کے تاوان کا بیان برتن اور کھانے کے بدلے کھانا۔“

باب: ۹۰- جانور جو کسی قوم کی کھیتی

خراب کر جائیں

۳۵۶۹- جناب حرام بن محیصہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک آدمی کے باغ میں داخل ہو گئی اور ان کی کھیتی خراب کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ”کھیتی والوں کے ذمے ہے کہ دن کو اس (کھیتی) کی حفاظت کریں اور جانوروں کے مالکوں پر لازم ہے کہ رات کو ان کی حفاظت کریں (باندھ کر رکھیں)۔“

۳۵۷۰- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ایک اونٹنی تھی جو بہت نقصان کیا کرتی تھی۔ تو وہ ایک باغ میں داخل ہو گئی اور وہاں نقصان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی گئی تو آپ نے فیصلہ فرمایا: ”دن کے وقت باغات کی نگرانی اور حفاظت ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت جانوروں کی نگرانی ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت جانور جو نقصان کر جائیں تو وہ ان کے مالکوں کے ذمے ہے (کہ اسے پورا کریں)۔“

۳۵۶۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۶/۵ عن عبد الرزاق به: الزهري عنمن.

۳۵۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب الحكم فيما أفسدت المواشي، ح: ۲۳۳۲ من حديث الزهري به، وصححه الحاكم: ۴۸۰۴۷/۲، ووافقه الذهبي، ورواه مالك في الموطأ: ۷۴۸، ۷۴۷/۲ عن الزهري به، انظر الحديث السابق: ۳۵۶۹.

قضا کی اہمیت و فضیلت

سنن ابوداؤد کی کتاب القضاء کا آغاز عمل قضا کی اہمیت، غرض مندوں اور مفاد پرستوں سے عمل قضا کو دور رکھنے اور فیصلہ کرنے کے حوالے سے اہم بنیادی اصول و آداب کے بیان سے ہوا۔ اس کے بعد شہادت کے بارے میں انتہائی اہم اصولوں کا تذکرہ کیا گیا۔ پھر وہ احادیث لائی گئیں جن میں بتایا گیا ہے کہ شہادت کی عدم دستیابی کی صورت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اس بارے میں روایات لائی گئیں کہ قرض وغیرہ کے معاملے میں حق دار کا حق ثابت ہو جانے کے بعد عملاً اس کی حق رسی کیسے کرائی جائے، اس کے بعد وکالت کا تذکرہ ہے اور آخر میں بعض انتہائی مشکل کیسوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے ذکر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر فیصلے کے ذریعے سے کئی انتہائی اہم اصول سامنے آتے ہیں جن کی قدم قدم پر حج کو ضرورت پڑتی ہے۔

یہ ذیلی کتاب بنیادی طور پر قضا اور آداب قضا کے متعلق ہے۔ اس میں وہ اصول بیان کیے گئے ہیں جن کو آج کل قانون ضابطہ یا (Procedural Law) کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ اس حصے میں بالتفصیل قوانین

کا بیان مقصود نہیں کیونکہ قوانین الگ الگ عنوانات سے بیان کر دیے گئے ہیں۔ سول قوانین کا بیان کتاب البیوع وغیرہ میں، فوجداری قوانین کتاب الحدود میں۔ اسی طرح میراث، نکاح و طلاق، ہبہ و وصیت، جنگ و امن وغیرہ کے قوانین اپنے اپنے متعلقہ عنوانات کے تحت بیان کر دیے گئے ہیں۔

* منصب قضا کی اہمیت اور قاضی (Judge) بننے کی صلاحیت: جج کا منصب ہمیشہ ایک برقرار منصب سمجھا گیا۔ اس میں انسان کو ہر پیش ہونے والے معاملے میں بہت زیادہ اختیار بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ ایک ”پُرکشش“ ذمہ داری ہے اور اس بات کا امکان بہت زیادہ ہے کہ جو اس کی کشش کا شکار ہو جاتا ہے وہ ”ذمہ داری“ والے عنصر کو صحیح طور پر پیش نظر رکھنے میں ناکام رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان جس سے امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کتاب کے اس حصہ کا آغاز کیا ہے اس ذمہ داری کی سنگینی کو واضح کرتا ہے۔ اگر کوئی انسان اس کی طلب اور کشش سے بچا رہا لیکن ذمہ داری اس کے سپرد کر دی گئی تو اس کے لیے وہ عظیم خوش خبری ہے جو حضرت عمرو بن العاص رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث (۳۵۷۴) میں بیان کی گئی ہے۔

مسلمان کے لیے یہ بات لازمی ہے کہ قضا کی ذمہ داری صرف اور صرف اسی صورت میں قبول کرے جب وہ فیصلہ دہی الہی پر مبنی قوانین اور انصاف کے مطابق کر سکتا ہو۔ ان سے ہٹ کر دوسرے قوانین کے تحت جن سے عموماً انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے فیصلہ کرنے کا امکان ہو تو اس صورت میں یہ ذمہ داری قبول کرنا ہی حرام ہے۔ (حدیث: ۳۵۷۶، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱) اگر کوئی انسان خود اس عہدے کا طلب گار ہوگا تو ظاہر ہے وہ اس عہدے کی مادی یا منصبی کشش ہی کی بنا پر اس کا خواہاں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو اس عہدہ کے لیے نااہل قرار دیا ہے۔ مادی کشش میں رشوت ستانی بدترین ہے۔ اس سلسلے میں رشوت کے ساتھ ہدیے وغیرہ قبول کرنے کو بھی سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۳) - كِتَابُ الْقَضَاءِ (التحفة ۱۸)

قضا سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱: قاضی کا عہدہ طلب کرنا

(المعجم ۱) - بَابُ: فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ
(التحفة ۱)

۳۵۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قاضی کا عہدہ لیا تو
وہ چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔“

۳۵۷۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا
ضَيْلُ بْنُ سَلِيمَانَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي
مُيُوسٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ
فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

۳۵۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی
ﷺ نے فرمایا: ”جسے لوگوں کا قاضی بنا دیا گیا اسے چھری
کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔“

۳۵۷۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَنْبَأَنَا
شُرُّ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ
شَمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيِّ، عَنْ الْمَقْبُرِيِّ
الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: «مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ
ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

۳۵۷۱- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ في القاضي، ح: ۱۳۲۵ عن
سمر بن علي به، وقال: "حسن غريب"، وسنده ضعيف، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۰۸، والمحدث الآتي شاهد له.
۳۵۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب ذكر القضاة، ح: ۲۳۰۸ من حديث عبدالله بن
جعفر به، وصححه الحاكم: ۹۱/۴، ووافقه الذهبي.

☀️ فائدہ: منصب قضا انتہائی ذمہ داری اور آزمائش کا منصب ہے۔ اس کا طالب اور حریص ہونے کی اس کے سوا کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اس عہدے کا طلب گار یا اس سے مالی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے یا جاہ و منصب کا خواہشمند ہے۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کے سبب انسان اس عہدے کے لیے نااہل ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر یہ منصب کسی نہ چاہنے والے کے سپرد کر دیا جائے اور وہ حق و انصاف پر ثابت قدم رہے تو اس میں بڑی عزیمت اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ فِي الْقَاضِي
يُخْطِئُ (التحفة ۲)

باب ۲- قاضی جو خطا کرے

۳۵۷۳- جناب (عبداللہ) بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک جنت میں ہے اور دو آگ میں۔ جنت میں جانے والا وہ ہے جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا، اور جس نے حق پہچانا اور پھر فیصلے میں ظلم کیا تو وہ آگ میں ہے اور جس نے جاہل ہوتے ہوئے لوگوں کے فیصلے کیے وہ بھی آگ میں ہے۔“

۳۵۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ السَّمْعِيُّ: حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع میں یہ حدیث صحیح ترین ہے۔ یعنی ابن بریدہ کی حدیث کہ قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ فِيهِ يَعْني حَدِيثُ ابْنِ بُرَيْدَةَ، «الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ».

☀️ فائدہ: جانتے بوجھتے حق کے خلاف فیصلہ دینا اور جاہل ہوتے ہوئے لوگوں میں فیصلے کرنے بیٹھ جانا دونوں صورتوں میں اپنے آپ کو جہنم میں جھونکنا ہے۔ لہذا واجب ہے کہ یہ منصب اصحاب علم اور اصحاب عزیمت ہی کے سپرد کیا جائے اور وہ بھی جرأت سے کام لیں اور جنت کے حقدار بنیں جبکہ ان لوگوں کے پس منظر میں رہنے سے ظالم ظلم کرتے ہیں اور جہالت کا غلبہ اور اس کی اشاعت ہوتی ہے۔

۳۵۷۳- تخریج: [استاذہ ضعیف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب الحاكم يجتهد فيصيب الحق، ح: ۲۳۱۵ من حديث خلف بن خليفة به، ورواه الترمذي، ح: ۱۳۲۲ م، وللحديث طرق كثيرة ضعيفة كلها * خلف بن خليفة اختلط.

۳۵۷۴- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب کوئی حاکم فیصلہ کرے اور خوب سوچ بچار اور اجتہاد سے کام لے اور درست نتیجے پر پہنچے تو اس کے لیے دو گنا اجر ہے اور جب کوئی خوب سوچ بچار اور اجتہاد سے کام لے اور اس سے خطا ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔“ (یزید بن عبد اللہ بن الہاد نے کہا: میں نے یہ روایت ابوبکر بن حزم کو بیان کی تو انہوں نے کہا: مجھے ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی روایت کی ہے۔

۳۵۷۴- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ»، فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا بَكْرٍ بْنُ حَزْمٍ فَقَالَ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

فائدہ: یہ خوش خبری اس قاضی کے لیے ہے جو صاحب علم ہے اجتہاد کرتا ہے اس منصب کی ذمہ داریوں سے خوب واقف ہے اللہ سے ڈرتا ہے اور اس عہدے کا طلب گار نہیں۔

۳۵۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسلمانوں میں قضا کا منصب طلب کیا حتیٰ کہ اسے حاصل کر لیا، پھر اس کا عدل کرنا ظلم کرنے پر غالب رہا تو اس کے لیے جنت ہے اور جس کا ظلم اس کے عدل پر غالب رہا اس کے لیے جہنم ہے۔“

۳۵۷۵- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مُلَاذِمُ بْنُ عَمْرِو: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ نَجْدَةَ عَنْ جَدِّهِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَهُوَ أَبُو كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يَنَالَهُ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جَوْرَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهُ عَدْلُهُ فَلَهُ النَّارُ».

۳۵۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، الأفضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد، فأصاب أو أخطأ، ح: ۱۷۱۶ من حديث عبدالعزيز الدراوردي، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح: ۷۳۵۲ من حديث ابن الهاد به.

۳۵۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۸۸/۱۰ من حديث أبي داود به * موسى بن نجدة مجهول (تقريب).

۳۵۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سورہ مائدہ کی یہ تینوں آیات ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ الْفَاسِقُونَ﴾ یہودیوں کے قبائل بالخصوص قریظہ اور بنو نضیر کے متعلق نازل ہوئی تھیں۔

۳۵۷۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ عَنْ أَبِي يَحْيَى الرَّمْلِيِّ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ - ﴿الْفَاسِقُونَ﴾ [المائدة: ۴۴-۴۷] هَؤُلَاءِ الْآيَاتُ الثَّلَاثُ نَزَلَتْ فِي يَهُودٍ خَاصَّةٍ فِي قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ.

🌞 فائدہ: ان آیات میں ہے کہ جو فیصلہ کرنے والے اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔ ظالم ہیں۔ فاسق ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ فیصلے کے فریق غیر مسلم ہوں تو پھر بھی فیصلہ بنی بروقی قوانین کے مطابق کرنا ہوگا۔ چاہے وہ ان کی آسمانی کتاب کے قوانین کیوں نہ ہوں۔ ان کے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا ہو تو یہ منصب کوئی مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔ چر جائے کہ مسلمانوں کے درمیان قوانین وحی سے ہٹ کر دوسرے قوانین کے ذریعے سے فیصلہ کیا جائے؟

(المعجم ۳) - بَابُ: فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ
وَالْتَسَرُّعِ إِلَيْهِ (التحفة ۳)
باب: ۳- قضا کا عہدہ طلب کرنا اور فیصلہ کرنے میں جلد بازی کرنا

۳۵۷۷- جناب عبدالرحمن بن بشر الانصاری الاذرقی کہتے ہیں (کہ غالباً کوفہ میں) باب کندہ کی طرف سے دو آدمی آئے جبکہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما حلقے میں تشریف فرما تھے۔ ان دونوں نے کہا: کیا کوئی ہم میں فیصلہ نہیں کر دیتا؟ حلقے میں سے ایک آدمی نے کہا: میں کر دیتا ہوں۔ تو حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہما نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اسے دے ماری اور فرمایا: باز رہو۔ فیصلہ

۳۵۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ رَجَاءِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشْرِ الْأَنْصَارِيِّ الْأَزْرَقِ قَالَ: دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ أَبْوَابِ كِنْدَةَ وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ جَالِسٌ فِي حَلْقَةٍ فَقَالَا: أَلَا رَجُلٌ يَنْقُذُ بَيْنَنَا، فَقَالَ رَجُلٌ

۳۵۷۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۴۶/۱ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به .
۳۵۷۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰۱/۱۰ من حديث أبي داود به * الأعمش عنن .

۲۳- کتاب القضاء

تقاضے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هَلَالٍ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَنْ نَسْتَعْمِلَ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلَ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ».

ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اس منصب اور کام کا طلب گار ہوگا ہم اسے ہرگز نہیں دیں گے۔“

(المعجم ۴) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الرِّشْوَةِ (التحفة ۴)

باب: ۴- رشوت حرام ہے

۳۵۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ.

۳۵۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے کو لعنت فرمائی ہے۔



🌞 فائدہ: کسی دوسرے کا حق مارنے کے لیے کسی حاکم، قاضی یا اہلکار کو کچھ دینا رشوت اور حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی اہلکار ظالم ہو اور حق داروں کے حقوق بھی اس کے پاس محفوظ نہ رہتے ہوں اور وہ لوگوں سے طلب کرتا ہو یا اسے دینا پڑتا ہو تو اصل عزیمت یہی ہے کہ اسے کچھ نہ دیا جائے اور معاملہ اللہ پر چھوڑتے ہوئے اس ظالم سے چھٹکارے کی سبیل کی جائے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور صرف اور صرف اپنے جائز حق کے لیے شدید مجبوری کی صورت میں کبھی کچھ دینا پڑ جائے تو اس پر کثرت سے استغفار کرے۔ لینے والے کے حق میں یہ یقیناً رشوت اور حرام ہے بلکہ صاحب حق کو مجبور کرنے کی سزا کا بھی مستحق ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵) - بَابُ: فِي هَدَايَا الْعَمَالِ (التحفة ۵)

باب: ۵- حکام، قاضی اور دیگر اہلکاروں کے لیے ہدایا کا مسئلہ

۳۵۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۵۸۱- حضرت عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! تم میں

۳۵۸۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم، ح: ۱۳۲۷، وابن ماجه، ح: ۲۳۱۳ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۸۶، والحاكم، ۱۰۲/۴، ۱۰۳، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۱۱۹۶، وغيره.

۳۵۸۱- تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، ح: ۱۸۳۳ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

قضا سے متعلق احکام و مسائل

سے جس کسی کو ہماری طرف سے کوئی عملداری سونپی گئی ہو پھر اس نے اس کے محاصل میں سے کوئی سوئی یا اس سے بھی کم یا زیادہ کو چھپا لیا تو وہ طوق ہے جسے پہنے ہوئے وہ قیامت کے روز حاضر ہوگا۔ تو کالے سے رنگ کا ایک انصاری جوان کھڑا ہو گیا گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجیے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا ہوا؟“ اس نے کہا: میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ یوں یوں فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”(ہاں) میں یہی کہتا ہوں۔ جس کو ہم نے کوئی کام سونپا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے محاصل تھوڑے ہوں یا زیادہ سب لے آئے۔ اور پھر اس میں سے جو اسے (حق خدمت) دیا جائے وہ لے لے اور جس سے روک دیا جائے اس سے رک جائے۔“

قَبَسُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ عَمِيْرَةَ الْكِنْدِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ عَمَلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ فَكْتَمْنَا مِنْهُ مَخِيطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْوَدُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ، قَالَ: «وَمَا ذَلِكَ؟» قَالَ: «سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا». قَالَ: «وَأَنَا أَقُولُ ذَلِكَ: مَنْ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَا نَهِيَ عَنْهُ انْتَهَى».

فائدہ: تمام ملی اور اجتماعی امور کی ذمہ داری انتہائی اہم ہے۔ اس میں محاصل کی ذمہ داری بھی شامل ہے۔ اس میں ذرا سی بھی غفلت اور کوتاہی انسان کے لیے آخرت کا وبال ہے۔ ایسی ذمہ داریاں ادا کرنے والے کو اگر کہیں سے ہدایا، تحائف یا دیگر منافع حاصل ہوں تو وہ اس کے لیے حلال نہیں۔ ایسی تمام اشیاء اسے خزانہ میں جمع کرانی ہوں گی، نیز حاکم اعلیٰ پر بھی لازم ہے کہ اپنے کارندوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتا رہے اور آخرت میں اللہ کے ہاں جوابدہی کی یاد دلاتا رہے اور خود بھی متنبہ اور محتاط رہے۔

(المعجم ۶) - باب: كَيْفَ الْقَضَاءُ

(التحفة ۶)

فائدہ: آئندہ چند ابواب میں پیش کردہ احادیث میں فیصلہ کرنے کے طریقوں کے بارے میں بہت عمدہ اصول بتائے گئے ہیں۔ حقائق تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ حج اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے فہم و فراست کی دعائیں لگے، کچی بات نہ کرے، فیصلہ حتی الوسع یقین حاصل ہونے اور پختہ رائے قائم کرنے کے بعد کرے۔ اسے یہ وضاحت کرنی چاہیے کہ اس کے فیصلے سے کسی کے لیے دوسرے کا حق حلال نہیں ہوتا۔ اور اگر قاضی دیکھے کہ معاملہ کسی بھی طرح واضح نہیں ہو سکتا تو دونوں کو صلح پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے۔ قضا کا یہ سنہری اصول بھی اسلام نے دیا ہے کہ

قاضی کو یکسوئی سے فیصلہ کرنا چاہیے طیش، غم، تفکرات یا ایسی کیفیت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے جس میں یکسوئی حاصل نہیں ہو سکتی۔

۳۵۸۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ:

أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ حَنْشٍ،
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى
الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!
تُرْسِلُنِي وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِي
بِالْقَضَاءِ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ
وَيُبَيِّنُ لِسَانَكَ، فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ
الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ
الْآخِرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَحْرَى
أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ». قَالَ: فَمَا زِلْتُ
قَاضِيًا أَوْ مَا شَكَّكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ.

۳۵۸۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا
تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نو عمر
ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم نہیں ہے۔ آپ نے
فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو ہدایت دے گا اور
تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ جب مقدمے کے دو
فریق تمہارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک ہرگز فیصلہ
نہ کرنا جب تک دوسرے سے سن نہ لینا جیسے کہ پہلے سے
سنا ہو۔ بلاشبہ یہی چیز زیادہ لائق ہے کہ فیصلہ تمہارے
لیے واضح ہو جائے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ
میں وہاں قاضی بنا رہا تھا (فرمایا) مجھے اس کے بعد فیصلہ
کرنے میں کوئی تردد نہیں ہوا۔



☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن یہ واقعہ کچھ اختصار کے ساتھ سنن ابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ مروی
ہے۔ موجودہ روایت کا زائد حصہ یہ ہے کہ فیصلہ دونوں فریقوں سے سن لینے کے بعد کرنا چاہیے۔ یہ بات اپنی جگہ
درست ہے اور دیگر کئی روایات سے ثابت ہے۔ البتہ اگر کوئی فریق طلب کرنے پر بھی حاضر نہ ہو اور اس کے پاس کوئی
عذر بھی نہ ہو اور واضح ہو جائے کہ وہ قاضی اور عدالت کا سامنا کرنے سے عداً گریز کر رہا ہے تو قاضی انصاف کے
تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کی غیر حاضری میں فیصلہ سناسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي قَضَاءِ الْقَاضِي

بَابُ: ۷- قاضی سے فیصلہ کرنے میں
إِذَا أَخْطَأَ (التحفة ۷)

۳۵۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

۳۵۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القاضي لا يقضي بين الخصمين
حتى يسمع كلاهما، ح: ۱۳۳۱ من حديث سماك به، وقال: "حسن"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد معنوية
عند ابن ماجه، ح: ۲۳۱۰ وغيره * شريك نعنن، وحنش ضعفه الجمهور.

۳۵۸۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحبل، باب: ۱۰، ح: ۶۹۶۷ عن محمد بن كثير، ومسلم، الأفضية، باب: ۴۱

۲- کتاب القضاء

قضائے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک بشر ہوں، تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے مقابلے میں اپنی حجت پیش کرنے میں زیادہ چرب زبان ہو اور پھر میں اس سے سننے کے مطابق فیصلہ کر دوں، تو جس کسی کے لیے میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اس سے کچھ نہ لے۔ بلاشبہ میں اس کے لیے آگ کا ٹکڑا کاٹ رہا ہوں۔“

اخبرنا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ هُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي لَهُ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

نوائد و مسائل: ① قاضی کا فیصلہ صرف ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور مقدمے کے فریقین بالعموم اپنے طور پر خوب جان رہے ہوتے ہیں کہ حق کس کا ہے اور باطل پر کون ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ تو جہاں معاملہ صاف ہو وہاں ظالم کو اپنے بھائی کا حق مارتے ہوئے کچھ لینا چاہیے کہ وہ قاضی کے فیصلے کے باوجود آگ کا ٹکڑا لے رہا ہے۔ ② فیصلہ کرنے میں قاضی سے خطا کا سرو ہو جانا اس کے لیے معاف ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے اس بیان سے واضح ہوا کہ وہ غیب نہ جانتے تھے۔ ④ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ بعض فیصلے اپنے اجتہاد سے کرتے تھے۔ امت کے قاضی ہمیشہ اجتہاد ہی سے فیصلے کر سکتے ہیں اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا اجتہاد اور طریقہ اجتہاد بہترین نمونہ اور حجت ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۵۸۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے ان کا میراث کے معاملے میں جھگڑا تھا اور ان کے پاس سوائے اپنے اپنے دعوے کے اور کوئی گواہ نہ تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کی مثل بیان کیا۔ چنانچہ وہ دونوں رونے لگے اور ہر ایک دوسرے سے کہنے لگا: میرا حق تیرے لیے ہے۔ پھر نبی ﷺ نے ان دونوں

۳۵۸۴- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو نُؤَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ لَهُمَا لَمْ نَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعَوَاهُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ. فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ

الحکم بالظاهر واللحن بالحجة، ح: ۱۷۱۳ من حدیث هشام بن عروة به.

۳۵۸۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/۳۲۰ من حدیث أسامة بن زيد به، وهو حسن الحديث، تقدم، ح: ۳۴۷، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۷۷۸، وابن الجارود، ح: ۱۰۰۰، والحاكم على شرط مسلم: ۹۵/۴، وواقه الذهبي.

۲۳- کتاب القضاء

تھانے متعلق احکام ومسائل

وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّي لَكَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا إِذْ فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَاقْتَسِمَا وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ تَحَالَا»۔
 سے فرمایا: ”جب تم ایسا کرتے ہو تو آپس میں تقسیم کرلو اور حق کا قصد کرو پھر آپس میں قرعہ ڈال لو (جسے کی تعیین کے لیے) پھر ممکنہ زیادتی ایک دوسرے سے معاف کرالو۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① اس قسم کے معاملات اور مقدمات میں مصالحت کے سوا دوسرا کوئی حل نہیں ہوتا۔ ② دو فریق جب کسی استحقاق میں برابر ہوں تو قرعے سے معاملہ طے کر لینا چاہیے۔ ③ ممکنہ زیادتی سے اسی دنیا میں معافی سے خلائی کر لینا مناسب ہے۔ اس دنیا میں تو آدمی حسب احوال کوئی مالی دباؤ یا دوسری مشکل و مشقت برداشت کر سکتا ہے مگر ظلم کی صورت میں کل قیامت کے دن حساب انتہائی کڑا اور سخت ہوگا۔



۳۵۸۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ فَقَالَ: «إِنِّي إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ»۔
 ۳۵۸۵- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ ان دو آدمیوں کا وراثت میں جھگڑا تھا اور بھی چند دوسری چیزیں تھیں جن کے نشانات مٹ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز میں مجھ پر کچھ نازل نہ ہوا ہو اس میں میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔“

۳۵۸۶- حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الرِّأْيَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُصِيبًا لِأَنَّ اللَّهَ كَانَ يُرِيهِ وَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الظَّنِّ وَالتَّكَلُّفِ۔
 ۳۵۸۶- ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا: اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کی رائے بالکل برحق ہوا کرتی تھی کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ بجھاتا تھا اور ہماری رائے ظن و گمان اور تکلف محض ہوتی ہے۔

۳۵۸۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: [حسن] انظر الحديث السابق۔
 ۳۵۸۷- احمد بن عبدہ القسبی کہتے ہیں کہ ہمیں معاذ

۳۵۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرده أبو داود قال المنذري: "هذا منقطع، الزهري لم يدرك عمر رضي الله عنه"۔

۳۵۸۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، في التاريخ الكبير، ۳/ ۱۰۴ عن معاذ به۔

لَضَبِّي: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي
بُنُو عُثْمَانَ الشَّامِيُّ: وَلَا إِخَالَئِي رَأَيْتُ
شَامِيًّا أَفْضَلَ مِنْهُ حَرِيزَ بْنِ عُثْمَانَ.
بن معاوذ نے بیان کیا۔ کہا کہ مجھے ابو عثمان شامی (حریر
بن عثمان) نے بیان کیا اور (معاوذ بن معاوذ نے کہا کہ)
میں کسی شامی کو حریر بن عثمان سے افضل نہیں سمجھتا۔

فائدہ: اوپر والی روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہی بات نیچے والی سند سے صحیح طریق سے مروی ہے۔ ان تینوں
احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اجتہاد سے فیصلے فرماتے تھے جو غلطیوں سے پاک ہوتے تھے اور
آئندہ کے لیے حجت تھے۔ کیونکہ علی سمیل الافتراض اگر کوئی غلطی ہوتی تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی آپ کو مطلع فرما دیتا۔
آپ کے بعد تمام قاضیوں کو بہت زیادہ محنت سے حقائق سمجھنے چاہئیں۔

(المعجم ۸) - باب: كَيْفَ يَجْلِسُ
الْخَصْمَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَاضِي؟ (التحفة ۸)
باب: ۸- مقدمے کے دونوں فریق قاضی
کے سامنے کیسے بیٹھیں؟

۳۵۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا
مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ
قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ
يُقْعَدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ.
حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ
دونوں قاضی کے سامنے بیٹھیں۔

فائدہ: روایت ضعیف الاسناد ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ کسی فریق کو عدالت میں کوئی فوقیت اور ترجیح نہ دی جائے۔
دونوں آمنے سامنے ہوں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے عمل اور فرامین سے واضح ہے۔

(المعجم ۹) - باب الْقَاضِي يَقْضِي وَهُوَ
غَضْبَانٌ (التحفة ۹)
باب: ۹- قاضی کا غصے کی حالت میں
فیصلہ کرنا

۳۵۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا
شُعْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَتَبَ
جناب عبد الرحمن بن ابی بکرہ اپنے والد
سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے
کی طرف لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی حکم

۳۵۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۴ من حديث ابن المبارك به * مصعب بن ثابت ضعيف من
جهة سوء حفظه، وقال الهيثمي: "والأكثر على تضعيفه" (مجمع الزوائد: ۱/۲۵).

۳۵۸۹- تخریج: أخرجه مسلم، الأفضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح: ۱۷۱۷ من حديث شفيان،
البخاري، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يقضي وهو غضبان؟، ح: ۷۱۵۸ من حديث عبد الملك بن عمير به.

إِلَى ابْنِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُقْضِي الْحُكْمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضَبَانُ». (فیصلہ کرنے والا) غصے کی حالت میں دو فریقوں میں فیصلہ نہ کرے۔“

☀️ فائدہ: طیش کی حالت میں انسان بالعموم حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے تو اس کیفیت میں فیصلہ عین ممکن ہے کہ عدل کے خلاف ہو لہذا اس سے بچنا ضروری ہے۔ انتہائی غم، شدید فکر، مندی، کسی بیماری کے سبب تکلیف اور درد اور اسی طرح کی کیفیتیں جن میں یکسوئی متاثر ہو غصے پر قیاس کی جائیں گی۔

(المعجم ۱۰) - باب الْحُكْمِ بَيْنَ أَهْلِ الذَّمَّةِ (التحفة ۱۰)

۳۵۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: «فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ» [المائدة: ۴۲] فَتَسَخَّتْ قَالَ: «فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ» [المائدة: ۴۸].

۳۵۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پہلے یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ ”اگر یہ (یہود) آپ کے پاس آئیں تو آپ ان میں فیصلہ فرمائیں یا اعراض کر لیں۔“ پھر اسے منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا: ﴿فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ ”آپ ان میں فیصلہ فرمائیں اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل کی۔“

۳۵۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ نازل ہوئی (انہوں نے سب نزول) بیان کیا کہ بنو نضیر بنو قریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتے تو آدمی دیت دیا کرتے اور اگر بنو قریظہ بنو نضیر کا کوئی آدمی قتل کر دیتے تو پوری دیت دیتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے ان میں برابر برابر کر دیا۔

۳۵۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ [المائدة: ۴۲].

۳۵۹۰- تخریج: [إسناده حسن]

۳۵۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب ذكر الاختلاف على عكرمة في ذلك، ح: ۴۷۳۷ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع * داود عن عكرمة منكر.



تقاضے متعلق احکام و مسائل

۲- کتاب القضاء

قَالَ: كَانَ بَنُو النَّصِيرِ إِذَا قَتَلُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَدَّوْا نِصْفَ الدِّيَةِ وَإِذَا قَتَلَ بَنُو قُرَيْظَةَ مِنْ بَنِي النَّصِيرِ أَدَّوْا إِلَيْهِمُ الدِّيَةَ كَامِلَةً فَسَوَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمْ.

(المعجم ۱۱) - باب اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي

الْقَضَاءِ (التحفة ۱۱)

باب: ۱۱- فیصلہ کرنے میں اجتہاد اور رائے

سے کام لینا

۳۵۹۲- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب نے روایت کیا جو اہل حمص میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ فرمایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجیں تو آپ نے پوچھا: ”جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہوگا تو فیصلہ کیسے کرو گے؟“ انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو؟“ کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔ فرمایا: ”اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور کتاب اللہ میں بھی نہ ملے تو؟“ کہا کہ میں اپنی رائے استعمال کرنے میں کمی نہیں کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا سینہ تھپکایا اور فرمایا: ”حمد ہے اس اللہ کی جس نے رسول اللہ کے پیامبر کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول خوش ہے۔“

۳۵۹۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرِو، ابْنِ أَخِي الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَنَسٍ مِنْ أَهْلِ جَمْعٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟» قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ. قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟» قَالَ: فَيَسْتَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ؟» قَالَ: أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي وَلَا أَلُو، فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدْرَهُ، فَقَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ.»

فائدہ: یہ روایت فقہاء کے نزدیک بہت زیادہ مشہور ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سند کے لحاظ سے بالکل ضعیف ہے۔ ائمہ جرح و تعدیل میں کوئی بھی اس کی تصحیح نہیں کرتا۔ اس کے ضعف کے تین سبب گنوائے گئے ہیں۔ ① مرسل

۳۵۹۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القاضي كيف يقضي، ح: ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ من حديث شعبة به، وقال: "وليس إسناده عندي بمتصل" * الحارث مجهول، وهذا الحديث ضعفه البخاري والجمهور.



ہے۔ ⑤ اصحاب معاذ مجہول ہیں۔ ⑥ حارث بن عمرو مجہول ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: [لَا يَصِحُّ وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا مُرْسَلًا] ”یہ صحیح نہیں اور جتنے طرق معروف ہیں سبھی مرسل ہیں۔“ امام ترمذی کہتے ہیں: [هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ] ”یہ حدیث بس اسی سند سے مروی ہے جو میرے نزدیک متصل نہیں ہے۔“ امام دارقطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: [وَالْمُرْسَلُ أَصْحَبُ] ”اس کا مرسل ہونا ہی صحیح تر ہے۔“ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: [لَا يَصِحُّ لِأَنَّ الْحَارِثَ مَجْهُولٌ وَشَيْوْنُهُ لَا يُعْرَفُونَ] ”یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ راوی حارث مجہول ہے اور اس کے شیوخ کی بھی خبر نہیں کہ کون ہیں۔“ ابن طاہر کہتے ہیں: [لَا يَصِحُّ] ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہا: [لَا يَصِحُّ] ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: [وَأَنِّي لَهُ الصَّحَّةُ؟ وَمَذَارُهُ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ مَجْهُولٌ عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ حِمَاصٍ لَا يُدْرِي مَنْ هُمْ] ”یہ حدیث کیونکر صحیح ہو سکتی ہے؟ اس کا مدار حارث بن عمرو پر ہے اور وہ خود مجہول ہے، اہل حمص سے روایت کرتا ہے جن کی خبر نہیں کہ وہ کون ہیں۔“ علاوہ ازیں عقیلی، سبکی اور ابن حجر رحمہم بھی یہی کہتے ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معنوی اعتبار سے بھی اس میں زبردست خلل ہے۔ اس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول: بیان کیا گیا ہے کہ پہلے کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ اگر اس میں نہ ملا تو پھر سنت رسول اللہ سے اگر اس میں بھی نہ ملا تو پھر رائے استعمال کروں گا۔ حالانکہ یہ ترتیب اور قرآن و سنت کی تفریق کسی طرح صحیح نہیں۔ بلکہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث و سنت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ کیونکہ سنت، قرآن کریم کے جمل کا بیان کرتی ہے، مطلق کی تنقید اور عموم کی تخصیص کرتی ہے۔ الغرض یہ ترتیب صحیح نہیں۔ بلکہ ہر مسئلہ بیک وقت قرآن و سنت میں تلاش کیا جائے، پھر خیر القرون صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے فتاویٰ و معمولات کو دیکھا جائے اگر نہ ملے تو صاحب علم کو استنباط و استدلال اور اجتہاد کا حق حاصل ہے۔ (ماخوذ از

سلسلة الاحاديث الضعيفة علامه الباني رحمه الله الجزء الثاني، حديث: ۸۸۱)

۳۵۹۳۔ بعض اصحاب معاذ نے حضرت معاذ بن جبل

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جب یمن بھیجا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۵۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَوْنٍ عَنْ
الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ
مُعَاذٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ . . . بِمَعْنَاهُ.

باب: ۱۲۔ مصالحت کر لینے کا بیان

(المعجم ۱۲) - بَابُ فِي الصُّلْحِ

(التحفة ۱۲)

۳۵۹۳۔ تخریج: [ضعیف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۱۴/۳ من حديث أبي داود به.

۳۵۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمانوں کا آپس میں صلح کر لینا جائز ہے (یعنی یہ نافذ ہوگی)۔“

۳۵۹۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ أَوْ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، شَكَ الشَّيْخُ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ».

زَادَ أَحْمَدُ: «إِلَّا صُلْحًا حَرَمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَ حَرَامًا».

زَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ».

۳۵۹۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنُ أَبِي حَذَرٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَرْتَمَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

احمد (بن عبد الواحد) نے مزید کہا: ”سوائے ایسی صلح کے جو کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام بنائے۔“
سلیمان بن داود نے اضافہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔“

۳۵۹۵- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ نے ابن ابی حذرہ سے اپنے قرضے کا مطالبہ کیا۔ یہ مسجد میں تھے کہ ان کی آوازیں اونچی ہو گئیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سنا۔ پس رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے اور اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کعب بن مالک کو آواز دیتے ہوئے کہا: ”اے کعب!“ اس نے کہا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے

۳۵۹۴- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۶۶/۲ من حديث سليمان بن بلال به، وصححه ابن الجارود، ح: ۶۳۷، وابن حبان، ح: ۱۱۹۹، وللحديث شواهد.
۳۵۹۵- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب رفع الصوت في المسجد، ح: ۴۷۱ عن أحمد بن صالح، ومسلم، المساقاة، باب استحباب الوضوء من الدين، ح: ۱۵۵۸ من حديث ابن وهب به.

گواہیوں سے متعلق احکام و مسائل

حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ ابْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: «يَا كَعْبُ!» فَقَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَشَارَ لَهُ يَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ. قَالَ كَعْبُ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُمْ فَأَقْضِهِ».

☀️ فائدہ: قاضی اور حکم کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ عوام کے تنازعات میں ان کی صلح کرا دے۔ اور مالی حقوق میں صاحب حق خوشی سے اگر اپنا حق چھوڑ دے تو جائز ہے۔ صلح میں جبر نہیں ہے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ فِي الشَّهَادَاتِ (التحفة ۱۳)

۳۵۹۶- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو بْنِ [عُثْمَانَ] أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشَّهَادَةِ: الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَ» شَكََّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَتَيْتُهُمَا قَالَ.

۳۵۹۶- امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ صاحب حق کو علم نہ ہو کہ اس کا گواہ کون ہے۔ ہمدانی نے کہا: وہ (از خود) اپنے

۳۵۹۶- تخریج: أخرجه مسلم، الأفضية، باب بيان خير الشهود، ح: ۱۷۱۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۷۲۰/۲.



..... گواہیوں سے متعلق احکام و مسائل

ابن السَّرح: «أَوْ يَأْتِي بِهَا الْإِمَامُ» وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ الْهَمْدَانِيِّ. قَالَ ابْنُ السَّرح: كُتِبَ: يَا إِمَامَ (حَاكِم) كَسَا مَنَ بَشِشَ كَرَدَ. هَدَانِي كِي رَوَايَتِ مِثْلَ [أَخْبَرْنَا] هِيَ. ابْنُ السَّرحِ نَ (رَاوِي كَا نَام) ابْنُ أَبِي عَمْرٍه ذَكَرَ كَيَا هِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ (بَنُ أَبِي عَمْرٍه) نَحْمِيسَ ذَكَرَ كَيَا.

🌞 توضیح: صحیح بخاری و مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ (قرب قیامت میں) ایسے لوگ ہوں گے جو گواہیاں دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ قسمیں کھائیں گے حالانکہ ان سے قسم طلب نہیں کی جائے گی۔ (صحیح البخاری، الشہادات، حدیث: ۲۶۵۲ و صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، حدیث: ۲۵۳۵) تو اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو جھوٹے ہوں، کسی کا حق مارنے یا کسی دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لیے یہ قسمیں کھائیں اور آگے بڑھ کر گواہیاں دیں۔ جبکہ زیر بحث حدیث، مٹا صادق اور امین لوگوں کی مدح ہے جو مجبور اور سادہ لوح لوگوں کی مدد کریں یا حاکم اور قاضی کے لیے حق و انصاف۔ یہ میں معاون بنیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا تعلق اس امانت اور عاریت سے ہے جو کسی یتیم کی ہو اور سوائے اس گواہ کے کسی اور کے علم میں نہ ہو اور وہ از خود حاکم کے پاس جا کر حقدار کا حق و لواذے تو یقیناً وہ بہترین گواہ ہوگا۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا (التحفة ۱۴)

باب: ۱۴- جو کوئی حقیقت جانے بغیر کسی جھگڑے میں مددگار بنے

۳۵۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ رَاشِدٍ قَالَ: جَلَسْنَا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَجَلَسَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَالَثَ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ فَقَدْ ضَادَّ اللَّهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ

۳۵۹۷- یحییٰ بن راشد نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں بیٹھے تھے حتیٰ کہ وہ تشریف لے آئے اور بیٹھے پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جس شخص کی سفارش اللہ کی کسی حد کی توفیق میں آئے آئی، تحقیق اس نے اللہ کی مخالفت کی اور جس نے جانتے بوجھے باطل (کی حمایت) میں جھگڑا کیا تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہے

۳۵۹۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۷۰/۲ من حديث زهير بن معاوية به، وصححه الحاكم: ۲۷/۲، ووافقه الذهبي.

گواہیوں سے متعلق احکام ومسائل

فِي سَخَطِ اللَّهِ حَتَّى يَنْزِعَ عَنْهُ، وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَشْكَنَهُ اللَّهُ رَدْعَةً الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ.

گاہتی کہ اس سے باز آ جائے اور جس نے کسی مومن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی تو اللہ اسے جہنمیوں کی پیپ میں ڈالے گا (وہ اسی کا مستحق رہے گا) حتیٰ کہ اپنی بات سے باز آ جائے۔

فائدہ: اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب مقدمہ قاضی تک پہنچ جائے تو پھر تنفیذ حدود میں رکاوٹ بننا یا سفارش کرنا حرام ہے۔ اور اسی طرح جاہلی عصیت کا شکار ہو جانا یا مسلمانوں پر تہمت لگانا بہت بڑے اور برے جرائم ہیں۔

۳۵۹۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ فرمایا: ”جس نے کسی ظلم کے جھگڑے میں معاونت کی تحقیق وہ اللہ عزوجل کی ناراضی کے ساتھ لوٹا۔“

۳۵۹۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدِ الْعُمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُثَنَّى بْنُ يَزِيدَ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «وَمَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ يَظْلَمُ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

باب: ۱۵- جھوٹی گواہی کا بیان

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي شَهَادَةِ

الزُّورِ (التحفة ۱۵)

۳۵۹۹- حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”جھوٹی گواہی دینا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ تین بار فرمایا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت

۳۵۹۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ، يَعْنِي الْعُصْفُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ

۳۵۹۸- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من ادعى ما ليس له وخاصم فيه، ح: ۲۳۲۰ من حديث مطر الوراق * المثنى بن يزيد، تابعه حسين المعلم، والحديث السابق شاهد له.

۳۵۹۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الشهادات، باب ماجاء في شهادة الزور، ح: ۲۳۰۰، وابن ماجه، ح: ۲۳۷۲ من حديث محمد بن عبيد * حبيب بن النعمان مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، والراوي عنه لا يدري من هو؟، وللحديث شاهد ضعيف عند الترمذي.

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

الصُّبْحَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: «عَدَلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ بِالْإِشْرَافِ بِاللَّهِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾ [الحج: ۳۰، ۳۱].

فرمائی: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ حُفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو اللہ کی طرف یکسو رہو اس حال میں کہ اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ ہو۔“

☀️ فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے، لیکن جھوٹ اور جھوٹی گواہی کی مذمت صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

جھوٹی گواہی کبار میں شمار ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، الشهادات، حدیث: ۲۶۵۳)

(المعجم ۱۶) - باب مَنْ تَرَدَّدَ شَهَادَتُهُ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۶- کن لوگوں کی گواہی قبول نہیں

۳۶۰۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَدَّ شَهَادَةَ الْخَائِنِ وَالْخَائِنَةِ وَذِي الْغِمْرِ عَلَى أَخِيهِ، وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَأَجَارَهَا لِغَيْرِهِمْ.

۳۶۰۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خائن مرد، خائن عورت اور اپنے بھائی کے ساتھ کینہ اور بغض رکھنے والے کی گواہی رد فرمائی ہے۔ اور ایسے ہی جو کسی گھر والوں کا خدمت گار (نوکر، غلام اور تابع) ہو اس کی گواہی بھی قبول نہیں کی۔ البتہ دوسروں کے حق میں قبول ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغِمْرُ: الْحِفْدُ وَالشُّحْنَاءُ، وَالْقَانِعُ: الْأَجِيرُ التَّابِعُ مِثْلُ الْأَجِيرِ الْخَاصِّ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [الْغِمْرُ] کا معنی بغض و عداوت ہے۔ اور [الْقَانِعِ] سے مراد تابع رہنے والا ہے جیسے کہ کوئی خاص نوکر ہوتا ہے۔

☀️ توضیح: خائن یا خائنہ کی گواہی مطلقاً مردود ہے۔ اس میں مالی خیانت اور زبانی خیانت (جھوٹ) دونوں ایک جیسے ہیں۔ لیکن کینہ پرور اور بغض کی گواہی اس صورت میں مردود ہے جب معاملہ ان کے ساتھ ہو جن کے ساتھ اس کی دشمنی ہو، اگر سچا ہے تو دوسرے لوگوں میں مقبول ہوگی۔ اسی طرح ہی نوکر اور غلام کی طرح کے تابع قسم کے لوگوں کی گواہی

۳۶۰۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۱/۲ من حديث محمد بن راشد، وابن ماجه، ح: ۲۳۶۶ من حديث عمرو بن شعيب به، وقواه الحافظ في التلخيص الحبير: ۱۹۸/۴.



اپنے ولی نعمت کے حق میں قبول نہیں۔ اگر سچے ہیں تو دوسروں کے حق میں قبول ہے۔

۳۶۰۱- سلیمان بن موسیٰ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”کسی خائن مرد یا عورت زانی مرد یا عورت یا اپنے بھائی کے بارے میں بغض و عداوت رکھنے والے کی گواہی جائز نہیں۔“

۳۶۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ بْنُ طَارِقِ الرَّازِيِّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عُبَيْدٍ الْخُزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى بِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا زَانٍ وَلَا زَانِيَةٍ، وَلَا ذِي غِمْرٍ عَلَى أَخِيهِ».

باب: ۱۷- شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی

(المعجم ۱۷) - باب شَهَادَةِ الْبَدَوِيِّ

عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ (التحفة ۱۷)

۳۶۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کہ کسی دیہاتی کی شہری کے خلاف گواہی جائز نہیں۔“

۳۶۰۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَنَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ».

🌞 فائدہ: بدوی بادیہ سے ہے۔ کے خانہ بدوش کو کہتے ہیں جو ایک جگہ کے ساکن نہیں ہوتے بلکہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی بدوی سمجھ دار اور عدول ہو تو فی نفسہ اس کی گواہی معتبر ہوگی خود رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے چاند کی روایت میں بدوی کی شہادت قبول فرمائی۔ (ابوداؤد، الصوم، باب فی شہادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان) اس حدیث میں جو بات سمجھائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ بدوی عموماً مستقل آبادیوں کے حالات، عادات، رسم و رواج اور طور طریقوں سے واقف نہیں ہوتے۔ نیز بڑے سادہ لوح ہوتے ہیں۔ اس لیے

۳۶۰۱- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۶۰۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من لا تجوز شهادته، ح: ۲۳۶۷ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۰۹.



گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

مشاہدے میں انہیں غلطی لگنے یا عدم فہم کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے کسی بستی یا شہر کے رہنے والے کے معاملے میں ان کی گواہی پر اعتراض واقع ہوگا۔ اس سبب سے اس کی گواہی قبول نہیں کی جاسکتی۔ وہ معاملات جن کا فہم اہل بادیہ کے لیے آسان ہے اس میں ان کی گواہی ہر طرح معتبر ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی بھی معاملے میں گواہی تب معتبر ہوگی جب اس معاملے کے عمومی فہم کی استعداد موجود ہو۔ کسی خالص فنی معاملے میں عام انسان کی گواہی معتبر نہ ہوگی جب تک وہ اس معاملے کا فہم نہ رکھتا ہو۔

(المعجم ۱۸) - باب الشَّهَادَةِ عَلَى

باب: ۱۸- دودھ پلانے کی گواہی

الرَّضَاعِ (التحفة ۱۸)

۳۶۰۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: عَنْ أَبِي حَمَّادٍ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَحَدَّثَنِيهِ صَاحِبُ لِي عَنَّهُ، وَأَنَا لِحَدِيثِ صَاحِبِي أَخْفَظُ قَالَ: تَزَوَّجْتُ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ فَدَخَلْتُ عَلَيْنَا امْرَأَةً سَوْدَاءَ فَرَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْنَا جَمِيعًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَأَعْرَضَ عَنِّي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهَا لَكَاذِبَةٌ قَالَ: «وَمَا يُذَرِّبُكَ وَقَدْ قَالَتْ مَا قَالَتْ، دَعُوهَا عَنْكَ».

۳۶۰۳- جناب ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور مجھے یہ روایت میرے ایک اور ساتھی نے بھی عقبہ سے بیان کی اور اپنے ساتھی کی روایت مجھے زیادہ یاد ہے۔ کہا کہ میں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے شادی کی۔ تو ہمارے پاس ایک کالی عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بے شک وہ جھوٹی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کیا خبر؟ حالانکہ اس نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ اس عورت (اپنی بیوی) کو چھوڑ دے۔“

فائدہ: رضاعت کے مسئلے میں بالخصوص اکیلی عورت کی گواہی اور خبر معتبر اور کافی ہے۔ جیسے کہ پیدائش کے وقت بچے کے زندہ ہونے کے بارے میں ایک دایہ کی گواہی معتبر اور کافی ہوتی ہے تاہم خبر یا گواہی دینے والی کا معتد اور موثوق ہونا شرط ہے۔ علمائے کرام نے خبر اور گواہی میں فرق کیا ہے۔ گواہی ہمیشہ حاکم اور قاضی کے روبرو ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان مسائل کی تفصیلات میں مختلف نقطہ ہائے نظر موجود ہیں۔

۳۶۰۳- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب شهادة المرضعة، ح: ۵۱۰۴ من حديث أيوب السخيتاني به.

۳۶۰۴- ابن ابی ملیکہ نے بواسطہ عبید بن ابی مریم حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے بھی سنی ہے مگر مجھے عبید کا بیان زیادہ ضبط ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد بن زید حارث بن عمیر کو دیکھا اور کہا: یہ ایوب کے معتمد شاگردوں میں سے ہے۔

باب: ۱۹- سفر میں وصیت کے سلسلے میں

کافر کی گواہی

۳۶۰۵- جناب شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان کی دقواء مقام پر وفات ہوگئی۔ اسے کوئی مسلمان نہ ملا جو اس کی وصیت پر گواہ ہوتا۔ تو اس نے اہل کتاب کے دو آدمیوں کو گواہ بنایا۔ پھر وہ دونوں کوفہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو اس کی خبر دی اور اس کا ترکہ اور وصیت بھی پیش کی۔ حضرت اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے بعد نہیں ہوا ہے۔ تو انہوں نے عصر کے بعد ان سے اللہ کے نام کی قسم لی کہ انہوں نے کسی قسم کی خیانت

۳۶۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي مَرِيَمَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ - وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ، وَلَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ - فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: نَظَرَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ فَقَالَ: هَذَا مِنْ ثِقَاتِ أَصْحَابِ أَيُّوبَ.

(المعجم ۱۹) - بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَ[فِي] الْوَصِيَّةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۱۹)

۳۶۰۵- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا عَنْ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِدُقُوعَاءَ هَذِهِ، وَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُشْهَدُهُ عَلَى وَصِيَّتِهِ فَأَشْهَدَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقَدِمَا الْكُوفَةَ، فَأَتَيَا أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ فَأَخْبَرَاهُ، وَقَدِمَا بَرَكَةَ وَوَصِيَّتِهِ فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: هَذَا أَمْرٌ لَمْ يَكُنْ بَعْدَ الَّذِي كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْلَفَهُمَا بَعْدَ

۳۶۰۴- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، ورواه البخاري من حديث إسماعيل ابن علي به.

۳۶۰۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۱۶۵ من حديث أبي داود به * ذكرى بن أبي زائدة مدلس وعنن.



گواہوں سے متعلق احکام و مسائل
جھوٹ یا تبدیلی نہیں کی ہے، کچھ چھپایا ہے نہ کوئی تغیر کی
ہے اور اس میت کی وصیت اور ترکہ یہی کچھ ہے۔ چنانچہ
انہوں نے ان کی گواہی کو قبول کر لیا۔

الْعَصْرِ بِاللَّهِ مَا خَانَا وَلَا كَذَبَا وَلَا بَدَلًا وَلَا
كُتْمًا وَلَا غَيْرًا، وَإِنَّهَا لَوْصِيَّةُ الرَّجُلِ
وَتَرَكَّتُهُ، فَأَمْضَى شَهَادَتَهُمَا .

🌞 فائدہ: اگر کسی مسلمان کو ایسی جگہ موت کا سامنا ہو جہاں اس کی وصیت کے لیے مسلمان گواہ موجود نہ ہوں تو قرآن مجید میں یہ طریقہ بتایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو تمہارے درمیان گواہی ہونی چاہیے اور وصیت کے وقت اپنے (مسلمانوں) میں سے دو انصاف والے گواہ بنا لیا اگر تم زمین میں سفر پر نکلے ہو اور (راستے میں) موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیر قوم کے دو گواہ بھی کافی ہوں گے، پھر اگر تمہیں کوئی شبہ ہو تو ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد (مسجد میں) روک لو تو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس گواہی کے بدلے کوئی قیمت نہیں لے رہے اور کوئی ہمارا رشتہ دار بھی ہو (تو ہم اس کی رعایت کرنے والے نہیں) اور ہم اللہ کی گواہی نہیں چھپاتے، اگر ہم ایسا کریں تو ہم گناہ گاروں میں شمار ہوں گے۔ پھر اگر پتا چل جائے کہ بے شک ان دونوں نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو ان دونوں کی جگہ دو اور گواہ ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کا حق مارا گیا ہو اور جو مرنے والے کے زیادہ قریبی ہوں پھر وہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی ان (پہلے) دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی، اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں شمار ہوں گے۔ اس طرح زیادہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں گے یا کم از کم اس بات ہی کا خوف کریں گے کہ کہیں ان (در ثناء) کی قسموں کے بعد ان کی قسمیں رد نہ کر دی جائیں اور تم اللہ سے ڈرو اور سنو اور اللہ نافرمانی کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“ (المائدہ: ۱۰۶-۱۰۸) اس باب کی دونوں حدیثوں سے یہی پتا چلتا ہے کہ مسلم گواہوں کی عدم موجودگی میں غیر مسلم گواہ بنائے جاسکتے ہیں۔ ان کی گواہی سے شک و شبہ ختم کرنے کے لیے گواہی کے ساتھ قسم بھی لینی چاہیے۔ پہلی حدیث کی اسناد میں اگرچہ کلام ہے لیکن آئندہ حدیث صحیح بخاری کی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا وہ عین وحی الہی کے مطابق تھا۔

۳۶۰۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن براء کی معیت میں سفر پر نکلا۔ (دوران سفر) سہمی کی وفات ہوگئی جہاں کہ کوئی مسلمان نہ تھا۔ جب وہ دونوں اس کا ترکہ لے کر آئے تو (وارثوں نے) چاندی کا ایک پیالہ گم پایا جس پر

۳۶۰۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي

۳۶۰۶- تخریج : أخرجه البخاري، الوصايا، باب قول الله عز وجل : "يا أيها الذين آمنوا شهداء بينكم . . . الخ"، ح : ۲۷۸۰ من حديث يحيى بن آدم به .

سُنْهُمْ مَعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَاءَ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا يَتَرَكِيهِ فَقَدُوا جَامَ فَضِيَّةٍ مُحَوَّصًا بِالذَّهَبِ، فَأَخْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ وَجَدَ الْجَامَ بِمَكَّةَ فَقَالُوا: اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمِ وَعَدِيِّ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا: لَشَهَادَتِنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَإِنَّ الْجَامَ لَصَاحِبِنَا قَالَ: فَتَرَلْتُ فِيهِمْ ﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ﴾ الْآيَةُ [المائدة: ۱۰۶].

سُورَةُ: اس مرنے والے سہمی کا نام بدیل بن ابی ماریہ ہے اور اس کے دونوں ساتھی اس وقت نصرانی تھے جو بعد میں مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لے آئے اور تمیم داری نے اسلام قبول کر لیا تو اس خیانت کو بہت بڑا گناہ جانا پھر وہ سہمی کے وارثوں کے پاس گئے اور پوری خبر بتائی اور انہیں اپنے حصے کے پانچ سو درہم ادا کیے یہ بھی بتایا کہ باقی پانچ سو درہم عدی بن بداء کے پاس ہیں ان سے بھی پانچ سو لیے گئے۔ (فتح الباری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ عزوجل: يَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا الخ ۵/۲۵۰۵)



(المعجم ۲۰) - بَابُ: إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صِدْقَ شَهَادَةِ الْوَاحِدِ، يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَقْضِيَ بِهِ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- قاضی کو جب ایک گواہ کی صداقت کا یقین ہو تو ایک گواہی پر فیصلہ کرنا بھی جائز ہے

۳۶۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ؛ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ خُرَيْمَةَ؛ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ

۳۶۰۷- جناب عمارہ بن خریمہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا نے بیان کیا جو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے کہ نبی ﷺ نے ایک بدوی سے گھوڑا خریدا۔ اور بدوی سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ تاکہ تمہارے گھوڑے

۳۶۰۷- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، البيوع، باب التسهيل في ترك الإشهاد على البيع، ح: ۶۵۱ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۵/۲۱۵، ۲۱۶، وصححه الحاكم: ۲/۱۷، ۱۸، ووافقه الذهبي، وللمحدث طرق أخرى.

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

کی قیمت ادا کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ جلدی جلدی چلے جبکہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا۔ تو لوگ اس بدوی کے سامنے آئے اور گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ انہیں علم نہیں تھا کہ نبی ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔ تو اس بدوی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا: اگر گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لو ورنہ میں اسے فروخت کر دوں گا۔ نبی ﷺ اس کی آواز سن کر رک گئے اور فرمایا: ”کیا میں نے اسے تم سے خرید نہیں لیا؟“ بدوی نے کہا: نہیں قسم اللہ کی! میں نے تو اسے تم کو نہیں بیچا۔ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں؟ میں نے تم سے خرید لیا ہے۔“ بدوی کہنے لگا: چلو گواہ لاؤ۔ تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ بیچ دیا ہے۔ نبی ﷺ خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنا پر (یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں جھوٹ نہیں بول سکتے اور آپ ہمیں وہ کچھ بتاتے ہیں جو ہم ملاحظہ نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود ہم وہ سب کچھ تسلیم کرتے ہیں تو یہ کیوں نہیں تسلیم کر سکتے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ، فَاسْتَبْعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ ثُمَّ فَرَسِهِ فَأَسْرَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسِيَّ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيَّ، فَطَفِقَ رَجُلٌ يَغْتَرِضُونَ الْأَعْرَابِيَّ فَيَسْأَلُونَهُ بِالْفَرَسِ، وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَهُ، فَنَادَى الْأَعْرَابِيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسَ وَإِلَّا بَعْتَهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيَّ فَقَالَ: «أَوَلَيْسَ قَدْ ابْتَعْتَهُ مِنْكَ؟» قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللَّهِ! مَا بَعْتُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَلَى قَدْ ابْتَعْتَهُ مِنْكَ»، فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلَمْ شَهِدًا، فَقَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: «بِمَ تَشْهَدُ؟» فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ.

🌞 فائدہ: اس واقعہ کو عام قاعدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ اور ایسی صورت میں جب گواہ ایک ہو تو صاحب حق سے قسم لی جاسکتی ہے جیسے کہ بعد کی احادیث میں آ رہا ہے اور اس حدیث میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ انتہائی ذکی، فطین اور قوی الایمان صحابی تھے۔

باب: ۲۱- ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا

(المعجم ۲۱) - باب القضاء بالیمین
وَالشَّاهِدِ (التحفة ۲۱)

۳۶۰۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔ (مدعی سے قسم لی۔)

۳۶۰۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ الْحُبَابِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفُ الْمَكِّيِّ - قَالَ: عُثْمَانُ: سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بَيْنَ يَمِينٍ وَشَاهِدٍ.

۳۶۰۹- جناب عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے مذکور بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ سلمہ (بن شیبہ) کی روایت میں ہے عمرو نے کہا کہ ”(مالی حقوق میں)“ (اس طرح سے فیصلہ کیا۔)

۳۶۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَسَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قَالَ: سَلَمَةُ فِي حَدِيثِهِ قَالَ عَمْرُو: فِي الْحَقُوقِ.

۳۶۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔ (یعنی مدعی سے قسم لی۔)

۳۶۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

امام ابو داود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ربیع بن سلیمان مؤذن نے مجھے اس روایت میں مزید کہا کہ ہمیں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے عبد العزیز سے روایت کیا۔ عبد العزیز نے کہا کہ میں نے سہیل بن ابی صالح سے یہ حدیث پوچھی تو کہا کہ مجھے (میرے شاگرد) ربیعہ الرائی نے بیان کیا اور وہ میرے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسُهَيْلٍ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ أَنِّي حَدَّثْتُهُ إِيَّاهُ وَلَا أَحْفَظُهُ،

۳۶۰۸- تخریج: أخرجه مسلم، الأفضة، باب وجوب الحكم بشاهد ويمين، ح: ۱۷۱۲ من حديث زيد بن حباب به.

۳۶۰۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۶۸/۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۶۱۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب القضاء بالشاهد واليمين، ح: ۲۳۶۸ عن أحمد بن أبي بكر به، وقال الترمذي، ح: ۱۳۴۳ "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۰۷.



گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

نزدیک ثقہ اور معتمد ہے کہا کہ میں (سہیل) ہی نے ربیعہ کو یہ حدیث بیان کی تھی۔ جو مجھے یاد نہیں۔ عبدالعزیز کہتے ہیں کہ جناب سہیل بیمار ہو گئے تھے۔ جس سے ان کی یادداشت زائل ہو گئی اور انہیں اپنی کئی حدیثیں بھول گئی تھیں۔ چنانچہ سہیل اس کے بعد یوں سند بیان کیا کرتے تھے کہ مجھے ربیعہ نے مجھ سے روایت کیا کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا۔

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَدْ كَانَ أَصَابَتْ سُهَيْلًا عِلَّةٌ أَذْهَبَتْ بَعْضَ عَقْلِهِ، وَنَسِيَ بَعْضَ حَدِيثِهِ، فَكَانَ سُهَيْلٌ، بَعْدُ، يُحَدِّثُهُ عَنْ رَبِيعَةَ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ.

۳۶۱۱- سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے ابو مصعب الزہری کی مذکورہ بالا سند سے اسی کے ہم معنی روایت کیا۔ سلیمان نے کہا کہ میں سہیل سے ملا اور ان سے یہ حدیث دریافت کی تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے ربیعہ نے آپ کے واسطے سے روایت کی ہے۔ تو انہوں نے کہا: اگر ربیعہ نے تمہیں بتایا ہے کہ اس نے مجھ سے روایت کیا ہے تو اسے بواسطہ ربیعہ مجھ سے روایت کرو۔

۳۶۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا زِيَادٌ يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بِإِسْنَادِ أَبِي مُصْعَبٍ وَمَعْنَاهُ، قَالَ سُلَيْمَانُ: فَلَقِيتُ سُهَيْلًا فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: مَا أَعْرِفُهُ، فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ رَبِيعَةَ أَخْبَرَنِي بِهِ عَنْكَ، قَالَ: فَإِنْ كَانَ رَبِيعَةُ أَخْبَرَكَ عَنِّي فَحَدَّثْ بِهِ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِّي.

🌞 فوائد و مسائل: ① مدعی کے پاس جب ایک گواہ ہو تو مالی امور میں اس سے قسم لے کر فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور یہ قسم دوسرے گواہ کے قائم مقام ہوگی۔ ② محدث جب اپنی کسی روایت کو بھول جائے اور بالجزم اور یقین سے کہے کہ ”یہ مجھ پر جھوٹ ہے یا میں نے اسے یہ روایت نہیں کیا ہے وغیرہ“ تو ایسی روایت مردود ہوتی ہے۔ لیکن اگر محض احتمال کا اظہار کرتے ہوئے کہے: ”مجھے یہ حدیث یاد نہیں۔ یا مجھے معلوم نہیں۔“ اور پہلے دور میں سننے والا ثقہ راوی اس سے روایت کرے تو اس کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ مذکورہ اسناد اور واقعہ [مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ] جس نے حدیث بیان کی اور (بعد میں) بھول گیا۔ کی مثال ہے اور محدثین کی امانت علمی اور روایت کرنے میں احتیاط اور دقت پسندی کی دلیل ہے۔

۳۶۱۲- حضرت زبیب بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۶۱۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا

۳۶۱۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۰/ ۱۶۹ من حديث أبي داود به.

۳۶۱۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني، ح: ۱۲۰۹ عن أحمد بن عبدة ۴۱

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک لشکر بنو عذر کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے طائف کے مضافات میں رکہہ مقام پر اس قبیلے کو جا پکڑا اور انہیں نبی ﷺ کی طرف لے آئے۔ میں سوار ہوا اور ان سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ میں نے کہا: ”اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ آپ کا لشکر ہمارے ہاں پہنچا اور اس نے ہمیں پکڑ لیا حالانکہ ہم نے (پہلے ہی) اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنے جانوروں کے کان بھی کاٹ ڈالے تھے۔ جب بنو عذر کے لوگ پہنچ گئے تو نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے کہ تم پکڑے جانے سے پہلے ان ایام میں مسلمان ہو چکے تھے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تیرے گواہ کون ہیں؟“ میں نے عرض کیا کہ بنو عذر کا ایک فرد سمرہ اور ایک دوسرے آدمی کا نام لیا۔ چنانچہ اس دوسرے نے شہادت دی لیکن سمرہ نے شہادت دینے سے انکار کیا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس نے گواہی دینے سے انکار کیا ہے لہذا تجھے اپنے دوسرے گواہ کے ساتھ قسم اٹھانا ہوگی۔“ میں نے کہا: ہاں (اٹھاؤں گا) تو آپ نے مجھ سے قسم لی اور میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم لوگ فلاں فلاں روز اسلام قبول کر چکے تھے اور اپنے جانوروں کے کان کاٹ چکے تھے۔ (یہ اسلام اور عدم اسلام کے درمیان فرق کرنے کا ایک انداز تھا۔) تب نبی ﷺ نے: (اپنے مجاہدین سے)

عَمَّارُ بْنُ شُعَيْثٍ بْنِ [عُبَيْدٍ] اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْبِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي الزُّبَيْبَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشًا إِلَى بَنِي الْعَنْبَرِ فَأَخَذُوهُمْ بِرُكْبَةٍ مِنْ نَاحِيَةِ الطَّائِفِ، فَاسْتَأْفَوْهُمْ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، فَرَكِبْتُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَتَانَا جُنْدُكَ فَأَخَذُونَا وَقَدْ كُنَّا أَسْلَمْنَا، وَخَضَرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ، فَلَمَّا قَدِمَ بَلْعَبَرُ، قَالَ لِي نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ لَكُمْ بَيِّنَةٌ عَلَى أَنْكُمْ أَسْلَمْتُمْ قَبْلَ أَنْ تُؤْخَذُوا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «مَنْ بَيِّنَتُكَ؟» قُلْتُ: سَمُرَةُ، رَجُلٌ، مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ وَرَجُلٌ آخَرُ سَمَّاهُ لَهُ، فَشَهِدَ الرَّجُلُ وَأَبَى سَمُرَةُ أَنْ يَشْهَدَ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أَبَى أَنْ يَشْهَدَ لَكَ فَتَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِكَ الْآخَرِ»، فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَاسْتَحْلَفَنِي فَحَلَفْتُ بِاللَّهِ لَقَدْ أَسْلَمْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَخَضَرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «أَذْهَبُوا، فَقَاسِمُوهُمْ أَنْصَافَ الْأَمْوَالِ وَلَا تَمْسُوا ذَرَارِيَهُمْ، لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يُحِبُّ ضَلَالَةَ الْعَمَلِ مَا رَزَيْنَاكُمْ عِقَالًا»: قَالَ الزُّبَيْبُ: فَدَعَعْتَنِي أُمِّي فَقَالَتْ: هَذَا الرَّجُلُ أَخَذَ زُرِّيَّيْنِ فَأَنْصَرَفْتُ إِلَى نَبِيِّ

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

فرمایا: ”جاؤ اور ان سے نصف نصف اموال لے لو اور ان کی اولادوں کو ہاتھ مت لگاؤ۔“ (انہیں غلام مت بناؤ) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کسی کے عمل (اور اس کی محنت) کو ضائع نہیں فرماتا ہے تو ہم تم سے ایک رسی بھی نہ لیتے۔“ زبیب نے کہا: پھر مجھے میری والدہ نے بلایا اور بتایا کہ اس آدمی نے مجھ سے میری توشک لی ہے۔ میں نبی ﷺ کے پاس گیا یعنی آپ کو خبر دی تو آپ نے مجھے فرمایا: ”اسے روکو۔“ تو میں نے اس کو گریبان سے پکڑ لیا اور اپنی جگہ پر اس کے ساتھ رکا رہا۔ پھر نبی ﷺ نے ہمیں کھڑے دیکھا تو فرمایا: ”تو اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟“ تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور اس آدمی سے فرمایا: ”اس کی ماں کی توشک جو تو نے اس سے لی ہے اس کو واپس کر دو۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ مجھ سے ضائع ہو گئی ہے۔ تو نبی ﷺ نے اس کی تلوار اتاری اور مجھے دے دی اور اسے فرمایا: ”جاؤ اور غلے کے چند صاع اور مزید بھی دو۔“ چنانچہ اس نے مجھے کئی صاع جو بھی دے دیے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ غالباً اسے اس لیے لائے ہیں کہ اس کی طرف توجہ مبذول کرائیں کہ اگر مدعی دو گواہ پیش نہیں کر سکتا تو ایک گواہ کے ساتھ وہ قسم کھائے گا تا کہ نصاب شہادت پورا ہو جائے۔ اس سے پہلی صحیح روایات کے الفاظ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ ایک گواہ کی کمی کو قسم سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایک گواہ بھی موجود نہ ہو تو قسم مدعی علیہ کے لیے ہوگی۔ جس طرح حدیث ۳۶۱۹ میں بیان ہوا ہے۔

(المعجم ۲۲) - باب الرَّجُلَيْنِ يَدْعِيَانِ شَيْئًا وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ (التحفة ۲۲)

۳۶۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ ۳۶۱۳- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۶۱۳- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، آداب القضاء، باب القضاء، فيمن لم تكن له بيينة، ج: ۵، ۵۴۲، وابن ماجه ۴۴

۲۳- کتاب القضاء

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ؛ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا أَوْ دَابَّةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَتْ لَوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا.

ہے کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کے حضور ایک اونٹ یا کسی جانور کا دعویٰ کیا لیکن کسی کے پاس گواہ نہیں تھا تو نبی ﷺ نے اسے ان دونوں کے مابین (آدھا آدھا) کر دیا۔

🌞 فائدہ: اسلام کا اصولی شہادت ہر طرح کی صورت حال کے لیے فیصلے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اگر دعویٰ کے پاس ایک گواہ ہے تو دوسرے گواہ کی کمی پوری کرنے کے لیے وہ قسم کھائے گا۔ اگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں اور دعویٰ علیہ قسم نہیں کھانا چاہتا تو قاضی دونوں کی رضامندی سے صلح کر سکتا ہے۔ اس صلح میں متنازع مال آدھا آدھا بھی تقسیم ہو سکتا ہے۔ اگر وہ صلح پر تیار نہیں ہوتے تو قاضی یہ فیصلہ بھی کر سکتا ہے کہ دونوں میں سے جو کوئی قسم کھائے گا مال اس کا ہوگا۔ اگر پھر بھی دونوں قسم کھانے سے انکار کریں تو قرعہ ڈالا جائے گا اور جس کا نام نکلے گا اسے قسم کھانی ہوگی یا پھر دستبرداری دینی ہوگی۔ حدیث: ۳۶۱۳ سے لے کر ۳۶۱۹ تک کی احادیث سے مندرجہ بالا تمام اصول واضح ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے خصومات کے فیصلے کے لیے گواہی اور حلف ہی کو اساسی حیثیت دی ہے۔ کسی اور نظام قانون میں شہادت و حلف کے یہ تمام اصول بیان نہیں کیے گئے۔

۳۶۱۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ شَدَّادٍ وَمَعْنَاهُ.

۳۶۱۳- جناب سعید (بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ) نے اپنی سند سے مذکور بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۶۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِثْلَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ بِمَعْنَاهُ وَإِسْنَادُهُ؛ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا شَاهِدَيْنِ، فَقَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

۳۶۱۵- جناب قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے بیان کیا جو مذکور بالا حدیث کے قریب قریب ہے۔ کہ نبی ﷺ کے دور میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ کیا اور ان دونوں نے دو دو گواہ بھی پیش کر دیے تو نبی ﷺ نے اسے ان کے مابین نصف نصف کر دیا۔

❖ ح: ۲۳۳۰ من حدیث سعید بن ابی عروبہ بہ، وتابعہ شعبۃ عند أحمد: ۴/۴۰۲، والبیہقی: ۱۰/۲۵۷، وللحدیث شواہد عند ابن حبان، ح: ۱۲۰۱ وغیرہ.

۳۶۱۴- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۶۱۵- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۴/۹۵، ووافقه الذهبي.

گواہوں سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُرْوَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا فِي مَنَاعٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اسْتَهَمَا عَلَى الْيَمِينِ مَا كَانَ، أَحَبَّ ذَلِكَ أَوْ كَرِهًا».

۳۶۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. قَالَ أَحْمَدُ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَرِهَ الْاِثْنَانِ الْيَمِينَ أَوْ اسْتَحَبَّاهَا فَلْيَسْتَهَمَا عَلَيْهِمَا».

۳۶۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”اگر دونوں قسم کھانا پسند کریں یا دونوں ہی قسم کھانا چاہیں تو قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈال لیں۔“

۳۶۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرْوَةَ نَعْنَى حَجَّاجُ بْنُ

۳۶۱۶- سلمہ (بن شیبہ) نے کہا: ہمیں معمر نے خبر دی کہ جب دونوں قسم کھانے پر مجبور کر دیے جائیں تو قرعہ ڈال لیں (کہ کون قسم کھائے)۔

فائدہ: یعنی جب دونوں ہی قسم نہ کھانا چاہیں تو قاضی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ قرعہ اندازی کی جائے۔ جس کے نام کا قرعہ نکل آئے گا اسے قسم کھانی ہوگی یا پھر دستبردار ہو جائے گا۔

۳۶۱۶- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب القضاء بالقرعة، ح: ۲۳۴۶ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي: ۳۶۱۷.

۳۶۱۷- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۲۵۵ من حديث أبي داود به، وصححه، وهو في مسند أحمد: ۳۱۷/۲، وصحيفة همام، ح: ۹۷، وأصله عند البخاري، ح: ۲۶۷۴ بغير هذا اللفظ من حديث عبد الرزاق به.

۳۶۱۸- تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ۳۶۱۶، وأخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب الرجل يدين السلعة وليس بينهما بينة، ح: ۲۳۲۹ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ۳۵۳/۷.

قضائیں قسم سے متعلق احکام و مسائل

منہال کی سند سے اس حدیث کے مثل روایت کیا، کہا کہ دو آدمیوں نے ایک جانور کے سلسلہ میں جھگڑا کیا اور کسی کے پاس گواہ نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈالیں۔

باب: ۲۳- جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں
تو مدعا علیہ قسم کھائے

۳۶۱۹- ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ (جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو) مدعا علیہ قسم کھائے۔

باب: ۲۴- قسم کیسے اٹھائی جائے؟

۳۶۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا جس کو آپ نے قسم اٹھوائی کہ: ”تو اللہ کی قسم کھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں“ کہ تیرے پاس اس مدعی کی کوئی شے نہیں۔“
امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راوی ابو یحییٰ کا نام زیاد ہے جو کوئی ہے اور ثقہ ہے۔

فائدہ: اس بیان کی بہت اہمیت ہے۔ اس طریقے سے دوسرے کا حق مارنے کے لیے ہر قسم کے حیلوں کا سد باب ہو جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِإِسْنَادِ ابْنِ مَنِهَالٍ مِثْلَهُ قَالَ: فِي دَابَّةٍ وَلَيْسَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَسْتَهْمَا عَلَى الْيَمِينِ.

(المعجم ۲۳) - باب الْيَمِينِ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ (التحفة ۲۳)

۳۶۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ ابْنُ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ.

(المعجم ۲۴) - بَابُ: كَيْفَ الْيَمِينِ (التحفة ۲۴)

۳۶۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ، يَعْنِي لِرَجُلٍ حَلَفَهُ: «أَحْلِفُ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مَا لَكَ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟»، يَعْنِي الْمُدْعَى. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو يَحْيَى اسْمُهُ زَيْدٌ، كُوفِيٌّ، ثِقَّةٌ.

۳۶۱۹- تخريج: أخرجه البخاري، الرهن، باب: إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه... الخ، ح: ۲۵۱۴، ومسلم، الأقضية، باب اليمين على المدعى عليه، ح: ۱۷۱۱ من حديث نافع بن عمر به.
۳۶۲۰- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ۳۲۷۵، أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۰۰۷ من حديث أبي الأحوص، وأحمد: ۲۵۳/۱ من حديث عطاء بن السائب به.



۲- کتاب القضاء

(المعجم ۲۵) - بَابُ: إِذَا كَانَ الْمُذْمَعُ عَلَيْهِ ذِمًّا أَيْحَلَفَ (التحفة ۲۵)

۳۶۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ الْأَشْعَثِ قَالَ: كَانَ بَنِي وَبَيْنَ جُلٍّ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي، فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَاكَ ذِمَّةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «أَخْلَفَ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذَا يَحْلِفُ وَيَذْعَبُ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ تُعَذِّبُهُمْ فَلَيْلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ﴾ [آل عمران: ۷۷].

تفصیل سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۲۵- کیا جب مدعا علیہ ذمی (کافر) ہو تو وہ بھی قسم کھائے

۳۶۲۱- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے اور ایک یہودی کے مابین زمین کی شراکت داری تھی جو وہ مجھے دینے سے انکاری ہو گیا۔ تو میں اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا کوئی تمہارا گواہ ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے یہودی سے کہا ”قسم اٹھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال مار لے گا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ...﴾ ”بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو بات کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا“ نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔“

فائدہ: کافر کے ساتھ اگر معاملہ قسم پر آٹھہرے تو اس سے اللہ کے پاک اور عظیم نام ہی کی قسم لی جائے۔ اگر وہ جھوٹی قسم کھائے تو صبر کرتے ہوئے یقین رکھنا چاہیے کہ وہ اس جھوٹی قسم کے وبال سے بچ نہیں سکے گا۔

باب: ۲۶- (متنازع معاملے میں) کسی سے اس کے علم پر قسم لینا جبکہ وہ اس میں موجود نہ رہا ہو

۳۶۲۲- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو کنندہ اور حضرموت کے دو آدمی اپنی ایک زمین کا متنازع لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے وہ زمین یمن میں

(المعجم ۲۶) - بَابُ الرَّجُلِ يُحْلِفُ عَلَى عِلْمِهِ فِيمَا غَابَ عَنْهُ (التحفة ۲۶)

۳۶۲۲- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْفَرِّیَابِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ عَنْ الْأَشْعَثِ

۳۶۲۱- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۳۲۴۳.

۳۶۲۲- تخریج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ۳۲۴۴.

تقاضا میں قسم سے متعلق احکام و مسائل

تھی۔ حضری نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے والد نے میری زمین غصب کر لی تھی اور وہ اب اس کے قبضے میں ہے۔ آپ ﷺ نے اس (حضری) سے پوچھا: ”کیا تیرا کوئی گواہ ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ لیکن میں اسے (کندی کو) اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا یہ نہیں جانتا کہ یہ میری زمین ہے اور اس کے باپ نے مجھ سے غصب کر رکھی تھی؟ چنانچہ وہ کندی قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اور (ابن قیس رضی اللہ عنہ) نے آگے حدیث بیان کی۔ (دیکھیے حدیث: ۳۲۲۳)

ابن قیس؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَتْهَا أَبُو هَذَا وَهِيَ فِي يَدِهِ، قَالَ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَحْلَفُهُ وَاللَّهِ! مَا يَعْلَمُ أَنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَتْهَا أَبُوهُ؟ فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ يَعْنِي لِلْيَمَنِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۲۲۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَرْزَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: «أَلْكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلْكَ يَمِينُهُ»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ فَاجِرٌ لَيْسَ يُبَالِي مَا خَلَفَ لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ».

۳۲۲۳- حضرت علقمہ بن وائل بن حجر حضری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت اور بنو کندہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضری نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی میری زمین پر قابض ہو گیا ہے جو کہ میرے والد کی تھی۔ کندی نے کہا: یہ زمین میری ہے میرے قبضے میں ہے، میں ہی اسے کاشت کر رہا ہوں اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ تو نبی ﷺ نے حضری سے کہا: ”کیا تیرا کوئی گواہ ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر تیرے لیے اس کی قسم ہے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاجر آدمی ہے اسے کوئی پروا نہیں کہ کیا قسم کھا رہا ہے۔ اسے کسی چیز کا پرہیز اور ڈر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے لیے اس سے بس یہی ہے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① مدعا علیہ متقی ہو یا فاجر، قسم اٹھا کر مدعی کے دعوے سے بری ہو جائے گا۔ ② مدعی مدعا علیہ سے

۳۲۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، الإیمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ۱۳۹۰ عن هناد بن السري به.

فتاویٰ قسم سے متعلق احکام و مسائل

اس کے علم کے حوالے سے قسم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مطالبے پر اعتراض نہیں کیا۔ ① یہ دونوں احادیث یکجہ ۳۲۲ اور ۳۲۵ میں بھی گزر چکی ہیں۔

(المعجم ۲۷) - باب الذَّمِّي كَيْفَ
يُسْتَحْلَفُ؟ (التحفة ۲۷)

۳۶۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے کہا: ”میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، تم لوگ زانی کے بارے میں تورات میں کیا پاتے ہو؟“ اور قصہ رحم کے بارے میں حدیث بیان کی۔

۳۶۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْني لِلْيَهُودِ: «أَتَشُدُّكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ عَلَى مَنْ زَنَّا؟» وَسَاقَ الْحَدِيثَ فِي قِصَّةِ الرَّجْمِ.

۳۶۲۵- جناب زہری رحمہ اللہ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھے مزینہ قبیلے کے ایک آدمی نے بیان کیا جو صاحب علم اور حافظ تھا اس نے سعید بن مسیب سے روایت کیا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۶۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ مِمَّنْ كَانَ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعْبَهُ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ.

🌟 فائدہ: یہ روایات آگے ۴۳۵ اور ۴۳۸ میں مفصل آئیں گی۔

۳۶۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: جناب عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

۳۶۲۴- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۴۸۸، وسباني، ح: ۴۴۵۰، ورواه أحمد: ۲/ ۲۷۹ عن عبد الرزاق به مرسلًا.

۳۶۲۵- تخریج: [ضعیف] انظر، ح: ۴۴۵۱.

۳۶۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انفراد به أبو داود * سعيد وقتادة مدلسان وعنه، والسند مرسل.

قضایں قسم سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے ابن صوریہ (یہودی) سے کہا: ”میں تمہیں اس اللہ کی یاد دلاتا ہوں جس نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی تمہارے لیے مسند رکھو شوق کیا تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور من و سلو نازل کیا اور تمہارے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی کیا تم اپنی کتاب میں رجم کا حکم پاتے ہو؟“ اس نے کہا: آپ نے مجھے بڑی عظیم ذات کی یاد دلائی ہے اور میرے لیے ممکن نہیں کہ آپ کو جھٹلا سکوں۔ اور حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ، يَعْنِي لَابْنَ صُورِيَا: «أَذْكُرْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي نَجَّاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، وَأَقْطَعَكُمْ الْبَحْرَ، وَظَلَّلَ عَلَيْكُمْ الْغَمَامَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمْ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَى، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمْ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى، أَنْتَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ الرَّجْمَ؟» قَالَ: ذَكَّرْتَنِي بِعَظِيمٍ وَلَا يَسْغُنِي أَنْ أَكْذِبَكَ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

🌞 فائدہ: اس باب میں تین روایتیں ہیں جن میں غیر مسلم ذمیوں سے حلف اٹھانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے یہ تینوں اپنی جگہ سند اضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بوجہ وجود شواہد کافی قوی ہو گئی ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ ہر غیر مسلم ذمی سے اس کے اپنے مذہب کے حوالے سے حلف لیا جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کی عدالت میں ان کے مذہب کی مصدقہ بنیاد پر حلف لیا جائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر تورات اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کے نزول کی قرآن نے تصدیق کی ہے اور ان دونوں کو اللہ کا سچا نبی تسلیم کیا ہے۔

(المعجم ۲۸) - باب الرَّجُلُ يَحْلِفُ
عَلَى حَقِّهِ (التحفة ۲۸)

باب: ۲۸- آدمی اپنے حق کے حصول کے لیے قسم اٹھالے

۳۶۲۷- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو آدمیوں میں فیصلہ کیا۔ تو مقدمہ ہار جانے والے نے پیٹھ پھیری اور کہا: [حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ] ”مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ عاجزی (اور محنت و کوشش نہ کرنے) پر ملامت فرماتا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ دانائی (معاملات میں سوجھ بوجھ، محنت اور

۳۶۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ وَمُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ ابْنِ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنْ سَنَيْفٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ لَمَّا أَذْبَرَ: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

۳۶۲۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۲۴، ۲۵ من حديث بقية به، وصرح بالسماع، ولكنه لم يصرح بالسماع المسلسل، وقال النسائي في الكبرى، ح: ۱۰۴۶۲، وعمل اليوم والليلة، ح: ۶۲۶ "سيف لا أعرفه".

«إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْكِسْفِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ»۔

🌟 فائدہ: یہ روایت سند اضعیف ہے۔ تاہم حقیقت یہی ہے کہ انسان کو اپنے حقوق کا ہر لحاظ سے تحفظ کرنا چاہیے۔ محنت و کوشش پر توکل کی بنیاد رکھنی چاہیے نہ کہ ہاتھ پیر توڑ کر عاجز بن کر بیٹھ رہنے پر۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ فِي الدِّينِ هَلْ يُحْبَسُ بِهِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۹- قرضے وغیرہ میں مقروض کو قید کر لینا

۳۶۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ وَبَرِ بْنِ أَبِي ذُلَيْلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِيَ الْوَاجِدِ يَحِلُّ عِرْضُهُ وَعُقُوبَتُهُ».

۳۶۲۸- حضرت عمرو بن شریذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مال دار کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا اس کی بے عزتی اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔“

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: يُحِلُّ عِرْضُهُ: يُغْلَظُ لَهُ، وَعُقُوبَتُهُ: يُحْبَسُ لَهُ.

ابن مبارک نے کہا: اس کی بے عزتی کو حلال کر دیتا ہے۔ یعنی اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے۔ اور اس کو سزا دینا حلال ہے۔ یعنی اسے قید کیا جاسکتا ہے۔

۳۶۲۹- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ: أَخْبَرَنَا هِرْمَاسُ بْنُ حَبِيبٍ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِغَرِيمٍ لِي فَقَالَ لِي: «الزَّمُّ»، ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا أَخَا

۳۶۲۹- ہرماس بن حبیب..... ایک دیہاتی آدمی تھا..... وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ میں اپنے ایک مقروض کو نبی ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے مجھے فرمایا: ”اس کے ساتھ چمٹا رہ۔“ پھر آپ نے مجھے فرمایا: ”اے بنو تمیم کے بھائی! تو اپنے قیدی کے

۳۶۲۸- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيهقي، باب مطل الغني، ح: ۴۶۹۳ من حديث ابن المبارك به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۴۲۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۶۴، والحاكم ۱۰۲/۴، ووافقه الذهبي، وعلقه البخاري، قبل، ح: ۲۴۰۱، وحسنه الحافظ في الفتح: ۵/۶۲.

۳۶۲۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب الحبس في الدين والملازمة، ح: ۲۴۲۸ من حديث النضر بن شميل به * هرماس وأبوه مجهولان.

بَنِي تَمِيمٍ: مَا تُرِيدُ أَنْ تَفْعَلَ بِأَسِيرِكَ». ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟“

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ بات صحیح ہے کہ جب مقروض آدمی وسعت والا ہوتے ہوئے مال منول سے کام لے تو جائز ہے کہ آدمی اس سے چمٹ کر اپنے حق کا مطالبہ کرے۔

۳۶۳۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى جَنَابِ بَهْرِ بْنِ حَكِيمٍ ابْنِ وَالِدِهِ وَهُوَ ابْنُ الرَّازِيِّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْرِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَبَسَ رَجُلًا فِي تَهْمَةٍ. کے دادا (معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو تہمت (شبہ) میں قید کیا تھا۔

☀️ فائدہ: جس شخص پر الزام ہو مگر حقیقت واضح نہ ہو تو اسے حقیقت واضح ہونے تک تحقیق کی غرض سے مختصر وقت کے لیے قید کرنا جائز ہے۔ تاہم قید کا عرصہ بلا وجہ غیر معمولی طور پر لمبا کرنا (جیسا کہ آج کل معمول ہے) شرعاً محل نظر ہے اس سے بہت سے مفاسد جنم لیتے ہیں۔

۳۶۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ وَمُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ: قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ عَنْ بَهْرِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ - قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: إِنَّ أَخَاهُ أَوْ عَمَّهُ. وَقَالَ مُؤَمِّلٌ: إِنَّهُ - قَامَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ: جِيرَانِي، بِمَا أَخَذُوا؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَلُّوْا لَهُ عَنْ جِيرَانِهِ»، لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمِّلٌ: وَهُوَ يَخْطُبُ. ۳۶۳۱- جناب بھر بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں ابن قدامہ نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھائی یا چچا اور مؤمل (ابن ہشام) نے کہا: بے شک وہ (معاویہ) نبی ﷺ کے رو برو کھڑا ہوا جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا: میرے ہمسایوں کو کس بنا پر پکڑا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے اس سے دوبارہ اعراض فرمایا۔ پھر معاویہ نے کچھ کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کے ہمسایوں کو رہا کر دو۔“ مؤمل نے اپنی روایت میں ”خطبہ دینے کا“ ذکر نہیں کیا۔

☀️ فائدہ: ان لوگوں کو کسی تہمت میں پکڑا گیا تھا۔ جب تہمت ثابت نہ ہوئی تو ان کو رہا کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

۳۶۳۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدييات، باب ماجاء في الحبس في التهمة، ح: ۱۴۱۷ من حديث معمر به، وقال: "حسن"، ورواه النسائي، ح: ۴۸۷۹، ۴۸۸۰، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۸۸۹۱، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۰۳، والحاكم، ۱۰۲/۴، ووافقه الذهبي. ۳۶۳۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴، ۵، عن إسماعيل ابن علي به.

باب: ۳۰ - فِي الْوَكَالَةِ

(التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- کسی کو اپنا وکیل بنانا

۳۶۳۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام پیش کیا اور عرض کیا کہ میں خیبر جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم میرے وکیل کے پاس پہنچو تو اس سے پندرہ وقت وصول کر لینا۔ اور اگر وہ تم سے کوئی علامت (نشانی) طلب کرے تو اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ دینا۔“

۳۶۳۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَمِّي: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ قَالَ: أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ، فَقَالَ: «إِذَا أَتَيْتُ وَكَيْلِي فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَشَقًّا، فَإِنْ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْفُوتِهِ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم وکیل بنانا جائز ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ذاتی کام اپنے وکیل کے ذریعے سے کروایا کرتے تھے۔ جیسے کہ بکری خریدنے کا واقعہ ہے۔ (صحیح البخاری، المناقب، حدیث: ۳۶۳۲) علاوہ ازیں عمال حکومت سبھی رسول اللہ ﷺ کے نائب اور وکیل ہی ہوا کرتے تھے۔ آج کل کے عدالتی نظام میں وکالت ناگزیر ہے اس کے بغیر اپنا حق وصول کرنا ناممکن ہے اس بنا پر صاحب حق کے لیے تو اپنے حق کی وصولی کے لیے وکیل بنانا اور کسی شخص کا اس کے لیے وکیل بنانا جائز ہے۔ لیکن کسی دوسرے کا حق غصب کر کے عدالت سے اس پر مہر تصدیق ثبت کرانے کے لیے کسی کو وکیل بنایا اور اس ظالم و غاصب کی وکالت کے لیے کسی کا وکیل بنانا قطعاً جائز نہیں ہے۔ ایسی وکالت کا سارا معاوضہ یکسر حرام اور ناجائز ہے۔

باب: ۳۱ - فِي الْقَضَاءِ

(التحفة ۳۱)

باب: ۳۱- قضا سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۳۶۳۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: ۳۶۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۳۶۳۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۴/ ۱۵۴، ۱۵۵، ح: ۴۲۵۹ من حديث عبيد الله بن سعد بن إبراهيم به ابن إسحاق عن عن.

۳۶۳۳- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الطريق إذا اختلف فيه كم يجعله؟، ح: ۱۳۵۶ من حديث الثماني بن سعيد به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۳۸، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۰۱۸، وأصله عند مسلم، ح: ۱۶۱۳ من حديث أبي هريرة به.

حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَدَارَأْتُمْ فِي طَرِيقٍ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارا کسی راستے کے بارے میں کوئی تنازع ہو تو سات ہاتھ راستہ چھوڑ دو۔“

☀️ فائدہ: گلیوں کا تنگ ہونا اور راستے کا تنگ کرنا اسلامی تہذیب و ثقافت کے منافی ہے۔ گلیاں مناسب طور پر کھلی ہونی چاہئیں۔ سات ہاتھ کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ ایک اونٹ آ رہا ہو اور ایک جا رہا ہو تو دونوں آسانی گزر جائیں۔ لیکن آج کل مزید کشادگی ضروری ہے تاکہ موجودہ دور کی ٹریفک آجاسکے۔

۳۶۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَابْنُ أَبِي خَلْفٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ فَلَا يَمْنَعُهُ، فَتَكْسُوا، فَقَالَ: مَالِي أَرَأَيْكُمْ قَدْ أَعْرَضْتُمْ لِأَلْفَيْتَيْهَا بَيْنَ أَكْتَفَيْكُمْ».

۳۶۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سے کوئی بھائی اجازت چاہے کہ تمہاری دیوار میں لکڑی گاڑ لے تو اسے مت روکو۔“ تو سامعین نے اپنی گردنیں جھکا لیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا بات ہے کہ تم اس سے اعراض کرنے لگے ہو۔ میں اسے تمہارے کندھوں پر نکاؤں گا۔

☀️ فائدہ: ہمسائیگی کے لازمی حقوق میں سے یہ ہے کہ احسان کا معاملہ کرتے ہوئے درمیانی دیوار پر شہتیر یا کڑیاں رکھنے اور کھوئی گاڑنے سے ہرگز نہ روکا جائے۔ مگر بنیادی شرط یہ ہوگی کہ کوئی کسی کے لیے ضرر اور ظلم کا باعث نہ بنے۔ ظالم لوگ اس رعایت کی بنا پر حق ملکیت کا دعو کرنے لگے ہیں۔ درج ذیل روایت ملاحظہ ہو۔

امام ابو داؤد و ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ روایت ابن ابی خلف و هو اتم۔

۳۶۳۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا صَاحِبُ رَسُولِ حَضْرَتِ ابُو صَرْمَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ

۳۶۳۴- [تخریج: أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الرجل يضع على حائط جاره خشباً، ح: ۱۳۵۳، ومسلم، ح: ۱۶۰۹، وابن ماجه، ح: ۲۳۳۵ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاري، ح: ۲۴۶۳ من حديث الزهري به.

۳۶۳۵- [تخریج: أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في الخيانة والغش، ح: ۱۹۴۰ عن قتیبہ، وقال: "حسن غريب" * لؤلؤة لم يوثقها غير الترمذي، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۴۲، وللحديث شواهد كثيرة، كلها ضعيفة.

قضاے متعلق دیگر احکام و مسائل

روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (اپنے مسلمان بھائی کو) نقصان پہنچایا اللہ اس کا نقصان کرے۔ اور جس نے کسی (مسلمان) کو مشقت (اور پریشانی) سے دوچار کیا اللہ اسے مشقت (اور پریشانی) میں ڈالے۔“

اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ لُؤْلُؤَةَ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ ضَارَّ أَضَرَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ».

☀️ فائدہ: کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے بالخصوص کسی طرح بھی اذیت، مشقت یا نقصان کا باعث نہ بنے ورنہ اللہ کے نبی ﷺ کی بددعا کا نشانہ بننے کا اندیشہ ہے۔

۳۶۳۶- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے ایک انصاری کے باغ میں کھجوروں کے چند درخت تھے اور اس انصاری کے ساتھ گھروالے بھی رہائش پذیر تھے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اپنے درختوں کے لیے جاتے تو اس (انصاری) کو بڑی اذیت ہوتی اور اسے اس کا اس طرح آنا جانا برا لگتا تھا۔ انصاری نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے چاہا کہ یہ درخت اس کو بیچ دے، مگر حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ پھر مطالبہ کیا کہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لے۔ تو بھی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بتایا۔ نبی ﷺ نے بھی اس سے کہا کہ انہیں اس کو فروخت کر دے تو اس نے انکار کیا۔ پھر آپ نے کہا کہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لے تو بھی اس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس کو بہہ کر دے تجھے اتنا اتنا اجر ملے گا۔“ اس کو بہت ترغیب دی

۳۶۳۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا وَاصِلُ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ عَصُودٌ مِنْ نَخْلٍ فِي حَائِطِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: وَمَعَ الرَّجُلِ أَهْلُهُ، قَالَ: فَكَانَ سَمُرَةُ يَدْخُلُ إِلَى نَخْلِهِ فَيَتَأَذَى بِهِ وَيَسْقُ عَلَيْهِ، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يَبِيعَهُ، فَأَبَى، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُنَاقِلَهُ، فَأَبَى، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَطَلَبَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبِيعَهُ، فَأَبَى، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُنَاقِلَهُ، فَأَبَى، قَالَ: «فَهَبْ لَهُ وَلَكَ كَذَا وَكَذَا» أَمْرًا رَغْبَةً فِيهِ، فَأَبَى، فَقَالَ: «أَنْتَ مُضَارٌّ»، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْأَنْصَارِيِّ: «ادْهَبْ فَاقْلَعْ نَخْلَهُ».

۳۶۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۵۷/۶ من حديث سليمان بن داود العتكي به، و"ذكر ابن حزم أنه منقطع لأن محمد بن علي لا سماع له من سمرة" (الجوهر النقي: ۱۵۷/۶).

تقاضے متعلق دیگر احکام و مسائل

مگر اس نے انکار کر دیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نقصان دینے والا ہے۔“ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے انصاری سے فرمایا: ”جاؤ اور اس کی کھجوروں کو اکھیڑ ڈالو۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اگر کہیں اس قسم کی کوئی صورت ہو تو قاضی کو حق حاصل ہے کہ ازالہ ضرر کے لیے انتہائی شدید اقدام کرے۔

۳۶۳۷- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پتھریلی زمین میں سے آنے والے پانی کے ایک نالے کے سلسلے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا جس سے یہ اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: پانی کو چھوڑیں اور آگے آنے دیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ (چاہا کہ پہلے وہ خود سیراب کر لیں) تو نبی ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”زبیر! پہلے تم پانی لے لو پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دیا کرو۔“ اس پر انصاری ناراض ہو گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! چونکہ یہ آپ کا پھوپھی زاد ہے (اس لیے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”(زبیر!) کھیت کو پانی دے۔ پھر اسے روک لے حتیٰ کہ کھیت کی منڈیر تک چڑھ جائے۔“ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اس سلسلے میں نازل ہوئی تھی: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ.....﴾ ”قسم تیرے رب کی! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ اپنے تمام تنازعات میں آپ کو اپنا قاضی اور فیصلہ

۳۶۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ : أَنَّ رَجُلًا خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ : سَرَّحَ الْمَاءَ يَمُرُّ ، فَأَبَى عَلَيْهِ الزُّبَيْرُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ : « اسْقِ يَا زُبَيْرُ ! ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ . قَالَ : فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ ، فَتَلَوْنَ وَجْهَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : « اسْقِ ثُمَّ اخْسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ » ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ : فَوَاللَّهِ ! إِنِّي لَا خِسْبُ هَذِهِ الْآيَةِ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ ﴾ الْآيَةُ [النساء : ۶۵] .



۳۶۳۷- تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ومسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ۲۳۵۷ من حديث الليث بن سعد به .

نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اس کے بارے میں ان کے دلوں میں کوئی تنگی بھی نہ آئے اور خوب خوشی سے تسلیم کر لیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کچھ صحابہ کرام باوجود صحابی ہونے کے بشری خطاؤں کے مرتکب ہو جاتے تھے۔ اور وہ کسی طرح معصوم نہ تھے۔ ان جزوی اور انفرادی تقصیرات کے باوجود کدۂ ارض پر پائے جانے والے تمام طبقات انسانی میں ان صحابہ کا شرف و فضل غیر متنازع ہے۔ کہ اللہ عز و جل نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی نصرت، تقویت اور اشاعت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ ② قدرتی ندی نالوں اور دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا یہی شرعی حل ہے کہ اولاً مصالحت سے تمام شرکاء اعتدال سے استفادہ کریں۔ لیکن اگر کوئی بعد والا ہٹ دھرم دکھائے تو پھر پہلے والے کا حق فائق ہے اور جائز ہے کہ وہ اپنے کھیتوں کو خوب سیراب کر کے بعد والے کے لیے پانی چھوڑے۔ ③ سورۂ نساء کی یہ آیت مبارکہ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ...﴾ مسلمانوں کے شرعی اور معاشرتی تمام امور کو محیط اور شامل ہے اور واجب ہے کہ قرآن و سنت کے فیصلوں کو برضا و رغبت تسلیم کیا جائے ورنہ سرے سے ایمان ہی خطرے میں ہو سکتا ہے۔ عافانا اللہ منہ ورزقنا اتباعہ ﷺ۔

۳۶۳۸- جناب ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بڑوں سے سنا تھا وہ بیان کرتے تھے کہ بنو قریظہ میں ایک قریشی کا زمین کا ایک قطعہ تھا۔ وادی مہزور میں ان لوگوں کا پانی کے سلسلے میں تنازع ہو گیا جسے وہ آپس میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ وہ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ان میں فیصلہ فرمایا کہ جب پانی ٹخنے ٹخنے ہو جائے تو پھر اوپر والا اسے نیچے والے کی طرف جانے سے مت روکے۔

۳۶۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ أَبِيهِ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ كِبْرَاءَهُمْ يَذْكُرُونَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانَ لَهُ سَهْمٌ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَخَاصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَهْزُورٍ - يَعْنِي السَّيْلَ الَّذِي يَفْتَسِمُونَ مَاءَهُ - فَقَضَى بَيْنَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنَّ الْمَاءَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، لَا يَحْسِبُ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ.

۳۶۳۸- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۵۴/۶ من حديث أبي أسامة به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۴۸۱* كبراءهم لم أعرفهم، والحديث الآتي شاهد له.

۳۶۳۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي السَّبِيلِ الْمَهْزُورِ أَنْ يُمَسَّكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسَلَ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ.

۳۶۳۹- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وادی مہزور میں نالے کے پانی کے سلسلے میں فیصلہ فرمایا تھا کہ پانی روک لیا جائے حتیٰ کہ ٹخنے ٹخنے تک آجائے پھر اوپر والا نیچے والے کی جانب چھوڑ دے۔

۳۶۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ؛ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي طَوَّالَةَ وَعَمْرِو ابْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اخْتَصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلَانِ فِي حَرِيمٍ نَخْلَةٍ فِي حَدِيثٍ أَحَدُهُمَا: فَأَمَرَ بِهَا فَذَرَعَتْ فَوُجِدَتْ سَبْعَةُ أَذْرُعٍ، وَفِي حَدِيثِ الْآخَرِ: فَوُجِدَتْ خُمُسَةُ أَذْرُعٍ، فَقَضَى بِذَلِكَ. قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَأَمَرَ بِجَرِيدَةٍ مِنْ جَرِيدِهَا فَذَرَعَتْ.

۳۶۴۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جھگڑا لائے۔ ان کا ایک کھجور کے درخت کے ارد گرد احاطے (زمین کی حدود جو اس درخت کے ساتھ لازم اور ملحق ہو سکتی ہے) کے بارے میں تنازع تھا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اس درخت کا (طول) ناپا جائے۔ اسے ناپا گیا تو وہ سات ہاتھ ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ وہ پانچ ہاتھ ہوا۔ تو آپ نے اس کا فیصلہ فرما دیا۔ راوی حدیث عبدالعزیز بن محمد نے کہا: پس آپ نے اس درخت کی ایک چھڑی کے بارے میں حکم دیا، اسی سے اسے ناپا گیا۔



☀️ فائدہ: کسی کا کہیں درخت ہو تو اس کے طول برابر اس کے اطراف میں اس کا خاص احاطہ ہوگا جس میں دوسرا دخل نہیں دے سکتا۔



۳۶۳۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب الشرب من الأودية ومقدار حبس الماء، ح: ۲۴۸۲ عن أحمد بن عبد به.

۳۶۴۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۲۴۰ / ۸ من حديث أبي داود به.

علم اور اہل علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کی بے شمار ان گنت نعمتوں میں سے علم ایک عظیم الشان نعمت ہے علم ہی کی بدولت دین و دنیا کی کامیابی و کامرانی نصیب ہوتی ہے۔ دنیا کی قیادت اور آخرت کی سیادت علم ہی پر موقوف ہے۔ دنیا میں جتنے بھی نامور ہوئے ہیں وہ اپنے علم و عمل ہی کی بدولت اپنے ہم عصروں پر فوقیت کے حقدار ٹھہرے۔ علم وہ نور ہے جس سے جہالت کی گمراہیاں دور ہوتی ہیں۔ انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پہچان کر ادائیگی کے قابل ہوتا ہے۔ اگر علم کی روشنی نہ ہو تو انسان ہر دو قسم کے حقوق ضائع کر کے دنیا و آخرت کی رسوائیاں سمیٹ لیتا ہے۔ علم کی اسی فضیلت کی بدولت پروردگار عالم نے عالم کو جاہل پر فوقیت دی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾

(الزمر: ۹/۳۹)

”کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں بے شک عقل مند ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔“

علم اور اہل علم کی فضیلت

علم کی اعلیٰ و ارفع شان کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل پر علم کا خصوصی فضل کر کے اسے بطور احسان جتلیا ہے اور اس نعمت کے عطا کرنے پر خصوصی طور پر اسے ذکر کیا ہے۔
نبی آخر الزمان ﷺ کو یہ نعمت عطا کی تو فرمایا:

﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (النساء: ۱۱۳/۱۴)

”اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب و حکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو جانتا نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔“

یوسف علیہ السلام پر اس نعمت کے فیضان کو ان الفاظ میں ذکر کیا:

﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ (یوسف: ۲۲/۱۲)

”اور جب (یوسف) پختگی کی عمر کو پہنچ گئے تو ہم نے اسے قوتِ فیصلہ اور علم دیا، ہم نیک کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔“

عیسیٰ روح اللہ کو اپنی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ اِذْ اَيْدُتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ﴾ (المائدہ: ۱۱۰/۱۵)

”اے عیسیٰ ابن مریم! میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا، جب میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی۔ تم لوگوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور جب کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔“

اہل علم ہی وہ خوش نصیب ہیں جو حقوق اللہ کو جانتے ہیں، لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں اور خود بھی عمل پیرا ہوتے ہیں، لہذا وہ جانتے ہیں کہ مشکل کشا، گنج بخش، دستگیر حاجت روا اور داتا صرف وہی ذات الہی ہے، ان کی اس شہادت کو مالک جہاں نے نہایت شرف و منزلت سے نوازا ہے، ارشاد ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا



هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۸/۳﴾ (آل عمران : ۱۸/۳)

”اللہ تعالیٰ فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کر رہا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے وہ زبردست حکمت والا ہے۔“

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی گواہی کو اپنی گواہی کے ساتھ ملا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عظیم و برتر بنا دیا۔ علم وہ منفرد نعمت ہے جس میں اضافے کے حصول کے لیے تاجدار مدینہ کو اپنے رب سے خصوصی دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ، وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾
(طہ: ۱۱۳/۲۰)

”اور (اے نبی) جب تک تجھ پر قرآن کا اترا ناپورا نہ ہو اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر اور دعا کر میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔“

رسول اللہ ﷺ نے ناصر خود علم میں اضافے کے لیے التجائیں کی ہیں بلکہ اپنی امت کو بھی علم کے حصول کے لیے ترغیب دلائی ہے، لہذا آپ کا ارشاد گرامی ہے:

[إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ، حَتَّى النَّمْلَةُ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتُ لَيَصْلُونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ] (صحيح الجامع: حديث ۱۸۳۳ او جامع الترمذی 'العلم' باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، حديث: ۲۲۸۵)

”بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل کرتا ہے اس کے فرشتے، اور زمین و آسمان میں بسنے والی تمام مخلوقات حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی (سمندر میں) اس کے لیے دعائے خیر کرتی ہے۔“

نیز فرمایا:

[فَضَّلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَذْنَاكُمْ] (صحيح الجامع، حديث: ۳۰۸۹ و جامع الترمذی 'العلم' باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، حديث: ۲۲۸۵)

”عالم کی عابد پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کم تر شخص پر ہے۔“

۲۴- کتاب العلم

علم اور اہل علم کی فضیلت

عالم ربانی کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا فضل و کرم ہو سکتا ہے؟ کیا علم سے بڑھ کر بھی کسی اور چیز کی قدر و منزلت ہو سکتی ہے؟

علم کی اسی فضیلت کی بدولت اہل علم نے دن رات اس کے حصول کے لیے محنت شاقہ کی ہے۔ ہزاروں میل کا سفر اس کے حصول کے لیے کیا ہے۔ دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر اس کا اکرام کیا ہے۔ تب یہ علم اپنی تمام تر روشنائیوں سمیت ہم تک منتقل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔



(المعجم ۲۴) - كِتَابُ الْعِلْمِ (التحفة ۱۹)

علم اور اہل علم کی فضیلت

باب: ۱- حصول علم کی ترغیب کا بیان

(المعجم ۱) - بَابُ: فِي فَضْلِ الْعِلْمِ
(التحفة ۱)

845

۳۶۴۱- جناب کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے ابوالدرداء! میں ایک حدیث کی خاطر مدینۃ الرسول سے آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ مجھے یہاں اس کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے فرماتے تھے: ”جو شخص کسی راستے میں حصول علم کی خاطر چلا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ پر چلائے گا۔ اور بلاشبہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور صاحب علم کے لیے آسمانوں میں بسنے

۳۶۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ رَجَاءٍ بْنَ حَيَّوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ جَمِيلٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ ﷺ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ

۳۶۴۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ح: ۲۲۳ من حديث عبدالله بن داود به، وقال الترمذي، ح: ۲۶۸۲ "وليس إسناده عندي بم متصل" * داود بن جميل وشيخه ضعيفان، وحديث مسلم، ح: ۲۶۹۹ يغني عنه.

علم کے احکام و مسائل

والے زمین میں رہنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔ اور بلاشبہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے کہ چودھویں کے چاند کی سب ستاروں پر ہوتی ہے بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کوئی درہم و دینار ورثے میں نہیں چھوڑے ہیں۔ انہوں نے علم کی وارثت چھوڑی ہے۔ جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا نصیبہ (وافر حصہ) پایا۔“

الْعِلْمُ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالْحَيَاتَانِ فِي جَوْفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ، لَيْلَةَ الْبَدْرِ، عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَرَثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت کو بعض حضرات نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ ② لفظ ”علم“ کا اطلاق درحقیقت کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور ان کے متعلقات پر ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ جو دیگر علوم ہیں وہ دراصل فن اور کسب کے ہنر ہیں۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے: (العلم قال الله، قال رسوله، قال الصحابة هم اولو العرفان) ”علم یہ ہے کہ اللہ نے کہا اللہ کے رسول نے کہا اور صحابہ نے کہا۔ یہی علم و عرفان والے ہیں۔“ ③ اس حدیث میں اخلاص کے ساتھ حصول علم اور صاحب علم کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے۔ ④ انبیاء کی عظمت اس تعلق کی بنا پر ہے جو انہیں اللہ رب العالمین کے ساتھ حاصل ہے۔ اور پھر علماء کی شان وراثت انبیاء کی وجہ سے ہے۔ اس لیے واجب ہے کہ علماء اس نسبت کی خوب حفاظت کریں۔ اور اپنے آپ کو کسی بھی دنیا دار سے پیچ نہ جائیں۔ ⑤ اللہ اور نبی ﷺ کے ساتھ محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ علمائے حق اور طلبائے دین کے ساتھ محبت رکھی جائے۔



۳۶۴۲- عثمان بن ابی سودہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۶۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: لَقِيتُ شَيْبَ بْنَ شَيْبَةَ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ بِمَعْنَاهُ يَعْنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

۳۶۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی علم حاصل کرنے کے لیے

۳۶۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،

۳۶۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * شيب بن شيبه مجهول۔
۳۶۴۳- تخریج: [صحیح] أخرجه الدارمي، ح: ۳۵۱ عن أحمد بن يونس به، ورواه مسلم، ح: ۲۶۹۹ من حديث الأعمش به مطولاً۔

علم کے احکام و مسائل

کسی راہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ اور جسے اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔“

عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَسْأَلُكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا إِلَّا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرَعْ بِهِ نَسَبُهُ».

🌞 فائدہ: علم محض پڑھ لینے اور جان لینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس کے مطابق عمل بھی ہو، ورنہ خاندانی نسبتوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

(المعجم ۲) - باب رِوَايَةِ حَدِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ۲)

۳۶۴۴- جناب ابن ابی نسلہ اپنے والد (ابونسلہ عمار بن معاذ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک یہودی بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جنازہ گزرا۔ اس نے پوچھا: اے محمد! کیا یہ (میت) بولتی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔“ یہودی نے کہا: یہ بولتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل کتاب جو تمہیں بیان کریں تم اس کی تصدیق کرو نہ تکذیب۔ بلکہ یوں کہو: ہم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اگر ان کی بات غلط ہوئی تو تم نے (گویا) اس کی تصدیق نہیں کی اور اگر سچ ہوئی تو اسے جھٹلایا نہیں ہوگا۔“

۳۶۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي نَمْلَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ مَرَّ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَتَكَلَّمُ هَذِهِ الْجَنَازَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اللَّهُ أَعْلَمُ». قَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّهَا تَتَكَلَّمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ وَلَا تُكْذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوهُ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكْذِّبُوهُ».

🌞 ملحوظ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ ایسے ہی ہے کہ جو باتیں قرآن و سنت کی رو سے بصراحت سچ ہیں ان کی تصدیق کی جائے اور جو غلط ہیں ان کی تکذیب کی جائے اور باقی کے بارے میں مذکورہ بالا جواب دیا جائے۔

۳۶۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۳۶/۴ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۰، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۰۱۶۰ و ۱۹۲۱۴، والجامع لمعمر، ص: ۱۱۰، ح: ۲۰۰۵۹ * نملۃ بن أبی نملۃ لم یوثقہ غیر ابن حبان .

۳۶۴۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حدثنا ابنُ أبي الزنادِ عن أبيه، عن خَارِجَةَ يَعْنِي ابْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَعَلَّمْتُ لَهُ كِتَابَ يَهُودَ، وَقَالَ: «إِنِّي وَاللَّهِ! مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابِي»، فَتَعَلَّمْتُهُ، فَلَمْ يَمُرَّ بِي إِلَّا نِصْفُ شَهْرٍ حَتَّى حَذَفْتُهُ فَكُنْتُ أَكْتُبُ لَهُ إِذَا كَتَبَ، وَأَقْرَأُ لَهُ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ.

۳۶۴۵- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے یہودیوں کی تحریر سیکھ لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! یہودیوں سے جو میں لکھواتا ہوں اس پر مجھے اعتماد نہیں ہے۔“ چنانچہ میں نے (ان کی زبان لکھنا پڑھنا) سیکھ لی، اور دو ہفتے نہ گزرے کہ میں اس میں خوب ماہر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ کو جب کچھ لکھنا ہوتا تو میں ہی لکھا کرتا۔ اور جب کوئی خط وغیرہ آتا تو آپ کو پڑھ کر سناتا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① غیر مسلموں کی کسی زبان اور تحریر کا علم حاصل کرنا دینی اور دنیاوی غرض سے ناجائز نہیں ہے مگر اسے اپنی ثقافت کا حصہ بنالینا جائز ہے۔ اور جب یہ علم دینی اغراض سے ہو تو اس میں اجر بھی ہے۔ ② اور یہ زبانیں مسلمانوں کے ان افراد کو سکھائی جائیں جن کو ان کی ضرورت ہو۔ ورنہ اسے عام انصاب تعلیم بنادینا اور لازمی قرار دے دینا دینی و دنیاوی لحاظ سے ظلم عظیم ہے۔



(المعجم ۳) - باب كِتَابَةُ الْعِلْمِ (التحفة ۳)

باب ۳- علمی باتیں ضبط تحریر میں لانے کا بیان

۳۶۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُعَيْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَتَهَنَّنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي

۳۶۴۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں جو کچھ سنتا وہ سب لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے حفظ کر لوں۔ تو (بعض) قریشیوں نے مجھے منع کیا۔ انہوں نے کہا: تو ہر بات جو سنتا ہے لکھ لیتا ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں غصے اور خوشی (دونوں حالتوں) میں گفتگو کرتے ہیں، تو میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ تو آپ ﷺ نے اپنے

۳۶۴۵- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستاذان، باب ماجاء في تعليم السريانية، ح: ۲۷۱۵ من حديث عبد الرحمن بن أبي الزناد به، وقال: "حسن صحيح"، وعلقه البخاري، ح: ۷۱۹۵.

۳۶۴۶- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۶۲/۲ عن يحيى القطان به.

علم کے احکام و مسائل

الْعَصَبِ وَالرِّصَا، فَأَمْسَكْتُ عَنْ الْكِتَابِ،
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَوْمَأَ
بِأَصْبَعِهِ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ: «اُكْتُبْ فَوَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ».

وہن مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے
فرمایا: ”لکھا کرو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے! اس سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی
نہیں ہے۔“

فائدہ: رسول ہر حال میں رسول اور امت کی پوری زندگی ہر حال میں امت کے لیے قابل اتباع
نمونہ ہوتی ہے اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ تو سید الرسل ہیں۔

۳۶۴۷- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا
أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ قَالَ: دَخَلَ
زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ
حَدِيثٍ، فَأَمَرَ إِنْ سَأَلْنَا يَكْتُبُهُ، فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ:
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَكْتُبَ شَيْئًا
مِنْ حَدِيثِهِ، فَمَحَاهُ.

۳۶۴۷- مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے منقول
ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے
ہاں آئے تو انہوں نے ان سے ایک حدیث کے بارے
میں پوچھا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا کہ اسے
لکھ لو تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم ان کی کوئی حدیث
ضبط تحریر میں نہ لائیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے مٹا دیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم ایک صحیح حدیث بھی ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھ سے قرآن
کے علاوہ کچھ نہ لکھو۔ اور قرآن کے علاوہ کچھ مجھ سے لکھائے تو اسے مٹا دو۔ اور مجھ سے حدیث بیان کرو اس میں کوئی
حرج نہیں۔“ (صحیح مسلم، الزهد، باب التثبت فی الحدیث و حکم کتابہ العلم، حدیث: ۳۰۰۳)
اس حدیث میں حدیث رسول لکھنے سے منع کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایات سے صحابہ کرام کے احادیث لکھنے کا
اثبات ہوتا ہے اور خود نبی ﷺ کی طرف سے حدیث کے لکھنے کا حکم ملتا ہے۔ علماء نے ان کے درمیان یہ تطبیق دی ہے
کہ جن صحابہ کی قوت ضبط و حافظہ زیادہ تھی (اور عربوں میں یہ خوبی عام تھی) ان کو آپ نے حدیث لکھنے سے منع فرمایا
تاکہ وہ کتابت ہی پر سارا بھروسہ نہ کریں اور حفظ و ضبط سے بے نیاز نہ ہو جائیں اور لکھنے کا حکم اور اس کی اجازت ان
لوگوں کو دی جن کی قوت حافظہ کمزور تھی۔ دوسری وجہ یہ اس کی یہ گئی ہے کہ ابتداء میں حدیث لکھنے سے روک دیا گیا
تھا تاکہ قرآن کے ساتھ اس کا اختلاط نہ ہو اور جب صحابہ قرآن کے اسلوب سے اچھی طرح واقف ہو گئے اور اختلاط
کا خطرہ نہ رہا تو احادیث لکھنے کی بھی اجازت دے دی گئی۔ تیسری تطبیق یہ ہے کہ نبی کا مطلب یہ تھا کہ ایک ہی صحیفے

۳۶۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۸۲/۵ عن أبي أحمد الزبيري به * المطالب بن عبد الله لم يسمع
من زيد بن ثابت، جامع التحصيل، ص: ۲۸۱، ولا يثبت لقاؤه معاوية رضي الله عنه.

میں قرآن کے ساتھ حدیث نہ لکھوتا کہ پڑھنے والا اشتباہ میں نہ پڑے (شرح نووی) بہر حال ممانعت کی حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ حدیث کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا گیا، بلکہ اس سے روک دیا گیا، یکسر غلط ہے۔ اگر اس کا یہ مقصد ہوتا تو پھر آپ اسی حدیث میں حدیث بیان کرنے کی اجازت کیوں دیتے؟ جو حفظ و ضبط کے بغیر ممکن ہی نہیں اسی طرح حدیث رسول کو اچھی طرح یاد کر کے اسے آگے بیان کرنے والے کے لیے نبی ﷺ دعائے خیر کیوں فرماتے؟ بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں احادیث ضبط تحریر میں لائی گئی تھیں۔

۳۶۴۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا
حَدَّثَنَا [أبو] شَهَابٍ عَنْ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: مَا كُنَّا نَكْتُبُ غَيْرَ التَّشْهِيدِ وَالْقُرْآنِ.

۳۶۴۹- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَرْزُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْخُطْبَةَ، خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اكْتُبُوا لِي، فَقَالَ: «اَكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ».

۳۶۵۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْوَلِيدِ (بن مَرْزُوقٍ) قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْخُطْبَةَ، خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اكْتُبُوا لِي، فَقَالَ: «اَكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ».

۳۶۴۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الخطيب في تقييد العلم، ص: ۹۳ من حديث أبي شهاب به.

۳۶۴۹- تخریج: أخرجه البخاري، ح: ۲۴۳۴، ومسلم، ح: ۱۳۵۵ من حديث وليد بن مسلم به، تقدم، ح: ۲۰۱۷.

۳۶۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق * أبو عمرو هو الأوزاعي.



عَمُرُو: مَا يَكْتُبُوهُ؟ قَالَ: الْخُطْبَةُ الَّتِي تَقْرَأُ فِيهَا خُطْبَةُ جِوَّاسٍ فِي هَذَا يَوْمٍ يَوْمَئِذٍ مِنْهُ. **فائدہ:** یہ اور اس قسم کی دیگر صحیح احادیث دلیل ہیں کہ نبی ﷺ کے عین حیات قرآن کریم کے علاوہ فرامین رسول بھی لکھے گئے تھے۔

(المعجم ۴) - **باب التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ** باب: ۴- رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا

بہت بڑا گناہ ہے

عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (التحفة ۴)

۳۶۵۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا خَالِدٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، الْمَعْنَى، عَنْ بَيَّانِ بْنِ بَشِيرٍ - قَالَ مُسَدَّدٌ: أَبُو بَشِيرٍ - عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَمَا يُحَدِّثُ عَنْهُ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ! لَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُ وَجْهٌ وَمَنْزِلَةٌ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۶۵۱- جناب عامر بن عبد اللہ بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت زبیر (بن عوام) رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کو کیا مانع ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے اس طرح احادیث بیان نہیں کرتے جیسے کہ آپ کے دیگر ساتھی بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے آپ کے ہاں بہت ہی قدر و منزلت حاصل تھی۔ لیکن میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔“

فائدہ: کئی صحابہ کرام اسی اندیشے کے تحت بہت کم احادیث بیان کرتے تھے کہ کہیں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے مرتکب بن جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جنہوں نے اپنے حفظ اور یادداشت پر اعتماد کیا انہوں نے نقل شریعت کا بہت بڑا فریضہ سرانجام دیا۔ جی اللہ! اگر کہیں کوئی خطا ہوئی تھی ہے تو اس کا ازالہ ہو گیا ہے اور ان سے یہ خطا معاف ہے کہ عدا نہیں ہوئی۔ اس میں قصہ گو قسم کے واعظین کیلئے تنبیہ ہے کہ جو زیب داستان کے طور پر ضعیف و موضوع روایات بیان کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

(المعجم ۵) - **باب الْكَلَامِ فِي كِتَابِ اللَّهِ** باب: ۵- علم و معرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا

بِلَا عِلْمٍ (التحفة ۵)

۳۶۵۱- تخریج: أخرجه البخاري، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ح: ۱۰۷ من حديث عامر به.

۳۶۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُقَرِّي الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مِهْرَانَ أَخُو حَزْمِ الْقَطَعِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ».

۳۶۵۲- حضرت جندب (بن عبد اللہ بجلي) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنی رائے سے کتاب اللہ میں کچھ کہا، خواہ درست ہی کہا ہو تو جُنْدُبِ الْقَطَعِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ».

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت ضعیف ہے، تاہم مسئلہ یہی ہے کہ علم و معرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا بہت بڑی اور بڑی جسارت ہے۔ اور ایسے ہی فرامین رسول ﷺ کی توجہ کے لیے بھی شرعی علوم میں رسوخ لازمی ہے۔

(المعجم ۶) - باب تَحْرِيرِ الْحَدِيثِ (التحفة ۶)

باب ۶: بات دہرا کر بیان کرنا

۳۶۵۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ هَاشِمِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سَابِقِ بْنِ نَاجِيَةَ، عَنْ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ رَجُلٍ خَدَمَ النَّبِيَّ ﷺ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۳۶۵۳- جناب ابوسلام (مطور الحبشي) سے منقول ہے اس نے نبی ﷺ کے ایک خادم سے نقل کیا کہ نبی ﷺ جب کوئی بات کرتے تو اپنی بات کو تین بار دہراتے۔ (شرعی مسئلہ اپنے سامع کو خوب سمجھاتے۔)

🌞 **فائدہ:** حسب ظروف و مصالح مدرس، خطیب اور واعظ کو چاہیے کہ اپنی بات سامعین کے خوب ذہن نشین کرائے اور بات دہرانے کو عیب نہ جانے۔

(المعجم ۷) - بَابُ فِي سَرْدِ الْحَدِيثِ (التحفة ۷)

باب ۷: جلدی جلدی باتیں کرنا

۳۶۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: تَخْرِيجُ: [إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ] أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ، تَفْسِيرَ الْقُرْآنِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يَفْسِرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ ۲۹۵۲: مِنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ مِهْرَانَ بِهِ، وَقَالَ: "غَرِيبٌ" * سَهْلُ بْنُ مِهْرَانَ ضَعِيفٌ (تَقْرِيبٌ).

۳۶۵۳- تَخْرِيجُ: [إِسْنَادُهُ حَسَنٌ] * سَابِقُ بْنُ نَاجِيَةَ هَذَا صَحَّحَ لَهُ الْحَاكِمُ ۵۱۸/۱، وَالذَّهَبِيُّ، وَوَثَّقَهُ ابْنُ حِبَانَ فَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيثِ.

۳۶۵۴- تَخْرِيجُ: أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، الْمَنَاقِبُ، بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ، ح: ۳۵۶۷ مِنْ حَدِيثِ سَفْيَانَ بْنِ عِيْنَةَ، وَمُسْلِمٌ فُضَائِلُ الصَّحَابَةِ، بَابُ: مِنْ فَضَائِلِ أَبِي هُرَيْرَةَ الدُّوسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ح: ۱۶۰/۲۴۹۳ مِنْ حَدِيثِ الزَّهْرِيِّ بِهِ.



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پہلو میں بیٹھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے حجرے والی! سنئے۔ دوبارہ کہا۔ جب انہوں نے اپنی نماز پوری کر لی تو کہا: کیا تمہیں اس شخص پر اور اس کی باتوں پر تعجب نہیں آتا؟ تحقیق رسول اللہ ﷺ بات کرتے تو اگر کوئی (آپ کے الفاظ) شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

الطُّوسِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: جَلَسَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةَ عَائِشَةَ وَهِيَ تَصَلِّي، فَجَعَلَ يَقُولُ: اسْمِعِي يَا رَبَّةَ الْحُجْرَةِ! مَرَّتَيْنِ، فَلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا قَالَتْ: أَلَا تَعَجَّبُ إِلَى هَذَا وَحَدِيثِهِ، إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَحْدِثُ الْحَدِيثَ لَوْ شَاءَ الْعَادُّ أَنْ يُحْصِيَهُ أَحْصَاهُ.

۳۶۵۵- حضرت عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ امام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تمہیں ابو ہریرہ پر تعجب نہیں آتا کہ وہ آئے اور میرے حجرے کے پاس بیٹھ کر مجھے سنانے کو رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرنے لگے جبکہ میں نوافل پڑھ رہی تھی اور پھر میرے نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی اٹھ کر چل دیے۔ اگر میں انہیں پاتی تو میں انہیں بتاتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تیز تیز باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

۳۶۵۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ؛ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ، فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي، يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ، وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ سَرْدَكُمْ.

🌞 فائدہ: تیز بولنا عام طور پر بھی کسی طرح ممدوح نہیں ہے بالخصوص داعی، خطیب اور مدرس کی گفتگو میں ٹھہراؤ کا ہونا بہت ہی عمدہ صفت ہے۔

باب ۸- فتویٰ دینے میں احتیاط کرنا

(المعجم ۸) - باب التَّوَقُّي فِي الْفَتْيَا
(التحفة ۸)

۳۶۵۶- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

۳۶۵۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

۳۶۵۵- تخریج: أخرجه مسلم من حديث ابن وهب به، وانظر الحديث السابق، وعلقه البخاري، ح: ۳۵۶۸.
۳۶۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۵/۵ من حديث عيسى بن يونس به * عبد الله بن سعد لم يوثقه غير ابن حبان، وقال الساجي: ضعفه أهل الشام.

الرَّازِي: أَخْبَرَنَا عَيْسَى عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ الصَّنَائِجِيِّ، عَنْ
مُعَاوِيَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْعُلُوطَاتِ.

☀️ فائدہ: یہ کسی طرح درست نہیں کہ رمز اور پہیلی کے انداز میں مسئلہ پوچھا جائے یا کوئی مفتی بہم اور مخفی انداز سے

جواب دے۔

۳۶۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے کسی مفتی نے علم کے بغیر
فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر
ہوگا۔“ سلیمان مہری کی روایت میں مزید ہے: ”جس
نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جبکہ اسے علم تھا کہ
بھلائی اس کے خلاف میں ہے تو اس نے اس کی خیانت
کی۔“ یہ لفظ سلیمان کے ہیں۔

۳۶۵۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِيءُ: حَدَّثَنَا
سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ
عَمْرٍو، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي عُثْمَانَ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«مَنْ أَفْتِيَ» ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ:
أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ
عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي
نُعَيْمَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الطُّنْبُذِيِّ، رَضِيَ
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ قَالَ: سَمِعْتُ
أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
أَفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ»
زَادَ سُلَيْمَانُ الْمَهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ: «وَمَنْ
أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي
غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَ» وَهَذَا لَفْظُ سُلَيْمَانَ.

☀️ فائدہ: جب عام معاملات میں بھلائی کے خلاف مشورہ دینا خیانت ہے تو دینی اور شرعی مسائل میں غلط فتویٰ دینا یا

راج کی بجائے مرجوح بات بتانا تو بہت بڑی خیانت ہے۔

۳۶۵۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب اجتناب الرأي والقياس، ح: ۵۳ من حديث
مسلم بن يسار به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۲۶، ووافقه الذهبي.

(المعجم ۹) - باب كَرَاهِيَةِ مَنَعِ الْعِلْمِ

(التحفة ۹)

باب: ۹- علم کی بات چھپانا ناجائز ہے

۳۶۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپا لیا (اور بتایا نہیں) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کی لگام دے گا۔“

۳۶۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللَّهُ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

فائدہ: اس کا تعلق، بقول فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ، فرائض سے ہے جن کا سیکھنا عام مسلمان پر فرض ہے، تو عالم کو ان کا بتانا فرض ہے۔ علاوہ ازیں جو واجب نہیں ان کا بتانا بھی واجب نہیں۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۰) - باب فَضْلِ نَشْرِ الْعِلْمِ

(التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- اشاعت علم کی فضیلت

۳۶۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم (مجھ سے) سنتے ہو اور تم سے سنا جائے گا اور پھر جو تم سے سنے گا اس سے سنا جائے گا۔“

۳۶۵۹- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ

وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ».

۳۶۶۰- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ

۳۶۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِنْ

۳۶۵۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما جاء في كتمان العلم، ح: ۲۶۴۹ من حديث علي ابن الحكم به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۹۵، ورواه جماعة عن عطاء بن أبي رباح به.

۳۶۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۲۱/۱ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، ح: ۷۷، والحاكم على شرط الشيخين: ۹۵/۱، ووافقه الذهبي * الأعمش عن.

۳۶۶۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع، ح: ۲۶۵۶، وابن ماجه، ح: ۴۱۰۵ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۷۲، ۷۳.

اس شخص کو خوش و خرم اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے حفظ کیا اور یاد رکھا تا کہ اسے پہنچائے بہت سے علم و فقہ کے حامل اپنے سے بڑھ کر زیادہ دانا اور فقیہ لوگوں کو پہنچاتے ہیں اور بہت سے علم و فقہ کے حامل ایسے ہوتے ہیں جو درحقیقت دانا اور فقیہ نہیں ہوتے۔“

وُلِدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «نَصَرَ اللَّهُ امْرَأًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ، قَرَّبَ حَامِلٍ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهٍ لَيْسَ بِفِقْهِهِ».



فوائد و مسائل: ① صاحب حدیث کو لازم ہے کہ نقل الفاظ میں حفظ و امانت کو پیش نظر رکھے، البتہ فہم و استنباط ایک وہی ملکہ ہے جو اللہ تعالیٰ مختلف طبقات میں اصحاب علم کو عنایت فرماتا رہتا ہے عین ممکن ہے کہ براہ راست سننے والا وہ کچھ نہ سمجھ سکے جو اس کے شاگرد کی سمجھ میں آجائے۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ علم شریعت کا مدار براہ راست اساتذہ سے پڑھنے اور سننے میں ہے، جو شخص محض کتابیں پڑھ کر کوئی چیز سمجھتا ہے وہ اتنا معتمد نہیں جتنا کہ اساتذہ سے پڑھنے اور سننے والا ہو سکتا ہے۔ محض کتابوں سے پڑھنے والے کو محدثین کی اصطلاح میں ”صحفی“ کہا جاتا ہے۔ ③ حدیث میں وارد فقہ و فقیہ کے الفاظ معروف اصطلاحی کلمات نہیں ہیں جو کہ بہت بعد میں ایجاد ہوئے ہیں۔ اس سے مراد فہم و استنباط مسائل کا وہی ملکہ ہے۔



۳۶۶۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم اللہ کی! اللہ عز و جل تیری رہنمائی سے کسی ایک شخص کو بھی راہ حق دکھا دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے افضل ہے۔“

۳۶۶۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وَاللَّهِ! لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِهَذَاكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ».



فائدہ: اس حدیث میں داعی مبلغ، استاذ اور مربی حضرات کی بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ دائرہ اپنی اولاد عزیز و اقارب حلقہ احباب اور اجنبی طلبہ و سامعین سب کو محیط ہے۔ اس لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ قول و عمل ہر طرح سے ہر حال میں ادا کرتے رہنا چاہیے۔

باب: ۱۱- بنی اسرائیل سے روایت کرنا

(المعجم ۱۱) - باب الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ (التحفة ۱۱)

۳۶۶۱- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب القرشي . . . الخ، ح: ۳۷۰۱، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ۲۴۰۶ من حديث عبد العزيز بن أبي حازم به مطولا.

۳۶۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل (اہل کتاب)
 عَمَرُوا، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سے روایت کر سکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔“
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ».

🌞 فائدہ: یعنی ایسے مسائل جن کا (قرآن و حدیث سے) صدق ثابت ہو تو اسے بالجزم بیان کیا جائے یا کوئی تاریخی
 نوعیت کی بات ہو کہ اس میں صدق و کذب کا احتمال ہو تو اسے بیان کیا جاسکتا ہے لیکن اعتماد سے تصدیق نہیں کی
 جاسکتی۔ اور جن امور کا کذب قرآن و حدیث سے ثابت ہو ان کی تکذیب کی جائے۔

۳۶۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی
 حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: ہے کہ نبی ﷺ (بعض اوقات) ہمیں بنی اسرائیل کی
 كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُنَا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ باتیں بیان کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور پھر نماز کے
 حَتَّى يُصْبِحَ مَا يَقُومُ إِلَّا إِلَى عَظْمِ صَلَاةٍ خیال ہی سے اٹھتے۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ: فِي طَلَبِ الْعِلْمِ
 لِغَيْرِ اللَّهِ (التحفة ۱۲)
 باب: ۱۲- غیر اللہ کے لیے علم حاصل
 کرنے کی مذمت

۳۶۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
 حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ التَّعْمَانِ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی رضا مندی
 أَبِي طَوَالَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ والا علم اس غرض سے حاصل کیا کہ دنیا حاصل کرے تو
 مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ایسا آدمی قیامت کے دن جنت کی خوشبوئیں پاسکے گا۔“

۳۶۶۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۷۴/۲، والحميدي، ح: ۱۱۷۴ (بتحقيقي) من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۶۲/۹.
 ۳۶۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۷/۱، وابن خزيمة، ح: ۱۳۴۲ من حديث معاذ به * قتادة مدلس وعنه، وللحديث طريق آخر ضعيف عند أحمد: ۴۴۴/۴.
 ۳۶۶۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ح: ۲۵۲ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ۵۴۳/۸، وصححه ابن حبان، ح: ۸۹، والحاكم: ۸۹/۱.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا، مِمَّا يَنْتَعَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ، لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، يَعْنِي رِيحَهَا.

🌞 فائدہ: علم دین و شریعت کو محض دنیا کا مال و منصب حاصل کرنے کی غرض سے سیکھنا بہت بڑی شقاوت ہے۔ لازم ہے کہ اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کی نیت رکھی جائے۔ اللہ عزوجل دنیا کی ضروریات از خود پوری فرمادے گا۔ جیسے کہ اہل علم صحابہ اور دیگر سلف صالحین کی سیرتوں سے ثابت ہے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي الْقَصَصِ
(التحفة ۱۳)

۳۶۶۵- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”وَعِظَ وَبَى كَيْفَ جَوَامِيرِ هُوَ يَأْسُ كِي طَرَفِ سَے مَقَرَّر كِيَا كِيَا هُوَ يَا كُوِي اِيْنِي بُوَاِي يَاشْجِي كَا اظْهَار كَرْنِ وَالَا هُوَا“

۳۶۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ: أَخْبَرَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ الْخَوَّاصُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِي، عَنْ عَمْرٍو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّيْبَانِي، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَقْصُ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُخْتَالٌ».

🌞 فائدہ: امیر پر واجب ہے کہ اپنی رعیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خوب اشاعت کرے اور ایسے باصلاحیت افراد مقرر کرے جو کا حقہ فریضہ سرانجام دے سکیں۔ ان کے علاوہ ایسے لوگ جن میں علم و فہم کی صلاحیت نہ ہو ان کا از خود یہ منصب سنبھال لینا بالعموم فساد کا باعث ہو سکتا ہے۔ اور درحقیقت یہ مسئلہ حکومت اسلامیہ سے متعلق ہے۔

۳۶۶۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ ابْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ بَشِيرٍ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ لِبَاسِ فِي تَغْلِي كِي بِنَا طَرِيَاں هُوَا جَانِ كِے ڈَر سَے اِيَكِ

۳۶۶۵- تخریج: [إسناده حسن] وله طريق آخر عند أحمد: ۲۳۳/۴، وحسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ۱/۱۹۰.
۳۶۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶۳/۳ من حديث جعفر بن سليمان به * العلاء بن بشير مجهول، ومسلم، ح: ۲۹۷۹، وابن حبان، ح: ۲۵۶۶ يغني عنه.

النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَلَسْتُ فِي عَصَابَةٍ مِنْ ضَعَفَاءِ الْمُهَاجِرِينَ، وَإِنْ بَعْضُهُمْ لَيْسَتْ يَبْغُضُ مِنَ الْعَرَبِي، وَقَارِي يَقْرَأُ عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَكَتَ الْقَارِيءُ فَلَسَلَمَ ثُمَّ قَالَ: «مَا كُنتُمْ تَصْنَعُونَ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ كَانَ قَارِيءٌ لَنَا يَقْرَأُ عَلَيْنَا فَكُنَّا نَسْتَمِعُ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ أَمَرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِي مَعَهُمْ». قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَطْنَا لِيُعْدِلَ بِنَفْسِهِ فِينَا، ثُمَّ قَالَ بِدِهِ هَكَذَا، فَتَحَلَّقُوا وَبَرَزْتُ وَجُوهُهُمْ لَهُ. قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَرَفَ مِنْهُمْ أَحَدًا غَيْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبْشُرُوا يَامَعْشَرَ صَعَالِكِ الْمُهَاجِرِينَ بِالنُّورِ الثَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ، وَذَلِكَ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ».

۳۶۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي عَبْدُ السَّلَامِ يَعْنِي ابْنَ مَطْهَرٍ أَبُو ظَفَرٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَلْفٍ الْعَمِّيُّ عَنْ ثِقَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

دوسرے کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک قاری ہم پر پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور برسر مجلس کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہو گیا تو آپ نے سلام کیا اور پوچھا: ”تم کیا کر رہے تھے؟“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! قاری پڑھ رہا تھا اور ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب سن رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حمد ہے اس اللہ کی جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھوں۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے تاکہ اپنے آپ کو ہمارے برابر ثابت کریں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو انہوں نے حلقہ بنالیا اور ان سب کے چہرے آپ کے سامنے آ گئے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سوا کسی کو پوچھا ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے مہاجرین کے فقیر لوگو! تمہیں قیامت کے روز کامل نور کی بشارت ہو۔ تم لوگ اغنیاء سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو گے اور اس کی مقدار پانچ سو سال ہے۔“

۳۶۶۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ نماز فجر سے سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کریں مجھے ان کے ساتھ بیٹھے رہنا زیادہ پسند ہے اس سے کہ اولاد اسماعیل سے چار

۳۶۶۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۵۶۱ من حديث عبد السلام بن مطهر به • فتادة عنن، وللحديث شواهد ضعيفة، انظر المسند الجامع (بتحقيق) ۴۳۹/۷، ح: ۵۳۰۵.

علم کے احکام و مسائل

اللہ ﷻ: «لَا أَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ صَلَاةِ الْعَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَلَآ أَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً».

غلام آزاد کروں۔ اور میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھ رہوں جو نماز عصر سے سورج غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کریں زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ چار غلام آزاد کروں۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق ملنا بہت بڑی نیکی اور نعمت ہے اور قرآن و سنت کا وعظ کہنا سننا بھی اللہ کے ذکر کے معنی میں ہے۔ نیز فجر صادق سے سورج نکلنے تک اور ای طرح عصر سے غروب تک کا وقت قرب الہی کا بہترین قیمتی وقت ہوتا ہے۔ فرمایا: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ (۳۹: ق) تاہم بعض حضرات نے اس کی تحسین بھی کی ہے۔



۳۶۶۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةَ النَّسَاءِ». قَالَ: قُلْتُ: أَقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ؟ قَالَ: «إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي». قَالَ: فَفَرَأْتُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا انْتَهَيْتُ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾ الْآيَةَ [النساء: ۴۱]، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا عَيْنَاهُ تَهْمَلَانِ.

۳۶۶۸- حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”مجھ پر سورۃ نساء کی قراءت کرو۔“ میں نے عرض کیا: میں آپ پر پڑھوں حالانکہ (قرآن) آپ پر نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے قراءت کی حتیٰ کہ جب میں آیت کریمہ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾ پر پہنچا تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں۔

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید سننا سنا سب سے عمدہ وعظ ہے بشرطیکہ انسان اس کے فہم سے آشنا ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ کا رونا غائب اس بنا پر تھا کہ آپ امت پر گواہ ہوں گے جبکہ لوگ نامعلوم کیسے عمل کر کے آئیں گے۔ آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: ”پھر ان کا کیا حال ہوگا جس وقت ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور آپ کو اس امت پر گواہ بنائیں گے۔“

۳۶۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب من أحب أن يستمع القرآن من غيره، ح: ۵۰۴۹، ومسلم صلوٰۃ المسافرين، باب فضل استماع القرآن... الخ، ح: ۸۰۰ من حديث حفص بن غياث به.

کھانے پینے سے متعلق احکام و مسائل

* الأَطْعَمَةُ کی لغوی تعریف: ”اطعمة“ طعام کی جمع ہے، قاموس میں اس کے معنی کیے گئے ہیں: ”الْبَرُّ وَمَا يُؤْكَلُ“: گندم اور جو چیز کھائی جاتی ہے اسے ”طعام“ کہا جاتا ہے۔ بعض علمائے لغت کے نزدیک ”طعام“ سے مراد صرف کھانا ہی نہیں بلکہ بعض اوقات پینے والی چیز پر بھی ”طعام“ کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے جس نے اس سے پانی پی لیا وہ مجھ سے نہیں اور جس نے اس کا پانی نہ چکھا تو یقیناً وہ میرا ہے۔“ (البقرہ: ۲۳۹)

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[زَمَزَمُ طَعَامٌ طُعِمَ وَ شِفَاءٌ سُقِمَ]

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

”زمرم کھانے والے کا کھانا ہے اور بیمار کے لیے شفا ہے۔“ (مجمع الزوائد: ۲۸۶/۳ والمعجم الکبیر للطبرانی: ۹۸/۱۱)

* اشریۃ کی لغوی تعریف: ”اشریۃ“ شراب کی جمع ہے یعنی ہر بننے والی چیز جسے پیا جائے وہ شراب کہلاتی ہے، ہمارے ہاں اُسے مشروب کہا جاتا ہے۔

* کھانے پینے کی مشروعیت: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے بے شمار نعمتیں بطور خوراک پیدا کی ہیں۔ پھر مزید رحمت فرماتے ہوئے ہر اس کھانے پینے کی چیز کو حرام قرار دے دیا جو انسانی صحت اور عقل کے لیے نقصان دہ تھی اور ہر وہ چیز جو مفید تھی اسے حلال رکھا، خواہ وہ دانے ہوں، پھل ہوں یا جانوروں کی شکل میں ہوں، لہذا ارشاد باری ہے: ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ﴾ ”اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ اور پیو۔“ (البقرہ: ۲۴۹)

کھانے اور پینے کا بنیادی مقصد انسانی بقا ہے تاکہ انسان اپنے رب کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے ہر دم تیار ہو۔ اس کی صحت اس کا بھرپور ساتھ دے تاکہ وہ اطاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکے، اس لیے صرف حلال اور مفید چیزیں کھانے کی پابندی عائد کر دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا﴾

”اے لوگو! تم ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال اور پاکیزہ ہیں۔“ (البقرہ: ۱۶۸)

رحمت دو عالم ﷺ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

[كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَابْسُتُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ تُرَى نِعْمَتُهُ عَلَى عَبْدِهِ]

”کھاؤ پیو اور صدقہ خیرات کرو بغیر اسراف و تکبر و غرور کے لباس پہنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھنا پسند کرتا ہے۔“ (مسند احمد: ۱۸۱/۲، ۱۸۲/۱، ۱۸۳/۱، ۱۸۴/۱ بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسے کتاب اللباس کے شروع میں معلق بیان کیا ہے)

* کھانے اور پینے کے چند نبوی آداب: ﴿كُلُوا﴾ کھانے اور پینے کا بنیادی قانون یہ ہے کہ وہ چیز حلال اور پاکیزہ ہو، ارشاد نبوی ہے: [كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ] (صحیح مسلم، الاشریۃ، باب بیان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام، حدیث: ۲۰۰۳) ”ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر



شراب حرام ہے۔“

- ⊗ جن چیزوں کو شریعت نے حرام قرار دے دیا ہے ان سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے۔ مثلاً مردہ جانور کا گوشت کھانا، خنزیر ذبح کے وقت بہنے والا خون، قبروں اور بتوں کی نذر کیا جانے والا کھانا اور جانور ہر پکلی اور پنچے سے شکار کرنے والا جانور وغیرہ۔
- ⊗ کھانے اور پینے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تقویت کا حصول اور بھوک مٹانا ہو تو یہ باعث اجر بن جاتا ہے۔

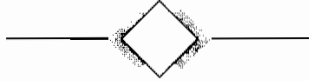
- ⊗ کھانے اور پینے سے پہلے بسم اللہ اور فارغ ہو کر الحمد للہ یاد گیر مسنون دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔
- ⊗ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور بیٹھ کر کھانا افضل و بہتر ہے۔
- ⊗ کھانے میں عیب نکالنا اور باتیں بنانا غلط ہے، ہاں اگر طبیعت نہ مانے تو نہ کھائے۔
- ⊗ کھانا دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا چاہیے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔
- ⊗ اگر کھانے کے دوران میں لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالینا چاہیے۔
- ⊗ کھانے کی دعوت قبول کرنی چاہیے۔
- ⊗ اگر چند افراد مل کر کھانا کھا رہے ہوں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔
- ⊗ کھانے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پھونکیں مارنا درست نہیں۔
- ⊗ ٹیک لگا کر یا لیٹ کر کھانا درست نہیں۔
- ⊗ ملازموں اور خادموں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا افضل ہے، ورنہ انہیں کھانے میں سے کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہیے۔

- ⊗ کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا سنت ہے، البتہ دھونا بھی درست ہے۔
- ⊗ دعوت کرنے والے کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔
- ⊗ جن جانوروں کا گوشت کھایا نہیں جاتا ان کا دودھ پینا بھی حرام ہے۔
- ⊗ تمباکو، سگریٹ، افیون، چرس اور ہیروئن وغیرہ سخت حرام ہیں۔
- ⊗ ایسا جوس جس میں جوش اور نشہ پیدا ہو چکا ہو اسے پینا حرام ہے۔
- ⊗ بوقت ضرورت کھڑے ہو کر پینا درست ہے۔

۲۵- کتاب الاشریۃ

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

- ⊗ مشروب کو تین سانسوں میں پینا سنت ہے ہر بار منہ برتن سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے۔
- ⊗ اگر برتن میں کوئی چیز نظر آئے تو اسے ہاتھ سے یا مشروب بہا کر نکالنا چاہیے پھونک مارنا ٹھیک نہیں۔
- ⊗ کھانا یا مشروب پیش کرتے وقت دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔
- ⊗ مشروب پیش کرنے والا سب کے آخر میں خود نوش کرے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۵) - كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ (التحفة ۲۰)

مشروبات سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱- شراب کی حرمت کا بیان

(المعجم ۱) - باب تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

(التحفة ۱)

۳۶۶۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس وقت یہ پانچ چیزوں سے تیار ہوتی تھی یعنی انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے۔ اور شراب (نمر) سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اور تین باتوں کے متعلق میری خواہش یہ رہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وضاحت کرنے سے پہلے ہم سے جدا نہ ہوئے ہوتے۔ دادا کی وراثت، کالہ کا حصہ اور سود کے بعض مسائل۔

۳۶۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ، قَالَ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خُمْسَةِ أَشْيَاءَ: مِنَ الْعَنْبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ، وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا فِيهِنَّ عَهْدًا نَنْتَهِيَ إِلَيْهِ: الْجَدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنَ أَبْوَابِ الرِّبَا.

🌞 فائدہ: بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ شراب صرف وہی ہوتی ہے جو انگور سے بنے صحیح نہیں، بلکہ ہر وہ چیز جو کسی بھی اور جنس سے تیار کی جائے اور جو عقل پر پردہ ڈال دے نمر ہے اور حرام ہے چاہے وہ کسی چیز کی بھی بنی ہوئی ہو۔

۳۶۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، التفسير، باب: في نزول تحريم الخمر، ح: ۳۰۳۲ من حديث إسماعيل بن إبراهيم، وهو ابن علي، والبخاري، التفسير، باب قوله: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجَسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾، ح: ۴۶۱۹ من حديث أبي حيان به.

۳۶۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ مُوسَى الْخَثَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قَالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَتَزَلَّتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ﴾ [البقرة: ۲۱۹] الْآيَةُ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقَرَأَتْ عَلَيْهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَتَزَلَّتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي النَّسَاءِ ﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَى﴾ [النساء: ۴۳] فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ يُنَادِي: أَلَا لَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سُكْرَانٌ. فَدُعِيَ عُمَرُ فَقَرَأَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَتَزَلَّتِ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾ [المائدة: ۹۱] قَالَ عُمَرُ: انْتَهَيْنَا.



شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل
۳۶۷۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمیں صاف صاف حکم بیان فرمادے۔ چنانچہ سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ.....﴾ (اے نبی!) لوگ آپ سے خمر (شراب) اور جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے (اور لوگوں کے لیے) (کچھ) فائدہ بھی ہے لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔“ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور انہیں یہ آیت سنائی گئی۔ انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں خمر کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرمادے۔ چنانچہ سورہ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَقْرَبُوا.....﴾ (اے ایمان والو! تم اس وقت نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے میں ہو،“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا منادی نماز کی اقامت کے وقت اعلان کیا کرتا تھا: خبردار! کوئی شخص نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں شراب کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرمادے۔ چنانچہ سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ.....﴾ (یقیناً خمر حرام ہے اور شیطانی اعمال میں سے ہے) کیا تم ان سے باز آتے ہو؟“ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم باز آ گئے۔

۳۶۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة المائدة، ح: ۳۰۴۹، والنسائي، ح: ۵۵۴۲ من حديث إسرائيل به، وصححه الترمذي، وسنده ضعيف * أبو إسحاق عن، وعمرو بن شرحبيل لم يسمع من عمر، والحديث السابق: ۳۶۶۹ يغني عنه.

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

۳۶۷۱- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نے ان کی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کی دعوت کی اور انہیں شراب پلائی اور یہ واقعہ حرمت شراب سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز مغرب میں امامت کرائی اور سورۃ الکافرون کی قراءت کرنے لگے مگر وہ ان پر غلط ہوئی۔ چنانچہ یہ حکم نازل ہوا: ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ﴾ ”نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ“ حتیٰ کہ جانے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“

۳۶۷۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أَنْ تَحْرَمَ الْخَمْرُ، فَأَمَّهُمْ عَلِيٌّ فِي الْمَغْرِبِ وَقَرَأَ ﴿قُلْ يَتَايَمُ الْكَافِرُونَ﴾ فَخَلَطَ فِيهَا، فَتَرَلَّثَ ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ [النساء: ۴۳]۔

فائدہ: نماز میں انسان کو پورے شعور کے ساتھ متوجہ ہو کر کھڑے ہونا چاہیے اسی لیے نماز میں اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ پہلے اپنی نیند پوری کرے۔

۳۶۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آیات کریمہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ﴾ اور ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ﴾ ان دونوں کو ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

۳۶۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿يَتَايَمُ الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ﴾ [النساء: ۴۳] ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ﴾ [البقرة: ۲۱۹] نَسَخْتُهُمَا الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ﴾ الْآيَةَ [المائدة: ۹۰]۔

۳۶۷۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة النساء، ح: ۳۰۲۶ من حدیث عطاء بن السائب به، وقال: "حسن غریب صحیح"۔

۳۶۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۸/ ۲۸۵ من حدیث أبي داود به۔

۲۵- کتاب الاشریہ

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

۳۶۷۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ حَيْثُ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَمَا شَرَابُنَا يَوْمَئِذٍ إِلَّا الْفَضِيخُ. فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، وَنَادَى مُنَادِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا: هَذَا مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۳۶۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں اہل مجلس کو شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔ اور اس دن ہماری شراب فضیخ (کچی کھجور سے تیار کی ہوئی شراب تھی۔ ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: تمہارا شراب حرام کر دی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے منادوں نے اعلان بھی کر دیا۔ پس ہم نے کہا: یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اعلان کر رہا ہے۔

🌞 فائدہ: گویا جس شراب کے لیے حرمت کا حتمی حکم نازل ہوا وہ انگور کی بنی ہوئی تھی بلکہ کچی کھجور کی بنی ہوئی تھی۔

(المعجم ۲) - بَابُ الْعَصِيرِ لِلْخَمْرِ (التحفة ۲)

باب ۲- اگر کوئی شراب بنانے کی غرض سے انگور نچوڑے

۳۶۷۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ [أَبِي طُعْمَةَ] - مَوْلَاهُمْ - وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْغَافِقِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَعَنَ اللَّهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ».

۳۶۷۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے شراب اس کے پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، انگور نچوڑنے والے، نچوڑوانے والے اس کے اٹھانے والے اور جس کی طرف اٹھائی جا رہی ہو ان سب پر لعنت کی ہے۔“

🌞 فائدہ: باغ والے اور تاجر کو اگر معلوم ہو کہ خریدار لوگ ان انگوروں وغیرہ سے شراب بنائیں گے تو ان کو فروخت کرنا یا کسی اور طرح سے معاون بنانا جائز نہیں، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ ”گناہ

۳۶۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، المائدة، باب: ﴿ليس على الذين آمنوا و عملوا الصالحات جناح فيما طعموا﴾، ح: ۴۶۲۰، ومسلم، الأشرية، باب تحريم الخمر... الخ، ح: ۱۹۸۰ من حديث حماد بن زيد به.

۳۶۷۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأشرية، باب: لعنت الخمر على عشرة أوجه، ح: ۳۳۸۰ من حديث وكيع به * أبو علقمة صوابه أبو طعمة كما عند ابن ماجه وغيره.

اور تعدی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیا کرو۔“ (المائدہ: ۲)

(المعجم ۳) - باب مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ
تُخَلَّلُ (التحفة ۳)

۳۶۷۵- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الشَّدِيِّ، عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَيْتَامٍ وَرَثُوا خَمْرًا، قَالَ: «أَهْرِقْهَا»، قَالَ: أَفَلَا أَجْعَلُهَا خَلًّا، قَالَ: «لَا».

۳۶۷۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یتیموں کو ورثے میں شراب ملی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے بہادو (اور ضائع کر دو)۔ انہوں نے کہا: کیا میں اس سے سر نہ بنا لوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“

فائدہ: شراب اس غرض سے رکھ چھوڑنا کہ سر نہ بن جائے حرام ہے البتہ کہیں سے سر نہ بنا بنایا مل جائے تو الگ بات ہے اور وہ جائز ہے، کیونکہ اسے وہ سر نہ بننے کی شکل میں ملی ہے۔

(المعجم ۴) - باب الْخَمْرِ مِمَّا هِيَ
(التحفة ۴)

۳۶۷۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْعَنْبِ خَمْرًا وَإِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْبُرِّ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا».

۳۶۷۶- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انگور سے شراب ہے کھجور سے شراب ہے، شہد سے شراب ہے، گندم سے شراب ہے اور جو سے بھی شراب ہے۔“

۳۶۷۷- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ ۳۶۷۷- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

۳۶۷۵- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب تحريم تخليل الخمر، ح: ۱۹۸۳ من حديث سفيان الثوري به.
۳۶۷۶- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الجبوب التي يتخذ منها الخمر، ح: ۱۸۷۳ عن الحسن بن علي به، وقال: "هذا حديث غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۳۷۹، وانظر الحديث الآتي.
۳۶۷۷- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۸/ ۲۸۹ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۷۶.

شراب کی حرمت اور اس کے متعلق دیگر احکام و مسائل

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ انگور کے شربت سے کشمش، کھجور، گندم، جو اور مکئی سے شراب بنتی ہے اور میں تمہیں ہر نشہ آور سے منع کرتا ہوں۔“

أَبُو عَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَرِيزٍ، أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُ أَنَّ الثُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعَصِيرِ وَالرَّيْبِ وَالْتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالذَّرَةِ، وَإِنِّي أَنَهَاكُمُ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ».

۳۶۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب ان دو درختوں سے ہے یعنی کھجور اور انگور سے۔“

۳۶۷۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند کے راوی ابو کثیر الغبری کا نام یزید بن عبد الرحمن بن غفیلہ السحیمی ہے۔ بعض نے اذینہ کہا ہے لیکن غفیلہ ہی صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي كَثِيرٍ الْغُبَرِيُّ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُفَيْلَةَ [السَّحِيمِي]. وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَذَيْنَةُ، وَالصَّوَابُ عُفَيْلَةُ.



🌞 فائدہ: اس باب میں تین احادیث بیان کی گئی ہیں۔ پہلی دو احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً متعدد اشیاء بیان فرمائیں جن سے شراب بنائی جاتی تھی۔ آپ کے فرمان کا مقصد بھی یہی ہے کہ شراب کسی چیز سے بھی بنے اگر نشہ آور ہے تو خمر ہے اور حرام ہے۔ تیسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ شراب جو عام طور پر ملتی ہے اور رائج ہے وہ ان دو پھلوں سے بنی ہوتی ہے۔ ان الفاظ سے بعض لوگوں نے جو یہ مفہوم نکالا ہے کہ شراب صرف وہی ہوگی جو ان دو پھلوں سے بنائی جائے گی درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ مقصد نہ ہو سکتا ہے اور نہ تھا۔ یہ آپ ﷺ کے ایک مختصر قول کو آپ کی بیان کردہ وضاحت سے الگ کر کے اپنی مرضی کا مفہوم بنانے کی کوشش ہے جو کسی طرح بھی روا نہیں۔

۳۶۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ، مما يتخذ من النخل والعنب يسمى خمرًا، ح: ۱۹۸۵ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

باب ۵- نشہ کا بیان

(المعجم ۵) - باب مَا جَاءَ فِي السُّكْرِ

(التحفة ۵)

۳۶۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور شے خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے اور جو شخص اس حالت پر مر گیا کہ وہ شراب پیتا تھا تو وہ آخرت میں نہیں پے گا۔“

۳۶۷۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

🌞 فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص اس شراب سے محروم رہے گا جو جنت میں داخل ہونے والوں کو میسر ہوگی دوسرے لفظوں میں وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۳۶۸۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ چیز جو عقل پر پردہ ڈال دے وہ خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے اور جس نے کوئی نشہ آور چیز استعمال کی اس کی چالیس دن کی نمازیں کاٹ لی جائیں گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اگر اس نے چوتھی بار پینے کا اعادہ کیا تو اللہ پر یہ حق ہوگا کہ اسے [طِينَةُ الْحَبَالِ] پلائے۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! [طِينَةُ الْحَبَالِ] سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ جہنمیوں کی پیپ ہے۔ اور جس نے کسی کم عمر کو شراب پلا دی جسے حلال

۳۶۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ التَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ الصُّنْعَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ التَّعْمَانَ [يَعْنِي ابْنَ الْمُنْذِرِ] يَقُولُ: عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُخْمَرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخِشَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْحَبَالِ». قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْحَبَالِ يَا رَسُولَ

۳۶۷۹- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر، وأن كل خمر حرام، ح: ۷۳/۲۰۰۳ عن سليمان بن داود أبي الربيع العتكي به.

۳۶۸۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۲۸۸/۸ من حديث أبي داود به * التعمان هو ابن أبي شبة الجندي.

اللہ؟ قال: «صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْحَبَالِ».

حرام کی تمیز نہ تھی تو اللہ پر حق ہوگا کہ اسے [طینۃ الحبال] یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① کہتے ہیں کہ نشہ آور چیز کا اثر جسم میں چالیس دنوں تک رہتا ہے۔ ② نادان بچوں کو یا جسے پتہ نہ ہو اسے کوئی نشہ آور چیز پلانا ناشدید معاشرتی اور اخلاقی جرم ہے۔ جس سے پلانے والے کی عاقبت خراب ہو جاتی ہے۔

۳۶۸۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْفَرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُكَدِّرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَشْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

۳۶۸۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔“


فوائد و مسائل: اس حدیث مبارک میں صراحت کر دی گئی کہ ہر نفع آ و چیز اس کی نوعیت خواہ کچھ ہو وہ مقدار میں تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہی ہے۔ اور یہ کہ بنایا سمجھنا کہ انگوڑی ہو تو حرام ہے اور دوسری قسم کی ہو تو اس کا اتنی مقدار میں پینا حلال ہے جس سے نشہ پیدا نہ ہو، فرمان رسول کے خلاف ہے۔ اس لیے محقق اطبا اور علمائے محدثین کے نزدیک ہو میو پیتھک، ایلو پیتھک یا یونانی ادویہ جن میں الکحل، فیون، شراب یا کوئی بھی ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس سے علاج کرنا حرام ہے اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور معجم کبیر میں مرفوعاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ** [صحیح البخاری، الاثریة قبل حدیث: ۵۲۱۳ والمعجم الکبیر للطبرانی: ۳۳۵/۹] نیز ان جیسی دیگر روایات اور نصوص سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ پلید اور حرام چیزوں کے ساتھ علاج ممنوع ہے، بعض علماء نے حرام اور پلید چیزوں کے ساتھ علاج کو جائز قرار دیا ہے، تو انہوں نے اسے مضطر کے لیے مردار اور خون کے استعمال کے جواز پر قیاس کیا ہے، لیکن نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ قیاس کمزور ہے، لہذا یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مردار اور خون کھانے سے ضرورت زائل ہو جاتی ہے اور اس سے جان کی حفاظت ہو جاتی ہے جبکہ حرام اور پلید چیز کے استعمال سے شفا یقینی نہیں اور ضروری نہیں کہ مرض کا ازالہ ہو جائے، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ خبر دی ہے کہ یہ دوا انہیں لہذا اس سے علاج بھی صحیح نہیں۔

٣٦٨١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأثرية، باب ما جاء ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح: ١٨٦٥ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٣٩٣، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٦٠، وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان)، ح: ٣٧٩/٧، ح: ٥٣٥٨.

۳۶۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْبَيْعِ، فَقَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ».

۳۶۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بیع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو حرام ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرْجُسِيِّ، حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ. زَادَ: وَالْبَيْعُ نَبِيذُ الْعَسَلِ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن عبد رب الجرجسی پر حدیث کی قراءت کی۔ اس کی سند یہ تھی: محمد بن حرب نے زبیدی سے انہوں نے زہری سے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی۔ اس میں مزید ہے: بیع سے مراد شہد کی شراب ہے جو کہ اہل یمن استعمال کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مَا كَانَ أَتْبَعُهُ، مَا كَانَ فِيهِمْ مِثْلُهُ يَعْنِي فِي أَهْلِ حِمَصَ، يَعْنِي الْجُرْجُسِيِّ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہتے تھے لا الہ الا اللہ جرجسی کیسا عجیب، معتبر اور ثقہ آدمی تھا۔ اہل حمص میں اس جیسا کوئی آدمی نہیں تھا۔

۳۶۸۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ دَلِمْ الْجَمِيرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا بِأَرْضِ بَارِدَةٍ نُعَالِجُ فِيهَا عَمَلًا شَدِيدًا، وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هَذَا

۳۶۸۳- حضرت دہلم حمیری رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سرد علاقے کے لوگ ہیں، ہمیں پر مشقت کام کرنا پڑتا ہے، ہم اس گندم سے ایک مشروب بناتے ہیں جس سے اپنے کام میں طاقت حاصل کرتے اور سردی کا دفاع کرتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: ”کیا یہ مشروب نشہ دیتا ہے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ

۳۶۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الخمر من العسل وهو البتع، ح: ۵۵۸۵، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ۲۰۰۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۸۴۵/۲. ۳۶۸۳- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/۲۳۲ من حديث محمد بن إسحاق به، وتابعه عبد الحميد بن جعفر وغيره.

نشہ سے متعلق احکام و مسائل

الْقَمْحُ نَقَوَىٰ بِهِ عَلَىٰ أَعْمَالِنَا وَعَلَىٰ بَرَدِ
بِلَادِنَا. قَالَ: «هَلْ يُسَكَّرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ.
قَالَ: «فَاجْتَنِبُوهُ». قَالَ: فَقُلْتُ: فَإِنَّ
النَّاسَ غَيْرَ تَارِكِيهِ. قَالَ: «فَإِنْ لَمْ يَتْرُكُوهُ
فَقَاتِلُوهُمْ».

فائدہ: کسی حرام چیز کا عادی ہو جانا اس کے حلال ہونے کی وجہ جواز نہیں بن سکتا۔ نیز صریح خلاف اسلام امور پر
خلیفہ وقت کو قاتل کر کے بھی ان کا ازالہ کرنا لازم ہے۔

۳۶۸۴- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ
خَالِدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ،
عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ
شَرَابٍ مِنَ الْعَسَلِ، فَقَالَ: «ذَلِكَ الْبَيْعُ».
قُلْتُ: وَيَتَّبِعُ مِنَ الشَّعِيرِ وَالذَّرَّةِ. قَالَ:
«ذَلِكَ الْمِزْرُ». ثُمَّ قَالَ: «أَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّ كُلَّ
مُسَكَّرٍ حَرَامٌ».

۳۶۸۴- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے شہد کی شراب کے متعلق نبی ﷺ سے معلوم کیا تو
آپ نے فرمایا: ”یہی بیع ہے۔“ میں نے کہا کہ جو اور مکئی
سے بھی نبید (نشہ آور مشروب) بنایا جاتا ہے۔ آپ نے
فرمایا: ”یہ مزر ہے۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”اپنی قوم کو بتا
دے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

فائدہ: ”نبید“ کھجور یا کشمش وغیرہ سے بنایا جانے والا میٹھا مشروب مطلقاً حرام نہیں ہے۔ یہ حرام اسی صورت
میں ہوتا ہے جب اس میں ترشی اور نشہ آجائے۔

۳۶۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ،
عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ
عَبْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ

۳۶۸۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ نبی ﷺ نے شراب جوئے سارگی اور غبیراء
سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

۳۶۸۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، ح: ۶۱۲۴-۴۳۴۴، ومسلم، ح: ۱۷۳۳، بعد، ح: ۲۰۰۱ من
حديث أبي بردة به.

۳۶۸۵- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۲۲۱/۱۰ من حديث حماد بن سلمة، وأحمد: ۱۵۸/۳ من حديث يزيد
ابن أبي حبيب به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ۳۶۹۶ وغيره.

نَهَى عَنْ الْحَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكَوْبَةِ
وَالْغُبَيْرَاءِ وَقَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

قال أبو داود: قال ابن سلام أبو عبيد:
الغُبَيْراءُ السُّكْرَكَةُ تُعْمَلُ مِنَ الدَّرَّةِ، شَرَابٌ
يَعْمَلُهُ الْحَبَشَةُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن سلام ابو عبید نے کہا
کہ ”غُبیراء“ مکی جوار وغیرہ سے بنائی جانے والی
شراب ہے جو اہل حبشہ بناتے ہیں۔

فائدہ: موسیقی کا بھی ایک معنوی نشہ ہوتا ہے۔ ان میں سارنگی، ڈھول، ڈھولکی قسم کی مزامیر بھی حرام ہیں، صرف
دف کی رخصت ملتی ہے۔

۳۶۸۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شَيْهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ
عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْقُفَيْمِيِّ، عَنِ
الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ،
عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفْتِرٍ.

۳۶۸۶- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور اور سستی لانے (سن کر
دینے) والی اشیاء سے منع فرمایا ہے۔

۳۶۸۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُوسَى بْنُ
إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ يَعْنِي ابْنُ
مَيْمُونٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ، قَالَ
مُوسَى: وَهُوَ عَمْرُو بْنُ سَلَمٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ
الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَا أَسْكَرَ
مِنْهُ الْفَرْقُ فَمِلْهُ الْكَفَّ مِنْهُ حَرَامٌ».

۳۶۸۷- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ
میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”ہر
نشہ آور چیز حرام ہے جس چیز کا بڑا پيالہ نشہ آور ہو تو اس کا
ایک چلو بھی حرام ہے۔“

فائدہ: بلکہ اس سے بھی قلیل مقدار خواہ قطرہ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے۔

۳۶۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۰۹/۶ من حديث الحسن بن عمرو القفيمي به * الحكم بن
عتيبة مدلس وعنعن.

۳۶۸۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشرية، باب ما جاء ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح: ۱۸۶۶
من حديث مهدي بن ميمون به، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۶۱، وابن حبان، ح: ۱۳۸۸.

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي الدَّاذِيّ

(التحفة ۶)

۳۶۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَاتِمِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنَمٍ فَقَدْ أَكْرَمَنَا الطَّلَاءُ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ بَيْنَ نَاسٍ مِنْ أُمَّتِي الْخَمَرُ يُسْمُونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

۳۶۸۸- مالک بن ابی مریم کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ آئے اور طلاء (انگور کے شیرے کو پکایا جائے یہاں تک کہ دو حصے خشک ہو جائے اور ایک حصہ باقی رہ جائے تو اسے طلاء کہتے ہیں) کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”(ایک وقت آئے گا کہ) میری امت کے کچھ لوگ شراب پییں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔“

🌞 فائدہ: [داذی] ایک خاص قسم کا دانہ ہے جو نیند میں ڈال دیا جاتا ہے جس سے اس میں شدت آ جاتی ہے اور نشہ آور شراب بن جاتی ہے۔



۳۶۸۹- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَاسِطٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ الْحَارِثُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، وَسُئِلَ عَنِ الدَّاذِيّ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ بَيْنَ نَاسٍ مِنْ أُمَّتِي الْخَمَرُ يُسْمُونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

۳۶۸۹- جناب ابو منصور حارث بن منصور کہتے ہیں: میں نے جناب سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ ان سے بارہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ شراب پییں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: الدَّاذِيّ شَرَابُ الْفَاسِقِينَ.

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي الْأَوْعِيَةِ

(التحفة ۷)

۳۶۸۸- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه. الفتن، باب العقوبات، ح: ۴۰۲۰ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في مسند أحمد: ۳۴۲/۵، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۸۴، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ۳۳۸۵ وغيره.

۳۶۸۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وقول سفیان الثوري سنده إليه ضعيف.

باب: ۷- شراب کے برتنوں کا بیان

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۹۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ : حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ
حَيَّانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ
وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا : نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
نَهَى عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ .
۳۶۹۰- حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا: ہم گواہی دیتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن (تونبہ) سبز
رنگ کا برتن جس میں روغن مل لیا جاتا تھا، روغن زیت
لگے برتن اور چوبی برتن سے منع فرمایا ہے۔“

☀ فائدہ: اسلام سے پہلے لوگ جن برتنوں میں شراب بنایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان میں نبید (پھلوں) کھجور
کشمش اور دیگر خشک یا تر پھلوں کا پانی کے ذریعے بنایا ہوا آمیزہ (جو بطور مشروب استعمال ہوتا تھا بنائے گئے) سے منع
فرمادیا۔ اس غرض سے عموماً چار قسم کے برتن استعمال کیے جاتے تھے:

۱- الدباء: بڑے سائز کے کدو جب خشک ہو جاتے تو ان کے اندر کا گودا وغیرہ نکال کر سخت خول کو برتن کے طور
پر استعمال کیا جاتا تھا۔ افریقہ کے ملکوں میں آج بھی اس کا رواج ہے۔ وہاں ایسے کدو بھی پائے جاتے ہیں جو نیچے
سے گول ہوتے ہیں اور اوپر کی طرف ان کی بہت لمبی گردن ہوتی ہے۔ ان کو بھی اندر سے خالی کر کے مشروب وغیرہ
کے برتن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل صراحی کی شکل کا ہوتا ہے۔ فارسی شاعری میں اسی لیے کدو کا لفظ
شراب کے برتن یا صراحی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے باہر کی سطح سخت اور نرم پروف جبکہ اندر کی سطح اسفنجی ہوتی
ہے اور اگر اس کو شراب کے لیے استعمال کیا جائے تو دھونے کے باوجود اس کی اندرونی اسفنجی سطح میں خامرہ یعنی وہ
مادہ جو نبید کے رس وغیرہ میں خیر اٹھانے کا سبب بن جاتا ہے موجود ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے برتن میں پھلوں کا رس تیار
کرنے یا رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

۲- حنتم: شراب بنانے کی غرض سے مٹی کے بڑے بڑے برتنوں کو اس طرح بنایا جاتا تھا کہ ان کی مٹی گوندھتے
وقت اس میں خون اور بال ملا دیے جاتے۔ اس سے ان برتنوں کا رنگ سیاہی مائل سبز ہو جاتا تھا۔ غرض یہ ہوتی کہ اس
کی سطح سے ہوا کا گزر بند ہو جائے اور تخمیر کا عمل تیز اور شدید ہو جائے۔ دیکھیے: (فتح الباری) کتاب الأشربة، باب
ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیہ ایسے برتنوں کے اندر ہوا کی بندش کو یقینی بنانے کے لیے کوئی روغن وغیرہ بھی لگا دیا
جاتا تھا۔ یہ برتن اپنی ساخت میں گندے اور غلیظ ہونے کے علاوہ اندرونی سطح پر شراب کے خامروں کو چھپائے رکھتے
تھے جن کی وجہ سے اس میں بھی تیزی سے تخمیر کا عمل شروع ہو جاتا تھا۔

۳- مُزَفَّت: وہ برتن جس کے اندر روغن ”زفت“ ملایا گیا ہو۔ یہ تار کول سے ملتا جلتا معدنی روغن ہے۔ (لسان
العرب) ”زفت“ ملنے کا مقصد بھی وہی تھا کہ ہوا کا گزر نہ ہو اور شراب سازی کے لیے عمل تخمیر جلد اور شدت سے

۳۶۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانبعاث في المزفت والدباء والحنتم والنقير... الخ،
ح: ۱۹۹۷ من حديث منصور بن حبان به .

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام ومسائل

شروع ہو جائے۔ یہ بھی دوسرے برتنوں کی طرح شراب کے خامروں کا حامل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ روغن ملنے کی وجہ سے چپچپا اور ناصاف بھی ہوتا تھا۔

۴- تفسیر: کھجور کے تنے کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنایا جاتا تھا اور اس میں شراب بنائی جاتی تھی۔ بعض لوگ تو درخت کے تنے کا اوپر کا کافی حصہ کاٹ کر اسے کھوکھلا کرتے لیکن اس کی جڑیں اسی طرح زمین میں رہنے دیتے۔ ظاہر ہے اس کا صحیح طور پر دھونا ممکن نہ تھا نیز اس کی اندرونی سطح پر شراب کے خامرے اور دوسری گندگی بھی موجود رہتی تھی، اس میں پھلوں وغیرہ کا مشروب (نہید) بنایا جاتا تو وہ جلد شراب میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ اس کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

عرب ان برتنوں میں شراب کے علاوہ نہید بھی بناتے تھے اور اس میں بہت جلد ترشی آ جاتی تھی، چونکہ یہ لوگ پہلے ان برتنوں کے مشروبات اور شراب کے عادی تھے تو انہیں معمولی نشے کا احساس بھی نہ ہوتا تھا اس لیے حرمت شراب کی ابتدا میں ان برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرما دیا گیا مگر بعد ازاں اجازت دے دی گئی تھی۔

۳۶۹۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَعْلَى يَعْنِي ابْنَ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَحَرَجْتُ فِرْعَا مِنْ قَوْلِهِ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَدَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ. قَالَ: صَدَقَ، حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ. قُلْتُ: مَا الْجَرُّ؟ قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنْ مَدَرٍ.

۳۶۹۱- جناب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نہید حرام فرمائی ہے۔ سعید کہتے ہیں کہ میں ان کی بات سے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نہید حرام فرمائی ہے گھبرا کر نکل آیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات سنی ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نہید حرام فرمائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سچ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نہید حرام فرمائی ہے۔ میں نے پوچھا کہ گھڑے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہر وہ برتن جو مٹی سے بنا ہو۔

سورۃ النساء: ۱۰۱ رسول اللہ ﷺ کا کسی چیز کو حرام یا حلال کرنا ان کی اپنی مرضی سے ہرگز نہ تھا بلکہ یہ سب وحی کی بنا پر ہوتا تھا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳-۴)

۳۶۹۱- تخریج: آخرجہ مسلم من حدیث جریر بہ، انظر الحديث السابق.

② مٹی سے بنے برتنوں میں وہ برتن بھی شامل ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے جس برتن میں کسی طرح کا روغن ملا جاتا تھا خواہ سبز رنگ کا ہوتا یا سفید وغیرہ سب منع تھے۔ (صحیح البخاری 'الأشربة' حدیث: ۵۵۹۶) ③ خیال رہے کہ نبیذ وہ مشروب ہوتا ہے کہ کھجور یا کشمش وغیرہ کو پانی میں بھگو دیتے ہیں، چند گھنٹوں کے بعد پانی میٹھا ہو جاتا ہے اور استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ مشروب نبیذ کہلاتا ہے۔ اسے صرف اتنا وقت رکھنے کی اجازت ہے کہ وہ اصل حالت میں رہے سردیوں میں تین دن تک اور گرمیوں میں صرف ایک دن تک۔

۳۶۹۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کفار حاکم ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف حرمت کے مہینوں میں آسکتے ہیں۔ لہذا آپ ہمیں ایسی بات فرمادیجیے جسے ہم پکڑ لیں اور اپنے پیچھے والوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ پر ایمان اور لا الہ الا اللہ کی شہادت اور آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک عدد کی گرہ بنائی (ایک کا اشارہ کیا)..... مسدد نے صرف ایمان باللہ کا ذکر کیا..... پھر آپ نے انہیں اس کی وضاحت فرمائی کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور جو غنیمت تمہیں حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمہیں کدو کے برتن (تو بنے) سبز برتن جس پر کسی طرح کا روغن ملا گیا ہو روغن زفت

۳۶۹۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - وَهَذَا حَدِيثُ سُلَيْمَانَ - قَالَ: قَدِيمٌ وَفَدَّ عَبْدُ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا، هَذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيعَةٍ، قَدْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌّ وَلَيْسَ نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ حَرَامٍ، فَمَرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا. قَالَ: «أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاجُكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» وَعَقْدَ بَيْدِهِ وَاحِدَةً، - وَقَالَ مُسَدَّدٌ: «الْإِيمَانُ بِاللَّهِ»، ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ: «شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تَوَدُّوا

۳۶۹۲- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب قول الله تعالى: ﴿مُتَّبِعِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ...﴾ الخ، ح: ۵۲۳، ومسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباز في المزفت والدباء والحتم والتقيير... الخ، ح: ۱۷، بعد، ح: ۱۹۹۵ من حديث عباد بن عباد به.

الْخُمْسَ مِمَّا غَنِمْتُمْ . وَانْهَاجُمْ عَنِ الدُّبَابِ
وَالْحَتَمِ وَالْمُرْفَتِ وَالْمُقَيْرِ . وَقَالَ ابْنُ
عَبْدِ: النَّقِيرِ مَكَانَ الْمُقَيْرِ . وَقَالَ مُسَدَّدٌ:
وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيْرِ . وَلَمْ يَذْكُرِ الْمُرْفَتِ .

لگے برتن اور روغنِ قیر لگے برتن سے منع کرتا ہوں۔ ابنِ عبید نے ”مقیّر“ کی بجائے ”نفیر“ (لکڑی کو کھوکھلا کر کے بنایا ہوا برتن) کا لفظ کہا۔ جبکہ مسدّد نے نفیر اور مقیر کہا، انہوں نے عزّت کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو جَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ
عِمْرَانَ الضُّبَيْعِيُّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا کہ سند میں مذکور ابو جمرہ کا نام نصر بن عمران ضعی ہے۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① حق کی معرفت لازمی طور پر اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان اس پر کار بند ہو اور دوسروں کو اس کی دعوت دے اور یہی فطرت سلیہ ہے جیسے کہ ان لوگوں نے اپنی ابتدائی گفتگو میں اخذ اس کا اظہار کیا۔ ② دین و ایمان کچھ احکام پر کچھ نواہی پر مشتمل ہے جس کی پاسداری کے بغیر اسلام اور دین مکمل نہیں ہو سکتا۔

٣٦٩٣- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيعَةَ عَنْ نُوحِ
ابْنِ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِيُوْفِدَ عَبْدُ الْقَيْسِ:
«أَنْهَاكُمْ عَنِ النَّقِيرِ وَالْمُقِيرِ وَالْحَنْتَمِ
وَالذَّبَاءِ وَالْمَرَادَةِ الْمَجْبُوبَةِ وَلَكِنْ اشْرَبْ
فِي سِقَاكَ وَأَوْكِهِ».

۳۶۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد عبدالقیس کے لوگوں سے فرمایا: ”میں تمہیں لکڑی کے کھدے ہوئے برتن، روغن زفت لگے برتن، سبز رنگ کے روغن ملے ہوئے برتن اور کدو کے برتن (تو بنے) سے منع کرتا ہوں اور بڑی مشک سے بھی جس کو اوپر سے کاٹا گیا ہو اور پیندے کی طرف سے سوراخ نہ ہوں منع کرتا ہوں، لیکن اپنے مشکیزے سے پیا کرو اور پھر اس کا منہ باندھ دیا کرو۔“ (یعنی اس میں نیب نہ بنایا کرو۔)

٣٦٩٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ:
حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ
وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي

۳۶۹۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وفد عبدالقیس کے قصے میں مروی ہے کہ انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! ہم کن برتنوں میں پیا کریں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

٣٦٩٣- تخريج: أخرجه مسلم، الأثرية، باب النهي عن الانتباذ في المزقة والدياء والحنتم والتقير... الخ، ح: ١٩٩٣ من حديث نوح بن قيس به.

٣٦٩٤- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦١، والنسائي في الكبرى، ح: ٦٨٣٣ من حديث أبان بن يزيد العطار به **قادة عنعن**.



قَصَّةٌ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ: قَالُوا فِيمَا نَشْرَبُ يَأْتِيهِ اللَّهُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِأَسْقِيَةِ الْأَدَمِ الَّتِي ثَلَاثٌ عَلَى أَفْوَاهِهَا».

”چمڑے کے مشکیزے استعمال کرو جن کے مونہوں پر تاگا پلیٹ کر انہیں بند کیا جاتا ہے۔“

فائدہ: شاید منہ باندھنے سے اگر اس میں ترش پیدا ہو تو گیس سے وہ پھول جاتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں ترش آگئی ہے۔ (بذل المحمود)

۳۶۹۵- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْقَمُوصِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ كَانَ مِنَ الْوَفْدِ الَّذِينَ وَفَدُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ - يَحْسِبُ عَوْفٌ أَنَّ اسْمَهُ قَيْسُ ابْنِ التَّعْمَانِ - فَقَالَ: «لَا تَشْرَبُوا فِي نَقِيرٍ وَلَا مُرْفَةٍ وَلَا دُبَّاءٍ وَلَا حَنْتَمٍ، وَاشْرَبُوا فِي الْجِلْدِ الْمَوْكِيِّ عَلَيْهِ، فَإِنْ اشْتَدَّ فَاسْكِرُوهُ بِالْمَاءِ، فَإِنْ أَغْيَاكُمْ فَأَهْرِيقُوهُ».

۳۶۹۵- ابو القموص زید بن علی سے روایت ہے اس نے وفد عبد القیس کے ایک آدمی سے نقل کیا جو اس وفد میں شریک تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا..... (راوی حدیث) عوف کا خیال ہے کہ اس کا نام قیس بن نعمان تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لکڑی کے برتن روغن زیت کے برتن، والے برتن، کدو کے برتن (تو بنے) یا سبز روغن ملے برتن میں مت پیو بلکہ چمڑے کے مشکیزے میں پیو جس کا منہ باندھا جاتا ہے اگر نبیذ میں شدت آ جائے (ترش ہو جائے) تو اس کی شدت کو پانی ڈال کر ختم کر لو اگر وہ ختم نہ ہو تو اسے بہا دو۔“

فائدہ: نبیذ میں ترش کی ابتداء ہی ہوئی ہو اور مزید پانی ڈال کر اسے عام مشروب بنانا ممکن ہو تو بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن بہت زیادہ ترش ہو جانے یا نشہ آور ہو جانے کی صورت میں ایسا نہیں کیا جاسکتا پھر اس کو بہا دینا ہی ضروری ہے۔

۳۶۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ بَذِيمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ ابْنِ حَبَّيْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِيمَا نَشْرَبُ؟ قَالَ: «لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا

۳۶۹۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وفد عبد القیس کے لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس میں پیئیں؟ آپ نے فرمایا: ”کدو کے برتن (تو بنے)“ تاکرول لگے برتن اور لکڑی کے برتن میں مت پیو اپنے مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مشکیزوں میں ہوتے ہوئے بھی اس میں

۳۶۹۵- تخریج: [إسناده صحيح] انفراد به أبو داود.

۳۶۹۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۷۶ / ۱ عن أبي أحمد الزبيري .

۲۵- کتاب الاشریۃ

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

شدت آجائے تو؟ آپ نے فرمایا: ”اس میں مزید پانی ڈال لیا کرو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا: ”اسے بہا ڈالو۔“ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام فرمایا ہے یا کہا..... حرام کی گئی ہے..... شراب جو اور کو بہ۔“ اور فرمایا: ”ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔“

فِي الْمُرْفَتِ وَلَا فِي النَّعِيرِ وَانْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: «فَضْبُوا عَلَيْهِ الْمَاءَ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ لَهُمْ فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ: «أَهْرِيقُوهُ». ثُمَّ قَالَ: «إِنْ اللَّهُ حَرَّمَ عَلَيَّ - أَوْ حَرَّمَ - الْحَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ»، قَالَ: «وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ میں نے علی بن بذیمہ سے ”کوبہ“ کی وضاحت پوچھی تو انہوں نے کہا: ”اس سے مراد ڈھول ہے۔“

قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بَذِيمَةَ عَنِ الْكُوبَةِ. قَالَ: الطَّبْلُ.



882

فوائد و مسائل: ① مشکیزے میں ڈالے ہوئے رس میں یہ شدت کسی خامرے کی آمیزش کے بغیر فطری طور پر پیدا ہوتی تھی۔ ② تیسری یا چوتھی بار پوچھنے سے پتہ چلا کہ وہ غیر معمولی شدت ہے جو زیادہ وقت گزرنے کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ ③ جہاں شراب ایک مادی مشروب حرام ہے کیونکہ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے وہاں موسیقی ایک صوتی چیز ہے جو بھلے چنگے آدمی کی عقل کو مآوَف کر دیتی ہے۔ آلات موسیقی میں سے ایک ڈھول بھی ہے جو حرام ہے، البتہ دف حلال ہے جس پر ایک طرف سے چڑا منڈھا ہوتا ہے اور دوسری طرف سے خالی ہوتا ہے، اسے ہاتھ سے بجایا جاتا ہے۔

۳۶۹۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کدو کے برتن (تو بنے) روغن لگے ہوئے سبز برتن، لکڑی کے برتن اور جو کی شراب سے منع فرمایا ہے۔

۳۶۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَمْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَمِيرٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّعِيرِ وَالْجِعَةِ.

فائدہ: اطباء کی اصطلاح میں ”آش جو“ (جو کا جوش دیا ہوا پانی) استعمال کرنا جائز ہے، لیکن اگر اس میں کسی طرح نشے کے اثرات کا اندیشہ ہو تو حلال نہیں ہے۔

۳۶۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب خاتم الذهب، ح: ۵۱۷۳ من حديث إسماعيل بن سمیع به، وسنده ضعيف للانقطاع بين مالك بن عمير وعلي رضي الله عنه.

شراب کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

۳۶۹۸- جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں تین باتوں سے روکا تھا، اب میں تمہیں ان کے بارے میں حکم دیتا ہوں، میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب ان کی زیارت کو جایا کرو بے شک ان کی زیارت میں عبرت اور نصیحت ہے۔ میں نے تمہیں چمڑوں کے برتنوں کے علاوہ کئی برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا، تو سب قسم کے برتنوں میں پی سکتے ہو لیکن کوئی نشہ آور چیز مت پیو۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد استعمال کرنا منع ہے تو اب اسے کھا سکتے ہو اور اپنے سفروں میں اس سے فائدہ اٹھاؤ۔“

۳۶۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مُعَرِّفُ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ وَأَنَا أَمْرُكُمْ بِهِنَّ: نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذَكُّرَةً، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرَبَةِ أَنْ تَشْرَبُوا إِلَّا فِي ظُرُوفِ الْأَدَمِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وَغَاءٍ غَيْرَ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَصَاغِي أَنْ تَأْكُلُوهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَكُلُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِهَا فِي أَسْفَارِكُمْ».

۳۶۹۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے کہا: ہمیں ان برتنوں کے استعمال سے کوئی چارہ نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (استعمال کر سکتے ہو۔“ درج ذیل حدیث میں مزید وضاحت ہے۔)

۳۶۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَمَّا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْأَوْعِيَةِ قَالَ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا قَالَ: «فَلَا إِذَا».

۳۷۰۰- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے برتنوں کا ذکر فرمایا۔ یعنی کدو کا برتن

۳۷۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ زِيَادِ بْنِ

۳۶۹۸- تخریج: أخرجه مسلم، الجناز، باب استئذان النبي ﷺ وبه - عز وجل - في زيارة قبر أمه، ح: ۹۷۷ من حديث محارب بن دثار به.

۳۶۹۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح: ۵۵۹۲ من حديث يحيى القطان به.

۳۷۰۰- تخریج: [صحيح] رواه البخاري، الأشربة، ح: ۵۵۹۳، ومسلم، ح: ۲۰۰۰ من حديث أبي عياض عمرو بن الأسود العنسي به.



نبیذ سے متعلق احکام و مسائل

(تو نبی) روغن ملا ہوا سبز برتن روغن زفت لگا ہوا برتن اور لکڑی کھود کر بنایا جانے والا برتن تو ایک اعرابی نے کہا: (ان کے علاوہ) ہمارے پاس اور کوئی برتن ہی نہیں ہوتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”(تو پھر صرف) وہی پیو جو حلال ہو۔“ (یعنی محض برتن سے کوئی چیز حلال یا حرام نہیں ہوتی مشروب کے حرام نہ ہونے کی صورت میں ان برتنوں کو استعمال کر سکتے ہو۔)

☀ فائدہ: اس مرحلے میں اجازت کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ وہ برتن جو شراب میں استعمال ہونے کی وجہ سے پھلوں کے دوسرے مشروبات میں تخمیر پیدا کر سکتے تھے اگر وہ لوگوں کے پاس موجود بھی تھے تو اب اس قباحت سے پاک ہو چکے تھے۔

۳۷۰۱- جناب شریک بن عبد اللہ نے اپنی سند سے روایت کیا فرمایا: ”جو چیز نشہ دے اس سے اجتناب کرو۔“

۳۷۰۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَعْنَى بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: «اجْتَنِبُوا مَا أُشْكِرَ».

۳۷۰۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا تھا۔ جب مشکیزہ نہ ہوتا تو پتھر کے بڑے پیالے میں بنا لیا کرتے تھے۔

۳۷۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَمْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ يُتْبَذُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَجِدُوا سِقَاءً نَبَذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ.

باب: ۸- دو مختلف چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا

(المعجم ۸) - بَابُ فِي الْخَلِيطَيْنِ

(التحفة ۸)

۳۷۰۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۳۷۰۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۳۷۰۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۸/ ۳۱۰ من حديث أبي داود به.

۳۷۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباز في المزقة والدباء... الخ، ح: ۱۹۹۸/ ۶۲ من حديث زهير بن معاوية به.

۳۷۰۳- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباز التمر والزبيب مخلوطين، ح: ۱۹۸۶ عن قتية،

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُتَبَذَّ الزَّيْبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُتَبَذَّ الْبُسْرُ وَالرُّطْبُ جَمِيعًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کشمش اور کھجور ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اور ایسے ہی تازہ (پختہ) کھجور اور نیم پختہ (گدری ہوئی) کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے روکا ہے۔

🌞 فائدہ: نہایہ ابن اثیر میں بیان کردہ شرح کے مطابق جاہلی دور میں نشہ آور نبیذ بنانے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کشمش اور کھجور یا پختہ تازہ کھجور اور نیم پختہ کھجور کا گودا پانی میں ملا کر اسے ابالا جاتا پھر اسے اتنی دیر کے لیے رکھ دیا جاتا تھا کہ اس میں شدت آ جائے۔ لیث بن سعد سے مروی ہے کہ دو الگ الگ چیزیں ملنے سے بہت جلد شدت آ جاتی تھی اور مشروب نشہ آور ہو جاتا تھا، اس لیے اس طرح کی نبیذ سے منع کر دیا گیا۔ حدیث نمبر ۳۷۰۶ میں بالوضاحت اسی عمل کو بیان بھی کیا گیا ہے اس سے روکا بھی گیا ہے۔ البتہ اگر پھلوں کے گودے یا Concentrate اس طرح سے ملائے جائیں کہ تخمیر (Fermentation) کا عمل پیدا نہ ہو تو اس میں حرج نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۳۷۰۷ اور ۳۷۰۸ سے واضح ہوتا ہے۔

۳۷۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ [عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ]: أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَلِيطِ الزَّيْبِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالرُّطْبِ وَقَالَ: «اتَّبِعُوا كُلَّ وَاحِدَةٍ عَلَى حِدَةٍ».

۳۷۰۴- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ کشمش اور کھجور (خشک) کو ملانا، نیم پختہ اور (خشک) کھجور کو ملانا اور تازہ کھجور (جس نے ابھی سرخ یا زرد رنگ پکڑا ہو) اور تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانا منع ہے۔ کہا کہ ان چیزوں میں سے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ طور پر نبیذ بناؤ۔

قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: بِهَذَا الْحَدِيثِ.

ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے ابو قتادہ سے اس نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔

❖ والبخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكراً... الخ، ح: ۵۶۰۱ من حديث عطاء ابن أبي رباح به.

۳۷۰۴- تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكراً... الخ، ح: ۵۶۰۲، ومسلم، الأشربة، باب كراهة ابتداء التمر والزبيب مخلوطين، ح: ۱۹۸۸ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

نبی سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۰۵- ابن ابی لیلیٰ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کچی کھجور اور پنختہ کھجور اور اسی طرح کشمش اور کھجور کو ملانے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۰۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ رَجُلٍ قَالَ حَفْصُ بْنُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَهَى عَنِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ وَالزَّرْبِ وَالتَّمْرِ.

۳۷۰۶- کبشہ بنت ابی مریم کہتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ کس چیز سے منع کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ہمیں منع کرتے تھے کہ کھجور کو اس قدر پکائیں کہ اس کی گٹھلی ہی ختم ہو جائے یا کشمش اور کھجور کو ملانے سے منع کرتے تھے۔

۳۷۰۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ: حَدَّثَنِي رِبَاطَةُ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَتْ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَى عَنْهُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَنْهَانَا أَنْ نَعْجِمَ النَّوَى طَبِخًا أَوْ نَخْلِطَ الزَّرْبِيبَ وَالتَّمْرَ.

۳۷۰۷- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کشمش کی نبیذ بنائی جاتی اور پھر اس میں کھجور ڈال دی جاتی تھی یا کھجور کی نبیذ بنائی جاتی اور پھر اس میں کشمش ڈال دی جاتی تھی۔

۳۷۰۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُبْذَلُ لَهُ زَرْبِيبٌ فَيُلْقَى فِيهِ تَمْرٌ أَوْ تَمْرٌ فَيُلْقَى فِيهِ زَرْبِيبٌ.

۳۷۰۸- صفیہ بنت عطیہ کہتی ہیں کہ میں وفد عبد القیس

۳۷۰۸- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى

۳۷۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب نهى البيان عن شرب نبذ الخليطين... الخ ح: ۵۵۴۹ من حديث شعبة به * الحكم بن عتيبة صرح بالسماع عند أحمد: ۳۱۴/۴.

۳۷۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۹۲/۶ من حديث يحيى القطان به * ربطة لا تعرف، وكبشة بنت أبي مریم لا يعرف حالها.

۳۷۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۰۷/۸، ۳۰۸ من حديث أبي داود به * امرأة من بني أسد مجهولة.

۳۷۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۰۸/۸ من حديث أبي داود به * أبوبحر عبد الرحمن بن عثمان بن أمية البكراني ضعفه الجمهور، وعتاب وثقه ابن حبان وحده، وصفية بنت عطية لا تعرف.



کی خواتین کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ ہم نے آپ سے کھجور اور کشمش کو ملانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی کشمش لیتی اور انہیں پانی میں ڈال دیتی پھر انہیں اپنے ہاتھ سے مسلتی اور نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی اور انہیں پلایا کرتی تھی۔

الْحَسَّانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَعْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْحِمَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفِيَّةُ بِنْتُ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ فَقَالَتْ: كُنْتُ أَخْذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ، فَأُلْقِيَهُ فِي إِنَاءٍ، فَأَمْرُسُهُ ثُمَّ أَسْقِيهِ النَّبِيَّ ﷺ.

باب: ۹- نیم پختہ کھجور سے نبیذ بنانا

(المعجم ۹) - بَابُ: فِي نَبِيذِ الْبُسْرِ

(التحفة ۹)

۳۷۰۹- جناب جابر بن زید اور عمرہ بنت کے متعلق آتا ہے کہ وہ دونوں بُسر (نیم پختہ کھجور) کی نبیذ کو مکروہ سمجھتے تھے اور وہ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ یہ وہی ”مُزَّاء“ نہ ہو جس سے عبد القیس کے وفد کو منع کیا گیا تھا۔ (ہشام نے کہا: میں نے قتادہ سے پوچھا: ”مُزَّاء“ سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سبز روغن ملے ہوئے گھڑے اور روغن زفت لگے برتن میں تیار کردہ نبیذ کو ”مُزَّاء“ کہتے ہیں۔

۳۷۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعِكرَمَةَ، أَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهُانِ الْبُسْرَ وَحَدَهُ وَيَأْخُذَانِ ذَلِكَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَحْشَى أَنْ يَكُونَ الْمُزَّاءُ الَّذِي نُهِيتُ عَنْهُ عَبْدُ الْقَيْسِ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَا الْمُزَّاءُ؟ قَالَ: النَّبِيذُ فِي الْحَتَمِ وَالْمَرْقَةِ.

فائدہ: مختلف علاقوں میں شراب بنانے کا رواج بھی مختلف تھا اور نام بھی مختلف تھے۔ مُزَّاء کا نام غالباً اہل حجاز کے لیے پہلے سے متعارف نہ تھا، اس لیے مُزَّاء کے بارے میں جو بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچی وہ اتنی ہی تھی کہ یہ نشہ آور مشروب نیم پختہ کھجور سے بنتا ہے۔ ہشام نے قتادہ سے پوچھ کر اس کی مزید تفصیل بیان کر دی ہے۔ علاوہ ازیں نہایہ ابن اثیر میں صراحت ہے کہ ”مُزَّاء“ وہ شراب ہوتی ہے جس میں ترشی ہو۔ بعض نے نیم پختہ اور پختہ کھجور ملا کر نبیذ بنانے کو بھی مُزَّاء کہا ہے۔ بہر حال جس صورت میں بھی کسی مشروب میں نشے کے اثرات آجائیں اس کا استعمال جائز نہیں۔

۳۷۰۹- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۱۰ من حديث قتادة به، وسنده ضعيف * قتادة عن ابن، وحديث النسائي: ۵۵۷۳ يغني عنه.

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي صِفَةِ النَّبِذِ

(التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- نبیذ کا بیان

۳۷۱۰- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ عَلِمْتَ مَنْ نَحْنُ وَمَنْ أَئِنَّ نَحْنُ، فَإِلَى مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: «إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ»، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لَنَا أَعْنَابًا مَا نَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: «زَبَبُوهَا»، قُلْنَا: مَا نَصْنَعُ بِالزَّبَبِ؟ قَالَ: «انْبِذُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ، وَاشْرَبُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ فِي السَّنَانِ وَلَا تَبْذُوهُ فِي الْفَلَلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ خَلًّا».

۳۷۱۰- جناب عبداللہ بن (فیروز) الدیلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں، کہاں سے آئے ہیں اور کس کے پاس آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی طرف آئے ہو اور اس کے رسول کی طرف۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں انگور ہوتے ہیں ہم ان کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”انہیں خشک کر کے زہیب یعنی کشمش بنا لیا کرو۔“ ہم نے عرض کیا: ہم (زہیب) کشمش کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”صبح کے وقت بھگو دیا کرو اور رات کو پی لیا کرو۔ اور رات کو بھگو رکھا کرو اور صبح کو پی لیا کرو اور نبیذ مشکیزوں میں بنایا کرو مشکوں میں نہیں، تحقیق اسے نچوڑنے میں جب تاخیر ہو جاتی ہے تو یہ سرکہ بن جاتی ہے۔“



فائدہ: اصل نبیذ جو حلال ہے وہی ہے جس کی وضاحت خود رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں آ گئی ہے۔ یعنی خشک

پھل کے گودے کا پانی میں ملا کر بنایا ہوا مشروب، آپ کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ اصل اور حلال نبیذ بغیر ابالے یا دھوپ میں رکھے استعمال ہوتی تھی اور بنائے جانے کے بعد اتنے وقت کے اندر کہ اس میں تخمیر یا ترشی پیدا ہونے کا عمل بھی شروع نہ ہوتا تھا۔ یہی مشروب زیادہ دیر رکھ کر اور نشہ آور بنا کر پینے والے اسے بھی نبیذ ہی کہتے ہیں۔ بعض فقہانے اسی طرح کے مشروب کو بھی حلال قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک خمر وہی شراب ہے جو انگور کے رس سے بنائی جاتی ہے۔ ان کے خیال میں باقی سب مشروب حلال ہیں۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس باب میں اصل نبیذ کا تعارف، اصل نبیذ کی کیفیت اور بننے کے بعد اس کے استعمال کے لیے وقت کی زیادہ سے زیادہ کیا حد ہے، سب کچھ تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ انہوں نے ان احادیث کے ذریعے واضح کر دیا ہے کہ انگور کے رس کے علاوہ دوسرے پھلوں کے

۳۷۱۰- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب ذكر ما يجوز شربه من الأنبة وما لا يجوز، ح: ۵۷۳۹ عن عيسى بن محمد به.

گودے سے بنایا جانے والا مشروب جب اس میں تخمیر کا عمل شروع ہو جائے یا اس عمل کے آغاز کے لیے اس میں خامرے شامل ہو جائیں تو وہ حرام ہے۔

۳۷۱۱- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک ایسے مشکیزے میں نبید بنائی جاتی تھی جس کے اوپر کے دہانے کو دھاگے سے باندھ دیا جاتا اور اس کے نیچے کی طرف سوراخ تھے۔ صبح کے وقت بھگولیا جاتا تو آپ اُسے عشاء کے وقت نوش فرما لیتے اور رات کو بھگولیا جاتا تو آپ صبح کو پی لیا کرتے۔

۳۷۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ يُوَكَّأُ أَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءٌ، يُنْبَذُ غُدُوءَ فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَيُنْتَبِذُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدُوءًا.

۳۷۱۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے صبح کے وقت نبید بھگو رکھتیں۔ پس جب شام ہوتی اور آپ رات کا کھانا کھاتے تو اسے پی لیتے۔ اگر کچھ بچ جاتا تو میں اسے گرا دیتی تھی۔ پھر رات کے وقت بھگو رکھتی، جب صبح ہوتی اور آپ کھانا کھاتے تو اس وقت پی لیتے۔ بیان کیا کہ ہم مشکیزے کو صبح شام دھوتے تھے۔ میرے والد (حیان) نے عمرہ سے کہا: کیا ایک دن میں اسے دو دفعہ دھویا جاتا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

۳۷۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ شَيْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تُنْبَذُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غُدُوءَ فَإِذَا كَانَ مِنَ الْعِشَاءِ فَتَعَسَى شَرِبَ عَلَى عِشَائِهِ، فَإِنْ فَضَّلَ شَيْءٌ صَبَبَتْهُ أَوْ فَرَعَتْهُ ثُمَّ تُنْبَذُ لَهُ بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَعَدَّى فَشَرِبَ عَلَى غَدَائِهِ، قَالَتْ: نَعْسِلُ السَّقَاءَ غُدُوءَ وَعِشَاءً، فَقَالَ لَهَا أَبِي: مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ قَالَتْ: نَعَمْ.

۳۷۱۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۳۷۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ:

۳۷۱۱- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتم ولم يصر مسكرًا، ح: ۲۰۰۵ عن محمد ابن المثنى به.

۳۷۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۲۴/۶ من حديث المعتمر به.

۳۷۱۳- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتم ولم يصر مسكرًا، ح: ۲۰۰۴ من حديث أبي معاوية الضرير به.

نبی ﷺ کے لیے کشمش کی بنیذ بنائی جاتی تھی تو آپ اسے اس دن، اگلے دن اور اس سے اگلے دن یعنی تیسرے دن کی شام تک استعمال کرتے تھے پھر آپ حکم دیتے کہ خادموں کو پلا دی جائے یا گرا دی جائے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي
عُمَرَ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ الْبُهْرَانِيِّ، عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ يُبْنَدُ لِلنَّبِيِّ ﷺ الزَّبِيبُ
فَيُسْرَبُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلَى مَسَاءِ
الثَّلَاثَةِ، ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ فَيَسْقَى الْخَدَمَ أَوْ يَهْرَاقُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خادموں کو پلانے سے مقصود یہ ہے کہ خراب ہونے سے پہلے پہلے اسے استعمال کر لیا جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَعْنَى يُسْقَى الْخَدْمُ
يُبَادِرُ بِهِ الْقَسَادُ.

امام ابو داؤد و ترمذی فرماتے ہیں: سند میں مذکور ابو عمر کا نام یحییٰ بن عبید البہرانی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَمَرَ يَحْيَى بْنُ
عَبْدِ الْبَهْرَانِيِّ.

فائدہ: بنیذ سردیوں میں تین دن تک اور گرمیوں میں صرف ایک دن قابل استعمال ہوتی ہے۔

باب: ۱۱ - شہدینے کا بیان

(المعجم ١١) - بَابُ: فِي شَرَابِ

الْعَسَل (التحفة ١١)

فائدہ: امام ابو داود رحمہ اللہ کتاب الاشربة کے ابتدا میں باب الخمر مباحی میں حدیث نمبر ۳۶۷۶ لائے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا گیا کہ شہد سے بھی شراب تیار کی جاتی ہے۔ اس سے اگلے باب میں حدیث نمبر ۳۶۸۲ اور بعد میں حدیث نمبر ۳۶۸۴ میں بتایا گیا ہے کہ ”بیع“ وہ شراب ہے جو شہد سے تیار کی جاتی تھی۔ آپ نے واضح فرمایا کہ چاہے کسی چیز سے بنی ہو، ہرنشہ آور مشروب حرام ہے۔ موجودہ باب سے پہلے حلال نبیذ کے بارے میں احادیث لائی گئی ہیں اور اس باب میں شہد کو بطور مشروب استعمال کرنے اور شہد سے بنے ہوئے مشروب کی حلت بیان کی گئی ہے، اس سے مزید واضح ہو جاتا ہے کہ حرمت کا اصل سبب مشروب کا نشہ آور ہونا ہے۔ اگر نشہ آور نہ ہوں تو ان تمام اشیاء سے بنے ہوئے مشروب حلال ہیں جن سے خمر بنائی جاتی ہے۔

۳۷۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِنِ ۳۷۱۳- اِم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

٣٧١٤- تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: ﴿لم تحرم ما أحل الله لك﴾، ح: ٥٢٦٧، ومسلم، الطلاق، باب: وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ١٤٧٤ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ٢٢١/٦.

شہدینے سے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ نبی ﷺ (معمول کے مطابق ازواج مطہرات کے ہاں چکر لگاتے تو) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں رکتے اور ان کے ہاں سے شہد نوش فرمایا کرتے۔ تو میں نے اور حصہ نے آپس میں طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی ﷺ تشریف لائیں تو وہ کہے کہ میں آپ سے مغایر (جنڈی کے رس) کی بو محسوس کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ ہم میں سے ایک کے پاس آئے تو اس نے یہ بات کہہ دی۔ تو آپ نے فرمایا: ”(نہیں) میں نے تو زینب کے پاس شہد پیا ہے اور آئندہ ہرگز نہیں پیوں گا۔“ چنانچہ سورہ تحریم کی یہ آیات نازل ہو گئیں۔ ﴿لَمْ تُحْرَمْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ..... إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ﴾ (اس کا) اشارہ عائشہ اور حصہ رضی اللہ عنہما کی طرف ہے اور ﴿وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ ”اور جب نبی ﷺ نے اپنی ایک بیوی سے راز دارانہ بات کی۔“ تو یہ راز وہی تھا جو آپ نے کہا تھا کہ ”بلکہ میں نے شہد پیا ہے۔“

حَنْبَلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَيُّنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرٍ، فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ»، فَتَرَلَّتْ: ﴿لِمَ تُحْرَمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتُّعِي﴾ إِلَى ﴿إِنْ نُبَوِّأُ إِلَى اللَّهِ﴾ [التحریم: ۴] لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ [التحریم: ۳] لِقَوْلِهِ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا».

۳۷۱۵- ۳۷۱۵- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بیٹھا اور شہد بہت پسند تھا... اور مذکورہ بالا قصہ کا کچھ حصہ بیان کیا... (اور کہا کہ) رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت گراں محسوس ہوتی تھی کہ آپ سے کوئی ناگوار بولے۔

۳۷۱۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ الْحُلُوءَ وَالْعَسَلَ - فَذَكَرَ بَعْضُ هَذَا الْخَبَرِ - وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيْحُ.

اس حدیث میں ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بلکہ

وفي الحديث قالت سودة: بل أكلت

۳۷۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، الأشرية، باب الباذق، ومن نهى عن كل مسكر من الأشرية... الخ، ح: ۵۵۹۹، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ۱۴۷۴ من حديث أبي أسامة به.

۲۵- کتاب الاشریہ

شہدینے سے متعلق احکام و مسائل

مَغَافِرَ قَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا سَقَنِي حَفْصَةُ» فَقُلْتُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطُ: نَبْتُ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ.

آپ نے مغافیر (جنڈی کارس) پیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ میں نے تو شہد پیا ہے جو مجھے حنفصہ نے پلایا ہے۔“ تو میں نے کہا: (شاید) شہد کی مکھی نے عرفط کارس چوسا ہوگا۔ (عرفط) ایک بوٹی کا نام ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْمَغَافِرُ: مُقْلَةٌ وَهِيَ صَمْعَةٌ. وَجَرَسَتْ: رَعَتْ وَالْعُرْفُطُ: نَبْتُ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”مغافیر“ ایک طرح کی گوند سی ہوتی ہے۔ اور ”جرست“ کے معنی ہیں ”اس نے چوسا ہوگا اور ”عرفط“ ایک بوٹی ہوتی ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① شہد اللہ تعالیٰ کی عظیم جامع نعمتوں میں سے ہے اور بے شمار بیماریوں کا تریاق ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ (النحل: ۶۹) ”اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔“ ② کسی بھی حلال چیز کو اپنے لیے حرام قرار دے لینا نبی ﷺ کے لیے بھی جائز نہ تھا۔ ③ مذکورہ بالا اور اس قسم کے دیگر واقعات میں ازواج نبی ﷺ کی آپس میں کشاکش اس بات کی تصریح ہے کہ وہ اس دنیا کی مخلوق تھیں، معاشرتی زندگی کے حوالے سے ان کے جذبات فطری تھے۔ وہ معصوم عن الخطا نہ تھیں۔ مگر اللہ عز و جل نے انہیں نبی ﷺ کی دل بستگی اور اشاعت دین کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کی یہ پرزور تمنا اور انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ جس طرح بھی بن پائے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی الفت و محبت اور التفات کا زیادہ سے زیادہ حصہ وصول کر لے اور یہ عین ایمان بھی ہے۔ اس صورت حال میں اس انداز کے معمولی جھول نظر انداز کر دینے کے لائق تھے اور ہیں اور جہاں ضروری سمجھا گیا تنبیہ بھی کی گئی۔ ان ازواج مطہرات کا جو قلبی و قلبی ربط و ضبط رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (الاحزاب: ۳۳) ”اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔“ اور نبی ﷺ سے فرمایا: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدِّلَ بَيْتَهُنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ﴾ (الاحزاب: ۵۲) ”اے نبی! آپ کے لیے ان بیویوں کے بعد اور کوئی عورت حلال نہیں اور نہ آپ ان کے بدلے کوئی اور لے سکتے ہیں خواہ ان کا حسن آپ کو کتنا ہی پسند کیوں نہ آئے، ہاں لوٹنیاں جائز ہیں۔“ انہی فضائل کی بنا پر یہ امت کی مائیں قرار دی گئی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن وارضاهن۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ فِي النَّبِيِّ إِذَا
باب ۱۲- نیز میں جب تیزی (تخیر) آجائے
عَلَى (الصفحة ۱۲)

کھڑے ہو کر پینے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے علم

تھا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھا کرتے ہیں، چنانچہ (ایک روز) میں آپ کے لیے افطار کے وقت نبیلے آیا جو میں نے کدو کے برتن میں بنائی تھی اور اس میں خمیر اٹھا ہوا تھا (وہ جوش مار رہی تھی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اس دیوار پر دے مار، بلاشبہ یہ ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔“

۳۷۱۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ، فَتَحَنَّنْتُ فِطْرَهُ بِبَيْدٍ صَنَعْتُهُ فِي دُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهِ، فَإِذَا هُوَ يَنْشُ، فَقَالَ: «اضْرِبْ بِهَذَا الْحَاظُ؛ فَإِنَّ هَذَا شَرَابٌ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ».

فائدہ: نبیز، حلال اور طیب مشروب ہے، لیکن اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو پھر اس کا پینا حرام ہوگا۔

باب: ۱۳- کھڑے ہو کر پینا

(المعجم ۱۳) - بَابُ فِي الشَّرْبِ

قَائِمًا (التحفة ۱۳)

۳۷۱۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

نے کسی بھی شخص کو کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۱۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

فائدہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی تلقین ہے پانی بھی حتی الامکان بیٹھ کر ہی پینا چاہیے۔ یہ نہی تنزیہی ہے اور بلاوجہ کھڑے ہو کر پینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ اس موضوع میں کئی احادیث آئی ہیں ان تمام کو پیش نظر رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام آرام سے بیٹھ کر پینے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا البتہ اگر ضرورت ہو تو کھڑے ہو کر پینا بھی جائز ہے، جیسے اگلی روایت سے واضح ہوتا ہے لیکن اسے معمول نہیں بنایا جاسکتا۔

۳۷۱۸- جناب نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور کھڑے ہو کر پیا، پھر کہا: تحقیق کچھ لوگ اس کو مکروہ سمجھنے لگے ہیں حالانکہ میں

۳۷۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّزَالِ بْنِ

۳۷۱۶- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب تحريم كل شراب أسكر كثيره، ح: ۵۲۱۳ عن هشام ابن عماره، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۴۰۹ * ورواه قزعة بن يحيى عن أبي هريرة به (الدارقطني: ۴/ ۲۵۲).

۳۷۱۷- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في الشرب قائمًا، ح: ۲۰۲۴ من حديث هشام به.

۳۷۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب قائمًا، ح: ۵۶۱۵ من حديث مسعر بن كدام به.

پینے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

سَبْرَةً؛ أَنْ عَلِيًّا دَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَكْرَهُ أَحَدَهُمْ أَنْ يَفْعَلَ هَذَا، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ.

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اس طرح کر لیا کرتے تھے جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے۔ (یعنی کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔)

🌞 فائدہ: جامع ترمذی کی ایک حدیث جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اس میں ہے کہ ”حضرت کبشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں گئے گھر میں مشکیزہ لٹک رہا تھا تو آپ نے اس سے کھڑے کھڑے پانی نوش فرمایا..... پھر میں نے اس مشکیزے کے منہ کا وہ حصہ (جس سے آپ ﷺ کا وہ بن مبارک مس ہوا تھا) کاٹ کر رکھ لیا۔ (جامع الترمذی، الأشربة، حدیث: ۱۸۹۲) اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ مشکیزے کو منہ لگا کر پینے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور آپ ﷺ نے اس سے روکا ہے لیکن یہ نہی نہیں تحریمی نہیں، اسے معمول بنائے بغیر ضرورت کے وقت ایسا کیا جاسکتا ہے جس طرح اگلی حدیث میں وارد ہوا۔ آپ ﷺ کا یہ عمل امت کے لیے آسانی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ مسند احمد میں ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ (مسند احمد: ۳۷۶/۲) نیز سفر حج میں بھی نبی ﷺ نے زمزم کھڑے ہو کر پیا تھا۔ (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۲۳۷)



(المعجم ۱۴) - باب الشَّرَابِ مِنْ فِي السَّقَاءِ (التحفة ۱۴)

باب ۱۴- مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پینا

۳۷۱۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ وَعَنْ رُكُوبِ الْجَلَالَةِ وَالْمُجْتَمَةِ.

۳۷۱۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پیا جائے اور گندگی کھانے والے جانور پر سواری کی جائے اور ایسا جانور کھایا جائے جس کو باندھ کر نشانہ مارا گیا ہو۔

قال أَبُو دَاوُدَ: الْجَلَالَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِيرَةَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو پاخانہ کھاتا ہو۔ (یعنی جس کی یہ عادت ہو۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① مشکیزے کے منہ سے یا نل کو منہ لگا کر براہ راست پینا مکروہ (تجزیہ) ہے۔ علماء نے کہا ہے

۳۷۱۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأئمة، باب ما جاء في أكل لحوم الجلالة والبانها، ح: ۱۸۲۵، والنسائي، ح: ۴۴۵۳ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۶۳، والحاكم على شرط البخاري: ۳۴/۲، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

پینے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کہ یہ صرف اس صورت میں ہے کہ مشکیزہ لٹکا ہوا ہو تو براہ راست پینے کا جواز ثابت ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یہ رائے بھی نقل کی ہے کہ مشکیزہ لٹکا ہوا ہو۔ اسے اتارنا نہ جاسکتا ہو یا برتن میسر ہی نہ ہو اور ہتھیلی سے پینا بھی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں مشکیزے سے براہ راست پینے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتح الباری، کتاب الأشربة، باب الشرب من فم السقاء) مشکیزے کے خراب ہونے کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ مشکیزے میں یا نل میں کوئی موذی چیز داخل ہوگئی ہو اور پینے والے کو اس کی خبر بھی نہ ہو اور پھر اذیت اٹھائے۔ ① گندگی کھانے والے جانور کا دودھ، گوشت اور اس کی سواری سب منع ہیں۔ ذبح کرنا ہو تو پہلے کم از کم تین دن تک باندھ کر رکھا جائے۔ (ارواء الغلیل، روایت: ۲۵۰۵) ② کسی مملوکہ جانور کو نشانہ مار کر قتل کرنا حرام ہے لہذا یہ کہ وہ وحشی بن جائے اور شکار کے حکم میں آجائے تو جائز ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ فِي اخْتِنَاتِ
الْأَسْقِيَةِ (التحفة ۱۵)

۳۷۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ.

۳۷۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مشکیزوں کا منہ الٹ کر ان سے پیا جائے۔

🌞 فائدہ: اس سے اگلی حدیث (۳۷۲۱) میں اس کے جواز کا بیان ہے، لیکن وہ روایت سنداً ضعیف ہے، اس لیے ممانعت ہی کو ترجیح ہے۔ تاہم یہ ممانعت بطور تنزیہی ہی ہے جیسا کہ اس سے پہلے حدیث (۳۷۱۹) کے فوائد میں وضاحت کی گئی ہے۔

۳۷۲۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِإِدَاوَةٍ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: «اخْنِثْ فَمَ الْإِدَاوَةِ ثُمَّ شَرِبْ مِنْ فِيهَا».

۳۷۲۱- عیسیٰ بن عبد اللہ انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُحد کے دن نبی ﷺ نے مشکیزہ منگوایا پھر فرمایا: ”اس کا منہ الٹاؤ“ پھر آپ نے اس کے منہ سے (منہ لگا کر پانی) پیا۔

۳۷۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ۲۰۲۳ من حديث سفيان ابن عيينة، والبخاري، الأشربة، باب اختنات الأسقية، ح: ۵۶۲۵ من حديث الزهري به.

۳۷۲۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح: ۱۸۹۱ من حديث عبد الله بن عمر العمري به * عيسى بن عبد الله لم يوثقه غير ابن حبان، وتلميذه العمري ضعيف عن غير نافع.

پینے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

باب: ۱۶- پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا

(المعجم ۱۶) - بَابُ: فِي الشَّرْبِ مِنْ

ثَلَمَةِ الْقَدَحِ (التحفة ۱۶)

۳۷۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پیا جائے یا مشروب میں پھونک ماری جائے۔

۳۷۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ ثَلَمَةِ الْقَدَحِ وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ.

[احمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوسعید بن اعرابی نے بیان کیا کہ مجھے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے قرۃ بن عبد الرحمن بن حیویل بن کاسر المدی کی بابت یہ خبر پہنچی ہے کہ انہیں (کاسر المدی) ”مد توڑنے والا“ اس لیے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے بادشاہ کے دربار میں مد توڑ دیا تھا تو اسی وجہ سے انہیں اسی نام سے پکارا جانے لگا۔]

[قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَزْمٍ: قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ بَلَّغَنِي عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: قُرَّةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ كَاسِرِ الْمُدِّ، وَكَاسِرُ الْمُدِّ: كَانَ كَسَرَ الْمُدَّ عَلَى سُلْطَانٍ فَسُمِّيَ بِهِ.]



🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث میں توسیع والے الفاظ صاحب بذل المجہود نے حاشیے میں ذکر کرتے ہوئے ان کی بابت لکھا ہے کہ سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں یہ موجود ہیں ہم نے عوام کے استفادے کے لیے انہیں تحریر کر دیا ہے۔ ② پیالے یا پلیٹ میں ٹوٹی ہوئی جگہ کی بالعموم کما حقہ صفائی نہیں ہوتی ہے اس لیے ہو سکتا ہے کہ وہ جگہ ہونٹوں کو زخمی کر دے یا پیتے وقت مشروب ہونٹوں سے باہر گرنے لگے جو کسی طرح مناسب نہیں۔ ایسے ہی پانی چائے دودھ یا دوسری خوراک میں پھونک مارنا کسی طرح جائز نہیں۔ مگر دم کے لیے پھونک مارنے میں اختلاف ہے کچھ علماء عموم کے تحت اسے بھی ناجائز کہتے ہیں جب کہ کچھ علماء کا موقف ہے کہ دم میں سورۃ فاتحہ اور مسنون دعائیں پڑھنے کی وجہ سے اس میں کچھ تاخیر پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے دم کر کے پھونک مارنا جائز ہے۔ (تفصیلی دلائل کے لیے ملاحظہ ہو ہفت روزہ الاعتصام لاہور یکم اگست ۲۰۰۳ء جلد: ۵۵ شماره: ۳) خیال رہے کہ علمائے کرام کا اس قسم کی احادیث میں ان منہیات کو ”نبی تنزیہی یا مکروہ تنزیہی“ کہنے کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو اس کے مرتکب کو مرتکب کبیرہ نہ سمجھا جائے۔ ارشاد رسول ﷺ بہر حال واجب التعمیل ہوتا ہے۔ اگر کوئی اسے لایعنی جانے یا تحقیر کرتے ہوئے عمداً

مخالفت کرے تو یہ کفر ہے۔

(المعجم ۱۷) - **بَابُ: فِي الشَّرْبِ فِي**
آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ (التحفة ۱۷)

۳۷۲۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ يَأْنَاءَ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَزِمِهِ بِهِ إِلَّا أَنِّي قَدْ نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهُ، وَإِنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ وَالذِّيَبِاجِ، وَعَنِ الشَّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: «هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ».

باب: ۱۷- سونے چاندی کے
برتن میں (کھانا) پینا

۳۷۲۳- جناب ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے انہوں نے پانی طلب کیا تو ایک دہقان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا۔ تو انہوں نے اسے پھینک مارا اور پھر کہا: میں نے اسے بلاوجہ نہیں پھینکا بلکہ میں اس کو اس سے پہلے منع کر چکا ہوں، مگر یہ باز نہیں آیا۔ اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے حریر و دیباچ سے منع فرمایا ہے (حریر عام ریشم اور دیباچ باریک ریشم کو کہتے ہیں) اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے روکا ہے اور فرمایا ہے: ”یہ چیزیں ان کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔“

☀ فائدہ: ریشم اور سونا بطور زیور اور لباس عورتوں کے لیے حلال ہیں، مردوں کے لیے صرف چاندی مباح ہے جبکہ سونا اور ریشم حرام ہیں۔ سونے چاندی کے برتن سبھی کے لیے حرام ہیں۔ اسی طرح ریشمی بچھونا بھی مردوں کے لیے بالاتفاق حرام ہے اور عورتوں کے لیے بعض لوگ حلال سمجھتے ہیں بعض حرام۔ (فتح الباری، اللباس، باب افتراش الحریر) لیکن احتیاطی بہتر ہے۔

باب: ۱۸- زمین کے کسی حصے میں
جمع شدہ صاف پانی منہ لگا کر پینا

(المعجم ۱۸) - **بَابُ: فِي الْكَرْعِ**
(التحفة ۱۸)

۳۷۲۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے ایک صحابی کے ساتھ ایک انصاری

۳۷۲۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۷۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب في آية الذهب، ح: ۵۶۳۲ عن حفص بن عمر، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء... الخ، ح: ۲۰۶۷ من حديث شعبة به.

۳۷۲۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البخاري، الأشربة، باب الكرع في الحوض، ح: ۵۶۲۱ من حديث فليح بن سليمان، وابن ماجه، ح: ۳۴۳۲ من حديث يونس بن محمد به.

پینے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کے ہاں تشریف لے گئے جب کہ وہ اپنے باغ میں پانی لگا رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہے جو رات بھر مشکیزے میں ہو (تو لے آؤ) ورنہ ہم کنوئیں کے حوض میں جمع شدہ پانی ہی منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔“ اس نے کہا: ہاں، میرے پاس مشکیزے میں رات کا پانی موجود ہے۔

فَلْيَجْعَلْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ، وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنٍّْ وَإِلَّا كَرَعْنَا؟» قَالَ: بَلَى، عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّْ.



فائدہ: [کرع] کے متعدد معانی ہیں [کرع] انسان کی پنڈلی یا جانور کے اگلے پچھلے پاؤں کے اوپر گھٹنے تک کے حصے کو کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن التین کے حوالے سے ابو عبد الملک سے نقل کیا ہے کہ اس کے معنی ”دونوں ہاتھوں سے پانی پینا ہیں“ ابن التین نے اسے اہل لغت کے خلاف قرار دیا ہے لیکن [کرع] کے اصل معنی کے حوالے سے یہ مفہوم غلط نہیں۔ [کرع الارض] زمین کے کنارے کو کہتے ہیں جہاں گہرا ہونے کی وجہ سے بارش وغیرہ کا صاف پانی جمع ہو جاتا ہے۔ [کرع] پہاڑ یا پتھر کیلے میدانوں سے نکلنے والے پانی کو بھی کہتے ہیں۔ [کَرَعَ الْقَوْمُ] یا [اُكْرَعَ الْقَوْمُ] کے معنی ہیں کہ لوگوں کو بارش وغیرہ کا جمع شدہ پانی مل گیا جو انہوں نے استعمال کیا۔ (لسان العرب: کرع) یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انصاری سے فرمایا: ”اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو رات بھر سے مشکیزے میں ہے (تو لے آؤ) ورنہ ہم حوض سے جمع شدہ پانی پی لیتے ہیں۔“ [کَرَعَ] کے ایک معنی برتن یا ہاتھ استعمال کیے بغیر جانوروں کی طرح منہ سے پانی پینا بھی ہیں۔ بہت سے مترجمین نے اس حدیث کا ترجمہ اسی طرح کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بھی ریاض الصالحین (باب جواز الشرب من جميع الاواني.....) میں اس کے یہی معنی بیان کیے ہیں، اس لیے اسے بھی غلط نہیں کہا جاسکتا اور اس مفہوم کے اعتبار سے بوقت ضرورت اس طرح پانی پینے کے جواز کا ثبات ہوتا ہے۔



(المعجم ۱۹) - بَابُ: فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۹- (لوگوں کو) پلانے والا کب پیے؟

۳۷۲۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ۳۷۲۵- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قوم کو پلانے والا

قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ، عَنْ

۳۷۲۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۵۴ من حديث شعبة به، وله شواهد عند مسلم، ح: ۶۸۱، والترمذي، ح: ۱۸۹۴ وغيرهما.

۲۵- کتاب الأشربة --- پانی میں پھونک مارنے اور برتن میں سانس لینے سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: سَبَّ سَبَّ آخِرِمْ يَوْمَ شَرَبَا. "ساقی القوم آخرهم شرباً".

۳۷۲۶- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَغْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ أُعْطِيَ الْأَغْرَابِيَّ وَقَالَ: «الْأَيْمَنُ فَلَا يَمَنَ».

۳۷۲۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کو دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملا یا گیا تھا۔ اور آپ کی دائیں جانب ایک دیہاتی تھا اور بائیں جانب ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے دودھ پیا، پھر اس دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا: "دائیں والا پھر دائیں والا۔"

🌞 فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ ساقی خود آخر میں پیے۔ اور جسے مجلس میں دودھ وغیرہ پیش کیا جائے وہ اوروں کی طرف بڑھائے تو دائیں طرف والے کو دے اور پھر اسی طرح آگے پیش کیا جائے۔

۳۷۲۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِیْهِمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي عِصَامٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: «هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ».

۳۷۲۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب پیتے تو تین سانس لیتے اور فرماتے: "یہ (انداز) پیاس خوب بجھاتا ہے، ہضم کو قوت دیتا ہے اور تندرستی کا باعث ہے۔"

(المعجم ۲۰) - بَابُ فِي التَّنْفِيسِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنَفُّسِ فِيهِ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- پانی میں پھونک مارنا اور برتن میں سانس لینا

۳۷۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ

۳۷۲۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا اس

۳۷۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب: الأيمن فالأيمن في الشرب، ح: ۵۶۱۹، ومسلم، الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما على يمين المبتدئ، ح: ۲۰۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۲۶/۲.

۳۷۲۷- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة التنفس في نفس الإناء... الخ، ح: ۲۰۲۸ من حديث هشام به، ورواه البخاري، ح: ۵۶۳۱ من حديث أنس به

۳۷۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في كراهية النفخ في الشراب، ح: ۱۸۸۸، وابن ماجه، ح: ۳۴۲۹ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وله شواهد كثيرة.

۲۵۔ کتاب الأشربة

پانی میں پھونک مارنے اور برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لینے سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي مِثْقَالٍ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَنَفَّسَ فِيهِ الْإِنَاءُ أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ.

🌞 فائدہ: ① افضل یہ ہے کہ انسان تین سانس میں پیے اور برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لے۔ ② کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنا بھی جائز نہیں۔ اگر کھانا یا مشروب زیادہ گرم ہو تو انتظار کر لے اور ٹھنڈا کر کے کھائے پیے۔ اسی طرح اگر کوئی تنکا وغیرہ اس میں گر پڑا ہو تو ہاتھ سے نکال لے، پھونک نہ مارے۔ ③ بعض علماء تبرک کے لیے قرآن کریم یا کوئی دعا پڑھ کر دم کرنے کو بھی ناجائز کہتے ہیں جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ اور مسنون اذعیہ پڑھنے سے اس میں کچھ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے وہ دم کر کے پھونک مارنے کو ممنوع نفی میں شامل نہیں کرتے بلکہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۲۲ کے فوائد و مسائل دیکھیں۔)

۳۷۲۹۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ جو قبیلہ بنی سلیم

سے ہیں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کے ہاں تشریف لائے اور کچھ دیر ٹھہرے۔ میرے والد نے آپ کو کھانا پیش کیا۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ کھانا حبیر (ایک خاص قسم کا کھانا جو کھجور، پنیر، گھی اور آٹے وغیرہ مرکب ہوتا ہے) تھا جو لایا گیا۔ پھر وہ مشروب لائے جو آپ نے نوش فرمایا پھر اپنے دائیں طرف والے کو دے دیا، اور آپ نے کھجوریں کھائیں اور گھلیاں اپنی انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی کی پشت پر رکھتے گئے۔ پھر جب آپ وہاں سے اٹھے تو میرے والد نے اٹھ کر آپ کی سواری کی لگام تھام لی اور عرض کیا کہ میرے لیے اللہ سے دعا فرمائیں، تو آپ نے فرمایا: [اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَارْحَمْهُمْ] ”اے اللہ! تو نے انہیں عنایت فرمایا ہے اس میں انہیں برکت دے ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحمت نازل کر۔“

۳۷۲۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ:

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبِي فَنَزَلَ عَلَيْهِ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامًا فَذَكَرَ حَيْسًا أَتَاهُ بِهِ، ثُمَّ أَتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ، فَنَاقَلَ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ فَأَكَلَ تَمْرًا فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوَى عَلَى ظَهْرِ [أُضْبِعِيهِ] السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى، فَلَمَّا قَامَ قَامَ أَبِي فَأَخَذَ بِلِحَافٍ دَائِيَةٍ، فَقَالَ: اذْعُ اللَّهُ لِي، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَارْحَمْهُمْ».



۳۷۲۹۔ تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب وضع النوى خارج التمر... الخ، ح: ۲۰۴۲ م حدیث شعبہ بہ.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے واضح ہوا کہ نبی ﷺ نے کھائی ہوئی کھجوروں کی گھٹلیاں اسی برتن میں نہیں ڈالیں بلکہ علیحدہ رکھیں، کیونکہ نفیس طبائع پر یہ بات بہت ناگوار گزرتی ہے، تو اسی طرح پانی کے برتن میں سانس لینا بھی دوسروں کو برا لگتا ہے۔ ② مشروب پینے کے بعد آپ نے دائیں طرف والے کودیا۔ ③ اصحاب فضل کی تکریم کرنا جس طرح میزبان نے رسول اللہ ﷺ کی تکریم کی پسندیدہ بات ہے۔ ④ میزبان اپنے مہمان سے دعا کی درخواست کر سکتا ہے۔ ⑤ کھانے کے بعد دعا کرنا سنت ہے اور جو دعا رسول اللہ ﷺ نے فرمائی وہی دعا کرنا افضل ہے۔

(المعجم ۲۱) - باب مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ
الْبَلْبَنَ (التحفة ۲۱)

باب ۲۱: دودھ پینے کی دعا

۳۷۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں (اپنی خالہ) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ گھر والوں نے دو سائڈے بھنے ہوئے پیش کیے جو دو لکڑیوں پر رکھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (انہیں دیکھ کر) تھوک دیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال ہے آپ اسے ناپسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جو آپ نے نوش فرمایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو یوں دعا کیا کرے [اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ] ”اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے عمدہ عطا فرما۔“ اور جب اسے دودھ پلایا جائے تو یوں کہے: [اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ] ”اے اللہ! ہمیں

۳۷۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَجَاؤُوا بِضَبَّيْنِ مَشْوِيَيْنِ عَلَى ثِمَامَتَيْنِ فَتَبَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ خَالِدٌ إِحَالُكَ تَقْدَرُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «أَجَلٌ»، ثُمَّ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِلَبْنٍ فَشَرِبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَكَلْ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَإِذَا سَقَى لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزَى مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا

۳۷۳۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا أكل طعامًا، ح: ۳۴۵۵ من حديث علي بن زيد بن جدعان به، وقال: "حسن" * علي بن زيد ضعيف، وعمر بن حرملة مجهول فالسنده ضعيف، وللحديث شاهد ضعيف في الصحيحة: ۲۳۲۰.

کھانے پینے کے برتنوں سے متعلق احکام ومسائل

اس میں برکت دے اور مزید عنایت فرما۔“ دودھ کے سوا اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَفْظُ مُسَدِّدٍ. امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ الفاظ جناب مسدد کے ہیں۔

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے جیسا کہ (الصحيحۃ، حدیث: ۲۳۲۰) میں اس کی وضاحت ہے اور اسی طرح مسند احمد کے محققین نے بھی اسی رائے کو درست کہا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ۳/۳۳۳، ۳۳۵) لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سائدا حلال جانور ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا البتہ رسول اللہ ﷺ کو یہ کھانا پسند نہ تھا۔ ② عام مترجمین ”ضب“ کے معنی سوسار اور گوہ کرتے ہیں، جو کسی طرح صحیح نہیں۔ ”سائدا“ گھاس کھانے والا جانور ہے۔ جبکہ سوسار یا گوہ مینڈک اور چھپکلیاں وغیرہ کھاتی ہیں۔ گوہ کے لیے عرب میں جو نام ہے وہ ”ورل“ ہے۔ گوہ سائدا سے بڑی ہوتی ہے۔ علمائے حیوانات لکھتے ہیں کہ ورل ’ضب‘ اور وزغ (چھپکلی) شکل و شباهت میں قریب قریب ہوتے ہیں اور احادیث واضح کرتی ہیں کہ چھپکلی وغیرہ کو مار دینا چاہیے جبکہ ضب یعنی سائدا کا کھانا جائز ہے ورل (گوہ سوسار) کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ③ اللہ کی ہر ہر نعمت پر اس کا شکر کرنا واجب ہے بالخصوص کھانے پینے اور دودھ کے بعد ماثور دعائیں پڑھنا تاکیدی سنت ہے۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ: فِي إِكْثَاءِ الْآنِيَةِ
(التحفة ۲۲)

۳۷۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَغْلِقْ بَابَكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ، وَخَمِّرْ إِنْاءَكَ وَلَوْ يَعُودُ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ، وَادْكُرْ

۳۷۳۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنا دروازہ بند کر اور اللہ کا نام لے بلاشبہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ اپنا چراغ بجھا اور اللہ کا نام لے۔ اپنا برتن ڈھانپ کر رکھ خواہ اس میں کوئی لکڑی آڑے طور پر رکھ دے اور اللہ کا نام لے۔ اور اپنے مشکیزے کا تسمہ باندھ کر رکھ اور اللہ کا نام لے۔“

۳۷۳۱- تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب تغطية الإناء، ح: ۵۶۲۳، ومسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء... الخ، ح: ۹۷/۲۰۱۲ من حديث ابن جريج به.

کھانے پینے کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

اِسْمَ اللّٰهِ ، وَأَوَّلِكَ سِقَاءَكَ وَادْكُرِ اِسْمَ اللّٰهِ ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① شیطان کی عداوت اور شرارت بہت مخفی اور مسلسل ہوتی ہے اس کا مقابلہ اللہ کے نام ہی سے ممکن ہے، اس لیے مناسب مواقع پر مسنون دعائیں پڑھتے رہنا چاہیے بالخصوص معمول کے چھوٹے چھوٹے کاموں پر بسم اللہ کہنا اپنی عادت بنا لینا چاہیے۔ ② حفظانِ صحت وغیرہ کے اصولوں کی پابندی کرنا فطرت ہے، لیکن اگر انسان سننِ نبویہ پر عمل کرنے کی نیت سے یہ سب کچھ کرے تو یہ امور تقرب الہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور ثواب بھی ملتا ہے۔

۳۷۳۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ (عبد اللہ بن مسلمہ کی) یہ روایت مکمل نہیں ہے، فرمایا: ”شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا، نہ تسمہ اور بندھنا ہی کھول سکتا ہے اور نہ ڈھانپے ہوئے برتن کو ننگا کر سکتا ہے“ (چراغ بجھا کر نہ سویا جائے تو اس کا نقصان یہ ہے کہ) چوہیا لوگوں کے گھروں کو جلا ڈالتی ہے۔“ (جتنی کو گھسیٹ لے جاتی ہے اور اس طرح گھر میں آگ لگ جاتی ہے۔)

۳۷۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْخَبَرِ، وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ قَالَ: «فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا غَلَقًا، وَلَا يَحُلُّ وَكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، وَإِنَّ الْفَوَيْسَقَةَ تُضْرَمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ أَوْ بُيُوتَهُمْ».

🌞 فائدہ: طبی طور پر ثابت ہے کہ رات کو روشنی بجھا کر سونا بہت زیادہ راحت اور سکون کا باعث ہوتا ہے۔ چراغ وغیرہ جلا کر سونے میں وہ ضرر ہے جو حدیث میں بیان ہوا، بجلی یا گیس کے ہیٹریا کو نکلنے کی انگیٹھی جلتی چھوڑ کر سوجانا بھی بہت مضر ہے۔ بہت سی خبریں سننے پڑھنے میں آئی ہیں کہ ان سے آگ لگ جاتی ہے اور کبھی لوگ دم گھٹ کر مر جاتے ہیں۔

۳۷۳۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا: ”عشاء کے وقت اور جناب مسدد نے روایت کیا کہ شام کے وقت اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک کر رکھا کرو۔ اس وقت جن (زمین میں)

۳۷۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَفَضِيلُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الشَّكْرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيرِ بْنِ شَنْظِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، رَفَعَهُ، قَالَ: «وَاحْكُمُوا صَبِيَّانَكُمْ

۳۷۳۲- تخریج: أخرجه مسلم من حديث مالك به، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۲۹، ۹۲۸/۲.

۳۷۳۳- تخریج: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ... الخ، ح: ۳۳۱۶ عن مسدد به، ورواه مسلم، ح: ۲۰۱۲ من حديث عطاء به.

۲۵- کتاب الأشربة

کھانے پینے کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

عِنْدَ الْعِشَاءِ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: «عِنْدَ الْمَسَاءِ بَحِيلٌ جَاتِے ہیں اور (بچوں کو) اچک لیتے ہیں۔»
فَإِنْ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً.

🌞 فائدہ: شیطانی اثرات اور ان کے حملوں سے بچنے کے لیے مسنون اذکار کے ساتھ ساتھ اس مذکورہ حفاظتی تدبیر کا اہتمام کرنا بھی لازمی ہے۔

۳۷۳۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا؟ قَالَ: «بَلَى»، قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَسْتَنْدُ فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا حَمَرْتُهُ، وَلَوْ أَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا».

۳۷۳۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک بار) ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے پانی طلب فرمایا، ایک شخص نے کہا: کیا ہم آپ کو نبیذ نہ پیش کریں؟ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں۔“ چنانچہ وہ بھاگتا بھاگتا گیا اور ایک پیالہ لے آیا اس میں نبیذ تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اسے ڈھانپا کیوں نہیں؟ اس پر کوئی لکڑی ہی رکھ لیتا۔“



امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (امام لغت) اصمعی نے اس لفظ کو [تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ] پڑھا ہے۔ (راء کے پیش کے ساتھ جبکہ دوسرے زیر سے پڑھتے ہیں۔)

🌞 فائدہ: کھانے پینے کی اشیاء کو جب کچھ دوری تک ادھر ادھر لے جانا ہو تو مناسب یہ ہے کہ ڈھانپ کر لے جایا جائے۔

۳۷۳۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ وَفَتْيَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ؛

۳۷۳۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے لیے بیٹھا پانی سقیا کے گھروں سے لایا جاتا تھا۔ قتیبہ نے کہا: ”سقیا“ ایک چشمے کا نام تھا جو مدینے سے دو دن کی مسافت پر تھا۔

۳۷۳۴- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في شرب النبيذ وتخمير الإناء، ح: ۲۰۱۱ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأشربة، باب شرب اللبن . . . الخ، ح: ۵۶۰۵ من حديث الأعمش به.

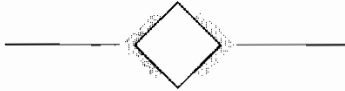
۳۷۳۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۰۰/۶ من حديث عبد العزيز الدراوردي به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۳۸/۴.

۲۵- کتاب الأشربة

کھانے پینے کے برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسْتَعَذَّبُ لَهُ الْمَاءُ مِنْ
بُيُوتِ السُّقْيَا. قَالَ قُتَيْبَةُ: هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا
وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ يَوْمَانِ.

🌞 فائدہ: صاف اور عمدہ پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اس کے لیے اہتمام رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔
جائز حدود میں رہتے ہوئے اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونا زہد کے خلاف نہیں، البتہ ان نعمتوں کا شکر ضروری ہے۔ عجمی اور
ہندی تصورات کے زیر اثر بعض صوفیا ان فطری نعمتوں سے گریزاں رہنے کو دین سمجھتے ہیں جبکہ یہ تصور درست نہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۶) - كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ (التحفة ۲۱)

کھانے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: کھانے پینے پہننے اور سکن (رہائش) وغیرہ کے انسانی عادات پر مبنی مسائل میں اصل حلت ہے یعنی سب ہی حلال ہیں سوائے ان چیزوں اور ان امور کے جن سے شریعت نے منع کر دیا ہو۔

(المعجم ۱) - باب مَا جَاءَ فِي إِبَاجَةِ الدَّعْوَةِ (التحفة ۱)

باب ۱- دعوت قبول کرنے کا بیان

907

۳۷۳۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا».

۳۷۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَمَعْنَاهُ. زَادَ: «فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَدْعُ».

۳۷۳۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۷۳۸- حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۳۷۳۶- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة... الخ، ح: ۵۱۷۳، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۴۶/۲.

۳۷۳۷- تخریج: أخرجه مسلم من حديث عبيد الله بن عمر به، انظر الحديث السابق.

۳۷۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، من حديث عبدالرزاق به، وانظر، ح: ۳۷۳۶، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۱۹۶۶۶.

۲۶- کتاب الأظعمة

دعوت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ
أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ
فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ».

🌞 فائدہ: اپنے مسلمان بھائی کی خوشی میں شریک ہونا انتہائی فضیلت کا کام ہے۔

۳۷۳۹- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى قَالَ:
حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ نَافِعٍ
بِإِسْنَادِ أَيُّوبَ وَمَعْنَاهُ.

۳۷۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ:
أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دَعَى
فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

۳۷۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا
دُرُسْتُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي بَابٍ عَنْ طَارِقٍ، عَنْ
نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دَعَى فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ
عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ
دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا».

قال أبو داود: أبان بن طارق مجهول.
امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: (راوی) ابان بن طارق
مجهول ہے۔



۳۷۳۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث بقیة به، انظر، ح: ۳۷۳۶.

۳۷۴۰- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۳۰ من حديث سفیان به.

۳۷۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۶۸/۷ من حديث أبي داود به * درست بن زیاد ضعيف،
وشیخه مجهول کما قال ابوداود.

نکاح کے موقع پر ولیمہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۴۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عن ابن شِهَابٍ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي
هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ
الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ
الْمَسَاكِينُ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ
عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

🌞 فائدہ: ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ شرعی دعوتوں کا اہتمام کرنا نہیں قبول کرنا اور ان میں حاضر ہونا انتہائی تاکیدِ عمل ہے۔ بغیر اس استثناء کے کہ دعوت دینے والا کون ہے؟ لہذا شرعی عذر کے بغیر ان سے پیچھے رہنا قطعاً روا نہیں جو ایک اعتبار سے تکبر میں شمار ہوتا ہے۔ ایسے ہی اغنیاء کی دعوت قبول کرنا اور فقراء سے اعراض کرنا بھی بہت بڑا عیب ہے۔ نیز اہم شرط یہ ہے کہ ان دعوتوں میں شرعی امور و آداب کی پابندی، اخوت و حب اسلامی کا اظہار اور اکرامِ مسلم مقصود ہو۔ ریا، شہرہ صرف اغنیاء اور امراء کو جمع کرنا، فقراء کو اہمیت نہ دینا، اسراف و تبذیر اور دیگر شرعی مخالفتوں کا ارتکاب ان دعوتوں کو مکروہ بنا دیتا ہے۔ جن میں شرکت جائز نہیں۔ علاوہ ازیں اس طرح کی دعوت میں شریک ہونے والا بھی محض لذت کا مودہ بن کر اپنا منہ منظر نہ بنائے۔

(المعجم ۲) - بَابُ: فِي اسْتِحْبَابِ
الْوَلِيمَةِ لِلنِّكَاحِ (التحفة ۲)
باب: ۲- نکاح کے موقع پر ولیمہ کرنا
مستحب ہے

🌞 فائدہ: [ولیمہ] لغت میں "وَلَمْ" سے ماخوذ ہے جس کا معنی جمع ہونا ہے۔ چونکہ یہ دعوت زوجین کے اکٹھے اور جمع ہونے کی خوشی میں ہوتی ہے تو اسی لیے اسے "ولیمہ" کہا جاتا ہے۔ ویسے ہر خوشی کی دعوت کو بھی "ولیمہ" ہی کہتے ہیں مگر نکاح کی خوشی میں یہ زیادہ مشہور ہے۔

۳۷۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: ذَكَرَ
تَرْوِيجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
۳۷۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں
ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر آیا
گیا تو انہوں نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ

۳۷۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، ح: ۵۱۷۷، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۳۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۴۶/۲.

۳۷۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من أولم على بعض نسائه أكثر من بعض، ح: ۵۱۷۱ عن مسدد، ومسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإنبات وليمة العرس، ح: ۱۴۲۸ عن قتيبة * حماد هو ابن زيد.

۲۶- کتاب الأطعمة

دعوت ولیمہ کے ایام سے متعلق احکام و مسائل

فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِسَاءَةٍ.
 نے اپنی کسی بیوی کے ولیمہ میں اس قدر اہتمام کیا ہو جتنا ان کے موقع پر ولیمہ میں کیا تھا۔ آپ نے ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

☀️ فائدہ: یہ نکاح وحی کی بنیاد پر ہوا تھا۔ اس میں ولی حق مہر اور گواہوں کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ سورہ احزاب میں ہے: ﴿فَلَمَّا قُضِيَ زَيْدُ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾ (الأحزاب: ۳۷) ”پس جب زید نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے اسے آپ کے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح کی تنگی نہ رہے جب وہ ان سے اپنا جی بھر لیں۔“

۳۷۴۴- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ:
 حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں ستوا اور کھجور سے ولیمہ کیا تھا۔
 عَنْ ابْنِهِ بَكْرِ بْنِ وَاثِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيْقٍ وَتَمْرٍ.



☀️ فائدہ: ولیمہ کرنا مستحب ہے اور جو میسر ہو پیش کر دینا چاہیے۔ ضروری نہیں کہ گوشت ہی ہو۔ آج کل ولیمے کی سنت پر عمل کیا جاتا ہے، لیکن اصحاب حیثیت اس میں اتنا تکلف کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! اسراف و تبذیر کا یہ مظاہرہ اس کو شیطانی عمل میں تبدیل کر دیتا ہے: ﴿إِنَّ الْمُبْدِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۷) ”فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔“ اُعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ.

(المعجم ۳) - بَابُ: فِي كَيْفِ تَسْتَحَبُّ
 باب: ۳- ولیمے کی دعوت کتنے دنوں تک مستحب ہے؟
 الْوَلِيمَةُ (التحفة ۳)

۳۷۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ:
 ۳۷۴۵- عبد اللہ بن عثمان نے قبیلہ ثقیف کے ایک

۳۷۴۴- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الوليمة، ح: ۱۰۹۵، وابن ماجه، ح: ۱۹۰۹، من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۳۷۱، ومسلم، ح: ۱۳۶۵، بعد، ح: ۱۴۲۷، وغيرهما.

۳۷۴۵- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۵۹۶، عن محمد بن المثنى به، ورواه أحمد: ۲۸/۵ * قتادة والحسن عننا، وعبد الله بن عثمان الثقيفي مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة.

سفر سے واپسی پر دعوت سے متعلق احکام و مسائل
 کانے آدمی سے روایت کی اسے معروف کہا جاتا تھا
 یعنی اس کی مدح کی جاتی تھی۔ اگر اس کا نام زہیر بن
 عثمان نہیں تو مجھے معلوم نہیں کہ اس کا کیا نام تھا؟ اس نے
 روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بے شک ولیمہ پہلے
 دن حق (لازم) ہے، دوسرے دن نیکی ہے اور تیسرے
 دن شہرہ اور دکھلاوا ہے۔“

حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ
 قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ التَّقْفِيِّ، عَنْ رَجُلٍ أَعْوَرَ
 مِنْ ثَقِيفٍ، كَانَ يُقَالُ لَهُ مَعْرُوفًا - أَيْ:
 يُشْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا - إِنْ لَمْ يَكُنْ اسْمُهُ زُهَيْرُ بْنُ
 عُثْمَانَ فَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
 قَالَ: «الْوَلِيمَةُ أَوَّلُ يَوْمٍ حَقٌّ، وَالثَّانِي
 مَعْرُوفٌ، وَالْيَوْمُ الثَّلَاثُ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ».

قتادہ رحمہ اللہ نے ایک آدمی سے نقل کیا کہ جناب سعید
 بن مسیب رحمہ اللہ کو پہلے دن دعوت دی گئی تو قبول کی
 دوسرے دن بلایا گیا تو قبول کیا، تیسرے دن بلایا گیا تو
 قبول نہ کیا اور کہا: یہ لوگ شہرہ اور دکھلاوا چاہتے ہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ
 الْمُسَيَّبِ دُعِيَ أَوَّلَ يَوْمٍ فَأَجَابَ، وَدُعِيَ
 الْيَوْمَ الثَّانِي فَأَجَابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّلَاثِ
 فَلَمْ يُجِبْ وَقَالَ: أَهْلُ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ.

۳۷۴۶- جناب قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن
 مسیب سے یہ قصہ بیان کیا۔ کہا کہ تیسرے دن بلایا گیا تو
 دعوت قبول نہ کی اور پیغام لانے والے کو کٹکڑے مارا۔

۳۷۴۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
 قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
 الْمُسَيَّبِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: «فَدُعِيَ الْيَوْمَ
 الثَّلَاثِ فَلَمْ يُجِبْ، وَحَصَبَ الرَّسُولَ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ شیخ عبد التواب ملتانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر تینوں دن کھانے والے لوگ
 ایک ہی ہوں تو تیسرے دن کی دعوت ناجائز ہے۔ اگر مختلف ہوں تو ایام کی کثرت کا کوئی حرج نہیں جو کہ سلف سے
 ثابت ہے۔ صحیح بخاری میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، النکاح، باب حق

إحابة الوليمة والدعوة ومن أولم سبعة أيام و نحوه)

باب ۴- سفر سے واپس پہنچنے پر کھانا کھلانا

(المعجم ۴) - باب الإطعام عند القدوم
 مِنَ السَّفَرِ (التحفة ۴)

۳۷۴۷- حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی

۳۷۴۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۳۷۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۳۷۴۷- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الطعام عند القدوم، ح: ۳۰۸۹ من حديث وكيع به.

۲۶- کتاب الأُطعمَة

ضیافت سے متعلق احکام و مسائل

قال: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً.

ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے ایک اونٹ یا گائے ذبح کی تھی۔

🌞 فائدہ: شاید یہ غزوہ تبوک سے واپسی کا واقعہ ہو۔ (بذل المجمعہود)

(المعجم ۵) - باب مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ
(التحفة ۵)

۳۷۴۸- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْكَعْبِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ، الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَجِلُّ لَهُ أَنْ يَتَوَيَّ عِنْدَهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ».

۳۷۴۸- حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے خوب خدمت اور مدارات ایک دن رات ہے مہمانی تین دن ہوتی ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے میزبان کے پاس ڈیرا ڈال لے کہ اس کے لیے مشقت اور بوجھ بن جائے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ، أَخْبَرَكَمُ أَشْهَبُ قَالَ: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ»، قَالَ: يُكْرِمُهُ وَيُتَحَفُّهُ وَيَحْفَظُهُ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ضِيَافَةً.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ بسند حارث بن مسکین اشہب سے مروی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے نبی ﷺ کے فرمان: [جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ] کا مفہوم پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا کہ ایک دن رات اس کی خوب عزت افزائی کرے اسے تحفہ دے اور اس کا خوب خیال کرے اور تین دن تک مہمانی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① [جائزۃ] کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مہمان کے روانہ ہوتے وقت بھی اسے اس قدر دے کہ ایک دن رات کی مسافت آسانی سے طے ہو جائے۔ (فتح الباری ۶۱۳۵) ② مہمان کے لیے لازم ہے کہ اپنے میزبان کے احوال کا خیال رکھے اور اس کے لیے اذیت یا مشقت کا باعث نہ بنے۔ ③ میزبان اگر مطالبہ کرے یا کوئی اضطراری کیفیت ہو تو تین دن سے زیادہ بھی ٹھہر سکتا ہے، مگر یہ خدمت میزبان کی طرف سے صدقہ ہوگی۔

۳۷۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه... الخ، ح: من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۲۹/۲، ورواه مسلم، ح: ۴۸، بعد، ح: ۱۷۲۶ من حديث سعيد المقبري به.

۳۷۴۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الضَّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۳۷۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میزبانی تین دن ہے جو اس کے علاوہ ہو وہ صدقہ ہے۔“

۳۷۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَخَلْفٌ بْنُ هِشَامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي كَرِيمَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَصْبَحَ بِفَنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، إِنْ شَاءَ اقْتَضَى، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

۳۷۵۰- حضرت ابو کریمہ (مقدام بن معدی کرب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک رات کی زیافت ہر مسلمان پر حق لازم (واجب) ہے۔ جو شخص کسی کے صحن میں اترے تو زیافت اس پر قرض ہے مہمان چاہے تو وصول کر لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔“

۳۷۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْجُودِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ الْمُقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَضَافَ قَوْمًا فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا فَإِنَّ نَصْرَهُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَتَّى يَأْخُذَ بِقَرَى لَيْلَةٍ مِنْ زَرْعِهِ وَمَالِهِ».

۳۷۵۱- حضرت مقدم (بن معدیکرب) ابو کریمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی قوم کا مہمان ہو پھر وہ زیافت سے محروم رہے تو اس کی نصرت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے حتیٰ کہ وہ ان سے اپنی ایک رات کی زیافت حاصل کر لے۔ اس کی کھیتی سے اور مال سے۔“

۳۷۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ بِهِ * عَاصِمٌ هُوَ ابْنُ بَهْدَلَةَ.

۳۷۵۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۷۴۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۵۴/۲ من حديث حماد بن سلمة به * عاصم هو ابن بهدلة.

۳۷۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب حق الضيف، ح: ۳۶۷۷ من حديث منصور به.

۳۷۵۱- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱۳۱/۴ من حديث شعبة به، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرک: ۱۳۲/۴، والحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ۱۵۹/۴.

۳۷۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف، ح: ۶۱۳۷، ومسلم، اللقطة، باب الضيافة ونحوها، ح: ۱۷۲۷ عن قتيبة به.

۲۶- کتاب الأطعمة

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ تَبْعُنَا فَتَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا، فَمَا تَرَى؟ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ، فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ».

ضيافت سے متعلق احکام و مسائل

ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں روانہ فرماتے ہیں ہم کسی قوم کے ہاں پڑاؤ کرتے ہیں اور وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”اگر تم کسی قوم کے ہاں پڑاؤ کرو تو اگر وہ تمہارے لیے اس چیز کا کہیں جو مہمان کے لائق ہے تو اسے قبول کر لو اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے اپنا حق ضیافت وصول کرو جو لائق اور مناسب ہو۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں دلیل ہے کہ انسان اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔

باب: ۶- دوسرے کا مال بطور ضیافت کھانے کی حرمت منسوخ ہو چکی ہے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ حُجَّةٌ لِلرَّجُلِ بِأَخْذِ الشَّيْءِ إِذَا كَانَ لَهُ حَقًّا.

(المعجم ۶) - باب نسخ الضيف في الأكل من مال غيره (التحفة ۶)



۳۷۵۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے سورۃ النساء کی آیت (۲۹) کی تفسیر میں فرمایا ﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ﴾ ”تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ“ سوائے اس کے کہ آپس کی رضامندی سے تجارت ہو۔“ اس آیت کے اترنے پر لوگ ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھانے میں حرج سمجھتے تھے۔ پھر سورۃ نور کی آیت: ۱۱ نے اس کو منسوخ کر دیا۔ فرمایا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ﴾ ”تم پر کوئی حرج نہیں کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں

۳۷۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَطْلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ بَحْكَرَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾ [النساء: ۲۹] فَكَانَ الرَّجُلُ يَخْرُجُ أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، فَتَنَسَخَ ذَلِكَ الْآيَةُ الَّتِي فِي الثَّوْرِ، فَقَالَ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - ﴿أَشْتَاتًا﴾ [النور: ۶۱] كَانَ

۳۷۵۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۷۴/۷ من حديث أبي داود به.

نفرور یا کی نیت سے کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالائوں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں سے اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم سب ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔“ (اسی طرح) کوئی غنی اپنے اہل کے کسی فرد کو کھانے کی دعوت دیتا تو وہ کہتا کہ میں اس کے کھانے میں حرج سمجھتا ہوں کوئی اور مسکین اس کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ چنانچہ اس آیت کے ذریعے سے حلال ٹھہرایا گیا ہے کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ کھالیا کریں اور (ایسے ہی) اہل کتاب کا کھانا بھی حلال کر دیا گیا۔

الرَّجُلُ يَغْنِي الْغَنَى - يَدْعُو الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِهِ إِلَى الطَّعَامِ، قَالَ: إِنِّي لَأَجْنَحُ أَنْ أَكُلَ مِنْهُ - وَالتَّجْنُحُ: الْحَرَجُ - وَيَقُولُ: الْمَسْكِينُ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي، فَأُحِلَّ فِي ذَلِكَ أَنْ يَأْكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَأُحِلَّ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ.

فائدہ: سورہ نساء کی آیت سے بعض صحابہ نے یہ سمجھا کہ تجارت کے بغیر کسی کے ہاں کھانا کھانا اکل بالباطل (ناجائز) ہے۔ اسی طرح بعض مال دار اپنے غریب رشتے دار کے ہاں کھانے میں حرج سمجھتے تھے سورہ نور کی آیت سے ان دونوں شبہات کا ازالہ کر کے واضح کر دیا گیا کہ تم تجارت کے بغیر بھی ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھا سکتے ہو۔ اسی طرح مال دار شخص اپنے غریب رشتے دار کے گھر کھانا کھا سکتا ہے صرف ایک شرط ہے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے۔

باب: ۷- (بطور نفرور یا) مقابلہ بازی میں کھلانے والے کا کھانا

(المعجم ۷) - بَابُ فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِئِينَ (التحفة ۷)

۳۷۵۴- عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: بلاشبہ نبی ﷺ نے مقابلہ بازی میں آ کر کھلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۵۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ أَبِي الرَّقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ابْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خَرِيتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ

۳۷۵۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۷/ ۲۷۴ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم: ۴/ ۱۲۸، ۱۲۹، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ۱۱/ ۳۸۴، ح: ۴۰۱، وللحديث شواهد.

النَّبِيِّ ﷺ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِئِينَ أَنْ يُؤْكَلَ .

امام ابو داود و ترمذی فرماتے ہیں کہ جریر کے اکثر شاگرد اس روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام ذکر نہیں کرتے۔ البتہ ہارون نخوی نے ان کا نام لیا ہے۔ حماد بن زید نے بھی ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی ان کی روایت مرسل ہوئی۔)

🌞 فائدہ: مقابلہ بازی میں کھانے والے کا مقصد محض فخر و ریا اور حصول شہرت ہو تو ایسے کھانے میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

باب: ۸- ایسی دعوت میں جانا جس میں کوئی غیر شرعی بات ہو

(المعجم ۸) - باب الرَّجُلِ يُدْعَى فَيْرَى مَكْرُوهًا (التحفة ۸)

۳۷۵۵- حضرت سفینہ ابوعبدالرحمن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ان کے لیے کھانا تیار کیا (اور ان کے گھر بھیج دیا) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو بلا لیں اور وہ بھی ہمارے ساتھ تناول فرمائیں (تو بہت خوب ہو) چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو دعوت دی اور آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر رکھا اور ایک منقش پردہ دیکھا جو گھر کی ایک جانب میں لگایا گیا تھا تو آپ ﷺ واپس ہو لیے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: نبی ﷺ سے ملیں اور معلوم کریں کہ کس چیز نے آپ کو واپس لوٹایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کس وجہ سے

۳۷۵۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمَهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ؛ أَنَّ رَجُلًا أَصَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَكَلَ مَعَنَا، فَدَعَوْهُ فَجَاءَ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عِضَادَتِي الْبَابِ فَرَأَى الْقَرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيِّ: الْحَقُّ انْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا رَدَّكَ؟ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لِبَنِي أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا» .

۳۷۵۵- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه ابن ماجه، الأَطْعَمَة، باب إذا رأى الضيف منكراً رجع، ح: ۳۳۶۰ من حديث حماد بن سلمة به .



دعوت قبول کرنے سے متعلق احکام و مسائل

واپس آ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے لائق نہیں یا کہا کہ نبی کو لائق نہیں کہ نقش و نگار والے گھر میں داخل ہو۔“

فائدہ: ① گھروں میں دیواروں کو غیر ضروری رنگ رنگ متغش پردوں وغیرہ سے مزین کرنا اسلامی ثقافت کے منافی ہے۔ ② اور اسی طرح جس دعوت میں کسی غیر شرعی بات کا ارتکاب ہو اس میں بھی شرکت درست نہیں۔ بالخصوص ایسی شخصیات کے لیے جو عوام کے ہاں شرعی امور میں معتبر ہوں ان کی شرکت اور پھر منکرات پر ان کی خاموشی ایک لحاظ سے رضامندی سمجھی جاسکتی ہے جو ان کے حق میں بہت بڑا عیب ہے۔ ③ اور ایسے گھر جن کی تعمیر ہی منکرات و فواحش اور غیر شرعی کاموں کے لیے ہوتی ہے وہاں جانا حرام ہے۔

(المعجم ۹) - **بَابُ: إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ**
أَيُّهُمَا أَحَقُّ (التحفة ۹)

باب: ۹- جب دو داعی اکٹھے ہو جائیں تو کون زیادہ حق دار ہے؟

۳۷۵۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَيْرِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا أَبَا، فَإِنَّ أَقْرَبَهُمَا أَبَا أَقْرَبَهُمَا جَوَارًا، وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبِ الَّذِي سَبَقَ».

۳۷۵۶- ایک صحابی سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب دو شخص دعوت دینے والے اکٹھے ہو جائیں تو اس کی دعوت قبول کر جس کا دروازہ ان میں سے زیادہ قریب ہو کیونکہ جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو اسی کی ہمسائیگی زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک پہلے آیا ہے تو پہلے آنے والے کی قبول کر۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم دیگر صحیح احادیث سے بھی یہ ترتیب ثابت ہے اور اکثر علماء کا عمل بھی اسی پر ہے۔

(المعجم ۱۰) - **بَابُ: إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالْعِشَاءُ** (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- جب نماز تیار ہو اور رات کا کھانا بھی

۳۷۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

۳۷۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

۳۷۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۸/۵ عن عبد السلام بن حرب به، وضعفه الحافظ في التلخيص الحبير: ۱۹۶/۳ * أبو خالد الدالاني عن عن وهو مدلس.

۳۷۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأذان، باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلوة، ح: ۶۷۳، ۶۷۴

اوقات نماز میں کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا رات کا کھانا رکھ دیا گیا ہو اور نماز کی اقامت بھی ہو گئی ہو تو (نماز کے لیے) نہ اٹھے حتیٰ کہ کھانے سے فارغ ہو جائے۔“ مسد نے مزید کہا کہ حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ کے لیے رات کا کھانا رکھ دیا جاتا..... یا شام کا کھانا تیار ہو جاتا..... تو وہ کھانے سے فارغ ہو جانے تک نہ اٹھتے خواہ اقامت سن لیتے یا امام کی قراءت سن رہے ہوتے۔

وَمُسَدَّدٌ، الْمَعْنَى، قَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى الْقَطَّانُ [وَقَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَضَعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا يَقُومُ حَتَّى يَفْرُغَ». زَادَ مُسَدَّدٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا وَضَعَ عَشَاءَهُ - أَوْ حَضَرَ عَشَاءَهُ - لَمْ يَقُمْ حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنْ سَمِعَ الْإِقَامَةَ وَإِنْ سَمِعَ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ.

سُورَةُ فَادَهُ: نماز ایسی عبادت ہے جس میں رب ذوالجلال سے مناجات ہوتی ہے تو انسان کو اپنے فطری عوارض سے فارغ ہو کر پوری یکسوئی سے نماز ادا کرنی چاہیے۔ کھانے پر پہنچنے سے پہلے نماز کا بوجھ اتارنے کی کوشش قطعاً مناسب نہیں۔ اسی طرح پیشاب پاخانے کے تھانے ہیں ضروری ہے کہ انسان پہلے ان امور سے فارغ ہو لے ایسا نہ ہو کہ دھیان کھانے وغیرہ کی طرف لگا ہو اور نماز میں یکسوئی حاصل نہ ہو پائے۔



۳۷۵۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھانے یا کسی اور وجہ سے نماز کو مؤخر نہ کیا جائے۔“

۳۷۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ بَزْيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى يَعْنِي ابْنَ مَنْصُورٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ لَطَعَامٍ وَلَا لِعَبْرَةٍ».

۳۷۵۹- جناب عبداللہ بن عبید بن عمیر نے کہا کہ

۳۷۵۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ

«ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلوة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال... الخ، ح: ۵۵۹ من حديث عبدا لله بن عمر به، وهو في مسند أحمد: ۲/۲۰.


۳۷۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ۲/۲۳ من حديث محمد بن ميمون الزعفراني به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور.

۳۷۵۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳/۷۴ من حديث أبي داود به.

کھانے کے وقت ہاتھ دھونے سے متعلق احکام و مسائل

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور کی بات ہے کہ میں اپنے والد (عبید بن عمیر) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ عباد بن عبداللہ بن زبیر نے کہا: ہم نے سنا ہے کہ (نماز سے پہلے) عشائیے (رات کے کھانے) سے ابتدا کی جائے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس تم پر! بھلا ان کا عشائیہ کیا ہوتا تھا؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے باپ کے عشائیے کی طرح ہوتا تھا؟ (یعنی کیا انواع و اقسام کے کھانے ہوتے تھے؟)

قال: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْبَلِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الصَّحَّاحُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي فِي زَمَانِ ابْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى جَنْبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: إِنَّا سَمِعْنَا أَنَّهُ يُبْدَأُ بِالْعِشَاءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: وَنَحْكَ! مَا كَانَ عِشَاءُ هُمْ؟ أَتَرَاهُ كَانَ مِثْلَ عِشَاءِ أَبِيكَ!؟

 فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت (۷۳۵۸) سنداً ضعیف ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر والی روایت صحیح ہے اور پچھلی حدیث کے مفہوم کی تائید کرتی ہے۔ باب کی پہلی حدیث میں نماز سے پہلے کھانے اور دو احادیث کھانے کے لیے نماز کو مؤخر نہ کرنے کی تاکید کرتی ہیں۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ دونوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کھانے کی طلب بہت زیادہ ہو اور دسترخوان بھی لگا دیا گیا ہو تو پہلے کھانا کھا لیا جائے۔ لیکن اگر یہ کیفیت نہ ہو کھانے میں تکلفات ہوں اور بہت زیادہ دیر لگتی ہو اور نماز کا وقت یا جماعت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے نماز پڑھ لی جائے۔


باب: ۱۱- کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کا بیان

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الطَّعَامِ (التحفة ۱۱)

۳۷۶۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا سے نکلے تو آپ کو کھانا پیش کیا گیا۔ صحابہ نے کہا: کیا آپ کے لیے وضو کا پانی نہ لے آئیں؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے وضو کا حکم اسی وقت ہے جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوں۔“

۳۷۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا: أَلَا نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوَضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ».

 فوائد و مسائل: ① اگر ہاتھ صاف ہوں تو کھانے کے وقت دوبارہ دھونے کا اہتمام کوئی سنت نہیں ہے۔

۳۷۶۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأظعمة، باب في ترك الوضوء قبل الطعام، ح: ۱۸۴۷، والنسائي، ح: ۱۳۲ من حديث إسماعيل ابن علية به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۲۶- کتاب الأطعمة

کھانے سے قبل ہاتھ دھونے اور نہ دھونے سے متعلق احکام و مسائل

① بیت الخلا میں فراغت کے بعد ہاتھ اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہیں کھانے کے لیے انہیں دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں۔ ② ہر وقت با وضو رہنا مستحب ہے مگر واجب نہیں۔ ③ کھانے کے وقت وضو کا اہتمام بہتر ہے ضروری نہیں۔

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي غَسْلِ الْيَدِ
قَبْلَ الطَّعَامِ (التحفة ۱۲)

۳۷۶۱- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے سے پہلے وضو کر لینا باعث برکت ہوتا ہے۔ میں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”کھانے کی برکت وضو میں ہے کہ کھانے سے پہلے کیا جائے اور بعد میں بھی۔“

۳۷۶۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنَا قَيْسٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ زَادَانَ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ أَنَّ بَرَكََةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «بَرَكََةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ»، وَكَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ الْوُضُوءَ قَبْلَ الطَّعَامِ.



اور جناب سفیان کھانے سے پہلے وضو کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

باب: ۱۲- اچانک کھانے کے موقع پر (بغیر ہاتھ دھوئے) کھانا
(المعجم ۱۲) - بَابُ: فِي طَعَامِ
الْفَجْأَةِ (التحفة ۱۳)

۳۷۶۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پہاڑی کی گھاٹی کی طرف سے تشریف لائے۔ آپ قضائے حاجت سے آئے تھے اور ہمارے سامنے ڈھال پر کھجوریں رکھی تھیں۔ ہم نے آپ کو دعوت دی تو آپ نے ہمارے ساتھ مل کر تناول

۳۷۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي يَعْنِي سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۳۷۶۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في الوضوء قبل الطعام وبعده، ح: ۱۸۴۶ من حديث قيس بن الربيع به، وذكر كلاماً قيس بن الربيع ضعيف، والحديث ضعفه أبو حاتم الرازي وغيره. ۳۷۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۹۷، ح: ۱۵۳۴۵ من حديث أبي الزبير المكي به، وهو مدلس وعنن.

کھانے میں عیب نکالنے اور مل کر کھانے سے متعلق احکام و مسائل

مِنْ شَعْبٍ مِنَ الْجَبَلِ وَقَدْ قَضَى حَاجَتَهُ فَرَمَائِسٍ أَوْ پَانِی کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔
وَبَيْنَ أَيْدِينَا تَمْرٌ عَلَى ثُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ،
فَدَعَوْنَاهُ فَأَكَلَ مَعَنَا وَمَا مَسَّ مَاءً.

🌞 فوائد و مسائل: ① علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ اگر دعوت دینے والے نے بیٹھتی دعوت نہ دے رکھی ہو تو اچانک اس کے کھانے میں شریک ہونا ناپسند سمجھا جاتا ہے الٰہیہ کہ آثار و قرآن سے واضح ہو کہ صاحب طعام فراخ دلی سے پیش کش کر رہا ہے تو شریک ہو جائے۔ ② مذکورہ دونوں روایات (ہاتھ دھونے والی اور نہ دھونے والی) ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہیں۔ بنا بریں کھانے کے وقت ہاتھ دھونے ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ صاف نہ ہوں تو پھر دھونے ضروری ہوں گے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ دَمٍ
الطَّعَامِ (التحفة ۱۴)

۳۷۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِلَّا اسْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

۳۷۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ آپ کی طبیعت چاہتی تو تناول فرما لیتے اگر ناپسند کرتے تو چھوڑ دیتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① انسان اللہ کی نعمت کھانے سے رہ بھی نہ سکے اور پھر اس کی عیب جوئی بھی کرے یہ بہت بری خصلت ہے۔ اگر کھانا تیار کرنے والے کی تقصیر ہو تو اس کو مناسب انداز سے سمجھا دینا چاہیے۔ ② اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جاسکتا ہے کہ انسان نے کسی شخص یا ادارے سے کوئی معاہدہ طے کیا ہو اور طے شدہ امور و شرائط پر معاملہ چل رہا ہو تو مناسب نہیں کہ اس ادارے یا افراد پر بلا وجہ معقول طعن و تشنیع کرے۔ یا تو بخیر و خوبی ساتھ نبھائے یا بھلے انداز سے جدا ہو جائے۔ تاہم نصیحت اور خیر خواہی کا اسلامی شرعی اور اخلاقی حق اچھے طریقے سے ادا کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي الْجَمَاعِ
عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ۱۵)

۳۷۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب: ما عاب النبي ﷺ طعامًا، ح: ۵۴۰۹ عن محمد بن كثير، ومسلم، الأشربة، باب: لا يعيب الطعام، ح: ۲۰۶۴ من حديث سفیان به.

۲۶- کتاب الأطعمة

کھانے پر ”بسم اللہ“ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۶۴- وحشی بن حرب اپنے والد سے اور وہ (وحشی کے) دادا صحابی (وحشی بن حرب) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب نبی ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: ”شاید تم لوگ علیحدہ علیحدہ ہو کر کھاتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اٹھتے ہو کر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو اس میں تمہارے لیے برکت پیدا کر دی جائے گی۔“

۳۷۶۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي وَحْشِيُّ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ؛ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نُسَبِّحُ، قَالَ: «فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرُونَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «فاجتمعوا على طعامكم واذكروا اسمَ اللَّهِ عَلَيْهِ يَبَارِكُ لَكُمْ فِيهِ».

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تم کسی دعوت میں شریک ہو اور عشاء (کھانا) سامنے رکھ دیا جائے تو جب تک گھر والا اجازت نہ دے مت کھاؤ۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كُنْتَ فِي وَلِيمَةٍ فَوَضِعَ الْعِشَاءَ فَلَا تَأْكُلْ، حَتَّى يَأْذَنَ لَكَ صَاحِبُ الدَّارِ.



🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک ضعیف الاسناد ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے اور جنہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے وہ اس حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ کرتے ہیں۔ ② کھانے پر اٹھتے ہونے میں الفت و مودت کے ساتھ ساتھ برکت برکت ہوتی ہے۔ دوستوں میں اگر کوئی شکر رنجی ہو تو دور ہو جاتی ہے۔ عام اجتماعات کے علاوہ گھروں میں بھی اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اس طرح برکت کے علاوہ نو خیز بچوں کو آداب مجلس کی تربیت ملتی ہے۔ ③ بعض علماء نے اس سے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ اس حدیث میں ایک ہی برتن میں کھانے کی ترغیب ہے۔ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے جس اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے وہ کھانے کے آداب کا اہم حصہ ہے۔

(المعجم ۱۵) - باب التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۵- کھانے پر بِسْمِ اللہ پڑھنا

۳۷۶۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ قَالَ: ۳۷۶۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ

۳۷۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الاجتماع على الطعام، ح: ۳۲۸۶ من حديث الوليد بن مسلم به، ولم يصرح بالسماع المسلسل ومع ذلك صححه ابن حبان، ح: ۱۳۴۵ * وحرب بن وحشي لم يوثقه غير ابن حبان.

۳۷۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ۲۰۱۸ من حديث أبي عاصم به.

کھانے پر ”بسم اللہ“ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

کو فرماتے سنا: ”انسان جب اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا نام لیتا ہے اور پھر اپنے کھانے پر بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے: تمہارے لیے یہاں نہ رات کا کوئی ٹھکانا ہے اور نہ رات کا کھانا۔ اور جب انسان داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات کا ٹھکانا مل گیا اور جب کھانے پر بھی اللہ کا نام نہ لے تو کہتا ہے: تمہیں رات کے کھانے کے ساتھ ساتھ کھانا بھی مل گیا۔“

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دَخَلَ رَجُلٌ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ».

🌟 فائدہ: شیطان اور اس کے چیلے چائے نظر نہیں آتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف: ۲۷) ”بے شک شیطان اور اس کا لشکر تمہیں ایسے مقام سے دیکھتا ہے جہاں سے تم نہیں دیکھ سکتے۔“ اور ان کے حملے انتہائی مخفی شدید اور مسلسل ہیں۔ ان سے بچاؤ کا یقینی طریقہ اللہ کا نام لینا ہے۔

۳۷۶۶- حدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي حُدَيْفَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا لَمْ يَضَعْ أَحَدُنَا يَدَهُ حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ طَعَامًا، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَذَهَبَ لِيَضَعَ يَدَهُ فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ جَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِيَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، قَالَ: فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهَا وَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَمْ يَذْكُرِ اسْمُ

۳۷۶۶- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ۲۰۱۷ من حديث أبي معاوية الضرير به.

۲۶- کتاب الأطعمة

کھانے پر ”بسم اللہ“ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

اسے اپنے لیے حلال سمجھ لیتا ہے۔ وہ اس بدوی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے سے کھانا حاصل کر سکے، مگر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس بچی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے سے کھانا لے سکے، تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ اس کا ہاتھ ان (دونوں) کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔“

اللہ عَلَیْهِ، وَإِنَّهٗ جَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيَّ لَيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَجَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَّةَ لَيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ يَدَهُ لَفِي يَدِي مَعَ أُيْدِيهِمَا».

فائدہ: شیطان جب نبی ﷺ کی مجلس طعام میں حملہ آور ہونے سے باز نہیں آیا تو عام مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے تحفظ کا معتد طریقہ ارشاد فرما دیا ہے اور وہ ہے کھانا شروع کرتے وقت [بسم اللہ] کا پڑھنا۔

۳۷۶۷- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی کھانا کھانے لگے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرے اگر شروع میں بھول جائے تو چاہیے کہ یوں کہے: [بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَآخِرُهُ] ”اللہ کے نام سے اس (کھانے) کے شروع میں اور آخر میں بھی۔“

۳۷۶۷- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدُّسْتَوَائِيَّ، عَنْ بُذَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ كُلْثُومٍ، عَنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلْتُمْ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلُهُ وَآخِرُهُ».

۳۷۶۸- حضرت امیہ بن خنسلہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے

۳۷۶۸- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ

۳۷۶۷- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ما جاء في التسمية على الطعام، ح: ۱۸۵۸ من حديث هشام الدستوائي به، وقال: "حسن صحيح". ورواه ابن ماجه، ح: ۳۲۶۴، وصححه ابن حبان ح: ۱۳۴۱، والحاكم: ۱۰۸/۴، ووافقه الذهبي.

۳۷۶۸- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۳۶/۴، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۱۱۳، وعمل اليوم والليلة، ح: ۲۸۲ من حديث جابر بن صبح به، وصححه الحاكم: ۱۰۸/۱، ۱۰۹، ووافقه الذهبي * المثنى بن عبد الرحمن حسن الحديث، وللحديث شواهد، انظر مجمع الزوائد: ۲۲/۵.



فیک لگا کر کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

یونس، قال: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْخُزَاعِيُّ عَنْ عَمِّهِ أُمَيَّةَ بْنِ مَحْشِيٍّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ».

جبکہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ حتیٰ کہ جب اس کے کھانے سے ایک لقمہ باقی رہ گیا تو اس نے اسے اپنے منہ کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا: [بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَ آخِرَهُ] ”اللہ کے نام سے اس (کھانے) کے شروع میں اور آخر میں بھی۔“ تو نبی ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا: ”شیطان اس کے ساتھ کھانے جا رہا تھا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اس نے وہ سب تے کر کے نکال دیا۔“

قال أبو داود: جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ حَدَّثَنَا إِبْنُ حَرْبٍ مِنْ قَبْلِ أُمِّهِ. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جابر بن صبح، سلیمان بن حرب کے نانا ہیں۔

☀ فائدہ: بھول جانے کی صورت میں یہی دعا پڑھنی چاہیے جیسے کہ اس سے پہلے والی حدیث میں گزرا ہے۔ معلوم رہے کہ شیاطین کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے کچھ کھاتے پیتے اور مباشرت بھی کرتے ہیں۔ ان کا کھانا پینا بائیں ہاتھ سے ہوتا ہے تمام شیاطین سے تحفظ اللہ کے ذکر ہی سے ممکن ہے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ: فِي الْأَكْلِ مُتَكِنًا (التحفة ۱۷)

۳۷۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا أَكُلُ مُتَكِنًا».

۳۷۶۹- حضرت ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سہارا لے کر (فیک لگا کر) نہیں کھاتا۔“

۳۷۷۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى. حضرت انس رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ نبی

۳۷۶۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الأكل متكينًا، ح: ۵۳۹۸ من حديث علي بن الأقرم به.

۳۷۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب تواضع الأكل وصفة قعوده، ح: ۲۰۴۴ من حديث مصعب بن سليم، والنسائي في الكبرى، ح: ۶۷۴۴ من حديث وكيع به.

۲۶- کتاب الأطعمة

برتن میں سے کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے مجھے (کسی کام سے) بھیجا۔ پھر میں آپ کے پاس واپس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ کھجوریں کھا رہے تھے اور اقعاء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُضْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ تَمْرًا وَهُوَ مُقْعٍ.

۳۷۷۱- جناب شعیب بن عبد اللہ بن عمرو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ نے تکیہ لگا کر کھانا کھایا ہو یا دو آدمیوں نے بھی آپ کی ایڑیاں روندی ہوں (ایسے نہیں ہوا کہ آپ تکبرانہ انداز سے آگے آگے چلیں اور لوگ آپ کے پیچھے ہوں۔)

۳۷۷۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا رُئِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ مُتَكِنًا قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ.



توضیح: [اقعاء] یعنی اس طرح زمین پر بیٹھ جانا کہ پنڈلیاں سامنے کھڑی ہوں۔ اس صورت میں بعض اوقات پیچھے سہارا بھی لینا پڑتا ہے۔ لہذا اس سے یہ استنبہاد کیا جاسکتا ہے کہ بیماری اور کمزوری وغیرہ کی صورت میں سہارا لینا جائز ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ ایک روایت میں [مُقْعٍ] کی بجائے [مُحْتَفِزٍ] کا لفظ آیا ہے یعنی اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ بہر حال عام روایات سے ثابت ہے کہ سہارے لے کر (ٹیک لگا کر) کھانا سنت کے خلاف ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ خوب جم کر اور کھڑ کر بیٹھنے کو بھی [اتكاء] میں شمار کرتے ہیں جیسے کہ آلتی پالتی مار کر بیٹھنا کہ اس صورت میں انسان بہت زیادہ کھانا کھا لیتا ہے۔ الایہ کہ کوئی عذر ہو۔ علمائے کرام (غزالی وغیرہ) افضل صورت یہ بتاتے ہیں کہ گھٹنوں کے بل بیٹھے یا دایاں گھٹنا کھڑا کیا ہو اور بائیں پر بیٹھ جائے۔ جیسے کہ بعض دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔



باب: ۱۷- پیالے کے اوپر کے حصے سے

(المعجم ۱۷) - بَابُ: فِي الْأَكْلِ مِنْ

کھانا (درست نہیں)

أَعْلَى الصُّفْحَةِ (التحفة ۱۸)

۳۷۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جب کوئی کھانا

۳۷۷۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ،

۳۷۷۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب من كره أن يوطأ عقباه، ح: ۲۴۴ عن موسى ابن إسماعيل به.

۳۷۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في كراهية الأكل من وسط الطعام، ح: ۱۸۰۵، وابن ماجه، ح: ۳۲۷۷ من حديث عطاء بن السائب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

مکروہ اشیاء والے دسترخوان پر کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

کھانے لگے تو پیالے کے اوپر (درمیان) سے نہ کھائے بلکہ نیچے (ایک جانب) سے کھائے۔ بلاشبہ برکت اس کے اوپر کی طرف سے اترتی ہے۔“

عن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عن ابْنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَأْكُلْ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ وَلَكِنْ يَأْكُلْ مِنْ أَسْفَلِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَهَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا».

۳۷۷۳- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا ایک بہت بڑا طشت تھا جسے غراء کہا جاتا تھا اسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ جب چاشت کا وقت ہوا اور انہوں نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اس طشت کو لایا گیا جبکہ اس میں شرید بنایا گیا تھا (یعنی شوربے میں روٹی بھگوئی گئی تھی)۔ سب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ جب لوگوں کی کثرت ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے گھٹنے ٹیک لیے۔ ایک بدوی نے کہا: بیٹھے کا یہ کیسا انداز ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے مجھے نیک خُوبندہ بنایا ہے نہ کہ متکبر سرکش۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی اطراف سے کھاؤ اور چوٹی کو چھوڑ دو اس میں برکت ہوگی۔“

۳۷۷۳- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ الْخُمَيْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ بُسْرِ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قُصْعَةٌ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، يُقَالُ لَهَا: الْغَرَاءُ، فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَى، أَتَى بَيْنَكَ الْقُصْعَةَ يَعْنِي وَقَدْ تَرَدَّ فِيهَا، فَالْتَفُوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «أَغْرَابِي مَا هَذِهِ الْجِلْسَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا وَذَرُّوْهَا يَبَارِكْ فِيهَا».

باب: ۱۸- جس دسترخوان پر مکروہات کا استعمال ہو اس پر نہیں بیٹھنا چاہیے

(المعجم ۱۸) - باب الجلوس على مائدة عليها بعض ما يكره (التحفة ۱۹)

۳۷۷۳- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۳۷۷۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ

۳۷۷۳- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الأكل متكئا، ح: ۳۲۶۳ عن عمرو بن عثمان به، وصححه الحاكم: ۱۰۷/۴، ووافقه الذهبي.
۳۷۷۴- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱۲۹/۴ من حديث كثير بن هشام به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي لعلته، وفيه علة أخرى، ولبعض الحديث شاهد ضعيف عند البيهقي: ۲۶۶/۷.

۲۶- کتاب الأطعمة

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

نے کھانے کے متعلق دو باتوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک ایسے دسترخوان پر بیٹھنا جس پر شراب پی جائے دوسرے پیٹ کے بل اوندھے لیٹ کر کھانا۔

بُرْقَان، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ مَطْعَمَيْنِ، عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُسْبِطٌ عَلَى بَطْنِهِ.

امام ابو داؤد نے کہا: یہ حدیث جعفر نے زہری سے نہیں سنی یہ روایت منکر ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ جَعْفَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ مُنْكَرٌ.

۳۷۷۵- ہارون بن زید بن ابی الزرقاء نے کہا ہمیں سیرے والد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں جعفر نے بیان کیا کہ اسے زہری سے یہ حدیث پہنچی۔

۳۷۷۵- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثُ.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معنیاً صحیح ہے یعنی دوسری صحیح روایات سے یہ مضمون ثابت ہے۔ بتا بریں ایسا دسترخوان یا ایسی مجالس جہاں حرام ہو ان میں شرکت ناجائز اور حرام ہے سوائے اس کے کہ شریک ہو کر نبی عن المسکر اور امر بالمعروف کا فریضہ ادا کرے۔

باب: ۱۹- دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم

(المعجم ۱۹) - باب الأكل باليمين (التحفة ۲۰)

۳۷۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیے بلاشبہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اپنے بائیں سے پیتا ہے۔“

۳۷۷۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ».

۳۷۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيهقي، باب تفسير ذلك، ح: ۴۵۲۰ عن هارون بن زيد به.

۳۷۷۶- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ۲۰۲۰ من حديث سفیان ابن عیینہ به، وهو في جزء ۵۰، ح: ۵، ومسند أحمد: ۸/۲.



🌞 **فائدہ:** دائیں ہاتھ سے کھانا پینا واجب ہے۔ نیز برے لوگوں کی مشابہت سے بچنا بھی لازم ہے۔

۳۷۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ۳۷۷۷- حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے
لَوْ يُنُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ أَبِي هِنٍّ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فِي مَا يَأْكُلُ، "میرے قریب ہو جاؤ اللہ کا نام لو
وَجَزَةً، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ (بِسْمِ اللَّهِ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے
النَّبِيِّ ﷺ: «أَذْنُ مِنِّي، فَسَمَّ اللَّهَ، وَكُلَّ سَمَّ اللَّهَ، وَكُلَّ مِمَّا يَلِيكَ»
بِيَمِينِكَ، وَكُلَّ مِمَّا يَلِيكَ».

🌞 **فائدہ:** بچوں اور خادموں وغیرہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا سنت نبوی ہے نیز بچوں اور کم علم لوگوں کو شرعی آداب کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ بالخصوص کھانے کے بارے میں مذکورہ تین باتیں بہت اہم ہیں۔

(المعجم ۲۰) - **بَابُ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ** باب: ۲۰- گوشت کھانے کا بیان
(التحفة ۲۱)

۳۷۷۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسَّكِينِ فَإِنَّهُ مِنْ صَنِيعِ الْأَعَاجِمِ وَأَنْهَسُوهُ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ».

۳۷۷۸- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گوشت چھری سے کاٹ کر مت کھاؤ کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ دانتوں سے کاٹ کر اور نوچ کر کھاؤ اس طرح یہ زیادہ لذت دیتا ہے اور خوب ہضم ہوتا ہے۔"

قال أبو داود: وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت قوی نہیں ہے۔

🌞 **فائدہ:** امام ابو داود رحمہ اللہ نے اس روایت کے ضعیف ہونے کا تذکرہ اس لیے بھی فرمایا کہ پتہ چل جائے کہ یہ روایت صحیحین کی اس روایت کے مقابلے میں نہیں آ سکتی جس میں چھری سے کاٹنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (عون المعبود) امام بخاری رحمہ اللہ نے پانچ مختلف ابواب میں یہ حدیث بیان کی ہے انہوں نے اس روایت سے "چھری سے کاٹ کر گوشت کھانے کے جواز پر استدلال کیا ہے۔" دیکھیے: (فتح الباری، کتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق وكتاب الجهاد والسير، باب ما يذكر في السكين)

۳۷۷۷- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ۲۷/۴ عن لوين به * وأبو جزة صرح بالسماع.

۳۷۷۸- **تخریج:** [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * أبو معشر نجح السندي ضعيف (نقريب).

۲۶- کتاب الاطعمہ

۳۷۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى :

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: كُنْتُ أَكُلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخَذُ اللَّحْمَ بِيَدِي مِنَ الْعَظْمِ، فَقَالَ: «أَذِنِ الْعَظْمَ مِنْ فَيْكِ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عُثْمَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ صَفْوَانَ، وَهُوَ مُرْسَلٌ.

۳۷۸۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عِيَّاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الْعَرَاكِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَرَاكِ الشَّاةِ.

۳۷۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الذَّرَّاعُ، قَالَ: وَسَمَّ فِي الذَّرَّاعِ، وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ سَمُوهُ.

گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۷۹- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور آپ ہاتھ سے ہڈی پر سے گوشت جدا کر رہا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہڈی اٹھا کر اپنے منہ سے لگاؤ (یعنی نوچ کر کھاؤ) بے شک اس طرح یہ زیادہ لذیذ لگتا ہے اور ہضم خوب ہوتا ہے۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عثمان نے صفوان سے نہیں سنا اور یہ روایت مرسل ہے۔

۳۷۸۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بکری کی ایسی ہڈی بہت پسند تھی جس پر سے گوشت اتار لیا گیا ہو اور تھوڑا باقی ہو۔“

۳۷۸۱- جناب ابو داود (الطیالسی) رحمہ اللہ نے اسی سنہ

سے روایت کیا کہ نبی ﷺ کو دسی کا گوشت بہت پسند تھا۔ بیان کیا کہ آپ کو دسی کے گوشت ہی میں زہر دینے کی کوشش کی گئی تھی اور یہ کارستانی یہودیوں نے کی تھی۔

۳۷۷۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۱/۳ من حديث إسماعيل ابن علية به، وصححه الحاكم: ۱۱۲/۴، ۱۱۳، ووافقه الذهبي، والسند منقطع، وللحديث شواهد ضعيفة.

۳۷۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۶۵۴ عن هارون بن عبدالله، والترمذي في الشامل، ح: ۱۶۸ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ۳۸۸ * أبو إسحاق عن، وحديث البخاري، ح: ۳۳۴۰، ومسلم، ح: ۱۹۴ يغني عنه.

۳۷۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه الترمذي في الشامل، ح: ۱۶۸ عن محمد بن بشار به، والحديث الصحيح يغني عنه.

(المعجم ۲۱) - بَابُ: فِي أَكْلِ الدُّبَاءِ

(التحفة ۲۲)

باب: ۲۱- کدو کھانے کا بیان

۳۷۸۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ
سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ خَيْطًا دَعَا
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِبَطْعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسُ:
فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى ذَلِكَ
الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُبْزًا
مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَاءٌ وَقَدِيدٌ، قَالَ
أَنَسُ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَبَعُ الدُّبَاءَ
مِنْ حَوَالِي الصَّحْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ
الدُّبَاءَ بَعْدَ يَوْمَيْهِ.

۳۷۸۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ
ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا جو اس نے
تیار کیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی رسول اللہ
ﷺ کے ساتھ اس کھانے میں گیا تھا۔ پس اس نے
رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں
کدو اور خشک گوشت تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں
نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پیالے کے اطراف سے
کدو کے ٹکڑے تلاش کر رہے تھے چنانچہ اس دن کے
بعد میں کدو کو بہت پسند کرنے لگا ہوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت کا یہ مظہر تھا کہ شرعی امور کے علاوہ عام
عادات میں بھی وہ آپ ﷺ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ بھی بلا امتیاز ان کی دعوتیں قبول فرماتے تھے۔ نیز درزی کا
پیشہ اختیار کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ ② دوسری حدیث میں جو آیا ہے کہ کھانا اپنے سامنے سے کھانا چاہیے تو ان
احادیث میں تطبیق یوں ہے کہ جب کھانے میں مختلف اشیاء ہوں اور کوئی نسبتاً کم درجے کی چیز تلاش کر کے کھانا چاہے
جیسے کھانے میں شریک ساتھی بھی ناگوار نہ سمجھیں تو جائز ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی اس طرح تربیت
فرمائی کہ کھانے کی نسبتاً کم قیمت چیز بھی رغبت سے کھانی چاہیے کیونکہ ہر چیز کے اپنے اپنے فائدے ہیں جن کو
نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اب جدید علم الاغذیہ نے اس بات کو خصوصاً سبزیوں کے فائدے کو اپنے طریق پر واضح کر
کے رسالت مآب ﷺ کی سنت کی حکمت کو اجاگر کیا ہے۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ: فِي أَكْلِ الثَّرِيدِ

(التحفة ۲۳)

باب: ۲۲- شید کھانے کا بیان

فائدہ: ثرد بنیادی طور پر توڑنے، ٹکڑے کرنے کا معنی دیتا ہے۔ شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو لیے جائیں تو

۳۷۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأظعمة، باب المرق، ح: ۵۴۳۶ عن القعنبي، ومسلم، الأشربة، باب جواز
أكل المرق واستحباب أكل القيطين . . . الخ، ح: ۲۰۴۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):
. ۵۴۷، ۵۴۶/۲

۲۶- کتاب الأطعمة

اسے ”ثرید“ کہتے ہیں جب کہ کھجور لگی اور پیرو وغیرہ کے مرکب کو ”حیس“ کہتے ہیں۔

۳۷۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانٍ ۳۷۸۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ
السَّمْنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ رُوَيْثٍ كَا ثَرِيدٍ أَوْ حَيْسٍ كَا ثَرِيدٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَوَسْبِ
[عَمْرًا] بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:
كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الثَّرِيدُ مِنَ الْخُبْزِ، وَالثَّرِيدُ مِنَ الْحَيْسِ.

قال أبو داود: وَهُوَ ضَعِيفٌ. امام ابو داود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یہ ضعیف ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثرید کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کو دیگر کھانوں پر۔“ (صحیح البخاری، الأطعمة: حدیث: ۵۴۱۹ و صحیح مسلم، فضائل الصحابة: حدیث: ۲۳۳۶) اور اوپر ذکر ہوا ہے کہ آپ کے ایک ورزی صحابی نے بھی اپنی ایک دعوت میں آپ کو ثرید ہی پیش کیا تھا۔ (صحیح بخاری، الأطعمة: حدیث: ۵۴۲۰) اور یہ ایک ہلکا، مقوی اور زود ہضم کھانا ہوتا ہے۔

(المعجم ۲۳) - باب كَرَاهِيَةِ التَّقْدِيرِ باب: ۲۳- کسی کھانے سے بلا وجہ بیزاری
لِلطَّعَامِ (التحفة ۲۴) مکروہ ہے

۳۷۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ۳۷۸۴- جناب قبيصة بن ملب طائی اپنے والد
التَّقِيلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ
هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا
أَتَحَرَّجُ مِنْهُ، فَقَالَ: «لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي سِنِّهِ مِنْ شَكِّ وَشِبْنَةِ ذُلَّهِ اسَّ مِنْهُ تَوَهْرَانِي (راہوں)

۳۷۸۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد: ۱/۳۹۳ من حديث المبارك بن سعيد * رجل من أهل البصرة مجهول، وسقط ذكره في المستدرک: ۱۱۶/۴، فصححه الحاكم، ووافقه الذهبي.

۳۷۸۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في طعام المشركين، ح: ۱۵۶۵، وابن ماجه، ح: ۲۸۳۰ من حديث سமாக به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

نَفْسِكَ شَيْءٌ ضَارَعَتْ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةَ». کے مشابہ ہو جائے گا۔

☀️ فائدہ: شرعاً حلال اور پاکیزہ چیزوں میں بلاوجہ معقول شک و شبہ کرنا جائز نہیں۔ یہ نصرانی راہبوں کا کام تھا کہ خواخواہ شکوک و شبہات میں پڑ کر چیزوں کو اپنے لیے حرام ٹھہرا لیتے تھے۔ کسی چیز کے بارے میں کوئی شبہ محسوس ہو تو نقد اہل علم کی طرف رجوع کر کے صحیح نتیجہ حاصل کرنا چاہیے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام۔ ہاں کوئی چیز طبعاً مرغوب نہ ہو تو اس سے احتراز کرنے میں حرج نہیں۔

(المعجم ۲۴) - باب النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِيَا (التحفة ۲۵)

باب: ۲۴- نجاست خور جانور کے گوشت کھانے اور اس کے دودھ پینے کی ممانعت کا بیان

۳۷۸۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِيَا.

۳۷۸۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاست خور جانور کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۸۶- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ لَبَنِ الْجَلَالَةِ.

۳۷۸۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے نجاست خور جانور کے دودھ سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۸۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَهْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:

۳۷۸۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاست خور اونٹ پر سواری کرنے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۸۸- أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ، الْأَطْعَمَةُ، بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ لَحْمِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِيَا، ح: ۱۸۲۴ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ بَه، وَقَالَ: "حَسَنٌ غَرِيبٌ"، وَلِلْحَدِيثِ شَوَاهِدٌ.

۳۷۸۹- تَخْرِيجُ: [حَسَنٌ] أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ، الْأَطْعَمَةُ، بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ لَحْمِ الْجَلَالَةِ وَالْبَانِيَا، ح: ۱۸۲۴ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ بَه، وَقَالَ: "حَسَنٌ غَرِيبٌ"، وَلِلْحَدِيثِ شَوَاهِدٌ.

۳۷۹۰- تَخْرِيجُ: [حَسَنٌ] تَقْدِمُ، ح: ۳۷۱۹، وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ هِشَامَ بَه، وَصَحَّحَهُ ابْنُ الْجَارُودِ، ح: ۸۸۷، وَابْنُ حِبَانَ.

۳۷۹۱- تَخْرِيجُ: [حَسَنٌ] تَقْدِمُ، ح: ۲۵۵۷، ۲۵۵۸.

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَلَالَةِ فِي الْإِبِلِ
أَنْ يُزَكَّبَ عَلَيْهَا، أَوْ يُشْرَبَ مِنْ أَلْبَانِهَا.

فائدہ: جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نجاست کھائے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نجاست خور مرغی کو اس میں شامل نہیں کرتے لیکن اکثریت کے مطابق مرغی سمیت تمام پرندے بھی اگر نجاست خور ہوں تو جلالہ ہی میں آئیں گے۔ ابو اسحاق المرؤزی، امام الحرمین، بغوی اور غزالی رحمہم نے نجاست خور مرغی کے انڈے کو نجاست خور بکری گائے وغیرہ کے دودھ پر قیاس کیا ہے۔ بلکہ ہر اس جانور کو جلالہ کے حکم میں شامل کیا ہے جس کی پرورش نجس خوراک پر ہو مثلاً ایسا بکری کا بچہ جس کی پرورش کتیا کے دودھ پر کی گئی ہو۔ دیکھیے: (فتح الباری، کتاب الذبائح والصيد: باب لحم الدجاج) آج کل مرغیوں کی خوراک میں حیوانی پروٹین کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ خون وغیرہ تو پاکستان جیسے مسلمان ممالک میں بھی فیڈ میں ڈالا جاتا ہے۔ غیر مسلم ممالک میں حرام جانوروں کے گوشت کے اجزاء بھی فیڈ میں استعمال ہوتے ہیں۔ کیا اس قسم کی مرغی جلالہ کہلائے گی؟ ہاں اگر اس کی غذا کا زیادہ تر حصہ حرام اور نجس اجزاء پر مشتمل ہو یا اس سے گوشت انڈے وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جائے تو یقیناً حرام ہوگی۔ کسی جانور کے جلالہ ہونے نہ ہونے کے حوالے سے یہی دو باتیں اہم ہیں۔ بعض فقہاء نے یہ کہا کہ اگر اس کی غذا کا زیادہ حصہ نجس ہے تو جلالہ ہے تاہم امام لیث رحمہ اللہ کے نزدیک اگر جانور صرف نجاست کھاتا ہے تو جلالہ ہے۔ رافعی وغیرہ کا خیال ہے کہ غذا کی مقدار اہم نہیں اصل اہمیت گوشت، دودھ وغیرہ میں بو پیدا ہونے نہ ہونے کی ہے۔ اگر یہ اشیاء بوسے پاک ہیں تو استعمال کر لی جائیں اور اگر بدبودار ہیں تو ممنوع ہیں۔

وژری ڈاکٹروں اور فیڈ سازوں کے مطابق مغربی ممالک کی مرغیوں کی فیڈ میں کسی حد تک ملی جلی حیوانی پروٹین شامل ہوتی ہیں۔ عمومی تجربہ یہ ہے کہ ان کے گوشت میں کوئی ناگوار بو بھی پائی نہیں جاتی اس لیے یہ مرغیاں جلالہ کے حکم میں شامل نہ سمجھی جائیں گی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مسلمان اپنے استعمال کے لیے خود فارم بنائیں کفار سے ایسی اشیاء کی درآمد پر انحصار ختم کریں۔ اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر ایسے جانور کو باندھ کر اسے صرف چارہ وغیرہ کھلایا جاتا رہے تو کچھ عرصے کے بعد اس کا گوشت دودھ وغیرہ نجاست کے اثرات سے پاک ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نقل کیا ہے کہ وہ جلالہ مرغی کو تین روز بند رکھا کرتے تھے۔ بڑے جانوروں کو گائے، اونٹ وغیرہ کے بارے میں حضرت عطاء اور دیگر فقہاء چالیس دن بند رکھ کر چارہ کھلانے کے بعد اس کا گوشت کھانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جس میں جلالہ کی حرمت اور حلت کے لیے جانور کو چالیس روز تک مجبوس رکھنے کا حکم ہے لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ صحیح احادیث میں شراب پینے والے انسان کی چالیس روز تک نماز قبول نہ ہونے کی صراحت موجود ہے۔ (مسند النسائی، الأشریة، باب ذکر الآثام المتولدة من شرب الخمر.....)



۲- کتاب الاطعمة

گھوڑے کے گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

حدیث: ۵۶۷۴ و ۵۶۷۵ جامع الترمذی، الأشربة، باب ما جاء فی شارب الخمر، حدیث: (۱۸۶۲) جس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ نجس چیز کے استعمال کے اثرات چالیس روز کے بعد اجسام سے زائل ہو جاتے ہیں۔ بعض فقہاء مثلاً امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اصل وجہ چونکہ بدبو ہے اس لیے جب یہ زائل ہو جائے تو جانور کا گوشت اور دودھ وغیرہ شرعاً قابل استعمال ہوگا۔ دیکھیے: (عون المعبود، الاطعمة، باب النهی عن اكل الجلالة والبانها) یہ حکم غالباً نجاست زدہ کنویں کے پانی کو صاف کرنے کے حکم سے مشابہ ہے کہ نجاست زائل کرنے کے بعد اس وقت تک پانی نکالا جاتا رہے، حتیٰ کہ وہ بوزنگ اور ذائقے میں بالکل صاف ہو جائے۔

نجاست خوراکی وغیرہ پر سواری کرنا بھی اسی وقت جائز ہوگا۔ جب اس کے جسم (پسینے وغیرہ) سے نجاست کی بدبو بالکل زائل ہو جائے گی۔ طہارت اور پاکیزگی کا یہ اعلیٰ معیار صرف اسی دین کا بتایا ہوا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان فرمائی: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (الأعراف: ۱۵۷) ”پاکیزہ اشیاء کو حلال ٹھہراتے ہیں اور تمام گندگیوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔“

(المعجم ۲۵) - بَابُ: فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ۲۶)

باب: ۲۵- گھوڑے کا گوشت کھانے کا مسئلہ

۳۷۸۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خیبر والے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی تھی۔

۳۷۸۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْخُمُرِ، وَأَذِنَ لَنَا فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.

۳۷۸۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نے خیبر کے روز گھوڑے، خیر اور گدھے ذبح کیے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خچروں اور گدھوں سے منع فرما دیا لیکن گھوڑوں سے منع نہیں فرمایا۔

۳۷۸۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ، فَنَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ، وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْخَيْلِ.

۳۷۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۱۹ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الصيد والذبايح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ۱۹۴۱ من حديث حماد بن زيد به.

۳۷۸۹- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۵۶ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ۱۹۴۱ من حديث أبي الزبير به.

گھوڑے کے گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۹۰- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حیوہ بن شریح نے مزید کہا: درندوں میں سے ہر ناب دار (چکلی والے) جانور سے بھی منع فرمایا ہے۔

۳۷۹۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَيْبٍ وَحَيَّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْجَمَصِيُّ - قَالَ حَيَّوَةُ: حَدَّثَنَا - بَقِيَّةُ عَنْ ثَوْرٍ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمَقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ - زَادَ حَيَّوَةُ - وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک کا بھی یہی قول ہے (یعنی گھوڑا مکروہ ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ..... گھوڑے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں مگر اس پر عمل نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا بَأْسَ بِلُحُومِ الْخَيْلِ، وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: اور یہ (روایت جس میں گھوڑے کے گوشت کھانے کی ممانعت ہے) منسوخ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے گھوڑے کا گوشت کھایا ہے۔ ان میں حضرت ابن زبیر، فضالہ بن عبید، انس بن مالک، اسماء بنت ابی بکر، سید بن غفلہ اور علقمہ رضی اللہ عنہ کا نام آتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قریشی لوگ گھوڑا ذبح کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مَنسُوخٌ، قَدْ أَكَلَ لُحُومَ الْخَيْلِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَفَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَسُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ وَعَلَقَمَةُ، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَذْبَحُهَا.

توضیح: گھوڑے کا گوشت حلال اور طیب ہے۔ ہمارے ہاں اس کا رواج نہ ہونا الگ بات ہے۔ دیکھیے: (صحیح

البخاری، الذبائح والصید، باب لحوم الخیل: حدیث: ۵۵۱۹ و باب النحر والذبیح، حدیث: ۵۵۱۱، ۵۵۱۰۔

۳۷۹۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب لحوم البغال، ح: ۳۱۹۸، والنسائي، ح: ۴۳۳۶ من حديث بقة به * يحيى بن المقدم مستور، وصالح بن يحيى لين (تقريب)، وقال البخاري: فيه نظر، والحديث ضعفه الحافظ موسى بن هارون وغيره، وحاول بعض المتأخرين تقوية الحديث لنصرة مذهب التقليدي ولم يصنع شيئاً.



وصحیح مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة اكل لحم الخيل، حدیث: (۱۹۳۲/۱۹۳۱) اور یہ آخری روایت (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) ضعیف ہے۔ اسے امام احمد بخاری، موسیٰ بن ہارون، دارقطنی، خطابی، ابن عبد البر اور عبد الحق رحمہم وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ علامہ البانی رحمہم اللہ نے بھی اسے ضعیف سنن ابی داؤد میں درج کیا ہے۔ بعض اہل علم سورہ نحل کی آیت مبارکہ: ﴿وَالْحَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْحَمِيرُ لَئِنْ كَبُوهَا وَزَيْنَةُ﴾ (النحل: ۸) ”(اللہ نے) گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمہارے لیے باعث زینت بھی ہیں۔“ سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ یہ جانور کھانے کے لیے نہیں ہیں (لہذا حرام ہیں)۔ ان حضرات کا استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ آیت کریمہ کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ یہ جانور محض سواری اور زینت ہی کے لیے ہیں؛ دیگر فوائد حاصل کرنا ناجائز ہیں۔ چونکہ مذکورہ فوائد اہم تر تھے اس لیے قرآن کریم نے ان کا ذکر فرمایا ہے جیسے کہ سورہ مائدہ میں ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْحَيَّزِيرِ﴾ (المائدہ: ۳) ”تم پر مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے۔“ اس میں خنزیر کے صرف گوشت کا ذکر ہوا ہے کیونکہ اہم شے یہی ہے حالانکہ دیگر اشیاء چر بی ہڈی اور دوسرے اجزاء کا بھی حکم ہے اور ان کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس مذکورہ سیاق میں گھوڑے پر بوجھ لادنے کا ذکر بھی نہیں ہے تو کیا گھوڑے پر بوجھ لادنا ناجائز سمجھ لیا جائے؟ یہ بات عقل و نقل کے سراسر خلاف ہوگی۔ اسی طرح اس سے اس کے حرام ہونے کا استدلال بھی قطعاً درست نہیں۔ شروع آیات میں ہے: ﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ (النحل: ۵) ”اسی نے چوپائے پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرم لباس ہیں اور بھی بہت سے منافع ہیں اور کئی تمہارے کھانے کے کام آتے ہیں۔“ تو یہاں اہم فوائد کا ذکر کر دیا گیا ہے اور باقی کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (معالم المنن و عون المعبود)

باب: ۲۶- خرگوش کھانے کا بیان

(المعجم ۲۶) - بَابُ: فِي أَكْلِ

الْأَرْنبِ (التحفة ۲۷)

۳۷۹۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ غَلَامًا حَزَوْرًا فَاصْذْتُ أَرْنبًا فَسَوَّيْتُهَا، فَبَعَثَ مَعِيَ أَبُو طَلْحَةَ بِعَجْزِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْنَاهُ بِهَا فَقَبِلَهَا.

۳۷۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نوخیز مضبوط لڑکا تھا۔ میں نے ایک خرگوش شکار کیا، پھر میں نے اسے بھون لیا۔ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا پچھلا دھڑ دے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ میں اسے آپ کے پاس لے آیا تو آپ نے اسے قبول فرمایا۔

۳۷۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول هدية الصيد، ح: ۲۵۷۲، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الأرنب، ح: ۱۹۵۳ من حديث هشام بن زيد به.

۲۶- کتاب الأطعمة

سانڈ اکھانے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا اس ہدیے کو قبول فرمایا اس کے حلال ہونے کی دلیل ہے۔

۳۷۹۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ قَالَ :
 حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
 ابْنُ خَالِدٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي خَالِدَ بْنَ
 الْحُوَيْرِثِ يَقُولُ : إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو
 كَانَ بِالصَّفَّاحِ ، - قَالَ مُحَمَّدٌ : مَكَانٌ
 بِمَكَّةَ - وَإِنَّ رَجُلًا جَاءَ بِأَرْزَبٍ قَدْ صَادَهَا
 فَقَالَ : يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو ! مَا تَقُولُ ؟
 قَالَ : قَدْ جِئْتُ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا
 جَالِسٌ ، فَلَمْ يَأْكُلْهَا وَلَمْ يَنْتَ عَنْ أَكْلِهَا ،
 وَزَعَمَ أَنَّهَا تَحِيضُ :

۳۷۹۲- ابو خالد بن حویرث کا بیان ہے کہ حضرت
 عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما صفاح میں تھے۔ محمد (بن خالد)
 نے وضاحت کی کہ یہ جگہ مکہ میں ہے۔ پس ایک آدمی
 خرگوش لے کر آیا جو اس نے شکار کیا تھا۔ اس نے کہا: اے
 عبد اللہ بن عمرو! آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ
 جانور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تھا جبکہ میں (آپ
 کے پاس) بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے نہ اسے کھایا اور نہ
 کھانے سے منع فرمایا اور کہا کہ اسے حیض آتا ہے۔

☀️ فائدہ: فتح الباری میں منقول ایک روایت میں الفاظ تَذْمِی ہیں۔ (فتح الباری الذبائح، باب الأرنب) 'اے
 خون آتا ہے۔ اول تو یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ تاہم اس کی اگر کوئی حقیقت ہے تو ماہرین علم الحیوانات کے
 مطابق صرف اتنی ہے کہ خرگوش کا پیشاب گا ہے بگا ہے رنگ دار ہو جاتا ہے، کبھی تیز سرخ اور کبھی نارنجی۔ معروف حیض
 یا خون نہیں ہے۔ (Pathology of Laboratory: by Deon H. Percy Stephen, P.180)

(المعجم ۲۷) - بَابُ: فِي أَكْلِ الضَّبِّ

باب: ۲۷- سانڈ اکھانے کا بیان

(التحفة ۲۸)

۳۷۹۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ :
 حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
 جُبَيْرٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ خَالَتَهُ أَهْدَتْ
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَمْنًا وَأَضْبًا وَأَقِطًا ،
 فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَمِنَ الْأَقِطِ وَتَرَكَ الْأَضْبَ

۳۷۹۳- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے کہ ان کی خالہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی
 سانڈے اور پنیر کا ہدیہ بھیجا۔ آپ نے گھی اور پنیر کھالیا
 مگر سانڈے کو طبیعت کے نہ چاہنے پر چھوڑ دیا۔ تاہم
 اسے آپ کے دسترخوان پر کھایا گیا، اگر حرام ہوتا تو

۳۷۹۲- تخريج: [مسندہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۳۲۱/۹ من حديث أبي داود به * محمد بن خالد مستور،
 وأبوہ لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شاهد ضعیف، انظر فتح الباري: ۶۶۲/۹.
 ۳۷۹۳- تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول الهدية، ح: ۲۵۷۵، ومسلم،
 الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ۱۹۴۷ من حديث شعبة به.

تَقْدَرًا، وَأَكَلَ عَلَى مَاِئِدَتِهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَاسْتِرْخَانٍ بِرِجْزِهِ كَهَيَا جَاتَا۔
حَرَامًا مَا أَكَلَ عَلَى مَاِئِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔

🌞 فائدہ: حدیث نمبر: ۳۷۳۰ کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ وہاں تفصیل ذکر کر دی گئی ہے۔

۳۷۹۴- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ؛ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِصَبٍّ مَخْثُودٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبِرُوا النَّبِيَّ ﷺ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ فَقَالُوا: هُوَ صَبٌّ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ قَالَ: فَقُلْتُ: أَحْرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «لَا وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَاْفُهُ». قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَزْتُهُ فَأَكَلْتُهُ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ۔

۳۷۹۵- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (خالد رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے انہیں بھونا ہوا سانڈا پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو بعض خواتین نے جو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھیں کہا: نبی ﷺ جو کھانے لگے ہیں انہیں اس کے متعلق بتا دو۔ پس صحابہ نے کہا: یہ سانڈا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں“ لیکن یہ میرے وطن میں نہیں پائے جاتے اس لیے میں طبعی کراہت کی بنا پر اس سے بچتا ہوں۔“ خالد نے کہا: پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھا لیا جب کہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

۳۷۹۴- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ؛ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِصَبٍّ مَخْثُودٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبِرُوا النَّبِيَّ ﷺ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ فَقَالُوا: هُوَ صَبٌّ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ قَالَ: فَقُلْتُ: أَحْرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «لَا وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَاْفُهُ». قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَزْتُهُ فَأَكَلْتُهُ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ۔

۳۷۹۵- حضرت ثابت بن دلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہمیں سانڈے ملے۔ میں ان میں سے ایک بھون کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے ایک تکا لیا اور اس سے اس کی

۳۷۹۴- تخریج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الضب، ح: ۵۵۳۷ عن القعني، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ۱۹۴۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۶۸/۲۔

۳۷۹۵- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب الضب، ح: ۳۲۳۸، والنسائي، ح: ۴۳۲۵ من حديث حصين به، وصححه الحافظ في الفتح: ۶۶۳/۹، وله شواهد عند مسلم، ح: ۱۹۴۹-۱۹۵۱ وغيره۔

۲۶- کتاب الأطعمة

جباری کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

اللہ ﷺ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: فَأَخَذَ عُوْدًا
فَقَعَدَ بِهِ أَصَابِعُهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي
إِسْرَائِيلَ مُسِيخَتْ دَوَابًّا فِي الْأَرْضِ وَإِنِّي
لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ؟» قَالَ: فَلَمْ
يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْتَ.

انگلیاں شمار کریں۔ پھر فرمایا: ”بنو اسرائیل کی ایک قوم کو
زمین کے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا تھا، مجھے
نہیں معلوم وہ کون سے جانور تھے۔“ کہا کہ پھر آپ نے
نہ اسے کھایا اور نہ منع کیا۔

۳۷۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ
الطَّائِيُّ: أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ:
حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ زُرْعَةَ،
عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ
الْحُبْرَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَلٍ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ.

۳۷۹۶- حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساندے کا گوشت کھانے سے
منع فرمایا ہے۔



🌞 فائدہ: ممانعت والی یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا احادیث صحیح ہیں۔ اور ان سے یہی بات ثابت
ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے گواپنی طبعی کراہت کی وجہ سے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا، لیکن آپ نے صحابہ کو اس کے کھانے
سے منع بھی نہیں فرمایا۔ چنانچہ جسے پسند ہو کھالے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر اسے کھایا گیا ہے اور جسے
پسند نہ ہو نہ کھائے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ: فِي أَكْلِ لَحْمِ
الْحُبَارَى (التحفة ۲۹)

🌞 فائدہ: جباری راگھ کے رنگ کا لمبی گردن والا پرندہ جو بہت تیز اور دور تک اڑتا ہے اور از حد سادہ طبیعت کا پرندہ
ہے۔ جباری تکور (Bustard) کی ایک قسم ہے جو پاکستان کے صحراؤں اور جزیرۃ العرب میں ملتی ہے۔ اسے
(Hubara Bustard) ہی کہا جاتا ہے۔ یہ لمبی اڑان کرنے والے حلال پرندوں میں سے سب سے وزنی ہوتا ہے۔
عرب اس کا شکار کرنے پاکستان آتے ہیں۔

۳۷۹۷- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: ۳۷۹۷- بَرِّيَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَفِيْنَةَ ابْنِ وَالِدِهِ سَهْلٍ

۳۷۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۲۶/۹ من حديث أبي اليمان الحكم بن نافع به * إسماعيل
ابن عيَّاش مدلس وعنعن، ومن صحيحه غفل عن هذه العلة.

۳۷۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأظعمة، باب ماجاء في أكل الحبارى، ح: ۱۸۲۸ عن
الفضل بن سهل به، وقال: "غريب" * بریه مختلف فیہ، ضعفه العقيلي والجمهور.

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَكَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَحْمَ حُبَارَى.

(ان کے باپ عمر بن سفینہ) ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ”حباری“ کا گوشت کھایا تھا۔

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اگر یہ ذو مخلب (پنچے سے شکار کرنے والوں) میں سے نہیں ہے تو حلال ہے۔

باب: ۲۹- زمین کے اندر رہنے والے جانوروں کا کھانا

(المعجم ۲۹) - بَابُ: فِي أَكْلِ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ (التحفة ۳۰)

۳۷۹۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا غَالِبُ بْنُ حَجْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مِلْقَامُ بْنُ تَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ أَسْمَعْ لِحَشَرَاتِ الْأَرْضِ تَحْرِيمًا.

۳۷۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو ثَوْرٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى بْنِ نُمَيْلَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فُسِّلَ عَنْ أَكْلِ الْقُنْفُذِ قَتْلًا: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ [الأنعام: ۱۴۵]. قَالَ: قَالَ شَيْخٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: دُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «حَبِيبَةُ مِنَ الْحَبَائِثِ» فَقَالَ

۳۷۹۸- جناب ملقام بن تلّب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں مگر میں نے آپ سے حشرات الارض (زمین کے اندر رہنے والے جانوروں) کی حرمت کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔

۳۷۹۹- عیسیٰ بن نمیلہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ان سے خارپشت (سہمہ) کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے سورۃ الانعام کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ الخ ”کہہ دیجیے کہ بذریعہ وحی جو احکام میرے پاس آئے ہیں ان میں سے میں کسی کھانے والے کے لیے کوئی چیز جسے وہ کھانا چاہے حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت بے شک وہ

۳۷۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۲۶/۹ من حديث أبي داود به * غالب مجهول، وملقَام مستور (تقریب).
۳۷۹۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۸۱/۲ من حديث سعيد بن منصور به، ورواه البيهقي: ۳۲۶/۹ من حديث أبي داود به * عيسى بن نميلة وأبوه مجهولان، وشيخ لم أعرفه.

۲۶- کتاب الاطعمه

ابْنُ عُمَرَ: إِنْ كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا؛ فَهُوَ كَمَا قَالَ، مَا لَمْ نَذِرْ.

جن چیزوں کے حرام ہونے کی صراحت نہیں انہیں کھانے کا حکم ناپاک ہے یا وہ فسق ہے کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو پھر جو شخص مجبور ہو جائے (بشرطیکہ) وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“ مجلس میں سے بڑی عمر کے ایک آدمی نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر ہوا تھا تو آپ نے فرمایا: ”خبیث جانوروں میں سے ایک خبیث جانور ہے۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر بات وہی (صحیح) ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔



🌞 فائدہ: خارپشت کی حلت اور حرمت کی بابت علماء میں اختلاف ہے، بعض نے اسے حلال اور بعض نے حرام قرار دیا ہے۔ تاہم شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ حلال ہے کیونکہ حیوانات کے بارے میں اصل حلت ہے اور ان میں صرف وہی حرام ہیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو اور اس کی بابت شریعت میں ایسی کوئی دلیل وارد نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ جانور حرام ہے۔ یہ خرگوش اور ہرن کی طرح نباتات کھاتا ہے اور کچلی سے شکار کرنے والے درندوں میں سے بھی نہیں ہے لہذا اس کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ مذکورہ حیوان سیدہ کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اسے ”دلدل“ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جبکہ مذکورہ روایت علمائے محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ جلد: سوم)

(المعجم ۳۰) - باب مَا لَمْ يَذْكُرْ
باب ۳۰- جن چیزوں کے حرام ہونے کی صراحت نہیں (ان کا حکم)
تَحْرِيمُهُ (التحفة ۳۱)

۳۸۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَبِيحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْنِي بْنِ شَرِيكٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنْ ابْنِ

۳۸۰۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسلام سے پہلے لوگ کئی چیزوں کو کھاتے اور کئی کو ناپسند کرتے ہوئے چھوڑ دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا نبی مبعوث فرمایا اپنی کتاب نازل کی حلال کو حلال اور حرام

لگڑ بگڑ کھانے سے متعلق احکام و مسائل

کو حرام ٹھہرایا۔ تو جس کو اس نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جس کو اس نے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے اور سورہ انعام کی آیت تلاوت فرمائی ﴿قُلْ لَا أُحَدِّثُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا..... الخ﴾ ”کہہ دیجیے کہ بذر بیہوشی جو احکام میرے پاس آئے ہیں ان میں میں کسی کھانے والے کے لیے کوئی چیز جسے وہ کھانا چاہے حرام نہیں پاتا الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت، بے شک وہ ناپاک ہے یا وہ فسق ہے کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو پھر جو شخص مجبور ہو جائے (بشرطیکہ) وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

☀ فائدہ: عادات کے امور میں اصل حلت ہے سوائے اس کے کہ ان کے حرام ہونے کا حکم ہو۔ اور یہ حکم صرف وحی کے ذریعے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے نہ کہ خواہش نفس سے۔ لہذا جن چیزوں کے حرام ہونے کی شریعت میں صراحت نہیں ہے علمائے کرام اصول شریعت اور ان چیزوں کے خواص و صفات کی بنا پر ان کا حکم بتاتے ہیں۔ لہذا ہر علاقے کے ثقہ علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے مزید آیت کریمہ کی تفسیر کے لیے تفسیر احسن البیان وغیرہ دیکھی جائے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: فِي أَكْلِ الضَّبُعِ باب: ۳۱- لگڑ بگڑ (Hyena) کھانا کیسا ہے؟ (التحفة ۳۲)

☀ فائدہ: [الضَّبُع] لگڑ بگڑ (Hyena) یہ ایک (ذوناب) کچلیوں والا مردار خور جانور ہے جو افریقہ، عرب، ایران، پاکستان، بھارت، افغانستان اور وسط ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ نر کا وزن تقریباً ایک من اور مادہ کا وزن اس سے تقریباً دس پاؤنڈ کم ہوتا ہے۔ بسا اوقات یہ تھوڑی عمر والے اور چھوٹے قد والے (زندہ) جانوروں مثلاً بکری وغیرہ پر حملہ کر کے اٹھالے جاتا ہے۔ (The mammals of Pakistan P:194)

۳۸۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

۳۸۰۱- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الضبع يصيبها المحرم، ح: ۸۵۱، ۴۰

۲۶- کتاب الاطعمۃ

درندوں کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

الْخَزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَارِثٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الضَّبُعِ فَقَالَ: «هُوَ صَيْدٌ، وَيُجْعَلُ فِيهِ كَبْشٌ إِذَا صَادَهُ الْمُحَرِّمُ».

میں نے رسول اللہ ﷺ سے گُلزبگز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”وہ شکار ہے اگر اسے محرم شکار کرے تو اس کو ایک مینڈھا فدیہ دینا ہوگا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ گُلزبگز کا کھانا حلال ہے، کیونکہ اسے نبی ﷺ نے ”شکار“ قرار دیا ہے یعنی جس کا شکار کر کے کھانا جائز ہے۔ ② دوسرا یہ معلوم ہوا کہ حالت احرام میں محرم اگر کسی جانور کا شکار کر لے گا تو اسے اس جانور کی مثل فدیہ ضروری ہوگا۔ اور یہ مثلیت ظاہری جسم کے ذیل ذول (قد و قامت) کے حساب سے ہوگی نہ کہ قیمت کے اعتبار سے۔ جیسے گُلزبگز اور مینڈھا جسامت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ ③ گُلزبگز بھی ذوناب (کچلیوں سے شکار کرنے والا) جانور ہے اور ہر ذوناب درندہ حدیث کی رو سے حرام ہے۔ پھر اسے اس حدیث میں کیوں حلال قرار دیا گیا ہے؟ امام خطابی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ کُلّ ذی ناب من السباع کے عموم سے اس کی تخصیص ہوگئی ہے۔ اور امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ گُلزبگز (ضبُع) بھی اگرچہ درندہ ہی ہے، لیکن ہر درندے میں حرمت کی دو وجہیں ہیں۔ ایک کچلیوں کا ہونا اور دوسرا عادی درندہ ہونا۔ اور درندگی کا وصف کچلیاں ہونے کے مقابلے میں زیادہ اہم اور خاص ہے۔ اس لیے کہ دونوں وصف رکھنے والے جانوروں کے کھانے سے کھانے والے کے اندر بھی درندگی والی قوت آ جاتی ہے، جیسے شیر، چیتا اور لوٹری وغیرہ ہیں اور گُلزبگز کچلیوں والا تو ہے لیکن اس میں درندگی والی وہ قوت نہیں ہے جو مذکورہ جانوروں میں ہے اس لیے اس کو حلال قرار دے دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم (تفصیل کے لیے دیکھیے: عون المعبود)



(المعجم ۳۲) - باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ - باب ۳۲- درندوں کا گوشت کھانا حرام ہے
السَّبَاعِ (التحفة ۳۳)

۳۸۰۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ - حضرت ابو ثعلبہ خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ح: ۱۷۹۱ من حدیث عبد اللہ بن عبید بن عمیر بہ، وقال: "حسن صحیح"، ورواه النسائي، ح: ۲۸۳۹، وابن ماجه، ح: ۳۲۳۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، وابن حبان، ح: ۹۷۹، ۱۰۶۸، وابن الجارود، ح: ۴۳۸، ۴۳۹، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۴۵۲.

۳۸۰۲- تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ۵۵۳۰، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ۱۹۳۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۹۶/۲.

ابن شہاب، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ،
عَنْ أَبِي نَعْلَبَةَ الْحُسْنِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ.

رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والا درندہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۳۸۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ
مِهْرَانَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ،
وَعَنْ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

۳۸۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنچ دار
پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

☀️ فائدہ: وہ پرندے جو اپنے پنجوں یعنی ناخنوں سے اپنا شکار پکڑیں اور چیر پھاڑ کر کھائیں وہ حرام ہیں جیسے کہ
شاہین، باز اور گدھ وغیرہ اسی طرح درندوں میں نیش دار (کچلیوں سے شکار کرنے والے) درندے حرام ہیں جیسے شیر
بھیر یا وغیرہ۔

۳۸۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى
الْحِمَصِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ
عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ رُوْبَةَ
التَّغْلِبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ،
عَنِ الْمُقَدَّامِ بْنِ مَعْلُوكٍ، عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا لَا يَحِلُّ ذُو نَابٍ مِنَ
السَّبَاعِ، وَلَا الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ، وَلَا اللَّقْطَةُ
مِنْ مَالٍ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَعْنِيَ عَنْهَا،
وَأَيُّمَا رَجُلٍ صَافٍ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوهُ، فَإِنَّ لَهُ
أَنْ يُعَقِّبَهُمْ بِمِثْلِ قَرَاهُ».

۳۸۰۴- حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! کچلیوں
والا درندہ پالتو گدھا اور کسی ذی (کافر) کا گرا پڑا مال
حلال نہیں ہیں سوائے اس کے کہ اس کا مالک اس مال
سے بے پروا ہو اور جو کوئی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ
اس کی مہمانی نہ کریں تو اس کے لیے جائز ہے کہ ان سے
اپنی مہمانی کے برابر کچھ لے لے۔“

۳۸۰۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصيد والذباح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع... الخ، ح: ۱۹۳۴
من حديث أبي عوانة به.

۳۸۰۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي ۳۳۲/۹ من حديث الزبيدي به، وانظر، ح: ۴۶۰، وصححه ابن
حبان، ح: ۹۷.

۲۶- کتاب الأطعمه

دردنوں کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: جب کسی کافر کا گرا پڑا مال اٹھانا جائز نہیں تو مسلمان کا مال اٹھانا بالاولیٰ منع ہوا۔ ہاں اگر مال معمولی ہو کہ اس کے مالک کو اس کی طمع نہ ہو تو الگ بات ہے۔ اسی طرح اعلان کرنے کی نیت سے بھی اٹھایا جاسکتا ہے۔

۳۸۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرٍ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

۳۸۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز ہر کچلی والا دردندہ اور پنچے دار پرندہ کھانا منع فرمایا۔

۳۸۰۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ شَلِيمٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ، عَنْ جَدِّهِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرَبٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ، فَأَتَتْ الْيَهُودُ فَسَكَّوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى حِظَائِرِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهِدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ حُمْرُ الْأَهْلِيَّةِ وَخَيْلُهَا وَبِغَالُهَا، وَكُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ، وَكُلُّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ».

۳۸۰۶- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک تھا۔ چنانچہ یہودی (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آئے اور شکایت کی کہ لوگ (مسلمان) ان کے بازوؤں پر چڑھ دوڑے ہیں (یعنی مال موسیٰ لوٹ لیے ہیں)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! معاہدہ (ذمی) لوگوں کا مال حلال نہیں سوائے اس کے کہ شرعی اور اصولی حق ہو تم پر پالتو گدھے، گھوڑے، خچر، کچلیوں والے دردندے اور پنچے دار پرندے حرام ہیں۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سند اضعیف ہے تاہم گھوڑے کی بابت دیکھیے احادیث: ۳۷۸۸ اور ۳۷۹۰۔

۳۸۰۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ۳۲۳۴ من حديث محمد بن أبي عدي به، ورواه النسائي، ح: ۴۳۵۳، والحديث السابق يغني عنه.

۳۸۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۷۹۰، وأخرجه أحمد: ۸۹/۴ من حديث محمد بن محمد بن حرب به.

پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۸۰۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

۳۸۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عُمَرَ بْنِ زَيْدٍ الصَّنَعَانِيِّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهَرِّ. قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: عَنْ أَكْلِ الْهَرِّ وَأَكْلِ ثَمَنِهَا.

ابن عبد الملک کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے بلی کے کھانے اور اس کی قیمت کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ۳۳) - بَابُ: فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ (التحفة ۳۴)

باب: ۳۳- پالتو گدھوں کا گوشت کھانا؟

۳۸۰۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ہم گھوڑوں کا گوشت کھائیں۔

۳۸۰۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصْبِصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْحُمُرِ، وَأَمَرَ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْخَيْلِ.

عمر نے کہا: میں نے یہ روایت ابو الشعثاء کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ حکم (بن عمرو) غفاری (بصرہ میں) ہمارے پاس تھے وہ بھی یہی کہتے تھے۔ مگر اس ”بحر“ نے اس کا انکار کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

قَالَ عَمْرُو: فَأَخْبَرْتُ هَذَا الْخَبَرَ أَبَا الشَّعْثَاءِ فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْحَكَمُ الْغِفَارِيُّ فِينَا يَقُولُ هَذَا، وَأَبَى ذَلِكَ الْبَحْرُ - يُرِيدُ ابْنَ عَبَّاسٍ - .

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علم و فضل کی بنا پر انہیں [بحر الأمة یا حبر الأمة] کہا جاتا ہے۔ اور گدھوں کے بارے میں ان کا یہ قول شاید وضاحت کے ساتھ حدیث نہ پہنچنے کے سبب تھا۔ صحیحین میں شعی کے حوالے سے ان کا قول مروی ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ (خیبر کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے اس وجہ سے گدھوں کا گوشت کھانے

۳۸۰۷- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۳۴۸۰.

۳۸۰۸- تخریج: [صحیح] تقدم طرفه، ح: ۳۷۸۸.

۲۶- کتاب الاطعمه

پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے متعلق احکام و مسائل

سے منع کیا تھا کہ لوگ سواریوں سے محروم نہ ہو جائیں یا ان کو حرام قرار دیا تھا۔ لیکن بالآخر جب انہیں بالوضاحت حرمت کی احادیث پہنچیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی ان کی بحث ہوئی تو یقین کے ساتھ وہ ان کی حرمت کے قائل ہو گئے تھے۔ (فوائد ابن قیم رحمہ اللہ)

۳۸۰۹- حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قحط سے دوچار ہو گئے۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جو میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکتا۔ صرف چند گدھے ہی تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام فرما دیا تھا۔ چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم قحط میں مبتلا ہیں اور میرے پاس کوئی مال نہیں جو میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکوں سوائے موٹے موٹے گدھوں کے اور آپ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اپنے گھر والوں کو اپنے موٹے گدھوں میں سے کھلا دو میں نے انہیں اس لیے حرام کیا ہے کہ یہ بستی کی گندگی کھاتے ہیں۔“

۳۸۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَالِبِ بْنِ أَبَجَرَ قَالَ: أَصَابَتْنا سَنَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي شَيْءٌ أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا شَيْءٌ مِنْ حُمُرٍ، وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ حَرَّمَ لَحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَصَابَتْنا السَّنَةُ، وَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي مَا أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا سِمَانُ حُمُرٍ، وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ لَحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ؟ فَقَالَ: «أُطْعِمُ أَهْلَكَ مِنْ سَمِينِ حُمُرِكَ فَإِنَّمَا حَرَّمْتُهَا مِنْ أَجْلِ جَوَالِ الْقَرْيَةِ» يَعْنِي الْجَلَالَةَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور عبدالرحمن یہ ابن معقل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ هَذَا هُوَ ابْنُ مَعْقِلٍ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو شعبہ نے عبید ابوالحسن سے روایت کیا ہے انہوں نے عبدالرحمن بن معقل سے انہوں نے عبدالرحمن بن بشر سے انہوں نے مزینہ کے کچھ لوگوں سے (انہوں نے بیان کیا) کہ قبیلہ مزینہ کے سردار ابجر یا ابن ابجر نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشَرَ، عَنْ نَاسٍ مِنْ مَزِينَةَ؛ أَنَّ سَيِّدَ مَزِينَةَ أَبَجَرَ أَوْ ابْنُ أَبَجَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ.

۳۸۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد في الطبقات ۶/ ۸۶ عن عبد الله بن موسى به * عبدالرحمن بن معقل لم يسمعه من غالب بن أبجر رضي الله عنه، وشيخه عبدالرحمن بن بشر بنظر فيه، وناس من مزينة مجاهيل كلهم.

۳۸۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ عَنْ مَسْعَرٍ، عَنْ ابْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ مَرْيَتَةِ - أَحَدِهِمَا عَنِ الْآخَرِ - أَحَدُهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَوِيمٍ وَالْآخَرُ غَالِبُ بْنُ الْأَبْجَرِ قَالَ مَسْعَرٌ: أَرَى غَالِبًا، الَّذِي أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۳۸۱۰- ابن معقل قبیلہ خزینہ کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے۔ ایک عبداللہ بن عمرو بن عویم ہے اور دوسرا غالب بن ابجر۔ مسعر نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ غالب ہی تھا جو نبی ﷺ کے پاس آیا تھا۔ اور یہ روایت بیان کی۔

۳۸۱۱- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرٍ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْجَلَالَةِ عَنْ رُكُوبِهَا وَأَكْلِ لَحْمِهَا.

۳۸۱۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر کے روز پالتو گدھوں کے گوشت، گندگی (نجاست) کھانے والے جانوروں کی سواری اور ان کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ: فِي أَكْلِ الْجَرَادِ (التحفة ۳۵)

باب ۳۴- ٹڈی کھانے کا بیان

۳۸۱۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى، وَسَأَلْتُهُ عَنْ الْجَرَادِ فَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِتًّا أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَأْكُلُهُ مَعَهُ.

۳۸۱۲- ابو یعفرور کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا جب کہ میں نے ان سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی ہے۔ ہم اسے کھایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔

۳۸۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۶۶/۱۸، ح: ۶۶۶ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وضعفه الحافظ في فتح الباري: ۶۵۶/۹، وانظر الحديث السابق.

۳۸۱۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الضحایا، باب النهي عن أكل لحوم الجلالة، ح: ۴۴۵۲ من حديث سهل بن بكار به.

۳۸۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل الجراد، ح: ۵۴۹۵، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الجراد، ح: ۱۹۵۲ من حديث شعبة به.

☀️ **فائدہ:** یہ ایک پروار کثیرا ہے جو فضلوں کو تباہ کرتا ہے، حلال ہونے کی وجہ سے اسے ذبح کیے بغیر کھایا جاتا ہے۔
 معروف حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے لیے مرے ہوئے (بغیر ذبح) دو جانور حلال کیے گئے ہیں
 ایک مچھلی دوسرا مڈی۔“ (سنن ابن ماجہ، الصيد، حدیث: ۳۲۱۸)

۳۸۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ: «أَكْثَرُ جُنُودِ اللَّهِ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ».

۳۸۱۳- جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مڈی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”(یہ) اللہ کے بہت بڑے لشکروں میں سے ہے نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام ٹھہراتا ہوں۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو معتمر نے اپنے والد سے اس نے ابو عثمان سے اور اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ اس سند میں سلمان کا ذکر نہیں۔

۳۸۱۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالََا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى ابْنُ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ الْجَزَّارِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ فَقَالَ مِثْلَهُ قَالَ: «أَكْثَرُ جُنُودِ اللَّهِ».

۳۸۱۴- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ آپ نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند فرمایا..... آپ نے فرمایا: ”یہ اللہ کا بہت بڑا لشکر ہے۔“

قال عَلِيُّ: اسْمُهُ فَإِنَّهُ يَعْنِي أَبَا الْعَوَّامِ. عَلِي (بن عبد اللہ) نے کہا ہے کہ ابو العوام (الجزار) کا نام ”فائدہ“ ہے۔

۳۸۱۳- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۶/ ۲۵۱، ح: ۶۱۲۹ من حديث محمد بن الفرّج به * ابن الزبير قال هو محمد أبو همام، وانظر الحديث الآتي.

۳۸۱۴- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب صيد الحيتان والجراد، ح: ۳۲۱۹ عن نصر بن علي به * أبو العوام وثقه ابن حبان وحده، وتابعه سليمان التيمي، والحديث المرسل شاهد له، لكن التيمي مدلس فعله دلس منه أو من غيره.

مری ہوئی مچھلی کھانے سے متعلق احکام و مسائل

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو حماد بن سلمہ نے ابوالعوام سے، اس نے ابو عثمان سے، اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور سلمان کا ذکر نہیں کیا۔

باب: ۳۵- جو مچھلی مرکز اور پر تیر آئے اس کا کھانا (کیسا ہے؟)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

(المعجم ۳۵) - بَابُ: فِي أَكْلِ الطَّافِي مِنَ السَّمَكِ (التحفة ۳۶)

۳۸۱۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سمندر جو باہر پھینک دے یا پانی پیچھے ہٹ جانے کی صورت میں جو زمین پر رہ جائے اسے کھالو اور جو اس میں مر گئی ہو اور اوپر تیر آئے تو اسے مت کھاؤ۔“

۳۸۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو سفیان ثوری، ایوب اور حماد نے ابوالزبیر سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے حضرت جابر پر موقوف کیا ہے۔ اور دوسری سند سے یہ روایت مسند مرفوع بیان کی گئی ہے جو ضعیف ہے۔ یعنی ابن ابی ذئب نے بیان کیا ابوالزبیر سے، انہوں نے حضرت جابر رحمہ اللہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَيُّوبُ وَحَمَادُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَوْقَفُوهُ عَلَى جَابِرٍ. وَقَدْ أُسْنِدَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِنْ وَجْهِ ضَعِيفٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم از خود مرنے والی مچھلی حلال ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں جیش الخبط کا معروف واقعہ مذکور ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رحمہ اللہ کی زیر قیادت اس لشکر کو ابتدا میں انتہائی مشقت کا سامنا کرنا پڑا، بڑی سخت بھوک برداشت کرنا پڑی، مگر بعد میں انہیں سمندر کے کنارے بہت بڑی مچھلی مل گئی جس کو وہ دو جفتے تک کھاتے رہے اور بعض لوگ اس کا کچھ حصہ بچا کر مدینے بھی لے آئے جو رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر آپ ﷺ کو بھی پیش کیا گیا اور آپ نے اسے تناول فرمایا۔ (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۳۳۶۰ وما بعد) آگے حدیث:

۳۸۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب الطافي من صيد البحر، ح: ۳۲۴۷ عن أحمد ابن عبدة به * أبو الزبير مدلس وعنعن.

۳۸۴۰ میں اس کی تفصیل آرہی ہے۔

باب: ۳۶- مجبور کے لیے مردار
کھانا (مباح ہے)

(المعجم ۳۶) - بَابُ: فِيمَنْ اضْطُرَّ إِلَى
الْمَيْتَةِ (التحفة ۳۷)

۳۸۱۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَمَّاكِ بْنِ حَرْبٍ،
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ؛ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ الْحَرَّةَ
وَمَعَهُ أَهْلُهُ وَوَلَدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ نَاقَةَ لِي
ضَلَّتْ فَإِنْ وَجَدْتَهَا فَأَمْسِكْهَا. فَوَجَدَهَا
فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبَهَا، فَمَرَضَتْ، فَقَالَتْ
امْرَأَتُهُ: انْحَرِّهَا فَأَبَى فَنَفَقَتْ فَقَالَتْ:
اسْلُخْهَا حَتَّى تُقَدِّدَ شَحْمَهَا وَلَحْمَهَا وَتَأْكُلَهُ
فَقَالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَتَاهُ
فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكَ غَنَى يُغْنِيكَ؟»
قَالَ: لَا، قَالَ: «فَكُلُّوْهَا»، قَالَ: فَجَاءَ
صَاحِبُهَا، فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: هَلَّا كُنْتُ
نَحَرْتُهَا؟ قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ.



۳۸۱۶- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ ایک آدمی نے (مدینہ کے قریب) حرہ مقام پر پڑاؤ
کیا۔ اس کے ساتھ اس کے بیوی بچے بھی تھے۔ (وہاں
کے) ایک آدمی نے اس سے کہا کہ میری اونٹنی گم ہوگئی
ہے اگر تمہیں ملے تو اسے پکڑ لینا۔ چنانچہ وہ اسے مل گئی مگر
اس کا مالک نہ ملا۔ پھر وہ اونٹنی بیمار ہوگئی۔ تو اس شخص کی
بیوی نے کہا کہ اس کو نحر (ذبح) کرلو۔ مگر وہ نہ مانا اور
بالآخر وہ مر گئی۔ تو عورت نے کہا کہ اس کا چمڑا اتار لو کہ ہم
اس کی چربی اور گوشت خشک کر لیں اور کھائیں۔ تو
آدمی نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں۔ چنانچہ
وہ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا تو آپ
نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو تمہیں اس سے
بے پروا کر دے؟“ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا:
”تب تم اسے کھا سکتے ہو۔“ پھر اس اونٹنی کا مالک آ گیا تو
اس نے اسے ساری تفصیل بتائی تو اس نے کہا: تم نے
اسے نحر (ذبح) کیوں نہ کر لیا؟ اس نے جواب دیا مجھے تم
سے حیا آئی۔ (کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ اس نے حیلے
بہانے سے اونٹنی کاٹ کھائی ہے۔)

فوائد و مسائل: ① جب آدمی از حد لاچار ہو جائے اور کھانے کو کچھ نہ پائے تو اس کے لیے مردار کھانا جائز ہو
جاتا ہے۔ ② یہ فطری اور شرعی حیات تھی کہ انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی یہ شخص دوسرے کا مال کھانے کا روادار نہ ہوا

۳۸۱۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد ۱۰۴/۵ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البيهقي ۳۵۶/۹ من حديث أبي داود به.

ایک وقت میں دو قسم کا کھانا کھانے سے متعلق احکام و مسائل

اور یہ ایمان کا حصہ ہے۔ ② یہ شخص ایسا پکا سچا کھرا پابند شریعت مومن اور رسول اللہ ﷺ کا مطیع و فرماں بردار تھا کہ اس لاچاری کی کیفیت میں بھی اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی اور اس حالت میں بھی لوگوں سے مانگنے کی ذلت قبول نہیں کی۔

۳۸۱۷- حضرت فہج عامری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا: کیا ہمارے لیے مردار حلال نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمہارا طعام کیا ہے؟“ ہم نے کہا: غُبُوق اور صُبُوح۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ عقبہ (بن وہب) نے مجھے اس کی وضاحت کی کہ ایک پیالہ دودھ صبح اور ایک پیالہ دودھ رات کو۔ کہا: میرے باپ کی قسم! یہ تو بڑی سخت بھوک ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لیے اس حالت میں مردار کو حلال قرار دیا۔

۳۸۱۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ وَهَبِ بْنِ عُقْبَةَ الْعَامِرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ الْفَجَّعِ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ أَمَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: مَا يَجِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ؟ قَالَ: «مَا طَعَامُكُمْ؟» قُلْنَا: نَعْتَبِقُ وَنَصْطَبِحُ - قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: فَسَرَهُ لِي عُقْبَةُ: قَدَحُ غُدُوَّةٍ وَقَدَحُ عَشِيَّةٍ - قَالَ: «ذَلِكَ - وَأَبِي - الْجُوعُ» فَأَحَلَّ لَهُمُ الْمَيْتَةَ عَلَى هَذِهِ الْحَالِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دن کے آخر میں پی جانے والی چیز کو غُبُوق اور دن کے شروع میں پی جانے والی کو صُبُوح کہتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغُبُوقُ: مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، وَالصُّبُوحُ: مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں اگر عرصہ دراز سے یہی حالت ہے تو یہ کیفیت ہلاکت یا شدید بیماری کا سبب بن سکتی ہے، اسی لیے یہ ایسا اضطراب ہے جس میں حرام حلال ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْنَيْنِ مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ۳۸)

باب: ۳۷- ایک وقت میں دو قسم کے کھانے جمع کرنا

۳۸۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۳۸۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

۳۸۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۳۲۱/۱۸، ح: ۸۲۹ من حديث الفضل بن دكين به * وهب ابن عقبة وثقه ابن حبان وحده، وقال البيهقي: ۳۵۷/۹ "وفي ثبوت هذه الأحاديث نظر".

۳۸۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الخبز الملبق بالسمن، ح: ۳۳۴۱ من حديث الفضل بن موسى به * أيوب لعله ابن خوط كما في النكت الظراف: ۷۵/۹، وهو متروك (تقريب) وإلا فمجهول، وهو غير أيوب السختياني.



پنیر کھانے سے متعلق احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہ رہا ہے کہ گندم کی سفید روٹی کھاؤں جو گھی اور دودھ میں گوندھی گئی ہو۔“ تو لوگوں میں سے ایک شخص اٹھا اور پکوا کر لے آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے پوچھا: ”یہ گھی کس چیز میں تھا؟“ اس نے کہا کہ ساندے کی کھال کی کچی میں، آپ نے فرمایا: ”اے اٹھالو۔“

ابن ابی رزمہ قال: أخبرنا الفضل بن موسى عن حسين بن واقد، عن أيوب، عن نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: «وَدِدْتُ أَنْ عِنْدِي خُبْزَةٌ بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمَرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ»، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ، فَقَالَ: «فِي أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هَذَا؟» قَالَ: فِي عُكَّةٍ ضَبَّ. قَالَ: «ارْفَعُهُ».

قال أبو داود: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

قال أبو داود: وَأَيُّوبُ لَيْسَ هُوَ السَّخْتِيَانِي. امام ابو داود فرماتے ہیں: سند میں مذکور ایوب ایوب سختیانی نہیں ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور اس قسم کی چیزوں کی خواہش کرنا نبی ﷺ کے مزاج کے خلاف تھا۔ ویسے ایک وقت میں کھانے کی ایک سے زائد چیزیں مہیا ہوں تو ان کے کھانے میں قطعاً کوئی عیب نہیں۔ بنیادی ضرورت یہ ہے کہ چیزیں حلال اور طیب ہوں، نیز یہ کہ اسراف بھی نہ ہو۔ آئندہ حدیث: ۳۸۳۵ و مابعد میں اس کا ذکر آ رہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تازہ کھجور کٹڑی کے ساتھ کھا رہے تھے۔ (صحیح البخاری، الأطعمة، باب جمع اللوین او الطعamen بمرہ، حدیث: ۵۳۳۹) اسی طرح ثرید اور حبیس بھی کئی نوع کے کھانوں کا مرکب ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رحمہ اللہ کھایا کرتے تھے۔

(المعجم ۳۸) - بَابُ: فِي أَكْلِ الْجُبْنِ (التحفة ۳۹)

۳۸۱۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبُلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَنصُورٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ ابْنِ ۳۸۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تبوک میں نبی ﷺ کو جب نہ یعنی پنیر پیش کیا گیا تو آپ نے چھری منگوائی اور پھر بسم اللہ پڑھ کر اسے کاٹا۔

۳۸۱۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۶/۱۰ من حديث أبي داود به.

عُمَرَ قَالَ: أَتَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ بِجُبْنَةٍ فِي تَبُوكَ،
فَدَعَا بِسِكِّينٍ فَسَمَّى وَقَطَعَ.

☀ فائدہ: جو چیزیں کفار اور مشرکین نے تیار کی ہوں اور ان میں حرام کی آمیزش کا شائبہ نہ ہو تو وہ حلال اور طیب ہیں کیونکہ چیزوں میں اصل حلت (حلال ہونا) ہی ہے۔ حرمت (حرام ہونے) کے لیے شرعی دلیل ضروری ہے لیکن اقتصادی نقطہ نظر سے بطور مسلمان ہونے کے ہمیں غیر مسلموں کی تیار کردہ اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے اور اہل اسلام کی مصنوعات کو فروغ دینا چاہیے۔

(المعجم ۳۹) - بَابُ: فِي الْخَلِّ

(التحفة ۴۰)

باب: ۳۹- سرکہ کا بیان

۳۸۲۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ

نے فرمایا: ”سرکہ بہترین سالن ہے۔“

۳۸۲۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

سُفْيَانُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

۳۸۲۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے

روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”سرکہ بہترین سالن ہے۔“

۳۸۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ

وَمُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى

ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ جَابِرِ

ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ

الْإِدَامُ الْخَلُّ».

باب: ۴۰- لہسن کھانے کا بیان

(المعجم ۴۰) - بَابُ: فِي أَكْلِ الثُّومِ

(التحفة ۴۱)

۳۸۲۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

۳۸۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ:

۳۸۲۰- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الخل، ح: ۱۸۴۲ من حديث معاوية بن هشام به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۳۱۷، وانظر الحديث الآتي.

۳۸۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح: ۲۰۵۲ من حديث المثنى بن سعيد به.

۳۸۲۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ۸۵۵ عن أحمد بن صالح، ومسلم، المساجد، باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً أو نحوها مما له رائحة كريهة . . . الخ، ح: ۷۳/۵۶۴ من حديث ابن وهب به.

لہسن کھانے سے متعلق احکام ومسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے لہسن یا پیاز کھائی ہو وہ ہم سے الگ رہے..... یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے..... اسے چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔“ (ایک بار) آپ کے سامنے طباق پیش کیا گیا، اس میں کئی طرح کی سبزیاں تھیں۔ آپ نے اس میں بو محسوس کی اور دریافت فرمایا تو جو سبزیاں اس میں تھیں سب بتائی گئیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے اس شخص کے قریب کر دو۔“ (یعنی اس صحابی کے جو آپ کے پاس تھا۔) جب اس نے آپ کو دیکھا (کہ آپ نے نہیں کھایا) تو اس نے بھی اسے کھانا پسند نہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تم کھاؤ، کیونکہ میں (بہت قریب سے) اس سے بات کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَجَاحٍ؛ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا - أَوْ لْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا - وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ»، وَإِنَّهُ أَتَى بَبْدْرَ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنَ الْبُقُولِ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ، فَأَخْبَرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ، فَقَالَ: «قَرَّبُوهَا» - إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ - فَلَمَّا رَأَاهُ كَرِهَ أَكْلَهَا. قَالَ: «كُلْ فَإِنِّي أَنَا جِي مَنْ لَا تُتَاجِي».

احمد بن صالح نے لفظ ”بدر“ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن وہب نے اس کا ترجمہ ”طبق“ (طباق) کیا ہے۔

قال أحمد بن صالح، ببدر فسرہ ابن وهب: طبق.

فوائد ومسائل: ① لہسن اور پیاز اگر کچی کھائی جائے تو اس سے بڑی ناگوار بو آتی ہے جس سے ساتھ والے لوگ اور فرشتے اذیت محسوس کرتے ہیں، اس لیے اس کیفیت میں مسجد میں آنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس پر قیاس ہے تمباکو یا ایسی سبزیاں جن کے نتیجے میں ناگوار ڈکار آتی ہے اور یہ بھی کہ منہ کو گندہ رکھنا مسواک نہ کرنا انتہائی قبیح عادت ہے۔ ② حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے جس صحابی کا ذکر آیا ہے وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ (صحیح مسلم الأشربة، باب اباحۃ أكل الثوم.....، حدیث: ۲۰۵۳) میں اس کی صراحت ہے۔

۳۸۲۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لہسن اور پیاز کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ان تمام میں سے لہسن

۳۸۲۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو؛ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا النَّجِيبِ مَوْلَى

۳۸۲۳- [تخریج: أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۶۶۹ من حديث عبد الله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۱۸] أبو النجيب حسن الحديث.

لہسن کھانے سے متعلق احکام ومسائل

(کی بو) زیادہ سخت ہے تو کیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اسے کھاؤ اور تم میں سے جو اسے کھائے تو وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ اس سے اس کی بدبو ختم ہو جائے۔“

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الثُّومَ وَالْبَصْلَ، وَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَشَدُّ ذَلِكَ كُلِّهِ الثُّومُ أَفْتَحَرُمُهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُّوهُ وَمَنْ أَكَلَهُ مِنْكُمْ فَلَا يَقْرَبْ هَذَا الْمَسْجِدَ حَتَّى يَذْهَبَ مِنْهُ رِيحُهُ».

۳۸۲۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے راوی کا خیال ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ”جس نے قبلے کی طرف تھوکا تو قیامت کے دن وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان لگا ہوگا اور جس نے یہ ناپسندیدہ سبزی کھائی ہو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے“ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

۳۸۲۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَظْنَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَقَلَّ نَجَاةَ الْقَبِيلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَقْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَمَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبَقْلَةِ الْخَبِيثَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» ثَلَاثًا.

🌞 فوائد ومسائل: ① مسجد کے آداب کے علاوہ قبلے کے احترام میں یہ چیز بھی انتہائی اہم ہے کہ اس کی سمت میں تھوک نہ جائے نماز کی حالت ہو یا نماز سے باہر یہ بات صراحت سے کہی گئی لیکن لوگ اس کی پروا نہیں کرتے، حالانکہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو اس جرم کی پاداش میں امامت سے معزول فرمادیا تھا۔ دیکھیے: (گزشتہ حدیث: ۳۸۲۳) کتاب الصلوٰۃ، کراہیۃ البراق فی المسجد ② مسجد نبوی کی تعظیم و حرمت حرم مکہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آدمی کسی طرح بھی دوسروں کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے۔ دیگر مساجد کا ادب بھی یہی ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں ہے۔

۳۸۲۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ سبزی کھائی ہو (لہسن اور پیاز) تو وہ ہرگز مسجدوں کے قریب نہ جائے۔“

۳۸۲۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ

۳۸۲۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷۶/۳ من حديث أبي داود، ورواه ابن أبي شيبة: ۳۶۵/۲ موقوفاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۲۵، ۱۳۱۴، ۱۶۶۳، وابن حبان، ح: ۳۳۲ كونه موقوفاً، وسنده صحيح، وهو الصواب.

۳۸۲۵- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ۸۵۳، ومسلم، المساجد، باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً... الخ، ح: ۵۶۱ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۲۱، ۲۰/۲.

مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسَاجِدَ» .

۳۸۲۶- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ قُرُوحٍ قَالَ :

أَخْبَرَنَا أَبُو هَلَالٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ هَلَالٍ
عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ :
أَكَلْتُ ثُومًا فَأَتَيْتُ مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ
سُفِّتُ بِرُكْعَةٍ ، فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَجَدَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رِيحَ الثُّومِ ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ : «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ
الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا أَوْ
رِيحُهُ» ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جِئْتُ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! وَاللَّهِ !
لَتُعْطِيَنِي يَدَكَ . قَالَ : فَأَدْخَلْتُ يَدَهُ فِي كُمِّ
فَمِصَصِي إِلَى صَدْرِي فَإِذَا أَنَا مَعْصُوبُ
الصَّدْرِ . قَالَ : «إِنَّ لَكَ عُذْرًا» .



☀ فائدہ: یعنی بیماری کے علاج کی خاطر لہسن استعمال کرنے پر آپ نے ان کو معذور جانا۔

۳۸۲۷- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ

قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو
قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مِيسَرَةَ يَعْنِي الْعَطَّارَ ،
عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ ، عَنْ أَبِيهِ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ وَقَالَ : «مَنْ
أَكْلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» ، وَقَالَ : «إِنْ

۳۸۲۶- تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه أحمد : ۲۴۹/۴ من حديث أبي هلال به ، وتابعه سليمان بن المغيرة

عنده : ۲۵۲/۴ ، وصححه ابن خزيمة ، ح : ۱۶۷۲ ، وابن حبان ، ح : ۳۱۹ .

۳۸۲۷- تخریج : [إسناده حسن] أخرجه أحمد : ۱۹/۴ عن أبي عامر به ، ورواه النسائي في الكبرى ، ح : ۶۶۸۱

من حديث خالد بن ميسرة العطار به .

لہسن کھانے سے متعلق احکام ومسائل

۳۸۲۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ میں نے ایک دن لہسن کھایا پھر مسجد نبوی میں حاضر
ہوا۔ میری ایک رکعت فوت ہو گئی تھی۔ جب میں مسجد
میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے لہسن کی بو محسوس
فرمائی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا:
”جو شخص یہ سبزی کھائے وہ ہرگز ہمارے قریب نہ آئے
حتیٰ کہ اس کی بو زائل ہو جائے۔“ پھر جب میں نے اپنی
نماز پوری کی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر
ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! آپ
مجھے اپنا ہاتھ ضرور پکڑائیں گے۔ چنانچہ میں نے آپ کا
دست مبارک لے کر اپنی قمیص کی آستین میں سے لے جا
کر اپنے سینے پر رکھا تو اس وقت میرا سینہ بندھا ہوا تھا۔
آپ نے فرمایا: ”بے شک تم معذور ہو۔“

۳۸۲۷- حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے
بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو سبزیوں
سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: ”جس نے یہ کھائی ہوں وہ
ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔“ اور فرمایا: ”اگر تم
نے انہیں ضرور ہی کھانا ہو تو پکا کر ان کی بو ختم کر لیا کرو۔“
راوی نے کہا کہ ان سبزیوں سے مراد پیاز اور لہسن ہے۔

كُتْمٌ لَا بُدَّ أَكْلِهِمَا فَأَمِيتُهُمَا طَبْعًا قَالَ :
يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّومَ .

۳۸۲۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لہسن کھانے سے منع کیا گیا ہے سوائے اس کے کہ پکا ہوا ہو۔

۳۸۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : أَخْبَرَنَا
الْجَرَّاحُ أَبُو وَكَيْعٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ
شَرِيكٍ ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : نُهِيَ عَنْ أَكْلِ
الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا .

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور راوی ”شریک“ سے مراد شریک بن حنبل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : شَرِيكُ بْنُ حَنْبَلٍ .

۳۸۲۹- ابو زیاد خیار بن سلمہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: آخری کھانا جو رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا اس میں پیاز شامل تھی۔

۳۸۲۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى
قَالَ : أَخْبَرَنَا ؛ ح : وَحَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ
قَالَ : حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ عَنْ بَحِيرٍ ، عَنْ خَالِدٍ ،
عَنْ أَبِي زَيْدٍ خِيَارِ بْنِ سَلَمَةَ : أَنَّهُ سَأَلَ
عَائِشَةَ عَنِ الْبَصْلِ قَالَتْ : إِنَّ آخِرَ طَعَامٍ
أَكَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَعَامٌ فِيهِ بَصَلٌ .

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن کھانے میں اچھی طرح پکی ہوئی پیاز یا لہسن جس سے ان کی بو ختم ہو جائے استعمال کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

(المعجم ۴۱) - بَابُ فِي الثَّمَرِ

باب: ۴۱- کھجور کا بیان

(التحفة ۴۲)

۳۸۳۰- حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا: ”یہ اس کا“

۳۸۳۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ :
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ : حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى ، عَنْ زَيْدِ الْأَعْوَرِ ،

۳۸۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأَطْعَمَةُ، باب ما جاء في الرخصة في أكل الثوم مطبوخًا، ح: ۱۸۰۸ من حديث مسدد به، وقال: "هذا الحديث ليس إسناده بذلك القوي" * أبو إسحاق عنعن.

۳۸۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۸۹/۶ عن حيوة بن شريح به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ۶۶۷۹ بقية لم يصرح بالسماع المسلسل، وخيار بن سلمة لم يوثقه غير ابن حبان.

۳۸۳۰- تخریج: [ضعيف] تقدم، ح: ۳۲۶۰.

۲۶- کتاب الأطعمة

کھجور سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ
رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ،
فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً وَقَالَ: «هَذِهِ إِذَا مَا هَذِهِ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ جن علاقوں میں کھجور بکثرت ہوتی ہے وہاں لوگ اس کے ساتھ بلا تکلف روٹی کھاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تکلفات سے کوسوں دور تھے۔

۳۸۳۱- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ قَالَ: ۳۸۳۱- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر
سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ والے بھوکے ہیں۔“
عُرْوَةُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَبْتَ لَا تَمْرَ فِيهِ جِنَاعٌ أَهْلُهُ».

🌞 فائدہ: علامہ طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس فرمان میں جن علاقوں میں کھجور زیادہ ہوتی ہے وہاں کے لوگوں کو بالخصوص ترغیب دی گئی ہے کہ اس سے خوب استفادہ کیا کریں اور دیگر مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اس مبارک پھل سے فائدہ اٹھایا کریں۔ نیز اس کی کاشت بڑھانا مادی لحاظ سے بھی بہت نفع آور ہے۔

(المعجم ۴۲) - بَابُ: فِي تَفْتِيْشِ التَّمْرِ الْمَسْوَسِ عِنْدَ الْأَكْلِ (التحفة ۴۳)
باب: ۴۲- کیڑا لگی کھجور کو کھاتے وقت صاف کرنے کا بیان

۳۸۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ ۳۸۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
جَبَلَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمٌ بْنُ قُتَيْبَةَ أَبُو قُتَيْبَةَ ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے پرانی کھجور پیش کی گئی تو آپ
عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ اسے کھول کھول کر اچھی طرح جائزہ لیتے اور سرسریاں
أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى نکال دیتے تھے۔
النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُفْتِّشُهُ يُخْرِجُ السُّوسَ مِنْهُ.

۳۸۳۱- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في إدخال التمر ونحوه من الأقوات للعيال، ح: ۲۰۴۶ من حديث سليمان بن بلال به.

۳۸۳۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب تفتيش التمر، ح: ۳۳۳۳ من حديث سلم بن قتيبة به.

🌞 **فائدہ:** ”سوس“ پہلے سین پر زبر پڑھیں تو یہ مصدر ہوگا اس سے مراد کھجور یا غلے کا وہ دانہ ہوگا جس میں کیڑا وغیرہ لگ گیا ہو۔ اگر پہلے سین پر پیش پڑھیں تو خود کیڑا یا سرسری مراد ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ کیڑا وغیرہ لگنے سے کھجور یا غلہ نجس نہیں ہو جاتا اور جہاں تک ہو سکے صاف کر کے استعمال کر لینا چاہیے۔ اس میں نبی ﷺ کی توضیح کا بھی بیان ہے کہ آپ میں نخوت نہ تھی۔

۳۸۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ فِيهِ دُودٌ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. ۳۸۳۳- إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ سَمِعَ مَرُوفًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أْكَلَ تَمْرًا فِيهِ دُودٌ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ».

(المعجم ۴۳) - **بَابُ الْإِقْرَانِ فِي التَّمْرِ**
عِنْدَ الْأَكْلِ (التحفة ۴۴)

۳۸۳۴- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سَحِيمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ تَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَكَ. ۳۸۳۴- حَضْرَتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعُوا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أْكَلَ تَمْرًا فِيهِ دُودٌ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ».

🌞 **فائدہ:** یہ ارشاد آداب مجلس اور آداب طعام سے متعلق ہے کہ جب اجتماعی طور پر بیٹھے ہوئے کھانا یا کھجوریں وغیرہ کھا رہے ہوں تو انسان کو اپنے شرف اور دوسروں کے حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

(المعجم ۴۴) - **بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ اللَّوْنَيْنِ عِنْدَ الْأَكْلِ** (التحفة ۴۵)

۳۸۳۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ۳۸۳۵- حَضْرَتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعُوا مَرُوفًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أْكَلَ تَمْرًا فِيهِ دُودٌ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ».

۳۸۳۴- **تخریج:** [صحیح] أخرجه أحمد: ۷/۲ عن محمد بن فضيل بن غزوان به، ورواه البخاري، ح: ۵۴۴۶، ومسلم، ح: ۲۰۴۵ من حديث جبلة بن سحيم به.

۳۸۳۵- **تخریج:** أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الفناء، ح: ۵۴۴۷، ومسلم، الأشربة، باب أكل الفناء

کھجور سے متعلق احکام و مسائل

النَّسْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَاءَ بِالرُّطَبِ.

۳۸۳۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ نَصِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ الْبَطِيخَ بِالرُّطَبِ فَيَقُولُ: «نَكْسِرُ حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هَذَا، وَبَرْدَ هَذَا بِحَرِّ هَذَا».

۳۸۳۶- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تربوز اور تازہ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے اور فرماتے: ”ہم اس (کھجور) کی گرمی کا اس (تربوز) کی ٹھنڈک سے اور اس کی ٹھنڈک کا اس کی گرمی سے توڑ کرتے ہیں۔“

🌞 فائدہ: اس حدیث سے چیزوں کی طبائع اور خواص کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے جو کہ طب قدیم میں معروف ہے۔ درحقیقت خواص اشیاء کے حوالے سے ٹھنڈک اور گرمی سے مراد وہ ٹھنڈک اور گرمی نہیں جو تھرمامیٹر سے ناپی جاسکتی ہے بلکہ ان اشیاء کے استعمال سے انسان کو جسم میں جو کیفیت محسوس ہوتی ہے اس کو ٹھنڈک یا گرمی سے تشبیہ دے کر اس کے اظہار کرنے کا طریقہ زمانہ قدیم سے اطباء اور عام انسانوں میں رائج ہے۔ حتیٰ کہ انگریز ڈاکٹر بھی اس کھانے کو جس میں مرچیں اور مسالے زیادہ شامل کر دیے جائیں Very Hot کہتے ہیں خواہ وہ کھانا حرارت کے حوالے سے ٹھنڈا ہی کیوں نہ ہو۔

۳۸۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مَرْيَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ ابْنِ بُسْرِ السُّلَمِيِّ قَالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا، وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ.

۳۸۳۷- سلیم بن عامر نے بسر کے دو بیٹوں سے روایت کیا جو قبیلہ بنو سلیم سے تھے (اور ان کا نام عبداللہ اور عطیہ نقل ہوئے ہیں) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کی خدمت میں مکھن اور کھجور پیش کی اور آپ مکھن اور کھجور پسند فرمایا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: کھانے میں دو چیزیں یا دو قسم کے کھانے جمع کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اسراف اور ترذُّع یعنی محض

◀ بالرطب، ح: ۲۰۴۳ من حدیث إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ.

۳۸۳۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل البطيخ بالرطب، ح: ۱۸۴۳ من حدیث هشام بن عروة به، وقال: "حسن غريب".

۳۸۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب التمر بالزبد، ح: ۳۲۳۴ من حدیث عبدالرحمن بن يزيد بن جابر به * ابن بسر هما عبد الله وعطية.

خوش حالی اور خوش خوراک کا اظہار نہ ہو۔

باب: ۳۵- اہل کتاب (یہود و نصاریٰ)

کے برتنوں میں کھانا؟

۳۸۳۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد پر جاتے تھے تو ہم مشرکوں سے برتن اور مشکیزے لے کر استعمال کر لیتے تھے اور آپ ﷺ اسے عیب نہ سمجھتے تھے۔

(المعجم ۴۵) - بَابُ: فِي اسْتِعْمَالِ آيَةِ

أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ۴۶)

۳۸۳۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ يَزِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصِيبُ مِنْ آيَةِ الْمُشْرِكِينَ وَأَسْقَيْتِهِمْ، فَسَمِعْتُ بِهَا فَلَا يَعْيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ.

🌞 فائدہ: مشرکین یا اہل کتاب کے متعلق جب یہ یقین ہو کہ ان کے برتن پاک صاف ہیں اور کسی حرام شے سے آلودہ نہیں ہیں تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر شبہ ہو تو انہیں دھو کر پاک کرنا چاہیے خصوصاً عیسائی، یہودی اور مشرک ممالک میں غالب گمان ہوتا ہے کہ وہ لوگ حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے تو وہاں احتیاطاً دھولینا ضروری ہے۔

۳۸۳۹- حضرت ابو ثعلبہ حشاشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم اہل کتاب کی ہمسائیگی میں رہتے ہیں جب کہ وہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر پکاتے اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں کوئی اور برتن مل جائے تو ان میں کھاؤ اور پیو اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور نہ ملیں تو انہیں پانی سے اچھی طرح دھو کر ان میں کھاپی لیا کرو۔“

۳۸۳۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللَّهِ مُسْلِمِ بْنِ مِسْكَمٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّا [نَجَاوِرُ] أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبُخُونَ فِي فُذُورِهِمُ الْخِنْزِيرَ، وَيَشْرَبُونَ فِي آيَتِهِمُ الْخَمْرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحَضُوا بِالْمَاءِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا».

۳۸۳۸- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳۷۹ عن عبد الأعلى به.

۳۸۳۹- تخریج: [استادہ صحیح] أخرجه البيهقي: ۱/۳۳ من حديث أبي داود به.

۳۸۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
التَّمِيمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو
الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَأَمَرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، نَتَلَقَّى
عَبْرًا لِقُرَيْشٍ، وَرَوَدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمَرٍ لَمْ
نَجِدْ لَهُ غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ
يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً كُنَّا نَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ
الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنْ مَاءٍ فَتَكْفِينَا
يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعَصِينَا
الْحَبْطَ، ثُمَّ نَبْلُهُ بِالْمَاءِ فَتَأْكُلُهُ. قَالَ:
وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرَفَعَ لَنَا
سَكَنِيَّةَ الْكَيْسِ الضَّخْمِ، فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هُوَ
دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَبْرَةَ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ
وَلَا تَجِلُّ لَنَا، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ
اضْطَرَرُّنَا إِلَيْهِ فَكُلُوا، فَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا
وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ حَتَّى سَجِمْنَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ:
«هُوَ رِزْقُ أَخْرَجَهُ اللَّهُ لَكُمْ فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ
لَحْمِهِ شَيْءٍ فَتُطْعَمُونَا مِنْهُ؟» فَأَرْسَلْنَا مِنْهُ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَكَلَ.



سمندری جانوروں سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۴۶- سمندری جانوروں کا حکم

۳۸۴۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک مہم میں) روانہ
فرمایا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر
فرمایا، ہم نے قریش کا ایک قافلہ پکڑنا تھا۔ آپ نے
ہمیں زاہرہ کے طور پر ایک تھیلا کھجوروں کا عنایت فرمایا
ہمیں اس کے علاوہ اور کچھ نہ ملا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ
ہمیں ایک ایک دانہ کھجور دیا کرتے تھے ہم اسے جوستے
رہتے جیسے کہ بچہ جوستے ہے پھر اس پر پانی پی لیتے تو وہ
ہمیں ایک دن رات تک کے لیے کفایت کرتا تھا۔ اور ہم
اپنی لائٹھوں سے درختوں سے پتے جھاڑتے، انہیں پانی
میں بھگو لیتے، پھر انہیں کھا جاتے تھے۔ انہوں نے بیان
کیا کہ ہم ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلے تو ہمیں ایک
بہت بڑے ٹیلے جیسی چیز نظر آئی۔ ہم اس کے پاس پہنچے
تو وہ ایک جاندار چیز تھی جسے غبر کہا جاتا ہے۔ حضرت
ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مردار ہے جو ہمارے لیے حلال
نہیں، پھر کہنے لگے: نہیں، بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے
ہوئے ہیں اور اللہ کی راہ میں نکلے ہیں اور اس کے محتاج
بھی ہیں لہذا تم اسے کھا سکتے ہو۔ چنانچہ ہم وہاں اس کے
پاس ایک مہینہ تک رہے ہماری تعداد تین سو تھی (ہم اس
میں سے کھاتے رہے) حتیٰ کہ ہم فریہ ہو گئے۔ پھر جب ہم
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے

گھی میں چوہا گر جائے تو اسے کھانے سے متعلق احکام و مسائل
آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”وہ رزق تھا جو
اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تھا، کیا اس میں سے کچھ
تمہارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ؟“ چنانچہ ہم نے
اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا جسے
آپ نے تناول فرمایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”عزبر“ بہت بڑی وہیل مچھلیوں کی ایک قسم ہے۔ اس کے ابھرے ہوئے سر سے تیل
(Sperm Oil) نکلتا ہے جو مشینری کو چکنا چتا ہے (Lubricant) اور اس کی انتڑیوں سے معروف خوشبو ”عزبر“ حاصل
ہوتی ہے۔ بہت بڑی مچھلی جب پانی کی شدہ زور موجوں کے ذریعے سے ساحل کے کم گہرے حصوں پر آ کر پھنس
جاتی ہے اور موجوں کی واپسی کے وقت واپس نہیں جاسکتی تو کنارے پر ہی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔
مرنے والے جانداروں کے جسم میں گلنے سڑنے (Decomposition) کا عمل انتڑیوں وغیرہ سے شروع ہوتا
ہے کہ اس میں فضلات ہوتے ہیں۔ اس بڑی وہیل کی انتڑیوں میں انتہائی خوشبودار چکنا چتا مادہ عزبر موجود ہوتا ہے جو
انتڑیوں سے گلنے سڑنے کے عمل کو شروع نہیں ہونے دیتا۔ اس لیے اس کا گوشت نسبتاً زیادہ عرصے کے لیے محفوظ رہتا
ہے۔ بحیرہ قلزم کے دونوں طرف، عرب اور افریقہ میں گوشت کی دوسری اقسام کے علاوہ مچھلی کو دھوپ میں خشک
کرنے کا طریقہ قدیم سے موجود تھا اور اب تک موجود ہے۔ ان علاقوں کی منڈیوں میں آج بھی بڑی مقدار میں
خشک مچھلی بکتی ہے جو بالکل خشک لکڑی کی طرح محسوس ہوتی ہے۔ اب آسٹریلیا وغیرہ میں جدید طریقوں کے مطابق
بڑی مقدار میں مچھلی کو خشک کر کے ان علاقوں سمیت دنیا بھر میں فروخت کیا جاتا ہے۔

② تین سو صحابہ نے ایک مہینے تک اس محفوظ شدہ مقوی غذا کو استعمال کیا اور ساتھ لے آئے جو بارگاہ رسالت
مآب میں بھی پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خشک دستی کے عالم میں جہاد کے اس موقع پر ایسی غذا کی فراہمی
اللہ کی طرف سے خصوصی انعام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اشاعت اسلام میں جس عزیمت کی مثالیں قائم کی ہیں
دنیا کی کوئی تحریک اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت، اطاعت امیر اور صبر و جانفشانی
کے بغیر دین و دنیا کا کوئی کام کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔

③ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ سمندری جانور مچھلی کے حکم میں ہیں، یعنی وہ از خود مر جائیں تب بھی حلال ہیں، جیسا
کہ گذشتہ حدیث: ۳۸۱۵ میں گزرا ہے۔ ④ نیز مبارک چیز سے حصہ لینے کی خواہش کرنا معیوب نہیں ہے۔

(المعجم ۴۷) - بَابُ: فِي الْفَأْرَةِ تَعُفُ
باب: ۴۷- گھی میں اگر چوہا گر جائے تو؟
فِي السَّمَنِ (التحفة ۴۸)

۲۶- کتاب الأطعمة

گھی میں چوہا گر جائے تو اسے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

۳۸۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۸۴۱- ۱م المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ

کہ گھی میں چوہا گر گیا، نبی ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے

ابن عبد الله عن ابن عباس، عن ميمونة:

فرمایا: ”(چوہا اور) اس کے ساتھ ساتھ جو ہے وہ گرا دو اور

أَنَّ فَارَةَ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ

باقی کھالو۔“

فَقَالَ: «الْقُوا مَا حَوْلَهَا وَكُلُّوا».

☀️ فائدہ: ارد گرد گھی جہاں تک متاثر ہوا اسے نکالنے کے بعد باقی گھی استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اگلی دونوں

احادیث میں جسے ہوائے اور پگھلے ہوئے گھی میں فرق بیان کیا گیا ہے۔ محدثین بلکہ خود امام بخاری رحمہ اللہ نے آگے

آنے والی حدیث کو کئی علل اور اوہام کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن اکثر فقہاء نے یہی کہا ہے کہ گھی جما ہوا

ہو تو ارد گرد کے گھی سمیت چوہا نکال کر باقی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر پگھلا ہوا ہو تو اسے کھانے میں استعمال نہ کیا

جائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ بعض محدثین نے گھی یا تیل چاہے پگھلا ہوا ہو اس میں ارد گرد سے

سارا متاثرہ تیل نکال کر باقی کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ خوردنی تیل ملائیشیا وغیرہ سے بڑے بڑے بحری

جہازوں میں آتا ہے۔ ان جہازوں میں چوہے وغیرہ مستقل بسیرا کر رہتے ہیں اگر ایک چوہا گرنے سے سارا تیل

ضائع کرنا پڑے تو یہ ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے بھی اس کی مؤید ہے۔



۳۸۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ

۳۸۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،

وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ، قَالَ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گھی میں چوہا گر جائے تو

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ

اگر وہ جما ہوا ہو تو چوہا اور اس کے ارد گرد جو ہو اسے گرا دو

الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي

اور اگر وہ سیال (پگھلا ہوا) ہو تو اس کے قریب مت جاؤ۔“

هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا

وَقَعَتْ الْفَارَةُ فِي السَّمْنِ، فَإِنْ كَانَ جَامِدًا

فَالْقُوا مَا حَوْلَهَا، وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا

تَقْرُبُوهُ».

۳۸۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: إذا وقعت الفارة في السمن الجامد أو الذائب،

ح: ۵۵۳۸ من حديث سفيان بن عيينة به.

۳۸۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۶۵ عن عبد الرزاق به، وهو في المصنف، ح: ۲۷۸،

وصححه ابن الجارود، ح: ۸۷۱ * الزهري عنن، وأشار البخاري إلى تضعيفه، انظر، ح: ۵۵۳۸.

کھانے میں مکھی وغیرہ گر جائے تو اسے کھانے سے متعلق احکام و مسائل

حسن (بن علی) نے کہا کہ عبدالرزاق نے بیان کیا کہ معمر نے یہ روایت کئی دفعہ بسند زہری، عبید اللہ بن عبد اللہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کی۔

قَالَ الْحَسَنُ: قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَرُبَّمَا حَدَّثَ بِهِ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۳۸۴۳- احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں عبدالرحمن بن بوزویہ نے معمر سے خبر دی، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی ﷺ سے۔ اسی (حدیث) کے مثل روایت کی جو زہری نے ابن میتب سے روایت کی ہے۔

۳۸۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بُذَوَيْهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ.

باب: ۴۸- مکھی اگر کھانے میں گر جائے تو؟

(المعجم ۴۸) - بَابُ فِي الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ (التحفة ۴۹)

۳۸۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے اسی میں ڈبو لو بلاشبہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے اور یہ اپنے بیماری والے پر سے اپنا بچاؤ کرتی ہے لہذا اسے ساری کوڑ بولینا چاہیے۔“

۳۸۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فامْقلوه فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ، وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ، فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ».

۳۸۴۳- تخریج: [ضعیف] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب الفأرة تقع في السمن، ح: ۴۲۶۵ من حديث عبدالرزاق به، وانظر الحديث السابق.

۳۸۴۴- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۵ من حديث بشر بن المفضل به، وهو في مسند أحمد: ۲۲۹/۲، وله شواهد عند البخاري، ح: ۳۳۲۰، والطحاوي في مشكل الآثار: ۲۸۳/۴ وغيرهما.

۲۶- کتاب الأطعمۃ

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① جدید میڈیکل سائنس میں یہ بات مسلمہ ہے کہ مکھی اپنے جسم کے کچھ اعضاء میں ایسے جراثیم اٹھائے پھرتی ہے جو بیماری پیدا کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس بات کی خبر دے دی جب انسان جدید طب اور جراثیم وغیرہ اٹھائے پھرنے والے جانداروں کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اس کے ساتھ نبی ﷺ نے مزید بتایا کہ اس مکھی کے جسم میں وہ دفاعی عنصر موجود ہوتا ہے جو اس بیماری سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ بات جدید تجربات سے اور زیادہ واضح ہو گئی ہے ہر قسم کی ویکسین جسم کے اندر اسی نظام دفاع کو مضبوط کرتی ہے جس کے سبب بیماری کے جراثیم جسم تک پہنچ جانے کے باوجود بیماری پیدا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس بارے میں ازہر یونیورسٹی کے شعبہ حدیث کے مدیر ڈاکٹر محمد ایم السمعی نے ایک آنریبل میں تحریر کیا کہ مکھی اپنے ساتھ ایک بیماری کے جراثیم (Pathogens) اور ان کا تریاق (antidote) بیماری کے خلاف دفاع کو مضبوط کرنے والا عنصر اٹھائے پھرتی ہے۔ جب وہ کسی مائع (Liquid) پر ٹپھتی ہے تو اس میں وہ جراثیم منتقل کر دیتی ہے جبکہ فطری طور پر جسم کے ان حصوں کو ڈوبنے سے بچاتی ہے جن میں تحفظ دینے والے عناصر ہوتے ہیں۔ مکھی پوری ڈوب جائے تو وہ تحفظ دینے والے عناصر (تریاق) بھی مائع میں منتقل ہو کر بیماری کے خطرے کو کم کر دیتے ہیں۔ (دیکھیے حاشیہ صحیح بخاری حدیث: ۳۲۲۰- از ڈاکٹر محمد حسن خان)

باب: ۴۹- کھانے کا لقمہ نیچے گر جائے تو؟

(المعجم ۴۹) - بَابُ: فِي اللَّقْمَةِ

نَسَقَطُ (التحفة ۵۰)



۳۸۴۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۳۸۴۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرما لیتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے اور فرماتے: ”جب کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اس سے لگی آلودگی کو دور کر کے اسے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔“ اور آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پلیٹ کو انگلی سے صاف کر لیا کریں اور فرمایا: ”تم میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ طعام کے کس حصے میں اس کے لیے برکت ڈالی گئی ہے۔“

قال: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعَقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ: «إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ»، وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الصَّحْفَةَ وَقَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَذَرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ بَيَّارُكَ لَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث اور اگلی دونوں احادیث کی رو سے کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا یا چٹو لینا سنت ہے۔ ② گرا ہوا لقمہ اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔ ③ قابل استعمال کھانے کو ضائع کرنا شیطان کو دینا

۳۸۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، الأثرية، باب استحباب لعق الأصابع والقصة... الخ، ح: ۲۰۳۴ من حدیث حماد بن سلمة به.

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

ہے۔ ۵۰ اپنی پلیٹ میں کھانا اتنا ہی لینا چاہیے جتنی ضرورت ہو اور پھر آخر میں برتن کو خوب صاف کرنا چاہیے۔ یہ کوئی معیوب کام نہیں بلکہ عین سنت ہے اور اس میں غرور و تکبر کا علاج بھی ہے۔ اسی طرح روٹی کے ٹکڑے بھی ضائع کرنا جائز نہیں تا معلوم کس میں برکت ہو۔

باب: ۵۰- خادم اپنے مالک کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے

(المعجم ۵۰) - بَابُ: فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى (التحفة ۵۱)

۳۸۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارا خادم تمہارے لیے کھانا تیار کر کے تمہیں پیش کرے جبکہ وہ اس کی گرمی اور دھواں برداشت کرتا رہا ہو تو چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے اگر کھانا کم اور اس کے طلب گار زیادہ ہوں تو (بھی) مناسب ہے کہ ایک دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔“

۳۸۴۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامًا ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيَقْعِدْهُ مَعَهُ، فَلْيَأْكُلْ، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أَكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ».

فائدہ: غلاموں اور خادموں کے ساتھ حسن معاملہ اور ان کی ہر ممکن دلجوئی اسلامی تہذیب و ثقافت کا حصہ ہے۔ ان کا دل توڑنا ان کو حقیر سمجھنا یا ان کی تحقیق کرنا بہت بڑا عیب ہے اور شرعاً بھی درست نہیں ہے۔

باب: ۵۱- کھانے کے بعد رومال سے ہاتھ صاف کرنا

(المعجم ۵۱) - بَابُ: فِي الْمُنْدِيلِ (التحفة ۵۲)

۳۸۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اسے چاٹ نہ لے یا چٹوانہ لے۔“

۳۸۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحَنَّ يَدَهُ بِالْمُنْدِيلِ

۳۸۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل... الخ، ح: ۱۶۶۳ عن القعنبي به، ورواه البخاري، ح: ۲۵۵۷ من طريق آخر عن أبي هريرة به.

۳۸۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصة... الخ، ح: ۲۰۳۱ من حديث ابن جريج، والبخاري، الأطعمة، باب لعق الأصابع ومصها قبل أن تمسح بالمنديل، ح: ۵۴۵۶ من حديث عطاء بن أبي رباح به.

۲۶- کتاب الاطعمه

حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يَلْعَقَهَا»

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کی نفاست طبع کا تھا ضا تھا کہ آپ کھانا کھاتے ہوئے پانچوں انگلیوں کی بجائے تین یعنی انگوٹھا اور دو انگلیوں کو استعمال فرماتے۔ (دیکھیے: حدیث: ۳۸۳۸) طعام کھانے کے لیے ہے اور جو انگلیوں پر لگا رہ جائے اسے ضائع کرنے کا کوئی جواز نہیں اس کا کھالینا ہی مناسب ترین ہے۔ خاندان میں محبت اور اپنائیت کے جوڑے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے گھر کے افراد ایک دوسرے کا بچا ہوا کھانا کھاتے ہیں جو کہ انتہائی پیارا اور پسندیدہ عمل ہے۔ نیز کھانا کھاتے ہوئے اگر سرائن وغیرہ انگلیوں کو لنگ جائے تو وہ اپنے بچوں کو یا اپنی بیوی کو یا دیگر افراد کو چٹو اڑے تو یہ عمل جائز اور مباح ہے۔ ② انگلیاں چاٹ کر یا چٹوا کر و مال سے ہاتھ صاف کر لینا جائز ہے اور شرعاً یہ ضروری نہیں کہ ہاتھ فوری طور پر پانی ہی سے دھوئے جائیں البتہ سونے سے پہلے دھو لینا زیادہ بہتر ہے۔

(دیکھیے: حدیث: ۳۸۵۲)

www.KitaboSunnat.com

۳۸۴۸- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ نبی ﷺ کھانا تین انگلیوں سے کھایا کرتے تھے اور اپنا ہاتھ اس وقت تک نہیں پونچھتے تھے جب تک کہ اس کو چاٹ نہیں لیتے تھے۔

۳۸۴۸- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو

مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعٍ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا.

باب: ۵۲- کھانا کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھے؟

(المعجم ۵۲) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ (التحفة ۵۳)

۳۸۴۹- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ دسر خوان اٹھا لیے جانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودَّعٍ وَلَا مُسْتَعْنَى عَنْهُ رَبَّنَا] ”ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے بہت زیادہ پاکیزہ

۳۸۴۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

يَحْيَى عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودَّعٍ وَلَا

۳۸۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، الأثرية، باب استحباب لعق الأصابع والقصة... الخ، ح: ۲۰۳۲ من حديث أبي معاوية الضرير به.

۳۸۴۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح: ۳۴۵۶ من حديث يحيى القطان، والبخاري، ح: ۵۴۵۸ من حديث ثور به.

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

اور برکت ڈالی گئی ہے اس میں نہ کفایت کیا گیا (کہ مزید کی ضرورت نہ رہے) اور نہ اسے وداع (چھوڑا) کیا گیا ہے اور نہ اس سے بے نیاز ہوا جاسکتا ہے اسے ہمارے رب۔“

فائدہ: ((غَيْرَ مُكْفِيٍّ الخ)) انسان ایک دفعہ کھانے کے بعد پھر سے اس کا طلب گار ہوتا ہے اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا لہذا کھانے جیسی نعمت کا شکر بھی اسی طرح کا ہونا چاہیے جو اس کے مہتم بالشان ہو اور یہ نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی ادویہ ہی کے ذریعے سے ممکن ہے۔

۳۸۵۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ پڑھا کرتے تھے [الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مُسْلِمِينَ] ”سب تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔“

۳۸۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رِيَّاحٍ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ غَيْرِهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مُسْلِمِينَ».

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن صحیح احادیث میں دیگر دعائیں مذکور ہیں ان میں سے کوئی بھی دعا مانگی جاسکتی ہے۔

۳۸۵۱- حضرت ابوباب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

کہ رسول اللہ ﷺ جب کچھ کھاتے پیتے تو یوں کہا کرتے تھے: [الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَ سَقَى وَ سَوَّغَهُ وَ جَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا] ”حمد اس اللہ کی جس نے کھلایا پلایا، اسے خوش گوار بنایا اور اس کے باہر نکلنے کا

۳۸۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُبَلِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا

۳۸۵۰- تخریج: [ضعیف] أخرجه أحمد: ۳۲/۳ عن وكيع به، ورواه الترمذي في الشامل، ح: ۱۹۱، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۰۱۲۱، وعمل اليوم والليلة، ح: ۲۸۹ من حديث سفيان الثوري به * إسماعيل بن رباح مجهول، وغيره مجهول، وللحديث طريقان ضعيفان عند الترمذي، ح: ۳۴۵۷، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۲۹۰.

۳۸۵۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۰۱۱۷، وعمل اليوم والليلة، ح: ۲۸۵ من حديث عبد الله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۵۱.

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَظَّمَ بِنَادِيَا»
أَطْعَمَ وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا».

🌞 فائدہ: یوں تو ہر نعمت اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے، لیکن مذکورہ بالا چاروں نعمتیں اپنے ضمن میں مزید بے شمار نعمتیں لیے ہوئے ہیں جو بجائے خود قابلِ حمد ہیں۔

(المعجم ۵۳) - بَابُ: فِي غَسْلِ الْيَدِ
مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ۵۴)

۳۸۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ وَفِي يَدِهِ عَمَرٌ وَلَمْ يَغْسِلْهُ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ».

۳۸۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس حال میں سو گیا کہ اس کے ہاتھ پر چکنائی لگی رہ گئی اور اس نے اس کو دھویا نہیں اور پھر اسے کچھ ہو گیا تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔“

🌞 فائدہ: کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے بالخصوص سونے سے پہلے۔ چکنائی کی بو پا کر کوئی کھڑا کھڑا بھی کاٹ سکتا ہے اور یہ کھانا خراب ہو کر کسی بیماری کا سبب بھی بن سکتا ہے اس لیے کھانے کے بعد صرف ہاتھ ہی نہیں بلکہ منہ بھی صاف کرنا چاہیے جس کا ذکر دوسری احادیث میں ملتا ہے۔ اسلام ہر حالت میں نظافت اور پاکیزگی کی تاکید کرتا ہے۔

(المعجم ۵۴) - بَابُ: فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ الطَّعَامِ إِذَا أَكَلَ عَنْدهُ (التحفة ۵۵)

۳۸۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَنَعَ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيْهَانِ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا، فَدَعَا النَّبِيَّ ﷺ

۳۸۵۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے لیے کھانے کا اہتمام کیا اور آپ کو اور آپ کے صحابہ کو بلایا۔ چنانچہ جب وہ فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بھائی کو اس کا عوض پیش کرو۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ

۳۸۵۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب من بات وفي يده ريع غمر، ح: ۳۲۹۷ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۵۴.

۳۸۵۳- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرده أبو داود* أبو خالدة الدالاني عن عنن وتقدم حاله، ح: ۳۷۵۶، و"رجل" مجهول.

کھانا کھانے سے متعلق دیگر احکام و مسائل

وَأَصْحَابُهُ، فَلَمَّا فَرَعُوا قَالَ: «أُثْبِتُوا أَحَاكُمُ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِثَابَتُهُ؟ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ، فَأُكِلَ طَعَامُهُ وَشُرِبَ شَرَابُهُ، فَدَعَا آلَهُ، فَذَلِكَ إِثَابَتُهُ».

کے رسول! اس کا عوض اور بدل کیا ہو؟ آپ نے فرمایا: ”جب کسی کے گھر جایا جائے، اس کا کھانا کھایا جائے، پانی پیا جائے تو اس کے لیے دعا کی جائے۔ یہی اس کا عوض اور بدل ہے۔“

☀ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح احادیث میں میزبان کے لیے دیگر دعائیں بھی مذکور ہیں جن میں سے صحیح مسلم کی یہ دعا مذکور ہے: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ فَاعْفِرْ لَهُمْ فَارْحَمْهُمْ» دوسرے نسخے میں ہے: [واغفرلهم وارحمهم] ”اے اللہ! تو نے ان اہل خانہ کو جو کچھ دیا ہے، اس میں برکت عطا فرما“ ان کی غلطیاں کو تاپیاں معاف فرما اور ان پر رحم فرما۔“ (صحیح مسلم، الأشربة، حدیث: ۲۰۴۲) نیز میزبان خود بھی دعا کے لیے کہہ سکتا ہے۔

۳۸۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامُكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ».

۳۸۵۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جناب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے روٹی اور روغن زیتون پیش کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا، پھر نبی ﷺ نے یوں فرمایا: [أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ وَ أَكَلَ طَعَامُكُمْ الْأَبْرَارُ وَ صَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ] ”روزے دار تمہارے ہاں افطار کیا کریں، نیک صالح لوگ تمہارا کھانا کھایا کریں اور فرشتے تمہیں دعائیں دیا کریں۔“

☀ توضیح: ان کلمات کا ترجمہ جملہ انشائیہ کے طور پر ہو تو یہ دعا ہے جیسے کہ اوپر ترجمے سے ظاہر ہے اور جو حضرات ان کلمات کا ترجمہ بطور خبر کرتے ہیں تو اس صورت میں یہ کلمات دعائیں نہیں بنتے ”یعنی روزے داروں نے تمہارے ہاں روزہ افطار کیا۔ صالح لوگوں نے کھانا کھایا اور فرشتوں نے دعائیں دیں۔“ اس صورت میں اس کا مصداق خود رسول اللہ ﷺ اور دیگر شرکائے دعوت تھے۔ تاہم یہ دعائے کلمات بھی بن سکتے ہیں جیسا کہ پہلے ترجمے سے واضح ہے اس لیے ان کلمات کو دعا کے طور پر پڑھنا بھی صحیح ہے۔

۳۸۵۴- [حسن] أخرجه أحمد: ۱۳۸/۳ عن عبد الرزاق به مطولاً، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۷۹۰۷، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ۱۲۶۸، وللحديث شواهد كثيرة جداً، انظر نيل المقيود، ۳/ ۸۶۰، بئر الله لنا طبعه.

